TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226327
UNIVERSAL
LIBRARY

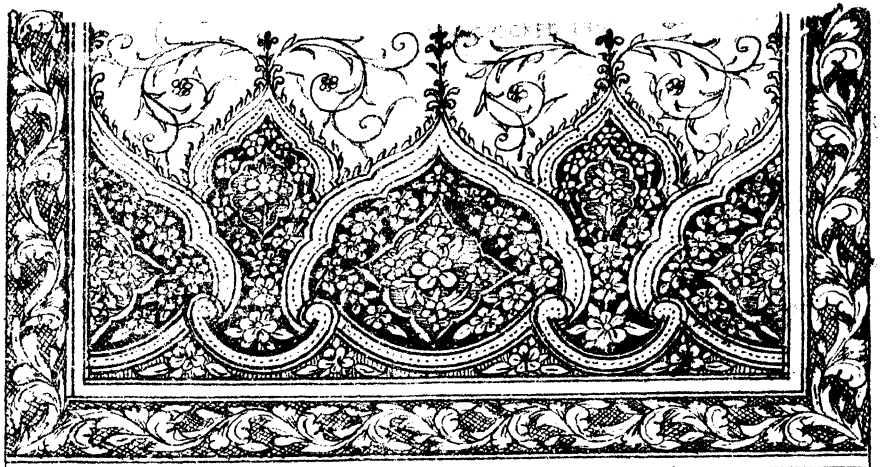
مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

الحمد للّٰه والمنه که کتاب مستطاب مقبول خاص و عام و حجت آلاغر و آوسپر آنحضرت خیر الانام مسمی

صادقهٔ مغازی

باهتمام بنده احقر الانام امید دار افضال ذوالجلال والاکرام وزیر علی فخری نظامی

در مطبع فخر نظامی طبع شد



بسم الله الرحمن الرحيم

تذکرہ حالات شیخ المحدثین امام المورخین محمد واقدی رحمۃ اللہ القوی

امام فتح الدین محمد معروف بابن سید الناس اپنی کتاب عیون الاثر مین فرماتے ہین کہ ابو عبد اللہ محمد بن عمر واقد مدنی سنہ ۱۳۰ مین پیدا ہوے اور گیارہ ذی الحجہ سنہ مین ستاسی برس کے ہوکر انتقال فرمایا سخاوت مین مشہور علم و فضل مین معروف تھے ابن ابی ذئب اور معمر بن راشد اور مالک بن انس اور محمد بن عبد اللہ اور محمد بن عجلان اور ربیعہ بن عثمان اور ابن جریج اور اسامہ اور محمد بن اسحق اور احمد بن حنبل اور عبد بن حسن رحمہم اللہ سے حدیث سنی زمین کے مشرق اور مغرب مین سیر کی مغازی اور سیر اور طبقات اور احادیث سے ماہر اپنے وقت کے واقعات اور زمانہ گذشتہ کے حالات سے واقف تھے سنہ ۱۷۰ مین وارد بغداد ہوے اور مامون رشید کے کسی لشکر مین قاضی ہوگئے مغازی اور اختلاف کا علم انھین بہت تھا محمد بن سلام کہتے ہین کہ واقدی اپنے زمانے کے علما سے تھے واقدی فرماتے تھے کہ دوسرون کی کتابین اون کے حفظ سے زائد اور میرا حفظ میری کتابون سے بہت زائد ہے اور کہا کہ مین شہدا اور صحابہ کی اولاد اور موالی سے ملا اور اونکے حالات پر مطلع ہوا اکثر واقعات وہین کے رہنے والون سے برسر موقع جاکر دریافت کئے کسی نے واقدی سے کہا کہ آپ مختلف سندین جمع کرکے ایک متن کردیتے ہین

فرمایا اسلئے کہ طوالت نہوا برآہیم ہرل سے پوچھا گیا کہ احمد کیون واقدی سے انکار کرتے ہین کہا اس لئے
کہ وہ مختلف سندون کو ایک متن پر جمع کر دیتے ہین در آوردی نے کہا واقدی حدیث مین امام المحدثین
تھے مصیب بن سہری نے کہا واللہ ہمنے واقدی کا مثل نہین دیکھا اور عیسی بن میسن اور مسیبی نے انھین
ثقہ اور مامون کہا عباس عنبری نے انہین عبدالرزاق سے محبوب تر قرار دیا بعضون نے انکی تضعیف
کی مگر وجہ یہہ ہے کہ علم واقدی کا بہت وسیع تھا اور روایتین انکی غریب تھین بعضے ضعیف کا گمان کر بیٹھے
علی بن المدینی نے کہا بیس ہزار حدیث واقدی کے پاس وہ تھین جو ہم نے نہین سنین **تقسیم روایات**
فن تاریخ وطریق روایت اسی امت کے حصے مین ہی جس طرح اونہون نے اپنے دینی واقعات باستناد
وصحت محفوظ رکھے دوسری قومون مین اسکا نظیر نہین ملتا آنحضرت صلعم کے بعد علماے امت نے اخبار
وآثار کے جمع کرنے پر کمر باندہی اور جو ملا کچا کیا پھر باعتبار ضعف وصحت تین درجے کر دئے گئے **اقابل**
اطمینان یعنے وہ روایتین جو بحسب شروط علماے حدیث عقلی ونقلی شبہات سے بالکل پاک
ہین ان پر احکام کا مدار دین کا اعتماد کیا گیا **۲ مظنون** جسکے صحیح ہونے کے قرائن غلط ہونے سے
قوی اور غالب ہین ترغیب یعنے کسی اچھے کام کے فضائل اور ترہیب یعنے کسی بُری بات کی سزا اور مذمت
مین معتمد ہین اور احکام ثابت کی تائید اور ترجیح مین بھی کام دیتی ہین احکام کا مدار اس پر نہین ہی **۳ مشکوک**
جس مین غلطی کے وجوہ صحت پر غالب ہین یہہ گومردود وغیر معتبر ہے مگر کسی امر ثابت کی تفصیل وتصریح
مین بشرطیکہ کوئی محذور لازم نہ آئے کچھ کچھ مدد ملجاتی ہے اور تاریخی واقعات کی اصل قسم اول سے اور
تفصیل قسم دوم سے اور ترتیب وغیرہ قسم سوم سے ثابت ہوسکتی ہے اسلئے تاریخی امور کو احکام مین
دخل نہین ہی اور جس قدر ضرورت پڑتی ہی وہ بعد تنقید وتصحیح روایت کے البتہ محض قسم سوم سے
دینی تاریخ اور قابل التفات واقعات مقبول نہین الحاصل تاریخی کتابون مین وہ جانچ جو روایات
فقہی واخبار نبوی کے لئے معتبر ہے نہ چاہئے ہان اس قدر دیکھ لینا کہ اصل اسکی یقینی یا غالبی طور پر ثابت
ہی اور کسی امر معتمد اور حکم مستند کے مخالف نہین کافی ہے ورنہ ترتیب وتفصیل جو ایک دلچسپ واقعی
اور مسلسل بیان کی حد مین لے آئے مشکل ہوگی پس جہان تک امام واقدی رح نے بیان فرمایا اوس کی
اصلین احادیث اور روایات معتبرہ مین پائی جاتی ہین صرف جزئی تفصیلات بعض بعض مقامون پر
محدثین نے ذکر نہین کین اور غالبًا اسلئے کہ اونہین انکی کچھ ضرورت نہ تھی اور نہ ادہر توجہ مزید ہوئی اور

نہ ایسے مقدس راوی ملے اس طالب کامل و محقق فاضل کے مرویات سے خواہ مخواہ وحشت پیدا ہوئی اور بعضون نے کچھہ کلام بھی کیا مگر وہ مطاعن علم حدیث کے ساتھہ خاص ہین اگر واقدی کسی روایت سے کوئی شرعی حکم مستنبط کرین اور وہ روایت بحسب شرط محدثین مخدوش ہو تو البتہ محل طعن ہو تاریخی واقعات کا ثبوت اون شرایط و شوارد پر موقوف نہین اور علماے حدیث کا ادھر التفات نہ فرمانا یا مرویات واقدی کو نہین لینا اس امر کی دلیل نہین کہ مغازی رسول جو واقدی سے طالب دجویا نے جمع کئے غیر معتبر ہو جائین بہرکیف

یہہ کتاب تواریخ مین اعلی درجہ کا اعتماد رکھتی ہے

آنحضرت صلعم کا مبعوث ہونا اور مکہ والون کی مخالفت و انکار رات و نکی اذیت رسانی پر اصرار مدینہ والون کا اسلام لانا اور آپکا ہجرت فرمانا

جب ہمارے اور تمام عالم کے سردار نبی مختار احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس برس کے ہوے حق سبحانہ تعالی نے آپ پر وحی بھیجی اور حکم کیا کہ اہل مکہ کو توحید کی طرف رغبت دلائین بت پرستی چھڑائین قریش قبول اطاعت ایک طرف کھلے کھلے مخالف بن گئے سخت ایذائین پہنچائین ابو طالب آپکے چچا ہمیشہ حمایت کرتے اور دشمنون سے بچاتے چنانچہ ایک دن قریش جمع ہوکر اون کے پاس آئے اور کہا کہ خواہ آنحضرت صلعم کو ہمارے حوالے کرو یا ہم سب کے لڑائی پر آمادہ ہو جاؤ ابو طالب نے حضرت صلعم سے کہا کہ آپ قریش کے معبودون کا ذکر نکرین اسلئے کہ مین تمام قریش سے نہین لڑ سکتا آپ نے فرمایا شعر درست از طلب ندارم تا کام من برآید یا جان رسد بجانان یا جان زتن برآید میرا اللہ بس ہے مین معبود برحق کی تعظیم و ثنا اور جھوٹے بتون کی تحقیر و مذمت سے باز نہین رہ سکتا یہہ کہا اور اٹھے چند قدم گئے تھے کہ آپکے کلمات سے ابو طالب پر اثر پڑا اور کہا بسم اللہ آپ اپنا کام کیجئے مجھکو جبتک زندہ ہون کیا مجال کہ قریش آنکھہ ملا سکین پھر ابو طالب نے آل ہاشم کو جمع کیا اور مستعد و چاہی ابو جہل کے سو اسب آمادہ ہو گئے آنحضرت صلعم اپنے اصحاب کو لیکر شب کو ابو طالب مین پناہ گزین ہوے اور مشرکان قریش نے ایک معاہدہ لکھا کہ آپکے مددگارون سے داد و ستد معاملات شادی بیاہ ملاقات راہ و رسم حقوق برادری و دوستی بالکل ترک کردین اور کعبہ شریف مین آویزان کر دیا آپنے تین برس تک اسی مجبوری اور مہجوری مین بسر فرمای پھر اونکے اتفاق مین اختلاف پڑا کسی نے کہا اسے چاک کر ڈالو کوئی بولا جو لکھا ہے اوس پر قائم ہو اسی قیل و قال مین ابو طالب آئے اور کہا اے گروہ مجھے میرے بھتیجے نے خبر دی ہے کہ اللہ نے اوس عہد نامہ پر دیمک مسلط کر دی سوا سے نام پاک اللہ کے

کے اب کچھ اوس مین باقی نہین ہے اوسے کھولو اگر یہہ خبر غلط ہو تو مین بھی اونسے علیحدہ ہوتا ہون نہین تو شرماؤ اور باز آؤ معاہدہ کھولا گیا اور مطابق خبر خیر البشر دیمک خوردہ پایا اور وہ اتفاق درہم برہم ہوگیا مگر جب ابوطالب نے انتقال کیا اپکو بہت ایذائین پہونچائین اور مکہ مین رہنا دشوار ہوگیا آپ طائف کی طرف گئے اور قوم کو اسلام کی دعوت کی وہ شقی بھی نہایت ظلم سے پیش آئے سوائے قتل کے اور کوئی ورجہ ظلم وایذا کا نہ اوٹھا رکھا اور آپکے اصحاب حسب ہدایت حبشہ وغیرہ مختلف ملکون مین ہجرت کرکے جانے لگے آپ ہر سال موسم حج مین باہر سے آنے والونکو دعوت اسلام فرماتے قرآن سناتے ایکسال آپ وعظ فرما رہے تھے یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْنَ اے لوگو کہو لا الہ الا اللہ نجات پاؤگے اور ابولہب آپ پر پتھر مار رہا تھا اور حاضرین کو بہکاتا تھا اور آپکے ٹخنے خون آلود ہوگئے تھے آپ فرماتے تھے کون مجھے امن دیتا ہے کون مدد کرتا ہے کہ مین اپنے پروردگار کا پیغام اوسکے بندون کو پہونچاؤن اور اوس مددگار کو جنت ملے قریش ایمان لاتے کیسا دوسرون کو روکتے سامر شاعر مجنون کذاب مشہور کرتے ایک کافر نے اپنی چادر حضور کے گلوے مبارک مین ڈال کر اس زور سے کھینچی کہ دم گھٹنے لگا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ بیتاب ہوکر رونے لگے اور کہا کیا ایسے شخص کو مار ڈالوگے جو کہتا ہے اللہ پروردگار ہے یہہ کہنا ہی تھا کہ آپ کو چھوڑ کر اوس اللہ کے سچے بندہ پر آپڑا اور ریش مبارک پکڑ کر اس قدر مارا کہ سر اقدس پھٹ گیا اور آپ بیہوش ہوگئے مروان بنی تمیم نے ابوبکر صدیق کو چھڑا لیا پھر بارہوین سال نبوت کے مدینے سے قبیلہ اوس و قبیلہ خزرج کے چند آدمی آئے اور آپکا بیان سنکر ایمان لائے اور اس شرط پر بیعت کی کہ ہم آپ کی اطاعت کرین گے تنگی ہو یا فراخی خوشی ہو یا ناخوشی اور آپنے مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو بغرض تعلیم اونکے ساتھ کر دیا ان تھوڑے اللہ والون نے تمام مدینہ کو خدا و رسول کے ذکر سے بھر دیا گھر گھر یہی فکر ہر شخص کو یہی فکر تھی اسے **بیعت عقبہ اولی** کہتے ہین تیرہوین سال ستر آدمی حاضر ہوے اور بخوف قریش آدہی رات کو چھپکر آپسے بیعت کی اسے **بیعت عقبہ ثانیہ** کہتے ہین اوس وقت عباس آپکے ساتھ تھے گو مسلمان نہ ہوے تھے مگر کھڑے ہوکر بولے اے اہل مدینہ جان لو کہ محمد اپنی قوم مین بڑی عزت والے ہین ہم سب جان و مال سے آپکے محافظ اور معین ہین مگر آپ خود چاہتے ہین کہ بوجہ کفر و شرک کے ہمسے قطع فرمائین اور تم سے لین اگر تم خدمت کافی کرسکو تو یہہ دولت خداداد مبارک ورنہ کیا فائدہ آپ کو یہین رہنے دو آپکا وجود باجود

ہمارے نزدیک نور نظر سے زیادہ عزیز و محبوب ہے انصار بولے اے عباس ہمنے آپکا بیان سنا
حضور بھی تو کچھ فرمائین پھر آپنے کچھ آیتین قرآن کی پڑہین اور فرمایا کہ اس شرط پر میری بیعت کرین
کہ ہر حال مین اطاعت کرین گے خوش ہون یا ناخوش اور اللہ کی راہ مین مال خرچ کرینگے تنگی ہو
یا فراخی امر شرعی احکام کا حکم کرین گے برائیون سے منع کرین گے اور اللہ کے معاملے مین
کسی کی ملامت کی پروانہ کرین گے اور پیغمبر خدا کی مدد اور حفاظت کرین گے اور دشمنون سے اسطرح
بچائین گے جس طرح اپنی جان اور اہل و عیال کی محافظت کرتے ہین اور دشمنون کو روکتے اور
تمہین اسکے عوض مین بہشت ملیگی انصار بولے فَرِیحَ الْبَیْعُ لَا نُقِیلُ وَلَا نَسْتَقِیلُ اس بیع مین
تو بڑا نفع ہے نہ ہم اسے توڑین اور نہ ہمسے اسکے توڑنے کی درخواست کیجائے درمنثور مین ہے
کہ سعد بن زرارہ نے آپکا دست مبارک پکڑ کر کہا کہ اے گروہ حق پژوہ معلوم ہے کہ کس امر پر رسول اللہ
صلعم سے بیعت کرتے ہو بیشک تم ایسی بیعت کر رہے ہو کہ عرب و عجم سے لڑو جن و انس پر جہاد کرو
وہ اللہ کے شیر بولے ہم لڑینگے اوس سے جو آپ سے لڑے اور صلح کرینگے جو آپسے صلح کرے پھر
کمال ذوق و شوق مین حضور سے بیعت کی اور خواستگار ہوے کہ حضور مدینہ مین چلین آپنے
کہا حکم الٰہی کا انتظار ہے انصار نے کہا یا رسول اللہ ہمارے اور دوسری قوم کی درمیان مین عہد و
پیمان ہے آج ہم اون سے قطع کرین پھر جب اللہ تعالی آپ کو غالب کردے ایسا نہو کہ حضور اپنی قوم
کی طرف التفات فرمائین اور ہمین چھوڑ دین حضور اون کے کلمات شوقیہ و توہمات عشقیہ سنکر ہنس پڑے
اور فرمایا نہین مین تمسے ہون اور تم مجھسے تم جس سے لڑو مین لڑون اور جس سے صلح کرو مین بھی
صلح کرون پھر بارہ آدمی خزرج سے اور اوس سے دو منتخب فرمائے اور کہا کہ یہ انتخاب بمشورۂ
جبرئیل علیہ السلام ہے پھر اون سے فرمایا کہ تم اپنی اپنی قوم کے کفیل اور ذمہ دار ہو اور مین تمام امت
کا کفیل و مددگار ہون عباس رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے کمال خوشی سے کہا یا رسول اللہ اگر حکم
دیجے تو صبح ہوتے ہی مشرکین کو تہ تیغ کرین فرمایا ابھی ہمین حکم نہین ہے جب یہ گروہ حق پژوہ
مدینے مین آیا تمام مدینہ عظمت و جلال الٰہی سے روشن ہوگیا جدہر دیکھے اللہ و رسول پر جان فدا
کرنے والے نظر آتے روز بروز آپکی سعی اور اثر سے مدینہ مین اسلام اشاعت پاتا پھر خود حضور
پر نور کو حکم ہوا کہ مکہ چھوڑین مدینہ مین آئین سب حکم جناب باری ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیکر

غار ثور مین گئے اور وہان تین دن مخفی رہے پھر مدینہ کی راہ لی اس رات کو قریش نے صلاح کر کے
چاہا تھا کہ حضور کو شہید کر ڈالین اسی قصد پر حجرہ شریف گھیر لیا اور آپ انکی آنکھون مین خاک ڈال
کر نکل گئے اور حضرت علی کو اپنی جگھہ پر سُلا دیا کفار اندر آئے تو آپ کو نہ پایا مایوس پھرے اور نشان
قدم سے غار تک پھونچے دیکھا کہ مکڑی نے جالا اور کبوترون نے جھونجھہ لگایا ہے سمجھے کہ اگر
اس مین کوئی آدمی گیا ہوتا جالا اور جھونجھہ قایم نہ رہتا واپس آئے الحاصل حضور پر نور اٹھارون
یا بارھوین ربیع الاول کو مدینہ منورہ مین رونق افروز ہوے اوس دن لڑکیان خوش ہو ہو کر پڑھتی تھین

شعر طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ ۔ وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَى لِلّٰهِ دَاعِ اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ
فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ ۔ ہمارے گھر مین وہ آیین خدا کی قدرت ہے ۔ کبھی ہم اونکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے
ہین جذب القلوب مین ہے کہ جب مشتاقان مدینہ کو خبر تشریف آوری قبلہ ایمان وکعبہ امن وجان کی ملی
عجب جوش وسرور مین روزانہ برسر راہ آتے اور دن پھرے تک انتظار کر کے واپس جاتے ایکدن
پھر کر وہ مشتاق پھر آتا تھا ایک یہودی کی نظر جمال پر پڑی بے اختیار کہنے لگا **نظم** وہ آئے جنکا
تمھین انتظار رہتا تھا ۔ جگر تڑپتا تھا دل بیقرار رہتا تھا ۔ وہ آئے قبلہ ایمان وہ آئے کعبہ دین ۔
وہ آئے جنسے بنی فخر آسمان پہ زمین ۔ وہ آئے جنکی بشارت کلیم نے دی تھی ۔ خبر ہر ایک نبی کریم نے دی تھی ۔
اوس وقت گروہ انصار جان نثار کی خوشی اور مرد وزن کا ہجوم قابل دید بلکہ شنید وشنید علم محمدی کا پھریرا
کھلا ہوا انصار پروانے کیطرح گرد اگرد ابو بکرؓ عاشق پیغمبر ہمراہ مدینہ کا ذرہ ذرہ آفتاب فروغ اور قطعہ
قطعہ عرش جلال تھا پھر آپنے مسجد نبوی کی بنا ڈالی اور اپنے اہل وعیال مکہ سے طلب کر لئے اور انصار
ومہاجرین مین بھائی چارہ کرا دیا

فرضیت جہاد اور مختصر غزوات

ہجرت کے دوسرے برس آیت جہاد وقتال نازل ہوی آپنے اعلاء کلمۃ اللہ پر توجہ فرمائی بحسب مصلحت وتعلیم
انہی سامان سپاہ کے موافق تدریجاً فوج کشی ہونے لگی **غزوہ ابوا** ابنی ضمیرہ پر خود حضور نے لشکر کشی
فرمائی اون سے بصلح وزمی جانین بچالین پھر ابو عبیدہ بن حارث کے لئے نشان سفید بنا کر ساٹھ مردونکو
بھیجا کہ قریش کے قافلے پر حملہ کرین اسمین بھی مجاہدین کامیاب اور مشرکین مفرور ہوے پھر معلوم ہوا کہ قریشی
قافلہ شام کو جاتا ہے حضرت حمزہ کو تیس غازیون کے ساتھ ایک سفید نشان دیکر روانہ کیا ابوجہل اس قافلے کا

۱۱ غزوات جنگ

سردار تین سو آدمی کے ساتھ کچھہ نہ کرسکا اور بعض صلح پسندون کی توسط سے نوبت بہ نیزہ وتیر آنے نہ دی
پھر سعد بن وقاص بیس جوانون کے ساتھ قریش کے دوسرے قافلے پر گئے اور انھین نہ پایا واپس آئے

غزوہ ابواط اس لڑائی مین خود بدولت دوسو مجاہدین کے ہمراہ تشریف لے گئے مگر قافلہ ہاتھہ نہ آیا

واپس آئے **بدر اولی** اس مین بھی لشکر کشی ہوئی مگر قافلہ نہ ملا

جنگ بدر و فتحیابی رسول مختار و شکست کفار

قریش کا تجارتی قافلہ مال کثیر لئے ہوے شام کو جاتا تھا آنحضرت کو خبر ملی مہاجرین و انصار کا لشکر تیار کیا اور مدینے سے باہر آئے لشکر کا جائزہ لیا تین سو کئی مرد اور ستر اونٹ دو گھوڑے تھے کچھہ کم سن صحابی لشکر جہاد حاضر ہوے آپنے انھین نابالغ قرار دیکر واپس فرمایا صرف عمیر رو پیٹ کر رہگئے جب ابوسفیان قافلہ سالار قریش نے یہہ خبر سنی دل مین متردد ہوا اور مکہ والون کو مطلع کیا کہ قافلے کی مدد کرو ورنہ ہم سب ہاتھہ دہو بیٹھو مکہ والے یہہ متوحش خبر سنکر اُٹھہ کھڑے ہوے اور ایک زبردست لشکر آراستہ کیا بدر کیطرف راہی ہوے اور قافلہ راہ کترا کر نکل گیا ابوسفیان نے چاہا کہ لشکی فوج پھیر دے مگر ابوجہل سے پیش نگئی وہ بولا ہم بدر مین جائین گے شرابین پئین گے خوشیان منائین گے تاکہ ہماری شجاعت کی دھاک بیٹھہ جاے پھر کوئی ایسا خیال دل مین نہ لائے یہہ کہا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا بدر کے قریب پہونچگیا حضور سرور کائنات صلعم کو جب معلوم ہوا کہ قافلہ نکل گیا اور فوج آرہی ہے اصحاب سے مشورہ کیا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے جواب باصواب دیئے اور مقداد نے عرض کی یارسول اللہ ہم وہ نہین کہتے جو بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ تو اور تیرا خدا جاے اور لڑے ہم تو یہین بیٹھے رہین گے بلکہ ہم ہر حال مین فرمان بردار رہین رزم ہو یا بزم آنحضرت صلعم نے اونہین دعاے خیر دی پھر مشورہ طلب کیا اور غرض یہہ تھی کہ انصار کچھہ بولین اسلئے کہ انھون کی بیعت مین یہی شرط تھی کہ آپ کی محافظت کرینگے پس کھڑے ہوگئے سعد بن معاذ اور کہا یارسول اللہ آپ ہم سے جواب طلب فرماتے ہین فرمایا ہان سعد نے عرض کیا کہ ہم تمام انصار جان نثار کی طرف سے عرض کرتا ہون کہ اگر بدون وحی بھی آپ لڑنے پر آمادہ ہون تو ہمین سمندر مین پھینکدین تو ہم مین سے کوئی عذر نہ کریگا ہم آپنے ہدایت فرمائی ہم آپ کو رسول برحق مان چکے اب نہ جان پیاری ہے نہ مال عزیز بلکہ دل و جان فدا ہے رسول خدا پر + کہ وہ ہم کو لاے ہین راہ ہدی پر + جو فرمائین حضرت وہ ایمان و دین سے + ہمین اختیار اپنا باقی نہین ہے + مطیع شہ پاک دائم رہین گے + کیا ہے جو عہد اوس سے قائم رہین گے

لہ جب حضرت صلعم نے ابوسفیان کے قافلے کی خبر سنی اور لشکر کو تیار کیا اور مدینے سے باہر آئے تو انصار نے کہا کہ ہم نے آپ کی حفاظت کا عہد کیا ہے اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو ہم لڑینگے ہم سے کیا مطلب ہے

ہم تو یہی جانتے تھے کہ آپ قافلے پر جاتے ہین اگر لڑائی کا حال معلوم ہوتا تو کوئی گھر مین نہ رہجاتا آپ سعد
کی تقریر سُنکر بہت خوش ہوے اور دعاے خیر فرمائی اور تین نشان بنائے اور بدر کا عزم فرمایا ایک
صحابی کے ساتھ لشکر گاہ سے علٰحدہ سفیان ضمیری سے ملاقات ہوی فرمایا تو کون ہے بولا مین ہون ضمیری
اور کہا آپ کون ہین فرمایا کہ جب تک تو مفصل حال نہ بتائیگا مین کچھ نہ بتاؤنگا ضمیری نے کہا کہ وہ اسکا عوض
ہے اچھا پوچھے آپنے فرمایا قریش کی کیا خبر ہے بولا مین نے سنا ہو کہ فلان دن مکہ سے چلے ہین اگر سچ
ہی تو وہ آج اس وادی کے قریب ہونگے پھر فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بتلاؤ بولا وہ بھی فلان
دن چلے ہین اگر سچ ہے تو اسی مقام کے قریب ہون گے اب آپ فرمائے کہ آپ کون ہین آنحضرت نے کہا
نَحْنُ مِنْ مَاءٍ ہم پانی سے ہین چونکہ عرب عراقیون کو پانی والا کہتے تھے اسلئے کہ وہان کی زمین شاداب اور
پانی بہت ہے ضمیری آپ کو عراقی سمجھکر خاموش ہو رہا اور آپنے قصد کیا کہ ہم سب پانی یعنے لطفہ سے پیدا
ہوے ہین اور غرض یہ تھی کہ دشمنون پر حال ظاہر نہو اور متصل بدر کے آپ ایسے مقام پر اترے تھے جہان
پانی نہ تھا اور ریت بہت تھی اصحاب نے شکایت کی کہ ہم پیاسے ہین اور غسل اور وضو کی ضرورت ہے حق سبحانہ
تعالی نے ابر کرم بھیجا ایسا پانی برسا کہ یہہ سیراب اور کفار کیچڑ مین پریشان وخراب ہوے پھر حباب بن منذر
نے کہا اگر حضور بحکم خدا یہان فروکش ہین تو بہتر ورنہ یہہ دوسرا مقام کنوے کے قریب فرودگاہ کے قابل ہے
معاً جبرئیل نازل ہوے کہ رائے وہی ہے جو حباب نے دی آپ اوسی مقام پر تشریف لے گئے اور جمعہ کے دن
سترہوین رمضان کو مقام بدر پر لشکر اسلام نے نشان فتح قایم کئے آپکے لئے ایک سائبان بنایا گیا جسمین
آپ مشغول دعا ہوے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ننگی تلوار کئے پھرا دیتے تھے اودہر فوج کفار نے سامنے
صفین جمائین دونون فوجین لڑنے پر تُل گئین تلوارین کھینچین کمانین چڑہائین مہاجرین کا نشان مصعب
بن عمر کو عطا ہوا اور اوس کا نشان سعد بن معاذ نے پایا جناب بن منذر نے خزرج کا نشان اٹھایا یمنہ
میسرہ قلب وجناح پر معتمد بہا درلعین فرمائے اور خود بنفس نفیس صفون کا ملاحظہ فرمانے لگے سواد ابن عزیہ کا
سینہ بڑہا ہوا پایا لکڑی پیٹ مین لگا کر برابر کیا پہلے رفعہ بن اسود صف کفار سے بڑہا آپنے عمر فاروق سے فرمایا
کہ جاؤ اونہین سمجہاؤ ہٹ جائین خدا کی لڑائی پر کمر نہ باندہین ابوجہل نے کہا ہم قالو پاکر خالی نہین پھرینگے اپنے
مقتولون کا قصاص اور قافلہ روکنے کا عوض لینگے کہ پھر کسی کو ہمارے قافلے پر نظر اوٹھانے کا حوصلہ نہ پڑے
اگرچہ اولاً قریش مین بڑا اختلاف ہوا کہ واپس جائین آپ کو ہلاکت سے بچائین بعض رئیسون کے دلون مین اون

خبرون کا خوف بھرا تھا جو آپنے فرمایا تھا کہ فلان فلان قتل کئے جائینگے مگر اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے
مگر ابوجہل کی جہالت سے کسی کی پیش نگئی نوبت بہ تیغ و تبر آئی پہلے عتبہ اور ولید اور شیبہ میدان مین آئے اور انہے
مقابل طلب کئے ادھر سے حسب ارشاد حضور علی و حمزہ و عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم بڑھے
عتبہ نے کہا کہ تم اپنے اپنے نام و نسب بتاؤ کہ ہم اپنے برابر والون سے لڑینگے حضرت حمزہ نے للکار کر کہا کہ مین
ہون اللہ و رسول کا شیر حمزہ بن عبدالمطلب بولا تم ہمارے مقابل ہوا اور یہہ دونون شخص کون ہین فرمایا یہہ
اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب اور وہ ابو عبیدہ شہسوار صف شکن ہین ولید علی کی چوٹ پر آیا اور شیبہ نے
عبیدہ پر ہاتھ بڑہایا تلوارین چلنے لگین ان دونون شیرون نے اپنے اپنے شکار ایک دم مین ختم کردئے
مگر شیبہ نے ابو عبیدہ کا پاؤن کاٹ ڈالا اسلئے کہ یہہ بہت مسن تھے حضرت شیر خدا اور جناب سید الشہدا
نے ایک کرارسے تہ تیغ کیا اور عبیدہ کو اوٹھالے گئے روایت ہی کہ اوسدن جناب رسول مقبول
سربسجود کمال تضرع و زاری سے اپنے اصحاب کی فتح کے لئے دعا کر رہے تھے اور ردائے مبارک دوش
مبارک سے گر گئی تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اوڑھائی اور عرض کیا یارسول اللہ صلعم اسقدر کاہے
سے اسی حال مین آپ پر غنودگی طاری ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوے فرمایا ابوبکر اللہ کی آگئی یہہ
جبرئیل گھوڑے کی باگ تھامے سلاح حرب باندہے آتے ہین یہہ فرماکر سائبان سے نکلے اور حکم دیا
کہ بڑہو اور دین کی مدد کرو پھر فرمایا سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ اور کچہہ ٹھیکریان اوٹھاکر پھینکین حکم بن خزام
لکھتے ہین کہ ہمین یہہ معلوم ہوا کہ گویا طباق پر کنکریان برس رہی ہین اب مجاہدین دلیر اللہ کے شیر تلوارین لیکر
گھس پڑے اور حق و باطل کا فرق برسر میدان دکھانے لگے حضرت جبرئیل پانچسو فرشتون کو لئے ہوے
میمنہ سپاہ کے زور بازو اور حضرت میکائیل علیہا السلام پانچسو ملائکہ کے ساتھہ میسرہ فوج کے سپر اسکی
مجال ہے جو آنکہہ ملاے سراقہ جو عرب کے نامی بہادرون سے تھا اس لڑائی مین شریک نہ تھا مگر شیطان اوسکی
صورت بدل کر حاضر میدان ہوا کہ کفار کا دل بڑہے یہہ معاملہ دیکہا تو بھاگا اور کہا جو مین دیکہتا ہون تم نہین
دیکہتے ابو دجانہ جیرہ سہمی سے مقابل ہوے اور سخت لڑائی کے بعد قتل کیا اور چاہا کہ ہتھیار اوس کے
اوٹھالین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے دشمنان خدا کو بھگا لو تب مال لینا اتنے مین معبد بن وہب آپہونچا
اور ایک ایسا وار کیا کہ ابو دجانہ اوسکے زور سے بیٹھہ گئے اور یہہ سنبھل کر لڑنے لگے خوب چوٹین چلین معبد تاب
نہ لاکر بھاگا اور ایک گڑہے مین گرا ابو دجانہ نے لپک کر اپنے شکار کو دبوچ کر ڈالا حضرت علی رضی اللہ عنہ

فرماتے ہین کہ مین نے ایک کافر کو دیکھا جو سعد بن جہینہ سے ٹیلے پر لڑتا تھا اور انہین شہید کیا اور مجھے آواز دی کہ اے علی آؤ پس جھپٹا مین سمجھا کہ مجھپر گرپڑیگا مین پچھلے پاؤن ہٹا اوس نے جانا کہ یہہ بھاگتے ہین بڑھکر ایک ہاتھہ مارا جسے مین نے سپر پر گانٹھا اور ایک تلوار ماری کہ زرہ اوسکی کٹگئی اور کافر کانپ اوٹھا میرے پس پشت سے ایک مرد نے ہاتھہ بڑھاکر تلوار ماری اور اوسے مردار کر ڈالا اور کہا ہے مین ہون حمزہ بن عبدالمطلب آپ فرماتے ہین کہ مین اوس دن لڑتے لڑتے حضور کی خبر لینے کو واپس آتا اور آپ کی خیریت دریافت کرکے پھر حملہ کرتا یہان تک کہ میرے گھوڑے کے سم خون مین سرخ ہوگئے کفار نے جب مسلمانون کی تلوارون کی کاٹ اور تیرون کے توڑ دیکھے جی چھوٹ گئے ابوجہل کے ہمراہیون نے اوسے گھیر لیا تاکہ کوئی اسے مار نہ ڈالے۔ ابن المنذر کو اوسکا لباس پہنایا جسے حضرت علی نے دوڑکر قتل کر ڈالا پھر دوسرے شخص نے وہ سامان لیا جسے امیر حمزہ نے مارا پھر وہ کپڑے حرملہ نے پہنے جسے شیر خدا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے دوسرے وار مین جہنم رسید کیا اب کسکی جان بھاری تھی کہ مقابل آئے عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہین کہ مین دونو جوانون کے بیچ مین کھڑا تھا مجھے افسوس تھا کہ آج تجربہ کار بہادرون مین رہنا چاہیے تھا ناگاہ مجھے ایک نے ٹھوکا دیکر کہا اے چچا ابوجہل کو پہچانتے ہو مین نے کہا تجھے اوس سے کیا کام ہے بولا مین نے سنا ہے کہ اوس نے ہمارے حضور کو بہت ستایا ہے بخدا اگر اسے پاؤن تو پھر نچھوڑون یا خود مرجاؤن یا اُسے جہنم مین پہنچاؤن یہ چپ ہوا تو دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا اب مین خوش اور قوی دل ہوا کہ دفعتہً ابوجہل اونٹ پر صفوف سپاہ مین نظر آیا مین نے مین نے اون دو بہادرون کو بتا دیا اتنا کہنا تھا کہ شیر کی طرح جھپٹے اور ابوجہل کو دبا بیٹھے اور ادھ موا کر دیا ایک کا نام معاذ دوسرے کا نام معوذ تھا یہہ دونون عفرا کے بیٹے تھے معاذ کہتے ہین کہ مین نے پاؤن ابوجہل کا کاٹ ڈالا اوسکا بیٹا عکرمہ جھپٹا اور تلوار سے میرا ہاتھہ قطع کیا مین میدان مین دلیرانہ گشت کرتا اور کفار سے لڑتا اور وہ ہاتھہ جھولتا جاتا جب تکلیف بہت ہوئی تو اوسے پاؤن کے تلے رکھکر زور سے کھینچا کہ چمڑہ جو رہگیا تھا ٹوٹ کر ہاتھہ الگ ہوگیا پھر مین نے عکرمہ کو دیکھا کہ جان بچاتا پھرتا ہے اگر میرا ہاتھہ درست ہوتا تو اوسے بھی نچھوڑتا ابوجہل کے قاتلون مین بہت اختلاف ہے اور غالباً کئی آدمیون نے اوسے مارا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے ابوجہل کو زخمیون مین پایا کچھ سانس باقی تھی کہ اوسکی چھاتی پر چڑھکر داڑھی پکڑی اور کہا اے ابوجہل تو ہی ہے کہ آج ایسا ذلیل و خوار ہوا ابوجہل بولا فتح کسکی ہوئی مین نے کہا خدا و رسول کی پھر اوسکا سر پاک تلوار سے کاٹکر کھینچتے ہوئے حضور اقدس

مین لایا اور عرض کیا یارسول اللہ یہی سر آپ کے دشمن ابوجہل کا ہے فرمایا کیا اوسی کا سر ہے مین نے عرض
کی واللہ وہی ہے آپ اوٹھے اور کہا الحمدللہ انزاک یا عدو اللہ اور سجدۂ شکر کیا اور فرمایا اس امت
کا فرعون مرگیا مات فرعون ھذہ الامۃ الحاصل کفار شکست کھاکر بھاگے اور بڑے بڑے نامی سردار
عتبہ وشیبہ وابوجہل وامیہ اور دوسرے آدمی سب ملاکر ستر تہ تیغ ہوے جنمین سے اکثر کو حضرت علی علیہ السلام
نے قتل کیا اور باقی دوسرے مجاہدین کے ہاتھ سے مارے گئے اور ستر قید کرلئے گئے اور چودہ مسلمانون
نے شہادت پای لیکن اون تمام تعداد دون مین اختلاف ہی اس لڑائی مین ایک ہزار فرشتے مسلمانون کی مدد کے
لئے آئے تھے چنانچہ اکثر صحابہ سے منقول ہے کہ ہمنے فلان کافر کا قصد کیا اور اوسے مقتول پایا کسی نے
اوسے گرفتار کرکے ہمین دے دیا اور آنحضرت سے بہت معجزے اس لڑائی مین ظاہر ہوے مثلاً پہلے
ہی مین نے ایک کافر کی قتل گاہ اپنے اصحاب کو دکھادی تھی کہ وہ اوسی جگہ مارا گیا یا بعض اصحاب کی
تلوار ٹوٹ گئی آپنے لکڑی اوٹھادی جو تلوار کا کام دیتی رہی یا ایک مٹھی خاک آپنے پھینکی جس سے اونہین
خواری وشکست نصیب ہوی جب یہہ بھاگے ہوے مکہ مین پہونچے ابولہب نے بعض سرداران قریش
سے پوچھا کہ تمہارا یہ کیا ماجرا ہے وہ بولے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہمارے ہتھیار رکھوے لیتا ہے
اور شکین باندھتا ہے اور آسمان وزمین کے درمیان مین سفید پوش مرد دیکھے جو ابلق گھوڑون پر سوار
تھے بعدازان قیدیون کے باب مین آپنے اصحاب سے مشورہ لیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی راے یہ تھی
کہ بغرض اظہار شوکت اسلام وکمال حق پرستی وبیخ کنی کفر ہر شخص اپنے اپنے عزیزون کو قتل کرڈالے
اور آیندہ کے لئے کفار کو ہمسے کسی قسم کی امید اور ہمکو اونسے اُنس نرہے مگر حضرت ابوبکر صدیق کی راے
یہہ تھی کہ اونسے فدیہ لیکر چھوڑدین فی الحال مسلمانون کو اس مال سے قوت ہو اور شاید خداے تعالی ان مین سے
بعض کو توفیق ایمان عطا کرے نبی رحمت شفیع امت نے ترحم کو اختیار فرمایا اور ہر شخص سے ایک مقدار مال لیکر
رہا کیا چنانچہ حضرت عباس آپکے چچا جو اس طوفان بے تمیزی مین آگئے تھے کہنے لگے کہ مین تو مسلمان
تھا اور جبراً انکے ساتھ آیا مجھسے فدیہ نہ لینا چاہئے حضور نے فرمایا کہ آپکا دلی ایمان پیش خدا حجت ہوگا
ظاہرا تو آپ بھی لڑنے والون مین آئے تھے عباس نے اپنی تہیدستی کا عذر کیا حضور نے فرمایا کہ جب آپ
مکے سے چلے تھے تو ایک مقدار سونا اپنی بی بی ام فضل کو دیا تھا اور وصیت کی تھی کہ وقت بے وقت
یہہ مال کام آئیگا وہ مال کہان ہے عباس نے کہا بیشک آپ رسول اللہ ہین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یہہ حال کسی کو نہین معلوم تھا حضرت جبرئیل بحکم رب جلیل آئے اور حکم عتاب آمیز سنایا کہ پیغمبر کو یہہ لایق نہ تھا کہ خدا کے دشمنونکو مال لیکر چھوڑ دے اور اگر مشیت الٰہی آپکی نسبت عفو رحمت کی نہوگئی ہوتی تو اس فدیہ لینے پر عذاب آجاتا آپ اس عتاب سے نہایت خائف و گریان ہوے اور فرمایا کہ اگر عذاب آتا تو سواے عمر و معاذ کے کوئی نہ بچتا عزیز بن عمیر کو محرز نے قید کیا تو بھائی اوسکا مصعب بن عمیر نے کہا اے محرز اسکی ماں مالدار ہے تجھے اسکے فدیے مین بہت مال ملیگا عزیز بولا اے میرے بھائی میرے حق مین تو ایسی بات کہتا ہے مصعب نے کہا ہان اب میرا بھائی محرز ہے تو نہین

سعدی ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد ۔ خدائے یک تن بیگانہ کا شنا باشد ۔ خالد بن ولید نے اپنے بھائی کو چار ہزار درم دیکر چھڑایا پھر وہ راہ سے واپس آئے اور مسلمان ہوگئے لوگون نے کہا پہلے ہی کیون نہ اسلام لائے فرمایا مجھے منظور تھا کہ پہلے میرا فدیہ دیا جائے تب ایمان لاون پھر حسب ارشاد حضور کفار کی لاشین کنوے مین ڈالدی گئین پھر آپنے ایک ایک کا نام لے لیکر فرمایا سچا پایا تم نے وعدہ اپنے رب کا اور مین نے تو اپنے پروردگار کا وعدہ سچا پایا جھٹلایا تم نے اپنے پیغمبر کو اور وطن سے نکالا اور لڑے تم اوس سے اور دوسرون نے اوسکی تصدیق کی اپنے گھر مین جگہہ دی اور اوسکی مدد کی بعض مسلمانون نے عرض کی یارسول اللہ یہہ کیا سنتے ہین آپنے فرمایا اونہین رب کے وعدے کی سچائی معلوم ہوگئی ہے پھر مال غنیمت جمع کیا گیا اور نماز عصر پڑھکر مدینہ کی طرف متوجہ ہوے [illegible] فتح و اقبال کے ساتھہ مدینے مین آئے کفار کے دل ہل گئے دوستون کی مرادین بر آئین **فضیلت اہل بدر** حاضرین بدر کے فضایل بہت ہین منجملہ اون کے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ بیشک اللہ نے جان لیا اہل بدر کے حال کو اور فرمایا کرو تم جو چاہو تحقیق مین نے بخشدیا تم کو اور متعدد روایتون سے ثابت ہے کہ کسی بدری سے کوئی خطا ہوئی تو آپ عفو فرماتے اور نیک معنی پر محمول کرتے حدیث مین آیا ہے کہ حضرت جبرئیل نے آپسے پوچھا یارسول اللہ آپ اصحاب بدر کو کیا جانتے ہین فرمایا افضل ترین مسلمانان جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہم بھی اون فرشتون کو جو بدر مین آئے تھے بہترین ملائکہ شمار کرتے ہین

مختصر لڑائیان اور سرداران یہود کا قتل

قتل عصما بنت مروان یہہ بدبخت حضور کی شکایت اور ہجو کیا کرتی اور لوگون کو بہکاتی تھی عمیر بن عدی نے جنگ بدر کے دن نذر کی تھی کہ اگر حضور اقدس بخیر مدینے تشریف لیگئے تو مین اسے جہنم رسید کرونگا جب

حق سبحانہ تعالےٰ نے آنحضرت کو مظفر و منصور مدینہ پہونچایا تو عمیر رات کو اوس کے گھر مین گھس گئے اور مار ڈالا
جب نماز صبح مین حاضر ہوے آنحضرت نے بعد سلام فرمایا کیا تم نے عصما کو مار ڈالا یہہ ڈرے اور عرض
کی ہان یارسول اللہ آپ پر میرے مان باپ فدا ہون **قتل ابی عفک** یہہ بھی حضور کی ہجو کرتا تھا
سلام نے اسکا کام تمام کر دیا **بنی قینقاع کا محاصرہ کرکے اونھین جلا وطن کر دینا** جب
حضور مکے سے مدینے مین آئے تھے تو یہود نے آپکی دعوت کی اور معاہدہ کیا تھا کہ آپ کی دشمن کی مدد نکرینگے
گے جب جنگ بدر مین فتح نمایان ہوئی یہود جل گئے آنحضرت نے اکیدن اونہین جمع کرکے فرمایا اے یہود
اسلام لاؤ اس سے پہلے کہ جو عذاب قریش پر نازل ہوا تم پر بھی نازل ہو یہود بے بہبود کہنے لگے وہ لوگ ہماری
طرح جنگ آزمودہ نہ تھے آپ اون کی شکست پر خوش نہون اکیدن ایک انصاریہ سنار کی دکان پر اپنا
گھنگنا سوار ہی تھی ایک یہود نے پیچھے سے اوسکے کرتے کا بند کھول دیا وہ بیچاری کیا جانے جب اوٹھی بدن
کھل گیا اوباش ہنسنے لگے ایک مسلمان نے اوس بیجا یہود کو مار ڈالا یہودی ہر طرف سے دوڑ پڑے اور مسلمانکو
شہید کر ڈالا اور حضور اقدس کا معاہدہ واپس دیا اور لڑائی کا سامان کرنے لگے ادہر سے بھی لشکر اسلام کی
چڑہائی ہوی اور یہودیونکو قلعے مین محصور کر لیا جب نہایت مجبور ہوے درخواست کی کہ ہمین اجازت دیجئے
مدینہ چھوڑکر چلے جائین ارشاد ہوا ہمارے حکم سے قلعہ چھوڑکر نکل آؤ ہم جو چاہین کرین بمجبوری قلعہ سے
نکلے آپنے ابن قوامہ کو حکم دیا کہ اونکی مشکین باندھ لو یہہ یہود کو باندھ رہے تھے کہ ابن ابی منافق حاضر ہوا
اور کمال عجز و خوشامد انکے لئے سفارش کی آپنے توجہ نہ فرمائی پھر عرض کی کہ جبتک حضور رحم نہ فرمائینگے
دامن دولت نہ چھوڑونگا ہمارے حضور تو رحمت مجسم تھے آخر کار اون کو رہا کر دیا اور سب کے سب شام کو چلے گئے
اور تمام مال اونکا مسلمانون کے قبضے مین آیا عبادہ بن صامت انکے نکالنے پر معین ہوے ابن اُبی اونکے
پاس گیا اور یہود کے احسان یاد دلائے اور کہا تم ایسے بے مروت اور احسان فراموش ہو گئے حضرت
عبادہ نے کہا اسلام نے ہماری تمام باتین مٹا دین اب خدا و رسول کے سوا کسی دوسرے پر نظر نہین

سعدی ازانجا کہ یارم کش خویش خواند ۔ دگر یا کسم آشنائی نماند

غزوۃ السویق یعنی ابوسفیان کا تعاقب

ابوسفیان نے بعد شکست بدر کے قسم کھائی تھی کہ اوس کا عوض لونگا ایک بار چند آدمیون کے ساتھ بنی نضیر
مین آیا اور ایک شب وہان رہا صبح کو ناحیہ عریض مین جو مدینے سے تین میل ہے گیا اور وہ انصار کو جو اپنے کھیت

مین سے شہید کر ڈالا اور چلدیا اپنے زعم مین قسم پوری کی حضور اقدس یہہ خبر سنتے ہی شیران اسلام
کو لے کر چڑھ دوڑے اور دور تک تعاقب کیا ہر منزل پر کفار اپنا مال اور اسباب چھوڑ جاتے تھے اور مسلمان
غنیمتین پاتے پانچدن بعد واپس آئے **قتل کعب بن اشرف یہودی** یہہ بڑا سردار یہود اور
اعدائے دین خدا سے تھا جب بدر مین دشمنان خدا ذلیل ہوے اور بنی قینقاع مدینہ سے نکال دے گئے
کعب مکہ مین گیا ستر آدمی اوس کے ہمراہ تھے ابوسفیان سے تعزیت کے کلمات کہے اور یہ قرار دیا کہ ہم
دونون ہم عہد ہوجائین اور حضور اقدس سے مقابلہ کرین اس عہد و پیمان کے بعد مدینے مین آیا اور عداوت
قلبی کو ترقی دی ایک دن زبان معجز بیان سے نکلا کون مجھے اس موذی کے شر سے مطمئن کریگا محمد بن
مسلمہ نے عرض کیا مین یارسول اللہ پھر کئے دن تک اسی فکر مین رہے نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا حضور نے
طلب فرماکر سبب پوچھا عرض کرنے لگے یارسول اللہ مین نے آپسے وعدہ کیا ہے دیکھئے یہ کام انجام
پاتا ہی یا نہین آپنے فرمایا تم سعی اور کوشش کے ذمہ دار ہو سعد بن معاذ سے مشورہ کرو چنانچہ سعد اور عباد
اور ابو نائلہ سے اس باب مین صلاح ہوی ابو نائلہ جو محمد بن مسلمہ کے رضاعی بھائی تھے آمادہ ہوگئے اور کعب کے
پاس گئے وہ انھین دیکھکر گھبرایا مگر ابو نائلہ اوس کے دودھ بھائی تھے اسلئے زیادہ وحشت نہ ہوی
پھر دیر تک دوستانہ بات چیت رہی اور اشعار پڑھتے رہے پھر ابو نائلہ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے آنے سے ہماری قدم اور قبائل مین لڑائی ہوگئی اور ہم سب مفلس ہوگئے کعب بولا مین نے
پہلے ہی سے سمجھایا تھا ابو نائلہ نے کہا میرے ساتھ اور آدمی بھی ہین وہ سب چاہتے ہین کہ تم سے
خرسے وغیرہ مول لین اور کوئی چیز رہن کر دین اور قصد تو یہی ہے کہ آپ کا ساتھ چھوڑ دین مگر یہہ بات
کوئی سننے نہ پائے کعب بہت خوش ہوا اور بولا کہ اپنے اہل وعیال ہمارے پاس رہن رکھدو ہم تمین مہینہ قرض
دین گے ابو نائلہ بولے اسمین ہماری بہت رسوائی ہے ہماری زرہ موجود ہے گرو کرلو ایسے قول و
قرار پر ابو نائلہ چلے آئے اور رات کو چاندنی کھلی تھی حضور نے انہین اس کار خیر کے لئے رخصت کیا قلعہ تک
گئے اور کعب کو آواز دی وہ نکلنے کے لئے کھڑا ہوا اوسکی بی بی نے چادر پکڑلی اور کہا یہہ لوگ تیرے دشمن
ہین یہہ آواز خونی معلوم ہوتی ہے تو نہ جا کعب نے کہا مین نے وعدہ کیا تھا اور یہہ ابو نائلہ میرا دودھ بھائی ہے
اور قلعہ سے اوتر آیا دیر تک باتین رہین کعب کے بال بہت خوشنما تھے اور خوشبو لگی تھی باتون باتون مین ابو نائلہ
نے اوس کے بال پکڑکر سونگھے اور بہت تعریف کی پھر باتین کرتے رہے پھر ایسا ہی کیا بار بار سونگھتے اور تعریف

کرتے کعب بالکل مطمئن ہو گیا کہ ایکبار ابو نائلہ نے بال پکڑے اور ساتھیون سے کہا اسے مارو تلوارین پڑنے لگین کعب ابو نائلہ سے لپٹ گیا ابو سلمہ نے اوس کے پیٹ مین تلوار کردی اور مار ڈالا کعب مرتے وقت چلایا یہود نے اپنے قلعون مین آگ جلادی غازی بعجلت پھرے حارث کے پاؤن مین کسی ساتھی کی تلوار لگ گئی تھی اور خون بہ رہا تھا راہ مین کہنے لگے تم جاؤ اور میرا سلام میرے حبیب میرے سردار احمد مختار سے کہدینا اصحاب نے اونھین اوٹھالیا الغرض یہ گروہ باشکوہ بقیع الغرقد مین پہونچا اور خوف سے امن ہوا اور تجہیز و تکفین کہین حضور نماز مین مشغول تھے خود اون تکبیرونکا جواب دیا اور مسجد کے دروازے تک جوش سرور مین نکل آئے جب یہ مجاہد حاضر ہوئے فرمایا اَفْلَحَتِ الْوُجُوْہُ یہ منہ کامیاب ہون اصحاب نے عرض کی وَوَجْھُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور حضور کا روے مبارک بھی بشاش اور شگفتہ رہے اے پیغمبر اللہ کے پھر دشمن خدا کا سر سامنے پھینکدیا آپنے حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد کی اور حارث کے زخم پر لعاب دہن لگا دیا شفاے عاجل حاصل ہوئی صبح کو یہود نے حاضر ہوکر شکایت کی فرمایا کیون کعب نے ہجو اور ایذا دہی رسول اللہ صلعم کی کی جو ایسا کریگا وہ یون ہی مارا جائیگا یہود خائف ہوے اور نئے سر سے ایک صلحنامہ لکھدیا **غزوۂ غطفان یا ذی امر** دوسرے سال ہجری مین آنحضرت کو خبر دیگئی کہ مقام امر مین بعض گروہ بنی ثعلبہ اور محارب کی جمع ہوتے ہین کہ آپکے اطراف مین لوٹ مار کرین آپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور چار سو پچاس مجاہد ہمراہ لے کر کوچ فرمایا راہ مین جبار ثعلبی ملا اور ایمان لایا اور ہمراہ ہولیا اوس نے کہدیا تھا کہ بنی ثعلبہ کا گروہ مجتمع ہوکے کسی طرف گیا ہے مگر وہ لوگ آپسے لڑنے کے قابل نہین جب آپ وادی ذی امر مین پہونچے تو وہان قیام کیا قضاے حاجت کے لئے جنگل مین گئے تھے کہ پانی برس نے لگا اور سب کپڑے بھیگ گئے آپنے ایک درخت کے تلے آرام فرمایا اور کپڑے سوکھنے کے لئے پھیلا دئے اصحاب اوس مقام سے کچھ فاصلے پر تھے دیہاتیون نے یہ تمام باتین دیکھین **اور وعثور** کو جو اونکا سردار اور بڑا دلاور تھا خبر دار کیا وہ آیا اور تلوار کھینچکر بولا کہ اے محمد صلعم آج تمھین مجھسے کون بچائیگا آپنے آنکھ کھولی اور فرمایا اللہ اس نام کی ہیبت و جلال سے تلوار اوس کے ہاتھ سے گر پڑی حضور نے وہ تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ تجھے کون بچائیگا بولا کوئی نہین اور کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر آپنے اوسکی تلوار دیدی اور وہ اپنی قوم مین جلا گیا لوگون نے پوچھا تو کہنے لگا مین نے ایک دراز قد سفید پوش مرد کو دیکھا جس نے میرے سینے پر دھکا دیکر گرا دیا مروی ہے کہ یہ جبرئیل علیہ السلام

تھے پھر آپنے قوم کو دعوت اسلام کی اور لشکر اسلام مظفر ومنصور واپس آیا اور بخاری نے اس قسم کی روایت غزوہ بنی مصطلق مین نقل کی ہے **غزوہ بنی سلیم** خبر دی گئی کہ ایک جماعت بنی سلیم کی آمادہ ہوئی ہے آپنے تین سو اصحاب لیکر مخفی طور پر کوچ کیا اور موضع بحران تک گئے معلوم ہوا کہ اون کی جماعت متفرق ہوگئی دس روز مین مع الخیر واپس آئے **سریہ قردہ** جسمین والے شکست کھا کر بھاگے اور آپنے متواتر اونکے لئے قافلون کا پیچھا کیا تو آپس مین اسلام کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری تجارت کی راہ بند کردی اگر تجارت چھوڑ دین تو یہان بیٹھے بیٹھے کیا کھائین اسود نامی ایک شخص بولا کہ تم عراق کی راہ سے جایا کرو دیکھو بات سمجھ مین آجائیگی **اور فرات** نامی ایک مرد جوان راہون سے خوب واقف تھا رہبر بنایا اور ایک تجارتی کاروان روانہ کیا اتفاق سے نعیم بن مسعود اشجعی مدینے مین آیا اوس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی نعیم شراب پیکر ایسا بیخود ہوا کہ اس قافلے کا حال سب بیان کردیا مسلیط نے اور حضرت کو خبر دی آپنے ایک لشکر بطلب قافلہ قریش روانہ کیا جس نے جاتے ہی اونکا مال لوٹ لیا اور قافلے والے بھاگ گئے اس غنیمت مین فی حصہ بیس ہزار درم ہاتھ آئے اور فرات بھی گرفتار ہوکر اسلام لایا۔ فقط

احد کی لڑائی اور قریش کی مدینے پر چڑھائی

جب ابوسفیان قافلہ بچاکر شام سے مکہ مین آیا اور دارالندوہ مین مال اوتارا بدر کے بھاگے ہوؤنکا انتظار تھا کہ وہ بھی آگئے مشورہ ہوا کہ اس لڑائی مین بڑے نامی سردار مارے گئے کوئی دقیقہ ذلت اور خواری کا اٹھا نہ رہا جس طرح ہو عوض لینا چاہئے ابوسفیان سے کہا کہ یہہ مال بجنسہ بندر کھو اہل مکہ جھکا یہہ سرمایہ ہے بڑا لشکر تیار کرنے والے ہین اوس نے کہا اگر یہی ہے تو سب سے پہلے میرا مال حاضر ہے اور اولاد عبد مناف میرے ساتھ ہے اس قافلے مین ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار تھے اور بیشمار منافع یہہ سب مال مصارف جنگ قرار پایا حق سبحانہ تعالے نے اپنے پیغمبر کو خبر دی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ یعنے کفار اپنے مال خرچ کرتے ہین تاکہ مومنین و اللہ کی راہ سے روکین تو یہہ مال اون کی حسرت کا سامان ہے اور وہ مغلوب ہوجائین گے پھر عمرو بن عاص اور ہبیرہ بن وہب اور ابن لبعری اور ابوعزی وغیرہ اطراف عرب سے کہار جمع

کرنے گئے چنانچہ تین ہزار مرد اکھٹا ہوے پھر ہندہ نے باصرار کہا کہ عورتین بھی ساتھ چلین اور بدر کے مقتولون کی یاد دلا دلا کر جوش بڑہائین الحاصل بڑے بڑے نامی سردار دلاور عرب کی عورتین سمیت آمادہ ہوگئے اور تین نشان بنائے گئے پہلا نشان سفیان بن عوف کو دیا دوسرا طلحہ بن ابی طلحہ نے لیا تیسرا کسی اور شخص کو ملا عباس نے ایک خفیہ خط کے ذریعہ سے حضور کو مطلع کیا یہہ قاصد مسجد قبا مین حاضر ہوا ابی بن کعب نے کچھہ پڑہا باقی مضمون مخفی سنایا پھر عمرو بن سالم کے سے آئے اور کہا کہ قریش ذی طوی مین آگئے اور رسماً مکہ واپس گئے ابوسفیان کو اونکی آمد و رفت سے کھٹکا ہوا کہ بیشک آنحضرت صلعم کو خبر مل گئی اور افسوس کیا کہ آپ قلعہ بند ہو جائینگے ہمارا زور نہ چلیگا صفوان بولا خیر اگر وہ ہاتھہ نہ آئے تو اوس و خزرج کے باغ کاٹ ڈالینگے جس سے اونکی معاش برباد ہو جائے اور میدان مین آئے تو ہمارا لشکر اونسے بہت زیادہ ہے ابو عامر فاسق یہودی بھی پچاس آدمی لیکر اونکا معین ہوا یہہ لشکر سب تین ہزار کا تھا دو سو سوار سات سو زرہ پوش اور تین ہزار اونٹ تھے کمال ہیبت و شکوہ سے منزل بمنزل چلتے اور عورتین کشتگان بدر کو یاد دلا دلا کر غصہ بڑھاتین جب مقام ابوہ مین پہنچے بعضون کو یہ سنو گھی کہ آپکی والدہ ماجدہ کی قبر کھود کر ہڈیان نکال لیجائین مبادا ہماری عورتین ان کے ہاتھہ آجائین تو اوس سے بدل لینگے نہین تو اوس کے فدیہ مین مال کثیر ملیگا مگر اللہ تعالے محافظ تھا دوسرون نے روکا اور کہا کہ وہ بھی تمہارے بزرگون کے ساتھہ ایسا کرین تو مشکل ہوگا یہہ لشکر پانچوین شوال یوم پنجشنبہ کو موضع طار مین فروکش ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ مسلمانون کی کھیتیان برباد کردین پھر جمعے کو جناب بن منذر خبر لینے گئے اور پورا اندازہ کر کے عرض کیا کہ جو تعداد بیان کیگئی تھی صحیح ہے قریش کے دس سوار اونکا طلیعہ مسلمہ بن سلاف سے ملا اور آپس مین تیر اور پتھر چلے اس ایک شیر نر سونکو پس پا کیا ایک بھی پیش نہ گئی پھر مسلمہ اپنے کھیت مین گئے اور جو ہتھیار وہان گڑے تھے لئے اور اپنی قوم بنی سہل مین گئے اور باجرا نیان کیا

آنحضرت صلعم کا خواب

بیان خواب حضرت سید الانام و تیاری لشکر اسلام

جب دشمن قریب آگئے شب جمعہ کو مدینے کی کلی کو پہرے مین انتظام ہونے لگا اور سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور اسید بن حضیر وغیرہ حضور کے در اقدس پر پہرا دیا کئے نماز صبح مین جانبازان

اسلام حاضر خدمت تھے آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنا کر کے فرمایا کہ مین نے رات
کو خواب دیکھا کہ گویا مین مضبوط زرہ مین ہون اور میری تلوار بیچ کی طرف سے ٹوٹ گئی اور ایک
گائے ذبح کی گئی پھر سہنے ایک دنبہ حلال کیا اور تعبیر فرمائی کہ زرہ مدینہ ہے جس مین تمھین امن
ہے اور تلوار ٹوٹنے سے میری ذات کا کوئی صدمہ مراد ہے اور ذبح گاو شہادت اصحاب سے
کنایہ ہے اور دنبہ کا ذبح کرنا کفار کا شکست کھانا حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ تلوار
توٹنے سے اپنے اقارب کا قتل مراد تھا اور بعض روایت مین ہے کہ اپنے کری ہوی تلوار دیکھی
تھی جسکی تعبیر روے مبارک کا زخم تھا پھر اصحاب سے شورہ طلب فرمایا اور یہہ پسند کیا کہ مدینہ سے
باہر نہ نکلین عبداللہ بن ابی کھڑا ہوکر بولا جبتے لڑائیان دیکھی ہین ہم عورتون کو ٹیلون اور گڑھیون
مین محفوظ کر دیتے اور مرد گلی کوچون مین جم جاتے پھر مردون کے تیر اور نیزے اور عورتون کے
پتھر دشمنون کو ہلاک کرتے اسیطرح مہینون لڑے ہین ہان مدینہ سے جب نکلے زک اٹھائی
اور جو دشمن چڑھ آیا منھہ کی کھائی آپ بھی ایسا ہی کیجئے دشمن باہر رہا تو پچتائیگا اور واپس
گیا تو فہو المراد آپنے رضامندی ظاہر فرمائی اور اکابر اصحاب نے بھی پسند کیا مگر جوش بھرے نوجوان
اصحاب جو بدر مین حاضر نھو سکے تھے اور دلون مین سچے ولولے اور مرنے مرجانے کے حوصلے
بھرے تھے عرض کرنے لگے یارسول اللہ ہمین جہاد پر لیچلئے اور سعد صحابہ جنھین اسلامی جوش نے
بڑھاپے مین زندہ کر دیا تھا جیسے حضرت حمزہ اور سعد بن عبادہ اور نعمان بن مالک وغیرہ انکی
تائید پر کھڑے ہوگئے اور بولے اگر تم کو گھرون مین گھس رہے تو دشمن اور بھی دلیر ہوجائیگا اور
ہمین پودا سمجھہ لیگا بدر مین تین سو کے لشکر نے برکت رحمانی و تائید آسمانی سے کیسی فتح نمایان
حاصل کی اب ہمارے کثیر التعداد غازیون کو بھی انھین عنایتون کا امیدوار رہنا چاہئے ہم تو
اسی دن کی امیدین کرتے اور دعائین مانگتے تھے خدا خدا کر کے ہمارا شکار ہمارے صحن مین آگیا
اب ہمسے صبر کیونکر ہوسکے آپ کو اس طرف کچھہ توجہ نھوئی اور یہہ دلیر خدا کے شیر ہتھیار لگائے
ہوے ٹہل رہے تھے اور چہرون سے شجاعت کے جوش سرفرازی کے شوق نمایان تھے پھر
مالک بن سنان جو ابو سعید خدری کے باپ تھے عرض کرنے لگے یارسول اللہ آج وہ دن
ہے کہ دو دولتون سے ایک دولت پائین یا فتح و غنیمت یا شہادت اور ہم کو یہہ دونون محبوب ہین

حضور سے کچھ ارشاد نہوا اور مالک بیچھے ہٹے اور آپکے عم بزرگوار صف شکن جرار قاتل کفار شیر خدا
سید الشہدا حضرت حمزہ آگے آئے اور کہا قسم ہے اوس ذات پاک کی جس نے آپ پر قرآن
اتارا کھانا نہ کھاؤن گا جب تک شہر سے نکل کر دشمن کو ذائقہ موت نہ چکھاؤن چنانچہ آپنے جمعہ اور
شنبہ دونون روزہ رکھا اور بحالت صوم شہید ہوے اور نعمان بن مالک نے عرض کی مین شہادت
دیتا ہون کہ ذبیح کی ہوئی گائے جو حضور نے خواب مین دیکھے ہے مین ہون آپ مجھے اس دولت سے
محروم نہ کرین قسم ہے اوس ذات کی کہ اوسکے سوا کوئی معبود نہین بیشک مین جنت مین جاونگا فرمایا کس
وجہ سے عرض کیا کہ دوست رکھتا ہون اللہ اور اللہ کے رسول کو اور نہین بھاگتا لڑائی سے فرمایا سچ
ہے چنانچہ وہ بھی احد مین شہید ہوے پھر آیاس بن اوس نے کہا یا رسول اللہ صلعم ہم قبیلہ بنی عبد الاشہل سے
ہین تمنا ہے کہ وہ ذبیح کی ہوئی گائے ہم ہون ہم کفار کو ذبیح کرین اور وہ ہمین پس ہم جنت مین جائین اور
وہ دوزخ مین پڑین اس صورت مین ہم سے نہین ہوسکتا کہ قریش پھر جائین اور کہین کہ ہمنے مسلمانون کو
گڑھیون مین گھیر لیا اور اونکی کھیتیان روندین تو جبتک ہم اونھین وہان سے نہ ہٹادین کیونکہ اپنا ملک
آباد کرین ہم تو ایام جاہلیت مین ایسے بہادر تھے کہ کوئی ہمسے غلبے کی امید نکر سکتا تھا اور اب تو حضور کی
برکت سے ہم کو بہت کچھ حق اور قوت حاصل ہے پھر کیون قلعہ مین محبوس اور فتح اور غنیمت سے مایوس
رکھے جائین اور کھڑے ہوے ابو سعید بن خیثمہ اور کہا یا رسول اللہ صلعم قریش سامان اور لشکر جمع کرکے
ہمارے میدانون مین چڑھ آئے اگر یون ہی صحیح وسلامت لوٹ گئے تو بہت دلیر ہو جائین گے اور ہمیشہ
لوٹ مار کرین گے اور دوسرے دہقانیون کو جرأت ہوگی اور ہم اللہ سے فتح اور غلبہ کی امید رکھتے ہین اور
نہون تو شہادت کہین نہین گئی ہے اور جب بدر مین لڑائی تھی تو مجھسے اور میرے بیٹے سے جھگڑا ہوا کہ کون
لڑائی مین جائے قرعہ اوسی کے نام نکلا اور دولت شہادت سے مشرف ہوا اور مین نے آجکی رات اوسے
جنت مین دیکھا ہے کہتا تھا کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور ہم تم جنت مین ملجائین جو ہمسے ہمارے رب
اور اوسکے پیغمبر نے وعدہ کیا تھا وہ ہمنے پالیا یا رسول اللہ صلعم بخدا میری آنکھ اُسی شوق مین کھلی کہ
اپنے بیٹے سے جنت مین ملون اور اب میری عمر بڑی ہو چکی دعا فرمائے کہ مجھے شہادت نصیب ہو
پس آپنے دعا فرمائی اور وہ برقت جنگ شہید ہوے کہا راوی نے پھر نماز جمعہ پڑہائی آنحضرت صلعم
نے اور وعظ فرمایا اور سعی وجہاد کا حکم کیا اور امید دلائی فتح کی پھر نماز عصر پڑہائی اور دولت سرا مین تشریف لیگئے

اور لڑائی کے کپڑے پہنے اور اصحاب جانباز نے منبر شریف سے حجرے تک صفین باندھین سعد
اور اسید نے کہا اے لوگو آپ پر آسمان سے حکم آتے ہین آپ کو تکلیف نہ دو اور رائے شریف چھوڑ
اتنے مین حضور پرنور ہتھیار لگائے ہوے باہر نکلے سب نے عذر کیا اور کہا جو مناسب ہو کیجئے ہم مطیع اور
فرمان بردار ہین فرمایا بات تو یہی تھی مگر انبیاء سابق کا دستور تھا کہ جب ہتھیار لگاتے بے کسی فیصلے
کے کمر نکھولتے پھر فرمایا میری متابعت کرو اور اسید بن حضیر کو اوسکا نشان دیا اور منذر بن جمع ساعد
بن عمادہ کو نشان بردار خزرج بنایا اور مہاجرین کا علمدار حضرت علی یا مصعب بن عمر کو کیا اور سعد
بن معاذ اور سعد بن عبادہ دونون آپکے آگے آگے چلے پھر موضع مشیخین پر فوج جرار کا جائزہ لیا اور
کم سن نابالغون کو پھیر دیا مگر رافع کو اجازت ملی تو سمرہ نے اپنے سوتیلے باپ سنان سے کہا کہ
آنحضرت صلعم نے رافع کو اجازت دی اور مین اوسے پچھاڑ دیتا ہون مجھے اجازت ندی سنان نے
حضور مین سفارش کی آپنے فرمایا اچھا دونون کشتی لڑو پھر دونون خدا کے پہلوان لڑے اور سمرہ
غالب آئے پھر اونہین بھی ہمراہی کی اجازت ملگئی لشکر اسلام روانہ ہوا اور قبیلہ بنی نجار مین توقف
کیا اور محمد بن مسلمہ کو پچاس جوانون کے ساتھ نگہبانی پر مامور فرمایا اور رات کو کہا کہ کون میری پاسبانی
کریگا ذکوان نے عرض کی مین یارسول اللہ صلعم آپنے فرمایا تو کون ہے عرض کی ذکوان نے فرمایا
بیٹھو پھر فرمایا کہ کون میری حفاظت کریگا ذکوان اوٹھے کہ مین یا نبی اللہ فرمایا تو کون ہے عرض کی مین
ہون ابو سبع آپنے فرمایا بیٹھو اور کہا کون میری نگہبانی کریگا ذکوان جان مدول سے قربان عرض
کرنے لگے مین یارسول اللہ آپنے فرمایا تو کون ہے عرض کیا ابن قیس فرمایا تیرے وہ دو ساتھی یعنے
جو پہلے اور دوسری بار بولے تھے کہان ہین عرض کی ہر بار یہی جان نثار بولتا تھا کہ شاید کسی نام سے
منظور نہ ہو جائے ارشاد ہوا حفاظت کر اللہ تیرا نگہبان ہے پھر حضرت ذکوان ہتھیار لگائے ہوے رات
بھر پاسبانی کرتے رہے صبح کو یہ لشکر احد پر پہونچ گیا ادہر سے کفار بھی آگئے اور ابن ابی منافق نے
اپنی دریات کو لیکر تین سو کی جمعیت سے منھ پھیرا ابو جابر نے روکا اور فہمایش کی بولا ہمکو یقین
نہین کہ لڑائی ہوگی خیر ہم مدینے مین آپکے مددگار اور آپنے میری نصیحت پر نظر فرمائی مدینے سے نکلے
اب دونو جانب سے صفین جمنے لگین جناب سرور کائنات نے میمنہ پر عکاشہ بن محصن کو اور میسرہ پر
ابو سلمہ اور ابو عبیدہ کو معین فرمایا اور مقداد بن عمر کو مساق لشکر مین اور سعد بن ابی وقاص کو مقدمۃ الجیش

کا امیر کیا اور بنفس نفیس ایک ایک آدمی کو ہٹاتے اور بڑھاتے اور نہایت ہیبت و جلال سے صفین
آراستہ فرمائین اور خطبہ پڑھا اور نصایح موثرہ سنائے اور پہاڑ کی گھاٹی پر عبداللہ بن جبیر کو پچاس
تیراندازون کے ساتھ بٹھا دیا کہ یہین رہین ہم شکست اوٹھائین یا فتح یہ قدم نہ سرکائین اور ہر شرکین
نے فوجین جمائین خالد کو بجانب راست اور عکرمہ کو بسمت چپ اور سوارون پر عمرو بن عاص اور
صفوان ابن امیہ کو افسر بنایا اور تیراندازون کی امارت عبداللہ بن شہاب کو دی اور کفار کی
عورتین صفوف مین گاتی بجاتین اور بدر کے مقتول یاد دلاتین سب سے پہلے ابو عامر یہودی پچاس جوانون کو
لیکر بڑھا مسلمانون نے تیر و سنگ سے مقابلہ کیا تھوڑی مار پیٹ کے بعد لشکر کیطرف پھر گیا اور قریش
کا نشان بردار طلحہ بن ابی طلحہ بڑھا اور للکار کر کہا کون میدان مین آتا ہے شیر خدا علی مرتضی نے
جھپٹکر اوسے نیم جان کر دیا اور واپس آئے لوگون نے کہا آپنے اوسے کیون نہ مار ڈالا فرمایا اسکا
ستر کھل گیا تو مجھے رحم آیا پھر دوسرے مسلمانون نے اوسے مردار کر ڈالا رسول خدا نشان کے تلے بیٹھے
ہوے حضرت علی کی تیز دستی دیکھ رہے تھے اوس لعین کے گرتے ہی آپنے تکبیر کہی پھر عثمان بن ابی طلحہ
نے وہ نشان لیا حضرت حمزہ نے بڑھکر ایک ہاتھ ایسا مارا جس نے کاندہے سے کمر تک کھول دیا اور
وہ لعین فی النار ہو گیا پھر ابو سعید بن ابی طلحہ نے نشان لیا سعد بن ابی وقاص نے ایک ہی وار مین اوسکا
داہنا ہاتھ قلم کیا اوس نے نشان بائین ہاتھ مین لیا وہ بھی ایک ہاتھ مین کٹا ہوا نظر آیا پھر نشان پر
جھک گیا تو حضرت سعد نے کمان سے اوس کے سر کا مغفر پھینک دیا اور ایک ہی وار مین کام تمام کیا
پھر مسافع ابی طلحہ کا بیٹا نشان لیکر بڑھا حمزہ عاصم نے قتل کیا پھر اوسکا بھائی کلاب حضرت زبیر کے
ہاتھ سے مارا گیا پھر جلاس بن طلحہ نے نشان لیا اور طلحہ بن عبیداللہ نے اوسے فی النار کیا پھر ارطاۃ
نے نشان اوٹھایا اور ضربت حیدری سے مارا پڑا پھر شریح بن قارظ نے علم برداری کر کے جان دی پھر
ایک غلام نے وہ نشان لیا اور کسی نامزی کی تلوار کا نشانہ ہوا اب نشان کفر اوندھا ہو گیا مسلمان
تکبیر کہتے ہوے بڑھے اور صفوف شرکین مین گھس پڑے اور درہم برہم کر دیا منقول ہے کہ اوس دن
مسلمانون کو فتح نمایان حاصل ہوئی تھی اور باوجود کثرت مشرکین کے لشکر مد جو اس بھاگا اور نشان
اوندھے ہو گئے مگر حضور کے ارشاد کے خلاف درزی نے رنگ بدل دیا یعنے جب مشرکین نے میدان
چھوڑ ا پشت کی طرف منہ موڑا مسلمان اونہین قتل و اسیر کرنے لگے اور اون کے مال اور ہتھیار لوٹنے

وقائع اسلام و فتوح اسلام

خلاف ورزی کا وبال

عبداللہ بن جبیر کے ہمراہی یہہ معاملہ دیکھکر بیچین ہوگئے شجاعت نے دلون مین جوش مارا
بھاگنے والون کی طرف بڑھے عبداللہ نہین روکتے اور حضرت کا حکم یاد دلاتے مگر کون سنتا تھا
کھتے تھے لڑنے والے مال لوٹین دشمن کشی کا ثواب پائین ہم دور سے منھہ دیکھتے رہجائین حضرت کا
حکم بحالت جنگ تھا نہ اس خدا داد فتح مین یہہ تیر انداز ادھر اودھر بڑھے کچھہ آدمی عبداللہ کے
ساتھہ رہگئے اودھر خالد بن ولید وعکرمہ بن ابی جہل وغیرہ نے جو کئی سو سوار جرار لئے کھڑے تھے
دیکھا کہ گھاٹی خالی ہے اور آنحضرت تھوڑے جان نثارون کے ساتھہ نشان کے تلے تشریف رکھتے
ہین فوج لوٹ مار مین پڑی ہے موقع پاکر عبداللہ پر دھاوا کردیا عبداللہ نے دیر تک انہین دندان شکن
جواب دئے جب اون کے ساتھی شہید ہوگئے تو یہہ امیر دلیر برچھا لیکر کمال شجاعت و تہور سے
مقابل آیا اور بڑے بہادرون کے دھادے پست کردئے آخر کار تلوار نکالی اور خوب ہی لڑے
مگر تا کئی شربت شہادت نوش فرمایا قریش کے سوارون کو پشت لشکر اسلام سے حملے کا موقع
ہاتھہ آیا اصحاب اوس طرف مصروف تھے حضرت کے پاس نہ کافی جماعت تھی نہ صفین بندھی
تہین دفعتہً اس حملے سے لوگ منتشر ہوگئے اور لڑائی بگڑی بھاگنے والے بھاگے شیطان
سراقہ کی صورت بناکر یتن بار بآواز بلند پکارا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ یعنے آنحضرت صلعم شہید ہوگئے
ادھر یہہ بلاے ناگہانی اوس پر یہہ خوفناک آواز اصحاب بدحواس ہوگئے ایک کو دوسرے کا
ہوش نہ رہا جدھر جس نے راہ پائی بھاگا اور ہجوم کفار سے یہہ نوبت آئی کہ مسلمان آپس مین اپنے
لگے ایک ایک کو نہ پہچانتا تھا کئی آدمی آپس کے ہتھیارون سے زخمی ہوے حضرت حذیفہ کے
والد بزرگوار نے اسی ہلڑ مین مسلمانون کے ہاتھہ سے مسلمانون کے ہاتھہ سے شہادت پائی
ہر چند حذیفہ پکارتے تھے کہ یہہ میرے باپ ہین مگر کسی نے نہ سنا حضرت حذیفہ نے کہا
یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ مَا صَنَعْتُمْ بِاَبِیْ اور خون بہا اپنے باپ کا نہ لیا اور
مسلمانون پر اپنا صدقہ کردیا جب حضور کی خدمت مین اس مصیبت کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ یہہ ضرب اللہ
کے لئے تھی دونو ماجور و مثاب ہین الحاصل اس ہلڑ مین اسلامی گروہ کئی حالتون پر ہوگئے
بعض ایسے بھاگے کہ موضع مہراس تک پہونچ گئے اور کچھہ تھوڑی دور جاکر واپس آئے اور
بعض معاً سنبھلے اور میدان مین قدم جمائے اور کچھہ وہ بھی تھے جنکو جنبش ہی نہ ہوئی پھر ان

ثابت قدم رہنے والون اور پھرنے والون سے بعض متفرق طور پر لڑتے مرتے رہے اور کچھ حضرت کی خدمت مین معاً پہونچ گئے اور بعض حضرت کو تلاش ہی کرتے رہے اور آخر وقت حاضر ہوے آنحضرت صلعم کے ہمراہ اوس وقت بہت تھوڑے اصحاب تھے جنکی تعداد چودہ سے تیس تک مروی ہے اور واقدی رحمہ اللہ علیہ نے اونکے نام بھی ذکر کردے ہین ابوبکر عبداللہ علی سعد ابن ابی وقاص طلحہ ابوعبیدہ زبیر خباب بن منذر ابودجانہ عاصم بن ثابت حارث بن صمہ سہل بن خیف اسید بن حضیر سعد بن معاذ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم۔

اصحاب جان نثار کی مختلف لڑائیان

حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کی یہ حالت تھی کہ جب آپنے یہ درہمی دیکھی جناب سرور کائنات صلعم کو ادھر ادھر ڈھونڈھا مقتولین مین نہ پایا راست وچپ دیکھا وجہال جہان آرا نظر آیا دل مین کہا کہ یہہ تو ہو ہی نہین سکتا کہ رسول خدا میدان سے ہٹ جائین۔ بیشک اللہ تعالی نے ہماری شامت اعمال سے اپنے محبوب مقبول کو آسمان پر اٹھا لیا پھر تلوار میان سے لی اور لشکر بدخواہ پر حملات کرکرکے ہر حملے مین ایک صف کو درہم برہم کرتے اور اپنی تلوار کے جوہر دکھاتے کہ ناگاہ ایک جانب سے حضور کا جلوۂ نورانی دکھائی دیا پروانے کی طرح دوڑکر قریب آگئے منقول ہے کہ جب حضرت نے کفار کا غلبہ اور مسلمانون کی منقلبی ملاحظہ فرمائی ایک ایک کو پکار کر کہتے مین ہون رسول اللہ ادھر آؤ مگر اوس بدحواسی مین کون سنتا تھا جناب سرور عالم صلعم غصے ہوے اور علی کو اپنے پاس دیکھکر فرمایا اے علی تو اوسنھین بھاگنے والون کے ساتھ کیون نہ گیا عرض کی ؎ من نہ آیم کہ سراز خط وفا کذارم گرچہ سازند جدا چون قلم بند از بند + مین کہان جاؤن پھر ایک حملہ اور لشکر مشرکین کا دیکھکر کہا تو اسنے میری حفاظت کر شیر خدا نے تلوار نکالی اور ایکہی حملے مین اون کے منھ پیٹھ کے طرف پھیر دئے اور حاضر ہوے پھر دوسری بگڑی نظر آئی فرمایا اے علی اسنے میری حفاظت کر حیدر کرار نے ذوالفقار لی اور اونکے غول مین ڈوب گئے اور سب کو بھگا دیا روایت ہے کہ جبرئیل امین آئے اور خوشخبری سنائی کہ یا رسول اللہ علیؑ نے حق اخوت ادا کیا حضور نے فرمایا اِنَّهٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ حضرت جبرئیل بولے اَنَا مِنْکُمَا اور غیب سے آواز دینے والے

نے آواز دی لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ آپ فرماتے تھے کہ مین ایک جانب اور ابو دجانہ
ایک طرف اور سعد بن ابی وقاص ایک سمت سخت لڑائیان کرتے اور مکرر حملے روکتے پھر مشرکین کا ایک
لشکر ابڑا جس مین عکرمہ بن ابی جہل تھا مین نے اون پر حملہ کیا اور صف مین در آیا اون سب نے مجھپر نرغہ کیا
مگر مین مارتے مارتے دوسری جانب تک پہنچ گیا پھر حضور کی خدمت مین حاضر ہوا میری موت نہ تھی حضرت
ابو طلحہ بھی تو آنحضرت صلعم پر بالکل فدا ہو گئے تھے اور آپکے چارون طرف گھومتے جدھر سے تیر
یا پتھر یا تلوار آتی اپنی جان سامنے کر دیتے اور کہتے نَفْسِیْ دُوْنَ نَفْسِکَ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ ادھر ان
نے اپنے تمام تیر نکال کر حضور کے سامنے ڈال دیے تھے آپ تیر اوٹھا اوٹھا کر دیتے اور یہ حضرت کو بچاتے
اور کفار کو تیرون سے ہٹاتے جاتے ایک مشرک آنحضرت صلعم کی طرف بڑھا اور پکارا کہ کدھر ہین محمد صلعم
طلحہ نے اوسے نیزہ مار کر گرا دیا اور اوس کے رخسار خبیث پر پانون رکھکر چڑھ کر ڈالا اور مردار کر دیا پھر
دوسرے مشرک نے اونھین دو زخم لگائے جنسے آپ بیہوش ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابو بکر صدیقؓ سے کہا اپنے چچازاد بھائی کی خبر لو حضرت ابو بکر گئے اور پانی چھڑکا تو آنکھ کھولی اور کہا حضرت
کہان ہین اور کیسے ہین حضرت صدیق نے کہا حضور ہی نے تو مجھے تمھاری خبر لینے کو بھیجا ہے ابو طلحہ نے
کہا اب سب مصیبتین آسان ہین جیتے آپ زندہ ہین کچھ غم نہین ہم ہون یہ مضمون منقول ہے کہ بعد جنگ
جمل کے حضرت علی نے سنا کہ ایک شخص کو کہ ابو طلحہ کی نسبت کچھ کہتا ہے فرمایا تو جنگ احد مین حاضر تھا
اون کے کمال اسلام نے اونہین بے پرواہ کر دیا ہے وہ نادم ہو کر چپ ہو رہا دوسرے نے عرض کی
یا امیر المومنین ابو طلحہ کی فضیلت کیا ہے اون پر اللہ رحم کرے آپنے فرمایا بیشک اللہ نے اون پر رحم کیا
جنگ احد مین ہم سب الگ الگ کفار سے لڑتے اور ابو طلحہ حضرت کے گرد تھے اور اپنے جسم کو سپر بنایا
تھا اور اون پر تیر اور تلوارین پڑتی تھین حضرت ابو دجانہ بھی وہ ہین کہ حضرت نے اونھین احد
کے دن اپنی تلوار عطا فرمائی اور پہلے حملون مین اسنے اول درجے کی شجاعت ظاہر ہوئی اور بڑے
بڑے نامیون کو نیچا دکھایا پھر جب مسلمان مغلوب ہوے تو اونکا یہہ حال تھا کہ حضور کے گرد پھرتے تھے
اور اپنی جان کو سپر بنا دیا تھا ابن زبیر انکے طرف بڑھا اور پکارا کہان ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
ابو دجانہ نے اوسے ڈانٹا اے مردک تو ایسے شخص کے سامنے بھی کہتا ہے کہ جس نے اپنی جان
حضور پر نثار کی ہے پھر ایک ہاتھ مارا کہ وہ بدنصیب دو ٹکڑے ہو گیا یہ دیکھکر آنحضرت صلعم نے فرمایا

اے ابو دجانہ تجھسے خدا راضی ہو جیکہ تو نے اسکے رسول کو راضی کیا آپ کی شجاعت اول درجے
کی تھی حضرت سعد ابن ابی وقاص کا یہہ حال تھا کہ برابر تیر مارتے اور حضور فرماتے میرے
ماں باپ تجھپر فدا ہوں تیر مار حضرت ام ایمن جو مجاہدین کے پانی پلانے کو آئی تھین اونھین حبان
بن عرقہ نے تیر سے مارا اونکا کپڑا کھل گیا وہ ملعون قہقہہ مار کر ہنسا حضور اقدس کو یہہ بیہودگی
ناگوار معلوم ہوئی سعد کو ایک لکڑی دی اور فرمایا اوس کو مار حضرت سعد کا تیر مارنا تھا کہ وہ دشمن
خدا مردار ہو کر چت گر پڑا اور اسکا ستر کھل گیا حضور بے اختیار ہنس پڑے کہ باچھین کھل گئین اور
فرمایا سعد نے ام ایمن کا عوض لے لیا اور سعد کو دعا دی کہ الٰہی تیر نشانے پر پڑا کر دے دعا مقبول
ہوئی چنانچہ حضرت سعد مجیب الدعوات ہو گئے حضرت ابو بکر صدیق آپ پروانہ وار حضور کے
گرد رہے ناگاہ عبد الرحمن آپکے بیٹے نے جو اوس وقت تک ایمان نہ لائے تھے بڑھکر مقابل
طلب کیا تو آپ نے تلوار میان سے نکالی اور قریب تھا کہ شیر کی طرح اوپر جا پڑین اور دکھادین
کہ یون اللہ والے تمام تعلقات کو ہیچ و ناچیز کر ڈالتے ہین اور حب للہ و بغض للہ اسے کہتے
ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر اپنی زندگی سے ہم کو نفع دو اور تلوار
میان مین کر و شماس بن عثمان آپکے حق مین خود آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ شماس کی کوئی
شبیہہ سوائے سپر کے نہ تھی جس وقت آپ تیر پھینکے شماس کو دیکھتے کہ مشرکین کو بزور شمشیر
ہٹا رہے ہین اور اپنی جان رسول اللہ پر فدا کر رہے ہین یہانتک کہ اپنا دعوے شہادت میدان
سے ثابت کر دکھایا حضرت مصعب جو نشان محمدی اوٹھائے ہوئے تھے اس قدر
لڑے کہ زخمون سے چور ہو کر شہید ہو گئے پھر اوس نشان کو ایک بزرگ فرشتے نے
اوٹھا لیا اور مصعب سی صورت بنائی آخر وقت جب آنحضرت صلعم نے فرمایا اے مصعب بڑھ تو
فرشتے نے عرض کی مین مصعب نہین ہون آپ سمجھ گئے وہب بن قابوس مزنی حضور
کے پاس کھڑے تھے جب دشمن بڑھے آپ اونھین ہٹاتے ایک لشکر بڑھا آنحضرت نے فرمایا
کون انھین ہٹائیگا وہب نے عرض کی مین یا رسول اللہ پھر تیرہ و خنجر سے اونھین بھگا دیا دوسرا
لشکر آیا ارشاد ہوا اسے کون روکیگا وہب بولے مین حبیب اللہ اور مارتے مارتے پچھلے پاؤن
ہٹا دیا تیسرا گروہ بڑھا فرمایا اسے کون دفع کرے گا وہب بولے مین یا نبی اللہ فرمایا جا اور جنت کی بشارت

معرکہ
معرکہ سعد و عبد الرحمن

لے چنانچہ یہہ سخت حملہ ہوا اور آپکے بیس زخم لگے مگر صف دشمن کی دوسرے طرف تک پہونچ گئے
اور ہجوم کفار مین شہید ہوے آپکی شجاعت اعلی درجے کی تھی **جناب بن منذر** صف مشرکین
مین ڈوب گئے اور پھر حاضر ہوے اور اپنی قوم کو پکارتے تھے اے آل سلمہ اللہ تعالی کیطرف سے پکارنے
والے کی بات سنو پھر شجاعت اور تہور کے ساتھہ لڑنے گئے دھوکے مین جبار ابن صخر نے دشمن جانکر
اون کے سر پر ایک پتھر مارا بعد کو معلوم ہوا کہ یہہ تو لشکر اسلام سے ہین اور ظاہر کیا مسلمانون نے
اپنا شعار یا امت یا امت تاکہ آپس مین دھوکا نہو **نسیبہ بنت کعب** یہہ بھی احد مین حاضر تھین
اور اون کے شوہر اور بھائی بھی موجود تھے یہہ مجاہدین کو پانی پلاتین اور پٹی اور دوا لگاتین نیزہ اور
شمشیر سے دشمنونکو سر جہنم دکھاتین انکے بارہ زخم لگے تھے نہایت جوانمردی سے لڑین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر جان قربان کرتی تھین ایک شخص ڈھال لئے ہوئے بھاگا جاتا تھا آنحضرت نے فرمایا اے
شخص سپر لڑنے والے کیلئے پھینک دے اوس نے سپر پھینکی اور حضرت نسیبہ نے اوٹھالی اور آنحضرت
صلعم پر اوس سے آڑکرتین اور حملہ آورون کو نیزہ و تیغ سے ہٹاتین ایک سوار نے اونھین تلوار ماری -
اونہون نے سپر پر لیکر ایسا وار کیا کہ اوسکے گھوڑون کے پانون کٹ گئے رسول صلعم نے اون کے بیٹے
عبداللہ بن زید کو پکارا کہ اگر اپنی ماں کی مدد کر عبداللہ نے بڑھکر ماں کا ساتھہ دیا اور اوسے جہنم رسید
کیا پھر ایک اور مشرک آیا اور عبداللہ کا بایان بازو زخمی کرتا ہوا چلا گیا آپ کی ماں جھٹ پٹ پٹی باندھکر
بولین بیٹا کھڑے ہوکر دشمنون کو قتل کرو فرمایا آنحضرت صلعم نے کسے اتنی طاقت ہے جو تجھے ہے پھر
وہی شخص پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دیکھہ تیرے بیٹے کا زخمی کرنے والا وہ آتا ہے بی بی نسیبہ نے
دوڑکر ایک ہی ہاتھہ مین اوسے دو کیا پس متبسم ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ باچھین کھل گئین
اور فرمایا کہ خوب عوض لیا تو نے حمد ہے اُس اللہ کی جس نے تیری آنکھہ ٹھنڈی کی اور تجھے غالب کیا
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین ام عمارہ کو اپنے دست چپ اور دست راست لڑتے پاتا تھا اور فرمایا
کہ تیرا اور تیرے شوہر اور بیٹے کا مقام بہتر ہے فلان و فلان سے عرض کی یارسول اللہ دعا فرمائیے
کہ ہم سب جنت مین ایک ساتھہ ہون آپنے دعا فرمائی کہ اے اللہ انھین جنت مین رفیق و مصاحب کر
حبیب ابن قحبہ نے آنحضرت صلعم پر حملہ کیا تھا تو ایک تلوار اونپر ماری تھی اور انہون نے بھی اوسپر
کئی زخم لگائے مگر وہ زرہ پوش تھا کارکر نہوی یہی نسیبہ ہین جو جنگ یمامہ مین بھی کمال مردانگی سے لڑین

سعد بن ربیع ان کے بارہ زخم لگے تھے بعض اصحاب اون کے پاس پھونچے تو کچھ سانس باقی تھی کہا کہ ہمارے حضور کیسے ہین کہا گیا بخیر ہین بولے کہ میرا سلام میری قوم انصار سے کہنا اور کہنا اے قوم ڈرو اللہ سے کیا وعدہ کیا تھا تم نے بیعت عقبہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور متوجہ لقاے حق ہوے جب آنحضرت سے یہہ حال عرض کیا گیا اپنے قبیلے کے طرف دونون ہاتھہ اوٹھائے اور کہا اے اللہ ملاقات کر سعد سے درآنحالیکہ تو اوسسے راضی ہو عباس بن عبادہ و خارجہ بن یزید نہایت جوانمردی سے لڑے عباس نے خارجہ سے کہا تم میری زرہ اور مغفر لوگے خارجہ نے کہا میرا بھی یہی قصد ہے جو تمہارا قصد ہے یعنے لڑنا مرنا پھر عباس مشرکین پر جھکے اور پکار پکار کہتے تھے کہ اے مسلمانو کیا عذر ہے تم کو حق سبحانہ تعالی کی حضور مین اگر رسول اللہ شہید ہو گئے اوس کے رسول نے تو ہم سے فتح کا وعدہ فرمایا تھا مگر ہماری نافرمانی اور خلاف ورزی اور ثابت قدم نہ رہنے سے ہم پر یہہ بلا پھر نازل کرائی یہہ دونون خوب لڑے اور شہید ہو گئے حضرت خارجہ زخمون مین نہایت چور پڑے تھے کہ مالک بن خشم نے کہا تم نے سنا کہ آنحضرت صلعم شہید ہو گئے حضرت خارجہ نے کہا اگرچہ آپ شہید ہو گئے مگر اللہ تو زندہ ہے نہ مرنے والا رسول اللہ صلعم نے ہم کو اسلام سکھایا احکام الہی پہونچائے اب ہم خود اللہ کے لئے لڑین مرین اور دین کی حمایت کرین اور ایسا ہی جواب دیا مالک بن سعد بن ربیع نے حضرت حنظلہ یہہ عامر فاسق کے بیٹے تھے اوسی دن انکا نکاح ہوا تھا صبح کو بستر سے اوٹھے کے اس عجلت مین چلے کہ غسل جنابت نہ کر سکے اور صفین برابر کرتے وقت پھونچ گئے جب مسلمان ہٹے تو اونہون نے ابوسفیان کے گھوڑے کے پانون کاٹ دئے اور قریب تھا کہ اوسے ذبح کرین مگر ابوسفیان چلایا کہ بچاؤ مجھے مین ابوسفیان ہون تو اسود بن شعوب نے بڑھکر شہید کر ڈالا اور ابوسفیان بھاگ گیا ورنہ کام تمام ہو چکا تھا روایات صحیحہ مین حضرت سے منقول ہے کہ مین نے دیکھا کہ فرشتے حنظلہ کو غسل دیتے ہین اور اوسکی لاش سے پانی ٹپکتا ہے حضرت سید الشہدا حمزہ آپ کی شجاعت اوس دن حد سے بڑھی ہوئی تھی آپ صفین درہم برہم کرتے اور مشرکین کو اس جرات بیجا کا مزہ چکھاتے ناگاہ سباع میدان مین آیا آپنے ایک ہی وار مین اوسے ہموار کیا پھر آگے بڑھے زمین مین کچھہ کیچڑ تھی پاون پھسلا آپ گر پڑے ادھر وحشی حارث کے بیٹے کا غلام بوعدہ آزادی مالعنام آپ کی گھات مین چھپا ہوا بیٹھا تھا یہ وقت غنیمت سمجھا اور بڑھکر ایک ایسا نیزہ مارا کہ آپ جان بحق تسلیم ہو گئے آپ کی لاش مبارک پر ان بیحیاؤن نے حد سے زاید گستاخیان کین

(اخبار روضۃ الاحباب)

آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ فرمایا مجھے جبرئیل نے بشارت دی کہ حمزہ ساتوں آسمانوں مین لکھے گئے ہین حمزہ بن عبدالمطلب اسد اللہ واسد الرسول عمرو بن جموح آپ لنگڑے تھے آپکے بیٹے حضرت کے ہمراہ رکاب ہوے تو یہہ بھی اپنے بیٹے سے اونھین روکا حضرت نے فرمایا تیر جہاد فرض نہین ہے عرض کرنے لگے یارسول اللہ مجھے امید ہے کہ مین جنت مین لنگڑاتا پھرون پھر آپنے اونھین اجازت دی جب مسلمان مغلوب ہونے لگے اور پانون اوکھڑے تو کچھ لوگ سنبھلے اور کفار پر حملہ آور ہوے آگے آگے عمرو بن جموح اور اون کے پیچھے اونکا بیٹا تھا کمال شجاعت اور مردانگی سے لڑکر شہید ہوے آپکی بی بی ہند بنت عمرو بن حرام یہ دونو لاشین اور اپنی بھائی کی لاش اونٹ پر لاد کر چلی تھین کہ مدینے مین دفن کرین راہ مین حضرت عائشہ صدیقہ حضور کی خبر لینے کو چند عورتون کے آرہی تھین ملین اور آنحضرت صلعم کی خبر پوچھی ہند نے کہا حضور بخیر ہین اور بھی میرے شوہر عمرو اور میرے بیٹے حلاد اور میرے بھائی عبداللہ ہین پھر وہ اونٹ بیٹھ گیا ہر چند ہانکا آگے نہ بڑھا حضرت عائشہ نے فرمایا کہ کوہہ زیادہ ہند نے کہا نہین اس سے زیادہ بوجھ پھر لادا جاتا تھا پھر ہند سے حضور کے پاس جہان آپ شہیدون کو دفن کرا رہے تھے پھر لائین آپنے یہ ماجرا سنکر فرمایا کسی نے انھین سے کچھ کہا تھا ہند نے کہا ہان عمرو بن جموح نے چلتے وقت دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے شہادت سے محروم میرے اہل وعیال مین نہ لانا ارشاد فرمایا کہ انصار مین وہ لوگ ہین کہ اگر قسم کھائین تو اللہ تعالیٰ اوسے سچا کردے اونھین سے عمرو تھے اور فرمایا کہ ترشتے عبداللہ پر سایہ کئے ہوے ہین

حضرت رشید ایک مشرک زرہ پوش میدان مین آیا اور سعد والا حاطب کو شہید کیا تو رشید نے اوس پر حملہ کیا اور ایک وار مین دو ٹکڑے کردیے اور کہا لے مجھسے کہ مین غلام فارسی ہون فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیون نہ کہا غلام انصار ہون پھر اونکا بھائی ابن عویم اون پر لپکا آپ نے ایک ہاتھ مارا خود اور سر دونو کٹ گئے اور وہ مردہ ہوکر گرا اور کہا لے میرا وار کہ مین غلام انصاری ہون تو تبسم فرمایا حضور نے اور کہا اچھا کہا تو نے اے ابو عبداللہ رشید کی یہ کنیت اوسی دن ہوئی

مخریق یہ احبار یہود سے تھے احد کے دن فرمانے لگے اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلعم اللہ کے رسول ہین پس اونکا ساتھ دو کہا یہود نے آج یوم السبت ہے مخریق بولے کچھ نہین یوم السبت پھر ہتھیار لگاکر معرکے مین آئے اور دولت شہادت حاصل کی انس بن نضیر سے جب کہا گیا

احد کے دن شہید ہوا

کہ آنحضرت شہید ہوگئے پس تلوار کھینچی اور دشمنون پر حملہ آور ہوے اس قدر لڑے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اونکی لاش ہرگز پہچانی نہ گئی مگر ایک تل اونکی انگلی پر تھا جس سے انکو پہچانا ملائکہ احد کی لڑائی مین آے مگر لڑے نہین مسلمانون کی اعانت اور حفاظت کرتے رہے چنانچہ قریش جب مکے مین احد کی لڑائی کا ذکر کرتے تو کہتے کہ وہ دو سفید پوش بزرگوار نہین معلوم کون تھے جو آپ کے داہنے بائین حفاظت کرتے تھے روایات سے ثابت ہوا کہ وہ جبرئیل و اسرافیل علیہما السلام تھے اور اسی قسم کی بہت روایتین ہین جنسے فرشتون کا آنا اور جابجا ظاہر ہونا ثابت ہوا ہے مگر وعدۂ الٰہی یہہ تھا کہ اگر تم صبر کروگے تو تمہاری مدد کیجائیگی یہہ ثابت قدمی انسے نہو سکی اس جنگ خونخوار پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی کثرت اوس پر ایسی بدانتظامی سے شکست اور صرف چند مسلمانون کا میدان مین رہجانا کیا ایسا امر تھا کہ وہ مدینے تک تعاقب نہ کرتے اور ایک بڑی جماعت کو قتل و گرفتار نہ کرلیتے حالانکہ اونسے کچھہ بھی نہ ہوسکا نہ ایک قدم میدان سے وہ ہٹا سکے نہ کسی ہٹنے والے کا پیچھا کرتے بنا نہ کوئی مال لوٹا نہ آنحضرت صلعم پر جا بولا صرف یہ ہوا کہ اون پر جو شکست کی بلا نازل ہوی تھی وہ ٹل گئی اور بجاے بھاگنے کے اطمینان سے محروم و ناکام واپس جانا پڑا یہی بڑی علامت ہے فرشتون کی اعانت و حفاظت کی **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** اوس دن سب سے زیادہ آپنے شجاعت و ثابت قدمی کی جب مسلمان متفرق و منتشر ہوے ہر شخص ایک طرف چلا اور مشرکین متواتر حملے کرنے لگے سرداران قریش و ناموران مکے کی پوری توجہ آپہی کی طرف تھی اور مختلف طور پر آپ پر حملے کرتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بالشت قدم پیچھے نہ سرکایا اور[1] اپنے اصحاب کو قتال پر تحریص کرتے رہے اور بھاگنے والون کو نام بنام پکارتے تھے اور تیر و پتھر مارتے بلکہ لڑنے والون کو تیر دیتے عبداللہ بن شہاب کہتا ہے کہ ہم چار آدمی عہد و پیمان کرکے حضور اقدس کی ایذارسانی پر آمادہ ہوے تھے مگر کچھہ بھی نکر سکے ابن عمر کہتے ہین کہ مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا میدان مین تھے پھر گھیر لیا آپ کے اصحاب نے آپ کو اور مشرک آپ پر آگے پیچھے اور داہنے اور بائین سے برابر گرتے تھے اور متفرق ہوجاتے پھر چلے گئے آپ گھاٹی کے طرف **حضرت مقداد** کہتے ہین کہ کفار کا شعار اوسدن یہہ تھا یا للعزی یا آل ہبل اور آپ پر ہر طرف سے حملے کرتے تھے مگر مین نے آپکو ایک قدم ہٹتے ہوے نہین دیکھا آپ کے ہمراہ بہادر مردون کی جماعت تھی دشمنون پر حملے کرتے اور کبھی متفرق ہوجاتے جب کوئی لشکر دشمن کا آپ پر پڑھتا تو آپ بعض اصحاب کو فرماتے کہ انہین متفرق و منتشر کردو **منقول ہے**

گرچند مشرکین نے جنمین عتبہ بن ابی وقاص اور ابی ابن خلف اور عبداللہ بن شہاب اور ابن قمیہ تھے
خاص آپکے شہید کرنے کے عزم سے بڑھے اوسوقت جانبازان خاص راست وچپ دفع بدخواہ
وقتال مشرکین مین تیغ وخنجر کے جوہر دکھا رہے تھے کہ یہ سیاہ روسیاہ حضور پر ٹوٹ پڑی دندان مبارک
شہید ہوا اور مغفر ٹوٹ گیا اور زرہ کے حلقے رخسار نازک مین گھس گئے اور ابن قمیہ نے اوس زور سے
تلوار ماری کہ آپ پھسل کر گر پڑے گھٹنے جھکگئے اور سونڈھے پر اوس کے صدمے سے ایذای شدید پہونچی
تفسیر مظہری مین ہے کہ اوسدن آنحضرت پر ستر وار تلوار کے ہوے مگر اللہ تعالے اپکا محافظ
تھا جب اصحاب نے یہ قیامت دیکھی پروانون کی طرح دوڑے حضرت طلحہ نے کمر پکڑ کر اپکو اوٹھایا حضرت علی نے
ہاتھ سنبھالا **تفسیر مظہری مین ہے** کہ تیس جانباز حضور کے پاس جمع ہو گئے ہر ایک یہ عرض کرتا نَفْسِی
دُوْنَ نَفْسِکَ ہماری جان حضور پر فدا ہو ابی ملعون جب حضور کی طرف بڑھا تو آپنے بڑھکر اوس سے مقابلہ
کیا اور ایک سنان ماری وہ خبیث گھوڑے سے گر پڑا اور پسلی ٹوٹ گئی اوس کے رفیق اوسے اوٹھالے گئے
اگرچہ زخم خفیف تھا مگر ابی بغایت اضطراب سے مش سہتا تھا لوگون نے کہا اتنا زخم اگر ہماری آنکھ مین ہوتا تو
ہم پروا نکرتے وہ بولا یہ وہ درد والم ہے کہ اگر تمام حجاز پر ہوتا تو وہ ہرگز نہ اوٹھا سکتے چونکہ آپ نے تو فرمایا
تھا کہ مین ابی کو قتل کرونگا وہ اسی کیفیت اور خوف مین جہنم رسید ہوا الحاصل قریش ابی کی طرف مشغول
ہوے تو اونکے زبردست حملون مین سستی ظاہر ہوئی آنحضرت صلعم مع اصحاب گھاٹی کی طرف متوجہ ہوے
پھر ایک مشرک لپکا کہ آپ پر وار کرے اور پکار آپ متوجہ ہوے تھے کہ وہ ملعون گھوڑے سے گر پڑا اور حارث
ابن صمہ نے اوسے فی النار کر دیا پھر عبید بن حاضر لپکا اور حضرت حارث کو زخمی کیا تو ابو دجانہ نے بڑھکر
ایک وار مین عبید کو جہنم رسید کیا **سعد بن ابی وقاص** سے منقول ہے کہ جب میرے بھائی عتبہ نے
حضور پر وار کیا تو مجھے اوس کے قتل سے کوئی شئے زیادہ محبوب نہ تھی مین نے اوس کے قتل کے لئے
دو بار حملہ کیا اور ہر بار صف دشمن کو چیر کر اون مین در آتا مگر وہ نامرد ہٹ جاتا تیسرے بار جب مین بھر بڑھا تو
آنحضرت صلعم نے فرمایا اے بندۂ خدا کیون اپنی جان ہلاکت مین ڈالتا ہی پھر آپنے اون ظالمون کو بددعا
دی تو مجھے تشفی ہوی کہ اب یہ نہ بچینگے **اور تفسیر مظہری مین ہے** کہ حاطب بن بلتعہ نے
اوسے قتل کیا اور سر خبیث حضور مین پیش کیا آپنے حاطب کو دعا دی جب آپ گھاٹی پر تشریف لے گئے
تو مسلمانون کا ایک گروہ نظر آیا اور انہین دشمن سمجھکر بھاگنے لگا ابو دجانہ نے اپنا سر کپڑا ہلایا تب وہ

سمجھے اور آکر مل گئے **خالد بن ولید** سے منقول ہے کہ وہ کہا کرتے اللہ کا شکر ہے جسنے مجھے اسلام کی ہدایت کی مین نے جنگ احد مین حضرت عمر کو دیکھا کہ گھاٹی کی طرف جاتے تھے مین نے اونھین پہچانا اور اس خیال سے دم نہ مارا کہ مبادا یہ حملہ کرین پھر حضور گھاٹی کے طرف چلے اوس دن آپ دو زرہین پہنے تھے اوس کے بوجھ سے گھاٹی پر چڑھ نہ سکے حضرت طلحہ بیٹھ گئے حضور نے قدم مبارک اون پر رکھا اور گھاٹی پر چڑھ گئے اور فرمایا کہ طلحہ نے جنت اپنے لئے واجب کرلی پھر ابوسفیان نے بھی اوس گھاٹی کا عزم کیا حضرت نے اپنے ہمراہیون سے اونکا مقابلہ کیا اور ابوسفیان کے لشکر کو پھیر دیا **اور مروی ہے** کہ آپنے دعا کی **اَللّٰھُمَّ لَیْسَ لَھُمْ اَنْ یَعْلُوْنَا** اے اللہ اون کو ممکن نہو کہ ہمپر چڑھ آئین بہر حال حق سبحانہ تعالے نے اونھین مایوس و ناکام پھیر دیا حضرت عمر کہتے ہین کہ جب مین گھاٹی پر پہونچا تو دیکھا کہ آپ پڑھ رہے تھے **وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ** الخ پھر انصار و مہاجرین اطراف و جوانب سے اوس گھاٹی پر جمع ہونے لگے اور دوسری پہاڑی پر ابوسفیان اور اوس کے ہمراہی چڑھے اور پکارنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین ابوبکر ہین عمر ہین اس طرح نامی اصحاب کو نام لے لیکر پکارا آپنے فرمایا جواب نہ دو پھر ابوسفیان نے اپنی قوم سے کہا کہ یہہ سب مقتول ہوئے حضرت عمر سے رہا گیا جواب دیا اے دشمن خدا یہ سب تیرے لئے زندہ و تندرست ہین پھر ابوسفیان نے کہا **اُعْلُ ھُبَلْ** حضرت نے فرمایا جواب دو **اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ** وہ بولا **لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ** اِنکی تعلیم سے جواب دیا گیا **اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ** ابوسفیان نے کہا کہ یہہ دن بدلا ہے بدر کے دن کا حضرت فاروق بولے ہمارے مقتول جنت مین ہین اور تیرے مقتول آگ مین ابوسفیان نے کہا سال آیندہ پھر ہمارے تمھارے مقابلہ ہو آپ کے حکم سے کہا گیا بہتر پھر ابوسفیان اپنے لشکر کو لیکر واپسی پر آمادہ ہوا آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ یا حضرت سعدؓ سے فرمایا کہ تم جاکر دیکھو اگر اونٹ پر سوار ہون اور گھوڑے کو نل رہین تو جانو کہ مکہ جاتے ہین اور اگر گھوڑون سوار ہون تو مدینہ کا قصد ہے اور اگر ایسا خیال کیا تو واللہ ہم اون کے پیچھے اُن پر ٹوٹ پڑینگے پھر خبر دیگئی کہ وہ اونٹون پر سوار جدھر سے آئے ہین اودھر جاتے ہین عمرو بن عاص لکھتے ہین کہ جب مسلمان متفرق ہوگئے مشرکین نے باہم مشورہ کیا کہ ابھی تک بات بنی ہی لوٹ چلو اور نہین تو مدینے کے باقی ماندہ مسلمان اوٹھ کھڑے ہون گے تو مشکل پڑیگی پھر یہہ لشکر اس طرح جلد چلا کہ منزلین گنتا تھا روایت ہی جب آپ زخمی ہوے تو ابو عبیدہ ابو عبیدہؓ بن جراح آپکی زرہ کی کڑیان جو رخسار انور مین

گرہ گئی تھین دانت سے نکالنے لگے ان کا ایک دانت ٹوٹ گیا دوسرے دانت سے پکڑکر نکالین اور
حضرت علیؓ سپر مین پانی لاتے اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا زخم دہوتین جب خون نہ رکا تو پارۂ حریر سوختہ زخم
مین بھر دیا پھر آپنے نماز ظہر بیٹھکر ادا فرمائی اور شہیدون کو دفن کیا اور مدینہ منورہ مین تشریف لائے
ہمراہ آپکے تمام اصحاب تھے جب آپ حرہ کی بستی مین پہونچے تو فرمایا کہ صف باندہو ہم اپنے پروردگار کی
حمد وثنا کرلین صفین باندہی گئین اور آپنے خطبہ بلیغ پڑھا پھر تشریف لیچلے تو آپنے عورتون کو دیکھا کہ اپنے
مقتولون پر روتی تھین مگر جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا خوش ہوگئین گویا اون پر کوئی مصیبت
نہ پڑی تھی سعدؓ بن معاذ کی مآئین اور آپکے گھوڑے کی لگام تھام لی سعدؓ بولے یارسول اللہ یہ میری
ماہین آپنے فرمایا مرحبا اے ماسعد کی پھر وہ حضرت کے نزدیک آئین اور بولین مین نے آپکو صحیح وسلامت
دیکھ لیا اب کوئی مصیبت نہ رہی آپنے اونکے بیٹے کی جو شہید ہوئے تھے تعزیت فرمائی جب حضورنے اصحاب
کو دیکھا کہ باوجود اس مصیبت اور زخم کے گرد گرد چلے آتے ہین سعدؓ بن معاذ سے فرمایا کہ ندا کردین کہ
قبیلہ عبدالاشہل کے زخمی ہرگز ساتھہ نہ آئین آپنے عورتون کو جب روتے ہوے دیکھا تو فرمایا کہ میرے چچا
حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے والیان ہین اصحاب یہ سنکر اپنی اپنی عورتون کو لیکر مدد ولت پر حاضر ہوے
اور وہ سب روتی تھین بسبب حزن وملال رسول اللہ علیہ وسلم کے حضرت حمزہؓ پر اور مغرب کے بعد سے
عشا تک برابر رویا کین اوس دن حضورنے بعد مغرب آرام فرمایا جب بیدار ہوے پوچھا کہ یہ کیا ہے عرض
کی کہ یہ عورتین حضرت حمزہ پر روتے آئی ہین اور کسی عورت نے اپنے مقتول پر گریہ نہین کیا جب تک حضورکے
چچا پر نزول آپنے فرمایا میرا یہ ارادہ نہ تھا اور نوحہ سے سخت ممانعت فرمائی آپ مغرب کی نماز کو سعدینؓ
پر تکیہ لگاکر مسجد مین آئے مگر عشا کو بوقت واپسی بدون تکیہ تشریف لے گئے مدینے کے منافق اور
یہود خصوصاً ابن ابی بہت باتین بنانے لگے اور یہود کہتے اگر آپ پیغمبر ہوتے تو ایسی مصیبت مین گرفتار
نہ ہوتے حضرت عمرؓ کو تاب نہ رہی اور حضور سے درخواست کی کہ قتل یہود کی اجازت ہو آپنے فرمایا
اے عمر اللہ اپنے پیغمبر کو غلبہ دیگا اور یہود ہمارے ذمہ ہین پھر عرض کی کہ منافقین کے قتل کا حکم دیجئے
فرمایا کہ وہ اسلام کا اقرار کرتے ہین مجھے اجازت نہین کہ کلمہ گو کو قتل کرون۔

غزوۃ الاحمر قریش کا تعاقب فرمانا اور صرف اونہین زخمی اور قتل ہونکو جو احد مین حاضر تھے لیجانا

آٹھوین شوال یوم یکشنبہ کو بعد نماز فجر ارشاد فرمایا کہ بلال ہمارا حکم ہمارے جان نثارون کو سنادو کہ دشمن کے

محمد بن مسلمہ انصاری

سعد بن عبادہ

خیرُ الناس من عصم وعنصم بکتاب اللہ یعنے سب لوگون سے بہتر وہ شخص ہی کہ گناہون سے پاک رہے اور قرآن کریم کے احکام اور آداب واخلاق کو دست آویز کرے - ازانجملہ یہہ قول ہی مِنْ علاماتِ العارف ان یکون مع الخوف والرجاء ولسانہ مع الحمد والثناء وعیناہ مع الحیاء والبکاء وارادتہ مع الترک والرضا یعنے علامات سے عارف کے یہہ ہی کہ وہ ہووے ساتھ خوف ورجا کے اور ہووے اس کی زبان پر حمد وثنا اور آنکھون مین اس کے حیا وبکا اور ارادہ اس کا ترک ورضا - ازانجملہ یہہ قول ہی ومن علامات المتقی انہ یری الناس فی نجوا ویری نفسہ قد ھلکہ یعنے متقی کے علامات سے یہہ ہی کہ دیکھے لوگونکو وے نجات پاوے اور دیکھے اپنے نفس کو کہ وہ ہلاک ہوا وَمَنْ کَانَ اللُّنْیَا سِجْنَہٗ فَالْقَبْرُ رَاحَتُہٗ یعنے جو شخص کہ دنیا اسکا بندیخانہ ہو پس قبر اسکی راحت کی جگہ ہوگی - ازانجملہ یہہ قول ہی کہ لَوْ طَھُرَتْ قُلُوْبُکُمْ مَا شَبِعَتْ مِنْ کَلَامِ اللّٰہِ یعنے اگر تمہارے دل گناہون سے پاک ہووے قرآن مجید کی تلاوت سے سیر نہوگے - چوتھا گل حضرت عثمان کی اولیات کے بیان مین - خلق کی کثرت کے سبب سے جمعے کے دن دوسری اذان حضرت عثمان ہی ٹھہرائی - اور ہر دو خطبون کے درمیان جلسہ انہین سے شروع ہوا - اور عید گاہ مین منبر کی بنا بھی انہین سے ہوی اور مسجد مین اول مصلا بچھانا اور چراغ روشن کرنا بھی انہین سے رواج پایا - پھرا گلدستہ حضرت عثمان اپنی خلافت مین قرآن مجید جمع کرنے اور دور دور ملکون مین روانہ فرمانے کے بیان مین - خذیفہ بن الیمان سے روایت ہی کہ مین نے عثمان ذوالنورین کی خلافت مین جہاد کے لئے جو شام کی طرف گیا فتح آذربائیجان کی ایام مین بعضے صحابہ کو دیکھا کہ قرأت قرآن مین جھگڑتے ہین بعضے ابو درداء اور مقداد کو استاد جانتے اور بعضے ابوموسیٰ اشعری وعبداللہ بن مسعود کو پیشوا مانتے ہین اور ہفت لغت پر قرآن پڑہتے ہین ایک نے کہتا ہی کہ میری قرأت بہتر ہے اور دوسرے نے بولتا ہی کہ میری قرأت بہتر - مین نے یہہ حال دیکھکے نہایت تفکر اور ہراسان ہوا اور امیر المومنین عثمان بن عفان کی خدمت مین آکے انکا اختلاف بیان کیا اور کہا کہ یا امیر المومنین آپ اس امت مین اختلاف پڑنے کے آگے جلدی کیجئے قرآن مجید کو جمع کرنے اور یہہ اختلاف اٹھا دینے کے باہمین بجمیع ہمت مصروف ہونا چاہئے تا اس امت مین ویسا اختلاف نہ پڑے جیسا تورات وانجیل مین یہود ونصارا کے درمیان پڑا - تب جناب خلافت مآبنے اکابر مہاجرین وانصار کو جمع کرکے مشورت کی - اور فرمایا کہ میری خاطر مین یہہ بات آتی ہی کہ حضرت کے سال وفات تک جبرئیل علیہ السلام نے حضرت کو قرآن مجید جس لغت پر سنایا اسی لغت پر جمع کرین - سب صحابہ نے اس رائے کو نہایت پسند کیا - تب ابوبکر صدیق کے

کو ملی اوس نے پیغام بھیجا کہ ہم سب جمع ہین لوٹنے کے ارادے سے اور اونکے دشمن ہین اور معبد نے آپکی حضور مین کہلا بھیجا کہ لشکر کفر و شرک مایوس و خائف مکہ کو گیا آپ حمراء الاسد سے واپس تشریف لائے **خلاصہ جنگ احد** اس لڑائی کا حاصل یہ ہے کہ پہلے مسلمانون کو پوری فتح حاصل ہوئی مگر جب تیر اندازون نے گھاٹی کی راہ خالی کردی اور لوگ لوٹ پر گئے اور صف بندی اور انتظام نرہا اور لشکر مین ایک قسم کی بے پروائی اور اطمینان جو کمال فتح مین ہوجاتی ہے پیدا ہوی اور آنحضرت صلعم کے پاس صرف چند اصحاب رہگئے باقی لوٹ مار مین پڑے سواران قریش نے اوسی گھاٹی کی راہ اس منتشر لشکر اور آنحضرت صلعم پر جو چند آدمیون سے گھرے تھے حملہ کیا لشکر اسلام تو اوس افتاد سے منتشر ہوگیا اور اکثر یہہ سمجھے کہ حضور شہید ہوگئے جیساکہ شیطان نے پکار دیا تھا اور کچھ آپ کو ڈھونڈھنے لگے کچھ آپ تک پہونچ گئے کچھ ادھر ادھر اڑ گئے اور بعضے اس گھبراہٹ مین بھاگ نکلے قریش نے موقع پاکر آپ پر برابر حملے کرنا شروع کئے اور بار بار ناکام ہوتے ہوتے ایکبار آپکے قریب پہونچ گئے اور اپنی قوت تک کچھ اوٹھا نہ رکھا مگر بحفظ الٰہی اونھین قدرت نہ ہوسکی اور اصحاب کی ہیبت اور جان نثاری نے اونھین محروم پھیر دیا اور کمال ناکامی و عاقبت اندیشی سے خائف و مایوس اتنے ہی غلبے کو غنیمت سمجھکر گھر کی راہ لی نہ اونھین وہ غلبہ میسر آیا جو فاتح کو مفتوح پر ہوتا ہی نہ میدان اونکے ہاتھ آیا تعاقب کیسا میدان سے ہٹا بھی نہ سکے اور آخر کو مسلمانون نے یہ بھی دکھا دیا کہ ہماری ہمتین پست نہین ہوئین ہم سب صبر کو موجود ہین اور بدون اعانت غیر کئی منزل اونکا تعاقب کیا اور کفار نے پھر کے بھی نہ دیکھا پس جنگ احد ایک قسم کی مصیبت و افتاد تھی شکست نہ تھی ہان یہ کہنا بیجا نہین کہ مسلمان اس لڑائی مین کچھ مغلوب ہوگئے احادیث اور قرآن سے یہ پتا لگتا ہے کہ اس لڑائی مین چار مضمون پیش آئے **اول** آنحضرت صلعم کے ارشاد سے بعض مسلمانون کی خلاف ورزی کہ آپ کی راے یہ تھی کہ مدینے سے باہر نہ جائین نوجوان بہادرون نے اسکے خلاف درخواست کی اور اس اصرار سے کہ آپکو ماننا ہی پڑے لیکن یہہ امر اون کے کمال شوق و شجاعت پر دال ہے عصیان و مخالفت پر ۲ تیر اندازون کی خودرائی اور اسکا منشا بھی وہی شوق و تہور و طمع غنیمت ہے کوئی فساد نیت نہ تھا ۳ مقابلے سے ہٹ جانا اور پیغمبر کی پکار کو نہ سننا یہ قصور البتہ ایسے جان نثارون سے بعید تھا گو حالت ایسی مقتضی تھی تاہم حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ خطا معاف فرمائی اب کسیکو مجال دم مارنے کی نہین ہے اور جسے کچھ کہنا ہو وہ خدا اور رسول سے لڑے ارشاد ہوا اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ
جنہون نے تم مین سے منھ پھیرا جسدن دونون لشکر ملے تھے انھین پھسلایا انھین مگر شیطان نے
بسبب بعض اون کاموں کے جو کئے یعنے مخالفت شورہ پیغمبر یا عدول حکمی عبداللہ بن جبیر یا فخر بوقت
فتح بیشک بخش دیا اللہ نے اونسے بیشک وہ غفور الرحیم ہے دوم اظہار حق پرستی اسلئے کہ مخالف
دیکھہ لین کہ پیغمبر نہ دعوی خدائی کرتے ہین اور نہ تفاخر و تکبر کو پسند فرماتے ہین بلکہ ایک بندگی کی حالت
مین حق سبحانہ تعالے کے فضل و نوازش پر بھروسا کئے ہین اگر عطا ہوئی تو شکر کیا ورنہ صابر و راضی اور
ہر حالت مین مطیع و منقاد ہین اور یہ پورا پورا مصداق عبدہٗ و رسولہٗ کا تھا سوم امتحان سخت و آزمایش
کامل کہ باوجود شکست و مصائب منافقین کی طرح کسی قسم کی لغزش نہوئی بلکہ یہ امر اون کے عقاید کے
استحکام کا باعث ہوگیا اور ایک جماعت نے سر سر کہ جان نثاری اور سربازی کرکے آنکھہ سے دکھلا دیا
کہ مسلمان کس طرح اللہ و رسول کی محبت مین اپنی ہستی اور غیر کی محبت بھلائے ہوے ہین اور کہانتک
اطاعت و بندگی ان کی بڑھی ہوی ہے اور کیسا استقلال و رسوخ انھین حاصل ہے اور دوسرے دن جب
وہ انھین زخمون کے ساتھ حمراء الاسد کے طرف بلائے گئے تو کیسی پوری آزمایش اور کس درجہ غلامی و
ثابت قدمی ظاہر ہوگئی جس سے مخالفین کے دانت کھٹے ہوگئے اور جنھین آپکے پھیر دینے اور بہکانے
کے خیال تھے وہ بالکل مایوس و ناکام رہے چہارم کمال ہیبت و تحفظ غیب اسلئے کہ اتنی قلیل
جماعت جو مخالفین کے پانچوین حصہ برابر ہوگی ایسی ناگہانی شکست کے ساتھ اس طرح غیر مغلوب
و محفوظ رہے یہ اونکا کچھہ بگاڑ نسکے اور مدعیان فتح کی بھاگتے بھاگتے بری نوبت ہوئی اور بار بار
مغلوب سنزلون پیچھا کرتے چلے جائین اور کسی ایسے شخص سے مدد نہ طلب کرین جو اوس روز حاضر
نہ تھا جس سے سمجھا گیا کہ اسیقدر لشکر اونکی سرکوبی کو کافی تھا مگر مصلحت اوسی مغلوبی مین تھی اور اگر
کافی نہ ہوتا تو دشمن کو قصد قتل و تاخت و تاراج و تعاقب سے کس نے روکا تھا اور مدینے پر حملہ
کرنیسے کس نے منع کیا تھا اور پھر جب اونہین آتے سنا تو کس نے اجازت دی تھی کہ توقف کرکے مقابلہ کرین
پس یہ سب مصالح الٰہی تھے جو احادیث و آیات پر غور کرنے سے ثابت ہوتی ہین۔

مختصر مختصر لڑائیان

موضع قطن محرم سنہ ۴ھ مین حضور سے عرض کیا گیا کہ بنی اسد موضع قطن مین مجتمع ہو رہے ہین کہ

مدینہ منورہ اور اوس کے اطراف مین لوٹ مار کرین آنحضرت نے ایکسو پچاس مجاہدین کا لشکر تیار کیا اور
حضرت ابوسلمہ کو اوس کا امیر بناکر روانہ فرمایا اوس لشکر کی ہیبت سے مخالف سفر ورا ور منہزم
ہوگئے مختصر حرب وضرب کے بعد کچھ آدمی اور مویشی اون کے گرفتار کرکے دس دن مین واپس
آئے بیر معونہ ماہ صفر سنہ ۴ مین عامر بن مالک ابوبرا ء نیزہ باز آیا دو گھوڑے اور دو سانڈنیان
حضور کو نذر دین ارشاد ہوا کہ مشرک کا ہدیہ نہ لین گے اوس نے اسلام کی خوبیون کا اقرار کیا
اور تمنا کی کہ بعض اصحاب میرے ہمراہ کردیجئے شاید میری قوم کے کچھ آدمی راہ راست پر آجائین
اور مین اونکا حامی ہون کوئی آنکھ نہ ملا سکے گا حضور کے اصحاب مین کچھ ایسے نوجوان خدا ترس
تھے جو رات بھر نماز قرآن پڑھتے اور دن کو مسجد مین حاضر رہتے اور اس طرح کہ گھر والے جانتے
شب کو یہ مسجد مین تھے اور مسجد والے جانتے کہ وہ گھر مین تھے آنحضرت صلعم اس متبرک گروہ کو
عامر کے ہمراہ کردیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منذر بن عمرو کو امیر بنایا اور ایک ہدایت نامہ
اون کے ساتھ تھا اون کی تعداد چالیس یا ستر تھی جب یہ لوگ بیر معونہ پر پہونچے تو نامۂ مبارک
حرام بن ملحان کے ہاتھ قوم کے پاس بھیجا عامر بن طفیل نے بمقابلہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جنگ شروع کی اگرچہ بوجہ امان ابوبرا ء کے بہت آدمی اوس کے شریک نہ ہوے تاہم دوسرے
مقابل کو جمع کرکے انھین گھیر لیا اور حرام اور تمام اصحاب کو شہید کیا صرف عمرو بن امیہ اور حارث
بن صمہ جو جانوروں کے ساتھ کہین گئے تھے بچ رہے لیکن جب یہ واپس آئے اور اس حادثے
سے مطلع ہوے تو دشمنان خدا پر حملہ کیا اور بعد مقاتلۂ شدید حارث شہید اور عمرو گرفتار ہوے عامر
بن طفیل عمرو کو اپنے ہمراہ لے کر ایک ایک مقتول کا نام ونسب پوچھنے لگا جب سب کا نام دریافت
کرچکا تو کہا تمہارے ساتھ کے سب آدمی پورے ہوگئے یا کوئی باقی ہے عمرو بن امیہ بولے ہان عامر
بن فہیرہ مولی ابوبکر جو ہم سب مین بزرگ اور قدیم خدام پیغمبر سے تھے نہین ہین ایک شخص جبار
نامی نے کہا کہ مین نے اونہین شہید کیا تو اون کی لاش ایک شخص آسمان کیطرف اوٹھا لیگیا اور جبار نے
کرامت دیکھکر مسلمان بھی ہوگیا قرآن مین ان بزرگون کی شان مین وارد ہے کہ بوقت شہادت کہتے تھے
بلغوا قومنا لقینا ربنا فرضی اعنا ورضینا عنہ جب یہ خبر ابوبرا ء کو پہونچی تو نہایت نادم ہوا اور
افسوس کیا کہ اوسکے بیٹے ربیعہ نے عامر بن طفیل پر نیزہ مارا مگر وہ بچ گیا پھر طاعون کی بلا سے بہت جلد

لاش مبارک عامر بن فہیرہ کا آسمان کیطرف جانا

فی النار ہو گیا جب یہہ خبر آنحضرت کو ملی تو اوس قوم پر نماز مین بد دعا فرمائی -

غزوہ رجیع

سفیان بن خالد ہزلی سکے مین جنگ احد کی مبارکباد دینے گیا تو بنی عبدالدار سے رونے پیٹنے کی صدا سنی معلوم ہوا کہ یہہ لوگ نشان بردار تھے اور سب کے سب مارے گئے سلافہ نے جس کے چار لڑکے اُحد شہید ہوئے تھے یہہ عہد کیا تھا کہ جو میرے بیٹون کے قاتلون کو لائے اوسے سو اونٹ دونگی سفیان نے پوچھا کہ وہ قاتل کون ہے بولی عاصم نے دو کو مارا اور طلحا اور زبیر نے ایک ایک کو مارا اس طمع نے سفیان کو آمادہ کر دیا اور سات آدمی قبیلہ بنی ہذیل کے بھیجے یہ مدینے مین جاکر کہنے لگے ہم مسلمان ہوے ہمارے ساتھ کچھہ آدمی کیجئے کہ احکام سکھائین اور عاصم سے دوستی پیدا کرکے تمنا کی کہ تم چلو تو اچھا ہی الغرض آنحضرت صلعم نے دس یا سات اصحاب جن مین مرثد یا عاصم امیر تھے اون کے ہمراہ کئے جب یہ رجیع پر پہونچے بنی ہذیل سے سو تیر اندازون نے انہین گھیر لیا اور سخت لڑائی ہوئی تین آدمی بوعدہ امن گرفتار ہوے اور چار آدمی جرار کمال شجاعت سے لڑے اور شہید ہوے جن مین عاصم بن ثابت بھی تھے مشرکین نے چاہا کہ عاصم کا سر لے چلین اور سو اونٹ سلافہ سے لین مگر کامیاب نہوے اسلئے کہ عاصم نے عہد کیا تھا کہ نہ اونہین کوئی مشرک چھوئے نہ وہ کسی کو چھوین اور بوقت محاصرہ دعا کی کہ اے رب مین نے تیرے دین کی حمایت کی تو میری لاش ان نجسون سے بچا چنانچہ بھڑونکا لشکر مسلط ہوا اور ایک مشرک کو پاس پھٹکنے نہ دیا وہ سمجھے کہ رات کو قافلے کا پانی کو حکم ہوا کہ اون کی لاش مبارک بہا کر لے گیا اور غریق دریا رحمت کر دیا بنو لحیان کہتے تھے کہ نہ آسمان برابر دیکھا نہ پانی برسا یہ سیلاب کہان سے آیا پھر اون تینون سے عبداللہ بن طارق زور کرکے چھوٹ گئے اور لڑکر شہید ہوے مگر خبیب اور زید بن دثنہ مکے بھیجدئے گئے زید کو صفوان بن امیہ نے خرید کر اپنے باپ کے عوض مین قتل کیا اور خبیب کو حجیر یا حارث نے لیکر شہید کیا خبیب جب قید تھے تو دیکھا لوگون نے کہ انگور آدمی کے سر کے برابر کھا رہے ہین خبیب نے اپنے قید مین ایک عورت سے اوسترا مانگا تاکہ پاکی حاصل کرے اوس نے اپنے چھوٹے لڑکے کے ہاتھہ اوسترا بھیجدیا مگر ڈری کہ ایسا نہو کہ اس لڑکے سے عوض لے خبیب یہ دیکھکر ہنسے اور کہا ہم یہ عہد شکنی حلال نہین جانتے پھر خبیب اور زید دونون کو مشرکین نے بغرض قتل نکالا اور میدان مین لکڑی گاڑی پھر یہ دونون بارہ آدمیون نے اور ایک نے دوسرے کو وصیت تقوی اور صبر کی کی خبیب اور زید سے کہا گیا کہ اگر تم اپنا دین

ترک کرو تو اس دیجا دے بولے اگر تمام دنیا لے تو ہیچ ہے پھر کہا گیا کیا تم خوش ہو کہ تم گھر مین رہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جگہ ہون یا جان نثار بولے ہرگز منظور نہین کہ آپکے جسم نازک مین ایک کانٹا بھی چبھ جاے پھر نماز پڑھنے لگے خبیب پر بعد دو رکعت نماز کے نیزہ بازی ہونے لگی اور سنہا اسکا دوسرے طرف کر دیا تھا مگر جب آپ پر نیزے پڑے تو تڑپ کر روبقبلہ ہو گئے اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ وَجْهِیْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ الَّذِیْ یَرْضٰی لِنَفْسِهٖ وَلِنَبِیِّهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور دم آخر تک آپ توحید و رسالت کی تصدیق مین مشغول رہے اور دعا کی اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَیْسَ هٰهُنَا اَحَدٌ یُبَلِّغُ رَسُوْلَكَ عَنِّی السَّلَامَ فَبَلِّغْهُ اَنْتَ عَنِّی السَّلَامَ حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم پر بیہوشی سی طاری ہوئی پھر سنا کہ فرماتے تھے وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ اور کہا کہ جبریل مجھے خبیب کا سلام پہونچا رہے ہین

سریہ عبداللہ بن انیس جب یہ حادثہ ہو چکا اور آپ کو معلوم ہوا کہ سفیان بن خالد بقصد اغوا و غارت فوجین جمع کرتا ہے عبداللہ بن انیس سے فرمایا کہ تو سفیان بن خالد کو قتل کر عبداللہ نے کمر باندہی اور ہتھیار لگائے جب بطن عریہ مین پہنچے تو سفیان سے ملے اور کہا مین بنی خزاعہ سے ہون سنا ہے کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائی پر لشکر جمع کرتا ہے مین تیری شرکت کو آیا اور ایسے کلمات دل خوش کن کہکر اوسے بار بار یارات کو موقع پاکر سر ناپاک کاٹا اور مدینے مین حاضر ہوے اور آنحضرت صلعم کو اس خدمت سے خوش کیا

عروہ بنی نضیر یہ واقعہ ۴ھ مین ہوا یہود بن نضیر آنحضرت صلعم سے ہم عہد تھے ایکدن حضور بضرورت اون کے پاس گئے بظاہر بہت خاطر کی اور خفیہ مشورہ کیا کہ ایک پتھر کوٹھے سے پھینک دین آپ شہید ہو جائین اللہ تعالی نے حضرت جبریل کے ذریعہ سے آپ کو مطلع فرمایا آپ اس طرح اٹھے جیسے کوئی کسی ضرورت سے اوٹھتا ہے اور مدینہ چلے آئے اور آتے ہی محمد بن مسلمہ کو بلا کر حکم بھیجا کہ اے یہود ہماری زمین سے نکل جاؤ دس دن مہلت ہے درنہ تم ہو اور تلوار اسلئے کہ تم نے عہد توڑا اور فریب کیا ابن ابی منافق نے اونہین پیغام دیا کہ تم نہ گھبراؤ اور یہانسے نہ جاؤ مین تمہارا معین ہون اور میرے ساتھ بہت قبائل اور فوج ہے یہود نے اس زعم مین آنحضرت صلعم کو جواب دیا کہ ہم یہین رہین گے آپسے جو ہو سکے کیجئے لشکر اسلام تیار ہوا اور بنی نضیر کا محاصرہ کر لیا اور ایسا عاجز کیا کہ پناہ مانگنے لگے اور یہہ فیصلہ ہوا کہ اپنا مال لیکر یہان سے نکل جائین بعد اس فتح کے آنحضرت صلعم نے باقی ماندہ مال اومادن کے باغ اور زمین اور گھر اپنے متعین کر لئے

اور بعد حمد و ثنا کے انصار کے حق مین کلمات تحسین و آفرین بیان فرمائے اور کہا کہ اے انصار اللہ اگر تم چاہو تو یہ سب مال تم کو دے دون اور جس طرح بیچارے مہاجر مسکین تمہارے گھرون مین رہتے سہتے رہین اور اگر چاہو تو یہ سب مال مہاجرین کو دیدون تاکہ وہ اپنا ضروری سامان اور اسباب معاش درست کرلین اور تمھارے گھر چھوڑ دین تم کو اون کی خبر گیری کی فکر نہ ہے حضرت سعد بن معاذ و حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہماری تو یہ خوشی ہے کہ یہ سب مال مہاجرین کو تقسیم کر دیجئے اسلئے کہ اونہون نے صرف خدا و رسول کے لئے اپنا گھر بار چھوڑا اور بے یار و دیار یہان پڑے ہین اور وہ بدستور ہمارے گھرون مین رہین اور ہم اون کی خدمت کرین اسلئے کہ اونکی برکت سے ہمارے گھرون مین روشنی ہے ؎ سمجھتے ہین ہم اونکی خدمت سعادت + ملی ساری دولت اونھین کی بدولت + اگر وہ مہاجر یثرب مین آئے + تو یہ مرتبے اوس و خزرج نے پائے + انہین سے مدینہ کو عزت ملی ہے + انھین سے تو ہم کو ہدایت ملی ہے + تصدق کرین مال اور جان کو ہم + معظم رکھین اپنے مہمان کو ہم + پھر تمام انصار اون کے ہم زبان ہوگئے حضور اپنے انصار کی اس عالی ہمتی سے نہایت خوش ہوے اور فرمانے لگے اَللّٰھُمَّ اَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ اور وہ مال مہاجرین کو عنایت فرمایا بدر موعد جب سال قریب ختم کے آیا ابوسفیان کو فکر ہوئی کہ احد مین جو لشکر کشی کا وعدہ کر آئے تھے پورا کرنا چاہئے بظاہر لوگون کو لڑائی پر آمادہ کرتا مگر اس وجہ سے کہ اوس سال قحط اور گرانی تھی ہمت نہ پڑتی تھی اتفاقاً نعیم نامی ایک شخص مدینے سے آیا اور ابوسفیان سے کہا کہ ہم نے جنگ احد مین اس لڑائی کا وعدہ کیا تھا مگر بسبب گرانی و خشکسالی کے سامان جنگ نہین ہوسکتا اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایسی خبرین سناؤ کہ وہ خائف ہوکر اس طرف رخ نہ کرین تو ہماری بات رہجائے بیس اونٹ صلہ تمہین دونگا نعیم نے کہا مین تو اسلئے آیا تھا کہ تجھے مطلع کردون کہ امسال مسلمانون نے بڑا لشکر جمع کیا ہے اوس خروج کے ہم عہد بھی گہار رہین جمع ہین آخر الامر نعیم نے اس امر کو منظور کیا اور مدینے مین اگر خبرین مشہور کرنا شروع کین کہ مکہ والون نے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے اگر تم باہر نکلے تو ایک بھی زندہ نہ بچیگا عوام مین اس افواہ سے انتشار و تردد پیدا ہوا حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق حاضر خدمت ہوے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم نے جو وعدہ کیا ہے ہرگز اوس سے تخلف نکرین گے

اور کبھی ایسا موقع دشمنون کو نہ ملیگا کہ وہ ہمین خالف اور بزدل سمجھین آنحضرت صلعم بہت خوش ہوے
اور فرمایا الحمد اگر کوئی بھی میرے ساتھ نجائے تو مین تن تنہا جاونگا مسلمان یہہ سنکر قوی دل
ہوگئے اور اوس شیطانی وسوسہ سے باز آکر ہمرکاب سعادت ہوے آنحضرت نے نشان اسلام
حضرت شیر خدا کو عطا فرمایا اور پندرہ سو مجاہدین کے ہمراہ بدر مین آگئے اور آٹھ دن تک دشمنونکے
منتظر رہے ابوسفیان دو ہزار آدمیون کی جمعیت سے موضع مجنہ تک آکر ناکام واپس گیا اور اللہ کے
شیردن کا سامنا نہ کرسکا لشکر اسلام فتحیاب حضرت شاہنشاہ حقیقی کے حضور سے تمغے رضا کے
اور سندین جاگیر بہشت کے لئے صحیح وسلامت مدینہ پرسکینہ مین آیا قرآن نازل ہوا فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ
مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ پھر پھرے اللہ کی نعمت
وفضل مین کوئی برائی اونھین نہ چھوگئی ہے اور اللہ کی رضا کو تلاش کیا اور اللہ بڑا فضل والا ہے

غزوہ مریسیع قوم بنی مصطلق جسکا سردار حارث ابن ابی ضرار تھا آنحضرت صلعم کے مقابلے پر چڑھاؤ
کرنے لگے حضور کو یہ خبر ہوئی اور بریدہ کو دریافت کرنے کے لئے بھیجا بریدہ بن مصطلق مین گئے اور کہا
کہ ہمنے سنا ہے تم آنحضرتؐ سے لڑنے والے ہو اگر سچ ہے تو ہم بھی اپنی قوم کو آمادہ کرین اور تمہارے
شریک ہون اونھون نے اپنا دلی ارادہ بریدہ سے کہدیا بریدہ وہان سے مدینے آئے اور تمام واقعہ
عرض کیا حکم جہاد ہوا جانباز جمع ہوگئے اور مہاجرین کا نشان حضرت علی یا حضرت صدیق کو عطا ہوا اور
انصار کا نشان حضرت فاروق کو ملا اس لشکر مین منافق کثرت تھے اور سمجھتے تھے کہ جب اللہ کا رسول
فتحیاب ہوگا ہم خوبسا مال لوٹینگے پھر راہ مین ایک جاسوس دشمنونکا گرفتار ہوا اسلام نہ لایا گردن ماری
گئی جب لشکر ظفر پیکر نے موضع مریسیع پر قدم رکھا دشمنونکو بھاگتے راہ نہ ملی ایک ہی حملے مین اوس کو قتل کیا اور
کچھہ قید کرلئے جو بھاگ سکا بھاگ گیا اور ادھر سے ایک ہی شخص قید ہوا ایک آدمی بنی مصطلق کا جو مسلمان
ہوا تھا کہتا تھا کہ وہ مرد نوجوان سفید پوش جو ابلق گھوڑون پر سوار تھے ایسے آدمی ہم نے کبھی نہین دیکھے
یہہ فوج فرشتون کی تھی حضرت ام المومنین جویریہ اسی لڑائی مین گرفتار ہوئین پھر آنحضرت صلعم نے اون سے
نکاح کیا جب اصحاب کو معلوم ہوا اسبنے کہا کہ کیون کر ہو سکے کہ ہم آنحضرت صلعم کے حرم محترم کے رشتہ دارون
کو لونڈی غلام بنائین یکبارگی سب کو آزاد کردیا **غزوہ خندق یا احزاب** جب بنی نضیر اس دولت
وخواری سے نکالے گئے رئیسان یہود سے بیس آدمی مکے مین آئے اور قریشیون سے ساز کیا وہ تو آنحضرت

صلعم سے جلے ہوے تھے اور بھی برافروختہ ہوے پچاس قریش مع ابوسفیان اور بیس یہود نے مل کر
اللہ کے رسول کی دائمی مخالفت اور جنگ پر قسمیں کھائیں پھر یہود قبیلہ محطفان میں آئے اور انھیں
ایک سال کے خرمے خیبر کے دینا کئے اور اپنے ہمراہی پر آمادہ کیا اسیطرح بنی اسد وغیرہ کو بھگا کر چار ہزار
جنگی سپاہی اور تین سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ لے کر مدینے پر چلے راہ میں قبائل عرب کو ملاتے ہوے
دس ہزار کی جمعیت سے مدینے کے قریب آگئے ادھر حضور اقدس کو اس شورش کی خبر ہوئی اصحاب سے
مشورہ فرمایا سلمان فارسی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک میں جب فوج دشمن
قوی اور کثیر سمجھی جاتی ہے تو خندق گرداگرد کھود کر اپنے لشکر کو محفوظ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو یہ تدبیر پسند آئی اطراف مدینہ جو غیر محفوظ تھی خندق سے مستحکم کی اول زمین پر خطوط لگائے
پھر فی چالیس گز زمین تقسیم کردی اور بنفس نفیس خندق کنی میں مصروف رہے اصحاب نے یہ امر ہم چھ دن
میں انصرام دیا اور تین ہزار مجاہدین کے ہمراہ خندق کی آڑ میں مورچے لگائے قریش نے یہودی بنی قریظہ
سے جو آنحضرت صلعم سے ہم عہد تھے سازباز شروع کیا اور کمال سعی اور سخن سازی سے انہیں
اپنا ساتھی بنالیا اس لڑائی میں سچ تو یہ ہے کہ تمام حجاز ایک طرف اور اصحاب جانباز ایک طرف منافقین
طرح طرح کی باتیں بناتے موسنین کو بہکاتے چنانچہ بعض قبائل نے چاہا کچھ عذر کرکے چلے آویں حق
سبحانہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو خبر دی اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ جب دو گروہوں نے چاہا کہ پھل جاویں اور نامردی کریں اللہ تو ان دونوں کا
سرپرست اور ولی تھا پس چاہیے کہ توکل کریں مومن اللہ پر پس یہ گروہ حق پژوہ اپنے ارادوں سے
نادم اور جان نثاری پر عازم ہوا الحاصل قریش نے خندق کے سامنے مورچے لگائے اور بیس یا
بائیس دن تک مقابلہ رہا شب کو ادھر سے چڑھائی ہوتی اور ادھر سے روک ٹوک رہتی جو مقام
ایسے تھے کہ دشمن ادھر سے آسکیں ان کی حفاظت خود آنحضرت صلعم فرماتے اس لڑائی میں عباد بن
بشر نے کمال نامردی سے شبانہ روز ملازمت و نگہبانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شب کچھ
غل ہوا عباد نے خبر دی کہ عمرو بن عبد ود اپنے رفیقوں کے ساتھ آتا ہے حضور نے ہتھیار لگائے
اور دیر تک مقابلہ کیا آخرکار بدخواہ بدکردار مایوس و مجروح پھر گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد شور برپا ہوا
عباد خبر لائے کہ ضرار بن خطاب ہے حضور متوجہ جنگ ہوے اور بعد زدوخورد ضرار نے فرار کیا ابھی

ہنگامے رات کو رہتے ایک دن عمرو بن عبدود عکرمہ ضرار ہبیرہ نوفل مردوس آگے بڑھ آئے اور
خندق سے ایک راہ نکال کر اس پار آگئے اور ابوسفیان و خالد مع ایک فوج کے سامنے جم گئے اور
عمرو بن عبدود کہ عرب کے بہادروں میں ہزار بہادروں کے برابر سمجھا جاتا تھا للکارا کہ کون میرے مقابل
آتا ہے رسول خدا نے فرمایا کہ کون اس کو جی کریگا تمام اصحاب خاموش تھے کہ شیر خدا علی مرتضی نے کہا
میں یارسول اللہ آپ خاموش رہے کہ عمرو پھر پکارا ہے کوئی لڑنے والا حضرت علی نے اجازت طلب
کی جواب پایا پھر عمرو بن عبدود نے کہا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ میرے مقابل آئے حضرت
اسد اللہ الغالب نے عرض کی یارسول اللہ اجازت دیجئے آپنے ذوالفقار عطا فرمائی اور عمامہ مبارک
اون کے سر پر رکھا اور زرہ خاص پہنائی اور جناب پروردگار میں دعا کی اے اللہ عبیدہ کو بدر میں
اور حمزہ کو احد میں مجھ سے چھڑایا یہ علی میرا بھائی ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِی فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ شیر خدا
پیادہ بڑھے اور دشمن کینہ پسند سوار تھا حضرت علی نے فرمایا میں نے سنا ہے کہ جو تجھ سے تین چیزیں
طلب کرے تو ایک ضرور مان لیتا ہے بولا ہاں فرمایا اے عمرو بن عبدود اسلام قبول کر بولا نہیں ہو سکتا
فرمایا پھر جا بولا عورتیں نہ سمیں گی کہ قابو پاکر واپس آیا فرمایا تو آ میدان میں بولا مجھے امید نہ تھی کہ کوئی
بھی تمام عرب میں مجھ سے مقابلہ کا خواہاں ہو تم تو ابھی ناتجربہ کار ہو نہ تلواروں کی آنچ سہی نہ مردوں کی
حرب وضرب دیکھی تمہارے باپ میرے دوست تھے میں نہیں چاہتا کہ تمہیں قتل کروں آپنے فرمایا
اے دشمن خدا میں تجھے خدا کی رضا کے لئے تہ تیغ کرونگا ؎ بیا تا بگردیم میدان خوش ست +
بہ بینیم ازما کہ سختی کش ست + عمرو جہالت کے جوش میں پیادہ ہو کر سامنے آیا دونوں پہلوان ہنر ظاہر
کرنے لگے ایک دوسرے پر وار کرتا اور دوسرے کا وار خالی دیتا پھر عمرو نے ایک تلوار ماری جس نے
علی کی سپر کو دو کیا اور کچھ اثر خفیف سر مبارک پر پہنچا شیر خدا نے پھر کے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر
ناپاک بدن سے دور جا کر گرا ؎ چناں تیغ زد بر سر آن لعین + رسید آفرینش ز عرش برین + جابر
نقل ہے کہ ہمیں ایک گرد گھومتی نظر آتی تھی اور ہمیں دونو پہلوان دکھائی نہیں دیتے تھے ناگہاں آواز
بلند ہوئی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ ہم سمجھے کہ شیر نے سگ نابکار کا شکار کیا یہ نعرہ حیدری رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک تک پہونچا ضرار بن خطاب دوڑا کہ بدلا لے مگر جب آپکا حملہ شیرانہ دیکھا بھاگا
کسی نے ضرار سے کہا کہ کیوں بھاگا بولے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ موت مجسم آتی ہے ہبیرہ کچھ دیر ٹھہرا آخر کار

زرہ پہنکر[۵] کر بھاگنا چاہا حضرت عمر نے اپنے بھائی ضرار کا پیچھا کیا ضرار لوٹا اور نیزہ اون کے جانب
بڑھا کر روک لیا اور کہا یہ نعمت ہے جسکی شکر گذاری کرنا چاہئے نوفل کو مسلمانون نے سنگسار کیا اور
علی نے بڑھکر وہ زخم لگایا کہ کمر سے دو ٹکڑے ہو گیا یہ زبردستیان دیکھکر صف کفار بھاگی پھر اس سوختی
مین دوسرا زبردست لشکر بڑھا اور شام تک سخت لڑائی رہی اسی لڑائی مین حضرت سعد بن معاذ کی تیر کاری
لگا آپنے دعا کی کہ اے پروردگار اگر تیرے حبیب کو قریش سے اور لڑائی باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ
نہین تو اس قدر مہلت دیے کہ ہم بنی قریظہ سے اس عہد شکنی کا انتقام لے لین پھر شہادت عطا فرما
چنانچہ ایسا ہی ہوا صاحب تفسیر خذن نے محمد بن اسحق سے روایت کی کہ صفیہ بنت عبد المطلب اور
کچھ عورتین ایک حصن مین محفوظ تھین اور حسان بن ثابت شاعر اون کے ساتھ تھے ناگاہ صفیہ نے
دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے گرد گھوم رہا ہے حسان سے کہا اوتر وا اور اسے قتل کر والیسا نہو دوسرون کو
ہمارا ٹھکانا بتائے اور مجاہدین اپنے کام مین مشغول اور ہمسے بیخبر ہین حسان نے کہا کہ مین تو مرد جنگ
نہین پھر صفیہ نے اپنی اوڑھنی باندہی اور ایک عمود ہاتھ مین لیکر قلعہ سے اوترین اور ایک ہی ضرب
مین اوسے واصل جہنم کر دیا اور واپس آئین ایک رات آپنے حضرت حذیفہ کو فرمایا کہ قریش کی خبر لاؤ
وہ گئے اور بیان کیا کہ یہود بنی قریظہ نے جو آجتک آپکے ہم عہد تھے قریش سے ساز باز کر لیا اور دو تین
دن مین یہ دونون مل کر ہم پر حملہ کرین گے پھر آپنے حضرت زبیر اور حضرت سعد[۵۱] کو بنو قریظہ کی فہمایش
کے لئے بھیجا ہر چند گفتگو کی اور ڈرایا مگر کچھہ فایدہ نہوا اور مخفی طور پر یہ خبر حضور مین عرض کی گئی آپ نے
مصلحتاً تکبیر فرمائی لشکر اسلام نے نعرہاے تکبیر سے جواب دیا آپنے پھر تکبیر کہی پھر مسلمانون کی تکبیر سے
میدان گونج اوٹھا تیسرے بار گروہ شیاطین مشرکین تھرا اوٹھا اور سمجھا کہ کوئی بات بڑی ہے منقول ہے
کہ نعیم بن مسعود غطفانی حاضر ہوے اور بعد قبول اسلام عرض کی کہ ہنوز میرا اسلام ظاہر نہین ہوا
میری بات کا اعتماد کفار کو ہو سکتا ہی کچھہ فرمایئے کہ بجا لاون آپنے کہا کہ کسی حکمت سے انکا ایکا توڑ دینا
چاہئے نعیم نے اجازت طلب کی کہ جو چاہون کہون ارشاد ہوا بہتر الحرب خدعۃ لڑائی تو داونگھات
کی ہے نعیم بن قریظہ مین گئے اور اپنی پرانی دوستی اور قدیم مراسم ظاہر کر کے کہنے لگے کہ قریش اور قبائل
عرب نے مسلمانون پر یورش کی اور تم اُنکے معین ہوے مگر خوف یہ ہے کہ اگر یہ لوگ کسی وجہ سے واپس جائین
تو تم ہو اونکی دیوار کے تلے ہو کیا کروگے یہود بولے یہ بات تو سچ ہے مگر اب کیا کرنا چاہئے نعیم نے کہا

تم قریش سے کہو کہ اطمینان کے لئے چند شریف و رئیس قوم ہمارے پاس بھیجدو تاکہ اون کے خیال سے تم کو ہمارا ساتھ دینا ضرور ہو یہود اس تدبیر سے خوش ہو گئے پھر نعیم قریش کے لشکر مین آئے اور اونسے اپنی خصوصیت اور مسلمانون کی عداوت کا ذکر کرکے کہا کہ مین تمسے ایک راز کی بات بتاتا ہون سنو اور سمجھو اور ظاہر نہ کرو یہود بنی قریظہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سازش کرلی وہ تمہارے کچھ کچھ سردار بلائین گے تاکہ اونھین قتل کرین ابھی مین وہین تھا میرے سامنے قاصد آنحضرت صلعم کا آیا اور یہ بات ٹھہر گئی پھر قبیلہ غطفان مین گئے اور اپنی قرابت جتاکر یہود کے مشورے سے مطلع کیا ابوسفیان نے عکرمہ وغیرہ کو یہود کے پاس بھیجا کہ ہم ایک مدت سے یہان ہین اب کل ہم تم ملکر فیصلہ کردین یہود نے کہا کل یوم سبت ہی ہم کچھ نہین کرینگے اور علاوہ برین جبتک چند رئیس سردار قریش بغرض اطمینان ہمارے پاس نہ بھیجدو کیون کر تمہاری زبانی وعدہ پر اطمینان کرکے مسلمانون کو دشمن جانی بنالین اس بات سے قریش کو نعیم کی تصدیق ہوی اور بنو قریظہ سے کہلا بھیجا کہ اگر ہمارے ساتھ چلنا ہے تو چلو ورنہ تم جانو اور تمہارا کام جانے یہود کی بھی نعیم کی تقریر درست معلوم ہوئی اور جواب باصواب دیا بہرکیف یہ جنگ ٹوٹا اور ابوسفیان خفا ہوکر کہنے لگا کل ہم خود فیصلہ کردین گے کوئی شریک ہو یا نہو آنحضرت صلعم کو جب یہہ خبر ملی مسلمان متردد ہوے رحمت الٰہی نے جوش مارا آندہی کو حکم ہوا جس نے مشرکین کے خیمے ڈیرے درہم برہم کردئے روشنی بجھائی پھر افواج ملائکہ اعانت کو آئی قلوب مشرکین مین رعب اور خوف ڈالا اور تکبیرین کہنا شروع کین قریش سمجھے کہ مسلمانون کی فوج ہی جو حملہ کئے آتی ہے اور نعرہاے تکبیر بلند ہین جلد جلد اسباب اوٹھاکر بھاگے اور بہت چھوڑ گئے دور تک قریشیون کے پیچھے تکبیر کہتے ہوے گئے اور یہ فتح غیبی اللہ کے فرمان برداز اور رسول کے جان نثار قوم کو نصیب ہوئی ابن مردویہ ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ جس رات حضور کو یہ فتح نمایان حاصل ہونے والی تھی باد صبا نے باد شمال سے کہا آؤ ہم تم مل کر رسول خدا کی مدد کرین اور کفار کو برباد کرین باد شمال بولی کہ مین رات کو نہین چلتی حق سبحانہ تعالی اوس پر غصے ہوا اور اوسے عقیم کردیا اور باد صبا نے اوس رات حضور اقدس کی مدد کی

جنگ یہود بنی قریظہ

بعد ہزیمت کفار جب آپ دولت سرا مین تشریف لائے خوشبو لگا رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام خچر پر سوار

سر پر دستار ظاہر ہوے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے عفو فرمائے آپنے ہتھیار کھول ڈالے اور فرشتون نے ابھی تک ہتھیار نہین کھولے اسیوقت بنی قریظہ پر حملہ کیجئے اور ہم جاتے ہین کہ اونکا قلعہ پاش پاش کر ڈالین جس طرح چڑیا کا انڈا پتھر پر پھینک مارا جائے آنحضرت نے بلال کو فرمایا کہ ندا کرو یا خَلِیلَ اللّٰہِ اِرْکَبْ اے اللہ والو تیار ہو اور نشان حضرت علی کو عطا فرمایا اور لشکر روانہ کر کے عقب سے خود بھی تشریف لیگئے جب آپ قبیلہ بنی نجار پر پہنچے دیکھا کہ اصحاب فرمان بردا صفین جمائے ہوئے منتظر ہین فرمایا کس نے تمسے کہا کہ تیار ہو بولے دحیہ کلبی نے حکم حضور سُنایا حضور نے فرمایا وہ جبریل تھے جو آگے گئے ہین کہ اون کے قلعے کو متزلزل کرین پندرہ یا پچیس دن محاصرہ رہا آخر کار عاجز ہو کر اس امر کے خواہان ہوے کہ ہم بھی بنی نضیر کی طرح کہین چلے جائین ارشاد ہوا نہین تم ہمارے حکم پر قلعہ کھول دو ہم چاہین قتل کرین چاہین آزاد چنانچہ یہود کی درخواست سے حضرت ابو البابہ قلعہ مین گئے یہود نے اپنا حال تباہ اور لڑکے بالون کی مصیبت اونھین دکھائی اور پوچھا کہ کیا کرین حضرت ابو البابہ کو اون کے حال پر رحم آگیا اشارے سے کہا کہ آنحضرت تم سب کو قتل کرین گے ابو البابہ فرماتے ہین کہ واللہ مین ابھی اپنے مقام سے ہٹا نہ تھا کہ دل نے کہا کہ یہ خیانت خدا اور رسول کی ہوئی مین اس شرم سے حاضر حضور نہ ہوا اور مسجد نبوی مین جاکر ایک ستون سے اپکو باندھ دیا اور کہا کہ جب تک میری توبہ قبول نہو کوئی مجھے نکھولے سوائے نماز یا ضرورت کے انکی صاجزادی اگر چند خرمے اون کے منہ مین ڈالدیتین چنانچہ پندرہ روز تک یہی حال رہا جب حضور کو یہ خبر ملی فرمایا اگر ہمارے پاس آتا ہم اوسکے لئے طلب عفو کرتے مگر اب بدون عفو خداوند کریم ہم بھی نہ کھولین گے حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ ایک صبح کو مین نے دیکھا کہ حضور رحمت للعالمین ہنس رہے ہین مین نے عرض کیا کہ اللہ آپ کو ہنستا ہوا رکھے کیا معاملہ ہے فرمایا جبریل آئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے ابو البابہ کی توبہ قبول فرمائی حضرت ام المومنین نے کہا کہ مجھے اجازت ہے کہ اوسے یہ خوشخبری سناؤن فرمایا تمھین اختیار ہے مین اپنے حجرے کے دروازے پر گئی اور آواز دی کہ اے ابو البابہ تمہاری توبہ حق سبحانہ تعالیٰ قبول فرمائی حاضرین مسجد نے چاہا کہ اونھین کھول دین ابو البابہ نے کہا کہ ٹھہرو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے مجھے کھولین آنحضرت صلعم نے بعد نماز صبح اپنے ہاتھون سے اونھین کھولا **القصہ** قبیلۂ اوس نے عرض کی کہ جس طرح خزرج کی سفارش سے بنی نضیر چھوڑ دئے گئے ہمارے ہم عہد ہماری سفارش سے آزاد

بنی قریظہ ابو البابہ

کئے جائین فرمایا کہ تم راضی ہو کہ ایک شخص تمہاری قوم سے پنچ بنا دیا جاے جو چاہے کرے اوس پر راضی
ہوے اور حضرت سعد بن معاذ پنچ بنائے گئے تب آپنے یہود سے پوچھا کہ تم میرے فیصلے پر راضی ہو
وہ بولے کہ ہمنے تمہین مختار کیا پھر حضرت کی طرف بکمال ادب عرض کیا کہ حضور بھی مجھے حکم شافی دین
ارشاد ہوا کہ تو ہمارے طرف سے مختار ہی پھر یہ فیصلہ کیا کہ مردان کے قتل کئے جائین اور زن و فرزند
غلام بنائے جائین پس تمام بنو قریظہ کی گردنین ماری گئین اور مال ضبط کر لئے گئے اور بال بچے لونڈی غلام بنائے
گئے آنحضرت صلعم نے فرمایا یہی حق سبحانہ تعالی نے آسمان ہفتم سے فرمایا ہے اور بعد ان واقعات کے
اوسی زخم تیر سے حضرت سعد نے انتقال فرمایا **غزوہ دومۃ الجندل** یہان کے باشندے
ڈاکہ زنی اور ظلم کرتے تھے آپنے ایک ہزار مجاہدین کے ہمراہ ان پر فوج کشی کی اور متفرق کر دیا اور لشکر اسلام
سالم و غانم مدینے مین آگیا **غزوہ ذات الرقاع** آنحضرت صلعم سے عرض کیا گیا کہ قبائل نجد و غطفان
ثعلبہ اکٹھا ہو رہے ہین اور مدینے پر اون کی نظر ہے چار پانچسو غطفانیون کو آپنے لے کر اس جماعت منتشر
اور متفرق کر دیا بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لڑائی خیبر کے بعد ہوئی **غزوہ بنی لحیان**
چونکہ حضرت خبیب اور عاصم رضی اللہ عنہما کے مظلوم شہید ہونیسے آپکو نہایت ملال تھا آپ
چاہتے تھے کہ ان شریرون سے جنہون نے فریب سے ان بزرگوارون کو شہید کیا عوض لیا جاے
پس آپ لشکر تیار کرنے لگے اور ایسا ظاہر کیا گیا کہ ملک شام کا عزم ہے اور دفعتہ دو سو بہادرون کو لے کر
حضرت عاصم کے قتل گاہ پر پہنچ گئے وہان کے باشندون نے عذ کئے حضور سے عفو ہوا اور بنی لحیان
بھاگ گئے پھر محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ مخفی طور پر بنی بکر بن کلاب پر شبخون مارین تیس مردون سے یہ مہم
سر ہوی اور کفار کو قتل و تاراج کر کے اونیس دن مین واپس آے **غزوہ ذی قرد** سلمہ بن الاکوع
اور رباح غلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دونو مدینے سے نکلے کہ عبد الرحمن بن عیینہ
فزاری ایک گروہ کے ساتھ آیا اور شتیر دار اونٹ آنحضرت صلعم کے پکڑ لئے اور چرواہون کو مار ڈالا
سلمہ نے رباح کو اپنا گھوڑا دیا اور کہا کہ آنحضرت صلعم کو خبر کر اور خود ایک ٹیلے پر چڑھکر آواز بلند پکارنے
لگے یا صباحاہ پھر کفار کے پیچھے سے نیزہ مارنے لگے اور جو سوار اونکی طرف منہ کرتا تھا درخت کی آڑ سے
اوسے تیر مارتے چنانچہ کفار عاجز ہو گئے اور اونٹ چھوڑ دئے ابو سلمان نے وہ اونٹ مدینے کے طرف ہنکا لے
اور اونکا پیچھا کیا تب وہ نامرد اپنی چادرین اور نیزے پھینکنے لگے کہ شاید سلمہ اونکے لینے مین مشغول ہون

ناگاہ عیینہ بن بدر فزاری ایک جماعت کے ساتھ اون کی مدد کو آگیا اور حال پوچھا بھاگنے والون نے
کہا کہ ہم اس صف شکن بہادر کے ہاتھ سے عاجز آگئے ہین عیینہ نے کہا ایکبار اس پر نرغہ کرو کہ لوگ
اونکے طرف جھکے تھے کہ سواران محمدی اور پہلوانان احمدی آپہنچے سب کے آگے اخرم اسدی اونکے
پیچھے ابو قتادہ پھر مقداد چلے آتے تھے کفار اونہین دیکھکر بھاگے اخرم نے پیچھا کیا اور سلمہ نے پہاڑی
سے اوترکے اخرم کو روکا کہ ٹھہر دوسرے سوار بھی آلین اخرم نے کہا ای سلمہ اگر تو خدا اور رسول پر
ایمان لایا ہے اور عاقبت کو حق جانتا ہے تو مجھے شہادت سے منع نہ کر سلمہ نے اونہین چھوڑ دیا پھر
اخرم اور عبدالرحمن دونو لڑنے لگے اخرم نے عبدالرحمن کو زخمی کیا مگر عبدالرحمن کے نیزے سے حضرت
اخرم شہید ہوگئے اتنے مین ابو قتادہ پہنچے ایک زخم نیزہ اونکے بھی لگا مگر ابو قتادہ کے نیزے نے
اوسے جہنم رسید کیا پھر ان بہادرون نے دشمنونکا پیچھا کیا کفار پہاڑکی گھاٹی مین چلے گئے اور ایک چشمہ
پر جسے ذی قرد کہتے ہین اترے مگر مسلمانون کے خوف سے پانی تک نہ پیا اور چلدئے اور یہ بہادر
غروب آفتاب تک اونکا پیچھا کئے چلے گئے بوقت واپسی آنحضرت صلعم کو مع پانسو اصحاب کے چشمہ
ذی قرد پر پایا سلمہ بن اکوع نے کہا یارسول اللہ حکم دیجئے کہ سو آدمی آپ کے اصحاب سے چن لون اور
ایک کافر کو زندہ نچھوڑون آپنے فرمایا کیا ایسا ہی کریگا عرض کی کہ ہان قسم ہے اوس اللہ کی جس نے آپکو
بزرگ و مکرم کیا آپنے بتبسم فرمایا کہ دندان مبارک ظاہر ہوگئے اور فرمایا اے ابن اکوع جب تجھے ایسی قدرت
حاصل ہے تو نرمی کر پھر عکاشہ بن محصن کو بنی اسد کے ایک گروہ پر بھیجا دشمن بے لڑے بھاگ گئے
پھر محمد بن سلمہ کو دس آدمیون کے ہمراہ بعض قبائل بنی ثعلبہ مین بھیجا رات کو پہونچے اودہر سے سو آدمی
جمع ہوگئے اور نوبت بہ تیر و شمشیر آئی کفار نے ایکبار حملہ کیا اور یہ سب شہید ہوگئے صرف محمد بن سلمہ
زخمی پڑے تھے کہ اتفاقاً ایک مسلمان اودھر سے نکلا وہ اونہین اوٹھاکر مدینے مین لے آیا پھر عبیدہ
بن جراح چالیس مردون کے ہمراہ وہان بھیجے گئے مگر کوئی مقابل نہ آیا گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے یہ
لشکر لوٹ مارکے واپس آیا پھر زید بن حارثہ ایک جماعت کے ساتھ موضع بنی سلیم پر بھیجے گئے جو
لڑ بھڑ کر کے واپس آئے پھر زید کو ایک قریشی قافلے پر بھیجا زید نے اوس قافلے کا مال لوٹا اور بعض
قریش کو پکڑ لائے ابوالعاص شوہر حضرت زینب بنت رسول اللہ کے انھین قیدیون مین تھے بسفارش
حضرت زینب اونھین امن دیگئی پھر عبدالرحمن بن عوف بن کلب پر بھیجے گئے بعض مسلمان ہوئے اور

بعضون نے جزیہ قبول کیا پھر خیبر و فدک بنی بکر بن سعد لشکر تیار کر رہے ہین کہ یہود خیبر کی مدد کرین اور سب ملکر مدینہ پر لشکر کشی کرین - اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب سو غازیون کے ساتھ بھیجے گئے غنیمت کثیر ہاتھ آئی اور دشمن بھاگ گئے - زید بن حارثہ جو مال تجارتی لئے جا رہے تھے اور وادی قری مین کفار نے اونھین گھیرا یہ لوگ کم تھے ہٹ آئے اور حضور مین عرض کیا آپ نے زید کو ایک بہادر لشکر کے ساتھ اون کی سرکوبی پر متعین فرمایا پھر تو مسلمانون نے خوب ہی عوض لئے جسے پایا مار ڈالا بال بچے قید کر لئے

اپکا بعزم حج جانا اور کفار کا منع کرنا اور بیعت رضوان و صلح مقام حدیبیہ ذیقعدہ ۶ھ مین آپنے خواب مین دیکھا مع اصحاب مکے مین گئے اور عمرہ ادا کیا اور کنجی خانہ کعبہ اپنے ہاتھ مین لی یہ مبارک خواب اصحاب سے بیان کیا اور مکہ کی تیاری کر دی - اور بدستور ہمراہ لئے اور ذوالحلیفہ سے احرام باندھا چودھ پندرہ سو اصحاب اس سفر مین ہمرکاب تھے مکے والے آمادہ شر ہوے اور عکرمہ و خالد کو دو سو سوارون کے ساتھ بطور طلیعہ لشکر بھیجا اور مقام بلدح مین لشکر گاہ بنایا آنحضرت صلعم نے مشورہ کیا کہ جو قومین قریش کی مدد کو جمع ہوئی ہین و فتنہ اون کے اہل و عیال پر حملہ کرین غالباً وہ اپنے حفظ کے لئے قریش سے علیحدہ ہو جائینگے پھر ہم قریش سے سمجھ لینگے حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ آپ بغرض زیارت کعبہ نکلے ہین جبتک وہ آپ کو نہ روکین آپ اپنا عزم نہ بدلے آپ اس رائے سے بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ چلو لشکر اسلام داہنے طرف سے روانہ ہوا اور خالد کو بھی خبر نہوی جب یہ سر پر پہونچ گئے اس وقت طلیعہ کفار مطلع ہوا اور لشکر مین خبر دی آپ ثنیہ مرارہ مین پہونچ گئے اور آپ کی اونٹنی جس کا نام قصوی تھا وہان بیٹھ گئی - آپنے فرمایا یہ معاملہ منجانب اللہ ہے وہان سے آپ حدیبیہ کی طرف مڑے اور قیام فرمایا اور قریش سے سفارۃً گفتگو صلح کی شروع ہوئی آپنے حضرت عثمان کو بھیجا کہ اونھین سمجھاوین کہ ہم لڑنے نہین آئے ہین بلکہ زیارت کعبہ مقصود ہے تین یوم کے لئے کعبہ شریف خالی کر دو اور بدیل فرستادۂ قریش کو آپنے یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر قریش ہم سے نہ لڑین تو اون کے حق مین بہتر ہے اسلئے کہ ہم دوسرون سے لڑتے لڑتے فتوح کاملہ حاصل کرلین گے اوس وقت قریش کو ہماری اطاعت بھین مصلحت ہوگی یا ہم مغلوب ہو جائینگے تو اون کے منہ مانگی مراد بر آئیگی بہرکیف قریش کو ہم سے

لڑنا فایدہ نہ دیگا حضرت عثمان سے اہل مکہ نے کہا کہ یہ امر تو ہم قبول نہ کرین گے مگر تم کو اجازت ہے کہ طواف مکہ کرو حضرت عثمان نے فرمایا بغیر رسول اللہ کے مین طواف کعبہ کردن یہ کیون کر ہوسکتا ہے قریش اس بات سے بہت ناخوش ہوے اور آنحضرت کو یہ خبر ملی کہ قریش نے عثمان کو شہید کر ڈالا آپ اس خبر سے بہت ملول ہوے اور درخت سمرہ کے نیچے بیٹھے اور اصحاب سے اس امر پر بیعت لی کہ اگر لڑائی ہو تو جان دیدین گے اور قدم نہ ہٹائینگے اسی بیعت کا نام بیعت رضوان ہے اور انہین کی تعریف قرآن مین نازل ہوی آنحضرت صلعم نے اپنے بائین ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیکر اون کی طرف سے بیعت کی اس بیعت کی خبر سنکر قریش نہایت خائف ہوے اور صلح کو غنیمت سمجھنے لگے اور سہیل کی معرفت یہ شرطین طے ہوئین ۱ آپ اسی مقام سے واپس جائین سال آیندہ تشریف لائین اور عمرہ قضا کرین مگر تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرین اور تلوار میان سے باہر نہ نکالین ۲ نہ ایک دوسرے سے لڑے اور نہ اوس کے ہم عہد سے تعرض کرے ۳ جو قریش سے مسلمان ہوکر آپکے پاس جائے اور اوسکا ولی اجازت نہ دے تو آپ اوسکی حمایت نہ کرین اور جو مسلمان مرتد ہوکر واپس آئے اوسے قریش اپنے مین ملا سکتے ہین ۴ یہ صلحنامہ دس برس کے لئے ہے - اسکے کاتب حضرت علی تھے پہلے سہیل نے کہا کہ بسم اللہ نہ لکھئے بلکہ اللھم لکھئے اسلئے کہ ہم رحمن و رحیم نہین جانتے آپنے فرمایا یہی لکھدو پھر جب آپکا نام نامی لکھا گیا سہیل بولا اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو کیون لڑتے محمد بن عبد اللہ لکھے آپنے فرمایا ای علی یہی لکھدو اللہ جانتا ہے کہ مین رسول اللہ ہون حضرت علی نے عذر کیا اور کہا کہ واللہ مین ہرگز اس وصف شریف کو نہ مٹاؤنگا پھر خود آپنے وہ کلمہ مٹا کر عبد اللہ لکھدیا اور فرمایا اے علی تمھین بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئیگا چنانچہ جب حضرت علی اور حضرت معاویہ مین صلح کی ٹھہری تو بھی اودھر سے عذر ہوا کہ آپ کے نام کے ساتھ امیر المومنین نہ لکھا جاوے حضرت علی آپ کی خبر صداقت اثر یاد کرکے چپ ہو رہے اور فرمایا بہتر ہے لکھو علی بن ابی طالب اسحاصل اصحاب خصوصاً عمر بن خطاب ان شرطون سے نہایت غمگین ہوے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ ایسی شرطون پر راضی ہوے جاتے ہین آنحضرت صلعم نے تبسم فرمایا اور کہا اے عمر جو مرتد ہوکر ہمارے کس کام کا ہے کہین جاے اور جو اسلام لائیگا اگر صادق و خالص ہے اللہ اوسکی مدد فرمائیگا اسی حال مین ابو جندل سہیل کا بیٹا پابزنجیر آیا یہ مسلمان

بیعت رضوان

صلح حدیبیہ

ہوگیا تھا اور سہیل اوسے تکلیف دیتا تھا آپنے فرمایا صبر کرو ہم بدعہدی نہین کرتے مسلمانون نے وہین قربانی کی اور حلق اور قصر کرکے واپس آئے اسی مقام پر کچھ عورتین جو مسلمان ہوگئی تھین حاضر ہوئین آپنے چاہا کہ واپس کردین مگر جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ مومنہ عورتین کفار کی طرف نہ بھیجے اسلئے کہ یہ اونپر حرام ہین علمانے باعتبار منافع وانجام مبنی اس صلح کو فتح مین قرار دیا ہی بعد اس صلح کے اس قدر اہل مکہ مسلمان ہوے جو اس سے پہلے نہوے تھے جب آپ مدینہ مین گئے ابوبصیر مسلمان ہوے اور بھاگ کر مدینے مین آئے اور اونکے لینے کو دو مشرک بھی آئے آپ نے ابوبصیر کو بعد تسکین اون کے حوالہ کردیا ابوبصیر نے راہ مین ایک سے کہا تیری تلوار تو بہت اچھی ہے وہ خوش ہوکر بولا اس سے مین نے بڑے بڑے کام لئے ہین ابوبصیر اولے دیکھو تو اوس نے تلوار دیدی ابوبصیر نے فوراً اوسی قتل کرڈالا دوسرا بھاگا اور مسجد نبوی مین آکر پناہ لی لیا ابوبصیر اوس کے پیچھے آئے حضرت نے فرمایا اقد مُسْعِرُ حَرْبٍ لَوْ کَانَ مَعَهٗ اَحَدٌ یہ تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہی اگر اسکے ساتھ دوسرا ابوبصیر یہ اشارہ سمجھ گئے اور چلدئے اور موضع عیص مین جاکر مقیم ہوے اب جو مسلمان ہوتا وہین پہونچتا رفتہ رفتہ آپکے پاس جمعیت کثیر ہوگئی پھر تو قریش کے قافلے لوٹتے اور اونکو تنگ کرتے چنانچہ ابوسفیان حاضر ہوا اور بولا کہ برائی اجداد ہم اس شرط سے باز آئے آپ اونہین اپنے پاس بلا لیجئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے بندون کی مدد فرمائی اور عہد بھی قایم رہا اور کام بھی نکلا ؎ بیا تا چنان کن برائے صواب ؛ کہ ہم سیخ برجا بود ہم کباب + بعد ازان آپنے سلاطین کے نام خطوط روانہ فرمائے کہ احکم الحاکمین شاہنشاہ عالمین کی اطاعت کرین ایمان لائین چنانچہ حضرت نجاشی جو حبشہ کے بادشاہ تھے اور ہرقل قیصر روم اور کسری یعنے خسرو بادشاہ ایران اور مقوقش بادشاہ اسکندریہ اور حارث غسانی والی دمشق اور موذہ سردار یمامہ خطاب شریف سے سرفراز ہوے حضرت نجاشی اس نامہ نامی کی تعظیم بجالائے اور تخت سے اوتر پڑے اور زمین پر بیٹھے اور کمال ادب سے مکتوب مبارک پر بوسے دئے اور آنکھون سے لگایا اور بعد سماعت احکام رسالت شہادت پڑھا اور جواب لکھا کہ جو کچھ حضور نے تحریر فرمایا سب حق بجا ہے اور مین نے اس سے پہلے آپکے چچا اور بھائی جعفر کو کمال عزت سے رکھا تھا اور مین آپ کی نبوت اور حق سبحانہ تعالیٰ کی الوہیت پر گواہی دیتا ہون

اور اپنے بیٹے کو خدمت بابرکت مین روانہ کرتا ہون اور اگر ارشاد ہو تو خود بھی حاضر ہون۔
ہرقل روم نے نامہ کی کمال تعظیم کی اور قوم کو بہت نہایش کی اور اون کی نبوت اور صداقت پر دلایل پیش کئے اور کہا اگر نہ مانوگے تو ایکدن پچتاؤ گے مگر وہ کب سنتے تھے ہرقل کے اسلام مین بھی اختلاف ہے واللہ اعلم اور مقوقش شاہ مصر نے بھی نہایت ادب اور تعظیم سے پڑھا اور ہدیہ حضور مین بھیجا۔ اور حارث غسانی مضمون شریف سے نہایت درہم برہم ہوا اور زمین پر پھینکدیا اور کہا کون ہمارا ملک ہم سے لے سکتا ہی اور حکم دیا کہ گھوڑون کی نعل درست کرائے جائین ہم حرب پر چڑھائی کرینگے مگر قیصر روم نے اوسے منع کیا موذہ نے وہ مکتوب پڑھا اور بہت تعریف آپکی کی اور کہا کہ مین شاعر اور خطیب اپنی قوم کا ہون مجھے بھی آپ اپنے ملک مین شریک کرلین خسرو پرویز نامہ مبارک دیکھتے ہی آگ ہوگیا اور جواب نہ لکھا بلکہ اوسے چاک کر ڈالا اور باذان والی یمن کو لکھا کہ آنحضرت کو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدے باذان نے بانو بھیہ اور خرخزہ کو بھیجا کہ تعمیل حکم خسرو کی کرین یہ دونو طایف مین آئے اور ابوسفیان وغیرہ سے دریافت کیا یہ لوگ بہت خوش ہوے اور سمجھے کہ اب شاہ فارس آپکو نیست و نابود کردیگا اور جو جی مین آیا اون کے تیز کرنے کو کہا جب یہ دونون مدینے مین آئے بانو بھیہ نے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے آپ کو طلب کیا ہی اگر آپ جائینگے تو باذان سفارش کریگا کہ بادشاہ عفو کرے ورنہ تمام قوم کو دم مین تباہ کردیگا آپ بانو ان کا خط سنکر ہنسے اور اونکو دعوت اسلام کی پھر ان دونون نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ اگر آپ نہین چلتے تو باذان کا جواب ہی لکھدیجئے آپنے فرمایا کہ کل آنا جب یہ دونون اوٹھے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ اگر تھوڑی دیر اور وہان قیام ہوتا تو خرخزہ سے جان نکلجاتی دوسرے سے ارشاد کیا کہ باذان سے کہدو کہ رات کو ہمارے پروردگار نے خسرو کو ہلاک کردیا اور اوسکا بیٹا شیرویہ اوسے مارکر تخت پر بیٹھا اور بہت جلد ہمارا دین اوس کے ملک مین جاری ہوجاویگا اگر تو مسلمان ہوجائیگا تو ہم تیری حکومت قایم رکھین گے اور ایک کمربند زرین جو بطور ہدیہ کسی بادشاہ نے بھیجا تھا آپنے بطور انعام خرخزہ کو عنایت فرماکر رخصت کیا باذان یہ خبر سنکر بولا اگر یہ بات سچ ہے تو مین مسلمان ہوجاونگا وہ بیشک پیغمبر ہے اور مین سب سے پہلے ایمان لاؤنگا اوسدن شیرویہ کا پروانہ باذان کے نام آیا کہ ہم خسرو ظالم کو مار کر مالک تخت و تاج ہوے خبردار ہی حرکت سے کچھ مزاحمت

نکرنا باذان سنتے ہی بول اوسٹے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اور یہنی اور فارسی سب کے سب مسلمان ہو گئے ۔ یہ برکت اوس پٹکے کے اور حمزہ کا لقب ذوالمغفرہ رکھا گیا اور کہی اولین یہ لقب چلا آتا ہے

تسخیر خیبر و بیخ کنی یہود و اظہار شجاعت علی حیدر

پھر ایکبو بسبب وعدہ الٰہی تسخیر خیبر و بیخ کنی یہود پر التفات ہوا اور چودہ سو کا لشکر تیار کیا اور شہر بن محصن کو مقدمۃ الجیش اور حضرت فاروق کو امیر میمنہ اور کسی اور اصحابی کو امیر میسرہ معین کیا ابن ابی منافق نے یہود کو اس عزم سے اطلاع دی اور مشورہ دیا کہ قلعون سے باہر نکل کر لڑو اور دل قوی رکھو اور قوم قطفان اور دوسرے لوگ تمہارے شریک ہون گے مگر یہود کو یہ جرات نہوئی کہ قلعون سے نکلین اور آنحضرت صلعم ایلچی اوسے چلے کہ غطفان کے قبایل رات بسے کی راہ رہگئی وہ اس خوف سے کہ مبادا یہ لشکر ظفر پیکر ادھر جھک پڑے باوجود زخمت یہود کے ساتھ نہوے **الغرض** لشکر اسلام خیبر مین داخل ہوا اہل خیبر کے کئی قلعہ تھے پہلے قطاۃ کا محاصرہ کیا بحسب مشورۂ جناب بن منذر و معاویہ محمد بن مسلمہ مقام رجیع لشکر گاہ قرار پایا اور لڑائی شروع ہو گئی پہلے قلعہ قطاۃ فتح ہوا پھر صعب پر چڑھائی کی اور اوسے بھی لے لیا مگر مدت محاصرہ دراز ہو گئی تھی لشکر کے پاس زاد و طعام نرہا تھا اسی لڑائی مین پالو گدھے کا گوشت اور متعہ حرام کیا گیا اب قموص پر حملے لگائے گئے یہان بھی سخت لڑائی ہوئی آنحضرت بوجہ درد چشم خود سورچے پر پہنچے تین دن حضرت صدیق اور دو دن حضرت فاروق نے اور حملے کئے مگر کامیاب نہوے مرحب جو یہان کے یہود مین مشہور اور شجاعان خیبر سے نام برآوردہ تھا جب نکلتا اوسکا مقابلہ دشوار ہوتا شب کو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کل ایسے شخص کو نشان دونگا جو مکرر حملہ کرنے والا اور نہ بھاگنے والا ہے اور جو اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہو اور اللہ و رسول بھی اوسے دوست رکھتے ہین اوسکے ہاتھ پر فتح خیبر ہوگی صبح کو تمام اصحاب اس امید پر کہ یہہ نعمت عظمی ہمین نصیب ہو حضور مین حاضر ہوے اور امیدوار تھے کہ آپنے فرمایا علی کہان ہین اصحابنے عرض کیا اونکی آنکھین دکھنے آئی ہین فرمایا لاؤ سلمہ بن الاکوع گئے اور ہاتھ پکڑ کر لائے حضور نے سر مطہر جناب حیدر کو دشمن رکھا اور آب دہن آنکھون مین لگایا فوراً شفا حاصل ہوئی اور کبھی درد چشم نہوا بعض روایتون مین آیا ہے کہ آپنے فرمایا اے اللہ علی سے جاڑے اور گرمی کو دور کر آپ گرمی مین روئی دار کپڑا پہنتے اور جاڑے مین

باریک لباس زیب بدن فرماتے کچھ محسوس نہ ہوتا الغرض ذوالفقار اور اپنی زرہ عطا فرمائی اور نشان دیا حضرت شیر خدا قلعہ قموص کے قریب آئے اور نشان گاڑ دیا ایک یہود نے پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا علی بن ابیطالب پس صورت دیکھتے ہی چلّا اوٹھا بخدا یہ شخص بغیر فتح کئے ہوئے نہ پھریگا حارث مرحب کا بھائی اپنی فوج کے ساتھ نکلا اور دو مسلمانون کو شہید کیا۔ شیر خدا نے ایکہی وار مین اوسے دو کر دیا پھر مرحب اپنی فوج کے ساتھ نکلا یہ بڑا پہلوان تھا صرف اوس کے نیزے کا پھل سو من وزن کا تھا مرحب نے اشعار رجز پڑھے اور آگے بڑھا ادھر اسد الغالب رجز پڑھتے ہوئے حملہ آور ہوئے اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سپر اور خود اور دستار کا کمر تک قلعوم یا زین تک دو ٹکڑے ہو گئے اب مسلمانون نے حملہ کیا اور یہود کو تہ تیغ کرنے لگے حضرت علی نے سات یہودی پہلوان کو قتل کیا جب یہود بھاگے اور آپنے پیچھا کیا اور دروازے تک پہونچ گئے ایک یہود نے آپ کے ہاتھ پر ضرب لگائی کہ سپر گر پڑی دوسرے نے بڑھکر وہ سپر اٹھالی پھر شیر خدا قوت بازوے صفدری کو تاب کہان تھی در خیبر اوکھاڑا اور بجاے سپر استعمال کیا قلعے والے یہ زور خداداد دیکھکر الامان الامان پکارنے لگے حضرت علی نے جناب رسول خدا سے اجازت لے کر پناہ دی اور یہ شرط کرلی کہ ہتھیار اور نقد سب حاضر کرین اور ایک ایک اونٹ غلہ دیکے کر نکل جائین بعد اختتام جنگ شیر خدا نے اوس در کو اسطرح پھینکا کہ اسّی باشت دور گرا سات آدمیون نے زور لگائے ہلا نسکے چالیس جانے کہ اوٹھائین نہ اوٹھا جب حضرت ابو تراب فتحیاب ہوکر خدمت حضرت بابرکت مین گئے آپ نے استقبال کیا اور خیمہ سے باہر نکل آئے اور گلے سے لگایا اور پیشانی نورانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے علی ہم تمسے خوش ہین حضرت علی رو پڑے حضور نے فرمایا اے علی یہ خوشی کا رونا ہے یا رنج ملال سے عرض کیا مین کیون نہ خوش ہون جبکہ آپ خوش ہوے آپنے فرمایا اے علی فقط مین ہی خوش نہین ہوا بلکہ حق سبحانہ تعالے اور اوس کے فرشتے اور جبریل اور میکائیل تجسے راضی ہوے بعد ازان غنایم جمع کئے گئے اور تقسیم ہوے منقول ہے کہ جعفر بن عبد المطلب حبشہ سے خیبر مین آکر حاضر خدمت ہوے آپ نے اونہین دیکھکر فرمایا کہ مین نہین کہہ سکتا کہ تمھارے ملنے کی خوشی زیادہ ہے یا فتح خیبر کی بعد ازان جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے

نکاح کیا یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھین اور یہود خیبر کو کسان بنا کر چھوڑ دیا حجاج بن
غلاط سلمی اسی سفر مین حاضر ہو کر اسلام لائے انکا مال مکہ مین تھا حضرت سے اجازت طلب کی
کہ مکہ مین جائین اور دروغ مصلحت آمیز کہکے اپنا مال نکال لائین چنانچہ یہ مکے مین آئے اور مشہور
کر دیا کہ خیبر مین مسلمانون کی شکست ہوگئی اور آنحضرت صلعم مع اصحاب گرفتار ہوے یہود
چاہتے ہین کہ انھین مکہ مین لاکر قتل کرین مین آیا ہون کہ اپنا مال جمع کرکے جاؤن اور اوس غنیمت سے
جو خیبریون کو ملی ہے کچھ خریدون آپ سب میری اعانت کرکے میرا مال جمع کرادین قریش یہ سنکر
بہت خوش ہوے اور اسکا مال جس جس پر باقی تھا دلوا دیا اور اپنے بتون کی پوجا کرنے اور
اتراتے پھرتے جب یہ خبر المومنین کو ملی جو کعبہ مین تھے نہایت ملول ہوے حضرت عباس کی
یہ حالت ہوی کہ اٹھنے لگے تو پاؤن لڑکھڑائے اور گر پڑے مگر کمال صبر و استقامت سے حکم دیا
کہ دروازہ کھول دو اور فہم جوادن کی صاحبزادی شیر خوار تھی اونھین چھاتی پر بٹھا کر جسطرح
لڑکون کو کھلاتے ہین کھلانے لگے اسلئے کہ اونہین معلوم تھا کہ میرا حزن و ملال قریشی دیکھکر
مجھسے زیادہ چہیڑینگے جو آتا یہ حال دیکھکر پھر جاتا اور مسلمانون کو فی الجملہ تسکین ہوتی کہ اگر یہ خبر
صحیح ہوتی تو حضرت عباس ایسے بیغم نہوتے پھر آپنے حجاج کو بلوایا اور تخلیے مین حقیقت
دریافت کی حجاج اپنا اسلام اور دروغ مصلحت آمیز ظاہر کرکے گھر آئے اور سب مال جمع کرکے
بی بی سے کہا کہ تو کسی سے نہ کہنا مین جاکر عمدہ عمدہ مال خرید لاتا ہون ایسا نہو دوسرے لوگ
بھی پہونچ جائین اور راہی ہوے تیسرے دن عباس نے مکہ کا طواف کیا اور قریش سے وہ
واقعہ بیان کیا اون سرکشون کے سر جھک گئے اور پانچوین دن یہ خبر اور ذریعون سے بھی
قریش کو ملی کمر ٹوٹ گئی اور نہایت درجہ مایوس و محزون ہوے بعد فتح خیبر اور بھی چھوٹے چھوٹے
جہاد ہوے اور اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو ہر معرکے مین غالب کیا فتح فدک و فتح وادی القری
خیبر سے واپسی مین ہوئی پھر آپنے مکہ معظمہ کی تیاری کی اور موافق عہد تا مہ حدیبیہ کے تین دن
کے مین رہے پھر جبلہ بن ایہم بادشاہ غسانی مسلمان ہوا مگر عہد عدالت عمر فاروق مین مرتد ہوگیا
اور فروہ بن خزامی جو قیصر روم کی طرف سے عمارا کا عامل تھا مسلمان ہوا اور حضور مین سخائف اور
عرضی بھیجی اور شرف قبول رسول مقبول سے مشرف ہوا شاہ روم نے اوسے بلاکر بہت کچھ

اسلام خالد بن ولید و عمرو بن عاص

تشدد کیا آخر الامر شہید کر ڈالا مگر وہ مرد خدا ثابت و قائم رہا آٹھوین سال ہجرت مین عمرو بن عاص اور خالد بن ولید بھی مسلمان ہوکر حاضر خدمت شریف ہوئے حضرت خالد خود بیان فرمایا کرتے کہ جس دن حضور اقدس سے حدیبیہ مین نماز خوف ادا کی مین نے ہر چند چاہا کہ آپ پر دست اندازی کرون مگر جرات نکر سکا اوسی دن سے مجھے ایک تردد پیدا ہو گیا بعد صلح حدیبیہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب قریش کامیاب نہو سکین گے مین غور کرتا تھا کہ ملک نجاشی کے پاس جاؤن مگر وہ مطیع و منقاد ہو چکے تھے روم مین جاؤن اور نصرانی ہون اسی تردد مین تھا کہ جب حضور مکہ مین بغرض ادائے عمرۂ قضا تشریف لائے میرے بھائی ولید ابن ولید سے پوچھا کہ خالد کہان ہی میرے بھائی نے مجھے بذریعہ خط مطلع کیا کہ تعجب ہے اے خالد حضور تمہین یاد فرمائین اور تم مسلمان نہ ہو حضور نے پوچھا تو مین نے کہا خدا اوسے بخشے آپنے فرمایا نہین خالد ایسے نہین چیز حقیقت اسلام مخفی رہے اگر مسلمان ہوا اور اپنی دلیری مسلمانون کے ساتھ ظاہر کرے اوس کے حق مین بہتر ہو اور مین اوسکین دوسرون پر مختار سمجھونگا اے بھائی جلد آ اور سعادت حضوری حاصل کر مین یہ خط دیکھتے ہی مکہ مین آیا اور سامان درست کر کے مدینہ چلا میرا دوست عثمان بن طلحہ میرے ساتھ ہو لیا راہ مین عمرو بن عاص بھی ملے ہم تینون مدینہ مین آئے حضور کو ہماری حاضری کی خبر ہوئی فرمایا مکہ نے اپنے کلیجے کے ٹکڑے میرے طرف پھینکے ہین مین نے کپڑے بدلے کہ میرا بھائی ولید آیا اور کہا جلد چل کہ حضور تمھارے آنیسے خوش ہین اور تمہارے منتظر ہین مین جلد حاضر ہوا حضور مجھے دیکھکر مسکرائے مین نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ پھر کلمہ شہادت عرض کیا آپنے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھسے بحالت کفر بہت گناہ ہوے دعا فرمائین کہ اللہ تعالی عفو کرے - آپنے فرمایا اے خالد اسلام پچھلے سب گناہ محو کر دیتا ہے مین جب سے مسلمان ہوا حضرت کسی مہم مین مجھپر دوسرے کو فوق نہ دیتے بعد ازان یک فوج غالب بن عبداللہ کی ماتحتی مین بھیجی گئی جس نے بنی ملوح پر مقام کدید سے تاخت و تاراج کیا بوقت واپسی اطراف سے آدمی جمع ہوے اور پیچھا کیا جماعت کفار بہت تھی حق سبحانہ تعالی نے دفعتہً ایک سیلاب بھیجا جسمین اور دشمنون مین حایل ہوا اور مجاہدین بامن و عافیت واپس آئے بوقت واپسی سفر خیبر مین آدمی بنی مرہ کی گوشمالی کو بھیجے تھے اور وہ سب وہین شہید ہوے آپنے

اخبار

اون کے انتقام کے لئے غالب بن عبداللہ کو دو سو مجاہدین کے ساتھ بھیجا یہ فوج وفعتہً
دشمنون پر پہنچ گئی اور سخت لڑائی ہوئی اور لشکر اسلام نے بعد قتل وغارت مظفر ومنصور مراجعت کی
اور مقصد دن سے پورا بدلا لے لیا پھر خبر دی گئی کہ حارث نامہ رسول اللہ کو شرجیل غسانی سے
قتل کر ڈالا آپ نے حکم دیا کہ غازیان دشمن شکار اور مجاہدین نصرت شعار تیار رہو جائین دشمن کو سرکشی کا
مزہ چکھائین اس لڑائی مین حضرت زید بن حارثہ امیر تھے اور آپ نے فرما دیا تھا کہ اگر زید شہید
ہون تو جعفر بن عبدالمطلب اور اگر وہ بھی شہید ہون تو عبداللہ بن رواحہ اور اون کے بعد
کوئی مسلمان عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے نشان امارت اوٹھائے تو لشکر اسلام میدان سے قدم
نہ ہٹائے اس فوج کی ہیبت اطراف شام مین پڑی شرجیل نے بڑی تیاریان کین اور اپنے بیٹے
سدوس نام کو پچاس سپاہیون کے ساتھ بطور طلیعہ بھیجا راہ مین لشکر اسلام نے اوسے قتل
کیا ساتھی بھاگے شرجیل خوفناک ہوا اور روم کے بادشاہ سے کمک مانگی وہان سے ایک بڑا لشکر
آگیا جس کی تعداد سو ہزار کی کیجاتی ہے یہ خبر لشکر اسلام مین آئی تو چاہا کہ آنحضرت کو مطلع کرین
خواہ آپ کچھہ لشکر ہماری مدد کو بھیجین خواہ ہمین واپس طلب فرمائین عبداللہ بن رواحہ نے سمجھایا
اور کہا کہ ہمارا بھروسا فوج وسامان پر نہین اللہ کی مدد پر ہے اور شہادت مطلوب اگر غالب آئے
تو غازی اور فاتح اور مارے گئے تو سبحان اللہ جنت مین ہم داخل کیون تردد وتوقف کرین
اصحاب اس نصیحت سے قوی دل ہوے اور اللہ کا نام لیکر آگے بڑھے جب صفوف دشمن
سامنے آئے حضرت زید نے علم اوٹھایا اور سخت مقاتلہ کرکے شہید ہوے حضرت جعفر نے
نشان اوٹھایا اور کمال شجاعت وتہور سے میدان رزم لالہ رنگ اور دشمنون کو دنگ کر دیا پھر گھوڑے سے
اوتر کر لڑنے لگے اونکا داہنا ہاتھہ کٹ گیا تو بائین ہاتھہ مین نشان لیا وہ بھی کام آیا اسلامی
نشان کو بازوون سے روکے رہے پچاس یا اس سے زیادہ زخم کھاکر شہید ہوے پھر عبداللہ
بن رواحہ نے علم برداری کی اور دشمنون سے سخت مقابلہ کیا بعض روایتون سے ثابت ہے
کہ عبداللہ نے تین دن سے کچھہ نکھایا تھا اسیوقت اون کے بھتیجے نے کچھہ گوشت اونھین
دیا تھا آپ نے لقمہ منہ مین رکھا تھا کہ حضرت جعفر کی شہادت کی خبر سُنی اور نوالہ تھوک کر دشمن کے
سامنے آگئے اور دل مین کہا دینا اور اوسکا تعلق کیا ہے اگر دنیا کی محبت ہے تو اوسے مین نے

طلاق دیدی اگر باغ کا خیال ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ کی نذر کر دیا اگر غلامون پر نازہے تو
مین نے اونہین آزاد کر دیا پھر تلوار کی اور خوب لڑے اور شہید ہوے پھر نشان ثابت بن
اخرم نے اوٹھا کر کہا کہ کسی کو امیر بنالو آخر الامر حضرت خالد بن ولید امیر بنائے گئے اوس وقت
مسلمان نہایت بے دل ہو گئے تھے اور پاؤن اوکھڑ گئے تھے خالد چلاتے تھے کوئی نہ سنتا
تھا خطیبہ بن عامر نے کہا اے مسلمانو بھاگنے سے لڑنا بہتر ہے پھر لشکر اسلام سنبھل گیا اور
حضرت خالد کے ساتھ سخت حملے کئے اور خونخوار لڑائی ہوئی رات کو دونو لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے صبح کو حضرت خالد نے بعد صف بندی کے صف میمنہ کو میسرہ پر اور میسرہ کو
میمنہ پر بدلا اس آمد و رفت کو دشمن سمجھے کہ کمکی فوج آگئی گھبرا گئے اور بھاگ کھڑے ہوے
لشکر اسلام نے پیچھا کیا اور تمام مال و متاع لوٹ لیا اور نہایت کامیابی اور غلبے سے بنجانب
مدینہ منورہ واپسی کی وہ قلعہ ملاجن کے لوگون نے جاتے وقت ایک مسلمان کو مار ڈالا تھا
حضرت خالد نے اوسکا محاصرہ کیا اور بہت آدمی اون کے مار ڈالے۔ روایت ہے کہ جب یہ لڑائی
ہوتی تھی آپ اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ اب نشان زید نے اوٹھایا اور شیطان اون کے
پاس گیا کہ بہکاے اور دنیا کی خوبیان دکھائے مگر زید نے کچھ پروا نکی اور شہید ہوے پھر نشان
حضرت جعفر نے لیا اور وسوسۂ شیطان کو رد کر کے شہید ہوے اور اون کے دونون کٹے ہوے
ہاتھون کے عوض مین اونھین دو بازوے یاقوت عطا ہوے کہ جہان چاہین اوڑین اسلیئے
اونھین جعفر طیار ذوالجناحین کہتے ہین پھر فرمایا کہ عبد اللہ بن رواحہ نے علم لیا اور شہید ہوے
اور ان سب کی جنت مین داخل ہونے کی خبر دی آخر کار یہہ فرمایا کہ اب اللہ کی تلوارون سے
ایک تلوار نے علم لیا اور فتح پائی اور یہ اشارہ تھا حضرت خالد کی طرف چنانچہ اونکا لقب سیف اللہ
ہوگیا اور جب یہ لشکر آیا تو آپ نے اون کے بیان سے پہلے سب قصہ بیان کر دیا **غزوہ**
ذات السلاسل آپ کو خبر ملی کہ بعض قبایل مدینے پر شبخون کا قصد رکھتے ہین عمرو بن
عاص کو بلا کر ایک لشکر تین سو مجاہد کا ہمراہ کیا یہ لشکر راتون کو چلتا کہ دشمن کو خبر نہو جب دشمن کے
قریب پہونچے معلوم ہوا کہ اون کی جمعیت بہت ہے عمرو نے آنحضرت کو مطلع کیا اور مدد طلب کی
آنحضرت نے ابو عبیدہ کے ہمراہ ایک لشکر اجلۂ اصحاب کا جس مین حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بھی تھے

روانہ فرمایا اور ابو عبیدہ سے کہا کہ باہم اختلاف نہ کرنا چنانچہ بوقت نماز عمرو بن عاص اور ابو عبیدہ سے اختلاف ہوا مگر ابو عبیدہ نے بحسب ارشاد رسول کریم اونکی امامت اور امارت کو تسلیم کرلیا اور تمام ممالک دشمن مین یہ لشکر گیا کوئی سامنے نہ آیا آخر کار مظفر و منصور واپس آئے سریہ سیف البحر ابو عبیدہ تین سو غازیون کے ہمراہ قبیلہ جہینہ کی طرف گئے اس سفر مین لشکر کو کسی دشمن کا سامنا نہین ہوا مگر بے سامانی سے بہت تکلیف اوٹھائی اور کوئی چیز کھانے کی نہین ملتی تھی جب دریا کے شور پر گذرے تو ایک مچھلی کنارے پر مری ہوئی ملی ایک ماہ تک اوسکا گوشت برابر کھایا اوسکی آنکھین اتنی بڑی تھین کہ آدمی نیزہ لئے ہوے سما جاتے تھے اور ایک شتر سوار اوس کی پسلی کی ہڈیون کے اندر سے نکل جاتا تھا۔ جب حضور مین یہ قصہ عرض کیا تو آپنے فرمایا ہمارا حصہ بھی دو ایک صحابی کے پاس گوشت باقی تھا نوش فرمایا

فتح مکہ

صلح حدیبیہ مین یہ قرار پا چکا تھا کہ نہ مسلمان قریش اور اون کے ہم عہدون سے لڑین اور نہ قریش مسلمانون اور اون کے ہم عہدون سے لڑین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خزاعہ سے عہد صلح کیا تھا اور قریش اور بنی بکر ہم عہد تھے پھر ایک شخص بدیل نے جو قوم بنی بکر سے تھا آنحضرت کی شان مین کلمات گستاخی کے کہے بنی خزاعہ کے غلام نے سُنا اور بوجہ حمیت صلح منع کیا بدیل نہ آیا غلام نے اوسے مارا بدیل نے اپنی قوم سے اعانت طلب کی اور بنی بکر نے قریشیون سے امداد چاہی ایک جماعت قریش کی مثل عکرمہ وغیرہ کی پوشیدہ اون کے شریک ہوی اور خزاعہ اور بنی بکر مین سخت مقاتلہ ہوا اور لڑتے لڑتے حرم مین آگئے تب خزاعہ نے نوفل سے جو بنی بکر کا امیر تھا کہا کہ خدا سے ڈر اور حرم کی حرمت کر اور خون ریزی سے باز آ اوس نے کہا یہ دن خدا ترسی کا نہین ہے الغرض بیس خزاعی مقتول اور باقی مغلوب ہوے اس واقعہ کی صبحکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ خزاعہ مین حادثہ ہوا حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ کیا قریش بدعہدی کرینگے آپنے فرمایا اللہ کی مصلحت یون ہی ہے حضرت میمونہؓ فرماتے ہین کہ مین نے سنا آپ ارشاد کرتے تھے۔ نُصِرْتُ نُصِرْتُ تیسرے دن عمر بن سالم خزاعی مدینہ مین حاضر ہوا اور ایک قصیدہ حسب حال حضور مین عرض کیا آپنے فرمایا کافی ہے مجھے اے عمرو اور کھڑے

ہو گئے فرماتے ہوے کہ مدد مجھے نہ دیجائے اگر انھین مدد نہ دون جس طرح اپنی مدد کرتا ہون
پھر اصحاب سے فرمایا کہ ابوسفیان بتجدید عہد کرنا چاہتا ہی حالانکہ نا امید پھر لگا قریش اس حرکت سے
نادم ہوکر ابوسفیان کے پاس جمع ہوے اور کہا اصلاح کی کوئی تدبیر کرنا چاہئے ورنہ اسلام کا
لشکر آجائیگا۔ ابوسفیان خود مدینے مین آیا اور اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ کے گھر گیا حضرت
ام المومنین نے فرش لپیٹ لیا ابوسفیان نے بہ تعجب کہا اے بیٹی مجھسے یہ فرش دریغ کرتی ہو
فرمایا تو نجس ہی اور یہ فرش سید الطاہرین کا ہے ابوسفیان بولا تمھاری عادت بدل گئی فرمایا
تو بڑا دانا اور سردار قوم ہے کیون نہین اسلام لاتا اور بت پوجتا ہے جو نہ دیکھین نہ سنین ابوسفیان
خفا ہوکر باہر نکلکر حضور اقدس مین گیا اور صلح آمیز باتین بناتا رہا کچھہ فائدہ نہ ہوا پھر ابوبکر کے
پاس گیا جواب صاف پایا حضرت عمرؓ سے درخواست کی آخر کار حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا
اور حضرات حسنین سے التجا کی جواب خشک پایا پھر حضرت علی سے عرض کیا آپنے فرمایا کہ کہدی
مین نے دونو طرف سے امن قایم کردی اور چلا جا ابوسفیان نے مجبوری بھی کہا اور مسجد
نبوی مین حضور سے کہا کہ مجھے امید نہین کہ آپ میرے قایم کئے ہوے امن کو توڑین ارشاد ہوا
کہ باایں ہمہ دانش و فہم ایسا کہتا ہے جب ابوسفیان مکہ مین آیا تو لوگون نے اوس پر تھقلے مارے
اور کہا حضرت علی نے تجھے اس مشورہ سے ذلیل اور بیعقل کرا دیا ادھر حکم محکم رسول اکرم
صادر ہوا کہ غازیان جرار و مشیران دشمن شکار خفیہ سامان جنگ درست کرین اور منتظر حکم رہین
الحاصل ایک لشکر عظیم جمع ہوا اور بدون اظہار عزم مکہ کے طرف روانہ ہوا راہ مین حضرت عباس
جو ہجرت کئے ہوے مکہ آتے تھے ملے جب یہ فوج مکہ سے قریب آگئی تو ابوسفیان تجسس حال
کے لئے نکلا اور حضرت عباس سے ملاقات ہوی آپنے بچاؤ کی تدبیر پوچھی حضرت عباس نے فرمایا
کہ میرے ساتھہ چل یہ دونو ایک ہی سواری پر لشکر اسلام مین آئے جب حضرت عمر کے خیمے مین
گذر ہوا ابوسفیان کو دیکھکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا یہ دشمن خدا ابوسفیان ہے الحمد للہ
کہ مین اس پر غالب ہوا نہ ایمان ہی نہ امان اور تلوار برہنہ کھینچکر لپکے اور چاہا کہ جلد حضرت سے
حکم لے کر اسکا کام تمام کر دون مگر عباس اور ابوسفیان پہلے ہی خیمۂ اقدس مین داخل ہوگئے آنحضرت
نے ابوسفیان سے کہا کہ اسلام لاؤ لا کہ تا عمری کو کیا جواب دونگا حضرت عمر نے فرمایا خیمہ کے باہر

ایسا کہتا تو معلوم ہوتا یہان حضور کا احترام وادب مانع ہے حضرت عباس نے فرمایا اے عمر اگر ابوسفیان
آپ کے قبیلہ سے ہوتا تو آپ اس قدر تشدد نہ کرتے حضرت عمر نے کہا آپ ایسا نہ فرمائیں جب
آپ مسلمان ہوے تھے تو مجھے بوجہ خوشنودی وقرابت رسول اللہ صلعم کے اس قدر خوشی
ہوئی تھی کہ اپنے باپ کے اسلام پر بھی نہوتی پھر حضرت نے فرمایا کہ آج ابوسفیان کو اپنے خیمے مین
رکھو صبح کو لانا جب صبح ہوی تو عباس اوسے سامنے لائے آپ نے فرمایا ای ابوسفیان
کیا وہ وقت نہین آیا کہ تو سواے خدا کے کسی کی پرستش نکرے بولا ہان پھر فرمایا وہ وقت
نہین آیا کہ تو مجھے اللہ کا رسول سمجھی ابوسفیان کچھہ متردد ہوا تھا کہ عباس نے کہا خرابی ہو تیری اے
ابوسفیان جلد ایمان لاہین تو عمر آئے اور گردن ماری تب ابوسفیان نے کلمۂ شہادت پڑھا
عباس نے حضور سے درخواست کی کہ ابوسفیان قوم کا سردار بڑا ذلیعزت ہی اسکے لئے کچھہ اکرام
وخصوصیت عطا ہو فرمایا جو ابوسفیان کے گھر اور کعبہ شریف مین داخل ہو وہ امن مین ہے اور جو
دروازہ بند کرلے اور ہتھیار پھینکدے وہ امن مین پھر حضرت عباس نے اس خیال سے کہ مبادا
ابوسفیان متہو جائے اوسکو لشکر اسلام کی عظمت دکھائی اور ایک مقام پر جو لشکر کا گذرگاہ تھا
اسپنے ہمراہ اوسے ٹھہرایا محمدی رسالے اور اللہ کے لشکر نکلتے اور عباس اون کے قبائل ونسب سے
ابوسفیان کو مطلع کرتے جب موکب خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنے آیا حضور قبہ
قصوی پر جلوہ گر ایک جانب ابوبکر دوسری طرف اسید بن حضیر گرد وپیش انصار ومہاجر
بکثیر کھتے ہوے چلے جاتے تھے ابوسفیان دیکھکر متحیر ہوگیا عباس سے کہا تمہارے بھتیجے
کی سلطنت عظیم ہوگئی عباس نے فرمایا ابتک تم ملک وسلطنت کہے جاتے ہو یا سلطنت وملکت
نہین ہے یہ نبوت ورسالت ہی جب سعد بن عبادہ علمدار انصار گزرے تو بولے یہ دن قتل
اور تذلیل قریش کا ہے آج احد کا انتقام لیا جائیگا اے گروہ اوس وخزرج آج اپنا بدلا لو ابوسفیان
نے یہ سنکر حضور مین عرض کیا یارحمۃ للعالمین کیا آپ نے قوم کے قتل کا حکم دیا ہی ارشاد ہوا نہین
سعد سے خطا ہوئی آج یوم ترحم واکرام قریش وتعظیم حرم محترم ہے اور حضرت علی سے فرمایا جاؤ اور
سعد سے علم لے لو اور اللہ کے گھر مین نرمی اور ترحم سے داخل ہو آپ نے تمام سرداران فوج کو حکم
دیدیا تھا کہ کسی سے قتال وجدال نہ کرین مگر جو سرکشی وتمرد کرے ابوسفیان مکے مین آئے اور

حضور کی ہیبت اور عطاے امن سے اون کو مطلع کیا لوگ ابو سفیان کو بُرا بھلا کہنے لگے
اور ایک جماعت قتل عکرمہ وصفوان وسہیل وغیرہ کی اوس فوج کے مقابل ہوئی جس کے امیر
خالد بن ولید تھے مگر کہان شمشیر خدا اور کہان یہ چند بت پرست ایکدم تاب نہ لاسکے اور ۱۲ آدمی
آب شمشیر سے فی النار ہوگئے حضور اقدس مین عرض کیا گیا کہ شمشیر خالدی یہان سے نکلے
اب کے والون کی خیر نہین ہے حضور رحمت عالم توجہ فرمائین ارشاد ہوا کہ کوئی جائے اور کہدے
کہ وضع عنھم السیف رسول اللہ کا قاصد چلا اور خالد سے کہا وضع علیھم السیف اقصہ
بعد قتل بہتا در دامن ہوا اور حضور نے خالد سے پوچھا کہ تمنے کیون ایسا کیا خالد نے عرض کیا
کہ حضور ہی کا تو حکم آیا تھا کہ ان پر تلوار رکھون آپنے اپنے پیغامبر سے پوچھا اوس نے عرض کیا کہ مجھے
ایک شخص باہیبت وجلال نے جسکے پاؤن زمین مین تھے اور سر آسمان سے ملا تھا دھمکا کر کہا کہ
خالد سے کہدے کہ وضع علیہم السیف مشرکین پر تلوار چلائین ورنہ اپنے اس حربے سے تجھے ہلاک
کر ڈالون گا آپنے فرمایا اللہ سچا اور اوسکا رسول سچا ہی مین نے حضرت حمزہ کے قتل کے دن
کہا تھا کہ جب تو بچ جائیگا تو ستر قریشی قتل کرونگا اوسدن تو حق سبحانہ تعالی نے مجھے منع فرمایا
مگر آج میری بات سچ کرنے کے لئے یہ کرشمۂ قدرت دکھایا پھر آپنے ہم عہد خزاعہ کو اجازت دی کہ
نماز ظہر تک اپنے دشمن بنی بکر سے عوض لینے کا اونھین اختیار ہی الحاصل حضور رحمۃ للعلمین
سید المرسلین کمال عظمت شاہانہ وتجمل محبوبانہ کے ساتھ مکہ مین آئے اور چھڑی سے حجر اسود
کا بوسہ لیا اور تکبیر فرمائی آپ کی تکبیر پر نعرۂ اصحاب سر بفلک ہوا دشت حرم اللہ اکبر کی آواز سے
گونج اوٹھا پھر آپنے طواف کیا اور نواح کعبہ سے تین سو ساٹھ بت توڑے جس کی طرف حضور
چھڑی سے اشارہ فرماتے وہ بت گر پڑتا جو بت اونچے مقامون پر تھے اون کے توڑنے
کے لئے حضرت علی مرتضی شیر خدا کو اپنے دوش مبارک پر چڑھایا اور بتون کو نیست ونابود کیا
منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے علی مرتضی سے فرمایا کہ تمہاری کیا حالت ہی عرض کیا
کہ حجاب اوٹھ گئے اور سر میرا ساق عرش سے مل گیا۔ جو چاہون ہاتھ بڑھا کر لے لون پھر آنحضرت
صلعم نے کعبہ کے اندر عکم کو بھیجا کہ فرشتون اور پیغمبرون کی صورتین جو دیوارون پر بنی تھین مٹا دیجائین
حضرت فاروق نے سب صورتین مٹا دین مگر حضرت ابراہیم وحضرت اسمعیل کی تصویر اوبانہ مٹا سکے

بعد ازان حضور اقدس اندر تشریف لیگئے اور یہہ دونون تصویرین ملاحظہ فرمائین فرمایا
اے عمر مین نے تجھے تصویرون کے مٹانے کا حکم دیا تھا عرض کیا یارسول اللہ صلعم
حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کی تصویرین ہین فرمایا یہ بھی مٹا دے تصویر بنانے والون پر اللہ
کی لعنت ہو پھر زعفران منگا کر وہ صورتین دھوڈالین اور تمام اہل مکہ کی خطا معاف کی اور آزاد
کر دیا آپکی کمال عنایت و مہربانی کا یہ حال دیکھکر بعض انصار جان نثار کہنے لگے کہ حضور اقدس
کو اپنے قبیلے اور قوم کی طرف میلان ہو گیا اور اپنے وطن اصلی کی رغبت پیدا ہو گئی آنحضرت صلعم
کو یہ وحی آسمانی معلوم ہوا آپنے فرمایا کیا تم میری نسبت ایسا خیال کرتے ہو مین کبھی ایسا نہین
کر سکتا خدا کا بندہ اور اسکا پیغمبر ہون مین نے تمہارے ملک مین ہجرت کی میرا مسکن و مدفن
مدینہ طیبہ ہے انصار جان نثار یہ کلمات ترحم سنکر رونے لگے اور عرض کی یارسول اللہ ہم نے
جو کہا وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت مین کہا کہ مبادا یہ دولت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے
اور ہم مہجور دولت حضور سے محروم رہین ارشاد ہوا تم سچے ہو اور اللہ تعالی تمہارے سچے بیان
کی تصدیق فرماتا ہے

غزوۂ حنین

پھر عرض کیا گیا کہ مالک بن عوف نے قبیلۂ ہوازن اور ثقیف چار ہزار کا لشکر تیار کیا ہے معاً حکم دیا کہ
لشکر ظفر پیکر آراستہ ہو بارہ ہزار مجاہد جرار روانہ حنین ہوے بعض اصحاب یہ کثرت دیکھکر بول
اُٹھے کہ آج ہمارا لشکر کثیر ہے حضور کو یہ خیال پسند نہ آیا حق سبحانہ تعالیٰ نے تادیباً اونکا زعم توڑا اور تھوڑی
دیر کے لئے حم کثیر کو بھاگنا پڑا اور آخر کار نہایت تھوڑے جانبازون سے کفار کو شکست نصیب ہوئی
تفصیل اسکی یہ ہے کہ اس لڑائی مین ہزارون نو مسلم ضعیف الایمان تھے اور کفار نے پہلے سے
کمین گاہون مین فوجین چھپا دی تھین گو لشکر اسلام نہایت عمدہ ترتیب سے بڑھایا گیا تھا مگر راہون
کی تنگی سے صف بندی نہو سکی ہوازن اور ثقیف کے تیر اندازون نے کمین گاہون سے دفعتاً
تیر بارانی شروع کر دی جس سے آگے کا لشکر جو خالد بن ولید کے ماتحت تھا منتشر ہو گیا اور بھاگا
اور پیچھے آنے والی فوجین درہم برہم ہو گئین جو جان بچانے کے لئے مسلمان ہوے تھے
طرح طرح کی باتین بنانے لگے اور آنحضرت صلعم اور آپ کے اصحاب پر ہنستے تھے اور سمجھے کہ

کھیل آجہی بگڑ جائیگا آنحضرت صلعم تھا یا چند اصحاب کے ساتھ اپنے اونٹ پر سوار رجز
فرماتے تھے اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ عباس اور ابو سفیان و علی و ابن
مسعود آپ کے گرد گرد تھے آپنے عباس سے فرمایا کہ تم ہمارے اصحاب کو پکارو آپ کی آواز
نہایت بلند تھی بسبب تعلیم نبوی ان لفظون سے پکارنے لگے یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ یَا اَصْحَابَ
الشَّجَرَۃِ یَا اَصْحَابَ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ اس آواز کا سُننا تھا اور اصحاب کا پروانے کی طرح چاروں
طرف سے پھرنا ادھر موحدین اور ادھر مشرکین حضور کے گرد و پیش جمع ہونے لگے اور نہایت
خونخوار لڑائی ہوی پھر جوش مار اور بایے رحمت نے اور اوتری فوج پانچہزار فرشتون کی اوتاری
مدد اللہ تعالیٰ کی اور فتح یاب ہوا گروہ محمدی اور بھاگے مشرک اوسدن حضور نے کچھ کنکریان یا مشت خاک
دشمنون پر پھینکی جس کے اثر سے اونکو بھاگتے ہی بن پڑا حضرت شیبہ بن عثمان سے منقول ہے کہ مین
اس لڑائی مین اسلئے شریک تھا کہ قابو پاکر حضور کو بعوض قتلان جنگ احد شہید کرون پھر جب مسلمانون
مین ہزیمت واقع ہوئی آپ تنہا رہگئے اور اپنی سواری سے اوترے مین تلوار کھینچ کر داہنی طرف لپکا
دیکھا کہ عباس کھڑے ہین بائین جانب ارادہ کیا ابو سفیان کو پایا پیچھے سے تلوار مارنے پر
تھا کہ بجلی کی طرح ایک شعلہ آتشین میرے اور آپکے درمیان مین ظاہر ہوا مین نے مارے خوف کے
ہاتھ آنکھون پر رکھ لیا پھر حضرت رحمۃ للعالمین نے میری طرف التفات فرمایا اور کہا اے شیبہ
نزدیک آئین آگے بڑھا حضور نے دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور دعا کی اے اللہ اسے
شیطان سے بچا دفعتہ میرے دل سے زنگ کفر و کینہ دور ہوگیا اوسدن سے مین حضور کو اپنی آنکھ
و کان سے بھی زیادہ محبوب رکھنے لگا پھر فرمایا کہ کفار سے لڑین لڑنے لگا اوسوقت وہ جوش
تھا کہ اگر میرا باپ بھی سامنے آتا تو بلا تردد مار ڈالتا بعد فتح مین بشوق زیارت حاضر ہوا ارشاد
ہوا اے شیبہ تیرے دل کی تمنا بہتر تھی کہ یہ عطیہ ایزدی اور سب قصہ میرے عزم فاسد کا
بیان فرمادیا مین نے کلمہ شہادت پڑھا اور عفو گناہ کی درخواست کی آپنے میرے لئے استغفار
فرمایا اس لڑائی مین چار مسلمان اور ستر کفار مارے گئے پھر آپنے ابو عامر کے ساتھ ایک لشکر
بھاگے ہوؤن کے پیچھے بھیجا ابو عامر شہید اور باقی اصحاب فتحیاب ہوے اور کفار کے لشکر
غنیمت مین آئے مال غنیمت جمع کیا گیا اور اکثر قبائل ہوازن اسلام لائے آپنے احساناً اونکی

عدیؓ بن حاتم اور کمال دریا دلی سے یہ مال تقسیم فرمایا اور بطور تالیف قلوب اہل مکہ کو بہت کچھ دیا تاکہ اون کے دل مال و عطا سے مطمئن اور محبت اسلام پر مستقل ہون انصار جان نثار یہ ایک طرفہ مزید عطا دیکھکر ڈرے کہ مبادا حضور اپنی قوم مین رہجائین اور ہم مایوس و مہجور مدینہ کی طرف پھرین یہ سمجھکر آپس مین کچھ گفتگو کرنے لگے اور بعض کم سن تیز طبیعتون نے شکایت امیز کلمات زبان سے نکالے حضور کو معلوم ہوا انصار کو جمع فرمایا اور ایک خطبہ پڑہا اور فرمایا اے گروہ انصار مجھے معلوم ہوا کہ میری عنایت مزید و عطاے کثیر بہ نسبت اہل مکہ دیکھکر تمہین کچھ ملال ہوا ہے حالانکہ یہ عطیات بطور تالیف قلوب و ترغیب باسلام تھی کیا تم بھول گئے کہ میرے آنے سے پہلے تمہین یہ قوت عزت یہ ثروت نہ تھی بے امان سفر نہ کر سکتے تھے اور آج افضل و اعز و اکرم ہو گئے انصار مضمون عتاب سمجھکر ہیبت و ادب سے خاموش ہو رہے پھر فرمایا جواب دو سب نے عرض کیا ہم اللہ اور اوس کے رسول سے راضی اور خوش ہین پھر فرمایا کیون نہین کہتے کہ آپ اپنی قوم سے نکالے ہوے ہمارے پاس آئے ہم نے امن و سکون دیا آپ خوفناک آئے ہم نے مدد کی آپ مسکین و محتاج تھے ہم نے مال مین اپنے شریک کر لیا اگر تم ایسا کہو تو بجا اس بیان مین سچے ہو انصار بولے ہم خدا و رسول سے راضی ہین پھر فرمایا اے انصار وفا شعار کیا تم خوش نہین کہ یہ لوگ اونٹ بکریان مال لیجائین اور تم رسول اللہ صلعم کو اپنے ساتھ لیجاؤ یہ خوشخبری سنکر فدائیان رسول کی جان مین جان آگئی اور بول اوٹھے کہ ہم اس نعمت عظمی سے راضی ہین اور یا رسول اللہ ہم سمجھے تھے کہ مبادا حضور اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو جائین اور ہمین مہجور و محروم کر دین ہم تو اسی وجہ سے غمگین ہوے تھے اور جب حضور ہمارے ساتھ ہین تو ہمین اس مال و متاع کی کب پرواہ ہے حضور جسے چاہین دین فرمایا بخدا اے علیم اگر آدمی ایک راہ چلین اور انصار ایک راہ چلین تو مین انصار کی وفادار انصار کی راہ چلونگا جب حضور خطبے سے فارغ ہوے تو ایک گروہ انصار کھڑا ہوا اور آپ کے دست مبارک کو چوما اور عرض کیا آپنے بہت احسانات اپنے ذکر فرمائے اور بہت نعمتین باقی ہین جو ذکر نہین کین لیکن آپ کی ذات اقدس ہم کو تمام چیزون سے محبوب تر ہے

واقعہ جنگ الیدر بعد ازان حنین کے بھاگے جو طائف کے قلعے مین پہنچے تھے اون کا محاصرہ کیا اور کئی دن تک لڑائی رہی پھر جب ذیقعدہ کا مہینا آیا تو اسلئے کہ یہ مہینے حرام مین

فضل و خصوصیت انصار

ان مین لڑنا نچاہتے آپ واپس آ گئے اور اہل طائف حاضر ہو کر مطیع و منقاد ہو گئے

لشکر کشی تبوک شامی تاجرون نے یہ ظاہر کیا کہ شاہ روم لشکر جمع کر رہا ہے اور اون کا قصد ہے کہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کرین آپنے اصحاب کو جہاد کا حکم دیا یہ فصل گرمیون کی تھی اور سامان کچھ بھی نہ تھا نہ سواریان نہ زاد راہ آنحضرت صلعم نے اصحاب کو ترغیب دلائی کہ مال سے مدد کرین چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو یا تین سو اونٹ پر بار جو بغرض تجارت شام تیار تھے نذر کر دئے اور ہزار مثقال سونا پیشکش کیا ارشاد ہوا اما لفرعثمان ما عمل بعد هذا اور حضرت عمر نے اپنا آدھا مال اور حضرت ابوبکر نے سب مال نذر کیا ابو عقیل انصاری مرد مفلس تھے دن بھر پانی بھرنے کی مزدوری کی اور دو صاع خرما مزدوری مین ملا ایک صاع اعانت مجاہدین کے لئے لائے آپنے اوس صاع کو تمام مالون پر رکھا حق سبحانہ تعالیٰ نے اونکی اس ہمت اور تنگدستی پر قرآن مین آفرین فرمائی الحاصل یہ لشکر جرار اللہ کی رضا کا خواستگار مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا اور ثنیۃ الوداع مین حضور نے نشان تیار کئے قبیلۂ اوس کا نشان اسید کو اور گروہ خزرج کا نشان ابو دجانہ کو عطا فرمایا اور انصار کو حکم دیا کہ ہر قبیلے کا نشان بنائین سب سے بڑا نشان حضرت ابوبکر صدیق یا زبیر بن عوام کے ہاتھ مین تھا مالک بن بنی نجار کا نشان اول عمارہ کو دیکر پھر زید بن ثابت کو دیا عمارہ نے عرض کی حضور مجھسے ناخوش ہین فرمایا نہین مگر آگے رہنے کا حق اہل قرآن کو حاصل ہے اور زید تجھسے زیادہ قرآن جانتے ہین اور قرآن آدمی کو مقدم کر دیتا اگرچہ غلام گوش بریدہ بھی ہو یہ تمام لشکر جرار تیس یا چالیس یا ستر ہزار تھا دس ہزار سوار اور بارہ ہزار شتر خالد بن ولید مقدمہ فوج مین تھے اور طلحہ بن عبداللہ داہنے جانب اور عبدالرحمن بن عوف بائین طرف اسی شان و شوکت سے یہ لشکر تبوک کو روانہ ہوا وادی حجر یعنے مقام عذاب قوم ثمود راہ مین ملا ارشاد ہوا کہ یہان کا پانی پیو اور نہ اوس سے آٹا گوندھو نہ اونٹون کو پلاؤ اور کوئی اپنے خیمے سے تنہا باہر نہ نکلے اور خود درد مبارک سے روئے اقدس چھپائے ہوئے نہایت جلد جلد اوس مقام سے نکل گئے اسلئے کہ یہ محل نزول عذاب و غضب حضرت رب الارباب تھا یہان اللہ کے دشمن رہتے تھے دوستونکو مخالف کرنا اور وہ بھی گانا لازم تھا اس سفر مین معجزات بکثرت ظاہر ہوئے اور بکمال جلالت اقبال سے یہ لشکر تبوک مین پہونچا اور وہان

اور وہان بیس دن تک قیام رہا کوئی رومی مقابل نہ آیا اور بادشاہ ایلہ نے جزیہ قبول کیا اور بعض نواح کے رہنے والون نے بھی بطور صلح امن حاصل کی اور خالد بن ولید کو چار سو بیس سوارون کے ہمراہ اکیدر والی دومۃ الجندل کی طرف بھیجا خالد نے عذر کیا کہ یارسول اللہ آپ مجھے اس جماعت قلیل سے بھیجتے ہین فرمایا تو اکیدر کو بحالت شکار پکڑلے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خالد نے اکیدر کو مع بعض خدام کے مشغول شکار پاکر گرفتار کیا اوس کا بھائی حسان کچھہ بگڑا تھا کہ ضرب خالد سے مردار ہوگیا بعد ازان اکیدر نے جزیہ منظور کیا اور مصالحت ہوگئی پھر آپ بمشورہ اصحاب مدینہ واپس تشریف لائے مگر اس لیرانہ نقل و حرکت کا اثر اور خوف رومیون کے دلون مین ایسا جم گیا کہ بے لڑے بھڑے اون کے دل شکستہ اور ہمتین پست اور قوتین مضمحل اور ارادے ضعیف ہوگئے بعد ازیں کے پے در پے آتے اور فوج در فوج آدمی ایمان لاتے اطراف عرب مین نور نبوت پھیل گیا اور دین حق نے فروغ تمام پایا اسکے علاوہ اور بھی مختصر مختصر مقامے ہوے ہین جنکا ذکر فروگذاشت ہوا بعد اس کے ۱۰ھ ہجری مین حضور انور نے قربہ حق کی طرف التفات فرمایا ہم محرومان جمال سے رخ انور چھپایا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین





اصدقائی ابوبکر و فی اشدھم فی اللہ و عمر حیاتھم و ھم علی اقصاھم

سبحان اللہ یہ عجب گلزار ہمیشہ بہار ہے کہ جس کے ہر غنچہ و گل سے احوال خلفائے صحابہ کی نسیم عنبر شمیم ہر طرف بہہ رہی ہے اور یہ عجب روضۂ رضوان ہے کہ جس کی ہر بلبل ہر شاخ گل پر زمزمہ کریں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کمال فصاحت سے کہہ رہی ہے الملی:

حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحاب

تالیفات سے نخلبند گلستان تاریخ و سیر بلبل بوستان قرآن و خبر آبشار گلزار پند و وعظ حضرت مولانا مولوی عبدالحی صاحب بسمل واعظ کے طبع ہوا

گل ہمین پنجروز دشش باشد وین گلستان ہمیشہ خوش باشد

حسب فرمایش ملا محمد مراد صاحب پشاوری بکمال خواہش شائقین جو کمیابی زیور طبع سے آراستہ ہوا

المطبعۃ المحبوب شاہد الواقعہ فی بلدۃ حیدرآباد دکن ۱۳۱۲

اصدقائی ابوبکر فی اللہ احبائی عمر و عثمان و علی

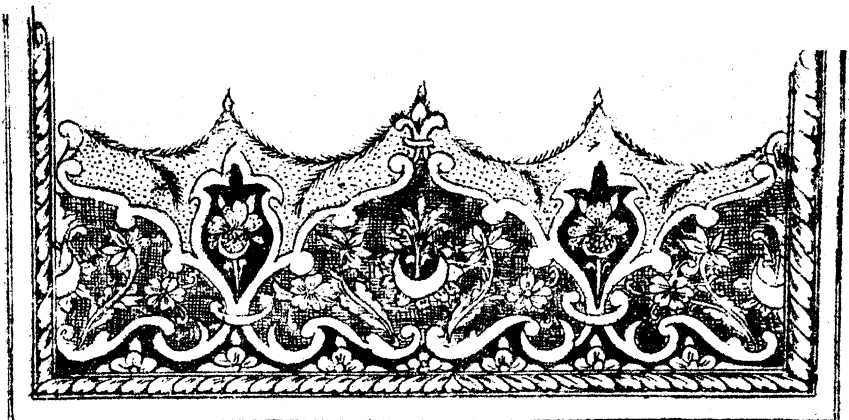
سبحان اللہ یہ باغ کیسا گلزار ہمیشہ بہار ہے کہ جسکے ہر غنچہ و گل سے احوال اصحاب صحابہ کی نسیم عنبر شمیم ہر طرف بہہ رہی ہے اور یہ عجب باغ رضوان ہے کہ جسکی ہر بلبل ہر شاخ گل پر زمزمہ کریہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کمال فصاحت سے کہہ رہی ہے المسمی بہ

حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحاب

تالیفات سے نخلبند گلستان تاریخ و سیر بلبل بوستان قرآن و خبر آبیار گلزار پند و مواعظ حضرت مولانا مولوی عبدالحی صاحب واعظ کے طبع ہوا

گل ہمیں ہیجر و ز دشمن باشد دین گلستان ہمیشہ خوش باشد

المطبعۃ المحمودیۃ شاہیہ الواقعۃ فی بلدۃ حیدرآباد دکن



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ وھیی لنا من امرنا رشدا اللھم صل وسلم
علی حبیبہ وصفیہ سیدنا محمد والہ وصحبہ ابدا اما بعد جانا چاہیے
کہ حضرت سید انام علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو سب اُمت
کے بہ نسبت ایک امتیاز تام حاصل ہی اور وے سب خواص امت سے فایق اور فاضل۔ کہ وے کعبۂ دین کے رکن کین ہین
اور حضرت سید المرسلین کے مصاحب ہمنشین۔ قصر شریعت کے ستون ہین۔ اور اکابر ارباب خیر القرون۔ جوہر شمشیر شجاعت ہین
زینت سریر سخاوت شہسوار عرصۂ رسالت ہین۔ یکران بیشۂ شہامت معدن صدق وصفا ہین۔ مخزن مہر ووفا۔ خوشہ چین گلبن
رسالت ہین۔ آبیار گلزار ولایت نجوم آسمان ہدایت ہین۔ ہجوم شیطان ضلالت۔ عنوان دیوان کرامت ہین۔ سلطان ایوان
صداقت مطلع انوار اہتدا ہین۔ مجمع اسرار اقتدا۔ جبال صبر وتحمل ہین۔ بحار جود وتبذل۔ ساقی خمخانۂ ایمان ہین۔
شمع کاشانۂ ایقان۔ مور دانوار اذکار ہین۔ غواص دریاے افکار۔ راہ خدا مین جان نثار ہین۔ جنت ماوا کے خریدار
رضوان ایزدی سے مبشر ہین۔ عنایات سرمدی سے مفتخر۔ انکا محب محب پیغمبر ہے۔ انکا عدو عدوے خیر البشر
انکی محبت سرمایۂ سعادت ہی۔ انکی عداوت مورث ضلالت وشقاوت۔ شرع شریف مین انکی متابعت پر ترغیب
آئی ہی۔ اور انکی مخالفت پر ترہیب۔ انکی پیروی باعث رفع درجات ہی۔ انکا وسیلہ وسیلۂ نجات۔ آیات قرآنی
سے انکی فضیلت نمایان ہی۔ کلام ربانی سے انکی عزت وحرمت درخشان۔ والذین معہ انکی قرب صحبت
نبوی کی شان ہے۔ اور انکی اتصال معنوی کی دلیل وبرہان۔ اشداء علی الکفار یا غیار پر انکا اشتداد

ہے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ انکی باہم شفقت و وداد تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا انکی وصف طاعت ہے
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ انکی صدقِ نیت يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ انکی صدق بیعت کا بیان
ہے فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ انکے سکون و اطمینان کی شان۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ان کے اخلاق حمیدہ کی تعریف ہے يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَخَافُوْنَ
لَوْمَةَ لَآئِمٍ انکی اوصاف پسندیدہ کی توصیف وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ انکا بذل و ایثار
ہے وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ انکے غایت کریمی کے آثار۔ خطاب كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ سے
سرفراز ہیں لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ سے ہمراز جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ انکی ساعی
جمیلہ ہے وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ انکا اجر جزیلہ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ انکے وعدیکا مقام ہے خَالِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ انکا مژدۂ انعام و اکرام۔ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ
انکے صبر جمیل کی صفت ہے۔ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ انکے جزاے جزیل کی بشارت اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ان کے کمال ایمان کا منشور ہے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ انکی نوید مغفرت و بدل نعمت
کا مذکور وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ انکے فقرا کی شان ہے اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
انکے اغنیا کے جود و سخا کا بیان۔ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً انکے فقرکی
انواع صدقات کی تفصیل ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ انکی غایت عزت و تبجیل سبحان اللہ ایسے ہی آیات بینات و آثار
سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات انکے کمال اجلال پر دال ہیں۔ لسانِ انسان انکی تشریح و تبیان
مین لال ؎ جب کلام خدا کلام رسول ٭ انکی مدح و ثنا مین ہو منقول ٭ پھر ہو کیونکر مجال انسانی ٭
کرے اسباب مین قلم رانی ٭ سبحان اللہ احادیث صحیحہ مین انبیاے اولوالعزم کے ساتھ انکی شباہت آئی ہے
چنانچہ کسیکو حضرت ابراہیم اور کسیکو حضرت نوح اور کسیکو حضرت لوط اور کسیکو حضرت ہارون اور حضرت عیسیٰ کے
ساتھ علیہم الصلوٰۃ والتحیات انشاء اللہ تعالیٰ وے حدیثین آگے ہر ایک کی فضیلت کی باب مین آئینگے
کتاب و سنت اور دین و شریعت حضرت سے سب امت کو پہنچنے مین انہین بزرگوارون کا واسطہ متحقق
ہے۔ یعنے قرآن کریم کی آیتین اور حضرت کی حدیثین اور آپکی نبوت کے دلیلین پیچھے آنیوالون کو تواتر کے
ساتھ انہین کے وساطت سے پہنچے۔ اور دین اسلام کے احکام سب انہین سے سیکھے۔ جب کسی نے

انکے صدق و عدالت کو دستاویز نکرے۔ اور انکی وساطت اور روایت کو درمیان سے اٹھاوے تو حقیقت مین دین و قرآن سے ہاتھ اُٹھایا اور اسلام و ایمان سے ہاتھ دھویا نعوذ باللہ منہا۔ جب اعجاز قرآن کے راوی اور دین متین کے ناقل اور شرع مبین کے محافظ اور حامل وہی ہین۔ ہر مومن کے ذمے پر انکا حق ثابت اور انکا عزو اکرام لازم ہے اور انھون نے دین و ملت کی اعانت اور شرع و سنت کی حفاظت یہان تک کئے اور کفر و ضلالت کے مٹانے مین ایسی کوششین بجالائے کہ جسپر زیادہ متصور نہین حضرت سید کائنات مفخر موجودات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی حین حیات اور بعد وفات خدا و رسول کی محبت مین گھر بار اور اپنے شہر و دیار چھوڑے۔ اور اپنے ماں باپ اور اہل و عیال اور خویش و اقارب سے جُدا ہوے اور اپنا جان و مال فدا کئے۔ کفار و مشرکین و اشرار معاندین سے ہزارون جفائین کھینچے۔ اور طرح طرح کے آفتین و مصیبتین اُٹھاے اور جب جہاد کا حکم آیا۔ کافرون کے جنگ و جدال مین ایسی جوانمردی کی داد دئے۔ اور ایسی دلاوری اور بہادری کے کرشمے دکھلائے کہ کبھی چشم زمانہ نے دیکھا نہین۔ راہ خدا مین اپنا خون بہائے۔ اور اپنے فرزندون اور دلبندون کو برادرون اور دوستون کو کٹائے۔ یہان تک کہ حق اپنے مرکز مین قرار پایا۔ اور دین اسلام مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔ لاکھون کافر مسلمان ہوے ہزارون شہر ہاتھ آئے اور ہزارون مسجدین بنا ہوئین۔ اور ہزارون بُتخانے ٹوٹ گئین اور صدہا امرا و سلاطین مطیع فرمان و حلقہ بگوش ہوے۔ الحمد للہ آج تک اسلام ترقی مین ہے اللہ تعالیٰ انکی مساعی جمیلہ مشکور کیا اور اون سے راضی ہوا۔ اور وے اس سے راضی ہوے چنانچہ فرمایا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ غرض جب انکی حسن سعی سے دین اسلام ایسی شوکت اور غلبہ لیا اور ربع مسکون مین اسکا رواج ہوگیا۔ اور نعمت اسلامی ہر ایک کو اُنہین کے سفرۂ واسطہ سے ہاتھ آئی۔ اور خلعت ایمانی انہین کے وسیلے سے پہنچی تو ہر فرد مومن پر انکا بارِ منت ثابت اور انکا شکر احسان بجالانا واجب ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم مین تعلیم کی ہے کہ انکے پیچھے آنیوالے مومن انکے حق مین یہہ دعا کرین۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ انکے فضایل و مناقب جو کتاب و سنت سے ثابت ہین اور دین اسلام کے پھیلانے اور توحید و رسالت کے رواج دینے مین انھون نے جو مشقتین کھینچے ہین اور جو مصیبتین سہے ہین اس سے واقف ہوکے انکی قدر و منزلت پہچانے تا اس دین حقہ کی بزرگی ہمیشہ پیش نظر رہے اور اسکی محبت و فضیلت دل مین جاگیر ہو۔ ایک چیز کے حاصل کرنے مین اگلون نے جو رنج و محنت اُٹھائے

ہین جسقدر اسکی شرح و تفصیل معلوم ہوتی ہی۔ اسقدر اس چیز کی قدر و عزت پچھلون کے دل مین جاتے کرتی ہی
اور یہی بات اگلون کی پیروی پر پچھلون کو ترغیب دیتی ہی سبحان اللہ ع این کار و دولت است کنون تا کرا رسد
اسیواسطے علماے اعلام و محدثین کرام اس باب مین مستقل کتابین تصنیف کئے۔ اور صحابہ کا احوال تفصیل و تطویل
کے ساتھ لکھے۔ جیسے شیخ ابو عمر و ابن عبدالبر مالکی نے کتاب استیعاب لکھی۔ اور حافظ حدیث عزالدین
ابن اثیر شافعی نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ تالیف کی اور شارح بخاری شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ کہ جسکے دس جلد ضخیم ہین تصنیف فرمائی۔ پھر آپ ہی اسکو مختصر کیا تو اسکے دو جلد کبیر
ہوئین۔ اصابہ سب علما و محدثین کے پاس نہایت مستند و معتبر ہے۔ لیکن جب یہہ کتابین عربی ہین عوام کو اس سے
کچھ حصہ نہین علامہ شہیر فرد بے نظیر فضایل و سنگاہ مولانا مولوی محمد باقر آگاہ علیہ الرحمہ نے تحفۃ الاحباب کے دیباچہ مین لکھا ہی کہ
اکثر علما بھی وے عربی کتابین پڑھنے کی طرف مایل نہین بلکہ رات دن معقولات مین ہی شاغل ہین جب اس ملک کے علما کا یہہ
حال ہو تو عوام کو صحابہ کے احوال سے کیا خبر ہی۔ اور فارسی ہندی مین ایسے کتابین نہایت کمیاب بلکہ حکم عنقا رکھتے ہین مگر
فارسی مین علامہ جلیل محدث نبیل سید جمال الدین محدث کی روضۃ الاحباب اور ہندی مین جناب آگاہ کی تحفۃ الاحباب کے سوا دوسری
کتاب دیکھنے مین نہ آئی۔ تحفۃ الاحباب مین بھی فقط صحابہ کے مناقب مذکور ہین خلفاے اربعہ کے زمانے مین جو وقایع روے
اسمین تفصیل کے ساتھ مسطور نہین۔ اسکے مولف نے محض اختصار کے واسطے اسی پر اکتفا کیا۔ عوام اسقدر مناقب سے بھی آگاہ ہونا غنیمت
سمجھا۔ ہان ہمارے زمانے مین فاضل شہیر ماہر حدیث و تفسیر مولوی بدر الدولہ بہادر مدراسی نے ایک کتاب مسمی بہ بہشت گلزار
فی مناقب رفیق غار اچھی تالیف کی اور شرح و بسط کے ساتھ لکھا لاکن فقط ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احوال پر اکتفا کیا
اللہ تعالی اُن سب مولفون کو جزاے خیر دیوے آمین۔ یہہ فقیر بیچارہ ناتوان و حقیر ناتوان جب کتاب جنان السیر فی احوال سید البشر کی
تنظیم سے فارغ ہوا۔ حضرت کا احوال ابتداے خلقت نور مقدس سے وفات شریف تک اسمین لکھا۔ بعضی دوستون نے خواہش
کیا کہ صحابہ کے احوال مین بھی ایک کتاب مبسوط لکھے۔ تا حضرت کے بعد وفات چارون خلیفون کی خلافت مین جو حالات
وقوع مین آئین ہین بترتیب معلوم ہووے۔ لاکن دوسرے تصنیفات کی ضرورت ایک کے بعد دوسری ایسی ہجوم کی کہ عرصہ
دس سال سے یہہ فرصت ہاتھ نہ ائی۔ بارے اندنون بسن بارہ سو اسی پر چہار ہجری عرفہ ذوالحجہ جمعہ کے دن جب بعونہ
تعالی شانہ ترجمہ تذکرۃ الاولیا کے اختتام سے فراغت حاصل ہوئی۔ اُسی روز توکلا علی اللہ المتعال یہہ کتاب مستطاب
آغاز کیا۔ چونکہ روضۃ الاحباب اسباب مین مشہور اور مستند و معتبر کتاب ہی چاہا کہ اسکا ترجمہ کرے لاکن جب اسمین بھی
بعضے حالات اجمال کے ساتھ آئے ہین۔ اور بعضے وقایع نہین لکھے گئے ہین۔ لہذا جابجا دوسرے کتابون سے

بھی بعضے مضامین اخذ کرکے ایک مستقل کتاب کی بنا کیا اور اسکا نام حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحاب رکھا
اور ایک مقدمہ اور چند روش اور چہار باب اور ایک خاتمہ پر منقسم کیا۔ علماے والا گہر ماہران تواریخ و سیر سے ملتمس ہے کہ
کہیں سہو و خطا منظور نظر ہو تو بفحواے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مَعَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ کے اس فقیر کو معذور رکھیں اور برعایت
اخوت اسلامی قلم اصلاح جاری کرکے ماجور ہوویں بیت تو نیز اربدی بینی اندر سخن ۔ پہ خلق جہان آفرین کار کن ۔ مناجات منظوم

یارب ترے لطف اور کرم سے — یارب تری رحمت اعم سے — ہر امر مین دیجے مجھ کو اخلاص — تالیف مین اس کتاب کے خاص
اور کیجے مہیا اسکا سامان — کر مشکلین میرے سہل و آسان — اور جلد دے اختتام اسکو — دے خلعت اختتام اسکو
کر اسکو قبول یا الٰہی — از بہر رسول یا الٰہی — اور نفع دے اس سے مسلمین کو — کیا میر و فقیر اہل دین کو
دے قوت جسم و جان مجھ کو — تا شیر بیان کی شان مجھ کو — امراض سے رکھیے مجھ کو محفوظ — اور صحت و عافیت سے مخظوظ
دے مجھ کو حضور و حظ طاعات — اور دیجیے لذت مناجات — اور مجھ کو تو اپنے ذکر مین رکھ — اور مستغرق تو فکر مین رکھ
اور نفس کو میرے تزکیہ دے — اور قلب کو میرے تصفیہ دے — کر مجھکو عطا کمال ایمان — اور مجھ کو دکھا جمال عرفان
اور قرب سے اپنے کر سرافراز — اور کیجیے رضا سے اپنے دمساز — زندہ رکھے اس جہان مین تب تک — محتاج کسیکا کر نہ تب تک
مجھ کو نہ لجا کسیکے در پر — لوگون مین مجھے ذلیل مت کر — مخلوق کے در سے دیکے دوری — درگاہ کی اپنے دے حضوری
از خرمن خویش دہ نر کاتم — منویس بریں دآن بہاتم — جسطرح رکھے اے ربّ متعال — رکھ ایسے تو مجھ کو خوشحال
دے مجھ کو قناعت و توکل — تسلیم و رضا بھی اور تحمل — اور میری نظر مین میرے مولا — دنیا کو ہیہ کر حقیر سبلا
اور جو ہین گروہ اہل دنیا — دے اٹھنے نہ مجھ کو قرب اصلا — دنیا کی متاع فانیہ سے — یک سوئی مجھے تو اسقدر دے
کر گوشہ چشم سے بھی اپنے — دیکھون طرف اسکے مین نہ گاہے — پنجاہ برس کی عمر میری — ہیہات گناہ مین ہی گذری
بوڈھا کیا جب مجھے باسلام — دے بخش مجھے اے ربّ علام — کر دولت مغفرت سے دلشاد — کر نار سقر سے مجھ کو آزاد
رسم ہست کہ مالکان تحریر — آزاد کنند بندۂ پیر — بر سنت و سیرت صحابہ — دے مجھکو عمل تو گاہ و بیگاہ
از بہر وزیارت اے سبحان — کر مجھ کو تو جلد تر سرافراز — اور موت دے مجھ کو بر شہادت — از حرمت خاتم الرسالت
اصحاب نبی کا ذکر یارب — کرتا ہون یہان سے ابتدا اب — کر ختم سے جلد اسکو رہ یاب — از بہر رسول و آل و اصحاب

مقدمہ صحابی کی تعریف مین جاننے کہ صحابی صحبت اور صحابت سے مشتق ہے۔ اور صحبت کی معنی کسیکے ساتھ
رفاقت اور یاری دینی ہے۔ اور محدثین کی اصطلاح مین صحابی اسکو کہتے ہین کہ وہ شخص ایمان کی حالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ صحبت رکھا ہو۔ اور ایمان کے ساتھ دنیا سے گذرا پس جس نے حضرت کی دولت دیدہ سے محروم رہا باحالت کفر مین

دیکھا۔ اور حضرت کے بعد مسلمان ہوا۔ یا حضرت کے وقت مین اسلام لایا اور اسیوقت مرتد ہوا۔ اور ارتداد کی حالت مین ہی دنیا سے اُٹھا نعوذ باللہ زنہار ایسے لوگ صحابہ مین داخل نہین لاکن علما کو اسباب مین تردد ہی۔ کہ جنھون نے ظہور نبوت کے آگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات سے شرف ہوے اور تصدیق کئے کہ پیغمبر آخرالزمان یہی ہین پر وہ لوگ بعثت کا زمانہ نہ پایا ظہور نبوت کے آگے ہی دنیا سے سدارے جیسے زید بن عمرو بن نفیل۔ اور بحیرا راہب سو ایسے لوگ صحابہ مین داخل ہین یا نہ۔ اما مونکی ایک جماعت جو صحابہ کی معرفت مین مستقل کتابین تصنیف کئے ہین ایسے لوگ کو صحابہ سے نہین گنے۔ اور انکے ذکر سے سکوت کئے ہین پس ملاقات سے مراد وہی ملاقات ہی جو ظہور نبوت کے بعد ہوئی ہو کیونکہ جمہور مصنفین صحابہ کی معرفت مین جو کتابین لکھے ہین ان کتابون مین حضرت کی اولاد سے ابراہیم و عبداللہ جو ظہور نبوت کے زمانے مین پیدا ہوے سلسلہ صحابہ مین انکا ذکر لاتے ہین۔ اور قاسم جو زمانۂ جاہلیت مین ولادت پائے تھے انکو گروہ صحابہ سے شمار نہین کئے ہین۔ اور علما کو اسباب مین بھی تردد ہی کہ ملاقات سے مراد اپنی عقل و تمیز کی حالت مین ملنا ہے یا نہ۔ علماے حدیث کی ایک جماعت اسبات پر گئی ہے کہ عقل و تمیز کی حال مین ہی ملا ہو۔ کیونکہ حضرت نے بعضے بچون کو جو تحنیک کئے تھے محققون نے تصریح کیا ہے کہ وے اطفال صحابہ مین داخل نہین ہین۔ جیسے عبداللہ بن الحارث بن نوفل کہ حافظ ابوسعید نے کہا کہ حَنَّكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ وَلَا صُحْبَةَ لَهُ بَلْ وَلَا رُؤْيَةَ أَيْضًا وَحَدِيثُهُ مُرْسَلٌ قَطْعًا یعنے حضرت اسکی تحنیک کئے اور اسکے حق مین دعا مانگے لاکن اسکو صحبت نہین بلکہ اسکو رویت بھی نہین اور اسکی حدیث مرسل ہے۔ اور عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری کی شان مین کہا حَنَّكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ وَلَا يُعْرَفُ لَهُ رُؤْيَةٌ بَلْ هُوَ تَابِعِيٌّ وَحَدِيثُهُ مُرْسَلٌ اور متاخرین کی ایک جماعت اسبات پر گئی ہی کہ جس نے بچپنے کی حالت مین حضرت سے ملا اگرچہ روایت کے رو سے اسکی حدیث مرسل ہی لاکن شرف رویت کے سبب سے وہ صحابہ مین داخل ہی۔ اور اکثر امامون کے تصانیف اسی پر دلالت کرتے ہین کیونکہ محمد بن ابوبکر صدیق کو صحابہ مین ذکر کئے ہین حالانکہ انکی ولادت حضرت کی وفات سے تین مہینے اور چند روز آگے ہوئی اور ایسا ہی اسباب مین بھی تردد ہی کہ صحابی کا اسم خاص بنی آدم کے ساتھ ہی۔ یا من و ملایکہ کو بھی شامل ہے۔ راجح یہی بات ہے کہ جن کو بھی شامل ہی کیونکہ حضرت جنون پر بھی مبعوث تھے اور وے اہل تکلیف ہین اور امین نیک و بد ہوا کرتے ہین۔ پس جنات سے جسنے حضرت کی حضور فیض گنجور مین پہنچا اور ایمان سے مشرف ہوا وہ صحابہ مین داخل ہے۔ اور ملایک کو صحابہ سے شمار کرنا اسبات پر موقوف ہی کہ حضرت انپر مبعوث ہین یا نہ اس مسئلہ مین علماے بعضے کہتے ہین کہ ملایک پر بھی مبعوث تھے اور بعضے کہتے ہین کہ نہین واللہ اعلم پہلی **بحث صحابیت کے ثبات مین** جاننا چاہئے کہ صحابہ

کا ثبوت کئی وجہ سے ہوتا ہے۔ پہلی وجہ تواتر ہی یعنے ایک جماعت کثیر متفق ہوکے کہین کہ فلان صحابی ہی جیسے خلفاے اربعہ اور باقی عشرہ المبشرہ رضی اللہ تعالی عنہم دوسری وجہ شہرت ہے یعنے ایک جماعت جو حد تواتر سے کم رہے خبر دیوے کہ فلان صحابی ہی جیسے عکاشہ بن محصن اسدی وضمام بن ثعلبہ وغیرہما۔ تیسری وجہ یہہ کہ صحابہ سے ایک شخص خبر دیوے کوئی تابعین سے کہین کہ فلان صحابی ہی چوتھی وجہ یہہ ہے کہ ایک شخص جو حضرت کا ہم عصر ہو اور وہ اپنی حالت سے خبر دیوے کہ مین صحابی ہون۔ اور اسکا صحابی ہونا عادت کی راہ کرتے ممکن ہو حضرت کے ہمعصر ہونیکا حد حضرت کے وفات کے ایک سو سال تک ہی۔ پس اگر سو سال کے بعد کسی نے دعوا کریگا کہ مین صحابی ہون تو اسکا دعوا مقبول نہین کیونکہ حضرت نے اپنی اخیر عمر شریف مین فرمائے کہ واللہ کل کی شب روے زمین پر جتنے زندگان ہین ان سب کو اللہ تعالی نے مجھ پر ظاہر کیا ان زندگون سے ایک سو برس کے بعد کوئی باقی نہ رہیگا۔ اسی دلیل سے حفاظ احادیث رسول واکابر ثقات عدول۔ کہ کذاب ابوالفضول کو جیسے ربیع بن محمود مازونی جو ہجرت سے پانسو نو برس سال کے بعد اور بارہ تین ہندی کو جو ہجرت سے چھے سو بیس برس کے بعد پیدا ہوے اور حضرت کی رویت وصحبت کا دعوی کئے صحابہ سے نہین گنے اور انکے دعوی کو رد کر دئے۔ پہلا چین

اُن آیتون کے بیان مین جو عموماً سب صحابہ کبار اور خصوصاً مہاجر وانصار کی فضیلت مین آئے ہین۔ پہلی یہہ آیت جو سورہ بقر مین آئی ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ یعنے اسیطرح بنائے ہم تمکو امت درمیان کی جو برگزیدہ ہی تا ہو تم گواہ لوگونپر اور رہو ہے میرا رسول تم پر گواہ۔ دوسری یہہ آیت جو سورہ آل عمران مین آئی ہی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنے تم سب امتون سے بہتر ہو۔ اور ایک قول ہی کہ تم سب امتون سے بہتر تھے علم الٰہی مین یا لوح محفوظ مین یا روز میثاق مین جو الست بربکم کے جواب مین جلدی کرکے اور سید الانبیا کی تابعداری اور حضور باشی سے سرفراز ہوئے ؎ حق نے حضرت کو کیا ہے جبکہ خیر المرسلین ۔ پس کیا ہی آپکی امت کو بھی خیر الامم ۔ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ نکالی گئی یہہ امت لوگون کے واسطے تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ حکم کرتے ہو نیکیون کا اور منع کرتے ہو برائیون سے۔ صاحب روضۃ الاحباب نے کہا کہ مشاہیر ائمہ تفسیر سبات کی تصریح کئے کہ ان ہر دو آیتون مین خطاب صحابہ کی طرف ہی تیسری یہہ آیت جو سورہ آل عمران مین آئی ہی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ۔ پس یہہ بات اللہ تعالی کی رحمت سے ہی جو تو نرم دل ہوا اسکے واسطے اے میرے پیغمبر وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ اور اگر تو ہوتا بدخلق سخت دل تو البتہ منتشر ہو جاتے تیرے گرد سے یعنے تیرے نزدیک سے فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

پس تو انکی تقصیر سے درگذر اور معاف کر اور بخشش مانگ انکے لئے ۔ یعنے انسے اگر ایسی تقصیر ہو جو تیری ذات سے علاقہ رکھے نہ دین سے تو معاف کر۔ اور حقوق الٰہی ادا کرنے مین انسے گناہ ہو تو اللہ تعالی سے اسکی بخشش طلب کر وشاورہم فی الامر اور ان سے مشورت کیا کر کام مین ۔ تا تیرے ساتھ انکی محبت زیادہ ہووے اور انکی قدر و منزلت بڑھے جب حضرت کی عقل کامل اور رائے صائب تھی کسی سے مشورت کرنے کی حاجت نہین تھی لاکن اللہ تعالی نے حضرت کے صحابہ کی عزت و ترتیب ظاہر ہونے کے لئے اور انکی دلجوئی کے واسطے یہ حکم فرمایا۔ جیسے بادشاہون کو کام پڑا تو اپنے خاص امیرون اور مقربون سے مشورت کرتے ہین ویسے ہی حضرت کو حکم ہوا کہ اپنے صحابہ خاص سے مشورت کرین۔ اس آیت سے صحابہ کی بڑی عزت و فضیلت ثابت ہوئی فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ۔ پھر جب تو قصد کیا یعنے مشورت کے بعد جب ایک بات ٹھہرا چکا تو پھر ہو سا کر اللہ تعالی پر یعنے بندے کو لازم ہے کہ ہر کام مین اللہ ہی پر بھروسا کرے اسکے سوائے اور کسی پر اعتماد نکرے مشورت کرنے اور رائے لینے سے توکل مین خلل نہین آتا ہے۔ یا کل تدبیر چھوڑ دینا توکل نہین ہے بلکہ اسباب کی رعایت کے ساتھ اللہ تعالی پر تفویض کیا چاہیے ان اللہ یحب المتوکلین یعنے اللہ تعالی دوست رکھتا ہے توکل کرنیوالون کو چوتھی یہ آیت جو سورہ فتح مین آئی ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ۔ یعنے محمد رسول ہی اللہ کا۔ اور وے لوگ جو اسکے ساتھ ہین سخت دل ہین کافرون پر۔ رحم و شفقت کرنیوالے ہین آپس مین ایک دوسرے پر ترٰھم رکعا سجدا۔ تو دیکھتا ہے انکو اے میرے رسول رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنیوالے یعنے اکثر وقت نماز مین مشغول ہین۔ اگرچہ یہ مناقب سب صحابہ کو شامل ہین لاکن ایک ایک لفظ مین ایک ایک صحابی کی طرف اشارہ ہے والذین معہ صدیق اکبر ہی ہے کہ ہر جنگ اور ہر سفر مین اور ہر حال مین انکو حضرت کی معیت حاصل تھی یہان تک کہ غار مین بھی رفاقت کی۔ اشداء علی الکفار عمر فاروق کی صفت ہے جو کافرون اور منافقون کے ساتھ نہایت شدت اور سختی رکھتے تھے۔ سب علما کا اتفاق ہے کہ رحماء بینھم عثمان ذوالنورین کی وصف ہے کہ مومنون اور خویشون کے ساتھ کمال شفقت و مہربانی سے پیش آتے تھے۔ ترٰھم رکعا سجدا علی مرتضی کی ثنا ہے کہ اکثر اوقات طاعات و عبادات مین گذارتے تھے۔ یہان تک کہ لوگ ہزار تکبیر کی آواز انکی خلوت سے سنا کرتے تھے یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا چاہتے ہین وے صحابہ اللہ تعالی کا فضل اور اسکی خوشی سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ انکی علامتین انکے چہرون مین ظاہر ہین سجدون کے اثر سے کتاب مین لایا ہے کہ نماز کا اثر انکی پیشانیون سے جلوہ گر تھا۔ نمازیون کے چہرے اہل دل کے نظر مین آفتاب کے مانند تابان رہتے ہین کما من کثرۃ صلوتہ باللیل حسن وجھہ بالنھار یعنے جس نے رات مین نمازین زیادہ پڑہتا ہے اسکا چہرہ دن کے وقت تازہ اور روشن رہتا ہے نفحات مین مذکور ہے کہ جب ارواح قرب الٰہی کی برکت سے مصفا ہوتے ہین انوار معرفت انکے بدن پر ظہور کرتے ذالک مثلھم

فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ۔ یہ اوصاف جو انکی مذکور ہوئیں اسیطرح توریت میں اور اسیطرح انجیل میں مذکور ہیں
کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ۔ جیسے ایک کھیت کہ اپنی شاخ نکالا پھر مضبوط
کیا اس شاخ کو پھر موٹا ہوا پھر کھڑا رہا اپنی ساق پر یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ تعجب میں ڈالتی ہے اسکی مضبوطی اور خوبی و راستی
کھیتی کرنے والوں کو یہہ ایک مثال ہے اسکے ممثل حضرت سید ابرار اور آپکے اصحاب وقار ہیں کہ پہلے دعوت اسلام
ضعیف تھی دن بدن قوی ہونے لگی اور سیدھی کھڑی ہوئی۔ اس سے لوگوں کو تعجب کا سبب ہوا اللہ تعالی نے یہہ
تمثیل اسلئے فرمائی لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تا جل جاویں انسے کفار۔ امام قشیری نے فرمایا کہ یہہ آیت اصحاب کی شان میں
ہے پس جس نے انسے جلیگا اور ناخوش ہوگا وہ کفار میں داخل ہوجائیگا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وعدہ دیا اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل کئے اچھے مِنْهُمْ انسے یعنے تمام اصحاب کرام سے وعدہ
کیا ہے مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا بخشش کا اور اجر عظیم کا رِضْوَانَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ **پانچویں** آیت جو اسی
سورے میں آئی ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ مقرر جو لوگ بیعت کئے تیرے حدیبیہ میں سو سے
بیعت کئے ہیں اللہ تعالی سے کہ اسکی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ اسکو بیعت الرضوان کہتے ہیں۔ یَدُ اللّٰهِ
فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔ اللہ تعالی کی قدرت کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے یعنے وے صحابہ کا عہد قرار نہایت سچا اور بہت استوار
ہے اللہ تعالی انکو کفار پر غالب کریگا۔ اور اپنے پیغمبر کو نصرت دیوگا اور آخرت میں انکو ثواب عطا فرماویگا شیخ سلمی رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا کہ یہہ جملہ کا مقام ہے۔ اللہ تعالی نے جملہ کا مرتبہ کسیکے واسطے ظاہر نکیا۔ مگر اشرف موجودات کے واسطے اسیمقام
سے ہر مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنے جسنے اطاعت کی رسول کی سو مقرر اطاعت کی اللہ کی **چھٹی**
یہہ آیت جو اسی سورے میں ہے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ یعنے مقرر خوشنود
ہوا اللہ تعالی ان مسلمانوں سے جسوقت کہ بیعت کئے تیرے سے نیچے جہاڑ کے فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ۔ پھر جانا جو ان کے
دلوں میں ہے یعنے انکی پاک نیتیں فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا۔ پھر اتارا انپر آرام و چین اور انعام
دیا انکو نزدیک کی فتح یعنے خیبر کی فتح یا مکے کی وَّمَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا اور بہت سے غنیمتیں ہیں جو
لیوینگے انکو وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا۔ اور ہے اللہ تعالی زبردست حکمت والا کہ اپنے دوستوں کو دشمنوں پر غالب
کرتا ہے **ساتویں** یہہ آیت جو سورۂ توبہ میں آئی ہے لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ۔ لیکن رسول اور وے لوگ جو ایمان لائے اور اسکے ساتھ ہوکے جہاد کئے اپنے مالوں اور جانوں سے
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اور انہیں کو ہے خوبیاں۔ اور وہی پہنچے مراد کو **آٹھویں**

یہہ آیت جو سورۂ آل عمران مین آئی ہے فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ پس وے لوگ جو ہجرت کیے اور نکالے گیے اپنے گھروں سے اور دکھ دیے گیے میری راہ مین یعنے وے سابقین اسلام ہین جیسے بلال اور صہیب رومی وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا۔ اور جنگ کیے کافرون کے ساتھ اور مارے گیے یعنے مہاجرین لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ ہر آئینہ ہم محو کرینگے انکے گناہ یعنے معفو کر دینگے۔ اور ہم داخل کرینگے انکو بہشتون مین جاری ہین جنکے نیچے سے نہرین۔ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ یہہ انکا بدلہ ہے نزدیک سے اللہ تعالی کے اور اللہ ہی کے یہان ہے اچھا بدلہ **نوین** یہہ آیت جو سورۂ توبہ مین آئی ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اور سبقت کیے ہوے اگلے لوگ مہاجرین اور انصار سے اور وے لوگ جو انکے پیچھے آئے اور انکی متابعت کی نیکی کے ساتھ یعنے ایمان و طاعت مین انکے تابع ہوے رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ راضی ہوا اللہ تعالی ان سب سے اور وے راضی ہوے اس سے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا مہیا کیا ہے اللہ تعالی انکے واسطے جنتین کہ بہتے ہین نیچے سے انکے نہرین ہمیشہ رہینگے اسمین ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ یہہ بڑی مراد پانی ہے **دسوین** یہہ آیت جو سورۂ انفال مین آئی ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ اور وے لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کیے اور جہاد کیے اللہ کی راہ مین وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا۔ اور وے لوگ جو ایمان لاکے بعد مہاجرون کو جگہ دیے اور پیغمبر آخر الزمان کی مدد کیے شہر کرن کے مقام مین اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ وہی لوگ سچے مومن ہین انکے واسطے ہی بخشش اور اچھی روزی **گیارہوین** یہہ آیت جو سورۂ حشر مین آئی ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یعنے غنیمت کا مال ان فقراے مہاجرین کے واسطے ہی جو نکالے گیے اپنے گھروں سے جو مکے مین تھے اور دور پڑے اپنے مالون سے یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا چاہتے ہین فضل اور بخشش اللہ تعالی سے اور اسکی خوشنودی یعنے انکی ہجرت کچھ دنیا کے عوض کے واسطے نہین بلکہ محض اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کے لیے تھی خدا اور رسول کی محبت مین اپنا مال اور وطن چھوڑے وَیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ اور یاری دیتے ہین اللہ تعالی کی اور اسکے رسول کی اپنے جان اور مال سے یعنے اللہ تعالی کا دین پھیلانے اور اسکے پیغمبر کے احکام رسالت جاری کرنے مین اپنے جان و مال سے تائید کرتے ہین اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وہی لوگ سچے ہین دین اسلام مین اور قول و فعل کے وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ اور جو لوگ جگہہ پکڑے سرا ہجرت اور دار ایمان مین یعنے مدینے مین امام ابی بکر نقاش کی تفسیر مین ہے کہ حضرت نے مدینہ کا نام ایمان رکھا پس آیت کا معنی یہہ ہوا کہ جن لوگون نے مدینہ مین قیام کیا مِنْ قَبْلِهِمْ مہاجرین کے آگے۔ انسے مراد انصار کرام ہین۔ جو اپنے شہر مین

ایمان سے مشرف ہوے۔ اور حضرت کے سے مدینے کی طرف ہجرت کرنے کے دو سال آگے مسجد بنائے اور جمعہ جماعت قایم کئے

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ دوست رکھتے ہین اسکو جو وطن چھوڑ کر آوے انکے پاس اور اسکو جگہ دیتے ہین اور اپنے مال سے

اسکی مدد کرتے ہین وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا اور نہین پاتے ہین اپنے دلون مین کچھ حسد یا حقد

یا دغدغہ ان چیزون سے جو دے دئے گئے ہین۔ نقل ہے کہ جب مہاجرین نے اپنے گھر بار اور مال و متاع مکے مین ہی چھوڑ کے مدینہ آئے

انصار انکے مددگار ہوے اپنے مکانات اور باغات مین جگہ دئے اور مال و زر سے تائید کئے۔ بنی نضیر کے یہود جو مدینہ کے پاس رہتے تھے

جب وے حضرت سے بدعہدی کئے انکو مدینہ کی سرحد سے نکال دئے اور انکے مال و متاع مسلمانون کے ہاتھ آیا تب حضرت نے انصار کو بلا کے

فرمائے کہ یہ مال اور زمین تمھارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیتا ہون تم اپنے مکانات اور باغات جو مہاجرین کو دئے ہو انہین پر بحال

رکھو۔ یا یہ سب مہاجرین پر ہی تقسیم کر دیتا ہون تم اپنے مکانات اور باغات انسے واپس لے لو تب سعد بن ابی وقاص سعد بن معاذ اور

سعد بن عبادہ جو انصار کے سرداروں سے تھے عرض کئے یا رسول اللہ ہماری نہایت خوشی اس بات مین ہے کہ بنی نضیر کا مال اور زمین وغیرہ

سب ہمارے بھائی مہاجرین پر ہی تقسیم فرماوین اور انکو ہم خود زمین اور باغات دئے ہین وہ بھی انہین پر بحال رکھین اور وے ہمارے

مکانات مین ہی تشریف رکھین کہ ہمارے گھر وغیرہ انکے رہنے سے خیر و برکت کا سبب ہے۔ حضرت نے یہ سنکے بہت خوش ہوے اور انصار کے

حق مین دعا کئے اور وہ مال و باغات مہاجرین پر ہی تقسیم فرمائے سو حق سبحانہ تعالی انکی شان مین فرماتا ہے وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى

اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور ایثار کرتے ہین اپنے جانون پر اگرچہ ان چیزون کی ساتھ انکو حاجت رہے یعنے ایک چیز کی

آپکو حاجت رہتی ہو تی مہاجرین کو مقدم رکھتے ہین آپکو اس سے باز رکھ کے وہ چیز انہین کو دیتے ہین۔ سبب نزول اس کا ہین

کہ بکری کا ایک سر بریان فقراے صحابہ سے ایک کے پاس کسی نے ہدیہ بھیجا وہ صحابی نے کہا کہ فلان میرے سے زیادہ محتاج ہے اسکے

پاس بھیجا اور وہ دوسرے نے تیسرے کو اپنے سے زیادہ حاجتمند جان کے اسکے پاس بھیجا وہ ایسا ہی نو شخص مین پھرا آخر اول

جسکے پاس ہدیہ آیا تھا اسکو پہنچا۔ یہ آیت وے درویشان تو نگر کی شان مین نازل ہوی وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ۔ اور

جس نے بچایا گیا ہو اپنے نفس اسکا بخل سے یعنے اپنے نفس کو مال کی محبت سے دور رکھے اور بخالت سے بچا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

پس وہی لوگ ہین خوبی اور بھلائی پائے ہوے ہر دو جہان مین وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اور جو لوگ مہاجر اور انصار کے

بعد آئے اور کہتے ہین انسے مراد وے مومن ہین جو قیامت تک ہوون اور محابہ کے تابع رہین۔ اللہ تعالی نے ویسونکی یہ صفت

بیان کرنا ہمارے اوپر انکی یہ علامت بتلاتا ہے کہ يَقُوْلُوْنَ وے کہا کرتے ہین۔ یعنے صحابہ کے حق مین یہ دعا کرتے ہین رَبَّنَا

اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ۔ اے پروردگار ہمارے بخش دیجو اور ہمارے بھائیون کو جو سبقت کئے

ہم سے ایمان لانے مین۔ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اور مت رکھ ہمارے دلون مین کینہ اور حسد اور خیانت

ان لوگون کے ساتھ جوایمان لائے ہین ہمارے آگے رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اے پروردگار ہمارے
مقرر تو مہربان رحم کرنیوالا ہی ہمارے دعا قبول کیجئے۔ اور اپنی رحمت سے ہمکو بخش دیجئے اور ہمکو سابقین کی گروہ مین داخل فرما
مفسرون نے لکھا ہی کہ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ اگر کسیکو کسی ایک صحابی کے ساتھ بھی دل مین کینہ ہے وہ اس آیت
کے لوگون سے نہین۔ اور اس آیت مین اللہ تعالی نے مسلمانون کے تین قسم ظاہر کیا۔ ایک مہاجر دوسرے انصار۔ تیسرے انکے
تابعین جو صحابہ کے ساتھ دلمین کینہ نرکھین اور انکے حق مین وہ دعا کرین جو اللہ نے تعلیم کی ہی اور جس نے اس صفت سے موصوف ہونگا
وہ مومنون کے قسام سے خارج ہی نعوذ باللہ منہا۔ امام ہمام امام محمد باقر رضی اللہ عنہ یہہ آیتین تلاوت فرماکے شیعہ کو جو الزام دیتے اور انکے
جو فرمائے کہ تم اہل اسلام کے اقسام ثلثہ سے بھی نہین اور انکو اپنی مجلس سے جو اخراج کردے اسکا بیان تطویل چاہتا ہی یہہ تقریر مناسب
الاظہر مین تفصیل کے ساتھ لایا ہی جو چاہین اسمین دیکھلین غرض ایسے بہت سے آیتین صحابہ کی فضیلت پر شہیر ہین تفسیر قرآن کے
ماہرون پر پوشیدہ نہین اختصار کے لئے اس پر اکتفا کیا گیا۔ دوسرا چمن ان حدیثون کے بیان مین جو صحابہ
کی محبت واکرام کی فضیلت اور انکے بغض وعداوت کی مذمت مین آئے ہین۔ پہلی حدیث
جو صحیح مسلم مین ابی بردہ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَفَعَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَ اِلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ
اِلَى السَّمَآءِ وَكَانَ كَثِيْرًا مِّمَّا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ یعنے ابی بردہ بن ابی موسی اشعری نے جو ثقات
تابعین سے تھے اور کوفے کی قضارت پر مقرر تھے اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہین کہ انکے والد نے خبر دی کہ حضرت
اپنا سر مبارک بلند کئے فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَآءَ مَا تُوْعَدُ پس فرمائے کہ
آسمان کے امن کا سبب ستارے ہین پھر جب ستارے آسمان سے جاتے رہین جو وعدہ کیا گیا ہی آویگا یعنے آسمان ٹوٹ جائیگا قیامت
قایم ہوویگی وَاَنَا اَمَنَةٌ لِّاَصْحَابِيْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَنَا اَتَى اَصْحَابِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ۔ اور میرے صحابہ کے
لئے مین امن کا سبب ہون سو مین جسوقت اس عالم سے جاؤنگا میرے صحابہ کو جو وعدہ دیا گیا ہی اور تقدیر کیا گیا ہی انپر آپہنچیگا
یعنے آپس مین جنگ وجدال ہوویگا۔ وَاَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ لِّاُمَّتِيْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِيْ اَتَى اُمَّتِيْ مَا
يُوْعَدُوْنَ اور میرے صحابہ میری امت کیلئے امن کے موجب ہین۔ پھر جب میرے اصحاب دنیا سے سدھارینگے میری امت
کو جو وعدہ دیا گیا ہی آپہنچیگا یعنے بدعتین نکلینگے اور فتنے کھڑے ہونگے اور خیرات وبرکات اٹھ جائینگے۔ دوسری
حدیث جو صحیح بخاری وصحیح مسلم مین آئی ہی عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ عمران بن حصین سے روایت
ہی کہ حضرت نے فرمائے کہ سب زمانون مین میرا زمانہ بہتر ہے یعنے میرے زمانے کے لوگ جو میرے اصحاب ہین سب سے

بہتر ہین۔ پھر انکے بعد جو انسے نزدیک ہین یعنے تابعین۔ پھر جو انسے قریب ہین یعنے تبع تابعین جانا چاہئے کہ قرن ایک زمانہ طویل کو کہتے ہین اسکا ایک مقدار معین نہین ہی لغت والون نے اسمین اختلاف کیا ہی۔ قاموس مین سو سال۔ اور برہان مین اسی سال۔ اور کشف و صراح وغیرہ مین تیس سال لکھا ہی۔ اور شارح مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی نے اس مقام مین لایا ہی کہ قرن اسکو کہتے ہین کہ ایک زمانے کے لوگ جو ایک امر پر متفق رہین پس حضرت کے قرن والے جو صحابہ ہین ایک سو دس سال تک باقی تھے۔ اور تابعین ایک سو سے ستر سال تک باقی تھے۔ اور سن ایک سو ستر سے دو سو ساٹھ سال تک تبع تابعین کا قرن تھا۔ پھر انکے بعد بدعتین ایجاد ہوئین فلاسفہ سر اٹھاے اور معتزلہ نکلے اور دن بدن احکام سنت مین نقصان آنے لگا۔ اور مخبر صادق کے ارشاد کا مصداق ظاہر ہوا کہ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ پھر انکے بعد ایسے لوگ آوینگے کہ وے گواہی دینگے حالانکہ انسے گواہی طلب کیجائیگی۔ شارحون نے لکھا ہی کہ اس جگہ گواہی سے مراد سوگند ہے یعنے انکو سوگند دینے کے آگے جھوٹی سوگند کھاکے شاہدی دینگے۔ جیسا کہ دوسری روایت مین ایسا ہی آیا ہی وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ اور خیانت کرینگے اور امانت دار نہینگے۔ وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ اور اللہ تعالی سے نذر مانینگے اور وفا نکرینگے۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ اور سوگند کھاوینگے حالانکہ سوگند نہ دئے جائینگے **تیسری** حدیث جو صحیح ترمذی مین آئی ہی عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ۔ جابر سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمائے کہ دوزخ کی آگ اسکو نہ لگیگی جسنے مجھے دیکھا ہو یا اسکو دیکھے جسنے مجھکو دیکھا ہے یعنے صحابہ و تابعین **چوتھی** حدیث شرح السنۃ مین آئی ہی عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلُ اَصْحَابِيْ فِيْ اُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ وَلَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میری امت مین میرے صحابہ کھانے مین نمک کے مانند ہین اور نمک کے سواے طعام لذیذ اور اچھا نہین ہوتا ہے۔ **پانچوین** حدیث جو صحیح ترمذی مین آئی ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ عبداللہ بن مغفل جو اصحاب اہل شجرہ سے ہین روایت کرتے ہین کہ حضرت نے فرمائے کہ اللہ تعالی سے ڈرو اللہ تعالی سے ڈرو اللہ تعالی سے میرے صحابہ کے باب مین لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ انکو میرے بعد ہدف پکڑو اور نشانہ مت بناؤ کہ انکی طرف طعن و تشنیع کے تیر ہین پھینکا کرین فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ پس جس نے دوست رکھتا ہی انکو سو میری دوستی سے انکو دوست رکھتا ہی وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ اور جس نے دشمن رکھتا ہی انکو سو میری دشمنی سے انکو دشمن رکھتا ہی۔ یعنے انکی محبت میری محبت کا سبب اور انکی عداوت میری عداوت

کا موجب ہے اللہ کی پناہ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ اور جس نے ایذا دیا انکو سو مجھے ایذا دیا وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ
اٰذَی اللّٰہَ اور جس نے مجھے ایذا دیا سو مقرر اللہ تعالیٰ کو ایذا دیا وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ
اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دیا پس نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو پکڑیگا اور عذاب دیگا چھٹوین حدیث جو بخاری اور مسلم مین
آئی ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ
یعنی ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمائے کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ
اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا۔ پس اگر کسی نے تمھارے سے راہ خدا مین کوہ احد کے برابر سونا خرچ کرے
مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ۔ انکے ایک پیمانہ بلکہ نیم پیمانہ اناج کے ثواب کو نہین پہنچیگا اس جگہ سے
صحابہ کی فضیلت پر جو کثرت ثواب کے معنے مین ہے دلیل لیجاوین۔ عرب مین مُدّ کا مقدار ایک طل بھی تیسرا حصہ رطل کا ہے
ساتوین حدیث زرین کی کتاب مین ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّیْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ عمر بن الخطاب سے روایت ہے
کہ کہے مین نے حضرت سے سنا ہون فرماتے تھے کہ میرے صحابہ کے اختلاف کا مقدمہ جو میرے بعد انمین ہوگا میرے
پروردگار سے مین نے سوال کیا فَاَوْحَی اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اَنَّ اَصْحَابَکَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَۃِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَآءِ۔ پس
اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ یا محمد کہ تیرے صحابہ میرے پاس آسمان کے ستارگون کے سے ہین بَعْضُھَا اَقْوٰی
مِنْ بَعْضٍ وَلِکُلٍّ نُوْرٌ انمے بعضے بعضون سے قوی تر اور روشن ترہین اور ہر ایک کو ایک نور ہے فَمَنْ اَخَذَ بِمَا ھُمْ
عَلَیْہِ مِنْ اِخْتِلَافِھِمْ۔ پس جسنے انکی اختلافی باتون سے ایکبات لی یعنے فقہ کے مسئلون مین جو انکا اختلاف آپس کی
اختلافی مسائل مین جس نے ایک مسئلہ اختیار کریگا فَھُوَ عِنْدِیْ عَلٰی ھُدًی پس وہ شخص میرے پاس ہدایت پر ہے جیسا کہ
دوسری حدیث مین آیا ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ یعنے میری امت کا اختلاف رحمت ہے قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔ عمر فاروق سے کہے کہ
حضرت نے فرمائے کہ میرے صحابہ ستارگون کے مانند ہین پس ان سے تم جسکی پیروی کروگے سیدھی راہ پاوگے چاہے
آگے ارشاد ہوا وَلِکُلٍّ نُوْرٌ ف جاننا چاہیے کہ ہدایت اسقدر ہوگی کہ وہ جسقدر علم و نقاہت رکھتا ہوا ور علم و نقاہت
مین صحابہ کے درجات متفاوت ہین کہ کسیکو علم زیادہ تھا اور کسیکو کم لاکن سب کے سب اس سے ایک حصہ رکھتے ہین دین مین شریعت کے احکام سے کوئی
خالی نہین لاکن چونکہ صحابہ معصوم نہین ہین بشریت کی راہ کرکے بعضے مواضع مین بعضون سے جو خطا سرزد ہوی ہے سو خاص
ایسے امور مین انکی اقتدا درست نہین۔ اور یہہ بات انکی اصل ہدایت کے منافی نہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ آٹھوین

حدیث زرین کی کتاب مین عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے اَنَّہٗ قَالَ مَنْ کَانَ مُسْتَنًّا فَلْیَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ الْحَیَّ لَا یُؤْمَنُ عَلَیْہِ الْفِتْنَۃُ وَاُولٰئِکَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا اَفْضَلَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبَرَّھَا قُلُوْبًا وَاَعْمَقَھَا عِلْمًا وَاَقَلَّھَا تَکَلُّفًا اِخْتَارَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِصُحْبَۃِ نَبِیِّہٖ وَلِاِقَامَۃِ دِیْنِہٖ فَاعْرِفُوْا لَھُمْ فَضْلَھُمْ وَاتَّبِعُوْھُمْ عَلٰی اٰثَارِھِمْ وَتَمَسَّکُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِھِمْ وَسِیَرِھِمْ فَاِنَّھُمْ کَانُوْا عَلَی الْھُدَی الْمُسْتَقِیْمِ یعنے عبداللہ ابن مسعود نے کہا کہ جو سنت پر چلنے والا ہی ہو چاہیے کہ ایسون کی سنت پر چلے جو اس دنیا سے سدھارے ہین کیونکہ زندہ فتنے سے امین اور بیفکر نہین ہی ویسے گذرے ہوے لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہین ساری امت سے بہتر دل انکے نیک تھے اور علم انکا عمیق تھا اور امین تکلف کم تھا چن لیا انکو اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم کی صحبت کے لئے اور اپنے دین متین کے قایم کرنے کے واسطے پس پہچانو تم انکی بزرگی اور پیروی کرو تم انکے آثار کی اور جسقدر ہوسکے انکے اخلاق وسیرت کو دستاویز کرو کہ وے مقرر سیدھی راہ پر تھے **دوسری روش صحابہ کے عدد معین** جانئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب چوطرف ملکون اور شہرون مین اور جنگلون اور قریون مین منتشر تھے ایک عدد معین پر انکا حصر ہوسکتا نہین۔ لیکن بعضے جنگون اور سفرون مین جو حاضر تھے انکا شمار آیا ہی چنانچہ جنگ تبوک مین حضرت کے ہمراہ رکاب سے تیس ہزار اصحاب تھے۔ اور حجۃ الوداع مین ایک لاکھ سے زیادہ تھے روایت ہی کہ امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مین جو اکابر ائمہ حدیث سے تھے کسی نے ذکر کیا کہ حضرت کی حدیثین چہار ہزار سے زیادہ نہین۔ امام ابوزرعہ نے فرمایا جس نے ایسا کہا ہی اسکے دانت ٹوٹ جاوے۔ یہ قول ملحدون اور زندیقون کا ہی کسکو لائق ہے کہ احادیث نبوی کا شمار کرسکے حالانکہ جب حضرت دنیا سے رحلت فرمائے آپکے صحابہ ایک لاکھ سے زیادہ حاضر تھے۔ وے سب کے سب آپکی رویت شریف سے مشرف تھے۔ اور آپ کے اقوال مبارک سنے تھے پھر لوگون نے ان سے سوال کیا کہ ایسی جم غفیر اور جماعت کثیر کون تھی اور کہان رہتے تھے اور کس جگہ حضرت سے سنے تھے جواب دیے کہ حرمین شریفین کے لوگ اور جو لوگ کہ اُن دونون شہرون کے درمیان تھے۔ اور اشراف عرب جو اطراف وجوانب مین رہتے تھے اور حضرت کی شرف ملازمت حاصل کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور حجۃ الوداع کے سفر مین جو صحابہ کہ ہمراہ تھے یہہ سب حضرت کی زبان درفشان سے حدیثین سنے تھے تمام اصحاب کرام سے چہار ہزار دو قاریسے راویان ہین کہ کثرت روایت کے سبب انہین اپنے قرآن سے گرسبقت لیگئے ہین۔ اور ابوہریرہ اور عبداللہ ابن عمر اور انس بن مالک اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے ایسے کثیر الروایت ہین کہ جنکے مرویات کا عدد ہزارون تک پہنچا ہی۔ انکا ذکر ان شاء اللہ تعالی ہر ایک کے احوال مین مسطور ہوویگا **تیسری روش طبقات صحابہ کے بیان مین** حدیث شریف مین آیا ہی کہ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ

اِهْتَدَیْتُمْ - یعنے میرے صحابہ ستارگون کے مانند ہین تم جسکی پیروی کروگے راہ پاؤگے - یعنے جیسا دنیا کے مسافر لوگ جب پچھلی پہر شب مین نکلتے ہین تو ستارگون کی روشنی مین راہ چلتے ہین - ویسا ہی راہ خدا کے سالکون کو چاہیئے کہ صحابہ جو آسمان ہدایت کے ستارے ہین انکی تبعیت کی روشنی مین راہ خدا طی کرین - اُنہین کی پیروی مین سیدھی راہ ملتی ہے - غرض حدیث شریف مین صحابہ کی تشبیہ ستارون کے ساتھ واقع ہوئی - اور ستارے بارا بروج پر منقسم ہین محدثین کبار و محققین عالی وقار اسی مناسبت پر صحابہ کی تقسیم بارا طبقون پر کئے ہین - اگرچہ صحابیت کی رو سے سب صحابہ ایک مرتبہ رکھتے ہین - لاکن فضیلت کی راہ کرتے انکے بارا طبقے ہین - **پہلا طبقہ** وے صحابہ ہین جو ابتداے بعثت مین حضرت جناب رسالت پر ایمان لائے - حضرت کا آفتاب نبوت طلوع ہوتے ہی جاہلیت کی ظلمت سے کل کے اسلام کو نور ہدایت مین آئی دین اسلام اور حضرت سید انام کی اعانت مین کمر ہمت باندھے - عنایت ربانی و توفیق یزدانی ان بزرگون کو اول سفر ایمان پر بھیجا اسلامی نعمتون سے حصہ کامل بخشی اور عرفان و ایقان کی مسند انہین انکی سبقت و فضیلت کا علم ہر پاکی انکو سابقین بالکہ اسبق السابقین کہتے ہین - جیسے اُم المومنین خدیجہ کبریٰ و علی مرتضیٰ و صدیق اکبر اور باقی عشرہ مبشرہ و زید بن حارثہ و ابن مظعون و بلال اور دوسرے اہل فضل و کمال **دوسرا طبقہ** اصحاب دار ندوہ ہین یعنے نبوت کے چھٹوین سال جب کفار قریش کا ظلم و ستم زیادہ ہوا - اور ان ظالمون نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا مکہ معظمہ مین ایک مکان تھا کہ اسکو دار ارقم کہا کرتے تھے تب حضرت کے فقراے صحابہ اکو دار ارقم مین رکھ کے راتون آپ کی حفاظت کر رہے تھے یکبیک اللہ تعالیٰ نے عمر فاروق اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو توفیق دیا - وے ہر دو شرف ایمان سے مشرف ہوئے - انسے دین اسلام کو بڑا قوت و شوکت کا سبب ہوا اللہ تعالیٰ نے انکو کافرون پر ایک غلبہ دیا اسکے آگے سب صحابہ پنچالیس تھے عمر فاروق سے پورے چالیس ہوے اسیواسطے انکو ثُمَّتُمُ الاربعین کہتے ہین - پس دار ارقم سے نکل کے دار ندوہ مین آکے رہنے لگے اس اجمال کی تفصیل ہم فقیر نے جنان السیر کے دوسرے چمن مین اور سناہج النبوۃ مین لایا ہے چاہین تو اسمین دیکھ لین **تیسرا طبقہ** وے صحابہ کا ہی کہ جب مکہ معظمہ مین کافرون کا ظلم حد سے بڑھ گیا تب حضرت کے حکم سے اپنا گھر بار اور شہر وطن چھوڑ کے ملک حبش کے طرف ہجرت کئے انکی ہجرت دو بار ہوئی - بار اول گیارہ مرد اور چار عورتین - دوسری بار اور زیادہ ہوے اول و آخر کے جملہ بیاسی تن تھے ان سب کے سردار جعفر طیار تھے - **چوتھا طبقہ** وے انصار با وقار ہین جو بعضے نبوت کے بارہوین سال اور بعضے تیرہوین سال مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کے طرف آکے ایمان سے مشرف ہوے اور آپ سے بیعت کئے - **پانچوان طبقہ** وے مہاجرین ہین کہ حضرت مدینے کی طرف رونق افزا ہونے کے آگے حضرت کے حکم سے مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ مین اقامت کئے تھے جب حضرت ہجرت کئے اور قبا مین نزول فرمائے تب وے مہاجرین استقبال آکے حضرت کی دولت ملازمت سے

بہرہ یاب ہوے **چھٹا طبقہ** اہل بدر ہین جو غزوۂ بدر مین حاضر تھے اگرچہ عدد مین تین سو تیرا تھے لاکن بحکم کریمہ کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً کے ہزارون کافرون کا مقابلہ کیے اور ایسی جوانمردی و شجاعت کی داد دے کے زمانہ قیام قیامت تک یاد رہے۔ خدا و رسول انکی توصیف کیے ہین کتاب و سنت انکی ثنا مین ناطق ہین اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے انکے مرفوع القلم کیا۔ جیساکہ صحیحین کی حدیث مین آیا ہی اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنے مقرر اللہ تعالی آگاہ ہوا بدر والون پر سو فرمایا کہ جو چاہے سو تم کرو پس تحقیق مین تم کو بخشا۔ یعنے اللہ تعالی کے علم قدیم مین یہہ بات مقرر تھی کہ انسے ایسے گناہ نہوونگے کہ وے دوزخ کے سزاوار ہون **ساتوان طبقہ** وے صحابہ ہین غزوۂ بدر کے بعد اور صلح حدیبیہ کے آگے مدینہ منورہ کو آکے حضرت پر ایمان لائے اور سعادت جاودانی پائے **آٹھوان طبقہ** وے صحابہ ہین جو حدیبیہ مین کیکر کے جھاڑ کے نیچے جب حضرت تشریف رکھے تھے اور کفار سے جہاد کا عزم مصمم کیے تھے حضرت کی تجدید بیعت سے شرف اندوز ہوے سبحان اللہ انکا کیا مرتبہ پوچھا چاہیے کہ حق سبحانہ و تعالی انسے راضی ہوا اور انکے ہاتھون پر اپنا ہاتھ ہی فرمایا چنانچہ یہہ آیتین انہین کی شان مین نازل ہوئین۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ دوسری آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ انہین صحابہ کو اہل بیعت الرضوان کہتے ہین وے سب ایک ہزار یا نو سو تھے **نواں طبقہ** وے مہاجرین ہین جو صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ کے آگے حضور نبوی مین آئے اور ایمان کا شرف پائے جیسے خالد بن الولید اور عمر بن العاص وغیرہما۔ **دسوان و گیارہوان طبقہ** وے صحابہ ہین جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے انکے دو قسم ہین **پہلی قسم** وہ ہی جو طوع و رغبت سے ایمان لائے۔ **دوسری قسم** جو کراہت کے ساتھ شرک سے باز آئے اور ایمان لائے **بارہوان طبقہ** ان لڑکون اور شیر خوار طفلونکا ہی جو فتح مکہ کے روز اور حجۃ الوداع مین اور اسکے بعد حضرت کی رویت شریف سے مشرف ہوے جیسے محمد بن ابوبکر جو حضرت کے وفات کے وقت تین مہینون کے تھے ایسے اور بہت سے اطفال رویت نبوی سے بہرہ ور ہوے ہین خصوصاً حضرات حسنین کریمین اور عبداللہ ابن جعفر اور عبداللہ ابن عباس و عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بلکہ وے حضرت کی شرف بیعت سے بھی مشرف و ممتاز ہین انکے سوائی اور کوئی لڑکونکو دولت بیعت سے سرفراز نہین فرمائے **چوتھی روش بعضے صحابہ کی فضیلت مین** جانئے کہ صحابہ کے حقوق کی رعایت اور انکی تعظیم و عزت ہر مومن کو لازم ہی۔ اور انسے ہر ایک کا مرتبہ اور فضیلت جیساکہ حضرت کی احادیث سے ثبوت کو پہنچی ہے ویسا ہی اعتقاد کیا چاہیئے۔ احادیث صحیحہ و اخبار صریحہ مین آیا ہی کہ اصدق امتی ابوبکر و اشدهم في دين الله عمر و احياهم عثمان و اقضاهم علي و افرضهم زيد بن ثابت و اقراهم ابي بن كعب و اعلمهم بالحلال و الحرام

معاذ بن جبل ولکل امة امین وامین هذه الامة ابو عبیدة بن الجراح وفی روایة ابو هریرة

وعلماء العلم جمہور اہل سنت وجماعت کا اجماع اسبات پر منعقد ہوا ہی کہ افضل صحابہ خلفاے اربعہ ہین انکی فضیلت بترتیب خلافت ہی انکے بعد باقی عشرہ مبشرہ انکے بعد اہل بدر انکے بعد اہلبیت الرضوان ہین صحاح حدیث اور امام شافعی کا مذہب یہی ہی اور ابو منصور ماتریدی جو اکابر علماے حنفیہ سے ہی اپنی کتاب تمہید مین لاتا ہی کہ خلفاے اربعہ کے بعد افضل واکمل اہلبیت رسول ہین انکے بعد اصحاب ہین کہ حضرت سے بالخصوص جنت کی بشارت سے کامیاب ہین۔ انکے بعد اہل بدر انکے بعد اہلبیت الرضوان انکے بعد تمام صحاب باقی امت سے افضل ہین

انکے بعد تابعین انکے بعد تبع تابعین ہین چنانچہ حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم اس بات پر صاف دلالت کرتی ہی۔ جاننے کہ حضرت نے بعضے طوایف صحابہ کی شان مین عموماً فرمایے کہ اہل بہشت ہین جیسے اہل بدر واہل بیعت الرضوان۔ اور بعضون کا نام لیکے جنت کی بشارت دیے ہین۔ جیسے سیدۃ النساء فاطمہ زہرہؓ اور خدیجہ کبریٰ و عشرہ مبشرہ وحسنین کریمین وعکاشہ بن محصن اسدی وسعد بن معاذ وعبد اللہ بن سلام وثابت بن قیس بن شماس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان ہر ایک کے احوال مین مذکور ہوگا۔ یہہ فضیلتین جن صحابہ کی شان مین واقع ہوئین انکا حکم جمہور متکلمین وارباب اصول کے نزدیک سب مومنین کے حکم سا مشیت الٰہی مین ہی، ولیکن دوسرے مومنین کے بہ نسبت دخول جنت کی امید انکے حق مین زیادہ ہی بلکہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث آئی ہی کہ حضرت نے فرمایے وَلَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ۔ یعنے آگ نہ لگیگی اس مسلمان کو جس نے مجھے دیکھا۔ یا جو مسلمان کہ مجھ کو دیکھا ہو جس نے اسکو دیکھا۔ اس حدیث پر نظر کرتے سب صحابہ بلکہ تابعین بھی بہشتی ہونے پر حکم کر سکتے ہین لاکن علماے متکلمین احتیاطاً انکا حکم مشیت حق پر رکھے ہین **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ سب صحابہ رسول بلاشک عدول ہین اللہ تعالیٰ نے انکو حضرت کی فیض صحبت اور رویت بابرکت کے بدولت فسق ومعصیت سے محفوظ رکھا۔ اور قرآن مجید مین علی الاطلاق انکی تعریف کی ہی انکی خیریت وعدالت آیات قرآنی وکلام ربانی سے ثابت ہوتی ہی چنانچہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وآیہ کریمہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا اور حدیث خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اور حدیث اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ۔ اور دوسری آیتین اور حدیثین جو آئے ہین انکی خیریت وعدالت اور انکی دخول جنت اور رضوان الٰہی کی بشارت پر دال ہین۔ ہان جب وے فرشتون اور پیغمبرون کے مانند معصوم نہین ہین بشریت کی راہ کرتے بعضون سے کچھ لغزشین بھی صادر ہوئین لاکن وے لغزشون سے انکی رتبہ صحبت اور خیریت وعدالت مین خلل آتا نہین روایت حدیث مین سب کے سب سچے اور عدول ہین اسنے کوی بھی کذب کے ساتھ متہم اور متہم نہوا اسیواسطے حدیث کی روایت مین راویونکی عدالت کی تحقیق بہت ضرور ہے پر صحابہ کی عدالت کی تحقیق جایز نہین انکی مطلق روایت مستند ومعتبر ہی۔ پوشیدہ نرہے کہ حضرت کے بعد بعضے

صحابہ کے درمیان جو مخالفت اور خصومت واقع ہوی۔ اہل سنت وجماعت کے پاس وہ اجتہاد پر محمول ہی نہ نفسانیت وعناد پر اور وے قصص وحکایات سب کے سب تاویلات کے قابل ہین اور انکے صحیح محامل ہین اور بر تقدیر تسلیم کہ انسے کسیکی تاویل نہ بن سکے اور اسکا محمل صحیح نہ ملے تو بھی وے قصص وحکایات اخبار احاد اور ان سے اکثر ضعیف در جائزۃ الکذب ہین۔ قرآن مجید کی آیتین اور صحیح و مشہور حدیثین انکے معارض ہین پس اخبار احاد کو دست آویز کرکے حضرت جناب سالتماب کے اصحاب واحباب کے بے ادب ہونا اور انپر طعن وتشنیع کرنا جہالت اور عناد وعداوت کا سبب ہے۔ اخبار جائزۃ الکذب کو اختیار کرکے کتاب وسنت کو پس پشت ڈالنا آخرت کی خسارت کا موجب نعوذ باللہ منہا۔ مومن کو چاہیے کہ قرآن وحدیث کے ابطال پر کمر نہ باندھے کلام خدا وکلام رسول کے بطلان سے نہایت پرحذر رہے۔ جناب عایشہ صدیقہ اور طلحہ وزبیر جو علی مرتضی کے ساتھ جنگ کیے انسے خطائی الاجتہاد ہوئی جب اپنی خطا پر واقف ہوے تدامت کھینچے اپنے اجتہاد سے رجوع کیے۔ انکی خطاے اجتہادی پر اہل سنت کا اتفاق ہوا اور معاویہ نے جناب امیر کے ساتھ جو لڑائی کی انکی خطاے اجتہادی غیر اجتہادی مین علما کا اختلاف ہے باقی حال امام برحق اور خلافت کے مستحق حضرت علی تھے معاویہ کا دعوا خطا پر تھا لکن حضرت کی صحابیت پر نظر کرتے انکے ادب کی رعایت امت پر لازم ہے کہ اپنی زبان طعن وتشنیع سے بچاوین اور انکو بدی سے یاد نکرین ولنعم ما قال الجامی

آن خلافیکہ داشت باحیدر ✻ در خلافت صحابی دیگر ✻ حق در انجا بدست حیدر بود ✻ جنگ باو خطائی منکر بود
آن خلاف از مخالفان مپسند ✻ لیک از طعن لعن لب دربند ✻

رئیس المحدثین امام المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے اسباب مین ایک فتوی جو بر سبیل تحقیق سے لکھے ہین یہان اسکا ترجمہ لکھا جاتا ہی وہی لذہ

سوال کتب کلامیہ مشتمل مین مرقوم ہے کہ صحابی پر طعن نکرنا چاہیے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکًا عَضُوْضًا۔ یعنے پھر ہوگا بادشاہ گزندہ معاویہ تو تین سال کے بعد ہوے سو یقینًا بادشاہ ہین ظلم وعضویت کے لوازم جو انمین پاے جاتے ہین اگر کسی نے اسپر نظر کرتے بمقتضاے حدیث مذکور کے ان پر طعن کیا تو کیا مضایقہ ورنہ اس حدیث شریف کی اور عقاید اہل سنت کی توجیہ کیا ہی۔ اور صحیح مسلم وغیرہ مین مذکور ہے کہ اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ یعنے سب صحابہ عدول ہین پس بغاوت وعضویت کی توجیہ کیا ہی اور جب بغاوت متفق علیہ ہے پھر باغی کی اہانت کرنے مین کیا مضایقہ اور بعض علما جو اسکو منع کیے ہین اسکا کیا سبب۔ اور بعض انکو مجتہد لکھے ہین اور بعض نہین مجتہد نہ ہونے کی صورت مین حضرت علی کی خلافت پر جو اجماع ہوا منعقد اس اجماع مین شریک نہ ہوے تو کیا نقصان لاکن انکو مجتہد نہ کہنا اس قول کے منافی ہی جو ابو رافع سے منقول ہی کہ معاویہ نے نماز وتر ایک رکعت پڑھی جب یہ بات حدیث کے خلاف مین ہی مین نے ابن عباس سے ظاہر کیا تو انہون نے فرمایا کہ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ۔ کذا فی النجاری اور مشکوۃ مین مذکور ہی کہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ۔ پس انکو مجتہد نہ کہنے کا کیا سبب اور اسکی

جواب عقاید کے متنون مین جو مرقوم ہی کہ صحابی پر طعن نکیا جاے درست اور صحیح ہی لاکن کسی حدیث کی روایت مین کسی صحابی پر طعن کے وجوہات سے کوی وجہ پایا جاوے تو اسکا کچھہ مضایقہ نہین بالجملہ اس بات سے متن والونکا غرض صحابہ کا حسن ادب ہی نہ آنکہ سب صحابہ معصوم تھے اور طعن کے وجوہات سے کوی وجہ نہین رکھتے تھے کیونکہ اوایل اسلام مین بعضے صحابہ سے شرب خمر ثابت ہوا چنانچہ مشکوٰۃ مین ہی اور حضرت نے بارہا انپر حد قائم کیے ہین - اور حسان بن ثابت اور مسطح سے قذف ثابت ہوا سو ان پر حد جاری کیے اور ماعز سلمی سے زنا صادر ہوا سو انکو سنگسار کر دیے - ہان یہہ لوگ جو صحابیت کے رسمی واجب الاحترام ہین انکی لغزش اور خطا اس قبیل کی نہین ہی کہ امت طعن کی زبان دراز کرین جب تک انکا نفاق اور ارتداد قطعاً معلوم نہو مثلاً ابو ذر غفاری کے باہین صحیح بخاری کی حدیث مین وارد ہوا انک امرء فیک جاھلیۃ یعنے تو ایسا مرد ہی کہ تیرے مین جاہلیت پائی جاتی ہے - اب ہم لوگ کو نہین پہنچتا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو جاہل کہین اور اسیطرح ابو جہیم کے حق مین جو عمدہ صحابی ہین صحیح بخاری مین وارد ہوا کہ لا یضیع عصاہ عن عاتقہ یعنے نہین اتارتا ہی اپنی لکڑی اپنی گردن سے یہہ کنایہ ہی اسبات سے کہ انہون نے اپنی عورتون اور خادمون کو بہت مارا کرتے تھے - اب ہم کو نہین پہنچتا ہی کہ ابو جہیم کو ظالم کہین - بلکہ اگر ہم نظر بلند کرین تو پاتے ہین کہ بعضے انبیا علیہم السلام کے باہین بھی بارگاہ الٰہی سے عتاب کے مقام مین الفاظ عتاب آمیز وارد ہوے ہین سو امت کو ہرگز جایز نہین کہ ان کے حق مین ان لفظون کے موافق کلام کریں چنانچہ حضرت آدم کے حق مین وارد ہوا کہ عصیٰ آدم ربہ فغوی یعنے بیفرمانی کی آدم نے اپنے رب کی - پس حضرت آدم کو عاصی اور غاوی کہنا کفر ہے - اور حضرت یونس کے حق مین ارشاد ہوا لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین - واذا ابق الی الفلک المشحون فالتقمہ الحوت وھو ملیم اب یونس علیہ السلام کو آبق اور ظالم اور ملیم کہنا کسی شخص کو جایز نہین - پس امت پر جو ادب واجب ہی اسکی رعایت پر نظر کرتے متن والون نے جو عبارت لکھا درست ہی اور واقع کے نظر کرتے حدیث مذکور کا معنا بھی صحیح ہے اور یہی عقیدہ ہر اہل سنت کا شکر اللہ تعالی سعیہم - اور وہ جو اصول کی کتابون مین لکھا کہ الصحابۃ کلھم عدول اسکی مراد یہہ ہی کہ حضرت سے حدیث کی روایت کرنے مین سب صحابہ مامون اور معتبر ہین حدیث کی روایت مین ہرگز ان سے کذب ثابت نہوا چنانچہ یہہ بات تجربہ اور تحقیق کو پہنچی ہے کہ دوسرے مقدمات مین بھی ان سے کسی نے جھوٹ کا صدور نہوا نہ آنکہ کسی سے گناہ ہی نہوا چنانچہ عنقریب گذرا کہ بعضے عوام صحابہ حضرت کے حضور مین بعضے کبایر کے مرتکب ہوے اور ان پر حد شرعی جاری ہوا ہان اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم گناہون سے محفوظ ہین اور معاویہ کے اجتہاد

وغیر اجتہاد مین بحث کرنا بیکار کچھ فایدہ نہین دیتا ہی کیونکہ وہ مجتہد ہو تو بھی اس سئلے مین بالیقین خطا کرتا کیونکہ
نص کے مقابلہ مین اجتہاد کچھ اعتبار نہین رکھتا ہے اب ہم حالت واقعی کی تحقیق کرتے ہین کہ روایتون کی تفحص
اور تفتیش کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ اپنے آخر عمر مین اجتہاد کا رتبہ ہم پہنچائے تھے لاکن انہون نے جو
علم کا پایہ رکھتے تھے اس سے سب احادیث کا عبور حاصل نہین تہا بخلاف دوسرون کے کہ حضرت کے حضور
فیض گنجور مین اجتہاد کامل کا پایہ رکھتے تہے اور حضرت نے ان کے اجتہاد کی صحت پر حکم فرما کے ان کو فتوی اور تعلیم
کی اجازت دیے تھے چنانچہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور جیسے عبداللہ ابن مسعود اور معاذ ابن جبل
اور زید بن ثابت اور انکے امثال پس جس نے معاویہ کی اجتہاد کی نفی کی درست ہے کیونکہ اون کو حضرت کے
حضور مین اجتہاد کا مرتبہ حاصل نہین تہا اور حضرت نے کسی مسئلہ مین بھی ان کے صحت اجتہاد پر حکم نہ فرمائے
تا انکا اجتہاد معتبر اور مفتی بہ ہو سکے اور جس نے انکو مجتہد کہا وہ بہی درست ہی کیونکہ معاویہ دوسرے صحابہ سے
احادیث کثیر سننے کے سبب سے اپنی آخر عمر مین ان کو بعضے فقہ کے مسئلون مین دخل تہا - عباس رضی اللہ عنہ نے
جو فرمایا ہے کہ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ سو انکے قول کا یہی معنا ہے - اور وہ جماعت جو حضرت علی کی خلافت پر منعقد ہوی
اس سے معاویہ کا خروج بھی کچھ پہ دا نہین رکھتا ہے کیونکہ اس وقت ان کا اجتہاد وہ مرتبہ نہین رکھتا تھا کہ انکو
حل وعقد والون مین شمار کر سکین اور علاوہ یہہ کہ حضرت علی کی خلافت محققین کے پاس نص سے ثابت ہی اور
نص کے مقابلہ مین اجتہاد کو اصلا اعتبار نہین جیسا متعہ کا حلال ہونا جو ابن عباس کے طرف منسوب ہی اور غسل کا
واجب نہونا جماع کے بعد انزال نہونے کی صورت مین جو ابن کعب کی طرف منسوب ہی فافہم **پانچوین**
روش اس بیان مین کہ صحابہ سے اول کون ایمان لائے -

ارباب تواریخ وسیر مین اختلاف آیا ہی کہ سب سے پہلے کون ایمان سے مشرف ہوا ایک جماعت کہتی ہے کہ ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ ہین یہہ قول عمر بن عتبہ وابوسعید خدری وحسان بن ثابت سے منقول ہے رضی اللہ تعالی عنہم
اور ابن عباس کی ایک روایت عمرو بن عتبہ سے ایسی آئی ہے کہ جب مین دولت اسلام سے مشرف ہوا حضرت
سے سوال کیا کہ امرون مین آپکے تابع کون ہین اس کے جواب مین فرمائے حُرٌّ وَعَبْدٌ یعنے ایک آزاد ہے
اور ایک غلام - راوی نے کہتا ہے کہ اس وقت حضرت کے ساتھ ابوبکر اور بلال تھے - اور ایک روایت ہے
کہ خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا اول ایمان سے مشرف ہوئین - اور ایک روایت ابن عباس سے آئی ہے کہ
پہلے جو ایمان سے مشرف ہوے حضرت علی مرتضی ہین - یہ قول ابوذر غفاری وسلمان فارسی ومقداد بن الاسود

کندی وخباب بن الارث وجابر بن عبد اللہ انصاری وحزیمہ بن ثابت انصاری وابو ایوب انصاری وزید
بن ارقم وانس بن مالک سے منقول ہے رضی اللہ تعالی عنہم - اور ایک روایت ابن عباس سے آئی ہے کہ کہے
السبق ثلاثۃ الی موسی یوشع بن نون والسابق الی عیسی صاحب حبیب النجاری السابق الی
الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابیطالب یعنے ایمان مین جو سبقت کئی سو تین ہین موسی علیہ السلام پر
جو اول ایمان لایا یوشع بن نون ہے اور عیسی علیہ السلام پر حبیب نجار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر علی بن ابی طالب - اور ابو ذر غفاری وسلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نے
اپنے دست حق پرست سے علی مرتضی کا ہاتھ پکڑے اور فرمائے ھذا اول من اٰمن بی یعنی یہ پہلے
مجھ پر ایمان لایا - اور مروی ہے کہ حضرت نے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمائے کہ مین تجھے ایسے مرد کے
ساتھ نکاح کر دیا کہ جس کا عرفان سب سے زیادہ ہے - لاکن اہل سیر و تواریخ کے پاس صحیح بات یہی ہے کہ پہلے
خدیجہ کبری پھر علی مرتضی پھر زید بن حارثہ پھر ابو بکر صدیق پھر بلال تبرتیب ایمان لائے - اور شیخ ابن عبد البر اپنی
کتاب استیعاب مین لایا ہے کہ محمد بن کعب سے پوچھے کہ مرتضی علی کا اسلام سابق ہے یا ابو بکر صدیق کا - جواب دیا
کہ سبحان اللہ مرتضی علی اول ایمان سے مشرف ہوے - لاکن ابو طالب کی رعایت سے اپنا ایمان ظاہر
نہین کیے - اور ابو بکر صدیق جو ایمان لائے اپنا اظہار اسلام کیے - اور بعضے ائمہ دین کہے ہین کہ احتیاط
سے نزدیک یہہ بات ہے کہ کہین کہ بی بیون سے پہلے جو ایمان لائے خدیجہ کبری ہین - اور لڑکون سے
علی مرتضی اور بالغ مردون سے صدیق اکبر اور موالی سے زید بن حارثہ - اور غلامون سے بلال رضی اللہ
تعالی عنہم اجمعین - پہلا گلزار قدوۃ المہاجرین والانصار - ثانی اثنین اذ ہما فی الغار
خلیفہ رسول اللہ بالتحقیق امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
وارضاہ عنا کے احوال مین - اس گلزار مین چند خیابان اور چند فصلین
ہین - پہلی خیابان انکے نام ونسب اور تولد ولقب اور شمایل کثیر الفضایل
کے بیان مین — جانا چاہیے کہ ابو بکر صدیق حضرت جناب رسالت کی ولادت باسعادت
کے بعد دو سال اور چند مہینون کے پیدا ہوے انکا نام عبد اللہ ہے - اور انکی والدہ ابی قحافہ ہین -
ابی قحافہ کا نام عثمان ہے بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی - مرہ بن کعب مین انکا
نسب حضرت کے نسب شریف کے ساتھ ملتا ہے - اور صدیق اکبر کے والدہ کا نام سلمی اور کنیت ام الخیر ہے بنت صخر بن

عمر- اور وہ ابی قحافہ کے چچا کی دختر تھی- اور بعضے اہل سیر لکھتے ہین کہ جاہلیت مین صدیق اکبر کا نام عبدالکعبہ تھا- حضرت سید انام انکا نام ظہور اسلام مین عبداللہ سے بدل فرمائے- روایت ہے کہ صدیق اکبر کا رنگ گورا اور قد مبارک دراز تھا- اور ہر دو رخسار پر بال کم تھے اور چہرۂ مبارک صاف آئینہ سا تھا- اور پیشانی کچھ اوٹھی ہوی تھی- انگلیون اور مونڈھون پر بال بہین تھے- اور اپنی ریش مبارک کو مہندی سے خضاب کرتے تھے- اور صدیق وعتیق جو انکا لقب ہوا انکے وجہ لقب مین کئی روایتین آئی ہین

پہلی روایت یہہ ہے کہ حضرت نے ایک روز اُن کے چہرۂ انور پر نظر کرکے اور فرمائے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یعنے جس نے چہتا ہو کہ اس شخص کو دیکھے کہ جس کو اللہ تعالےٰ نے آتش دوزخ سے آزاد کیا ہو تو چاہیئے کہ وہ ابوبکر کی طرف نظر کرے- اور کہتے ہین کہ جب صدیق اکبر شرف اسلام سے بہرہ ور ہوے- حضرت نے فرمائے اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ یعنے اللہ تعالےٰ تجھے آتش دوزخ سے آزاد کیا- تب سے انکو عتیق کہنے لگے-

دوسری روایت یہہ کہ اُن کے حسن وجمال اور حسن خصال پر نظر کرتے انکو عتیق کہتے تھے کیونکہ عتاقت حسن کی معنی مین آیا ہے-

تیسری روایت یہہ کہ اپنی طہارت نسب کے سبب سے جو عیبون سے پاک تھے اس لقب سے ملقب ہوے

چوتھی روایت یہہ انکے دو برادر تھے ایک کا نام عاتق دوسرے کا عتیق وے ہر دو انکو کے ولادت کے آگے دنیا سے نقل کئی- جب وہ پیدا ہوے عتیق کے ساتھ بڑی مشابہت رکھتے تھے اسلئے انکو عتیق سے ملقب کئے-

پانچوین روایت یہہ کہ انکی والدہ کا کوی بچہ نہین جیتا تہا جب وہ پیدا ہوے اور حد جوانی کو پہنچے انکو عتیق کہنے لگے کیونکہ وہ موت سے آزاد ہوے- ایک روایت ہے کہ جب انکا تولد ہوا اُن کی والدہ بیت اللہ کے پاس لجا کے کہے یَا رَبِّ ھٰذَا عَتِیْقٌ مِنَ الْمَوْتِ یعنے یہ موت سے آزاد ہے تب رکن کی طرف سے آواز آئی یَا اَمَۃَ الرَّحْمٰنِ بِالتَّحْقِیْقِ وَلَدْتِ الْوَالَدَ الْعَتِیْقَ یعرف فی التوریۃ بالصدیق یعنے ای رحمن کی باندی مقرر توجنی ایسے فرزند کو کہ وہ آزاد ہے- اور توریت مین اس کا نام صدیق ہے- یا اسلئے کہ جب انہون نے معراج کی تصدیق کئے حضرت نے فرمائے کہ اللہ تعالےٰ یہ نام صدیق کیا یا اسلئے کہ قصہ معراج مین جو پہلے تصدیق کئے وہی تھے- یا حضرت کی نبوت پر جو پہلے تصدیق لائے وہی تھے اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہین کہ صدیق وہ ہے کہ جس کا ظاہر و باطن صدق و راستی کے ساتھ مستقیم رہے- کما قالوا الصدیق من لم یتغیر باطن امرہ من ظاہرہ وقیل الصدیق ھو الصادق قولا وفعلا وعقلا ونیۃ

یعنے صدیق وہ ہے کہ وہ صادق رہی قول وفعل اور نیت اور عقل کے رو سے - اور بعضے عرفا کہے ہین کہ رویت حق کے مقابلہ مین کونین کو اپنی نظر سے دور کرے - یہہ سب صفتین صدیق اکبر کے ذات مقدس مین جمع کے گئین تہین - چنانچہ جب حضرت نے جیش عسرت کا تہیہ کرنے لگے - ابوبکر صدیق اپنا سب مال حاضر کئے - حضرت نے پوچھا کہ ای صدیق اتنا مال دفعہ جو تو حاضر کیا اپنے اہل وعیال کے واسطے کیا رکھا جواب دیا کہ اللہ ورسولہ - **دوسری خیابان صدیق اکبر ایمان لانیکے بیان مین** - جاننا چاہئے کہ صدیق اکبر ایمان لانے کے بابت کئی روایتین منقول ہین - از انجملہ عبداللہ ابن مسعود وابوبکر صدیق سے روایت کرتے ہین کہ حضرت کی بعثت کے آگے تجارت کی تقریب سے مین نے جب مین گیا وہان ایک راہب سے ملا - اسکی عمر تین سو نوے سال کی تہی اور وہ آسمانی کتابون سے آگاہ تہا اوس نے مجھکو دیکھتے ہی کہنے لگا کہ مین گمان کرتا ہون کہ تو مکہ معظمہ سے آیا ہے - مین کہا ہان پھر کہا تو قوم قریش سے ہے مین کہا ہان پھر کہا کہ تو بنی تیم کے قبیلے سے ہے مین جواب دیا کہ ہان - تب وہ راہب نے کہا کہ اور ایک علامت باقی ہے مین نے پوچھا کہ وہ کونسی علامت ہے - اس نے کہا کہ اپنے شکم سے کپڑا اٹہاؤ مین نے کہا کہ اس سے تیرا کیا مقصود ہے جب تک نہ کہیگا مین کپڑا نہ اٹہاؤنگا - تب وہ دیکھنے لگا مین کتابون مین دیکھا ہون کہ حرم مین ایک پیغمبر مبعوث ہووے گا اس کی تائید پر دو شخص ہونگے ایک جوان اور ایک کہل - وہ جوان سخت کامون مین کام آویگا اور آفتین دفع کرے گا - اور وہ جو کہل ہوویگا سپید چہرہ اور لاغر اندام رہے گا - اور اسکے شکم پر ایک سیاہ داغ اور اوسکی بائین ران پر ایک نشان ہوگا سو میرا گمان غالب یہی ہے کہ وہ شخص تو ہی ہے - اسلئے چہتا ہون کہ وہ داغ تیرے شکم پر دیکھون - ابوبکر صدیق نے کہتے ہین کہ مین جب یہہ بات سنا اپنا شکم برہنہ کیا - اوس راہب نے وہ داغ ونشان دیکھکے کہنے لگا کہ کعبہ کے رب کی قسم ہے کہ تو وہی کہل ہے - پس حضرت کی نبوت بجا لانے مین مجھے دو یقین کیا جب مین اپنے کامون سے فارغ ہو کے رخصت کیلئے اس کے پاس گیا تو کہنے لگا کہ مین اس پیغمبر کی نعت مین چند بیتین کہا ہون اوس کے حضور اقدس مین پہنچائے - بارہ بیتین میرے تحویل کیا - اسکی شروع پہت یہہ ہین

الوتر تالی قد سمعت معاشری ✻ ونفسی قد اصبحت فی الحجا هاهنا اور ان بیتون کے اخیر مین صدیق اکبر کے طرف خطاب کرکے کہتا ہے - وانت ورب البیت تلقی محمدا ✻ لعامک هذا قد اقال البراهنا ✻ فحی رسول الله منی فانني ✻ علی دینه احیی وان کنت راهنا ✻ فیالیتنی ادرکته فی شبیتی ✻ فکنت له عبدا وکنت له اخا ✻ غرض ابوبکر صدیق نے کہتے ہین کہ مین جب حضرت کے یہان سے نکلا اور مکہ معظمہ مین آیا تو عقبہ بن ابی معیط وشیبہ وابوجہل اور چند شخص میری تہنیت کے لئے آئے - مین نے

پوچھا کہ کیا یہان کوئی واقعہ عجیب وحادثہ غریب وقوع مین آیا ہے - وے کہنے لگے کہ ہان اس سے کیا واقعہ عجیب ہوگا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب جو ابو طالب کا یتیم ہے پیغمبری کا دعوی کر رہا ہے - اور ہمکو کہتا ہے کہ تم دین باطل پر ہو اور تمہارے باپ دادا بھی باطل پر تھے - ہم کو تمہارا ہی انتظار تھا - اب جو تم آئے ہو جو مناسب ہے سو کیجیو ابوبکر صدیق کہتے ہین کہ مین نے جب یہہ بات سنا عذر کر کے اون کو رخصت دیا اور دریافت کیا کہ حضرت کہان ہین کہے کہ خدیجہ کبری کے گھر مین ہین - مین اسیوقت بی بی کے مکان پر گیا اور دروازے کے حلقے پر آ حضرت باہر تشریف لائے مین ملاقات سے مشرف ہوا اور حقیقت دریافت کیا تو فرمائے کہ مین خدا کا رسول ہون تجھے اور سب لوگون کو اللہ تعالی کی وحدانیت اور میری رسالت کی طرف بلاتا ہون - مین نے عرض کیا کہ آپ کی رسالت پر کیا دلیل ہے فرمائے کہ وہی دلیل جو مین فلان راہب خبر دیا اور میری نعت کو بتین تیرے تحویل کیا - مین نے پوچھا کہ اس حال سے کس نے ایکو خبر دی فرمائے کہ وہ فرشتہ جو میرے آگے سب انبیا کے پاس آتا تھا - بس یہہ سنتے ہی مین کہا - اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور حضرت کی بیعت سے مشرف ہوا اور مجھے ایسی خوشی حاصل ہوی کہ عمر بھر مین کبھی ایسی خوشی حاصل نہین ہوی تھی - **دوسری روایت** ابوبکر صدیق سے منقول ہے کہ مین نے ایام جاہلیت مین ایک روز جھاڑ کے نیچے بیٹھا تھا - ناگاہ کیا دیکھتا ہون کہ اسکی ڈالی میرے طرف جھکنے لگی - یہان تک کہ میرے سر تلک پہنچی - مین تعجب سے اس کی طرف دیکھتا تھا - اس جھاڑ سے آواز آئی کہ ایک پیغمبر فلان وقت مبعوث ہووے گا - اور خلایق اس پر ایمان لاکے ہمیشہ کی سعادت ہاتھ لاوینگے - چاہئے کہ تو بھی وہ دولت سعادت ہاتھ لانے مین جلدی کرے - مین نے پوچھا کہ وہ پیغمبر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے - کہا کہ اس کا نام نامی محمد ہے ابن عبداللہ ابن مطلب ابن ہاشم - مین کہا کہ وہ تو میرا الیف اور صاحب اور حبیب ہے - تب اس جھاڑ سے مین نے کہا کہ جب وہ پیغمبر مبعوث ہو مجھے بشارت دیجیو - جب حضرت مبعوث ہوے اس جھاڑ سے آواز آئی کہ ای پسر ابو قحافہ اب جلدی کیجیو کہ ہم پیغمبر پر وحی آئی - قسم ہے رب موسی کی کہ کوئی تیرے پر سبقت نکر سگا - پس جب صبح ہوی مین نے حضرت کے حضور فیض گنجور مین گیا - اور حضرت نے مجھے دعوت کئے مین نے کہا - اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِبَعْثِكَ بِالْحَقِّ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ان کے سب ایمان مین اور بھی روایتین آئی ہین اُنسے بعضے یہہ فقیر خیابان السیر مین لایا ہے -

میسری خیابان
صدیق اکبر کی رہنمائی سے دوسرے صحابہ ایمان لانے کے بیان مین -

صدیق اکبر کی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد جن ایمان سے مشرف ہوے گھر مین تشریف لائے ہم سب کو دین اسلام کے طرف دعوت کئے جب تک سب گھر والے ایمان سے بہرہ ور نہوے تب تک مجلس سے نہ اُٹھے - اور جس روز

ابوبکر صدیق ایمان لائے اسی روز شام تک انہین کی ترغیب سے پہر پانچ اصحاب کرامت و دولت اسلام سے کامیاب ہوے
عثمان بن عفان - وزبیر بن العوام وطلحہ بن عبداللہ - وسعد بن ابی وقاص - وعبدالرحمن بن عوف اور انکے بعد
انہین کے رہنمائی سے یہہ صحابہ ایمان سے مشرف ہوئے - ابوعبیدہ بن الجراح - وعثمان بن مظعون - وارقم بن
ابی الارقم وابوسلمہ بن عبدالاسد - اور انکے بعد عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب - وسعید بن زید بن عمرو بن نفیل و فاطمہ
بنت الخطاب عمر فاروق کے خواہر سعید مذکور کے زوجہ - وقدامہ بن مظعون - وخباب بن الارت - وعبداللہ بن مظعون
وعمرو بن ابی وقاص - وعبداللہ بن مسعود - وسعد بن الربیع - وسلیط بن عمرو - وعباس بن ابی ربیعہ - وخنیس
بن حذافہ - وعامر بن ربیعہ - وعبداللہ بجحش - وجعفر بن ابیطالب اور ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس - وحاطب بن الحارث
وخطاب بن الحارث - ومعمر بن حبیب - وسائب بن عثمان بن مظعون - ونعیم بن عبداللہ - وعامر بن فہیرہ - وخالد
بن سعید - وحاطب بن عمرو بن عبدالشمس - وابوحذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ - وواقد بن عبداللہ - وعمار بن یاسر وصہیب
بن سنان - وایاس بن بکیر - وخالد بن البکیر - وابوذر غفاری - وطلیب بن عمیر - ومصعب بن عمیر - یہہ سابقین
ہین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین - ان سے ہر ہر کے ایمان کا ایک سبب اور ایک قصہ ہے لاکن اس مختصر مین اوس کے
تفصیل کی گنجایش نہین کذا فی المعارج - **چوتھی خیابان اُن آیتون کی تفسیر مین جو ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دال ہین - پہلی آیت** - جو سورہ توبہ مین آئی ہے فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ
یعنے مقرر نصرت کیا اللہ تعالے نے اُس کی یعنے اپنے رسول مقبول کی - اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جبکہ نکالا اسکو
کافرون نے اسکو مکہ معظمہ سے نکالنے کا - اور حق سبحانہ تعالے شانہ نے اسکو ہجرت کی اجازت دی ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ
دو جانون سے جبکہ وے دونون غار مین یعنے غار ثور مین - اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ جب کہا پیغمبر نے اپنے
یار کو یعنے ابوبکر صدیق کو کہ غم نہ کھا اندیشہ مت کر اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مقرر اللہ ہمارے ساتھ ہے دشمنون کے شر سے ہم کو
بچانے مین اور ہمپر ہم کو نصرت دینے مین فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ پس نازل کیا اللہ تعالی نے اپنی رحمت جو آرام
کا سبب ہے عَلَيْهِ اپنے رسول مقبول پہر ابوبکر صدیق پر کیونکہ حضرت کے ساتھ جو ان کو کمال محبت تھی نہایت مضطر تھے
وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا تائید دیا اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر کو ملایکے کے فوجون سے کہ تم نہین دیکھے اول کسی یعنے اللہ تعالے
نے فرشتون کے فوجین بھیجدیا تا سر غار پر حاضر رہین اور حضرت کی حفاظت کرین - یا اُن فرشتون سے مراد ہی جو بدر اور حنین اور احزاب مین
نازل ہوئے وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى اور کر دیا بات کافرونکی پست یعنے کفار جو کفر کے طرف دعوت کرتے تھے اُنکی دعوت کو
خوار و بیمقدار کر دیا - وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا - اور کلمہ اللہ کا یعنے اسلام کی دعوت یا توحید رب العزت یا کلمہ شہادت بلند تر اور رفیع القدر ہے

وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہی غالب کرتا ہی اہل توحید کو اور خوار کرتا ہے اہل شرک کو یہہ غار کا قصہ غزوۂ تبوک کے اثنا مین لانے سے یہہ مقصود ہے کہ اگر تم جہاد کو جاؤ گے مین اور میرے پیغمبر کی یاری دینے مین قصور کرین ہم اوس کی یاری دیوین گے جیسا کہ اُس محل مین جو ایک شخص سے زیادہ نہ تھا اور سب صنادید قریش اسکے قتل کا قصد کئے تھے ہم اسکی مدد کئے اور دشمنون کے درمیان سے اس کو محفوظ اور سالم نکالے پس نصرت ہمارے قبضۂ قدرت مین ہے

دوسری آیت جو سورۂ نحل مین آئی ہے ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا یعنے بیان کیا اللہ تعالےٰ نے ایک مثال کہ وہ کون ہے عَبْدًا مَّمْلُوْکًا غلام زرخریدہ جو مکاتب اور ماذون نہو اور وہ لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ کہ قدرت نہین رکھتا ہے کسی چیز پر نفع وضرر سے وَمَنْ رَّزَقْنٰہُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا اور وہ شخص جو روزی دی ہم نے اس کو ہمارے تروبک سے اچھی روزی یعنے حلال اور زیادہ اور بلا مزاحم دوسرے اس مین تصرف کر سکے - فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ سِرًّا وَّجَھْرًا ھَلْ یَسْتَوٗنَ پس یہ بندہ خرچ کرتا ہی اس روزی سے باطن اور ظاہر یعنے جس طرح چاہتا ہی اور کسی سے اندیشہ نہین کرتا ہے کیا ایسا بندہ اور ویسا غلام ہر دو برابر ہین یعنے غلامان بے اختیار اور خواجگان با اقتدار ہر دو برابر نہین پس جب مملوک عاجز مالک قادر کے ساتھ تصرف مین برابر نہین ہے بتان جو تمام مخلوقات مین بہت ہی عاجز ہین قادر علی الاطلاق کے ساتھ کیون کر شریک ہو سکین گے - صاحب کشف المحجوب نے لکھا ہی کہ مین ایک روز شیخ ابو العباس شفائی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت مین آیا اور دیکھا کہ یہہ آیت پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے اور نعرے مار رہا ہے - مین نے سمجھا کہ اب ہارے گا - سو پوچھا یہہ کیا حالت ہے - فرمایا کہ مدت گیارہ سال سے مین قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہون سو آج اس آیت پر پہنچا اب آگے بڑھ نہین سکتا ہون - ہان حدیث کو قدر تک پہنچ سکیگی ؎ نیست کو ہست ساتھ کیا نسبت ہیچ سے قطرہ کیا کرے دعوا مفسرون نے کہا ہی کہ یہہ ضرب المثل مومن مقبول اور کافر مخذول کے واسطے ہے مومن سے مراد ابو بکر صدیق ہین اور کافر سے مراد ابو جہل لعین انتھے

تیسری آیت جو سورۂ رحمن مین آئی ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ یعنے واسطے اس شخص کے جو ڈرا اپنے رب کے آگے کھڑا رہنے سے دو جنت ہین - یعنے جس نے موقف حساب سے ڈرے اور گناہ کرنے سے اسکو دو بہشت دیوین گے - ایک جنت عدن دوسری جنت نعیم - موضح مین لکھا ہی کہ دو باغ ایسے دیوین گے کہ ان کے ہر ایک کی چوڑائی اور لمبائی سو سال کی راہ ہوگی - ہر ایک باغ مین نخشتا درخت اور بے حد میوے اور خوبصورت حوریں اور دوسرے اور محمد حکیم ترمذی قدس سرہ نے کہا کہ ایک بہشت خوف الٰہی کے بدلے مین ہوگی دوسری ترک منہای کے عوض یا ایک خاص ڈرنیوالے کے واسطے ہوگی - دوسری اس کے متعلق اور خدام رہنے کے لئے - کہتے ہین کہ

لِمَنْ خَافَ سے مراد ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ **چوتھی آیت** سورۂ زمر میں آئی ہے وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ یعنے وہ شخص جو آیا سچی بات کے ساتھ وَصَدَّقَ بِہٖ - اور وہ شخص جو سچ جانا اسکو اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ - وے لوگ پرہیزگار ہیں - کہتے ہیں کہ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد جبرئیل ہیں - اور مصدق یعنے سچ جاننے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ کلام الٰہی پر تصدیق لائے اور قبول کئے - اور ابو العالیہ اور کلبی رحمہما اللہ جو اکابر مفسرین سے ہیں کہتے ہیں کہ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدق سے مراد ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی تفسیر معالم التنزیل والحسینی ورضۃ الاحباب **پانچویں آیت** سورۃ الفجر میں آئی ہے یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اَیْ جو چین پکڑے ہوئے ساتھ حق کے کہ تو حق کے سوائے اور کسی طرف التفات نہیں رکھتا تجھکو زمین کے پس جانے سے اور فرشتوں کے صفوں کو دیکھنے سے اور پرہول آواز سننے سے دوزخ کے کیا پروا ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ پھر آ اپنے پروردگار کی طرف ہمیشہ تو اس کے حضور میں - مستغرق رہتا تھا اور اسکے ماسوا کی طرف التفات نہ کرتا تھا رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ایسی حالت میں کہ تو خوش وقت ہو نیوالا ہے جمال حق کی تجلی دیکھنے سے - اور پسند کیا گیا ہے تو ساتھ ظہور آثار جمال جمیل مطلق کے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ پھر داخل ہو میرے مقرب بندگان کے گروہ میں جو بیدار کے مقام میں تجھ سے ہیں - اور یہ تیرا مرتبہ ہے سعادت روحانی کا وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور داخل ہو میری جنت میں کہ وہ مقام لذت جسمانی کے مزہ اٹھانے کا ہے سَرَزَقَنَا اللّٰہُ الْفَوْزَ بِالسَّعَادَتَیْنِ اس جگہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ نفس انسانی کو قرآن مجید میں تین صفتوں سے موصوف کیا ہے ایک امارہ دوسرے لوامہ تیسرے مطمئنہ امارہ کافروں اور فاسقوں کے نفس کی صفت ہے جو کفر اور فسق سے منہ نہیں پھیرتے اور ان کا نفس انکو ہر وقت اعضی کاموں کی طرف رغبت دلاتا ہے - اور لوامہ ان گنہگاروں کے نفس کی صفت ہے جو اپنی بدی پر ندامت کھینچتے ہیں - اور گناہ ہو جانے کے بعد اپنے کو آپ ملامت کرتے ہیں کہ یہ کام میں نے کیوں کیا اور بہت برا کیا - اور مطمئنہ انبیا اور اولیا کے نفسوں کی صفت ہے کہ ایمان اور اطاعت اور ذکر و فکر میں حق کے اطمینان پاتے تھے اور خواہشوں کی کش مکش اور گناہوں کے خطرات سے انکے احوال پراگندہ اور اوقات مکدر نہیں ہوتے تھے - اور بعضے کہتے ہیں کہ امارگی ہر نفس کی ذاتی صفت ہے کہ شہوت اور غضب کے وقت عقل اور شرع کے حکم پر ظہور کرتی ہے اور لوامگی بھی ہر نفس کی صفت ہے مگر جس وقت کہ عقل اور شرع کے طرف رجوع کرے اور خیر و شر کو پہچانے اور اطمینان بھی ہر نفس کی صفت ہے مگر جبکہ ذکر کا نور تمام بدن کے اجزا پر غالب ہو جاتا ہے - اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ سارے نفس قیامت کے دن لوامہ ہونگے اور آپکو ملامت کرینگے کہ طاعت زیادہ کیوں نہ کی اور گناہ کیوں

کیا اور ہر چند کہ اصل مین اس ندا اور بشارت کا وقت نزع اکبر کا ہے اور وہ قیامت کے دن ہوگا لیکن اُس کا نمونہ ہر مومن مرنے کے وقت ظاہر ہوتا ہے - چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ جب باایمان آدمی کو اجل آتی ہے تو سرہانے اُس کے فرشتے خوبصورت اور معطر آتے ہین اور کہتے ہین ای جان بجی آرمیدہ خوشی اور آسانی سے نکل آ کہ تیرا پروردگار تجھہ سے خوش ہے یہہ بات سنکر مسلمان کی جان کمال خوشی سے نکل آتی ہے اور ایک عالم اوسکی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے اور فرشتے اوس کو ریشمی اور معطر کپڑون مین لیجاتے ہین اور دروازے آسمان کے کھلجاتے ہین اور وہان کے دربان مرحبا کہتے ہوئے استقبال کرتے ہین اور اسکے واسطے بخشش طلب کرتے ہین اور اسکو عرش معلی کے نیچے لیجاتے ہین تا اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرے اور حضرت میکائیل کو حکم ہوتا ہے کہ اس جان کو مسلمان اور نیکو کارون کی ارواح کے مقام مین داخل کر اور اسکے قبر کو فراخ کر دو تا آرام اور راحت اسکو پہنچتی رہے اور اس کو کہدو کہ آرام سے رہے نئی دلہن کی طرح جسکو کوئی بدخواب نہین کرتا اور کافرون کے ساتھہ اسکے برعکس معاملہ واقع ہوتا ہے کذا فی تفسیر عزیزیہ - روایت ہے کہ جب یہہ آیت شریف نازل ہوی ابوبکر صدیق نے کہے اِنَّ هٰذَا لَحَسَنٌ - حضرت نے فرمائے کہ ای ابوبکر تو آگاہ ہو اسبات سے کہ تیری موت کے وقت فرشتے یہہ آیت تجھہ پر پڑیگا - ان کے سوائے اور بھی آیتین ہین کہ صدیق اکبر کی فضیلت پر دلالت کرتے ہین اختصار کے لئے ان چند آیتون پر اکتفا کیا - اور آیۂ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ جو انہین کے شان مین مسطح کا نفقہ موقوف کرنے کے باب مین نزول پای اور وہ سورۂ نور مین آئی ہے - اسکا بیان درازی چھپتا ہے یہ فقیر جہان السیر کے چوتھے حصہ مین اسبات کے ساتھہ لایا ہے چاہین تو اسی مین دیکھہ لین - اور سورۂ لیل جو صدیق اکبر کی فضیلت مین نازل ہوا - تفسیر عزیزیہ سے اسکے چند آیتون کی تفسیر جو کئی صدیقون کو بھی شامل ہے یہان لکھی جاتی ہے وَهِيَ هٰذِهٖ سورۂ لیل کے نازل ہونے کا سبب یہہ ہے کہ مکہ معظمہ مین دو شخص رئیسون مین بڑے مالدار تھے - ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ - اور دوسرا امیہ بن خلف - اور ان دونون کا معاملہ مال کے صرف کرنے مین مختلف تھا امیہ مال بہت رکھتا تھا اور بارہ غلامون کو تربیت کرکے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد کیا تھا چنانچہ ایک غلام کو کھیتی کا داروغہ کیا تھا - اور ایک کو میوون کے باغ کا اور ایک کو قافلی کپڑون کی تجارت کے واسطے یمن اور شام کے طرف بھیجتا تھا - اور ایک کو جانورون پر مقرر کیا تھا کہ دودھہ اور وہی اور نسل کی خبرداری کرکے اسکے حاصل کو جمع کیا کرے اسیطرح ہر غلام کو ایک کام سپرد کیا تھا اور اس تدبیر سے مال بہت جمع کیا تھا - اور باوجود اس ثروت اور مالداری کے ایک کوڑی فقیر کو نہین دیتا تھا بلکہ اگر کوئی غلام کسی محتاج کو کچھہ آدھی دمڑی کبھی دیتا تو اسپر خفا ہوتا بلکہ اس کام سے موقوف کرتا تھا اور اگر کوئی شخص اس کمبخت کو بطور نصیحت کے

حضرت بلال رضی

کچھہ سمجھتا تھا کہ باوجود اس کثرت مال کے اللہ تعالی کی راہ پر محتاجون اور مسکینون کو کس واسطے نہین دیتا ہی اور آخرت کا ذخیرہ کیون نہین کرتا ہی تو وہ بدبخت اسکے جواب مین کہتا تھا کہ اول تو آخرت کہان ہے اور اگر بالفرض ہی تو بھی اس قدر مال اور اسباب دنیا دار دنیا دین نے جمع کیا ہے کہ مجھکو کچھہ احتیاج بہشت کے نعمتون کی نہین ہے - اور ان چیزون سے جن کی طمع اور لالچ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقیرون اور محتاجون کو دیتے ہین اور اس سبب سے ان لوگون کو اپنا گرویدہ کرتے ہین مجھکو کچھہ پروا نہین ہے - اور اسکے غلامون مین سے ایک حضرت بلال رضی اللہ تعالے عنہ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم تھے اور بزرگی مین انکا مرتبہ اس حد کو پہنچا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خواب مین اپنے آگے آگے بہشت مین دیکھا اور اُن کے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بہشت بلال کی مشتاق ہی سو حضرت بلال جسوقت مین کہ مملوک اس بدبخت کے تھے بوشیدہ اسلام لائے تھے آخر کو رفتہ رفتہ ان کے اسلام لانے کی خبر اس کو پہنچی تو اول انکو منزل کیا اور خزانے تجانے کی داروغگی جو اونچے متعلق تھی دوسرے غلام کو سپرد کی - پھر انکو اپنے سامھنے بلوا کے پوچھا کہ تو کس کو پوجتا ہے - حضرت بلال نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کو اس ملعون نے کہا کہ اس دین کو چھوڑ دے نہین تو مین تجھہ کو بڑی سزا دونگا اور مارتے مارتے مار ڈالونگا حضرت بلال نے کہا کہ مین تو اس دین سے نہین پھرتا لیکن مین تیرا غلام ہون تو جو چاہے سو کر - اس شقی ازلی نے اپنے غلامون کو ایسا حکم کیا کہ دن چڑھتے انکے بدن مین ببول کے کانٹے چبھو یا کرو اور جب آفتاب خوب گرم ہو تب دھوپ مین انکو چت لٹا کر سر سے پیر تک ان پر گرم پتھر رکھا کرو تاکہ ہل نہ سکین اور گردن کے آگ جلایا کرو اور جب شام ہو تب ہاتھہ پیر باندھکے اندھیرے مکان مین قید کر رکھو اور باری باری سے رات بھر کوڑے مارا کرو اور صبح تک مار موقوف نہ کرو - اسیطرح سے کتنے دنون تک حضرت بلال اس صعوبت مین گرفتار رہے اور پکار پکار کر احد احد کہا کرتے تھے یعنے معبود میرا ایک ہے - ایکروز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ رات کے وقت اس طرف سے گذرے اور اس ملعون کے گھر سے آواز نالہ وزاری کی آپکے کان مین پڑی - پوچھا کہ اس مین کیا ہوتا ہی اور یہہ آواز کیسی ہے لوگون نے کہا کہ بلال نام ایک غلام ہے اس پر مار پڑتی ہے یہ آواز اُس غلام کے رونے کی ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کو یہہ بات سنکے نہایت رنج ہوا اور صبح کے وقت اُس کے گھر مین آپ تشریف لے گئے اور اس مردود کو نصیحت کرنا شروع کیا کہ خدا سے ڈر اور اس غلام پر اتنا ظلم مت کر اس واسطے کہ اس نے سچے دین کو قبول کیا ہی اور اللہ تعالے کی دوستی اور رضامندی کو اختیار کیا ہے تجھہ کو چاہئے کہ اس غلام کو غنیمت جان اور اسکے ساتھہ احسان کر کہ آخرت مین تیرے کام آویگا اور تجھکو اسکی سختی سے بچا دیگا - اس ملعون نے کہا کہ آخرت کہان اور یہہ دین کہان سے معلوم ہوا کہ سچا ہی اور اگر بالفرض آخرت ہوی بھی تو مجھکو دنیا مین کس چیز کی کمی ہے کہ آخرت کی نعمتون پر جو فقط وہم اور خیال ہین فریفتہ ہون میرے پاس اس دنیا مین

بھی بہشت موجود ہی چنانچہ تم ہی جانتے ہو کہ کوئی چیز ایسی نہین ہے جو میرے کارخانے مین کثرت سے موجود نہو اور مضمون ان بیتون کا زبان پر لایا ؎ صبح تو جام سے گذرتی ہے ؛ شب دلارام سے گذرتی ہے ؛ عاقبت کی خبر کسے معلوم ؛ یان تو آرام سے گذرتی ہے ؛ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر اس کو سمجھایا اور نصیحت کی کہ میرا کہا مان اور اس بیچارے مسکین پر ظلم کرنے سے باز آ - اس بدبخت نے کہا کہ اگر تمہارا دل ترس کھاتا ہی تو تم بھی بیدار ہو اور آخرت کا اعتقاد بھی رکھتے ہو تم ہی ثواب کماؤ اور اس غلام کو مجھ سے خرید کر لو - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ اسی بات کی آرزو رکھتے تھے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے اور کہا کہ تو جو طلب کرے مین دونگا اور اس کو خرید کرون گا - اس کافر نے عاجز کرنے کو کہا کہ تم اس کو نہ خرید کر سکوگے اور اگر یون ہی تمہین منظور ہے اور مجھ سے اس کے خرید کرنے کا بڑا شوق ہے تو اپنا غلام نسطاس رومی مجھکو دو اور وہ آپکے غلامون مین بڑی لیاقت اور قابلیت تجارت کی رکھتا تھا چنانچہ دو ہزار دینار کے قریب پونجی جمع کی تھی اور اس غلام کو یعنے بلال کو مجھسے لو - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ اللہ تعالے کی رضامندی کے واسطے جان تک دینے مین عذر نہ رکھتے تھے اس بات کو دل اور جان سے قبول کیا بلکہ چالیس اوقیہ اور اس پر زیادہ کرکے اس کافر کو دئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالے عنہ کو قید خانے سے باہر نکال کر اپنے ساتھ لے کر چلے وہ کافر آپ کو دیکھتا تھا اور ہنستا تھا اور اپنے مصاحبون سے کہتا تھا کہ یہ شخص باوجود اس عقل اور دانائی کے اس معاملہ مین کس قدر دھوکھا کھایا ہی اور اپنا نقصان کیا ہے یعنے ایسے غلام کو جو دو ہزار دینار کی پونجی بھی رکھتا تھا ایسے نکمے غلام کے عوض مین دیا ہی جو کسی کام کا نہین ہے اور ایک کوڑی بھی پونجی نہین رکھتا ہے مین ایسے غلام کو یعنے بلال کے مانند ایک دانق کے عوض مین کہ درم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے نہ خریدون بلکہ مفت بھی نہ لون - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے جو یہہ بات سنی تو فرمایا کہ اس غلام کا مرتبہ اس قدر میرے نزدیک ہی کہ اگر تمام یمن کی بادشاہت کے عوض مین بیچتا تو بھی مین بیچے نہ چھوڑتا - پھر بلال رضی اللہ تعالے عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر کیا اور سب حال جو گذرا تھا عرض کیا کہ اس طرح سے مین نے ان کو خرید کیا ہے اور آپ گواہ رہئے کہ اللہ کی رضامندی کے واسطے انکو مین نے آزاد کیا - جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالے عنہ اس روز سے فارغ البال ہو کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین رہنے لگے اور نیک بختی دونون جہان کی حاصل کی - اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ ابتداے اسلام سے کہ مسلمانون کی نہایت ضعیفی اور عاجزی کا وقت تھا اپنے مال کو اللہ تعالے کی رضامندی کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصارف اور حاجتون مین اور کافرون کے ہاتھ سے مسلمانون کو چھوڑا لینے مین اور سوا اسکے دوسرے

اچھے کاموں میں صرف کرکے ذخیرہ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خرید کرنے میں جو کچھ خرچ کیا سو ابھی معلوم ہو چکا اسیطرح سے سات شخص غلام اور لونڈی قریش کے جنھوں نے دین اسلام کو دل سے قبول کیا تھا اور ان کے مالک اس سبب سے ان کو ایذا دیتے تھے خرید کر کے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے آزاد کر دیا تھا - چنانچہ انمیں سے ایک عامر بن فہیرہ ہیں کہ بنی جدعان کے غلام تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اُنکے مالکوں سے ایک رطل بھر سونے کے عوض میں خرید کر کے آزاد کر دیا اور وے ہجرت کے سفر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمرکابی میں مشرف تھے اور بیر معونہ کے دن شہید ہوے اور وے بڑے اولیاء اللہ سے تھے اور انمیں سے ایک ذخیرہ ہیں کہ کمال کی نہایت کو پہنچے تھیں اور بڑا ایمان کامل انکو نصیب ہوا تھا ان کو بھی اُنکے مالکوں سے لیکر آزاد کر دیا تھا لیکن قضاے کردگار سے بعد آزاد ہونے کے انکی آنکھوں میں درد ہوا اور بینائی جاتی رہی انکے مالکوں نے یہہ بات سنکر ان کو طعن کے طور سے کہا کہ دیکھا لات اور عزیٰ کی مار نے تجھکو کیسا اندھا کر دیا - انھوں نے جواب دیا کہ یہہ بات تمھاری جھوٹی ہے لات اور عزیٰ کو ہرگز یہہ قدرت نہیں ہے کہ کسی کا کچھہ اچھا یا بُرا کر سکیں سوے اللہ تعالیٰ کے وہ مالک ہی جو چاہتا ہے سو کرتا ہے یہہ بات ان کی اللہ تعالیٰ کے جناب میں پسند آئی اسیوقت انکی آنکھیں اچھی ہو گئیں اور جیسی بینائی تھی ویسی ہی ہو گئی - اور انھیں میں سے مہدیہ اور انکی بیٹی ہیں کہ یہ دونوں ایک عورت یعنے عبدالدار کی لونڈیاں تھیں اور وہ عورت ان کو نہایت ایذا پہنچاتی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے حال سے خبر پاکے اس عورت کے گھر تشریف لیگئے اور اسکو نصیحت کی کہ انکو ایذا مت دے اور جو کچھہ انکی قیمت ہو مجھہ سے لے - اس عورت نے قیمت بہت مانگی آپنے بلا تکرار انکی قیمت موافق اسکی خواہش کے اسکو ادا کی اور ان دونوں سے کہا کہ اس عورت کے آٹا پیسنے میں مشغول تھیں کہا کہ خوشخبری ہو جیسے تم کو کہ میں نے تم دونوں کو مول لیکر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے آزاد کر دیا اب اٹھو اور آٹے کو چھوڑ دو اور میرے ساتھہ آؤ - ان دونوں نے عرض کی کہ اے ابوبکر صدیق بہت برسوں سے ہم نے اس کے گھر میں پرورش پائی ہے اور اسکا نمک کھایا ہے اب یہہ اس کا کام ادھورا چھوڑنا مناسب نہیں ہے اس آٹے کو پیسکے اس کو دیکر ہم آتے ہیں - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسبات کو سُن کر اُن پر آفرین کہے اور انکو انھیں کے کہنے کے بموجب اجازت دی - اور انھیں میں سے ایک عورت وہ ہے کہ بنی مومل کی مملوک تھی اور بنی مومل ایک فرقہ ہے بنی ہدی سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی وقت ایمان سے مشرف ہوے تھے اس لونڈی کو اسلام لانیکے سبب سے سخت تعذیر اور تعذیب کیا کرتے تھے یہانتک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو خریدکے آزاد کر دیا اور اسیطرح سے ام عبید کو بھی خرید کر کے آزاد کیا تھا - اور سوا انکے جو مذکور ہوے

اور بہت سے بردوں کو آزاد کیا ہے۔ اور بعد اس تمام خرچ کے چالیس ہزار درم جو سرمایہ انکے پاس باقی رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور بموجب آپکے فرمانے کے دوسرے مسلمانوں پر تیرہ برس کے عرصہ مین صرف کیا اور چھے ہزار درم جو باقی رہے تھے کچھ ہجرت کے سفر مین اور کچھ مسجد نبوی کی زمین کے خرید کرنے مین اور کچھ دوسرے نیک کامون مین خرچ کئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا اپنی زبان فیض ترجمان سے اس کلمہ کو ارشاد فرمایا ہے کہ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبُوْ بَکْرٍ یعنے کسی کے مال سے مجھکو اس قدر فائدہ نہین پہنچا جس قدر ابوبکر کے مال سے مجھکو فائدہ ہوا۔ اسواسطے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال اور ابوطالب و عبدالمطلب کا مال آپکے کھانے اور لباس مین اور صلہ رحم مین یعنے خویش و اقربا کے دینے لینے مین اور مہمانون کی ضیافت مین اور محتاجون کی خبرگیری مین صرف ہوا تھا۔ اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کا مال اسلام کی شوکت اور دبدبے کی زیادتی مین اور مسلمانون کی خلاصی مین کافرون کے پنجے سے اور ضعیف مسلمانون کی مدد اور دستگیری مین صرف ہوا۔ اور دونون مصرفون مین آسمان اور زمین کا تفاوت ہے۔ حاصل کلام جس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سب مال تمام ہوا اور اللہ تعالی کی راہ مین خرچ ہو چکا اور بالکل فقیر اور محتاج ہو گئے۔ ایک روز ایک کملی کو کرتے کی طرح گلے مین ڈالکر اوسکو کانٹے سے گوتھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مین حاضر ہوے تھے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے کہ ابوبکر تو بڑے مالدار اور تونگر تھے یہ کیا ہوا کہ فقیرون کے سے کپڑے پہنے بیٹھے ہین۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہون نے سب اپنا مال مجھپر اور میرے واسطے خرچ کر ڈالا اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالی نے ابوبکر کو سلام فرمایا ہے اور یہ پوچھا ہے کہ اس فقیری مین بھی مجھسے راضی ہے یا کچھ رنج دل مین رکھتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو اس کلام کے سنتے سے ایک عجب حالت پیدا ہوی اور اصحاب حال کے مانند بیخود ہو کے کھانے کیوقت اپنے پروردگار سے کدورت رکھونگا اور اس کلمہ کو بار بار اپنی زبان پر لاتے تھے اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ یعنے مین اپنے پروردگار سے راضی ہون مین اپنے پروردگار سے راضی ہون سو حق تعالی نے اس سورت مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت مین ارشاد فرماتا ہے وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی کہ دور رکھا جاویگا اس آگ سے جو بڑا متقی ہے اور اہل شرع کی اصطلاح مین تقوے اسے کہتے ہین جو کفر سے اور گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے بچا رہے اور اگر کبھی کوئی گناہ اس سے ہو جاوے تو اس سے اسیوقت نادم ہو کے توبہ اور استغفار کرے تاکہ اس گناہ کا اثر اور نشان دل پر باقی نرہے اور گناہ دلمین

گھر کرنے نہ پاوے اور اتقی کا مرتبہ اس سے بھی بڑھکر ہے یعنے شریعت اور طریقت کے آداب کو بھی نہ چھوڑے
اور گناہ کا قطرہ اور بری نیت کا خیال بھی دل مین نہ آنے دے اور اپنے ظاہر و باطن کو ایکسان رکھے سوے
باتین بہت نادر اور کمیاب ہین اللہ تعالی جس کو اپنے کرم اور فضل سے یہہ رتبہ نصیب کرے اُسی کو ملتا ہے۔
اور اس جگہہ پر اتقی سے سب مفسرون کے نزدیک مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ ہین اور یہہ سورت
انھین کے شان مین نازل ہوی ہے جیسے اشقی سے امیہ بن خلف مراد ہے کہ کفر کی شقاوت اور بدبختی کو نجل اور
دوسرے گناہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ایذا کے ساتھہ جمع کرکے اشقی کے مرتبے کو پہنچا تھا اور اہل
سنت وجماعت نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی فضیلت اور بزرگی سب امت پر بعد انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے جو سب باتون مین سب مسلمانون سے علحدہ ہوتے ہین اسی آیت سے نکالی ہے اور یہی آیت اسکی
دلیل ہے اور تقریر اس دلیل کی اس طرح پر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو حق تعالی نے اتقی فرمایا ہے
اور دوسری آیت مین فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنے بے شک بڑا بزرگ تم مین سے
اللہ تعالے کے نزدیک وہ ہے جو بڑا متقی ہے تو ان دونون آیتون مین توفیق دینے سے ایسا ثابت ہوتا ہے
کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ آدمیون مین بڑے بزرگ ہین اللہ تعالی کے نزدیک اور یہی معنے ہین افضلیت کے
اور تفضیلی لوگ کہتے ہین کہ یہان پر اتقی سے متقی مراد ہے نہ یہہ کہ جو سب سے زیادہ ہو تقوے مین مراد ہوا اسواسطے کہ
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاشبہہ کمتر تھے تو ان معنون سے انبیا اتقے
ہونا ثابت نہ ہوا بلکہ یہہ لفظ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر البتہ صادق ہوتی ہے اور جب اتقی تقی کے
معنے مین ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا سب امت پر ثابت نہوا اور اہل سنت اسکے جواب مین کہتے ہین
کہ اتقی کو تقی کے معنون مین کہنا عربی لغت کے خلاف ہے اور اللہ تعالے کے کلام سے جو عربی خالص ہے ایسے معنے
مراد لینا جو عرب کے محاورے کے خلاف ہون درست نہین ہے اور جو ضرورت کہ ان معنون کے مراد لینے مین بیان
کرتے ہین وہ مردود ہے کیونکہ کلام دوسرے آدمیون مین ہے نہ پیغمبرون مین اسواسطے کہ شریعت کے قاعدون سے معلوم
ہوچکا ہے کہ سب پیغمبر بزرگی اور مرتبے مین اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بڑے ہین سو پیغمبرون کو دوسرے آدمیون
اور دوسرے آدمیون کو پیغمبرون پر سب امر مین قیاس نکیا چاہئے اسواسطے کہ ایسے لفظون کے بولنے سے
بزرگی اور برائی مقام پر عرف شرعی مین امت ہی مراد ہوتے ہین پیغمبر ہرگز اس سے مراد نہین ہوتے اور عرف کی
تخصیص ذکر کی تخصیص سے قوی ہوتی ہے جیسا کہ اگر کوی شخص کہے کہ گیہون کی روٹی دوسری روٹیون سے اچھی

ہوتی ہے تو اس کلام سے یہہ نہ پوچھا جائیگا کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہوتی ہے باوجود اسبات کے کہ بادام کی بھی روٹی ہوتی ہے لیکن یہہ کلام عرف سے خارج ہے اسواسطے اس کلام کے بولنے سے وہ روٹی مراد ہی جو غلہ سے ہو نہ وہ روٹی جو میوے سے بنی ہو۔ اور بعضے اہل سنت وجماعت کے بزرگون سے سنا گیا ہی کہ فرماتے تھے کہ اتقی یہان اپنے اصل معنی تفضیل پر ہے یعنے وہ شخص جو تقوے مین زیادہ ہو اپنے سواے کل پر خواہ پیغمبر ہون خواہ امت لیکن یہہ خاص ان لوگون کی نسبت سے ہی جو زندہ ہین تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آخر عمر مین بعد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو اُن کی خلافت کا زمانہ ہے اس کلمے کے مصداق ہو سکتے ہین یعنے اتقی کا لفظ اُس وقت مین اُنپر صادق آتا ہی اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ زندہ ہین لیکن زمین پر نہین ہین بلکہ آسمان پر ہین تو دنیا والون کے نزدیک مردہ کا حکم رکھتے ہین اور اتقی کو یہہ لازم نہین ہی کہ ہر وقت اور ہر شخص کے نسبت سے تقوی مین زیادہ ہو اور اگر ایسا ہو تو کسی کو متقی کہنا درست نہو اسواسطے کہ ترکیب مین تقوی ہو نہیں سکتا ہی اور جو منصب اور ہر مرتبہ شرع مین مہمہ ہے اسمین آخر عمر کا اعتبار ہے جیسے صالح ہونا یا غوث ہونا یا قطب ہونا یا ولی ہونا یا نبی ہونا اسیواسطے جو شخص کہ اپنی آخر عمر مین ان مرتبون کو پہنچے ہین انکو بھی انھین القابون سے ذکر کرتے ہین اگرچہ لڑکپن مین اور جوانی مین ان کو یہہ مرتبہ حاصل نہوا تھا تو معلوم ہوا کہ اتقی اسیکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ وہی عملون کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے کے لوگون سے جو زندہ ہین افضل ہو اور تقوے مین زیادہ بس اس تقریر سے اپنا مطلب ثابت ہوا بغیر تکلف اور تاویل کے اور جو دوزخ کی آگ سے دور رکھنے مین ابوبکر کو اتقا فرمایا ہے تو اب وجہ اسکے جو اس سورت کے اترنے کے وقت درگاہ الٰہی مین مقبول ہوے تھے یا فرماتے ہین کہ اَلَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یعنے وہ تقوے والا اور ڈرنے والا کہ اپنے مال کو دیتا ہی اللہ تعالیٰ کی راہ مین چنانچہ بلال سے شخص کو اور سوائے اسکے دوسرے غلام اور لونڈیون کو جو اسلام لائے تھے اور اسلام لانے کے سبب سے انکے مالک انکو ایذا دیتے تھے اور طرح طرح کے تکلیفین پہنچاتے تھے اُن سب کو اُن کا فرون سے مول لیکر آزاد کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامون مین اور ہجرت کے سفر کے سامان مین اور مسجد نبوی کی زمین خریدنے مین اپنے مال کو خرچ کیا غرض اسکی اُس مال کے خرچ کرنے سے یہہ تھی کہ یَتَزَکّٰی اپنے تئین پاک کرے سو وہ مبذم مال کے دینے مین اس نیت سے ترقی کرتا جاتا ہی اور اس کا کمال نشو و نما کی طرح سے کہ بانی اور ہوا کے پہنچنے سے بڑھتا ہی روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہی اسواسطے کہ زکوٰۃ کی لفظ مین دو معنے پائے جاتے ہین ایک طہارت اور دوسری زیادتی اور یہہ

دونوں باتیں اسکو حاصل ہیں وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى اور نہیں ہے اُسپر کسی کا احسان کہ اس مال کے دینے سے اسکا عوض اور بدلا کیا جاوے ہرچند کہ مال کا دینا احسان اور سلوک کے بدلے میں بھی نیک ہے لیکن جو اُس میں اپنا نام ہی منظور ہوتا ہے تو کمال اخلاص کے مرتبے کو نہیں پہنچتا - اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی کا سلوک اور احسان مجھپر ایسا نہیں ہے جس کا عوض اور بدلا دنیا میں میں نے اسکے ساتھ نہ کیا ہو سوائے ابوبکر کے اور اُس کے احسان اور سلوک کا عوض میں نے نہیں کیا اسکا عوض اللہ تعالیٰ اُس کو قیامت کے دن عنایت فرماویگا - اسی جگہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے کا کمال اور ثواب کا اندازہ ہو جانا چاہئے کہ کس قدر ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اس پر بھی اگر کسی کو اُن کے مرتبے میں شک اور شبہہ باقی رہے تو یہہ سمجھے کہ ایمان کے آفتاب کا پرتو اسکے دل پر نہیں پڑا ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؟ اور دوسری صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی دن پہلے اپنی وفات سے خطبہ پڑہا اور اُس میں تعریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت ارشاد فرمایا چنانچہ یہہ بھی فرمایا کہ کسی کا احسان مال کا اور سلوک اور حق الخدمت بدن کا اور جان کا مجھپر اس قدر نہیں ہے جس قدر ابوبکر کا ہے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اور مجھسے مہر نہ لیا اور بلال کو اپنے خالص مال سے مول لیکر آزاد کیا اور کے سے مدینہ کو ہجرت کے سفر میں اسباب زاد اور راحلہ کا درست کرکے مجھکو پہنچایا اور اپنی جان اور مال سے ہمیشہ میری غمخواری کرتا رہا سوا ب سب کے دروازے مسجد کے طرف سے بند کرو سوائے ابوبکر کے دروازے کے کہ اس کو کھلا رہنے دو - اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال کا مرتبہ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ علام الغیوب خود اُنکے دل کے اخلاص پر گواہی دیتا ہے اور اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ وہ یہہ کام نہیں کرتا ہے اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى مگر واسطے چاہنے رضامندی اپنے پروردگار کی جو سب بڑوں سے بڑا اور بزرگ ہے اور کسی طرح کی نفسانیت اس خرچ کرنے میں اسکو منظور نہیں ہے بلکہ ثواب کا لالچ اور عذاب سے دوری بھی دینے میں اسے مقصود نہیں ہے چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت سی لونڈی غلاموں کو جو اسلام لائے تھے بڑی بڑی قیمتوں سے خرید کرکے آزاد کیا - ابو قحافہ جو اُنکے باپ تھے اسبات کی نصیحت کرنا شروع کیا کہ اگر تم کو لونڈی غلاموں کا آزاد کرنا ہی منظور تھا تو اچھے چست اور چالاک جو سب کام کے قابل ہوتے اور تمھارے ہر کام میں مدد کرتے ان کو لیکر آزاد کیا ہوتا تو کچھ فائدہ بھی تھا ایسے لونڈی غلاموں کو جو کسی کام کے نہیں ہیں مول لیکر آزاد کرنا اور آزاد کرنے کے بعد اُنکے کھانے کپڑے کا بھی ذمہ دار ہونا اس سے

کیا فایدہ ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے باپ کے جواب مین یہی کہا کہ اس کام سے مجھکو صرف اللہ تعالی کی رضامندی منظور ہے اس کے سوائے کوی دوسری چیز منظور نہین ہے۔ اور جامع عبدالرزاق مین بھی صحیح طریق سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کا مال مسلمانون مین سے میرے اس کام نہین آیا جیسا ابوبکر کا مال میری ضرورت پر کام آیا۔ راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ کے مال کو اسطرح سے صرف کرتے تھے جیسے کوئی اپنا مال خرچ کرتا ہے اور کسی طرح کی جدائی اور فرق اپنے اور ابوبکر کے مال مین نہ سمجھتے تھے۔ اور ابن ماجہ کے سنن مین مذکور ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے مال سے مجھکو اسقدر نفع نہین ہوا جس قدر ابوبکر کے مال سے مجھکو نفع ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ وہان پر حاضر تھے یہہ بات سنکے رونے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین بھی کا ہون اور میرا مال بھی آپکا ہی اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس قصے کو روایت کیا ہے۔ اور بڑے کمال کے مرتبے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی یہہ بات دلالت کرتی ہے کہ حقتعالی نے جس طرح سے اپنے پیغمبر کی دلجوئی اور خاطرداری کے واسطے والضحی کی سورت مین وعدہ فرمایا ہے کہ ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی طرح سے اس سورت مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے واسطے وعدہ فرمایا ہے کہ ولسوف یرضی اور یقین ہے کہ ابوبکر راضی ہوگا حقتعالی سے یا حقتعالی جل شانہ ابوبکر سے راضی ہوگا سو اسطے کہ یرضی مین ضمیر ہے وہ دو احتمال رکھتی ہے ایک احتمال یہہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف پھیرے اور دوسرا احتمال یہہ بھی ہے کہ حقتعالی کے طرف پھیرے لیکن دونون صورتون مین اپنا مطلب حاصل ہے ولنعم ما قیل یعنے کیا اچھی بات کہی ہے کسی شاعر نے ؎ بخت اگر مدد کند دانش آدمی کند ۔ گر بکف تو گرد شم زہی طرب و ریکبتد زہے شرف ۔ یعنے اگر اپنے نصیب کی مدد سے معشوق کا دامن ہاتھ مین آوے پھر اگر مین اسکو کھینچون تو زہے نصیب میرے اور اگر وہ کھینچے تو زہے بزرگی اپنی۔ اور حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ بہت سے مہاجر اور انصار ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے کے مابین حاضر تھے اور لوگون کی فضیلتین اور بزرگیان آپس مین بیان کر رہے تھے کہ فلانا اس مرتبہ کا اور فلانہ اس رتبہ کا ہے اس گفتگو مین آوازین ہماری بلند ہوین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولتخانہ مبارک سے تشریف شریف باہر لائے اور ہم لوگون کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ کس مشغل مین مشغول ہو۔ ہم نے عرض کیا بعضے لوگون کی بزرگیان بیان کرتے ہین تب آپنے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا

کہ اگر اس طرح کا ذکر ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو بزرگ مت جانیو اسواسطے کہ وہ افضل ہے تم سب کا دنیا اور آخرت مین - اور ابو درداسے دارقطنی مین صحیح سندسے روایت آئی ہے کہ ابو درداسے کہا کہ ایک روز مین آگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رستہ مین جاتا تھا کہ یکایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستے مین مل گئے اور فرمایا کہ کیا تو اس شخص کے آگے آگے چلتا ہے جو دنیا اور آخرت مین تجھ سے بہتر ہے قسم ہے خدا کی کہ آفتاب طلوع اور غروب نہین کیا کسی پر بعد انبیاء و مرسلین کے کہ وہ بہتر ہو ابوبکر سے - اور ابن عساکر نے کتاب الموافقہ مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سندسے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے والد بزرگوار امام باقر سے اور وہ اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے اور وہ اپنے والد ماجد جناب سید الشہدا حضرت امام حسین سے اور وہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہین کہ آپ فرماتے تھے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آفتاب طلوع اور غروب نہین کیا ہے کسی پر بعد پیغمبرون اور رسولون کے کہ بہتر ہو ابوبکر سے - اور حافظ خطیب بغدادی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ مین ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا کہ آپنے ارشاد فرمایا کہ اسوقت ایک شخص ایسا آتا ہے کہ حقتعالیٰ نے میرے بعد اُس سے بہتر کسی کو پیدا نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرون کی شفاعت کے مانند ہوگی - جابر کہتے ہین کہ دیر نگذری تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور بغل گیر ہوکر ایک ساعت اُنسیت حاصل کی اسبات سے معلوم ہوا کہ جس طرح سے رضامندی حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی شفاعت مین ہے اسیطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی رضامندی امت کی شفاعت مین ہے اور اسلیئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامین فانی تھی اور بس واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

پانچوین خیابان ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعضے خصوصیات کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ چھ فضیلتین ایسے ہین کہ جن مین صدیق اکبر کا کوئی شریک نہین - اول ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ - یعنے غار مین حضرت کے دوسرے تھے وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْعَرِیْشِ اور منڈوے مین بھی حضرت کے ثانی تھے یعنے بدر مین حضرت کے واسطے ایک منڈوا ڈالے تھے اس منڈوے مین ابوبکر صدیق حضرت کے ساتھ تشریف رکھتے تھے وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْمَدْفَنِ اور مدفن مین حضرت کے ثانی ہین وخلفہ مکرمًا اور حضرت کے بعد خلیفہ ہوے - اور انکے خصوصیات سے

ہی کہ آپکے والدین اور تمام اولاد اور اولاد کی اولاد بھی سب ایمان لائے اور صحابہ مین داخل ہوے - یعنے عبداللہ وعبدالرحمن وبی بی عائشہ وبی بی اسما - اور انکے پوتے ابوعتیق محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر - اور نواسے عبداللہ بن اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم - یہہ فضیلت کسی صحابی کو نہین کہ والدین اور اولاد سب مسلمان اور صحابہ ہون اور اول جو حضرت کے حضور مین خطبہ پڑہے اور کفار کو اسلام کے طرف دعوت کئے وہی تھی - اور اول جو حضور نبوی مین فتوے دئے وہی تھے - اور اول جو معراج کی تصدیق کئے وہی تھے - اور اول جو ہجرت حاج ہوے وہی تھے - اور اول جو اسلام مین مسند خلافت پر بیٹھے وہی تھے - اور اول قریش سے اپنے ماں باپ کے حین حیات جو خلیفہ ہوے وہی تھے - اور اول جو اس امت سے مسجد کی بنا کئے وہی تھے - اور اول جو حضرت پر جان و تن نذل و نثار کئے وہی تھے - اور اول جو اس امت سے بہشت مین آوینگے سو وہی ہین - اور رحمت و رافت کی صفت مین حضرت نے ان کی تشبیہ میکائیل و ابراہیم خلیل علیہما السلام کے ساتھ دئے - **چھہتوین**

خیابان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرویات کی تعداد مین

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو حضرت سے حدیثین روایت کئے ہین وے سب حدیث کے معتبر کتابون مین اکیسو یالیس ہین سے متفق علیہ یعنے بخاری اور مسلم مین چھے آئے ہین اور فرد بخاری گیارہ ہین اور فرد مسلم ایک ہی - حضرت کے ساتھ ابوبکر صدیق کو باوجود کثرت ملازمت رہنے کے قلت روایت کا سبب یہہ ہی کہ حضرت کے بعد انھون نے جلد وفات پائی کہ دو برس و پانچ مہینے اور چند روز خلافت کئے - اور اس زمانے مین لوگ روایت حدیث مین زیادہ اہتمام نہین رکھتے تھے بلکہ اکثر جہاد کفار مین کہ دین کے اہم مہمات سے ہے کمر باندہے تھے - اسلئے ان کو روایت حدیث کی فرصت نہین تھی - صحابہ کی ایک جماعت صدیق اکبر سے روایت کرتی ہے - جیسے عمر بن الخطاب وعثمان ابن عفان وعلی ابن ابیطالب وعبدالرحمن بن عوف وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر بن العاص وحذیفہ بن الیمان وزید بن ثابت وبرا ابن عازب وعبدالرحمن بن ابی بکر صدیق وعبدالرحمن بن ابزی وعبداللہ بن الزبیر وانس بن مالک وجابر بن عبداللہ وزید بن ارقم وعبداللہ بن معقل مزنی وطارق بن شہاب وعابد بن عمر ومزنی وعامر جہنی وعقبہ بن حارث نوفلی وعمرو بن حریث مخزومی وعمیر بن ہمین خزاعی ورفاعہ بن رافع انزی ومعقل بن سنان اشجعی وابوامامہ باہلی وابوبردہ سلمی وابوکبشہ وعائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہم - اور تابعین سے ایک جماعت اُن سے روایت کرتی ہے - جیسے قیس بن ابی حازم وابوعبداللہ ضابی وجبیر بن نفیر وجالس بن قیس طائی وسوید بن غفلہ جعفی وعبداللہ بن یربوع واسلم بن مولا عمر خطاب ورزم

بن عقیل و محمد بن ابی بکر صدیق و ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احادیث مرفوعہ
سے ایک حدیث یہہ ہے کہ مجھے میں نے حضرت سے سنا ہوں کہ فرماتے تھے مَا مِنْ مُسْلِمٍ اَذْنَبَ ذَنْبًا
فَتَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا اِلَّا غُفِرَ لَهٗ اَلَا غُفِرَ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ یعنے نہیں کوئی مسلمان کہ ایک گناہ
کیا پھر وضو کیا اچھا وضو پھر کھڑا رہا اور دو رکعت نماز پڑہی پھر دعا کی اور بخشش چاہی اپنے پروردگار سے مگر بخشیگا
اس کو اللہ تعالیٰ پھر یہہ آیت تلاوت فرمائی وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ یعنے اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشواوے پاوے اللہ کو بخشتا
مہربان۔ اور مروی ہے کہ ابو بکر صدیق نے حضرت سے عرض کئے کہ مجھے ایک دعا تعلیم فرمائیے نماز میں پڑہا کروں تب
حضرت نے ان کو یہہ دعا سکھلائے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا
اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ تفسیر حسینی میں لائے
ہیں کہ شیخ ابو صالح روایت کرتا ہے کہ اہل اسلام اور اہل کتاب کی ایک جماعت ایک مجلس میں جمع آئے تھے یہہ و نصاریٰ
فخر کرنے لگے کہ تمہارے پیغمبر مبعوث ہوئے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب کے آگے نازل ہوئی۔ بہشت میں داخل ہونگے
مگر ہود و نصاریٰ۔ مسلمان جو حاضر تھے ان کو جواب دیئے کہ ہمارے پیغمبر خاتم انبیا ہیں اور ہماری کتاب تمہاری کتاب کے ناسخ ہے
پس بہشت میں جانیکے لئے ہم زیادہ سزاوار ہیں۔ تب یہہ آیت نازل ہوی لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ یعنے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ
جو ثواب کا وعدہ کیا ہے اے مسلمانو تمہاری آرزوں سے حاصل نہ ہوویگا۔ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور نہ آرزوں سے
اہل کتاب کے جو کہتے ہیں لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى یعنے کوئی کام آرزو سے بر
نہیں آتا ہے بلکہ ریاضت کھینچا چاہئے کہ ریاض بہشت میں جاوے۔ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ جس نے برا عمل کریگا اسکی جزا
دیا جائیگا جب یہہ آیت شریف نزول پائی صحابہ دلگیر اور ملول ہوے۔ ابو بکر صدیق نے کہنے لگا یا رسول اللہ کیف
الفلاح بعد ھذہ الآیۃ یعنے اس آیت شریف کے نزول کے بعد کیونکر رستگاری ہوگی یا رسول اللہ کیوں کہ کوئی شخص
بد عمل سے خالی نہیں پس اسکے بدلے کی طاقت کس کو ہوگی حضرت نے فرمایا کیا تو بیمار نہیں ہوتا ہے اور غمگین نہیں
ہوتا ہے کیا تجھہ پر مصیبتیں نہیں آتے ہیں۔ صدیق اکبر نے کہا ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا ھو ذاک
یعنے اسی کا وہی بدلہ ہے۔ اور تفسیر میں لایا ہے کہ اس ارشاد کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ای ابو بکر تجھے اور تیرے یاروں
اور مومنوں کو دنیا میں جزا دیوینگے۔ تا تم درگاہ الٰہی میں جب جاوین کچھہ گناہ باقی نہ رہے اور دوسروں کے
جزا کو جمع کرینگے قیامت کے دن ان کو دیوینگے انتہی اساتوین خیابان ابو بکر صدیق کے

بعضے کلمات فیض سمات کے بیان مین - مروی ہے کہ صدیق اکبر نے فرمائے مَنْ ذَاقَ خَالِصَ حُبِّ اللّٰهِ شَغَلَهُ ذٰلِكَ عَنْ طَلَبِ الدُّنْيَا وَاَوْحَشَ عَنْ جَمِيْعِ الْبَشَرِ یعنے جس نے اللہ تعالیٰ کی خالص محبت کا ذائقہ چکیگا - اس محبت کا ذائقہ اس کو دنیا طلب کرنے سے بھیر دیگا اور سب لوگون سے اسکو وحشت ہوگی - اور فرمائے اَلْمَرْاَةُ كُلُّهَا شَرٌّ وَشَرُّ مِنْهَا اَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْهَا - یعنے عورت سب کی سب بدہی اور اس سے بدتر وہ شخص ہے جو اس سے ناچار ہے - اور انھین کے مواعظ سے ہے کہ جس نے اپنی عمر عیش مین گذرانیگا اپنی زراعت کا وقت ضایع کیا جس نے زراعت کا وقت ضایع کر دیگا زرعت کاٹنے کے وقت پشیمانی کھینچیگا اور انھین سے منقول ہے کہ فرمائے وَدِدْتُ اَنِّیْ حَصِیْرٌ یَاْكُلُنِیَ الدَّوَابُّ مُخَافَةً لِلْعَذَابِ یعنے عذاب کے ڈر سے مین دوست رکھتا ہون کہ کاش مین گھاس ہوتا اور جانور مجھکو کھاتے - اور فرمائے اَصْلِحْ نَفْسَكَ يُصْلِحْ لَكَ النَّاسَ یعنے درست اور اچھا کر اپنے نفس کو تب لوگ تجھے اچھا جانینگے - اور معرفت کے باب مین فرمائے - اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ یعنے عاجز ہونا پانے سے ادراک کے ادراک ہی - قدوۃ العارفین شیخ روزبہان بقلی اپنی شرح شطحیات مین سید الطایفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے نقل کی ہی کہ بہت عمدہ کلمہ جو معرفت کے باب مین واقع ہوا - کہ صدیق اکبر کا قول ہے اور فرمائے لَيْسَ مَعَ الصَّبْرِ مُصِيْبَةٌ وَلَا مَعَ الْجَزَعِ فَائِدَةٌ یعنے صبر کے ساتھ کچھہ مصیبت نہین اور رو دھو کر مین کچھہ منفعت نہین - اور فرمائے اَلْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ یعنے بلا سوپنے گئی ہی کلام کے ساتھہ پس چاہئے کہ جس قدر ہو سکے زبان کو بچاوے تا بلا مین نہ پڑے - اور فرمائے اَحْرِصْ عَلَى الْمَوْتِ تُوْهَبْ لَكَ الْحَيٰوةُ یعنے موت کی حرص کر تجھے حیات بخشے جاوے - اس مین اشارہ ہی موت اختیاری کا اور نکل جانا حدات بشریہ اور اتصال پانا عالم قدسیہ سے -

فصل پھلی سقیفہ بنی ساعدہ کے ذکر مین اور اختلاف مہاجر و انصار کا امر خلافت مین اور بیعت صحابہ کی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھہ پر - ثقات کرام و علماے اعلام روایت کرتے ہین کہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس روز وفات کئے اسی روز قدوہ اصحاب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوعبیدہ ابن الجراح سے فرمایا کہ اپنا ہاتھہ دراز کیجئے تمہارے سے بیعت کرون کیونکہ حضرت نے تمہاری شان مین فرمایا ہی - اَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ انھون نے کہا کہ ای عمر جب سے کہ تم مسلمان ہوے ہو مین تمھارے سے بیجا کلام نہین سنا - گمراہی بات جو اب کہتے ہو کہ میر سے بیعت کرے حالانکہ ابوبکر صدیق کہ جس کی شان مین ثَانِیَ اثْنَیْنِ اور ایک روایت مے ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ

وارد ہی تمہارے مین موجود ہین - جانتے کہ ابوعبیدہ کے اس کلام مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو صدیق اکبر کی شان مین آئی ہی ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ - وَیَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اور وہ جو حضرت نے غار مین ابوصدیق کو فرمایا وَمَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا اکثر مہاجرین اور تھوڑے انصار ابوبکر صدیق کے طرف مائل تھے سقیفہ بنی ساعدہ ایک بڑی حویلی تھی کہ کسی کام کے مشورت کرنے یا قضیوں کا فیصلہ دینے کے وقت انصار اس مکان مین جمع آئے تھے - اسیطرح اُس وقت بھی امر خلافت مین مشورت کرنیکے لئے سب انصار جمع آئے اور سعد بن عبادہ کو جو انصار کے سردار دن سے تھے بجد تمام بلا لائے - اور چہتے تھے کہ انکو مسند خلافت پر بٹھلا دین اور انسے بیعت کرین - سعد بن عبادہ اس وقت اگرچہ بیمار تھے پر ایک خطبہ پڑہا اس مین اللہ کی حمد اور حضرت پر درود وسلام اور انصار کرام اسلام مین سبقت کئے مین جو فضیلت کے بعد بھی مضمون تہا - کہ ای مسلمانو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ مین تیرا سال تک اپنی قوم کو دعوت کئے ایک تھوڑی جماعت کے سوائے لوگ ایمان نہ لائے - اور اُس چھوٹی جماعت کو یہہ طاقت نہین تھی کہ حضرت کی حمایت اور دین کی اعانت مین کمر باندہین اور کفار کا رنج و ضرر دفع کرین - یہان تک کہ اللہ تعالے حضرت کے قدوم میمنت لزوم سے تمہارے شہر کو مشرف کیا - اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا - اور دین متین کی حمایت و سید المرسلین کی اعانت اور کفار و مشرکین سے تنگ و جہاد کرنیکی تم کو توفیق دی - یہانتک کہ عرب اپنی کج مزاجی اور ضد و عداوت اور ظلم و ستم و کفر و شرک چھوڑ دیکے راہ راست پر آئے - اور ایمان و عرفان سے بہرہ ور ہوے - اور عرب کے اکثر قبائل تمہارے ہی تلوار کے بل طوعاً و کرہاً حضرت کے مطیع و منقاد ہوے - اور حضرت دنیا سے سدہارے تم سے راضی تھے پس تم اُس خلافت مین جلدی کرو دوسرے لوگ اس کے دعوے ہونے کے آگے ہی تم حاصل کرلو - انصار یا وقار جب یہہ خطبہ سنے جواب دئے کہ تم اچھی بات کہے ہو ہم تمہاری خلافت قبول کرتے ہین اور ہم تمہارے سے راضی ہین - پھر آپس مین کلام کرنے لگے کہ اگر مہاجرین قریش اپنا اتفاق ایسا بیان کرین کہ ہم اسلام مین سبقت کئے ہین اور حضرت کی خدمت بجا لائے ہین اور اپنے وطن سے ہجرت کئے ہین اور حضرت کے ساتھ قرابت رکھتے ہین جب ایسی فضیلتین ثابت کرین ہم کیا جواب دین - تب انصار سے ایک گروہ کہنے لگی کہ ہم مہاجرین سے کہین کہ مِنَّا اَمِیْرٌ وَّمِنْکُمْ اَمِیْرٌ یعنے ہمارے سے ایک امیر ہو اور تمہارے سے ایک امیر - اور ہم اسکے سوا سے ہرگز راضی نہوون - ہر ایک شخص کے خاطر مین جو گذرتا تھا وہی کہتا تھا - ایسے مین انصار سے ایک مرد عمر فاروق کی خدمت مین جاکے سب انصار جمع ہوکے اس مشورت مین ہین سو خبر پہنچایا - اور بہت مبالغہ کیا کہ اسباب مین بہت جلدی کیجئے تا جدال و قتال کی نوبت نہ پہنچے - یہہ خبر سنتے ہی عمر فاروق نے اُٹھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے

آئے - ابوبکر صدیق وہان حاضر تھے سو ان کو خبر ہوئے اور سقیفہ بنی ساعدہ مین جو انصار کا مجمع تھا وہان جانے
کے باب مین بہت تجدید ہوے - تب ابوبکر صدیق اور ابو عبیدہ بن الجراح اور قریش کی ایک جماعت اتفاق کر کے
وہان جا پہنچے - اور علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ اور زبیر اور بنی ہاشم اور صحابہ کی ایک جماعت حضرت کی تجہیز و تکفین اور
غسل و تدفین کے کام مین شامل رہے اور راہ مین انصار سے دو مرد یعنے عویم بن ساعدہ و معن بن عدی صدیق اکبر و عمر فاروق سے
ملے اور انکی دلداری کئے اور جب سقیفے مین جا پہنچے کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص ملنگ پر تکیہ کیا ہوا بیٹھا ہے اور انصار اسکے
اطراف جمع آئے ہین اور اپنی فضیلتین بیان کر رہے ہین - اور خلافت کا دعوی رکھتے ہین - عمر فاروق نے پوچھا کہ یہ مرد جو ملنگ
پر ہے کون ہے - کہے کہ سعد بن عبادہ ہے - عمر فاروق سے منقول ہے کہ مین کتنے باتین اپنے دل مین مقرر کر رکھا تھا -
اس وقت بیان کرنا چاہا - لیکن ابوبکر صدیق نے مجھے قسم دیکے منع کئے اور آپ باتین کرنے لگے - قسم ہے پروردگار اللہ جل شانہ
کی کہ جو باتین مین نے اپنے دل مین رکھا تھا اس سے بہتر کلام کئے - اور ایک روایت ہے کہ ابوبکر اول اللہ تعالی کی حمد و ثنا ادا
کئے اور حضرت پروردگار پر درود و سلام بھیجے - پھر مہاجرین کی فضیلتین جو انھون نے اسلام مین سبقت کئے اور حضرت کے ساتھ مواسات اور
حسن سلوک سے پیش آئے اور ایک گروہ جو حضرت پر جان و مال فدا کئے - اور کفار قریش سے سخت جہاد مین اور بلا مین گھبرائے
بیان کئے - اور اس کے بعد انصار کے فضائل کا بھی شمار کر کے انکی دلجوئی اور دلداری پیش آئے اور ثابت کر دئے کہ مہاجرین
حضرت کے ساتھ قرابت قریبہ رکھنے کے سبب سے بہترین عرب ہین اور حسب و نسب عالی رکھتے ہین - اور عرب سوائے
قریش کے دوسرے کے تابع نہ ہوین گے - پس تم انسے حسد نہ کرو اور انکی مخالفت پر نہ جاؤ - بحکم حدیث شریف الناس
یتبع قریش کے لوگ قریش کے پیرو ہین - تم کتاب اللہ کے رو سے ہمارے بھائی اور دین مین ہمارے شریک ہین - اور
دوسروں کے بہ نسبت ہمارے بڑے دوست ہین سو تم زیادہ سزاوار اس بات کے ہین کہ قضاے الہی پر راضی ہین اور ہمارے
بھائیون کی فضیلت کو مسلم رکھین - اللہ تعالی جس کام سے انکو سرفراز فرماوے تم تنگ دل نہ ہوین - انصار کہنے
لگے اچھا ہم مہاجرین سے کسی کی خلافت قبول کرتے ہین بشرطیکہ جب وہ انتقال کرے تب انصار سے کوئی خلیفہ
ہووے - اور یہہ کام اسیطرح جاری رہے - عمر فاروق نے کہا کہ واللہ جو ہماری مخالفت کریگا ہم اس کو قتل کرینگے
جناب بن المنذر انصاری جو خزرج کے قبیلے سے تھے اٹھے اور کہے کہ واللہ ہم کسی کی خلافت قبول نکرینگے
ہان ہمارے ایک امیر ہووے تمھارے ایک امیر - صدیق اکبر کہنے لگے کہ امارت ہمارا حق ہے پس چاہئے کہ امیر ہمارے سے
ہو اور تم ہمارے وزیر - جناب نے انصار کو خطاب کر کے کہا کہ اے انصار زیبا تم اس بات کو قبول نکرو اور ثابت
قدم رہو کہ خلافت کیلئے تم احق ہو - اور مہاجرین سے کہا کہ اے مہاجرو اسکے سوا گزیر نہین کہ ہمارے سے ایک امیر ہو اور

تمہارے ایسے ایک امیر۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس بات کو قبول کرو والا ہم تمہارے ساتھ قتال کریں گے تا ایکبات قرار پاوے
عمر فاروق نے کہا کہ واللہ خلافت میں دوئی روا نہیں ہے دو بادشاہ ایک ملک میں رہنا ممکن نہیں جب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے قبیلے سے نہیں تھے عرب تمہاری امارت پر راضی نہ ہوویں گے جناب کہنے لگے کہ ہم جو یہہ
بات کہتے ہیں تمہارے پر کچھ حسد نہیں رکھتے ہیں۔ ولیکن ہکو اندیشہ بھی ہے کہ ہمپر ایسے لوگ والی ہوں کہ جنکے
باپ اور بھائی کو ہم قتل کئے ہوں۔ عمر فاروق نے کہا کہ جب خلافت آپنے قرار پاوے تو سکتا ہی تو مرجا۔ غرض جناب اور
عمر بن الخطاب کے درمیان بہت سختی کی باتیں چلے۔ مہاجرین و انصار کے درمیان بڑی مخاصمت اور مخالفت کھڑی
رہی یہاں تک کہ تلوار چلنے کی نوبت قریب تھی اور اس شور و غوغا میں سعد بن عبادہ لوگوں کے پامال ہوگئے تب
انصار سے ایک شخص فریاد کیا کہ تم نے سعد کو مار ڈالا۔ عمر فاروق کہنے لگے کہ خدا اسکو مارے کیونکہ اس نے شر اور
فتنہ مچایا ہے۔ ابوبکر صدیق جب یہہ حال دیکھے سب اصحاب کو اچھی طرح سے تسکین دئے اور کہے کہ اے گروہ انصار
تم کو خدائے عزوجل کی قسم دیتا ہوں تم یاد کرو کہ مکہ معظمہ میں جس شب عقبہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے تم نے جو بیعت کی اس وقت حضرت نے تم سے جو چند شرطیں لئے انمیں یہہ بھی ایک شرط تھی کہ خلافت و حکو
کے باب میں تم مخالفت نکریں جو شخص اس کام کے لایق ہو اسکے ساتھ منازعت سے پیش نہ آویں۔ یہہ بات
سنتے ہی سب کے سب کہنے لگے کہ ہاں۔ پھر سعد بن عبادہ کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کیا تم نے حضرت سے نہیں سنا کہ
کہ اس کام کے والی قریش ہیں۔ سعد نے کہا ہاں۔ پھر زید بن ثابت انصاری نے اٹھا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مہاجرین کی قوم سے تھے پس آپکا خلیفہ بھی مہاجرین سے ہی چاہئے۔ ابوبکر صدیق کہے جزاکم اللہ خیرا پس
عمر فاروق اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگے کہ ان دونوں سے ہر ایک کو میں خلافت کے لایق جانتا ہوں عمر فاروق
کہے کہ ہم تمہارے سے بیعت کرتے ہیں کہ ہم سب میں بہتر اور بہتر تم ہی ہو۔ اور ہم سب سے حضرت کے نزدیک زیادہ دوست تم ہی تھے
اور ایسا شخص کون ہے کہ جس میں یہہ تین فضیلتیں جمع ہوں سو اس آیت سے معلوم ہوتے ہیں ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا
فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔ پس ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑے اور بیعت کرے
پھر مہاجرین کو کہے کہ بیعت کیجئے تب وے بھی بیعت کئے۔ پھر سب انصار بھی کر چکے مگر ایک چھوٹی جماعت باقی رہی۔ اور
بعضوں نے کہا کہ ہم علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے سوائے کسی کے ہاتھ پر بھی بیعت نہ کریں گے۔ اور سعد بن عبادہ نے
تعصب اور حمیت کے سبب سے جب تک زندہ تھے بیعت نکی۔ پر ایک ضعیف روایت آئی ہے کہ آخر الامر سے اکراہ سے
بیعت کی۔ تنبیہ پوشیدہ نرہے کہ مہاجرین و انصار کا اختلاف عرب کی عادت پر واقع ہوا۔ کہ کسی قوم پہ اس قوم

والے کے سوائے دوسرے کو حاکم نہیں ہٹراتے تھے - اور حضرت نے جو فرمائے تھے اَلْاَئِمَّۃُ مِنَ الْقُرَیْشِ
اس ارشاد سے غافل تھے جب وہ بات یاد آئی اس خلاف سے باز آئے - اور مہاجرین والنصار کی وہ مخالفت صاف
اسباب پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت مخصوص کسی کی خلافت پر تنصیص نہیں فرمائے کیونکہ حضرت خاص کیسی خلافت پر
نص فرمائے ہوتے تو صحابہ اسباب میں ایسا خلاف نہ کئے ہوتے - اور منقول ہے کہ جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ جب تک
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ تھیں بیعت نکی - کیونکہ انکی دامن خاطر پر اسباب کا غبار تھا کہ ابوبکر صدیق اس
خلافت اور عقد بیعت کی انکو خبر نہ دی اور اسباب میں آپ سے مشورت نہ کی - اور اکثر بنی ہاشم امیر المومنین علی مرتضیٰ کے
ساتھ اتفاق کر کے بیعت نہیں کئے - اور مہاجرین قریش کی ایک جماعت جیسے زبیر اور طلحہ اور خالد بن سعد بن
العاص - اور انصار کی ایک گروہ بیعت میں توقف کی تھی اور چند روز کے بعد سب بیعت کئے - روایت ہے کہ جب
امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیعت لینے سے فارغ ہوے - اسی روز ایک خطبہ پڑھے اس میں حمد وثنا
اور درود وسلام اور لوگوں کے دلجوئی کے بعد یہ مضمون تھا کہ اے مسلمانوں میں نے اس امر خلافت اور حکومت
کی طرف مائل نہ ہوا تھا بلکہ میں خدا و رسول کی اطاعت کروں تو تم بھی میری اطاعت کرو - اور میں خدا اور رسول کی نافرمانی
کروں تو تم پر مجھے کچھ حکم اور فرمان روائی نہیں - بلکہ میرے سے کبھی خطا واقع ہو جاوے تو تم مجھے آگاہ کر دو اور راہ راست
بتلاؤ - پھر اسکے بعد حضرت کے دفن میں مشغول ہوے جب دفن سے فراغت حاصل ہوی ابوبکر صدیق نے دوسرا خطبہ
پڑھے اسکا بھی مضمون تھا کہ امر بیعت میں تم نے جو میرے سے اہتمام دیکھا سو وہ ولایت وامارت کی حرص کا سبب نہیں تھا
بلکہ فتنہ وفساد اور اختلاف کا اندیشہ تھا اسواسطے میں نے جلدی کی - الحمد للہ اب تو وہ اندیشہ دور ہوا - پس اب تم جسکو
چاہتے ہو خلیفہ ٹھہراؤ میں بھی اس سے بیعت کرتا ہوں - سب کے سب بولے کہ خلافت آپکو ہی سزاوار ہے ہم سب آپسے راضی ہیں
صدیق اکبر نے کہا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ پس خلافت انہیں پر قرار پائی - اسی روز سے انکو
خلیفہ رسول اللہ کہنے لگے - کہتے ہیں کہ جب حضرت کے دفن سے فارغ ہوے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے عزلت اختیار
کی - اور اپنے گھر میں تشریف رکھے اور لوگوں سے ملاپ کم کر دئے - ابوبکر صدیق پیام بھیجے کہ تم کس لئے بیعت نہیں
کئے کیا میری خلافت کو مکروہ رکھتے ہو - مرتضیٰ علی نے جواب کہلا بھیجا کہ میں آپکی خلافت کو مکروہ نہیں رکھتا ہوں لاکن
میں نے قسم کھایا ہوں کہ جب تک قرآن مجید جمع کر نیسے فارغ نہ ہوؤں اپنی چادر کہندھے پر نہ ڈالوں مگر فرض نمازوں
کے لئے - کیونکہ مجھے اسبات کا بڑا خوف ہے کہ قرآن کریم جو صحابہ کو یاد ہے کہیں کسی سے محو نہ ہووے - اور بعضے اہل تاریخ
لائے ہیں کہ جب بیعت کی مہم سے فراغت حاصل ہوی ابوبکر صدیق نے مہاجر وانصار کا ایک مجمع کر کے علی مرتضیٰ کو

بلا بھیجے - جناب امیر نے قبول کر کے اس مجلس مین رونق افزا ہوے اور اپنے لایق مکان مین تشریف رکھے اور
کو بلانے بھیجنے کا سبب دریافت کئے عمر فاروق نے کہا کہ ایکو بلانے کا یہی سبب تھا کہ جیسا سب صحابہ ابوبکر صدیق سے
بیعت کرین - جناب امیر نے فرمایا کہ تم انصار پر جس بات کی حجت لا کے یہہ خلافت کا منصب لیے ہو - مین بھی تم پر وہی
دلیل لاتا ہون تم سچ کہو کہ حضرت جناب رسالت کے ساتھ زیادہ نزدیکی اور قرابت کس کو ہے - عمر فاروق نے کہا
کہ ای علی ہم آپ کو بیعت کے سوا نہ چھوڑین گے - جناب امیر نے کہا کہ اول میری اسبات کا جواب باصواب دیجیے
اسکے بعد بیعت طلب کیجیو - ابوعبیدہ کہنے لگے کہ ای ابوالحسن آپکو اسلام مین جو سبقت اور حضرت کے ساتھ نزدیکی کی
قرابت حاصل ہے اس فضیلت پر نظر کرتے خلافت کے لئے آپ ہی زیادہ سزاوار ہو - لاکن سب صحابہ متفق ہوے
اور ابوبکر صدیق سے بیعت کئے مناسب یہی ہے کہ آپ بھی ان کی موافقت کرین اور قدم دایرہ وفاق مین رکھین - جناب
امیر نے کہا کہ اے ابوعبیدہ حضرت کے قول سے تم اس امت کے امین ہو گفتار و کردار مین تم صاحب راستی اور خیانت
مین ایسی بات نہ کہئے جو صدق و راستی سے مقرون نہ ہے - نہ سوچے کہ حق سبحانہ تعالی جو بخشیں اور نعمتین خاندان
نبوت مین کرامت فرمایا ہے دوسری جگہہ نقل کرین - حالانکہ قرآن کریم ہمارے گھر مین نازل ہوا علم دین کے مخزن اور
سید المرسلین کے محافظ ہم ہی ہین - شریعت کے طرین اور دین ملت کے مصلحتین دوسرون سے ہم بہتر جانتے ہین
اسلئے خلافت و امارت کے واسطے ہم زیادہ سزاوار ہین - بشیر بن سعد انصاری نے کہا ای ابوالحسن واللہ آپ کی یہہ خواہش
جو آج ظاہر کرتے ہو اس کے آگے لوگون کو معلوم ہوتی تو بلاشک آپسے ہی بیعت کئے ہوتے ہرگز خلاف نہ کرتے لیکن
تم نے جب گھر بیٹھا لوگون کو یہہ گمان ہوا - کہ آپ امر خلافت سے دست بردار ہین ریاست و حکومت سے بیزار - لہذا لوگون
نے ابوبکر صدیق کے ہاتھہ پر بیعت کیا - اسباب مین اسواسطے اتنی جلدی کئے تا شریعت کے امور جاری ہونے مین کچھہ
خلل نہ آوے - جناب امیر نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم اسبات کو روا رکھتے ہو کہ مین نے حضرت خواجہ کائنات و
خلاصہ موجودات کا جسد شریف گھر مین چھوڑ دیے اور آپ کی تجہیز و تکفین کو ضروریات سے نجان کے طلب ریاست
و حکومت کی طرف دوڑون - اور لوگون سے منازعت کرون - جب ابوبکر صدیق نے دیکھا کہ مرتضی علی کا ہر سخن
نہایت استوار تر اور محکم تر اور ہر بات ہزار باتون کے مقابل اور برابر ہے نرمی اور ملائمت کی راہ اختیار کی اور کہنے
لگے کہ ای ابوالحسن میرا گمان یہہ تہا کہ آپ اسباب مین میرا خلاف نہ کروگے والا اس امر مین ہرگز تقدیم نکیا ہوتا اب جب
لوگون نے میری بیعت پر اتفاق کیا ہے آپ بھی انکی موافقت کروگے تو میرا گمان خطا نہ کیا بلکہ راست آیا فی الحال
بیعت کرنا نہین چاہتے ہو اور اسباب مین فکر و تامل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو آپ پر کچھہ حرج و تکلیف نہین -

جب علی مرتضیٰ نے یہہ بات سنی وہین مجلس سے اٹھے اور اپنے گھر تشریف ارزانی فرمائے - بعضے کہتے ہین کہ چالیس روز کے بعد آکے بیعت کی - اور ایک روایت ہی کہ قران مجید کے جمع کرنے مین اور جناب فاطمہ زہرا جو حضرت کی جدائی مین غمگین اور بیمار تھین چھے مہینے انکی غم خواری اور تیمارداری مین فرصت نہوی جناب خاتون کے وفات کے بعد بیعت کرنیکا اتفاق ہوا - انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان آگے آویگا - اور صاحب روضۃ الصفا غینہ سے نقل کیا ہی کہ ابوبکر صدیق کے ہاتہہ پر لوگ بیعت کرنے کی خبر جب جناب امیر کو پہنچی ایسی جلدی کرکے گہر سے نکلے کہ چادر اوڑہنے کی بھی فرصت نہ ملی پیرہن کے سوائے کچہہ بھین تھا اسی حالت سے صدیق اکبر کے پاس آکے بیعت حاصل کی - اپکا پوشاک اسی مجلس مین گھر سے منگائے - اور بعضے روایت مین آیا ہی کہ جب لوگون نے ابوبکر صدیق سے بیعت کیا ابوسفیان بن حرب جناب امیر کے پاس جاکے کہے کہ ایا تم راضی ہوتے ہو کہ بنو تیم کا ایک شخص امر حکومت کا والی ہو واللہ تم چھپتے ہو تو یہہ خیل سوار اور پیادون سے بھر دون - جناب امیر نے فرمایا کہ اے ابوسفیان تو ایام جاہلیت مین ہمیشہ فتنہ ڈالتا رہا اب بھی چاہتا ہے کہ اسلام مین فتنہ ڈالے اللہ تعالیٰ تیرے فتنہ سے مسلمانون کو کچہہ ضرر نہ پہنچائیگا مین ابوبکر صدیق کو خلافت و امارت کے لئے لایق اور سزاوار جانتا ہون - کہتے ہین کہ جب صدیق اکبر اور عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مخالفت کا عزم رکہتے ہین جلد یزید بن ابی سفیان کو شام کی حکومت پر مامور کیئے - تب ابوسفیان مخالفت سے باز آئے اور مطیع و منقاد ہوے **فصل دوسری ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماکول و ملبوس کے بیان مین جو بیت المال سے مقرر ہوا تہا - اور انکے کاتب و حاجب و عمال اور نقش خاتم کے بیان مین** —

روایت ہی کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے دوسرے روز علے الصباح اپنی قدیم عادت کے موافق تجارت کے لئے بازار کے طرف متوجہ ہوے - ناگاہ عمر فاروق اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما انسے راہ مین ملے اور پوچہے کہ یا خلیفۂ رسول اللہ کہان تشریف فرماتے ہو کہے تجارت کیلئے بازار کے طرف جاتا ہون - انہون نے کہا کہ آپ مسلمانون کے امیر ہوے اور مسند خلافت پر بیٹھے پس اب بازار کے طرف جانا اور تجارت کرنا اس منصب کے لایق نہین - کہنے لگے کہ میرے اہل و عیال کا نفقہ جو اللہ تعالیٰ میرے ذمہ پر واجب کیا ہی کیونکر ادا ہوگا - وے ہر دو بزرگون نے کہا کہ بیت المال سے ہم آپکا کفاف مقرر کرتے ہین تب انکو پھیر لاے اور انکے اہل و عیال کے واسطے ہمیشہ اوتہا گیہون اور سالیانہ دو ہزار پانسو درہم اور ایک مرکب اور ایک خادم بیت المال سے مقرر کیے - کہتے ہین کہ انکا گہر مدینے کے مغرب کی طرف واقع تہا وہان سے مسجد نبوی تک ایک میل کی مسافت تھی شروع خلافت مین ایک مہینے تک وہین

رہین ہر روز سوار ہو کے تشریف لاتے اور نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ مسجد نبوی مین آپ امام ہو کے ادا کرتے اور نماز عشا سے فارغ ہو کے اپنے مکان کے طرف مراجعت فرماتے تھے - کبھی وے حاضر نہون تو انکی نیابت سے عمر فاروق امامت کرتے تھے اور جمعہ کے روز حجامت لیکے اور داڑہی کو مہندی کا خضاب کر کے غسل سے فارغ ہو کے آتے اور نماز جمعہ ادا کرتے تھے اسلئے ایک مہینے کے بعد مسجد نبوی کے نزدیک آ کے رہنے لگے - کہتے ہین کہ منصب قضا عمر فاروق کے تحویل کی - اور عثمان ذوالنورین و زید بن حارث و عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہم کو اپنے کاتب ٹھہرائے اور شریف جرائکا سولا تھا اسکو حاجب یعنے اپنا دربان مقرر کیا - اور ملکون پر جو عاملون کو مقرر کئے سو یہہ تھے کہ حضرت نے فتح مکہ کے بعد عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ کے عامل ٹھہرائے تھے ابوبکر صدیق بھی انھین کو بحال رکھے سو عتاب آخر حال تک اسی منصب پر معمور تھے صدیق اکبر کی رحلت کے روز وہ بھی رحلت کی - اور طائف پر عثمان بن ابی العاص کو اور صنعا پر مہاجر بن ابی امیہ کو - اور حضرت موت پر زیاد ابن لبید - اور خولان پر یعلی بن امیہ کو - اور ہر جند پر معاذ بن جبل کو - اور نجران پر علاء ابن الحضرمی کو - اور بحرین پر جریر بن عبداللہ البجلی کو - اور سواد عراق پر مثنی بن حارث کو - اور دومۃ الجندل پر ابوعبیدہ بن الجراح و شرحبیل بن الحسنہ و یزید ابی سفیان کو مقرر فرمائے اور یہہ تینون امیر باوجود امارت کے خالد بن ولید کے تحت حکم تھے - اور صدیق اکبر کی خاتم پر یہہ فقرہ منقوش تھا

نعم اللہ القادر

اور ایک روایت ہے کہ یہہ فقرہ تھا

عبد ذلیل لرب الجلیل

بیسویں فصل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت سے پہلے سال کے وقایع کے بیان مین

صدیق اکبر اپنی خلافت مین کافرون سے جنگ کرنے کے لئے پہلا لشکر جو روانہ کئے سو وہ اسامہ کا لشکر تھا - اس کا ذکر مختصر یہہ فقیر جوجانی السیر مین لاتا ہے سو یہہ ہے -

ہے روایت وہ امام انبیا — حکم یون شہر مدینہ مین کیا
تا زیان سب جمع ہوون بیدرنگ — روسیون سے جا کے اب کریں جنگ
حکم یہہ سنتے ہی بس بخوف و بیم — جمع آئے جلد یک فوج عظیم
اسکو سرداری دیا اس فوج پر — اور اسامہ زید کا تھا جو پسر
جان یہہ قصہ ہے اس کا مختصر — زید تھا جو حبہ اسامہ کا پدر
جنگ موتہ مین ہوا تھا وہ شہید — روم کے سرحد کے اندر ای رشید
جب صفر کی آئی ہے چھبیسوین — کر کے لشکر کا اسامہ کو آمیر
پون کیا تاکید اسکو ای خبیر — کہ تو جا اپنی طرف اب جلد تر
اونکے پہر باغات اور شجار کو — تب اسامہ کی تھی عمر باکمال
آیا یہہ دو پہر شب کو حکم رب — بس اٹھارا سال یا انیس سال

کہ بقیع پاک مین حضرت نے جا
مردگون کے حق مین ہے دانگے دعا

جا تبھی اس پاک قبرستان پر
بس نبی اللہ کے اس فرمان پر

ویرتک اس قبر سے مین تھا کھڑا
ارا اٹھا سنہ بار دست التجا

لوٹ پھر آیا سوے دولت سرا
مغفرت چاہا انہون کی از خدا

اور پیر روز چار شنبہ ای امین
کہ صفر کی جو تھی اٹھائیسویں

اور ہوا آغاز اسکو درد سر
آ پڑے آئی نبی کو ای پسر

یک صحابی کے جنازے کی نماز
پڑھکے آیا گھر کو شاہ سرفراز

دست اطہر سے بنا اپنے دوا
اور خیشتے کے دن خیر اللہ سے

کب اسامے مبارک وہ لوا
کر عنایت وہ اسامہ کو دیا

عمدہ دیشان اصحاب کرام
باتھ مین اسکو بریدہ کے دیا

حسب فرمان رسول الثقلین
انصار مہاجر اور انصار کرام

اور ہماری بیان اس سنہ کی
تھے اسامہ کے تمامی تابعان

شنبہ کی بیماری ہوی جب سخت تر
آہ ہر دن وہم بڑھنے لگی

روم پر وہ فوج بھیجا جلد تر
پھر گئی وہ فوج آخر ای پسر

ذکر اس لشکر کا گر چاہے خدا
حق اسامہ کو دیا فتح و ظفر

اَعِنْ بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تُقَاتِلُ مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ

بس اسامہ فوج کا سردار تھا
اور یہہ اسکا علم بردار تھا

مثل صدیق و عمر عثمان یقین
اور سعد و ابو عبیدہ اے امین

بس اسامہ نے بفرمان رسول
حرف مین جاکر کیا اسدل نزول

لیکے رخصت حرف کو چلنے لگے
لوگ شہ کے پاس تب آنے لگے

اور بعد رحلت سالار دین
جب خلافت پایا صدیق گزین

تھی یہی فوج اخیر شاہ دین
حضرت صدیق کی پہلی یقین

یک کتاب مستقل مین لاؤنگا

الحمد للہ یہہ وعدہ اب وفا کیا جاتا ہے - جانا چاہئے حضرت کی رحلت شنبہ قبل سے پیر کے روز ربیع الاول کی بارہوین سنہ گیارا ہجری مین ہوی اور اسی روز سقیفہ بنی ساعدہ مین اکابر مہاجر و انصار صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کئے پھر اسی روز جب مسجد کو آئے خیر لوگ مسجد نبوی مین بھی داخل بیعت ہوے - اور منگل کے دن صبح کے وقت علی العموم سب نے بیعت کر لیکے اور حضرت کا حکم تھا کہ مجھے غسل دے اور کفن پہنا جنازہ تیار کر کے میری نعش سریر مرقد پر رکھ کے تم کنارے ہو جانا اول میرا ایک دوست جبرئیل - پھر میرے دوست جبرئیل میرے جنازے پر نماز پڑھین گے - پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر عزرائیل نماز ادا کرینگے انکے بعد دستون کی فوج فوج اگر نماز پڑھیگی انکے بعد میرے اہل بیت کے مرد پھر میرے اہل بیت کے عورت انکے بعد میرے اصحاب نماز جنازہ ادا کرین پس حضرت کے حکم کے موافق ایسا ہی گئے اور سب منفرد منفرد نماز پڑھے کیونکہ حضرت سب خلق کے امام تھے اسواسطے آپکے دفن مین دیری ہوی سو چہار شنبہ کی آخر شب مین دفن کئے - اس کے بعد صدیق اکبر جب مسند خلافت پر بیٹھے یہہ حکم کئے کہ مدینہ منورہ مین منادی کر دین کہ اسامہ کے لشکر کے ساتھ حضرت نے جن جن کو مقرر فرمائے تھے وہ سب ہمراہ جاوین کوئی باقی نرہے - ایسے ہی یہہ خبر آئی کہ بعضے قبائل عرب مرتد ہوے اور بعضے ہوے وہی انکے ساتھ شریک ہوکے رفیقے کے تارک و تاراج کا ارادہ رکھتے ہین - لہذا بعضے صحابہ ابوبکر صدیق سے گذارش کئے کہ لشکر

اسلام کی بیخ بڑی جماعت ہے جو اسامہ کے ہمراہ جاتی ہے پس ایسے وقت مین بعضے قبائل عرب جو مرتد ہوکے یہود کی شرکت سے مخالفت پر کمر بستہ ہے ہین۔ اس فرصت کو غنیمت جان کے جنبش کرینگے تو ملک وملت مین ایک خلل واقع ہوجائیگا۔ پس چندے اس لشکر کے بھیجنے مین توقف مناسب ہے صدیق اکبر نے جواب دیا۔ اسامہ ایسا بڑا لشکر لیجانے سے اگر درندے مجھے کھا جائین گے تو بھی یہہ لشکر روانہ ہی کرونگا۔ **نقل** ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے عمر فاروق سے کہی کہ خلیفہ پیغمبر صدیق اکبر سے آپ کہئے کہ اسامہ بہت کم عمر ہے اس لشکر کی امارت ایسے شخص پر مقرر کرے کہ عمر اور تجربے مین اسامہ سے زیادہ رہے۔ عمر فاروق نے صدیق اکبر سے عرض کی تو فرمایا عجب ہے ای عمر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کو یہہ منصب عطا فرمایا ہو تم کہتے ہو کہ اسکو معزول کردون۔ غرض حکم کیا کہ لشکر کوچ کرے۔ اس فوج مین تیرہ ہزار پیادہ اور ایک ہزار سوار تھے۔ اسامہ حسب الحکم مرکب پر سوار ہوکے شام کی طرف متوجہ ہوے۔ ابوبکر صدیق اسامہ کے ساتھ پیادہ چلنے لگے۔ ہرچند اسامہ نے عرض کی کہ آپ بھی سوار ہوجاین یا رخصت دین۔ پر صدیق اکبر قبول نہ کیے۔ اور اس لشکر کے سرداران کو وصیت کی کہ کسی امر مین کمر اور خیانت نکرین اور بوڑھون اور عورتون اور بچون کو نہ مار ڈالین۔ اور بارہ دار جھاڑون کو نہ کاٹ دین۔ اور راہبین یعنے قوم لفصا کے درویش جو صومعون کے درمیان عبادت مین مشغول رہین انسے تعرض نکرین۔ اور منقول ہے کہ حضرت نے جن جن کو لشکر اسامہ کے ساتھ جانیکے لئے مقرر فرمائے تھے انسے کوئی باقی نرہا سبکے سب روانہ ہوے۔ لاکن صدیق اکبر نے رخصت کے وقت اسامہ سے کہا کہ اکثر مہمات مین عمر فاروق میرے پاس رہنے کی حاجت ہے۔ تمہاری رائے بھی اسبات پر آوے تو انکو رخصت دیجئے۔ اسامہ قبول کیے اور عمر فاروق کو مدینہ مقدسہ کی طرف رجعت کرنیکی رخصت دی پس شیخین کریمین مدینہ منورہ کی طرف پھر گئے۔ اور اسامہ نے لشکر اسلام کو لے کے قطع منازل کرنے لگے جس شہر اور جس قبیلہ پر انکا گذر ہوتا ان پر اسلام کا بڑا رعب پڑتا۔ اور صدیق اکبر کے فرمان بموجب جب قضاعہ کے قبائل پر پہنچے ان کو غارت اور تاراج کیے۔ اور جب اس منزل پر پہنچا کہ جہان کافرون نے انکے والد ماجد کو شہید کیا تھا۔ اپنے پدر کے قاتلون سے انتقام لیا۔ پھر سالم وغانم مدینہ مطہرہ کے طرف لوٹ آیا۔ مدینہ سے اسامہ کا لشکر جو نکلا تھا ستہر روز ایک روایت سے چالیس روز کے عرصے مین پھر داخل مدینہ ہوا۔ اور ربیع الاول کے آخری دنون مین اسود عنسی کے قتل کی خبر آئی اسکا نام عیلہ بن کعب تھا اسکا مختصر قصہ یہہ ہے کہ ہجرت کے چھٹین سال مین جب یمن کا حاکم باذان مسلمان ہوا حضرت نے یمن کی حکومت اسی پر بحال رکھی اسود عنسی بھی باذان کے وقت ایمان لایا تھا۔ جب ہجرت کے دسوین سال باذان کا انتقال ہوا حضرت اسکی ریاست کے چند حصے کئے اسکی تفصیل یہہ ہے باذان کا بیٹا کہ جسکا نام شہر تھا اسکو

صنعا کا ناظم بناے صنعا ایک بڑا شہر ہے جو یمن کا دار السلطنت ہے - اور نجران کی حکومت عمرو بن حزم کو دیئے نجران اور زبید کے درمیان جتنے شہر ہیں اُن شہروں کی فرمان روائی خالد بن سعید بن العاص کو بخشے - اور ہمدان کی حکومت عامر بن سہل کو عنایت فرماے اور حضرموت پر زیاد بن لبید الضاری کو حاکم ٹھہراے - اور چند مواضع کے نبدو بست پر عکاشہ بن ثور اور مہاجر بن امیہ کو مقرر کئے اور ابو موسی اشعری کو امامت پر اور معاذ ابن جبل کو قضاوت پر نصب کر کے روانہ فرمائے - حضرت کی وفات کے قریب اسود عنسی نے اپنی شقاوت سے نبوت کا دعوا کرنے لگا وہ ملعون کاہن تھا ایک جن اسکا تابع تھا لیس شقی نے عجیب و غریب شعبدے بتلا کے لوگوں کو راہ حق سے پھیرا - مذحج کا قبیلہ اسکا تابع ہوا اور قیس ابن عبد یغوث کو جو یمن کے رئیسوں سے تھا اسود عنسی نے اپنا شبیہہ سالار ٹھہرایا روز بروز اس کا فساد ترقی کرنے لگا آخر ساٹھ سو آدمی کو جمع کر کے صنعا کی طرف متوجہ ہوا - اور شہر بن باذان جب اس سے مقابلہ کیا اسی کے جنگ میں شہید ہوا - اور وہ ملعون صنعا پر مسلط ہو کے شہر بن باذان کی عورت کو اپنے نکاح میں لایا وہ بہت شکیلہ تھی اسکا نام لزاز تھا اگرچہ ظلم سے اسکے نکاح میں آئی لاکن وہ دین پر ثابت قدم تھی اسود عنسی نے اس کی بی کے چچیرے بھائی فیروز دیلمی کو اور داذویہ نام جو ایک شخص تھا اسکو یمن میں جو عجمی لوگ تھے سردار بنایا - اور یمن کا سب ملک ہاتھ لانے کے ارادے سے حضرت کے عاملوں کو اپنی متابعت کرنے کے باب میں خط لکھا - تب معاذ ابن جبل صنعا سے نکل کے ابو موسی اشعری کے پاس جا کے ملاقات کی پھر وے دونوں شخص حضرموت کو آئے اس ملعون کو دفع کرنے کی تدبیر میں تھے اس اثنا میں یمن کا سب ملک اس ملعون کے ہاتھ آگیا یمن کے سب مسلمان ظاہر میں اسکے عاملوں کے تابعدار اور دل سے بیزار تھے اور اکثر لوگ مرتد ہو گئے تھے - جب یہہ خبر حضرت کے حضور میں پہنچی حضرت نے اس کذاب کو قتل کرنیکے باب میں یمن کے اہل اسلام کو ایک حکم نامہ روانہ فرمائے - معاذ ابن جبل اس کے قتل میں بڑی کوشش کر رہے تھے اور وہاں ایک عورت کو نکاح کئے اسکا نام رملہ تھا وہ بنی السکون کے قبیلے والی تھی اس قبیلے کے تمام لوگ معاذ کے تابع ہوے - ایسے میں اسود نے اپنے سپہ سالار قیس پر خفا ہوا تھا - اور فیروز دیلمی اور داذویہ جو عجمی لوگ کے سردار تھے یہہ ہر دو بھی اس سے دل تھے معاذ اسباب کو غنیمت جان کے سب مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کے ان تینوں سے ساخت کئے اور اسکے قتل پر متفق ہوے - پھر فیروز نے اپنی بہن سے جو اس ملعون کے نکاح میں تھی ساخت کر کے شب کے وقت اسکے گھر کی دیوار کو سوراخ ڈال کے اندر گیا وہ ناہنجار شراب پی کے بچھونے پر پڑا ہوا اور خراٹے مار رہا تھا اسکی عورت اسکے سرانے بیٹھی تھی فیروز کو دیکھتے ہی اسکا شیطان اسکو ہشیار کر دیا - فیروز نے دیر نکر کے اسکو قتل کیا پھر باہر جا کے قیس اور داذویہ کو ملا لایا - یہہ تینوں ملکر اسکا سر کاٹنا چاہتے

اسکا شیطان اسکو حرکت مین لایا اور وہ اضطراب کرنے لگا - تب وہ شخص اسکی پیٹھ پر چڑھکے دبائے اور اسکی عورت اسکے سر کے بال کھینچ کے پکڑی تب وہ آواز کرنے لگا - اسکے گھر پر جو لوگ نگہبان تھے وہ دوڑتے آئے اور باہر سے پوچھے کہ یہ کیا آواز ہے تب اسکی عورت نے کہی کہ یہہ تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے - غرض اسکے قتل کے بعد سب لوگ معاذ بن جبل کے تابع ہوے اور انکے ساتھ نماز پڑہنے لگے - اور مدینے مین اسی شب حضرت نے خبر دی کہ آج کی شب اسود کذاب کو ایہی جماعت کا ایک نیک شخص نے قتل کیا - صحابہ عرض کئے کہ یا رسول اللہ وہ کون ہی فرمائے کہ وہ فیروز دیلمی ہے - اور اسکے قتل کی خبر معاذ لکھہ کے حضور نبوی مین روانہ کئے انکا عریضہ پہنچنے کے آگے حضرت کی وفات ہوگئی - صدیق اکبر مسند خلافت پر بیٹھے بعد پہلی خوشخبری جو آئی یہی تھی الحمد للہ علی ذالک

بدویان عرب کا بلوہ

جب اسامہ کا لشکر مدینے سے روانہ ہوچکا اطراف وجوانب کے لوگ جو مرتد ہوکے مدینے پر شبخون کرکے لوٹنے کا ارادہ رکھتے تھے - یہہ خبر سنکے صدیق اکبر نے مدینہ مین آنے کے جو راہین تھین انپر علی مرتضی اور طلحہ و زبیر اور سعد ابی وقاص کو پاسبانی کے واسطے مقرر کردئے - اور سب لوگون کو بہی مسجد مین حاضر رہنے کا حکم کئے - پس تین روز نہین گذرے کہ مرتدون کی فوج مدینے کا قصد کرکے آئی اور اونکے آوے لوگ انکی کمک کے لئے ذوالحسا مین تھے - غرض جب مرتدون کی فوج مدینے کے قریب آنے کی خبر صدیق اکبر کو پہنچی - مسجد مین جو لوگ حاضر تھے ان سب کو ہمراہ لے کے اونٹون پر سوار ہوکے نکلے مرتدون نے فوج اسلام دیکھتے ہی بھاگنے لگے اہل اسلام انکا پیچھا کرکے ذوالحسا تک پہنچائے پہر مرتدون اور مسلمانون مین جنگ ہوا اللہ تعالے نے مسلمانون کو فتح و نصرت بخشی اور مرتدون کو شکست فاش ہوی

زکوہ موقوف کئے سو مرتدون کا جنگ

مدینے کے اطراف و نواحی مین بعضے قبیلے والون نے زکواۃ دینے مین جو استاد کئے تھے صدیق اکبر نے جمادی الاولی مین انکے جنگ پر ایک فوج لے کے نکلے - ان مرتدون نے مقام ربذہ مین دم بہر کے پہاڑون پر سے لڑا دئے - اونٹ اس سے چمک کے بہاگنے لگے - لشکر اسلام مین اس قدر تفرقہ رو دیا کہ شام تک جانور کسی کے اختیار مین نہ تھے پس سبکو مدینے مین آکے رہے اور مرتدون نے سمجھہ لئے کہ مسلمانون کو قوت باقی نہین - پہر صدیق اکبر نے شب کو فوج تیار کئے اور مدینے مین سنان بن خیثمی کو نائب ٹھہرائے اور مدینے کے راہون کی حفاظت پر عبداللہ ابن مسعود کو متعین کئے اور آپ فوج لے کے پچہلی شب مین نکلے ہنوز صبح صادق نہین ہوی تھی کہ ہر دو جماعتین ایک ہی میدان مین مل گئین - تب اہل اسلام ان پر تلوار چلائے ابہی آفتاب طلوع نہین ہوا تہا کہ گروہ کو شکست ہوگئی اور انکے اکثر جانور مسلمان کے ہاتہہ آئے اور صدیق اکبر ان کا پیچھا کرکے ذوالقصہ تک گئے ذوالقصہ مدینے سے آٹھہ فرسنگ پر واقع ہے ایک فرسنگ کے تین میل ایک میل کے چہار ہزار قدم ہوتے ہین - اس فتح سے

مسنون کو قوت و شوکت حاصل ہوی اور کافرون کو خواری اور ذلت - اور بنی ذُبیان اور بنی عبس کے قبیلے والے مرتد ہو کے اپنے قریون مین جو مسلمان کو قتل کئے تھے ان کی جرأت دیکھہ کے دوسرے قبیلے والے بھی ایسا ہی کئے صدیق اکبر نے قسم کہائے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسکے بدلے مین اس سے زیادہ ان مرتدون کو قتل کرونگا پھر مظفر و منصور مدینے کے طرف لوٹ آئے اسی شب عدی بن حاتم اور صفوان اور زبرقان کے یہان سے زکواۃ کا مال آیا ایک کے یہان سے اول شب مین دوسرے کے یہانسے اوسط شب مین تیسرے کے یہان سے آخر شب مین یہہ ہجرا حضرت کی وفات سے ساٹھہ دن کے بعد واقع ہوا - پھر چار روز کے بعد اُسامہ بن زید بھی فتح کر کے آئے - **اُبیرق کا جنگ** ابوبکر صدیق نے اُسامہ کو مدینے مین خلیفہ کئے اور اُن کے لشکر والون کو یہی مین چھوڑ دئے تا جانور دن کو آرام ہو - اور آپنے اول جن غازیون کو ساتھہ لیکے گئے تھے اُنھین کو ہمراہ لے کے ابیرق کے طرف روانہ ہوے وہان بنی عبس اور بنی ذبیان اور بنی کنانہ کے ٹکڑیان جمع آئی تھین انسے جنگ کئے مخالفون کو ہزیمت ہوی - پھر اُبیرق مین چند روز اقامت کئے اور بنی ذبیان کے ملکون کو اپنے تصرف مین لائے اور فرمائے کہ اللہ تعالیٰ یہہ شہران ہم کو غنیمت دیا ہے لوگ ان ملکون کے مالک ہونا حرام ہے اور ابیرق اور ربذہ کو احاطہ باندھہ کے مسلمانون کے گھوڑون کی چراگاہ مقرر کئے اور آپ مع الخیر مدینہ کے طرف تشریف لائے - **ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روانگی ذوالقصہ** بنی عبس اور بنی ذُبیان جو بھاگے تھے بزاخہ مین جا کے طلیحہ اسدی کے پاس جمع ہوے پھر صدیق اکبر اسامہ کے لشکر کو سات لیکے طلیحہ پر جانے کے ارادے سے ذوالقصہ تک آئے - دارقطنی ابن عمر سے اور زکریا ساجی عائشہ صدیقہ سے روایت کئے ہین کہ جب ابوبکر صدیق اونٹ پر سوار ہو کے سیدھے ہوے اور تلوار نیام سے کھینچے علی مرتضیٰ نے اُنکے ملتقے کی مہار پکڑ لے گئے کہنے لگے کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ کہان جاتے ہو حضرت نے آپ کو جنگ احد کے روز جو فرمائے تھے مین بھی وہی بات کہتا ہون کہ تم اپنی تلوار کو نیام کرو اور اپنی جان کی مصیبت کا در ہم کو نہ بتلاؤ - اور مدینہ کے طرف تشریف لیچلو واللہ آپ پر کچھہ مصیبت ہو تو اسلام کا انتظام باقی نرہے گا - اور دوسرے صحابہ بھی ایسا ہی التماس کئے اور عرض کئے کہ مدینے کے طرف مراجعت کیجئے اور جنگ کے واسطے دوسرے صحابہ کو روانہ فرمائے - تب صدیق اکبر نے اپنا سفر موقوف کئے جب اسامہ کا لشکر آرام پایا اور صدقات کی تقسیم کے بعد کچھہ مال باقی رہا - گیارا جھنڈے بنا کے گیارا امیرون کے حوالے کئے - ایک جھنڈا خالد ابن ولید کے ہاتھہ دیکے حکم کئے کہ تم جا کے طلیحہ بن خویلد اسدی کے ساتھہ جنگ کرو - اس سے فارغ ہوے بعد بطاح کی طرف مالک بن نویرہ پر جاؤ - دوسرا جھنڈا عکرمہ بن ابوجہل کے ہاتھہ دیکے فرمائے کہ تم جا کر مسیلمہ کذاب سے جنگ کرو - تیسرا جھنڈا شرحبیل بن حسنہ کے تحویل کر کے عکرمہ کی کمک پر مقرر فرمائے

اور کہے کہ اس سے فراغت پائے کے بعد بنی قضاعہ پر جاو۔ چوتھا جھنڈا مہاجرین ابی امیہ کے ہاتھ دیکے فرمائے کہ عنسی کا لشکر لے کے قیس بن مکشوح پر جاو۔ پانچوان جھنڈا خالد بن سعید بن العاص کے ہاتھ دے کے شرق کے جانب شام کے طرف روانہ کئے۔ چھٹوان جھنڈا عمرو بن العاص کے حوالے کر کے قضاعہ وغیرہ پر بھیجے۔ ساتوان جھنڈا خذیفہ بن محصن کے ہاتھ دیکے ابن ہوشبہ پر بھیجے۔ اور آٹھوان جھنڈا طریف بن خارجہ کے ہاتھ دیکے بنی سلیم اور ہوازن پر روانہ فرمائے۔ نوان جھنڈا شرحبیل بن مقرن کے ہاتھ دیکے تہامہ کے طرف بھیجے۔ دسوان جھنڈا علاء بن الحضرمی کے ہاتھ دیکے بحرین کے طرف روانہ کئے۔ گیارہوان جھنڈا عکاشہ بن محصن اسدی کے ہاتھ دیکے قطن کے طرف روانہ فرمائے اور ہر امیر کو انکے منصب کا عہدنامہ اور مرتدون کی تنبیہ مین ایک فرمان لکھہ دئے اور ہر ایک کا لشکر انکے ساتھ دیکے ذوالقصہ سے جو طرف روانہ فرمائے اور آپ مدینے کے طرف مراجعت کئے۔

ہجرت سے بارہوین سال کا احوال

ہجرت سے بارہوین سال کے ابتدا مین ابوبکر صدیق نے طلیحہ بن خویلد سے جنگ کرنے کا قصد کئے اور ذوالحلیفہ تک پہنچے مدینہ وہان سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے۔ امیرالمومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ انکا جانا مصلحت وقت نجان کے آنکے مرکب کی باگ پکڑ کے کہنے لگے کہ آپکا جانا مناسب نہین چاہئیے کہ آپکے عوض مین اور کسی کو بھیجئے تب صدیق نے خالد بن ولید کو روانہ کر کے آپ مراجعت کی۔ ان دونون طلیحہ بزاخہ مین اترا تھا اور اسکو اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا تھا۔ اس طلیحہ کا قصہ مختصر یہہ ہے کہ اسنے حضرت کے وقت مین ایمان لاکے اپنے قبیلے کے طرف گیا یک بیک مرتد ہوکے نبوت کا دعوا کرنے لگا اور لوگون سے نماز روزہ معاف کر دیا اور زنا کو مباح ٹھہرایا نعوذ باللہ منہا ایسی آسانی اور تسویلات شیطانی کے سبب سے بنی اسد کے لوگ اسکی رسالت کا اقرار کئے۔ اور عیینہ بن حصین بنی فزارہ کے ساتھہ اور عمرو بن معدیکرب بھی اسکے شریک ہو گئے۔ حضرت کی وفات کے بعد اسکا مہم اور بھی قوی اور محکم ہوا۔ غرض خالد جب اپنے لشکر سمیت وہان جا پہنچے اول طلیحہ کے پاس دو کیلون کو روانہ کئے اور اسکو نصیحت کی کہ مخالفت چھوڑ دیوے۔ اور اس عہد سے باز آوے لاکن اسنے قبول نکیا تب خالد نے لشکر کشی کئے اور صفین آراستہ کئے میمنہ پر عدی بن حاتم طائی اور میسرہ پر سپہ سالار ذوالخیل کو مقرر کئے اور آپ قلب لشکر مین قیام کیا۔ اور طلیحہ بھی بنی اسد اور غطفان اور فزارہ کے قبیلون کو لشکر اسلام کے مقابل کیا اور صفین کھینچا اور آپ سپر ایک چادر کھینچا ہوا ایک جگہہ پر بیٹھا۔ اس کے سپاہ کو ایسا نظر آتا تہا کہ گویا جبرئیل علیہ السلام کے نزول کا انتظار کر رہا ہی پھر دو لشکر جنگ آغاز کئے۔ عیینہ بن حصین بنی فزارہ سے ساتھہ سو شخص کو ہمراہ لیکر خالد کا مقابلہ کیا اور بہت سعی و کوشش بجا لایا کچھہ فایدہ نہوا۔ جب سپاہ اسلام کی شوکت اور دبدبہ دیکھا نہایت اضطراب سے جنگ موقوف کر کے طلیحہ کے پاس آکے پوچھا کہ جبرئیل نازل ہوے یا نہ طلیحہ نے کہا ہنوز نہین آے۔ عیینہ پھر طوعاً و کرہاً جنگ کرنے لگا پھر ایک ساعت

کے بعد دوسرے بار آکے طلیحہ سے دریافت کی کہ جبرئیل آئے یا نہین طلیحہ بولا کہ ابھی نہین - عینیہ پھر لڑائی آغاز کی پھر جب قتال وجدال سے عاجز آیا تیسرے بار طلیحہ کے پاس آکے سوال کیا کہ جبرئیل اترے یا نہین طلیحہ کہا کہ ہان اترے - عینیہ پوچھا کہ جبرئیل نے تجھے کیا خبر دی طلیحہ بولا کہ جبرئیل یہہ خطاب کئے کہ اِنَّ لَكَ رَحَاً كَرَحَاهُ وَحَدِيثًا كَحَدِيثِهِ مترجم تاریخ اعثم کوفی ان کلمات کا ایسا ترجمہ کیا ہے - کہ تیری امید خالد کی امید کے ساتھ روشن نہ ہوگی اور تمہارے درمیان ایسی ایک حالت ہے کہ وہ فراموش نہوگی - عینیہ جب یہہ سخن سنا کہنے لگا کہ واللہ مین ایسا گمان کرتا ہون کہ عنقریب تجھے ایسی حالت رد دیوینگی کہ ہرگز تیری یاد سے نجاوینگی - پس اپنی قوم کے طرف متوجہ ہوکے کہا کہ ای بنی فزارہ اب جلد بھاگو یہہ بدبخت کذاب اور جھوٹا ہے - عینیہ ایسا بولکر سب بنی فزارہ سمیت صف میدان سے پھر گیا - اور بعضے تواریخ مین مسطور ہے کہ جب عینیہ لشکر اسلام کا غلبہ دیکھا اور کوشش سے عاجز آیا اور قصد بھاگنے کا کیا - طلیحہ اسکو پوچھا کہ تو کہان جاتا ہے عینیہ کہا ہماری جنگ کی نوبت نہایت کو پہنچی اب تو جبرئیل کو کہہ دے کہ وہ جنگ کرے کہ اسکی باری ہے - القصہ جب بنی فزارہ منہزم ہوے - خالد بن ولید نے ایک ہی حملہ مین بنی اسد اور غطفان کے صفین درہم برہم کردئے وے بھی بھاگنے لگے - طلیحہ جب دیکھا کہ فتح ونصرت کی ہوا خالد کے لشکر پر بہنے لگی جلد اپنی عورت کو جس کا نام نوار تھا اپنے ساتھ لے ایک مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکے صف میدان سے فرار کیا اور شام کی راہ لی - جن مرتدون نے ارتداد کی حالت مین مسلمانون کی ایک جماعت کو قتل کیا تھا خالد نے ان کے قتل پر کمر باندہی اور مروی کی داد دی جب بدلہ لینے سے فارغ ہوا غنیمت کا حکم کیا جب اس سے فراغت حاصل ہوئی وہ بھاگے ہوے لوگون کا پیچھا کیا وادی البزاخہ مین انکو سپڑا کے پھر جدال وقتال مین مشغول ہوے - جب انکو مقابلہ کی طاقت نرہی سب کے سب فرار ہوگئے - عینیہ فزاری اور قرہ بن سلمہ جو مرتدون کے سردارون سے تھے اسیر ہوئے طلیحہ بہرحال جان بچاکے جو بھاگ نکلا تھا شام کی طرف آکے غسان کے حاکمون کا آسرا لیا - آخر توبہ کرکے دولت ایمان سے مشرف ہوا - خالد نے عینیہ اور قرہ کو قید ونجیر کرکے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کئے اور انکو دونون کو بڑی بری حالت سے صدیق اکبر کے حضور مین لے آئے صدیق اکبر کی نظر ان دونون پر پڑتے ہی انکو بہت زجر وملامت کی ان دونون نے بہت پشیمان ہوکے توبہ کئے اور ایمان لائے - تب ابوبکر صدیق نے انکی خطاسے درگذر کئے - اور بعضے تواریخ مین لائے ہین کہ فجارہ جو ایک مرتدین ناپاک اور ملحدین بے باک سے تھا - خالد بن الولید نے صدیق اکبر کے حکم سے اول اسیکے جنگ پر مستعد ہوئے جب اسکو تہ تیغ کئے طلیحہ سے لڑائی کی جب اس سے فراغت حاصل ہوئی سلمی کے قتال پر اٹھے **نقل** ہے کہ سلمی جو مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیٹی تھی - حضرت کے وقت ایک جنگ مین لشکر اسلام کے اسیر ہوئی - اور جب اس کو حضرت کی خدمت فیض ومحبت مین لے آئے شرف اسلام حاصل کی - اور حضرت نے خبر دے تھے

کہ یہہ عورت میرے بعد مخالفت پر کمر باندہیگی ویسا ہی حضرت کے بعد اسکو حکومت اور ریاست کی ہوس پیدا ہوی وہ
ناپاک مرتد ہوگئی - غطفان اور ہوازن اور سلیم اور اسد اور طی کے قبیلوں سے ایک جماعت کثیر اسکے تابع ہوی - جب یہہ خبر
خالد کو پہنچی اپنا لشکر جرار لے کے بلغار اسپر جا پہنچے - سلمی بھی یہہ خبر پاکے لڑائی کے لئے لشکر تیار کئے جب ہر دو لشکر
مقابل ہوے خالد ایسا سخت جنگ کئے کہ مرتدون کو سوائے فرار کے چارہ نرہا اکثر بھاگ گئے سلمہ جو ایک اونٹنی
سوار تھی غازیون کی ایک جماعت اسکو گھیر لئے اور اسکے اونٹ کو پی کئے اور سلمی کو قتل کرکے جہنم مین روانہ کئے دوسرے
فتوحات پر بھیہ فتح عظیم علاوہ ہوی - **سجاع نبوت کا دعوا کرنا اور مسیلمہ کذاب کے ساتھہ ملنا اور خالدؓ اُن کے ساتھہ جنگ کرنا** - نقل ہے کہ سجاع ایک نصرانیہ عورت تھی - فصاحت بیانی اور طلاقت لسانی
مین مشہور و معروف تھی - شریعت عیسوی کی اوضاع و اطوار سے خبردار تھی حسب ریاست اور علم فصاحت کے سبب جھٹی تھی کہ
نبوت کا دعوا کرے - مگر جب تک حضرت زندہ تھے طاقت نہ پائی - اور جب حضرت رحلت فرماے سجاع نبوت کا دعوا
برملا کرنے لگی - کلمات مسجع بناتی اور کہتی تھی کہ یہہ اللہ تعالی کے طرف سے وحی آئی ہے - بنی تغلب کے لوگ جو وہ بھی اُنمین سے
تھی سب کے سب تابع ہوے اور اسکی تصدیق کئے - اور سجاع اپنے تابعون کو نماز روزہ اور زکواۃ و صدقہ کا حکم کرتی تھی
اور خوک کا گوشت اپنے پر مباح کردی - بنی تغلب تابع ہونیسے فی الجملہ اسکا کام قوت پایا اکثر قبائل عرب کو خطوط لکھہ کے اپنی
نبوت باطل کے طرف دعوت کئی - جب ایک جماعت اس کی تابع ہوئی اور اس کا مہم قوی ہوا مالک بن نویرہ کو جو بنی تمیم کا
سردار تھا اور شعار اسلام رکھتا تھا نامہ لکھی - مالک اپنی احمقی اور کم عقلی سے دین اسلام سے بدل گیا اور اسکا تابع ہوا
اور عرب کے بہت سے سردار جب اسکے تابعدار ہوے سجاع سے کہے کہ ہمارے مخالف بہت ہین سو ہم پہلے کس فرقے کے دفع
کرنے مین کمر باندہین - سجاع چند مسجع باتین انکو سنائی اور کہی کہ یہہ کلمات آسمان سے نازل ہوئین - ان مہملات مین بھی
مضمون تھا کہ اول بنی رباب سے جنگ کرین پس اس قبیلے کے جنگ پر مستعد ہوے اور اس قوم کے اکثر لوگ مارے گئے
پھر وہ سردارون نے سجاع سے کہا کہ ہم ایک امر عظیم پر کمر باندہے ہین جب ہمارے مخالف زیادہ ہین مناسب یہی ہے کہ اول
اہل اسلام سے جنگ کرکے ابوبکر صدیق کے لشکر کو تباہ کردین - سجاع نے کہی کہ مین وحی کا انتظار کررہی ہون اسی شب چند
مسجع باتین تراشی کہ اول یمامہ کے طرف جاکے مسیلمہ کذاب سے جنگ کیجئے - اور علی الصباح اپنے سرداروں کو سنائی
ان دنون مسیلمہ کذاب بھی یمامہ کے طرف نخل کے نبوت کا دعوا کررہا تھا - سو ابوبکر صدیق نے شرحبیل بن حسنہ اور عکرمہ
بن ابوجہل کو اسپر بھیجے تھے - اور ابوبکر صدیق کے فرمان پر خالد بن ولید بھی شرحبیل و عکرمہ کی کمک پر جایگا قصد رکھے
تھے - اسیسے مین خالد نے یہہ خبر سنی کہ سجاع نے مسیلمہ کذاب پر لشکر کشی کی ہے سو مصلحت اسی مین دیکھے کہ چندے توقف

کرے - اسی اثنا مین شرجیل اور عکرمہ بھی حال معلوم کرکے مدینہ کو لوٹ آئے - کہ ان دونون کا انجام کار کیا ہوتا ہی دیکھین
غرض جب مسیلمہ کذاب نے سنا کہ سجاع ایک بڑا لشکر لے کے جنگ کرنے کو لے آتی ہی مسیلمہ کذاب نے اپنے چند مصاحبون
کو وکالت دیکے سجاع کے پاس بھیجا تا اسکا غرض معلوم کرین - وکیلون نے جاکے اسکا غرض دریافت کیا سجاع نے
کہنے لگی کہ اللہ تعالی نے مجھہ پر وحی کی ہے کہ تمھارے سے جنگ وقتال کرون - پھر اسباب مین سے پریشان کلمات جو بانڈی
تھی انکو سنائی اور رخصت کی وکیلون نے اسیوقت پھرا اور جو کچھہ سنا تھا مسیلمہ کذاب کے پاس جاکے سنایا وہ
ملعون ہرچند جانتا تھا کہ سجاع اپنے مانند نبوت کے دعوے مین جھوٹی ہے لاکن لشکر اسلام کا بڑا نے خوف جو اسکے
ناپاک دل مین جاگیر تھا مصلحت وقت اسی مین جانا کہ سجاع سے صلح کرے سو دوسرے روز اپنے وکیلون کو سجاع
کے پاس روانہ کیا اور یہہ پیام بھیجا کہ جب تیرے پر وحی نازل ہوتی ہے تصدیق کے سولے چارہ نہین - اب مین چاہتا
ہون کہ تو اپنے خواص کو ہمراہ لے کے آوے تا تیرے سے ملون اور تیری باتین سنون جب وکیلون نے یہہ پیام پہنچایا
سجاع نے بڑی جلدی سے اپنے خواص سے دس شخص کو ساتھہ لیکے نکلی جب نزدیک جا پہنچی وہ ملعون نے حکم کیا کہ
قلعے کے دروازے پر ایک باغ جو واقع ہے اسمین خیمہ کھڑا کرین - پس آپ قلعے سے باہر آیا اور اس خیمہ مین سجاع سے
ملاقات کی - اثنائے کلام مین سجاع نے اس سے پوچھی کہ ای مسیلمہ ان دنون کوی آیت تجھہ پر اتری ہے - کہا ہان پوچھی وہ
کون سی ہے - تب کذاب نے یہہ بہلات بکا - الم تر کیف فعل ربك بالحبل اخرج منها نسلا تسعى من صفين
پھر اسنے پوچھی کہ اسکے بعد تیرے پروردگار نے کیا بھیجا ہے - تب وہ ملعون نے چند کلمات عشق آمیز اور شہوت انگیز جو
مردون اور عورتون کے اختلاط مین تھین سنایا جب سجاع سنی اسکی شہوت کو جھٹیرہی بے اختیار بول اٹھی کہ واللہ
تو پیغمبر ہے جب وہ کذاب نے سجاع کی رغبت اپنی طرف دیکھی اور بھی اسکی طمع زیادہ ہوئی - کہنے لگا کہ تو اور مین پیغمبر
ہین - اور ہر دو نبوت مین برابر پھر اس سے کیا بہتر کہ شیر و شکر کے مانند میرے لیے ملجاوے اور میرے نکاح مین آوے سجاع
راضی ہوی - پھر ہر دو کہنے لگے کہ وحی کا انتظار کرین چونکہ مسیلمہ کذاب کی شہوت غالب ہوی تھی فی الحال اضطراب
شروع کیا اور سجاع کو ایسا تبلایا کہ گویا آپ پر وحی نازل ہوئی ہے پھر ایک لحظے کے بعد ایک مسجع عبارت بناکے سنا
دی اور اسمین سجاع کے ساتھہ جماع کی تصریح کی تھی کہ ان شئت جماع بجاء پس اسیوقت وے ہر دو بدکار زنا
مین گرفتار ہوے تین روز اسی خیمہ کے درمیان زناکاری مین رہے پھر سجاع اپنے قوم مین آئی اسکے لشکر کے سردارون
نے جیسے مالک بن نویرہ و زرقان بن بدر و عطارد بن الحاجب وغیرہ اس سے پوچھا کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھہ تیری ملاقات
کس طرح ہوئی - کہنے لگی کہ اسکو میرے سا پیغمبر پائی حکم الہی سے اسکے ساتھہ اپنا نکاح کی سرداروں نے پوچھا کہ تیرا

مہر کیا مقرر کیا کچھ نہین - انہون نے کہا کہ یہہ بڑی عیب کی بات ہے کہ تیرے سی عورت بلا مہر اسکے نکاح مین آوے اب اپنا مہر طلب کیجئے سجاع پھر گئی اور مہر طلب کئی - وہ ملعون پوچھا کہ تیرا موذن کون ہے اسنے کہی شبث بن ربعی کہا اسکو بلوائے جب وہ حاضر ہوا کہا کہ اپنی قوم مین ندا کردے کہ عشا اور صبح کی نمازین جو دین محمدی کے موافق نہین مین نے تم سے معاف کیا ہون اور سجاع کا یہی مہر ٹھہرایا ہون - اور بعضے تواریخ مین مسطور ہے کہ جب ان دونون کے خلوت صحیحہ ہوئی اور عرب کے سردار جو اسکے تابع ہوئے تھے ان کو یہہ خبر پہنچی وے بہت ہی پشیمان ہوے اور کہنے لگے کہ ہم خطا کئے جو اپنے قبایل سے نکل اس عورت کا دین قبول کئے اور اسکو یمامہ کے قلعے تک لا سیلمہ کذاب سے ملائے یہان تک کہ ہر دو زنا کاری مین گرفتار ہوے - اب ہم اسکا تدارک کیا کرین اور خالد کو کس طرح منہہ تلائین - سب کے سب مشورت کر کے متفرق ہوے اور اپنے اپنے قبیلون مین جا پہنچے اور کمال ندامت اور معذرت سے ابوبکر صدیق کی خدمت مین عریضے روانہ کئے - جب سجاع یہہ حال دیکھی جلد گھبرا کے چہار سو شخص کو ہمراہ لے کے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوی لاکن بعضے روایات مین آیا ہے کہ سجاع آخر الامر اپنے کئے سے باز آئی اور توبہ کر کے اسلام سے مشرف ہوی - واللہ اعلم بالصواب

خالد بن ولید کے ہاتھہ سے مالک بن نویرہ کا مقتول ہونا

مالک بن نویرہ عرب کے سردارون سے تھا اور عمر فاروق کے ساتھہ اسکی دوستی تھی مالک جب سجاع سے جدا ہوا بطاح مین اقامت کی اپنی موت تک وہین رہا - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ امیر المومنین صدیق اکبر جب خالد کو رخصت کی یہہ وصیت فرمائی کہ جاسوسون کو عرب کے قبیلون کے طرف بھیجئے جس قبیلے سے اذان کی آواز آوے انپر اسلام کا حکم فرمائے اور اسکے تعرض نہ کیجئے - اور جس قبیلے سے اذان کی آواز نہ آوے انکو اسلام کی طرف بلائے اگر قبول کرین بہتر والا انپر تیغ چلائے - خالد نے یہہ وصیت قبول کر کے روانہ ہوے - جب سنا تھا کہ عرب کے سردار سجاع کی متابعت سے پشیمان ہو کے اپنے قبیلون کے طرف پھر گئے ہین - ابوبکر صدیق کی وصیت کے موافق انکے قبیلون کے طرف جاسوسون کو روانہ کئے تا ان کے حالات سے واقف ہو کے جلد آکر خبر دین - سو ایک جماعت کو مالک بن نویرہ کے قبیلے کے طرف بھیجے تھے - تا انکے کفر و اسلام سے آگاہ کرے - انہون نے ایسا ہی دریافت کر کے آے - اور بعضے جاسوسون نے عرض کیا کہ مالک بن نویرہ کے قبیلے سے ہم اذان کی آواز نہ سنا - لاکن ابو قتادہ انصاری جو انہین مین تھے یہہ گواہی دی کہ مین اس قبیلے سے اذان کی آواز سنا ہون - غرض جب خالد نے مالک سے ملاقات کی اثنا ے کلام مین بار بار خالد کی خاطر مین گذرتا تھا کہ یہہ شخص مرتد ہے - اور مالک جب باتون باتون حضرت سید کائنات سے کوئی قول نقل کرتا تو ایسا کہتا کہ قال صاحبکم یا قال رجلکم یعنے ایسا کہا صاحب تمہارا یا مرد تمہارا - جب کئی بار ایسا کہا خالد

غصہ ہوا۔ اور سر بلند کر کے کہنے لگے کہ ارے کتے۔ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہی صاحب تھے تمہارے صاحب نہ تھے۔ پس حکم کیے کہ اسکو قتل کرو بھر دا اس حکم کے اسکا سر اسکے تن سے جدا کر دئے۔ اور بعضے تاریخون مین لائے ہین کہ جب مالک کو اسکی قوم سمیت اسیر کر کے لائے خالد نے انکو قید مین رکھے۔ رات کے وقت جب ہوا تند چلنے لگی اور سرما زیادہ ہوا۔ خالد کمال شفقت سے حکم کیے کہ ادفئوا اسراکم یعنے تمہارے قیدیون کی نگہبانی کرو مخفی نرہے کہ جب اللہ تعالی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسکا اسباب بھی مہیا ہوتا ہے۔ جب خالد نے یہہ حکم کیا مذاکر نے والے نے بنی کنانہ کے لغت سے جو قتل سے عبارت ہی ندا کی۔ اکثر نگہبان جو بنی کنانہ سے تھے کنایہ قتل سے سمجھ کے قبضہ شمشیر پر ہاتھہ والے اور سب قیدیون کو قتل کر دئے جب خالد حقیقت حال سے خبردار ہوے کہنے لگے کہ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَمْرًا اَصَابَہٗ۔ یعنے جب اللہ تعالی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ غرض مالک کے قتل کے بعد خالد اسکی عورت کو اپنے نکاح مین لائے۔ کہتے ہین کہ جب مالک بن نویرہ اور اسکی قوم مقتول ہوی۔ ابو قتادہ انصاری برہم ہوے اور کہنے لگے کہ خالد جس لشکر مین رہے مین اس لشکر کے ساتھہ نہ آونگا۔ پس اس لشکر سے نکل کے مدینہ طیبہ کے طرف روانہ ہوے ابوبکر صدیق کی خدمت مین پہنچ کے سب سرگذشت بیان کیے اور کہے کہ خالد نے میری بات نہ سنی دوسرے اعراب کی گواہی جو انکا مقصود غنیمت حاصل کرنے کا تھا معتبر جانی۔ **نقل** ہے کہ مالک کا بھائی ضمم بن نویرہ بھی روانہ مدینہ ہوا اور صدیق اکبر کے حضور مین حاضر ہو کے صورت حال گذارش کی اور اپنے بھائی کا خون کا بدلہ طلب کیا عمر فاروق اس کی تائید کر کے کہے کہ خالد کی شمشیر اہل اسلام پر کھینچی لگی یہہ بات واقع کے مطابق ہو تو اسپر قصاص جاری کیا جائے جب اسباب مین عمر فاروق کا مبالغہ حد سے گذرا صدیق اکبر فرمائے کہ خالد کو اس مقدمے مین کچھہ تاویل رو دئی ہوگی اور اس سے اس تاویل مین خطا ہوئی۔ ای عمر اسکی شان مین اپنی زبان کو بچائے کہ حضرت نے اسکو سیف اللہ فرمائے اللہ تعالی جس شمشیر کو کافرون پر کھینچوایا مین اسکو ہرگز نیام مین نہ ڈالونگا۔ پس خالد کو ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمائے کہ لشکر کو وہین چھوڑ کے آپ مدینہ مقدسہ کی طرف آوے جب ابوبکر صدیق کا نامہ پہنچا خالد اسیوقت نکلے اور جب داخل مدینہ ہوے ویسا ہی بلال کی اعانت سے صدیق اکبر کی خلوت مین جا کے ملازمت حاصل کی اور حقیقت واقعی بیان کر کے اس مقدمے مین اپنی عذر خواہی ظاہر کی۔ صدیق اکبر سب احوال سنے اور انکا عذر قبول کر کے اسی جگہہ انکو رخصت دی اور حکم فرمائے کہ اسی وقت روانہ ہوے اور اپنے لشکر مین جا کے پہنچتے ہی تیاری کر کے یمامہ کے طرف جاوے وہان عکرمہ بن ابوجہل جو بسبب کذاب کے جنگ پر مستعد ہین انکے ساتھہ ملکے اس ملعون سے جنگ کرے خالد حکم کے موافق اسیوقت روانہ ہوے۔ باہر عمر فاروق جو دروازے پر بیٹھے تھے خالد کو خوشحال دیکھہ کے کہے کہ انکا عذر صدیق اکبر کے حضور مین مقبول ہوا ہے۔ پھر صدیق

حکم کئے کہ مالک بن نویرہ کا خون بھابیت المال سے دین اور اسکی قوم کے سب سامان بھی مالک کے بھائی متمم کو پہنچا دے

روانہ ہونا خالد کا یمامہ کے طرف اور مارا جانا مسیلمہ کذاب کا جب خالد ابوبکر صدیق کے حکم پر مدینے سے نکلے جلد قطع منازل کرکے اپنے لشکر مین داخل ہوے اور جلد تر سفر اور جنگ کا اسباب مہیا کرکے یمامہ کے طرف روانہ ہوے - اور گروہ انصار کا زمام اختیار ثابت بن قیس کے ہاتھ دئے - اور حکم کئے کہ سب مہاجر و انصار ابو حذیفہ بن عتیبہ بن ربیعہ کے اور زید بن الخطاب کی صواب دید سے تجاوز نہ کرین اور اسی سفر مین خالد نے دیکھا کہ سواروں کی ایک جماعت گھوڑون سے اترکے انکے باگین اپنے ہاتھون مین لے کے موتی ہے - ایک شخص نے جو یمامہ کے سواروں سے ایک سردار کو قتل کرکے فرار ہوا تھا سو وہ سوارون نے اس کو ڈھونڈھنے کے لئے نکلے تھے خالد کے لشکری انکو دیکھ کر پوچھے کہ تم کون لوگ ہو اور کہان جاتے ہو وے اپنا قصد بیان کئے تب انکو خالد کے پاس لے آئے خالد انکا استقصا دریافت کئے تو وے گمراہون نے جواب دیا کہ تمھارے لیے ایک پیغمبر اور ہمارے لیے ایک پیغمبر ہے - خالد یہہ سنتے ہی انکے قتل کا حکم کئے جب سبکو قتل کر چکے ساریہ بن عامر اور مجاعہ بن مرارت یہہ ہر دو مسیلمہ کذاب کے ارکان دولت اور یمامہ کے سردارون سے تھے سو ساریہ نے کہنے لگا کہ اے خالد اگر تم چاہتے ہو کہ یہہ مملکت تمھارے ہاتھ آوے تو مجاعہ کے خون سے درگذر و تب اسکی وصیت کے موافق خالد اُن سب کو قتل کروائے اور مجاعہ کو نگاہ بانی مین رکھے پھر خالد یمامہ کے قریون سے ایاض جو ایک قریہ تھا اسکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرائے تا غور و تامل سے جنگ و جدال پر قیام کرین کیونکہ اندون رجال بن انواہ کی جھوٹی گواہی سے مسیلمہ کذاب کا کار و بار بہت قوی ہوا تھا اور چالیس ہزار مرد جنگی کے قریب اسکے پاس جمع آئے تھے رجال کی جھوٹی گواہی کا قصہ یہہ ہے کہ اسنے حضرت کے زمانے مین داخل مدینہ ہو کے حضرت پر ایمان لایا اور سورۃ البقرہ سیکھا پھر جب یمامے کی طرف گیا دین اسلام سے پھر جا کے مسیلمہ کذاب کے ساتھ شریک ہوا اور اسی ملعون کے اغوا سے یمامہ والون کے مجلس مین جھوٹی گواہی دی مین نے حضرت سے سنا ہون کہ مسیلمہ کذاب میری پیغمبری مین شریک ہے - اس ملعون کی جھوٹی گواہی سے بنی حنیفہ کے لوگ اسکو پیغمبری کے دعوے مین سچا جانتے تھے غرض مسیلمہ کذاب نے جب خالد کی خبر سنا اپنے لشکر کو تیار کرکے مقابلہ پر آیا - خالد زید بن الخطاب کو اپنے لشکر کے میمنہ پر اور زید بن الخارث کو میسرہ پر مقرر کرکے جنگ شروع کئے مخالفون سے پہلے جو مارا گیا وہی رجال تھا جو جھوٹی گواہی دی تھی زید بن الخطاب کی تلوار سے داخل سقر ہوا - اور خالد اپنے لشکر سے باہر آکے جنگ کے میدان مین شجاعت کی داد دیتے اور ایک رجز پڑھتے تھے اپنی شمشیر یمانی سے آتش فشانی کر رہے تھے بہت سے کافرون کو قتل کرکے اپنے جھنڈے کے نیچے آکر کھڑے رہے ان کے بعد عمان یاسر نے میدان مین آئے اور ایک رجز پڑھتے ہوے حملہ شیر کر رہے تھے دشمنون کی ایک جماعت کو قتل

کرکے دوزخ کے طرف بھیجے ایسے مین ایک شقی نے انپر ایک شمشیر کا ایسا ضرب کیا کہ انکے سر کا پوست کٹ کے کھنڈے تک لٹک رہا تھا عمار باوجود ایسے زخم کے اُس ملعون کو مار کے زمین پر گرائے پھر اپنی جگہہ پر لوٹ آئے پھر حارث بن الہشام مخزومی بعضون کو قتل اور بعضون کو زخمی کرکے اپنی جگہہ مین آکر کھڑے رہے۔ کہتے ہین کہ زید بن الخطاب مخالفون کے پانچ مشہور سپاہون کو قتل کرکے گھوڑے سے زمین پر گرادئے آخران کو ایک زخم ایسا لگا کہ اُس سے شہادت پاکے جنت کے طرف روانہ ہوے اور سالم جو ابو حذیفہ کے غلام تھے اور اس روز علمبرداری کی خدمت انھین پر مقرر تھی وہ بھی شہادت پائی۔ بالجملہ مسلمانون سے تین سو شخص کے قریب شربت شہادت نوش کئے کہتے ہین کہ ابتدای ظہور اسلام سے اسوقت تک مسلمانون مین ایسا واقعہ رونما نہ ہوا تھا۔ جب لشکر خالد کے بڑے بڑے بہادر شہادت پاگئے ان کے لشکر مین ضعف آیا دشمنون نے غنیمت جان کے خالد کے خیمہ پر آگرے اور تلوارون سے اسکو پارہ پارہ کرکے اندر گئے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد اسکی عورت ام تمیم کو خالد جو اپنے نکاح مین لائے تھے اور وہ عورت اس وقت مین حاضر تھی چاہے کہ اسکو قتل کرین۔ مجاعہ جو اس خیمہ مین مقید تھا سو مخالفون کو اسکے قتل سے منع کیا اور کہنے لگا کہ اس عورت سے مین سوا مرحمت و شفقت کے امر دیگر نہین دیکھا ہون۔ اس اثنا مین خالد نے شمشیر انتقام اپنے نیام سے کھینچ کے ان کافرون کی جماعت کو قتل کر ڈالے۔ غرض شام تک جنگ جدال بحال رہا۔ اور ہر دو فریق بہی شب خون کے اندیشہ سے گھوڑون کی باگ ہاتھہ سے نہ چھوڑے اور اس شب مین خواب نہ کئے علی الصباح جب اقلیم جہارم کا بادشاہ خنجر زرنگار لیا ہوا افق شرقی سے طلوع کرکے ولایت نیمروز کی تسخیر کے لئے جھنڈا کھڑا کیا۔ یعنے جب آفتاب طلوع ہوا مخالفون کے لشکر سے پہلے جو میدان مین آیا مسیلمہ کذاب کا صاحب رای محکم بن طفیل تھا لشکر اسلام کے مقابلے مین آکے ایک رجز پڑہا اسمین مسیلمہ کذاب اور اسکے خواص کی تعریف و توصیف تھی۔ تب ثابت بن قیس الانصاری نے جو شیوہ دلاوری مین بے نظیر تھے اپنا گھوڑا میدان مین کدائے اور بہت حملے کرکے محکم کی کمر پر ایک نیزہ ایسا مارے کہ اسکا کام تمام ہوا اور اسکے قتل کے بعد مرکے مین چپ و راست اپنا گھوڑا دوڑاتے تھے اور دشمنون کو قتل کرتے تھے بہتون کو قتل کرکے آپ بھی شہادت پائے۔ انکے بعد خباب بن ثابت بن النعمان جو زید کے برادر تھے میدان مین آئے اور بہت سے دشمنون کو قتل کرکے آپ بھی شہادت پائے۔ پھر براء بن عازب اپنے لشکر سے باہر آکے کفار پر حملے کرکے بہتون کو تہ تیغ کئے۔ جو زمردی کی داد دے کے پھر اپنی جائے پر آکے کھڑے رہے دشمنون نے یہہ حال دیکھہ کے بہت فکرمند ہوے اور سب کے سب ایکبار حملہ کرکے لشکر اسلام پر گرے۔ تب خالد کے لشکر مین ایک تزلزل آیا خالد نے ایک نعرہ کیا کہ ای مسلمانو خدا سے ڈرو قیامت کا اندیشہ رکھو اور ملت محمدی رکھتے ہو تو اپنی جائے نہ چھوڑو۔ جب اہل اسلام خالد کی آواز سنے اپنے دین و دنیا کی بہتری

اس مین جان کے پہر آگے بڑہے اور کافرون پر ایسے کچہیہ چلے کئے کہ انکے لشکر مین تزلزل آگیا۔ القصہ اس روز ایسا
جنگ ہوا کہ ہر دو لشکر مین بارہ سے زیادہ اپنی جگہہ چھوڑکے پہر اپنے مقام مین قایم ہوے پھر اللہ تعالی لشکر اسلام کی تائید
کی مجاہدون نے جنگ و جہاد مین اس روز ایسی مدد کی کہ کافرون کا لشکر تاب لاکے ایک باغ مین جس کو حدیقۃ الرحمان
کہتے تھے پناہ لئے اور اس باغ کا دروازہ بند کردئے جب باغ کے اندر جاتا کل ہوا براء بن مالک نے کہا اے گروہ مسلمین مجھکو
اٹھاکے دیوار پر سے باغ کے اندر ڈالدو شاید دروازہ کہلنے کا سبب ہو۔ سو انکو حصار پر سے پھینک دئے کافرون کی
ایک جماعت جو دروازہ کے پاس تھی براء نے انکو قتل کرکے دروازہ کھولدیے جیسا اسکا دروازہ کھل گیا اور لشکر اسلام
اس باغ مین داخل ہوا پھر جنگ شروع کئے اور ایسا سخت جنگ ہوا کہ دشمنون سے دس ہزار آدمی قریب مارے گئے محکم بن
طفیل بھی انھین مین مارا گیا اور مسیلمہ کذاب بھی اسی باغ مین وحشی کی تیغ سے مقتول ہوکے جہنم کی طرف اپنا منہہ کالا کیا اسواسطے
وہ باغ حدیقۃ الموت سے موسوم ہوا یہ وحشی وہی ہے جو حضرت کے عم بزرگوار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جس کے ہاتھہ سے شہید ہوے وحشی
کے ایمان لانیکا بیان بہ تفصیل جنان السیر مین مفصل لایا ہی جو چاہین اسمین دیکہہ لین۔ غرض وحشی سے منقول ہی کہ حمزہ رضی اللہ
عنہ کی شہادت کے بعد مین نے مدینہ کو آکے حضرت سے ملازمت سے مشرف ہوا اور ایمان لایا ہر چند حضرت میرے تقصیرین بخشدیے لاکن
میری ملاقات کو مکروہ رکھتے تھے کیونکہ مجھے دیکہنے سے حضرت کو حمزہ رضی اللہ عنہ یاد آتے تھے اسواسطے مین حضرت کے
حضور مین نہین آتا بلکہ پیچھے رہا کرتا تھا جب حضرت کا وفات ہوا اور لشکر اسلام یمامہ کے طرف توجہ لایا مین نے وہی حربہ کہ جس کو حمزہ
رضی اللہ عنہ کے اوپر پھینکا تھا لیا ہوا اس لشکر کے ساتھہ نکلا جب کافرون نے حدیقۃ الموت مین پناہ لئے اور مسلمانون نے ایسے
جنگ کرنے لگے مین بھی اس جنگ مین حاضر تھا ناگاہ کیا دیکہتا ہون کہ مسیلمہ کذاب نے شمشیر کھینچا ہوا کھڑا ہے اور
لوگون کو جنگ پر تحریص کر رہا ہے جب ہی نظر اس ملعون پر پڑی۔ اور وہ بھی مجھے دیکہا مین نے اسکا قصد کرکے چلدیا ایسے مین
عمارہ انصاری کے چچیرے بہائی نے دوسری طرف سے اس ملعون پر آئے مین نے اپنے حربہ کو اس ملعون پر پھینکا سو اس کافر
کے سینے سے پار ہوگئی اور ادہر سے عمارہ کے چچیرے بہائی بھی تیغ چلائی اللہ تعالی جانے کہ وہ ملعون میرے ضرب سے
مارا گیا یا انکے ضرب سے۔ لاکن مہارتی پر ایک عورت کہڑی تہی سو یکا یک کہنے لگی کہ مسیلمہ کذاب کو ایک سیاہ غلام نے
مار ڈالا۔ اور وحشی کا یہہ قول مشہور ہے کہ مین نے اپنی جاہلیت مین خیر الناس کو قتل کیا تھا اور اسلام مین شر الناس کو
مار ڈالا الحمد للہ علی ذلک۔ جمہور مورخین نے کہا ہی کہ اس روز کافرون سے ستر ہزار شخص باغ کے اندر اور ستر ہزار
شخص باہر مارے جاکے پڑے تھے۔ کہتے ہین کہ جب مسیلمہ کذاب نے مارا گیا بنی حنیفہ کے لوگ اس باغ کے دیوار کو روزن
ڈال کے بہاگ گئے اور مسلمانون نے اس جنگ مین ایک روایت سے تین سو پچاس شخص دوسری روایت سے ایکہزار دو سو جوان

مہاجر و انصار سے شہادت پائے اور انمین اکثر قران مجید کے حافظون اور قاریون سے تھے اسی سبب سے جب ابوبکر صدیق نے یہ واقعہ سنے انکو بڑا اندیشہ ہوا کہ کہین لوگون کے خاطر سے کلام ربانی اور آیات فرقانی محو نہو جاوے پس قران مجید کے جمع و ترتیب کا حکم فرمائے۔ القصہ جب خالد کو یقین ہوا کہ مسیلمہ کذاب مارا گیا چاہیے کہ اسکی نعش ناپاک تب مجاعہ کو اپنے ساتھ لیکے مقتولون مین گشت کرنے لگے ایسے مین ایک نعش نظر آئی کہ وہ خوش رو اور عظیم الجثہ تھا خالد مجاعہ سے پوچھے کہ کیا تمھارا صاحب یہی ہے اس نے کہا نہین لاکن یہ شخص ہمارے صاحب سے ہزار مرتبہ بہتر تھا یہہ حکم بن طفیل ہے۔ پھر ایک نعش پر گذرے کہ وہ زرد چہرہ اور لاغر اندام تھا مجاعہ نے کہا کہ مسیلمہ کذاب یہی ہے کہ نہ اپنی بہلائی کی نہ ہماری۔ خالد نے کہا کہ افسوس ہے تمہارے پر کہ ایسے بدشکل اور بدکار کے سبب سے دولت اسلام اپنے ہاتھ سے دیے ہو اور اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیے ہو۔ **نقل** ہے کہ جب اس جنگ سے فراغت حاصل ہوی اور یمامہ کا ملک ہاتھ آیا خالد نے مجاعہ کے دختر کو اپنے نکاح مین لائے اور اسی جنگ مین ایک کنیز جو ہاتھ آئی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حصہ مین آئی کہ جس کو حنفیہ کہتے ہین انہین کے شکم سے ایک فرزند ارجمند تولد پایے حضرت نے علی انکا نام محمد رکھے جو محمد بن حنفیہ سے مشہور ہین اور وہ تابعین مین داخل ہین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

محمد بن حنفیہ

بحرین کے مرتدون کا احوال

روضۃ الاحباب مین لائے ہین کہ حضرت نے اپنے صحابہ سے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کے طرف منذر بن ساوی کے پاس بھیجے تھے منذر نے سب بحرین کے لوگون کے ساتھ ایمان سے مشرف ہوا اور علاء بن الحضرمی نے حضرت حضور فیض گنجور مین حاضر ہو کے ان کے ایمان لانے سے خبر دی ہجرت کے دسوین سال جب حضرت نے زکواۃ اور صدقات وصول کرنیکے واسطے جوطرف قبیلون پر عاملون کو روانہ کیے علاء بن الحضرمی کو بحرین کے طرف بھیجے تھے انہون نے بحرین مین ہی تھے حضرت نے منذر مذکورہ مین وفات کی اسکے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین منذر بھی فوت ہوا اور بحرین کے لوگ اور ربیعہ کے قبیلے والے سب کے سب مرتد ہو گئے اور اس واہی شبہے مین پڑے کہ حضرت پیغمبر رہتے تو جلت نہ کیے ہوتے۔ اس آیت سے ان کو غفلت ہو گئی تھی۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

علاء بن الحضرمی صدیق اکبر کے خدمت مین حاضر ہو کے یہہ احوال ظاہر کیے۔ کہتے ہین کہ عبدالقیس حضرت کے زمانہ مین مدینہ کو آ کے یمان سے مشرف ہوا اور قرآن مجید و احکام شریعت سیکھا تھا سو اپنی قوم کو جمع کر کے نصیحت کی اور انکو جو شبہہ ہوا تھا قوی دلیلون سے اسکو دور کیا اسکی قوم والون نے پھر توبہ کر کے مسلمان ہو گئے بنی بکر کی قوم جو بحرین مین تھی دنیاوی معاملات مین عبدالقیس کے لوگون کے ساتھ مخالفت رکھتی تھی سو وہ اپنی مرتدی سے نہ پھری اور عبدالقیس کے قوم کے ساتھ انکی عداوت اور زیادہ ہوی دنیا کی عداوت کے ساتھ دین کی عداوت بھی منضم ہو گئی۔ تب بنوبکر کے لوگ کسریٰ کے پاس جا کے

اس سے مدد طلب کئے اسکے طرف سے ایک لشکر لے آکے جنگ پر مستعد ہوے عبدالقیس بھی اپنی قوم کو فراہم کیا اور جنگ کا اسباب مہیا کر کے انکا مقابلہ کیا - ہر دو فریق مین جنگ عظیم واقع ہوا - پہلے لشکر کفار کو شکست ہوی پھر بعد انکے غلبہ کی صورت پای گئی - تب لشکر اسلام ایک قلعہ مین داخل ہو کے اسکا دروازہ بند کر دئے اور کفار ایکدست دراز اسیر مجاہد کئے - جب قلعے مین کھانے پینے کے چیزین نہین ملتے ہین اہل اسلام بہت ہی تنگ آے - تب اُنسے ایک شخص نے تنگی کی تصدیع ایک شعر مین ظاہر کر کے صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کیا - صدیق نے ایک فوج علاء بن الحضرمی کے ساتھ دسکے نبی بکر کے جنگ پر روانہ کئے - اور فرمائے کہ راہ مین مسلمانون کے جن قبیلون پر تمھارا گذر ہوگا ان کو بھی اس جنگ کی تحریص دو دوے قبول کرین تو ان کو اپنے ہمراہ لیجاؤ - پس علاء حضرمی جب اپنی فوج کو ہمراہ لے کے مدینہ سے نکلے راہ مین تمامہ اثاک حنفی اور قیس بن عاصم منقری اُنسے ملے اور یہہ ہر دو شخص اپنے قبیلون کو ہمراہ لے کے علاء حضرمی کے ساتھ چلدئے کہتے ہین کہ ایک شب ایک ریگستان مین نزول کئے ہنوز آرام نہین پائے اور خیمے نہین استاد کئے انکا سب سامان اونٹون پر ہی تھا کہ یک بیک سب اونٹ مع اسباب نکل گئے - وہ سخت اندھیری شب تھی سب مجاہدون نے اونٹون کے دھونڈھنے مین بری تصدیع اٹھائے اور بہت جستجو کئے پر کہین اونٹون کا سراغ پتا نہ پائے آخر تک جا کے بے امید ہو گئے - اس بیابان مین جب انکا سب اسباب اور توشہ اونٹون پر رہگیا اور اس بیابان مین کہین پانی کا نام و نشان بھی نہین تھا اور وہ زمین ریگستان کی ہونے سے منزل بھی طے نہین ہوتی تھی سب کے سب اپنے جینے سے مایوس ہو گئے ایسا درد و الم انپر وارد ہوا کہ سوے خدا تعالے کے کوئی نہین جانتا ہے پس سب کے سب اپنی زندگی سے بے امید ہو کے روتے ہوے ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر رونے لگے علاء حضرمی جو صحابہ مین بڑے جلیل القدر اور عالم و عابد و مستجاب الدعوات تھے اور انکی ہمت بلند تھی اور انکا صدق توکل کامل تھا سب کی دلداری کرنے لگے اور تسلی دئے کہ تم اہل اسلام ہو محض اللہ تعالے کی خوشنودی حاصل کرنے اور دین کے دشمنون سے جہاد کرنیکے لئے نکلے ہو سو تم انصار اللہ ہین پس اسکے لطف و رحمت کے امیدوار ہو یقین ہے کہ تمکو ہلاک نہ کریگا ان باتون سے سب مجاہدین کو تسکین حاصل ہوی - بھر صورت وہ شب اسی بیابان مین گذارے جب صبح کی نماز سے فارغ ہوے علاء حضرمی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بہت تضرع اور عجز و نیاز سے بارگاہ الٰہی مین دعا کرنے لگے اور سب مجاہدین بھی نہایت آہ و زاری سے آمین آمین کہتے تھے اللہ تعالی نے انکی دعا قبول فرمایا یک بیک اس بیابان مین ایک پانی کا چشمہ پیدا کیا اسکا پانی بہت شیرین اور مصفا تھا پس سب کے سب اس کے پاس گئے شکر الٰہی بجالائے اور وہ پانی پیئے اور وضو و غسل کئے ابھی آفتاب بلند نہ ہوا تھا کہ انکے اونٹ بھی اسی بیابان مین نظر آنے لگے سب اہل لشکر بہت خوش ہو کے ان اونٹون کے پاس گئے اور اپنے اونٹ کو پکڑ لے کے اور انکو پانی سے سیراب کر کے آگے کوچ کئے -

کہتے ہین کہ صدیق اکبر نے ابوہریرہ کو بھی اس فوج کے ساتھہ روانہ کیے تھے سو ابوہریرہ نے منجاب بن راشد کو اپنے ساتھہ لے کے اس چشمے پر جا پہنچے دیکھتے کیا ہین کہ اس چشمے مین پانی کا ایک قطرہ بھی نہین ہے۔ منجاب نے ابوہریرہ سے کہنے لگا کہ مین بارہا اس راہ سے گذرا ہون کبھی اس چشمے مین ایک مشک بھر پانی بھی نہین دیکھا ہون۔ ابوہریرہ نے کہے کہ ہان تو راست کہتا ہی واللہ یہہ وہی جگہہ ہے جو ہم نے بھی اسکا پانی نوش کیے اور اونٹون کو پلائے تھے۔ میرا مقصود بھی یہی تھا کہ تجھے معلوم کروا دون کہ یہہ پانی جو اللہ تعالی نے ہم کو اس بیابان مین دیا اس مین وسلوی کے مانند ہی جو موسی علیہ السلام کی قوم پر نازل فرمایا پس ہر دو لشکر آپس مین بجا لائے پھر وہان سے جلد روانہ ہو کے اپنے لشکر مین جا ملے۔ غرض جب یہہ لشکر اس قلعے کے نزدیک جا پہنچا کہ جس مین عبدالقیس کا لشکر محصور تھا علاء حضرمی ایک قاصد کو انکے پاس روانہ کیے وہ قلعے والے مجاہدون نے اس خبر کے سننے سے نہایت خوش ہوے اور شکر الحمد بجا لائے اور علاء حضرمی کی خدمت مین یہہ پیام بھیجے کہ دشمنون کی کثرت حد سے گذر گئی ہے چاہئے کہ تم ان پر شب خون کرین اور ہمکو اس قلعے سے چھڑالین تب ہم بھی تمہارے ساتھہ شریک ہو کے کافرون کی خونریزی کرین گے علاء حضرمی کو یہہ رائے پسند آئی سو انہون نے اپنے طرف سے ایک جاسوس کافرون کے لشکر کے طرف روانہ کیا تا انکی خبر رکھے اور قابو دہونڈتا رہے جب انکو غافل پاوے لشکر اسلام کو جلد اس بات سے واقف کر دیوے سو وہ جاسوس جا کے قابو دہونڈ رہا تھا ایک شب ان کافرون کو غافل پایا جلد آ کے لشکر اسلام مین خبر دی۔ تب علاء حضرمی کا لشکر انپر شبخون کر کے بہت ہی جنگ کیا بہت سے کفار مارے گئے اور بعضے مقید ہوے اور بعضے بھاگ گئے اور انکا بہت سا مال و متاع مسلمانون کے ہاتھہ آیا پس علاء حضرمی نے قلعے والے مجاہدون سے ملاقات کر کے انکو بہت کچھہ تسلی اور دلداری دی۔ اور کہے کہ تم پر کافرون نے ایکمدت دراز جو محاصرہ کیے تھے اور تم نے جو رنج و تعب اٹھائے ہو اسباب مین امیدوار رہو کہ اللہ تعالی تم کو بڑا اجر و ثواب عطا فرماویگا اور یہہ تمہارا جہاد دین کے دشمنون کے حق واقع ہوا یہ راہ اور اخراب و حیس کے ساتھہ جنگ کا حکم رکھتا ہی القصہ اسی سرزمین مین ایک جزیرہ تھا کہ مرتدون کی ایک گروہ جو عبدالقیس کے دشمنون سے تھے اسکو اپنا ملجا و ماوا ٹھہرائے تھے عبدالقیس کے لشکر والون نے جب ان کی خبر سنے انکے ساتھہ بھی جنگ کرنیکا ارادہ کر کے یہہ ہر دو لشکر آگے روانہ ہوے چند منزلین قطع کیے تو ایک دریا آیا اس دریا سے جزیرے تک کشتی کی سوا ہے اکیرات دن کی مسافت تھی بغیر کشتی کے اس دریا سے پار ہونا ممکن نہین تھا اور وہ جزیرے والون نے علاء حضرمی کی فوج کی خبر سنکر دریا سے کشتیان نکال لیے تھے جب لب دریا پر پہنچے اسلین کشتیان نہ رہنے سے بہت ملول اور مکدر ہو گئے علاء حضرمی نے انکو تسلی دی اور اس بیگستان مین اللہ تعالی کا جو فضل ہوا تھا انکو یاد دلوا کے کہے کہ اللہ تعالی نے اس بیابان مین وہ پانی جو تم کو کرامت فرمایا تم جانتے کہ وہ اسیواسطے تھا کہ تا

اس سے اعتبار لین اور اسیکے فضل پر تکیہ کرکے اس دریا سے بھی پار ہوجاوین سو اب بھی وہی فضل ربانی و تائید آسمانی کے امیدوار رہو کہ وہ قادر متعال جلشانہ تم کو بغیر کشتیون کے اس دریا سے پار کردیگا - علا خضری سے جب یہہ بات سنی ہر دو لشکر کے مجاہدین نے قبول کیے اپنے اونٹون اور گھوڑون کو اس دریا مین اُتارے - علا خضری نے پھر عجز و نیاز کے ساتھ دعا آغاز کیے اور سب قوم کو بھی وہی دعا کرنے کا حکم کیے وہ دعا یہی تھی - یَارَحْمٰنُ وَیَارَحِیْمُ یَاکَرِیْمُ یَاکَرِیْمُ یَااَحَدُ یَاصَمَدُ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَارَبَّنَآ اِنَّا عَبِیْدُکَ فِیْ سَبِیْلِکَ اِجْعَلْ لَّنَا السَّبِیْلَ اِلَیْھِمْ یہہ دعا کرتے ہوے اس دریا سے پار ہوگئے اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے اس پانی کو یہان تک کم کردیا کہ اونکے جانورون کے زانون تک نہ پہنچا تھا - کشتی کی سواری سے جو ایک رات دن کی راہ تھی اللہ تعالی نے تھوڑے وقت مین انکو پار کردیا پھر جب اس جزیرے پر جا پہنچے ان مرتدون اور کافرون کے ساتھ ایسا جنگ ہوا کہ سب کے سب تہ تیغ ہوگئے جو حد بلوغ کو پہنچا تہا اسکو نچھوڑے اور انکی عورتین مسلمانون کی غنیمت مین آئین اور اس قدر انکا مال و متاع ہاتھ آیا کہ جب تقسیم کیے ہر ایک سوار کو چھہ ہزار درہم اور ہر پیادے کو دو ہزار درہم پہنچے پھر سالم و غانم اسی جگہ سے مراجعت کیے اور اسکے آگے اس قلعے پر جو جنگ ہوا تھا اسمین نہوکر کے بعضے لوگ اور کسری کا لشکر جو انکے مدد کیلیے آیا تھا اس لشکر کے بعضے لوگ جو بھاگ گئے تھے سو روم کے قلعے مین جا پناہ لئے تھے - علا خضری نے عبد القیس کی فوج کو ہمراہ لیکے پھر اس قلعے پر جا پہنچے اللہ تعالی نے لشکر اسلام کو فتح دیا لشکر عجم اور نہوکر کی قوم سے اکثر لوگ مارے گئے اور بعضے پہاڑون کے طرف بھاگے اور عجم والون سے بعضے بھاگ کے کسری کے پاس جا پہنچے اور اسکو اس قصے سے خبر دئے - اور منذر بن نعمان جو بحرین کے سرداروں سے تھا اور مرتد ہوکے کسری کے پاس جاکر مدد طلب کرنے سے کسری نے لشکر عجم پر سیکو حاکم بنا کے بھیجا تھا سو منذر نے اپنے کام سے بہت پشیمان ہوا اور مرتدی سے توبہ کرکے پھر مسلمان ہوگیا - اور منقول ہے کہ اس سفر مین ہجر کا ایک راہب بھی مسلمان ہوا اسکے اسلام لانیکا سبب پوچھنے کیا کہ مین نے تین خبرین دیکھی پہر خوف کہایا کہ ایمان نہ لاؤن تو اللہ تعالی مجھے مسخ کردیگا - پہلی یہہ کہ اس بیابان مین جو پانی کا نام و نشان نہین تھا اللہ تعالی نے لشکر اسلام کو عجیب سے پانی عطا فرمایا - دوسری مسلمانون کی لشکر کو دریا سے بغیر کشتی کے پار کردیا - تیسری یہہ کہ ایک روز صبح کے وقت مین نے ہوا مین یہہ آواز سنی کہ کسی نے یہہ دعا کرتا ہے - اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ وَالْبَدِیْعُ لَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَالدَّآئِمُ وَغَیْرُ الْغَافِلِ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَخَالِقُ مَا یُرٰی وَمَا لَا یُرٰی وَکُلَّ یَوْمٍ اَنْتَ فِیْ شَاْنٍ عَلِمْتَ کُلَّ شَیْءٍ بِغَیْرِ تَعَلُّمٍ یہہ دعا سنتے ہی مین نے سمجھا کہ دعا کرنے والے فرشتے ہین اور لشکر کے تائید کے لئے آئے ہین - ملائک جس کی تائید کرین بلاشک وہ حق پر ہوگے - **عمان اور مہرہ کے مرتدون کا**

جنگ - علماے سیر و تواریخ لائے ہین کہ حضرت کے وفات کے بعد لقیط بن مالک نے دین اسلام سے مرتد ہوا اور ایک لشکر فراہم کر کے عمان پر تاخت کیا اور اُس ملک کو اپنے قبضۂ تصرف مین لیا اور عمان کے لوگ بھی مرتد ہو کے اسی کے تابع ہو گئے اسلیواسطے حیفر اور احد جو حضرت کے زمانہ مین عمر بن العاص کے ہاتھ پر مسلمان ہوے تھے اور اس ملک کی حکومت اُن ہی کو دیگئی تھی یہہ مرد عمان سے نکل جا کے پہاڑون کے دامن مین پناہ لئے اور حیفر کے ایک قاصد کو صدیق اکبر کے حضور مین بھیجا - عمان اور مہرا ور یمن کے لوگ جو مرتد ہو گئے انکا سب احوال ظاہر کیا صدیق اکبر نے حذیفہ بن محصن حمیری کو عمان پر اور عرجفہ بارقی کو مہرہ پر جانے کے لئے مقرر کر دئے - اور اسکے آگے عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب سے جنگ کرنے کے لئے یمامہ کی طرف جو بھیجے تھے اس ملعون پر فتح پانے کے بعد عکرمہ کی اقامت اسی سرزمین مین تھی سو ابوبکر صدیق نے عکرمہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ عمان اور مہرہ اور یمن کے مرتدون سے جنگ کرنیکے لئے ہم نے حذیفہ اور عرجفہ کو بھیجے ہین سو تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو کے ان کو دفع کرنے مین بڑی کوشش اور جوانمردی بجالاے جب یہہ نامہ عکرمہ کو پہنچا انہون نے خلیفہ کے حکم کے موافق ان ہر دو امیر کے ساتھ شریک ہو کے ان مرتدونکے ساتھ بڑی لڑائی کی عمان پر جو جنگ ہوا اسمین دس ہزار کافر مقتول ہوے اللہ تعالیٰ کی تائید سے انہون نے فتح و ظفر پائی اور بڑی غنیمت ہاتھ آئی پھر وہان سے مہرہ کے طرف گئے اللہ تعالے نے اس پر فتح دیا الحمد للہ علی ذلک

قبیلہ کندہ اور حضرموت اور یمن کے مرتدون کا جنگ - حضرت نے اواخر عمر شریف مین زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت پر اور عکاشہ بن امیہ کو سکاسک اور سلوک پر اور مہاجرین بن امیہ کو کندہ اور صنعا اور یمن پر عامل بنا کے بھیجے تھے - اس ملک کے لوگ جب دوسرے قبیلے مرتد ہونے کی خبر سنے آپ بھی مرتد ہو گئے زیاد نے ایک لشکر اسلام جمع کر کے چاہا کہ انکو دفع کرین لاکن مرتدون کی کثرت کے سبب سے مقابلہ نہین ہو سکا - تب مدینہ کے طرف آ کے صدیق اکبر کی خدمت مین یہہ خبر سنائی تب جناب خلافت مآب اکابر مہاجر و انصار سے مشورت کر کے چالیس ہزار جنگی مردون کو انکے ساتھ دیکے کندہ اور حضرموت اور یمن کی طرف روانہ کئے جب لشکر اسلام وہان جا پہنچا ہر دو فریق مین جنگ ہونے لگا اہل اسلام کبھی شکست پاتے تھے کبھی فتح و ظفر جب اسی مین ایکمدت دراز منقضی ہوی ابوبکر صدیق کے حکم سے عکرمہ بن ابی جہل اور مہاجرین امیہ زیاد کی مدد پر یلغار آ پہنچے جب بہت سے جنگ ہوئے زیاد ان پر غالب آے - اور مجاہدین اسلام اشعث بن کندی کو جو اس قبیلے کے سردارون سے تھا حیرہ کے قلعے مین محاصرہ کئے اور اسپر بھی ایام دراز گذرے آخر صلح اسبات پر ٹھہری کہ ان سے دس شخص کو امان دیوین - زیاد نے راضی ہو کے قلعے کا دروازہ کھولے اور ان دس شخص کو جو معین کئے تھے علیحدہ کر کے فرمائے کہ اقرار کے موافق وے دس شخص کو مین امان دیا ہون تجھے اور دوسرون کو قتل کر دونگا - اشعث یہہ بات سنکے غصہ ہوا اور کہنے لگا کیا تم کو یہہ گمان

ہے کہ مین دوسرون کے واسطے امان لون - اور آپکو ہلاکت مین ڈالون یہہ بات کس طرح ہو سکے گی عقل اسبات پر دلالت نہین کرتی ہے - اور بہت سے باتین چلے آخر یہہ بات ٹھہری کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حکم فرماوے قبول کرین - تب زیاد نے سات سو مرتدون کو جو اس قلعے مین محاصرہ کئے گئے تھے قتل کر دئے - اور اکابر سے ایک جماعت کو جو اشعث کے ساتھ قید و زنجیر کئے تھے مدینہ کے طرف بھیجدئے - صدیق اکبر کی نظر اشعث پر پڑتے ہی فرمائے الحمد للہ مجھے اللہ تعالے نے بتحقیر دستیاب کیا - عمر فاروق نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ اشعث نے مرتد ہو کے بہت کچھہ فساد برپا کیا - حضرت نے فرمائے ہین - مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ یعنے جس نے بدل گیا اپنے دین سے اسکو قتل کرو - اب سزا دینے ہے کہ اسکے قتل کا حکم کرین - تب اشعث کہنے لگا کہ مین مسلمان ہون اور اپنے کئے سے نہایت پشیمان ہون اور مجھہ سے ناشایستہ حرکات جو میرے لیے سرزد ہوے وہ مرتدی کا سبب نہین تھا بلکہ زیاد نے میری قوم کے ساتھہ جو بے التفاتی اور زیادتی کی سو اسکے ننگ و عار کا سبب تھا اب اقرار کرتا ہون کہ مین نے برا کام کیا اور اس سے باز آکے توبہ و استغفار کیا - اور شرط کرتا ہون کہ اہل اسلام سے میرے ملک مین جس اسیر کو پاؤنگا اسکو چھوڑ دونگا اور اسکے بعد اسلام مین اچھے کام کرتا رہونگا اگر خلیفہ پیغمبر مجھہ پر منت رکھے اور اپنی خواہر ام فروہ بنت ابی قحافہ کو میرے ساتھہ نکاح کر دیوے مین نے شرط دامادی اچھی طرح بجالاؤنگا داماد بدنہ ہونگا - ابوبکر صدیق کے خدمت مین اسکی عذرخواہی قبول ہوئی بحکم لَيْسَ مِنْ عَادَاتِ الْكِرَامِ سُرْعَةُ الْاِنْتِقَامِ کے ایکساعت تامل کئے پھر جب آیہ کریمہ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا کے عفو کیے اور فرمائے کہ اشعث اور کندہ کے قبیلے کے سب اشراف و عامد کے بند کھولدین - پھر اپنی ہمشیرہ کو اشعث کے ساتھہ نکاح کر دئے کہتے ہین کہ اشعث کو چند فرزند ام فروہ کے بطن سے پیدا ہوے وے یہہ ہین محمد و اسمٰعیل و اسحٰق و جعدہ - اس رشتۂ دامادی کے جہت سے اشعث نے صدیق اکبر کے پاس بڑا اعتبار پایا اور مدینہ مین ہی مقیم ہوا - اور عمر فاروق کی خلافت مین شام کی طرف روانہ ہوا واللہ اعلم - **حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات** اسی سال ہوی - بی بی کا مختصر احوال یہہ ہے کہ حضرت نے جس سال مین نبوت پائے جناب خاتون جنت اسی سال مین پیدا ہوئین - یہہ قول ابو عمر کا ہے - لاکن محمد بن اسحٰق نے کہتا ہے کہ حضرت کی سب اولاد بعثت کے آگے ولادت پائی ایک ابراہیم بعثت کے بعد ہین - اور بی بی حضرت کے سب دخترون سے چھوٹی تہین - اور حضرت کے سب اولاد امجاد آپکے حین حیات ہی رحلت کئے - ایک خاتون جنت ہی ہین جو آپ کی وفات کے بعد زندہ تھین - ہجرت کے دوسرے سال حکم وحی سے حضرت نے بی بی کو مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھہ نکاح کر دے - آپکا مہر روپے کے چار سو درہم باندہے جسکے تخمیناً اکیسو مثقال روپیہ ہوتے ہین - اور حضرت نے بی بی کو جہیز مین کتان سے دو نہالیان اور دو تکیہ کہ جس مین کھجور کا ریشہ بھرا ہوا تھا ایک کٹورا اور ایک چکی اور ایک مشک اور دو گھڑے

اور کچھ مٹی کے برتن دئے۔ اسوقت بی بی کی عمر پندرہ برس اور پانچ مہینون کی تھی۔ اور حضرت علی کی عمر سے اکیس برس اور پانچ مہینے تھے۔ بی بی نے حضرت کے بعد چھے مہینے زندہ رہین اور یہہ چھے مہینے بھی حضرت کی جدائی کے درد و غم اور بیماری کے رنج والم مین گذرے۔ رمضان کی سترہوین شب مین وفات پائین۔ اور بی بی نے حضرت علی کو وصیت کی تھین کہ مجھے رات کے وقت دفن کیجئے تا نامحرم کی نظر میرے جنازے پر نہ پڑے۔ حضرت علی نے بی بی کی وصیت کے موافق رات مین ہی آپکے جنازے پر نماز ادا کی۔ ایک روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ جنازے کی نماز پڑھے۔ پھر بقیع مین دفن کئے اسوقت بی بی کی عمر ستائیس سال کی تھی بی بی کے مناقب و فضائل حیطۂ تحریر سے زیادہ ہین۔ اور بی بی کے فضیلتین صحیح حدیثون سے ثابت ہین از انجملہ فرمائے ہین کہ جنت کے سب بی بیون کی سیدہ فاطمہ ہے۔ اور فرماتے ہین کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے پس حضرت کے جگر پارے پر کسی کو بھی فضیلت نہین ایسا ہی کہا ہے امام مالک نے۔ اور جناب خاتون جنت کے بطن مبارک سے پانچ اولاد ہوے ہین صاحبزادے اور دو صاحبزادیان امام حسن و امام حسین و محسن و بی بی زینب و بی بی ام کلثوم یہہ فقیران کا مذکور پر نور روضۃ الابرار اور شرح سر الشہادتین مین لایا ہے صلوات اللہ و سلامہ علی جدہم و علیہم الی یوم الدین۔ **ام ایمن کی رحلت** اسی سال ہوی۔ ام ایمن کا نام برکۃ ہے ثعلبہ بن عمرو بن حصین بن مالک بن سلیمہ بن عمرو بن نعمان کی بیٹی تھی۔ اور وہ حضرت کے والد کی کنیز تھی حضرت کے بچپن مین انکی خدمت گذاری سے وہی سعادت پائی حضرت نے ان کو آزاد کر کے عبید کے ساتھ نکاح کر دئے اسسے ایمن پیدا ہوا اسکے بعد زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کر دئے۔ زید حضرت کے متبنیٰ فرزند تھے اسسے اسامہ پیدا ہوے۔ ام ایمن حبش کے ہردو ہجرت کے بعد مدینہ کی بھی ہجرت کین۔ اور وہ بی بی بڑی صالحہ تھین حضرت انکی ملاقات کے لئے انکے گھر تشریف لیجاتے اور فرماتے تھے کہ میری والدہ کے بعد وہی میری والدہ ہے حضرت کے بعد ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھی انکی ملاقات کے واسطے جایا کرتے تھے وہ بی بی نے حضرت کی وفات کے پانچ یا چھے مہینے بعد رحلت کین۔ اور اسی سال عبداللہ بن ابوبکر صدیق کی رحلت ہوئی وہ قدیم الاسلام تھے طائف کے جنگ مین حضرت کے ہمراہ رکاب تھے اور ابو محجن ثقفی نے ان کو تیر سے زخمی کیا زخم تو درست ہوا لاکن اسی سے لاغر ہو کے بیماریان کھینچتے شوال مین انتقال کئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ **علی مرتضیٰ کا بیعت کرنا ابوبکر صدیق کے ہاتھہ پر** یہہ بات صحت کو پہنچی ہے کہ جب تک جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ تھین اور حضرت کی جدائی مین نہایت مغموم اور رنجور تھین انکی دلجوئی اور تیمارداری مین جناب مرتضیٰ علی کو بیعت کرنے کا اتفاق نہ ہوا جب بی بی کی رحلت ہوی صدیق اکبر کے پاس یہہ پیام بھیجے کہ کل کے دن واحد اپنے گھر تشریف لاوین۔ صدیق اکبر قبول کئے دوسرے روز علی مرتضیٰ کے مکان پر تشریف لے گئے جب ہر دو کی ملاقات ہوئی جناب امیر نے اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا

ادا کی پھر حضرت پر درود وسلام بھیجے اسکے بعد ابوبکر صدیق کے فضیلتین بیان کرکے بیعت مین جو اس قدر تاخیر ہوی اسکی عذر خواہی کی - اور فرمانے لگے کہ مین نے جو آپسے بیعت نہین کیا یہہ کچھ حسد کا سبب نہین تھا بلکہ آپ سے یہہ گلا ہے کہ آپنے ہم سے رائے نہ لیا اور اس باب مین مشورت نہ کی حالانکہ ہم کو حضرت کی قرابت کی جہت سے اس باب مین دخل عظیم استحقاق فخیم تھا - ایسے ہی صلح آمیز اور محبت انگیز باتین زبان پر لاتے اور حضرت کو یاد کرتے تھے - صدیق اکبر کو بڑی رقت ہوی انکے آنکھون سے پانی جاری ہوا تب حضرت علی سے معذرت کرنے لگے کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ جس کے دست قدرت مین میری جان ہے حضرت کی آل کے ساتھہ نیکی کرنی اور محبت رکھنی میرے نزدیک اپنی اہل واقارب کے ساتھہ نیکی کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہون - پھر باغ فدک کے باب مین جناب خاتون جنت کے ساتھہ جو معاملہ رد دیا تھا اور سقیفہ بنی ساعدہ مین جو مہاجر وانصار جمع آئے تھے اور خلافت کے باب مین جو انکے درمیان نزع آیا تھا سو اسسے جلد بیعت لینے مین جو مصلحت مندرج تھی اور آپکو جناب امیر سے مشورت لینے کی جو فرصت نہ ملی ابوبکر صدیق نے ان سب باتون کی معذرت کی - جناب امیر بھی انکا عذر قبول کرکے فرمانے کہ جب نماز ظہر کے لئے مین مسجد کو آؤنگا نماز کے بعد آپسے بیعت کرونگا تب صدیق اکبر رخصت لے کے اپنے گھر آئے - جب سب صحابہ ظہر ادا کرنے کے لئے مسجد نبوی مین حاضر ہوے صدیق اکبر نماز کے بعد منبر پر چڑھے اول اللہ تعالی کی حمد وثنا ادا کی اور حضرت پر درود وسلام بھیجے پھر جناب امیر کے شرف و فضیلتین بیان کرکے بیعت مین جو اسسے اس قدر تاخیر ہوی اسباب مین انکا عذر صحیح ظاہر کئے اور منبر سے اتر گئے - پھر جناب امیر نے منبر پر جاکر ایک خطبہ جو حمد وثنا الٰہی اور تشہد و درود حضرت رسالت پناہی کے ساتھہ مشتمل تھا کمال فصاحت کے ساتھہ پڑھا پھر ابوبکر صدیق کی فضیلتین اور اپنا عذر جو بیعت مین تاخیر ہوی جیسا صدیق اکبر بیان کئے تھے آپ بھی ویسا ہی فرمائے - پھر صدیق اکبر کے ہاتھہ پر بیعت کئے سب صحابہ نہایت خوش ہوکے جناب امیر کی تحسین کرنے لگے اور دعائے خیر دینے لگے بعضے کتب تاریخ مین مذکور ہے کہ جناب امیر کی بیعت جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے وفات کے بعد ستر روز کے واقع ہوی واللہ اعلم - **اور اسی سال صدیق اکبر کے حکم سے قرآن مجید کو جمع کئے** - جانا چاہئے کہ حق سبحانہ تعالی شانہ کریمہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ مین قرآن کی ضمانت حفظ کا جو وعدہ کیا ہے سو خلفاء راشدین کے زمانہ مین واقع ہوا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ حضرت کے زمانے مین جو آیتین نازل ہوتے تھے حضرت کے حکم سے صحابہ اسکو قید قلم کرتے تھے جب کاغذ میسر نہین تھا - اونٹ کے پسلی کے ہاڑ اور پوست کے ٹکڑون پر اور چوڑے پتھر پر لکھہ کے رکھتے تھے جب ابوبکر صدیق کی خلافت مین جنگ یمامہ ہوا اسمین صحابہ خصوصاً قرآن مجید کے ستر قاریان شہید ہوے سب صحابہ کو اسبات کا بڑا غم ہوا عمر فاروق نے ایک روز بعضے قاریون سے ایک آیت قرآن کی دریافت کی انہون نے کہا کہ یہہ آیت فلان صحابی کے پاس تھی سو وہ جنگ یمامہ مین شہید ہوا عمر فاروق یہہ سنتے

قرآن مجید کا جمع کرنا

ہی کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور اسیوقت صدیق اکبر کی خدمت مین آکے عرض کی کہ یا خلیفۂ رسول اللہ جنگ یمامہ مین اکثر قاریان شہید ہوگئے اب جو قرآن کہ باقی ہین انکا وجود غنیمت ہے مجھے اسبات کا خوف ہوا کہ کہین قرآن کریم محو نہو جاوے مین بہت مناسب سمجھتا ہون کہ اسکو کاغذ مین جمع کرنیکا حکم کرین - صدیق اکبر نے فرمایا کہ مین اس کام پر کسطرح اقدام کرون کہ جو کام حضرت نہ کئے ہون - عمر فاروق نے نہایت بیحد ہوکے اس امر خیر کی حکمت و مصلحت بیان کی اور اللہ تعالیٰ کی قسم دی - تب صدیق اکبر قبول کئے - عمر فاروق مجمع صحابہ مین اٹھکر کھڑے رہے اور اعلام کئے کہ جن جن کے پاس آیات قرآنی سنگ و چوب عسیر و رمر مرقوم ہین حاضر کرین حسب الحکم صحابہ حاضر کرنے لگے - ابوبکر صدیق نے فاروق اعظم پر حکم کیا کہ مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھین ہر آیت پر جب تک دو گواہ معتبر کہ یہہ آیت حضور نبوی مین لکھی گئی تھی کہ گذارین قبول نکرین زید بن ثابت انصاری جو بڑے قاری اور حضرت کے زمانے مین کاتب وحی تھے سو انکو حکم کئے کہ کاغذ پر جمع کرین - زید کہتے ہین کہ جب مجھے صدیق اکبر کا حکم ہوا یہہ کام مجھے ایسا دشوار نظر آیا کہ اگر یک پہاڑ اٹھانیکا حکم کرتے تو اسقدر دشوار نہوتا - مین نے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ آپ کس لئے یہہ کام کرتے ہو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین کئے ابوبکر صدیق نے وجوہات سے اسکے مصلحتین سمجھائے - مین نے سوچا کہ یہہ امر خیر ہے - پس بحولہ وقوتہ اسکی تحریر پر مستعد ہوا جن جن صحابہ کے پاس متفرق آیتین تھین وے سب فراہم آئے تب اسکو مین کاغذ پر نقل کیا جب تمام آیتین جمع ہوکے قرآن حسن انصرام پایا سب صحابہ کرام بہت خوش ہوے - اور سب متفق ہوکے اسکو مصحف سے ملقب کئے سبحان اللہ صدیق اکبر کی خلافت مین یہہ بڑا کام ہوا - جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اسباب مین صدیق اکبر کی تعریف کی ہے

اعظم الناس فی المصاحف اجرا ابوبکر رحمہ اللہ ھو من اول جمع کتاب اللہ یہہ پہلا جمع قرآن ہے جو حضرت کے بعد ابوبکر صدیق کی خلافت مین ہوا - دوسرا جناب امیر بھی جمع کئے تھے حضرت کے بعد وفات تک پنجوقتہ جماعت نماز کے سوائے جو باہر تشریف نہین لاتے تھے سو قرآن مجید جمع کرنے مین ہی مشغول تھے آپکا جمع کرنا ترتیب نزول پر تھا - آپکے سوائے دوسرے بعضے صحابہ جیسے ابی اور ثابت بن ثالث اور عبداللہ ابن مسعود بھی جمع کئے تھے تیسرا جمع کرنا عثمان ذوالنورین کا ہے ابوبکر صدیق اور عثمان ذوالنورین اور دوسرے صحابہ کے جمع کرنے مین فرق یہ تھا کہ ابوبکر صدیق اور دوسرے صحابہ کا جمع کرنا محض اسواسطے تھا کہ قرآن مجید سے کہین کچھہ جاتا نرہے بلکہ سب ایک جگہ جمع رہے اور جناب ذوالنورین کا جمع کرنا لغت قریش پر اس قرأت کے مطابق تھا جو حضرت کے سال وفات جبرئیل امین آپکو سناتے تھے انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان عثمان ذوالنورین کے احوال مین آویگا وھو علی ذلک قدیر - **ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے دوسرے سال کا احوال** - صدیق اکبر کی وجین عرب کے جزیرے مین

جب تمام مرتدون کو قتل کر چکے اور دین اسلام کو از سر نو قایم اور تمام عرب کا جزیرہ تابع ہوا تب صدیق اکبر کا قصد اسبات پر آیا کہ لشکر عجم کی تسخیر پر بھیجین اور عجم مین اسلام کے جھنڈے برپا کرین - روایت ہے کہ ہجرت سے بارھوین سال مثنی بن حارثہ شیبانی جو بنی شیبان کے سرداروں سے تھے صدیق اکبر کی خدمت مین آکے مسلمان ہوے اور عرض کیا کہ عجم کے بادشاہون کا کاروبار نہایت ضعف اور پریشانی کو پہنچا ہے مجھے اجازت فرماوین تو کوفے کے سرحد سے جنگ شروع کرتا ہون جو جو شہر کہ میرے تسخیر مین آوے مجھکو اسکی حکومت دیجیے ابوبکر صدیق یہہ بات قبول کر کے انکو رواںہ کیے اور فرمایے کہ تمھارے پیچھے مدد کے واسطے ایک لشکر روانہ کرونگا - پس مثنی عجم کی طرف متوجہ ہوے کوفے کے اطراف نواحی مین جو قبائل کہ رہتے تھے بادشاہان عجم کی طرف سے بہت رنج کھینچے تھے جبکہ ثمین سے بدلہ لینا انسان کی طبیعت مین رکھا گیا ہے مثنی نے کئی قبیلون کو اپنے ہمراہ لے کے کوفے کے اطراف ونواحی کے قریون کو غارت کرنے اور اسلام کے جھنڈے برپا کرنے لگے جب انکی شوکت وشجاعت کی شہرت چوطرف مشہور ہوی اور یہہ خبر ابوبکر صدیق کے خدمت مین پہنچی ان کو ایک خلعت اور علم روانہ فرمایے اور عجم کے جنگ پر تحریص کی - اور جب مثنی کے دفع کرنیکے لئے چوطرف سے کفار اٹھے اور یہہ خبر صدیق اکبر کو پہنچی اکابر مہاجر وانصار کے مشورت سے خالد بن ولید کو مثنی کے مدد پر روانہ کیے - اندنون خالد نے مسیلمہ کے جنگ سے فارغ ہو کے مدینہ آئے تھے لاکن جمہور کہتے ہین کہ ابھی یمامہ کے سرحد مین ہی تھے صدیق اکبر انکو ایک نامہ لکھے کہ اسی جگہ سے تم نے اعراق عرب وعجم کی طرف متوجہ ہو کے اہل فارس کے ساتھ جنگ کیجیے ملک حیرہ کو فتح ہی دیا گیا ہے اور اسکی فتح کے بعد آئندہ کے طرف متوجہ ہو دین اللہ تعالی کی عنایت سے اسکو بھی فتح کیجیے انتہی - اور دوسرا مکتوب مثنی ابن حارثہ کے نام سے اس مضمون کا لکھا کہ خالد کو تمھارے طرف روانہ کیا ہون تم کو چاہیے کہ انکا اکرام واحترام بجالاوے اور اپنے تمام لشکر کو لیکے استقبال آوے اور سب کاہون مین انکے تابعدار اور مددگار رہے پس خلیفہ رسول اللہ کا یہہ فرمان جب خالد کو پہنچا انھون ایک لشکر کہ جس مین دس ہزار سوار کے قریب تھے اپنے ہمراہ لیکے محرم کے مہینے مین یمامہ سے نکل کے کوفے اور عراق اور عجم کے طرف روانہ ہوے اور راستے مین دیکھے کہ شہر اور قریے بہت آباد ہین اندنون ابن صلوبا جو کسرے کے طرف سے وہان کا حاکم تھا بہت سے کفار کو جمع کر کے جنگ کے واسطے مستعد ہوا آخر بہت پاکے صلح کرنے پر آیا خالد نے اس سے کروڑ دینار لے کے مصالحت کی اور وہان کے کئی قریہ انکے قبضہ تصرف مین آئے جب حیرہ کے پاس آئے وہان کے لوگ بھی گھبرائے اور اپنے قلعے مین پناہ لیکے اسکے دروازے بند کرلئے اسوقت حیرہ کا حاکم کسری کے طرف قبیصہ بن ایاس طائی تھا سو اسنے جنگ کرنے کی طاقت نہ پاکے صلح کا پیام بھیجا - خالد کہلا بھیجے کہ تمہارے مین جو بڑا عاقل اور دانا ہو اسکو بھیجو تا اس سے کلام کرون تب انہون نے ایسے ایک بوڑھے کو روانہ کیا کہ اسکی عمر تین سو پچاس

سال کی تھی وہ بڑا عاقل اور فصیح تھا اور نوشیروان کے خواب کی تعبیر کہنے کی خدمت اسی پر مقرر تھی اسکا نام عبدالمسیح تھا دین نصرانی رکھتا تھا جب اسنے خالد کے حضور مین آیا بہت سے باتین کرکے صلح کا ذکر درمیان لایا اور اسوقت ایک کاغذ کی پوٹلی لپٹی ہوی اسکے ہاتھ مین تھی خالد نے پوچھا کہ یہہ تیرے ہاتھ مین کیا ہے عبدالمسیح نے کہا کہ اسمین زہر ہلاہل ہے پوچھے کہ تو نے کسلئے لایا ہے اسنے کہا کہ اس ملک مین میری بڑی قدر و مرتبت ہے اور میری یہہ عمر طویل بڑی عزت و اعتبار کے ساتھ انمین گذری ہے مین نے جو انکے طرف سے صلح کا پیام لایا ہون آپ قبول کرین تو میری عزت کا سبب والا میری ذلت کا موجب ہوتا ہے پس یہہ زہر اسواسطے لایا ہون کہ اگر آپ میری بات قبول کرین بہتر والا یہہ زہر نوش کرکے مرجاونگا اور اس ذلت و خواری سے اپنی قوم کو منھہ نہ دکھلاونگا - تب خالد نے اس سے وہ زہر مانگلیے اور کہے - بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرُ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ خَالِقِ الْخَلِيْقَةِ مِنَ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ یہہ دعا پڑہکے وہ زہر نوش کیے فی الحال انکو تھوڑی غشی آئی اور چہرہ پر عرق ظاہر ہوا پھر افاقہ پاکے بیٹھے انکو کچھہ آسیب نہ پہنچا عبدالمسیح نے یہہ حالت اور کرامت دیکھکے حیران ہوا پھر اپنے قوم کے پاس جاکے کہنے لگا کہ یارو یہہ لوگ جو کچھہ مانگتے ہین انکو دیجیو کہ مین نے عجب حالت دیکھکے آیا ہون مین نے زہر ہلاہل کی ایک پڑیا اپنے ہاتھہ لے گیا تھا تھوڑا زہر بھی ایک ہاتھی کو کہلا دین تو اسیوقت مرجاویگا سو یہہ شیر مرد نے وہ سب نوش کیا اسکو کچھہ آسیب نہ پہنچا تا یہہ قوم نوع انسان سے نہین ہین - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عبدالمسیح اپنی نصرانیت ترک کرکے دین محمدی قبول کیا پس خالد نے ایک لاکھہ نوہزار درہم اسنے لے کے صلح کی اسکے آگے ابن صلوبا سے جو کر وڑ دینار لئے تھے وہ اور ایک لاکھہ نوہزار درہم صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کردئے اور ان ہرد و حاکمون پر ہر سال جزیہ لینا مقرر فرمائے - کہتے ہین کہ پہلا جزیہ جو عراق سے مدینہ کے طرف آیا یہی تھا - پھر خالد نے اٹھارہ ہزار مرد کو ہمراہ لیکے حیرہ سے ایلہ کے طرف متوجہ ہوے راستے مین کسری کے طرف سے جس حاکم کو پاتے اسکے ساتھ جنگ کرتے تھے اللہ تعالےٰ انکو فتح دیتا تھا پس قطع منازل کرکے ایلہ کے طرف جا پہنچے اسوقت ایلہ کا حاکم کسری کیطرف سے جو ہرمز تھا بڑی شوکت و قوت رکھتا تھا بر اور بحر والون سے جنگ کرتا تھا اور وہ کافر نہایت سخت اور شریر تھا خالد نے اسکے نام سے ایک خط روانہ کیا اسنے اس خط کو بجنبہ کسری اردشیر کے پاس بھیجدیا اور بہت سا لشکر فراہم کیا اور اپنے لشکر کے لوگ نہ بھاگنا کرکے زنجیرون سے ایک دوسرے کو باندہدیا مسلمانون نے اس سے فال نیک لئے اور کہے کہ یہہ کافر ہمارے قید مین آگئے قصہ کوتاہ جب کافرون کا لشکر ایک مقام مین اترا لشکر اسلام بھی تیار ہوکے انکے مقابلے مین اترنے کے لئے آیا کافرون نے پانی جگہہ دیکھکے روک لیا اور اپنے لشکر کو وہین اتارا لشکر اسلام انکے مقابلے کے لئے جس جگہ کو اپنی منزل ٹھہراکے اترنا چاہے اس مقام مین پانی نہ رہنے سے اہل لشکر خدا

سے تشنگی کی شکایت کیے خالد نے فرمایا کہ تم اپنے مخالفون کو مار کے پانی پر سے ہٹا دو ہرد و جماعت مین جو بڑے صابر ہین اللہ تعالےٰ انکو پانی عنایت کریگا ہنوز سوار گھوڑون سے نہین اترے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا مینہہ برسایا کہ جس سے گڑھون مین پانی ٹھہر گیا اہل اسلام سیراب ہوے اور خوشی کیے اور شکر الٰہی بجا لائے - غرض جب ہرد و لشکر کا مقابلہ ہوا ہرمز نے اپنے گھوڑے سے اتر کے پاپیادہ میدان مین آیا اور جنگ کرنیکے لئے مسلمانون کو بلوایا - ادہر خالد بھی اپنے گھوڑے سے اترے اور پیادہ میدان مین آئے اول ہرمز نے اپنا ہاتھہ چلایا خالد اسکو بچا لئے اور آپ نے وار کرنا چاہتے تھے ایسے مین ہرمز کے لشکر سے حامیہ کی ٹکڑی اسکو بچانے کے واسطے خالد پر چلا کیے - خالد انکے حملے پر متوجہ ہوے کہ ہرمز نے ہی قتل مین مشغول تھے ایسے مین لشکر اسلام سے حامیہ کی ٹکڑی لشکر ہرمز کے حامیہ کو ہٹا دی حامیہ اس فوج کو کہتے ہین جو لشکر کے سردار کی محافظت پر رہتی ہے غرض خالد کے ہاتھہ سے ہرمز مارا گیا پھر لشکر اسلام کے غازیان مارنے لگے فارس کا لشکر ہزیمت پا کے بھاگنے لگا وے لوگ جو ایک دوسرے کو باندھ دیے تھے بھاگ نہ سکے گویا انہین کے ہاتھہ سے ان کے شکیبان بندوا کے اللہ تعالےٰ نے انکو مسلمانون کے اسیر کر دیا تھا سو غازیون نے انکا پیچھا کر کے غروب آفتاب تک قتل کرتے رہے انکا اسباب ہتھیار وغیرہ جو ہزارا ونٹ کا بوجھ ہوگا مسلمانون کے غنیمت مین آیا اور انکے تیس ہزار آدمی مارے گئے اور بہت سے لوگ جو دریا پر کے جانا چاہتے ڈوب گئے - پھر خالد نے وہانسے کوچ کر کے بصرے کے پاس جہان اب بڑا پل ہے جا کے نزول کیے اور فتح کی خوشخبری اور غنیمت کا خمس یعنے لوٹ کا پانچوان حصہ رزین بن کلیب کے ہمراہ دیکے مدینے کے طرف صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کیے اور ہرمز کے تاج اور ایک ہاتھی بھی مدینے کو بھیجے - ابوبکر صدیق نے حکم کیے کہ اس ہاتھی کو مدینے کے اطراف پھراوین مدینے کی عورتین ہاتھی کبھی نہ دیکھی تھین اس وزدیکھہ کے تعجب کرنے لگین - صدیق اکبر نے پہروہ ہاتھی رزین کے ساتھہ ہی خالد کے پاس بھیجدیے اور ہرمز کے بدن کا اسباب خالد کو عنایت کیے - کہتے ہین کہ اسکی تاج پر لاکھہ دینار کے جواہر لگے تھے عجم کی یہہ عادت تھی کہ جس قدر منصب بڑا ہوتا اس قدر جواہر اپنی ٹوپی پر لگاتے ہرمز کا منصب بڑا رہنے سے ویسی تاج پہنا تھا - القصہ خالد پل کے مقام پر اقامت کیے تھے اپنے امیرون کے ساتھہ فوجین دیکے اطراف و نواحی مین روانہ کیے اور بہت سے قلعے جنگ اور صلح سے فتح ہوے اور بہت سا مال غنیمت مین آیا خالد حکم کیے کہ فقط جنگی لوگون کو قتل کرین زراعت کرنے والونکے اور انکی اولاد کے ساتھہ جو جنگ نکرین متعرض نہوین پس عجم کے بہت سے رعایا مسلمانون کے تابع ہوے -

مدار کا جنگ

اس جنگ کا یہہ سبب ہوا کہ ہرمز نے خالد کا خط جو اردشیر کے پاس روانہ کیا تھا اردشیر نے فازن بن قرابش کے ساتھہ فوج دیکے ہرمز کی مدد پر بھیجا وہ فوج آنے کے آگے ہی ہرمز مارا گیا اور اسکی فوج کو ہزیمت ہوی تھی اور جو لوگ اس مین بچ گئے تھے سو وہ فازن کے پاس جا کے پھر خالد سے مقابلہ کرنے پر مستعد ہوے خالد نے یہہ خبر سنتے ہی اسلام کے جوان مردون کو ہمراہ لیکے

نکلے اور اس طرف سے فارن کا لشکر بھی نکلا یہ ہرمز و لشکر مداین اترے عجمیون نے اپنے غرور و تکبر سے بہت سا زر و جواہر پہنے ہوے میدان مین آکے جنگ کے لئے بلائے تب لشکر اسلام سے خالد نکلے لاکن لشکر اسلام کے امیرون نے خالد پر سبقت کرکے آپ آگے ہوے کہ کہین مبادا خالد شہید ہون تو لشکر اسلام کا انتظام باقی نرہے گا غرض اس روز ایسا جنگ ہوا کہ فارسیونکی فوج بھاگنے لگی اور انکے تیس ہزار آدمی مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے اور بہت سے لوگ جان بچانے کے لئے پانی مین گرکے ہلاک ہوے - خالد نے مداین اقامت کرکے غنیمت جمع کی اور مخالفون کی عورت بچون کو رعایا سے مصالحت کرکے اپنے خراج گذار ٹھہرائے اور سلب یعنے ہر مقتول کے بدن کا لباس اور ہتھیار اور زر و جواہر وغیرہ اسکے قاتل کو دئے اور غنیمت کا خمس سعید بن نعمان کے ہمراہ دیکے صدیق اکبر کی خدمت مین بھیجے اور باقی اہل لشکر پر تقسیم کئے اسکے آگے جو مال کثیر دینے کو روا کئے تھے اسکے بعد دو روز کے یہ مال و متاع بھی جا پہنچا صحابہ اس بات سے نہایت خوش ہوے اور خالد کی آفرین و تحسین کرکے انکے حق مین دعا کئے - **ولیجہ کا جنگ** - اس جنگ کا یہ سبب ہوا کہ جب ہرمز کے قتل کی خبر اردشیر کو پہنچی اپنے یہان کے بڑے پہلوان کو کہ جسکا نام ابدزعر تھا اور وہ حبشیون کے اولاد سے مداین مین پیدا ہوا تھا - ایک بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور اسکے پیچھے دوسرے امیر کو کہ جسکا نام بہمن جادویہ تھا بھیجا - یہ ہرمز لشکر نخل کے ولیجہ کے مقام پر اترے خالد یہ خبر سنتے ہی نخل کے انکے لشکر کے مقابل جا اترے دوسرے روز جنگ شروع ہوا معرکے سے ایک غبار ایسی اٹھی کہ ایک آسمان کے مانند نظر آتی تھی اور تلوارون کی چمک بجلی کے مانند نمودار تھی اور جنگ ایسا سخت ہوا کہ خون کی نہرین بہنے لگین - خالد میدان مین آکے عجمیون کو بلاتے تھے - جو اسکے میدان مین آتا اسکو قتل کرتے - پھر دوسرے کو بلاتے - جب انکے پورے ہزار آدمی مارے گئے انکے ناپاک نعشون کی ایک ڈھیری ہوگئی تھی - خالد اس ڈھیری کو تکیہ لگاکے ناشستہ کئے اور خالد نے اپنے لشکر کے دو گروہ کمین گاہ مین رکھے تھے وہ نہ آنیسے انکو نہایت اضطراب ہوا ایسے مین کمین گاہ سے دونو جین دو طرف سے آپہنچے عجمی لوگ بھاگنے لگے - پیٹھ سے خالد کی فوج اور روبرو کمین گاہ کی فوج انکو گھیر لی - پھر کافرون کا قتل عام ہوا - ستر ہزار آدمی مارے گئے - اور ابدزعر اپنی جان بچاکے بھاگا - آخر تشنگی سے جنگل مین مرگیا - پھر خالد نے لوگون کو جمع کرکے خطبہ پڑھا - اور غنیمت کا خمس صدیق اکبر کے حضور مین بھیجکے باقی اہل لشکر پر تقسیم کردئے - اور اس ملک کے رعایا پر خراج مقرر فرمائے - جب اس فتح و نصرت کی بشارت اور خمس غنیمت مدینے کو پہنچا ابوبکر صدیق اور سب صحابہ بہت خوش ہوے اور شکر الٰہی بجالائے اور خالد پر بہت آفرین و تحسین کئے - **لیس کا جنگ** خالد بن ولید نے جب ولیجہ کا جنگ کئے اس جنگ مین بکر بن وایل کے عرب جو نصرانی تھے اور عجمیون کے ساتھ شریک ہوے تھے بہتون کو قتل کئے سوا انکے تمام قبایل جمع ہوکے خالد سے جنگ کرنے کے لئے عجم سے مدد چاہے تب اردشیر نے جابان کے ساتھ ایک بڑا لشکر دیکے انکی کمک پر روانہ کیا سو یہ لشکر لیس کے مقام

مین آکے اترا اور بکربن وایل کے قبیلے اسنے جا ملے - خالد یہہ خبر سنتے ہی اپنی فوج کو ہمراہ لے کے بلغار وہان آپہنچے - کفار دسترخوان بچھا کے کھانے کے لئے بیٹھے تھے - ایسے مین خالد اپنے لشکر سے باہر آکے بلند آواز سے پکارے کہ عرب کے جوانمرد کون ہین سو میرے مقابلے مین آو - کسی کو بھی طاقت نہوی پھر ایک ایک کا نام لیکے ندا کی تب مالک بن قیس میدان مین آیا خالد نے کہے کہ اے حبش تجھکو بھی یہہ طاقت ہوئی کہ میرے مقابلے مین آوے پھر ایک ہی وار مین اسکا کام تمام کئے - عجمیون نے یہہ حال دیکھہ کے گھبرائے اور کھانا ویسا ہی سفرے پر چھوڑ دیکے مقابلے پر آئے - پھر ہر دو طرف سے جنگ شروع ہوا - خالد نے نذر کی کہ الٰہی انکے مشکیان باندھنے کی مجھکو قدرت دیوینگا تو خون سے ندی بہاؤنگا اللہ تعالیٰ مسلمانون کو اپنے غالب کیا - خالد نے منادی کروائی کہ ان کو قتل نکرکے اسیر کرلو - غازیان اسلام نے انکو اسیر کرکے لانے لگے - خالد نے حکم کئے کہ نہر کو کٹا باندھ کے اسکا پانی دوسرے طرف پھیردو اور اُن اسیرون کو نہر مین لیجا کے گردن مارو - تین روز انکو قتل کرتے تھے - ایک لاکھہ پچاس ہزار کافر مارے گئے انکا خون منجمد ہوگیا تھا جب اسپر پانی بہائے - تب خون بہنے لگا اور اسی سے پن چکی پھیری - اس روز سے اس نہر کا نام نہر الدم ہوا - کہتے ہین کہ جب جنگ سے فراغت ہوی - غازیون نے ان کے دسترخوان پر آ دیکھے تو نان کے گردے بہت ہی سفید دہرے ہین جنگلی عرب سمجھے کہ کپڑے کے ٹکڑے ہین - تب شہری لوگ کہے کہ عرب جس کو رقیق العیش کہا کرتے ہین سو یہی ہے - الغرض اس جنگ مین بہت سی غنیمت ہاتھہ آئی انعامات دیئے ایک سوار کو دو ہزار درہم ملے خالد نے خمس اور ربع جندل علی کے ہمراہ صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کئے صدیق نہایت خوش ہوے اور ایک باندی جندل کو مرحمت کی - اور قریش سے کہے کہ تمھارا شیر شیرونکو شکار کیا خالد سے جوانمرد کون عورت جنگی - القصہ خالد وہان چند روز رہکے اطراف ونواحی کے لوگ کو تنبیہ کئے - انبار کی فتح انہین ایام مین عجم کا بادشاہ اردشیر مرگیا اس لئے اسکی سلطنت مین خلل عظیم رہ دیا خالد نے عجم والون کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھے - بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ نامہ خالد کے طرف سے کسری کو لکھا جاتا ہے کہ شکر و سپاس ہے اس پروردگار کو جس نے تمہاری جماعت کو تفرقہ و پریشان کیا - اور تمھاری شوکت کو توڑ دیا - اب تم اسلام قبول کرو - تمہارا ملک تم پر باقی رہیگا - اسلام مین نہین آتے ہین تو جزیہ دو والا تم پر اسے لشکر کو بھیجونگا کہ وے موت کو ایسا عزیز رکھتے ہین جیسے تم حیات کو دوست رکھتے ہو - جب یہہ پروانہ کسری کو پہنچا بسم مین بڑا ہی انقلاب پڑگیا - پھر خالد نے وہانسے نکل کے انبار کے طرف گئے بادشاہ فارس کے طرف سے شیرزاد وہانکا حاکم تھا اور وہ بڑا عقلمند تھا - خالد نے اسکے شہر کا محاصرہ کئے - اس قلعے کی بڑی خندق تھی اسکے گرد و نواح کے اعراب جمع ہوکے خندق کے پاس جانیسے منع کئے - خالد نے انکو ہزیمت دیکے خندق کے پاس جا پہنچے - اور قلعے والون نے جب فصیلون پر آسے خالد حکم کئے کہ انکو تیرون سے مارو جب اہل اسلام تیر چلانے لگے انمین ہزار کافر کے آنکھین ضایع ہوے - تب شیرزاد نے صلح کا پیغام بھیجا

خالد نے چند شرطین کئے تو قبول نکیا۔ تب خالد نے حکم کئے کہ ردی انٹون کو ذبح کر کے خندق مین ڈالین اور ردی سامان بھی ڈال کے خندق مین بھر دین۔ جب حکم کے موافق خندق بھر دئے۔ لشکر اسلام اسپر سے چل کے قلعے کے نزدیک پہنچا شہزادہ یہہ دیکھہ کے گھبرایا۔ اور خالد کی شرطین قبول کیا اور امن چاہا۔ خالد نے اسکو امان دیکے قلعہ لے لئے چند روز وہان رہکے لشکر کو آرام دئے۔ اور انبار مین زبرقان بن بدر کو نائب ٹھہرا کے عین التمر کا قصد کئے۔ **عین التمر کی فتح** مہران بن بہرام جو عین التمر کا حاکم تھا عرب کی بھت سے جماعین اسکے پاس جمع آئے تھے اور عین التمر کے اطراف جو عرب کے چند قبیلے رہتے تھے انکا حاکم عقبہ بن ابی عقبہ تھا۔ جب خالد کا لشکر نزدیک پہنچا عقبہ نے مہران سے کہا کہ تم عجم ہو ہم عرب ہین عربون کے ساتھہ جنگ کرنیکا ڈھب ہم کو خوب معلوم ہے۔ ہم خالد کے جنگ مین سبقت کرتے ہین۔ تم ہماری کمک پر پیچھے پر رہو۔ مہران قبول کیا پس عقبہ اپنا لشکر لیکے لشکر اسلام کے مقابلے مین آکے کھڑا رہا اپنے لشکر کی صفین آراستہ کرتا تھا۔ ایسے مین خالد نے اپنے لشکر سے نکلے اور تنہا اسکے لشکر پر جا گرے اور عقبہ کو اسیر کر کے لائے۔ اسکا لشکر بھاگنے لگا بہت لوگ اسیر ہوئے مہران عقبہ کے لشکر کی ہزیمت سنکے قلعہ چھوڑ کر بھاگا۔ وہان کی زراعت کرنے والے لوگ جو نصرانی مذہب رکھتے تھے قلعے کا دروازہ کھلا ہوا دیکھہ کے آپ قلعے پر مسلط ہوے خالد انکا محاصرہ کئے تب عاجز آکے صلح کا پیغام بھیجے خالد نے قبول کئے پھر عقبہ اور دوسرے جنگیون کو قتل کر کے قلعے کے اندر گئے اور جو کچھہ حاضر تھا غنیمت لئے۔ اور انکے کلیسے مین چالیس لڑکے انجیل پڑھتے تھے۔ کلیسے کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کو توڑکے ان لڑکون کو پکڑ لئے۔ اور اپنے لشکر کے امیرون پر تقسیم کئے۔ اور عمران جو انھین مین تھے عثمان بن عفان کے حصے مین آئے اور سیرین جو محمد بن سیرین کے والد تھے انس بن مالک کے حصے مین آئے اور ایسے ہی جنگی غلام مشہور نکلے انکی اولاد مین بڑے بڑے علما پیدا ہوے۔ اور اسی جنگ مین بشیر بن سعد خزرجی جو انصار مین اول وہی ایمان لائے۔ اور سقیفہ مین صدیق اکبر سے اول وہی بیعت کئے اور خالد کے ساتھہ سب جنگون مین شریک تھے شہید ہوے۔ القصہ خالد نے خمس اور سبی کو ولید بن عقبہ کو ساتھہ صدیق اکبر کی خدمت مین روانہ کئے۔ **دومۃ الجندل کی فتح** - عیاض بن غنم نے دومۃ الجندل کا محاصرہ کیا تھا۔ کافرون کی ایک فوج عراق کے جانب سے آکے عیاض کی راہ بند کی تھی۔ صدیق اکبر نے ولید بن عقبہ کو جو خالد کے نزدیک خمس لے کے مدینے کو آئے تھے عیاض کی مدد کے واسطے دومہ کی طرف روانہ کئے۔ پھر ولید کی مشورت سے عیاض نے خالد کی خدمت مین بھی طلب تائید مین ایک نامہ لکھے۔ خالد نے عین التمر کے بندوبست مین تھے کہ ایسے مین انکا نامہ پہنچا۔ تب عین التمر مین عویمر کو نائب ٹھہرا کے آپ دومہ کی طرف روانہ ہوے تب وہان دو سردار تھے ایک اکیدر بن عبدالملک دوسرا جودی بن ربیعہ۔ اور چند قبیلون کے لوگ انکے پاس جمع آئے تھے۔ خالد آنے کی خبر سنکے اکیدر نے کہنے لگا کہ وہ بڑا شجیع اور جوانمرد ہے کسی بڑی جمعیت والا بھی ہو اسکو دیکھتے ہی عرب کہا کے ہزیمت پاتا ہے۔ پس اس سے صلح کرنا بہتر ہے ضرور بچا دگے۔ لوگ اسکی بات

نہین مانے - آخر اکیدر کہا کہ خالد کے ساتھ جنگ کرنے کی مجھے طاقت نہین - پس دومہ کو چھوڑ کے بھاگا - خالد نے جب دومہ کے قریب آئے یہہ خبر سنکے اکیدر کے پکڑنے کے لئے عاصم بن عمرو کو بھیجے عاصم اسکو اسیر کرکے لائے خالد اس کو قتل کئے - یہہ وہی اکیدر ہے کہ حضرت نے اسکو اسیر کرنیکے لئے تبوک سے خالد کو بھیجے تھے اور وہ گورخر کے شکار کے لئے ایک شب نکلا تھا سو خالد اسکو شکار کرکے حضرت کے حضور مین حاضر کئے اکیدر نے صلح چاہا - اور جزیہ دینا قبول کیا بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہوا تہا پہر حضرت کے بعد مرتد ہوگیا - غرض خالد نے اسکو قتل کرکے اسکا سب مال و اسباب لوٹ لئے - پھر دومہ کا حاکم جودی بن ربیعہ تمام قبیلون کو ہمراہ لیکے مقابلے مین آیا - خالد نے اپنے لشکر کی دو ٹکڑیان کرکے ایک ٹکڑی اپنے ساتھ دوسری ٹکڑی عیاض بن غنم کے ہمراہ دیکے ہر دو طرف سے دومہ کو گہیر لئے - خالد کے پہلے حملے مین جودی اسیر ہوا - کفار بہاگ کے قلعے مین پناہ لئے خالد نے قلعے کا دروازہ توڑکے اندر گئے اور سب کو قتل کئے اور انکے لڑکے بالون کو مسلمانون پر تاراج کئے - جودی کی بیٹی نہایت جمیلہ تھی خالد اسکو آپ مول لئے - اور اقرع بن حابس کو انبار کے طرف روانہ کرکے دومہ کے بندوبست سے جب فراغت ہوئی ہانسے نکل کے حیرہ کی طرف گئے خالد کے آنے سے وہانکے لوگ بہت خوش ہوئے

حصید اور مضیح کا جنگ خالد نے دومہ کی طرف روانہ ہوے سو خبر سنکے عجم والون نے فرصت غنیمت جانا اور چاہا کہ انبار کو زبرقان کے ہاتھ سے جو خالد کا نائب تھا چہین لین - زبرقان یہہ بات سنتے ہی قعقاع بن عمرو کو جو حیرہ پر خالد کے طرف سے نائب تھا لکہ بھیجا انہون نے عبداللہ بن حذف کو لکہا کہ تم اپنا لشکر لیکے حصید کے پاس بلیغار آجانا - اس عرصے مین خالد بھی حیرہ کو آپہنچے انکا عزم مصمم تھا کہ مدائن کو جو کسری کا دارالسلطنت ہے سخر کرین لیکن خلیفے کا حکم آنے سے اسکا قصد بالفعل موقوف رکہکے قعقاع بن عمرو کو اسیر لشکر دیا کے حصید پر روانہ کئے اور عجم کا لشکر حصید مین اترا تھا جب ہر دو طرف سے جنگ شروع ہوا مسلمان غالب آئے اور کافر بہاگنے لگے - اس لشکر کے دو نوسردار جو ایک زمہر دوسرا روزبہ تھا مقتول ہوے اور بہت سے کفار مارے گئے اور بہت سی غنیمت اسلام کے ہاتہہ آئی - اور عجم کے لشکر سے جو بہاگے تھے مضیح کو جا کے کچہہ دم لئے - ایسے مین خالد نے آپہنچے اور شبخون کرکے سب کو قتل کئے مگر تہوڑے لوگ جان بچاکے بہاگ گئے - انکے قبیلان بکرون کے مانند ذبح ہوکے پڑے تھے پہر خالد وہان سے نکل کے ثنی اور ویل کے طرف آئے - عجمیون نے سوتے تھے ان پر شبخون کرکے سب قتل کر ڈالے یہانتک کہ انکی خبر لیجانے والا کوئی باقی نرہا - پھر خالد نے غسان اور ایسی کو صدیق اکبر کے پاس بھیجے اسی سبی مین ربیعہ بن بجیر تغلبی کی بیٹی کو مرتضی علی خرید کئے انہین سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئے -

فراض کا جنگ - خالد نے اس جنگ سے فراغت پاکے اپنی فوج لیکر فراض کو گئے وہ ایک حد فاصل ہے شام اور عراق اور جزیرے کے درمیان رمضان کا مہینا تمام وہان اقامت کئے اور جہاد کے واسطے رمضان مین افطار کئے تھے - جب رومیون کو معلوم

ہوا کہ خالد ہمارے سرحد کے قریب آگئے تب آپ بھی لشکر جمع کرکے جنگ کے واسطے نکلے - ذوالقعدہ کی بیسویں
کو فراض پر آپہنچے ہر دو لشکر مین جنگ شروع ہوا رومیون کی بڑی کثرت تھی مسلمانون نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے
ثابت قدم رہے - اور انکی کثرت و شوکت کا کچھ پروا نہ کئے بڑا سخت جنگ ہوا آخر رومیون کو ہزیمت ہوی - لاکھہ کا
لشکر مین آگئے پھر خالد نے فراض مین دس روز اقامت کئے - ذوالقعدہ کی پچیسوین کو حیرہ کی طرف اپنی فوج بھیجدیکے
آپ مخفی تھوڑے لوگ کو ہمراہ لئے ہوے بیت الحرام کا قصد کئے اور حج کے مناسک ادا کرکے پھر وہانسے نکلے ابھی انکی فوج
حیرہ تک نہین پہنچی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ حیرہ مین داخل ہوگئے - جب یہہ خبر صدیق اکبر کو پہنچی تو ایک نامہ
عتاب آمیز خالد کو لکھے کہ لشکر کو چھوڑ دیکے بے اجازت تم کیسا روانہ ہوے - اور اسی حرکت کے پاداش مین انکو عراق
کی امارت سے بہیرکے شام کے جہاد پر جانے کا حکم لکھے ختم اور اسی سال جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے زینب بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکی امامہ کو جناب خاتون جنت کی وصیت کے مطابق اپنے نکاح مین لائے - اور اسی سال عمر فاروق
نے عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کے ساتھہ اپنا نکاح کئے - یہہ بی بی پہلے عبداللہ بن ابی بکر کے نکاح مین تھین ان کی
وفات کے بعد عمر کے برادر زید بن الخطاب کے نکاح مین آئین انکی شہادت کے بعد انکی تزویج عمر فاروق کے ساتھہ ہوی
انکی شہادت کے بعد زبیر کے ازدواج مین آئین - اور اسی سال عمر فاروق نے اسلم کو خرید کئے اللہ تعالیٰ کی عنایت سے
اسلم تابعین مین بڑے عالم اور بزرگ ہوے - انکے فرزند علمائے ثقات سے ہین - اور اسی سال ابوالعاص بن الربیع
جو حضرت کے داماد بی بی زینب کے شوہر تھے رحلت کئے انھون بی بی خدیجہ کے بھانجے تھے انکی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد
ہے - ابوالعاص کا نام ہاشم تھا جنگ بدر مین مشرکون کے ساتھہ اسیر ہوے - اور فدیہ دیکے رہائی پائے - فتح مکہ کے آگے
چند روز کے اگر ایمان سے مشرف ہوے - حضرت نے بی بی زینب کو نکاح سابق سے انکے تحویل کئے انکو بی بی کے ساتھہ بڑی
محبت تھی ہر چند انکو کافرون نے کہا کہ بی بی کو طلاق دو لاکن انھون نے قبول نکئے - حضرت اور بنی ہاشم اور مطلب
جب غار مین تین سال اقامت کئے تھے ویسے فتنے مین راہ کے وقت کافرون سے پوشیدہ ابوالعاص نے اناج وغیرہ لوگ کے
پہنچاتے تھے حضرت انکے حق مین دعا کرتے تھے - اور حضرت کے حین حیات علی مرتضیٰ کے ساتھہ مین کو گئے تھے حضرت انکی نیکخوئی
بیان فرماتے کہ اس نے مجھسے جو بات کہا سچ کہا اور مجھہ سے جو وعدہ کیا اسکو وفا کیا - **ہجرت سے تیرھوین سال کے**
وقایع - حضرت صدیق اکبر لشکر اسلام کا روانہ کرنا طرف شام و روم کے اول ابوبکر صدیق کے جزیرۂ عرب کے بندوبست اور مرتدون کے قتل پر کمر باندہی جب اس سے فراغت حاصل ہوئی عراق کی
تسخیر کے طرف متوجہ ہوے - جب سنکے نامور شہر ہاتھہ آئے - پھر ہجرت کے تیرھوین سال روم اور شام کا قصد پیدا ہوا - ابھی انکا

عزم کسی پر ظاہر ہوا تھا کہ شرحبیل بن حسنہ نے انکے پاس آکے پوچھا - کہ یا خلیفہ رسول اللہ کیا آپ رومیون سے
جنگ کا ارادہ رکھتے ہو صدیق اکبر نے کہا کہ ہان - پھر تم کو کس طرح معلوم ہوا - انھون نے کہا کہ مین نے ایک خواب
دیکھا ہون سو اسکی تعبیر یہی ہے پس اپنا خواب ظاہر کیا - صدیق اکبر نے وہ سنکے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ شام و روم
کے طرف فوجین روانہ کرون تم انہین سے ہوگے - پس ابوبکر صدیق نے صحابہ کے مجمع مین ایک خطبہ بلیغ پڑہا
اور لوگون کو جہاد پر تحریص دیکے فرمایا کہ لشکر تیار کرین اور چار شخص کو امارت دی - عمر بن العاص کے ساتھ ایک
فوج دیکے حکم کیا کہ ایلیہ کی راہ سے فلسطین کی طرف جاوے - اور ابوعبیدہ کو حمص پر اور یزید بن ابی سفیان
کو دمشق پر اور شرحبیل بن حسنہ کو اردن پر مقرر کیے اور انکو پرہیزگاری بجالانے اور غنیمت مین خیانت نکرنے کی
وصیت کرکے جہاد کی تحریص دی - اور فرمایا کہ جب سب ایک جگہ جمع ہون تو ابوعبیدہ امیر رہے - اگر فوجین متفرق
ہو جاوین تو ہر ایک اپنی اپنی فوج پر امیر ہے - پس ہرایک اپنی فوج لے کے روانہ ہوا - کہتے ہین کہ لشکر کے سب غازی سات
ہزار تھے - عمر بن العاص نے جب فلسطین کو بھیجا تو خبر بھیجی کہ ہرقل نے لشکر اسلام کے آنے کی خبر سنکے اپنے بھائی
تذارق کے ساتھ پچاس ہزار اور ایک روایت سے ستر ہزار کا لشکر روانہ کرکے آپ انطاکیہ کی طرف گیا - لشکر اور اسباب
جنگی جمع کرنے مین مشغول ہوا ہے - تب عمر بن العاص نے صدیق اکبر کی خدمت مین یہہ سب احوال لکھ بھیجا اور مدد طلب
کی - صدیق اکبر نے ہاشم بن ابی وقاص کے ہمراہ ایکہزار غازیون کو دیکے ان کی طرف بھیجا اور ہر روز مدد کے واسطے
تازی تازی فوجین روانہ کرتے تھے اور عمر بن العاص کے بھائی ہشام کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت دیکے ہرقل کے
پاس روانہ کیا تاکہ دین اسلام اسپر ظاہر کرے پس ہشام نے اپنی جماعت کو ہمراہ لیکے سواری کی حالت سے ہی ہرقل کی جہاں
تک جا پہنچا - ہرقل نے اپنی جماعت کو دیکھنے سے دیکھتے ہی ترسان ولرزان ہوا اور وہ صحابہ کی جماعت آواز بلند سے
کہنے لگی - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پس یہہ کلمہ کہتے ہی اسکی مٹھری مین زلزلہ پڑ گیا سب و دیوار جنبش
مین آئین - اور انکی آواز تمام ادنی و اعلی کے کان تک پہنچگئی - تب ہرقل نے انکو کہلا بھیجا کہ تمکو کہان پہنچنا ہے کہ ہمارے ملک
پر اسطرح دین اپنا ظاہر کرین - اگر کچھہ پیام رکھتے ہو تو بھیجاؤ - پھر اسکی مجلس مین داخل ہوے ہرقل نے جڑاؤ کا تاج
سر پر رکھا ہوا اپنے تخت پر بیٹھا تھا - وے اصحاب نہ اسکو سلام کیے نہ سر جھکائے - ہرقل نے پوچھا کہ تم نے کس لیے
شرط تحیت بجا نہ لائی - ہشام نے کہا کہ تحیت سلام اہل اسلام کے ساتھ مخصوص ہے - پھر ہرقل شریعت محمدی کے احکام
اور عبادات و معاملات اور آداب و اخلاق کی کیفیت پوچھنے لگا ہشام نے مفصل بیان کیا - اس اثنا مین سوال کیا کہ
تمھارے مین بہت بزرگ کلمہ کونسا ہے - انہون نے کہا - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پس یہہ کہتے ہی پھر

اسکی مٹھی جنبش مین آئی - اس نے سر اٹھا کے دیکھنے لگا تو اسکا سر بھی ویسا ہی ہلنے لگا اور بھی نہایت حیران ہوا اور پوچھا کہ یہہ کلمہ تم جس مکان مین پڑہین کیا وہ مکان بھی ایسا ہی ہلتا ہے ہم کہے نہین - تیرے مکان کے سوا یہہ حال ہم نے کہین نہین دیکھا تب کہا اگر ہر مکان مین ایسی جنبش ہوتی مین اسکو سحر جانا ہوتا - جب ہر مکان مین نہین یہہ سحر ہی نہین - پھر ہمارے وضو نماز سے سوال کیا - ہم سب بیان کئے - پس ایک مکان خالی کر دلا کے ہمکو اسمین اتارا تین دن ہمکو رکھا اور بڑی تکلف سے ضیافت کی - ایکشب ہمکو بلوا کے اول جو باتین دریافت کین تھین پھر انھین باتون سے سوال کیا - ہم نے سب کا جواب دیا تب ایک صندوق منگایا اسپر سنہری کام کیا گیا تھا اسکو کھولا تو اس مین چھوٹے خانے بہت تھے - اور اور ہر خانے پر قفل لگا ہوا تہا - ایک خانے کا قفل کھول کے ایک تصویر نکالی ہرخ زنگ بڑا سر بڑی بڑی آنکھین لمبی گردن اور گیسو جھولی ہوی تھین - ایسی خوب تصویر تھی کہ ہم کھین نہ دیکہا تہا ہم سے پوچھا کیا تم نے اسکو پہچانا - ہم کہے نہین اس نے کہا کہ یہہ آدم علیہ السلام کی تصویر ہے - پھر دوسرے خانے کو کھول کے ایک دیبا کا قطعہ نکالا - اسپر بھی ایک تصویر تھی - گورا رنگ فراخ چشم گرد داڑہی تھی پوچھا کہ یہہ کون ہے ہم کہے کہ ہم نہین جانتے اس نے کہا کہ یہہ نوح علیہ السلام کی تصویر ہے - پھر تیسرے خانے سے ایک حریر کا قطعہ نکالا - اسپر ایک تصویر نہایت خوب دلپذیر تھی چاند کی سی شکل صاف رخسار سفید اور پیاری آنکھین تھین اور پیشانی پر ایک نور درخشان تہا - پوچھا کہ یہہ کون ہے ہم نے کہا کہ نہین پہچانا کہا یہہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے - پھر ایک حریری قطعہ نکالا اسپر ایک تصویر بہت خوب اور ملیح تھی پوچھا کہ یہہ کون ہے ہم نے کہا کہ یہہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کی تصویر ہے ہم اسکو دیکھتے ہی بے اختیار رونے لگے - پوچھا کہ کیا یہی سچ تمہارے پیغمبر ہین ہم نے کہا ہان - اسنے کہا کہ یہہ تصویر خانہ اخیر مین تھی مین نے تم سے امتحان کرنے کے لئے آگے اسکو نکال کے پوچھا - ایسا ہی ایک ایک خانہ کھول کے ایک ایک پیغمبر کی تصویر بتلائی - پھر ایک قطعہ نکالا اسپر ایک جوان تصویر تھی آنکھین چاند کے مانند اور ریش سیاہ تھی پوچھا کہ یہہ کون ہے ہم کہے کہ معلوم نہین اسنے کہا عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے ہم نے پوچھا کہ یہہ تصویرین تجھے کہانسے ملین اسنے کہا کہ ایکبار آدم علیہ السلام نے خواہش کی کہ الٰہی میری اولاد مین جتنے انبیا ہونگے انکی شکلین بتلا - تب اللہ تعالی نے انکی دعا قبول کرکے سب انبیا کی تصویرین روانہ کین سو وے آدم علیہ السلام کے صندوق مین تھین - وہ صندوق سکندر کو ملا سو دانیال علیہ السلام کو پہنچا انہون نے ایک ریشمی تھان پر اپنے ہاتہ سے یہہ تصویرین کھینچین پھر کہنے لگا کہ تمہارے پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کا مین نہایت مشتاق ہون چاہتا ہون کہ اپنا ملک ومال ترک کرکے انکی خدمت مین جاؤن اور تابع فرمان رہون - پس ہمکو وہان سے تحفے وغیرہ دیکے مدینے کی طرف روانہ کیا - ہم جب صدیق اکبر کی حضور مین حاضر ہوے سب احوال بیان کئے صدیق رضی

سنکے رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر اسکا خیر چاہیگا تو وہ ایمان لاویگا پس کہا کہ یہود و نصارا ہمارے حضرت کے اوصاف سے آگاہ ہین حضرت نے توہین خبر دی ہے۔ روانہ ہونا خالد بن ولید کا عراق سے طرف شام کے حکم پر صدیق اکبر رضؓ کے۔ نقل ہے کہ انطاکیہ پر ہرقل کا آنا اور اہل اسلام سے جنگ کرنے کے لئے وہان لشکر جمع کرنا جب صدیق اکبر کو معلوم ہوا۔ اسیوقت خالد بن ولید کو ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ عراق کا لشکر اسی جگہ چھوڑ دے اور دریا سے جو قوم ہمراہ لے آیا تھا اسیکو ہمراہ لے کے شام کے طرف روانہ ہو کے ابوعبیدہ کے ساتھ ملحق ہو جاوے اور یہہ بھی تحریر فرمایا کہ جب تم وہان پہنچوگے سب لشکر اسلام کی امارت تم کو ہے۔ خالد کو جب یہہ مکتوب پہنچا۔ انھون نے حکم کے موافق مثنی بن حارثہ شیبانی کو عراق کی امارت دیکے آپ یمامہ کا لشکر ہمراہ لے کے روم کے طرف متوجہ ہوے۔ راہ مین بعضے قلعے اور شہر غارت کئے بہت سا مال اور سبایا ہاتھ آے۔ بصرے کے پاس ابوعبیدہ سے ملا وہان کے لوگون نے لشکر اسلام کی یہہ کثرت و شوکت دیکھکے جزیہ دینے پر راضی ہوے اور صلح کی۔ دیار شام سے پہلا شہر جو ہاتھ آیا وہی تھا۔ خالد نے یہہ عمر بن العاص کی مدد کے لئے آگے روانہ ہوے۔ یے سب سلام کی فوجین باہم جمع ہونے کی خبر رومیون کو پہنچتے ہی ہرقل کے طرف سے ایک بڑی فوج کفار کی مدد پر آئی لشکر کفار کا عدد ستر ہزار اور ایک روایت سے دو سو چالیس ہزار اور ایک روایت سے تین سو بیس ہزار کو پہنچا تھا اور لشکر اسلام کے غازی چھتیس ہزار تھے۔ یہ دو فریق مین جنگ شروع ہوا۔ خالد نے حکم کیا کہ سب اہل اسلام ایکبار حملہ کرین اور دادمردی اور شجاعت کی دین۔ یہہ سنکے سب حملہ کئے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت انکی مددگار ہوی آیہ کریمہ کو مصداق کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً کے بموجب لشکر کفار کو شکست ہوی سبھون نے ہزیمت پائی۔ غازیون نے جو مردی کی ایسی داد دی کہ رومیون سے تین ہزار مرد مقتول ہو کے زمین پر پڑے تھے۔ اور بھاگنے کے وقت بھی بہت سے کفار مارے پڑے اور جو بھاگے تھے سو ایلیہ اور قیصاریہ اور دمشق مین جا پہنچے اور قلعون مین پناہ لئے ان کا بہت سا اسباب و مال کنڈے ڈھال اور آہنی خود اور داؤدی مکبر اور بادیا گھوڑے اور بڑے تکلف کے سراپردے اور سنہارہ وغیرہ اس قدر کہ حساب و شمار سے زیادہ تھا مسلمانون کے ہاتھ آیا کہتے ہین کہ تین فرسنگ کی مسافت انہی کے مال و اسباب و جانورون سے بھری تھی۔ خالد نے اس فتح و نصرت کی بشارت عبدالرحمن جہمی کے ہمراہ صدیق اکبر کی خدمت مین روانہ کی۔ ابوبکر صدیق اور دوسرے مہاجرین و انصار نہایت خوشی کئے اور شکر الٰہی بجا لائے۔ اور شاعرون نے اس باب مین ابیات اور قصائد مدحیہ کہے۔ اور اہل انشا بے نظیر فتح نامے تحریر کئے اس جنگ مین کبار صحابہ سے ابان بن سعید بن العاص اور سلمی بن ہشام مخزومی اور نعیم بن الحمام اور ہشام بن العاص سہمی وغیرہم نے شہادت پائی منقول ہے کہ خالد نے اس فتح کے بعد دمشق کی طرف روانہ ہو کے ایک دیر کے پاس پہنچا اسکو ابتک بھی دیر خالد کہا کرتے ہین۔ وہانسے دمشق باشتر تی سے ایک

میل کے فاصلے پر ہے۔ خالد نے اس جگہ پر منزل کی۔ ابوعبیدہ اور یزید بن ابی سفیان دوسرے دروازوں کی طرف اترے شہر دمشق کو درمیان سے کے محاصرہ کر لئے۔ ایسے میں یہ خبر پہنچی کہ بیس ہزار مرد جنگی روم کی طرف سے دمشق کی مدد پر آ کے مرج الصفر کے مقام میں اترے ہیں۔ خالد نے یہ سنتے ہی لشکر اسلام لے کے وہاں جا پہنچے اور ایسا جنگ کیا کہ کافروں کو ہزیمت ہوئی۔ معرکے میں پانسو کافر مارے پڑے اور بھاگنے کے وقت بھی اتنے ہی کفار مقتول ہوئے۔

تفصیل

اس اجمال کی یہ ہے

کہ جب ابوبکر صدیق کا حکم نامہ خالد بن ولید کو پہنچا انہوں نے شام کی طرف روانہ ہونے کے وقت ابوعبیدہ بن الجراح کے نام سے ایک نامہ ایسا لکھا کہ قَدْ وَلَّانِیْ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی جُیُوْشِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا تَبْرَحْ مِنْ مَکَانِکَ حَتّٰی اَقْدَمَ عَلَیْکَ وَالسَّلَامُ اور یہ خط عامر بن فضیل دوسی کے ہاتھ روانہ کیا۔ عامر سے روایت ہے کہ میں جب ابوعبیدہ کی خدمت میں جا کے وہ نامہ پہنچایا انہوں نے اسکو پڑھ کے منہ اور رکھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ السَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ لِلّٰہِ وَلِخَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پھر اپنی معرفی اور خالد کی منصوبی سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ اور یہ نامہ پہنچنے کے آگے ابوعبیدہ نے چھ ہزار اسوار کاتب رسول اللہ شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ دیکے بصرے کے طرف روانہ کئے تھے سو شرحبیل وہاں پہنچ کے بصرے کے حوالی میں اترے تھے اور وہاں کا حاکم رومانس تھا جو ہرقل کے اور سب میوں کے پاس بڑا معتبر رکھتا تھا اور پچھلی کتابوں اور گذشتہ حالتوں سے خوب واقف تھا اور اہل روم تمام ملک شام سے اسکے پاس آتے اور حکمت کی باتیں اس سے سنتے تھے اور شہر بصرہ بہت آباد تھا اور اسمیں بارہ ہزار رومی رہتے تھے۔ اور ایک موسم مقرر تھا کہ حجاز اور یمن کے تجار بھی وہاں آتے تھے اور اسکے واسطے ایک لوہے کی کرسی بچھائی جاتی اور وہ اسپر بیٹھ کے علم و حکمت بیان کرتا اور لوگ سنتے تھے۔ ایسی ہی حالت میں شرحبیل بھی مع لشکر وہاں جا پہنچے۔ جب رومانس کو انکے آنے کی خبر ہوئی اپنی قوم کو تاکید کی کہ میں جب تک مسلمانوں سے نہ ملوں تم سے کوئی فرد انسے کلام نکرے۔ پھر اسنے لشکر اسلام کے قریب آ کے پکارا کہ اے مسلمانوں تمہارا سردار کون ہے۔ تب شرحبیل بھی اپنے لشکر سے نکلکے اسکے نزدیک آئے پوچھا تم کون ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم امتی سید الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں جو نبی امی تھے اور جنکا ذکر توریت و انجیل میں مذکور ہے۔ رومانس نے حضرت کی خبر و صفت کی شرحبیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی روح قبض کر کے اپنے پاس بلوا لی اور وہ چیز جو اپنے پاس تھی انکے لئے اختیار کی۔ رومانس نے پوچھا کہ انکے بعد کون شخص انکے قایم مقام ہوا شرحبیل نے کہا کہ اس جناب کے یار غار ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے۔ رومانس نے کہا کہ قسم ہے اپنے دین کی میں جانتا ہوں کہ تم لوگ حق پر ہو اور بالضرور تم عراق اور شام کے مالک

بصرہ جسے کے زیر سے ہے اس شہر کی بنا تو حضرت عمر کی خلافت میں ہوئی ۱۲

ہوجاوگے اور مین بہرانی کی راہ سے کہتا ہون کہ تمہاری جماعت تھوڑی اور ہماری فوج کثیر ہے پس تم اپنے ملک کو لوٹ جائے ہم تمسے تعرض نکرینگے - اور ابوبکر میرے دوست ہین اگر وہ یہان آکے مجھہ سے نہ لڑتے - شرجیل نے کہا کہ اگر آپ پہلے بھیجے بھی دین و ملت کا خلاف کرینگے تو وہ پنجھوڑینگے کیونکہ یہہ دین خدا ہے اللہ تعالی نے تمھارے ساتھہ جہاد کا حکم فرمایا ہے اور جب تک تم تین باتون سے ایک کو اختیار نکروگے ہم تمسے جدا نہوینگے یا ہمارا دین قبول کرو یا جزیہ دو یا جنگ پر آمادہ ہوجاو - روماس نے کہا واللہ اگر میرا اختیار رہتا مین تم سے نہ لڑتا کیونکہ مین جانتا ہون کہ تم حق پر ہو مین چہتا ہون کہ اپنی قوم مین جاکے انکو بیصحت کردون تا انکو کیا منظور ہے دیکھون - شرجیل نے کہا کہ اس باب مین بہت جلدی کیجئے کیونکہ ہم تم سے جو تین باتین کہہ چکے ہین انسے کسی ایک بات کا سرانجام دینا ہم کو نہایت ضرور ہے یعنے تم کو داخل اسلام کرنا یا تم سے جزیہ لینا یا جنگ کرنا تب روماس نے اپنی قوم مین جاکے کہنے لگا کہ اے نصرانیو تمھاری کتابون مین جو مذکور ہے کہ عرب تمھارے شہرون مین داخل ہونگے اور تمھارا مال لوٹینگے اور تمھارے بہادرون کو قتل کرینگے سو اسکا وقت یہی ہے اور تم لوگ کثرت مین روبیس کے لشکر سے بڑھکر ہین ہو جو خود وہ اور اسکے ساتھی ارض فلسطین مین مسلمانون کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ہاتھہ سے مارے گئے اور باقی بھاگ نکلے اور مین نے سنا ہے کہ انہین سے ایک شخص جسکا نام خالد بن ولید ہی عراق کے طرف سے خروج کیا ہے اور اس نے ارکہ اور تدمر اور حوران فتح کرلئے ہین اور عنقریب تمھارے طرف پہنچیگا پیشتر اسکے کہ ہم جزیہ دینا قبول کرین تا ہم اپنی جان و مال سے محفوظ رہین اور یہ لوگ یہانسے چلے جاہین - روماس نے یہہ تقریر سنتے ہی اسکی قوم اسکے قتل پر آمادہ ہوی - اسنے کہنے لگا کہ اے نصرانیو مین نے محض تمھارے امتحان کے لئے یہہ بات کہی تم خاطر جمع رہو مین بھی تمھارے ساتھہ ہون - واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اس گفتگو کے بعد رومی کفار آمادہ جنگ و پیکار ہوئے شرجیل بھی لشکر اسلام کو لیکے برسر میدان آئے - لاکن مسلمانون کی قلت اور کافرونکی کثرت ایسی تھی کہ ماجد بن رویم العبسی نے خبر دی ہے کہ اہل اسلام بہ نسبت اُن کافرون کے ایسا نظر آتے تھے جیسے سیاہ اونٹ کے پہلو مین ایک سفید تل نظر آوے - شرجیل نے مجاہدون کو جہاد کی ترغیب دی اور بارگاہ الٰہی مین دعا کی ابھی دعا تمام ہونے نہین پائی تھی کہ ایک گرد و غبار نمودار ہوئی دیکھتے کیا ہین کہ دو سوار برق رفتار بڑی تیزی سے آرہے ہین شرجیل نے مسلمانون کو بشارت دی کہ اللہ نے ہمارے لئے مدد بھیجی ہے - وے ہر دو سوار جب نزدیک آئے ایک نے کہا کہ مین خالد بن ولید ہون دوسرے نے کہا کہ مین عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق ہون - خالد کا قصہ یہہ ہے کہ جب بعضون نے ابوعبیدہ کے نام سے نامہ روانہ فرمایا آپ مع لشکر کوچ کیا اور راہ مین کئی شہر جیسے ارکہ اور تدمر اور سخنہ اور حوران اور قرقیسیا وغیرہ انکی تسخیر مین آئے اور ان شہرون کے لوگ مصالحہ کیا بعضون نے جزیہ قبول کیا اور بعضے مسلمان ہوے

غرض خالد اور عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق جب ظفر و منصور بصرے پر آپہنچے سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا۔ جب رومیوں نے خالد کی آواز سنی اُنکے آوازیں پست ہوگئیں اور بہت گھبرائے۔ پھر خالد نے اس روز جنگ موقوف کرکے سب اہل اسلام کو آرام پانے کا حکم کیا۔ دوسرے روز بصرے کا لشکر جنگ پر آمادہ ہوکے نکلا۔ خالد نے کہا کہ اے لوگ ہمکو اور ہمارے جانوروں کو تھکے ماندے دیکھکے آج لڑائی پر مستعد ہو چکے ہیں۔ پس تم بھی سوار ہو جاؤ اور امداد الٰہی کے امیدوار رہو۔ پس جب مسلمان سوار ہوئے خالد نے رافع بن عمیر الطائی کو میمنہ پر اور ضرار بن الازور کو میسرہ پر مقرر کیا اور ضرار کم سن اور لڑائی میں بڑے دلیر تھے اور عبدالرحمن بن حمید الحجبی کو پیدل پر مقرر فرمایا اور حکم کیا کہ میں جب حملہ کروں تم بھی حملہ کرو۔ لشکر اسلام حملہ کرنے پر مستعد تھا کہ ایسے میں لشکر روم کی صفیں چیرتا ہوا ایک سوار نکلا پوشاک عمدہ پہنا تھا سونا روپا اور جڑاؤ جواہر کے بدن پر چمکتے تھے۔ ہر دو لشکر کے درمیان آکر کھڑا رہا اور کہنے لگا کہ اے گروہ عرب تمہارا جو سردار ہے وہ باہر آوے کہ میں حاکم بصرے کا ہوں۔ میرا نام روماس ہے۔ تب خالد بھی اپنے لشکر سے نکل کے اسکے مقابل ہوئے اس نے کہنے لگا کہ اے سردار عرب میں بادشاہ روم کے مقربوں اور دانشمندوں سے ہوں میں نے پچھلی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر زمانے میں بنی ہاشمی قریشی کو عرب سے مبعوث کریگا انکا نام محمد ہوگا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خالد نے کہا کہ وہ ہمارے پیغمبر ہیں۔ روماس نے پوچھا کہ ایا اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی کتاب نازل کی ہے۔ خالد نے کہا ہاں جسکا نام قرآن ہے۔ پھر پوچھا کہ ایا شراب تم پر حرام ہوئی ہے۔ خالد نے کہا ہاں جس نے شراب پیتا ہے ہم اس پر حد جاری کرتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ ایا تم پر نماز فرض ہوئی ہے۔ خالد نے کہا ہاں پانچوقت کی نماز فرض ہوئی ہے۔ پھر پوچھا کیا تم حج کرتے ہیں خالد نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کیا تم پر جہاد فرض ہوا ہے۔ خالد نے کہا ہاں اگر جہاد فرض نہ ہوتا ہم تم پر جنگ کے لئے نہ آئے ہوتے روماس نے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور میں تم کو دوست رکھتا ہوں اور میں نے اپنی قوم کو تمہارے طرف سے ڈرایا لاکن وہ نہیں مانتی ہے۔ خالد نے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ روماس نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ میں اسلام لاؤں تو میری قوم مجھکو قتل کریگی اور میرے لوگونکو مقید کردیگی۔ اسواسطے پھر بھی میں نے جاکے اپنی قوم کو ترغیب دیتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ انکو راہ راست پر لاوے۔ پس جب اسنے اپنی قوم میں جاکے لشکر عرب سے ڈرایا اور ایمان کی ترغیب دی اسکی قوم اسکی دشمن ہوگئی اور دیکھا کہ تو جاکے اپنے گھر میں بیٹھا رہ ہم جنگ کرتے ہیں۔ جب روماس بھی تو یہی چاہتا تھا خوشی سے اپنے گھر چلا گیا۔ اور اہل بصرے نے ریحان کو اپنا سردار ٹھہرایا۔ جب ریحان زرہ پہنا ہوا اپنے لشکر کو لے کے میدان پر آیا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے اسکا مقابلہ کیا تھوڑا وقت ہر دو میں معرکہ آرائی ہوئی آخر ریحان بھاگ نکلا۔ پھر لشکر اسلام جب حملہ کیا بہت سے کفار مارے گئے باقی لشکر کو ہزیمت ہوئی مسلمانوں سے دو سو تیس ۲۳۰ آدمی شہید ہوئے۔ اور بصرے والوں کا مال بھی مسلمانوں کے لوٹ میں آیا۔ خالد نے شہیدوں پر نماز

پڑھکے انکو دفن کروایا - جب اس رات سے چوتھا حصہ گذرا رو ماس نے اپنے غلاموں کے ہاتھ سے شہر پناہ کی دیوار کو سوراخ ڈلوا کے نکلا اور خالد کی خدمت میں آکے اپنی قوم کا ماجرا ظاہر کیا اور اسلام سے مشرف ہوا اور کہا کہ تم اپنے معتمد چند لوگوں کو میرے ساتھ روانہ کرین تو اس سوراخ سے انکو اپنے قلعے میں لیجاتا ہوں تا شہر تمھارے قبضہ میں آجاوے یہہ بات سنکے خالد نے سجدہ شکر ادا کیا پس عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کے ہمراہ ایک سو سوار دیکے روانہ فرمایا جب داخل شہر ہوے عبدالرحمن نے اپنی ٹکڑی کے چار حصے کرکے شہر کے چار طرف انکو کھڑے رہنیکا حکم کیا ہر طرف پچیس سوار تھے ان سب کو حکم کیا کہ جب تم میری تکبیر کی آواز سنین تم بھی سب تکبیر کھو پس رو ماس نے عبدالرحمن کو اس برج پر لے گیا جہان بصرے کا سردار دریجان اپنے ساتھیوں سمیت مقیم تھا اُسنے پوچھا کون ہے رو ماس نے کہا میں بطریق ہون اور یہہ میرے ہمراہ عبدالرحمن ہین وہ اسلئے یہان آئے ہین تا تیری روح کو دوزخ مین روانہ کرین - دریجان نے یہہ بات سنکے غصہ ہوا اور حملہ کرنا چاہا لیکن نامردی سے قدم نہ بڑھا سکا ایسے مین عبدالرحمن نے جلدی کرکے اسکے شانے پر تلوار کا ایک ایسا ضرب کیا کہ وہ گر پڑا اور داخل دوزخ ہوا - تب عبدالرحمن نے تکبیر کہی ان کی آواز سنکر شہر کے چارون طرف سب مجاہدین تکبیر کہنے لگین بلکہ درختون اور پہاڑون اور پرندون سے بھی تکبیر کی آوازین آنے لگین اور کہا اے ہمارے مالک اے ہمارے معبود کیا خوش اور پاک ہے تیرے نام اور ذکر کا سننا اور ہمارے سوا کون تیری حقیقت شکر مین تمام کرسکتا ہے اور تحقیق سنا ہم نے کلام توحید اور دیکھا ہم نے تیرا شکوہ اور تیری بزرگی ظاہر کرنے والونکو القصہ جب عبدالرحمن نے تکبیر کہی سب مسلمان بھی تکبیر کہتے ہوے کافرون کا قتل شروع کیا - اور خالد بھی انکی آوازین سنتے ہی اپنے لشکر کو لیکے شہر مین پہنچگئے جب بصرے والون نے دیکھا کہ عرب اپنے شہر کو فتح کرلیا مردون عورتون اور لڑکون نے گھبراکے بڑا ہی شور و غل مچایا - خالد نے پوچھا کہ یہہ لوگ کیا کہتے ہین - رو ماس نے کہا کہ امان طلب کرتے ہین - خالد نے حکم کیا کہ اب تلوار نچلا ئیو امان دو - رو ماس نے خالد سے گذارش کی کہ اب مین اس شہر مین اقامت نہین کرتا ہون بلکہ تمھارے ساتھ رہتا ہون میرا مال و اسباب میرے گھر سے باہر نکالنا چاہتا ہون تب خالد کے حکم سے چند شخص جاکے اسکی اعانت کی جب رو ماس کی عورت کو اسکے اسلام سے خبر نہین تھی اپنے شوہر کو دیکھتے ہی نفرت و کراہت کے ساتھ اس سے دور ہوئی جب مسلمانون نے یہہ حال دیکھا پوچھا اسکا کیا سبب ہے اس عورت نے کہا کہ مجھے تم اپنے سردار تک لے چلئے تا اپنا احوال بیان کرون پس جب لوگون نے اسکو خالد کی خدمت مین حاضر کیا اس نے عرض کی کہ اے سردار مین نے کل کی شب اپنے خواب مین ایک معاملہ عجیب دیکھا ہے کہ ایک جلیل الشان کہ جسکا چہرہ مبارک بدر تابان کے مانند درخشان ہے تشریف لائی ہے اور مجھکو دیکھکے فرماتے ہین کہ یہہ شہر بصرہ اور تمام ملک شام و عراق اسی گروہ عرب کے ہاتھ سے فتح ہوگا مین نے عرض کی کہ آپ کون ہو فرمایا کہ مین محمد رسول اللہ ہون پھر مجھکو اسلام کی طرف دعوت کی مین اسی وقت

اسلام سے مشرف ہوی پھر مجھکو قرآن مجید کی دو سورتین سکھلائین خالد نے یہ سنکر تعجب کیا اور کہا کہ وے دو سورتین کونسی ہین پڑھو تب اسنے سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پڑھکر سنائین اور خالد کے ہاتھ پر اپنے اسلام کو تازہ کیا۔ اور اپنے شوہر رماس سے کہا کہ یا تو میرا دین قبول کیجئے یا مجھکو چھوڑ دیجے خالد یہ سنکے ہنسے اور کہا سُبْحَانَ مَنْ وَفَّقَهَا اور اس عورت سے کہا کہ تیرا شوہر تیرے پہلے مسلمان ہوچکا ہے یہ سنکر وہ عورت بہت خوش ہوئی **واقدی** رح نے **معمر بن سالم** سے روایت کیا ہے کہ رماس نے خالد کے ہمراہ ہوگیا اور شام کے سب لڑائیون مین شریک اور کفار سے جہاد کرتا رہا تمام ملک شام فتح ہوے پر ابو عبیدہ کی درخواست بموجب حضرت عمر فاروق نے رماس کو بصری کی حکومت دی تھوڑے دن وہان کی حکومت کرکے ایک بیٹے کو چھوڑکر رحلت کی۔ القصہ بصرے کا شہر تسخیر مین آیا سو دوسرے روز علی الصباح سب اہل شہر خالد کی خدمت مین حاضر ہوے کہ مصالحہ کیا خالد نے اپنے طرف سے ایک نائب ٹھہراکے وہانسے کوچ کیا اور ابو عبیدہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھ بھیجا کہ بعونہ تعالی شانہ شہر بصرہ مفتوح ہوچکا اب مین دمشق کے طرف کوچ کرتا ہون تم وہان مجھسے آملو۔ اور ایک نامہ اس بشارت مین حضرت صدیق اکبر کی خدمت مین روانہ کیا **روانہ ہونا خالد کا بصرے سے دمشق کی طرف** کہتے ہین کہ جب خالد نے بصرے سے نکلے راہ مین **قریہ ثنیہ** پر پہنچکے توقف کیا اور اپنا نشان جسکا نام **رایۃ العقاب** تھا وہان نصب کردایا اسوقت سے اُسجگہ کا نام **ثنیۃ العقاب** مشہور ہوا پھر وہان سے دمشق کے طرف کوچ کیا اسطرف دمشق مین اطراف و نواحی کے بہت سے لوگ جمع آئے تھے۔ کہتے ہین کہ فقط سوار وہنکا عدد بارہ ہزار سے زیادہ تھا اور انھون نے بہت سے بیرق اور صلیب سے شہر پناہ کو آراستہ کیا تھا جب خالد مع لشکر قریب دمشق کے پہنچے ایک دیر کے پاس نزول کیا اسیواسطے اسکو اب تک دیر خالد کہتے ہین اور اس مقام کو اپنا لشکر گاہ ٹھہراکے ابو عبیدہ کی انتظاری مین تھے۔ **واقدی** رح سے روایت ہے کہ جب ہرقل کو یہ خبر پہنچی کہ خالد نے ارکہ اور تدمر اور حوران اور بصرے کو فتح کرکے اب دمشق کے طرف متوجہ ہے بہت ہی مضطر ہوا اور اپنے سردارون کو جمع کرکے کہنے لگا کہ دمشق ملک شام کا بہشت ہے اگر وہ بھی فتح ہوجاوے تو بڑی مصیبت ہے اگرچہ مین نے ایک بڑا لشکر کہ مسلمانون کا دو چند ہوگا دمشق کے طرف روانہ کیا ہے لاکن تمھارے لیے کوئی چارہ نہین اگر یان سے جاکے انکو ہزیمت دیگا تو مسلمانون نے جتنے شہرونکو فتح کرلیا ہے ان سب شہرونکا محصول مین اسیکو دونگا۔ ہرقل کے سرداروں مین ایک سردار تھا جسکا نام **کلوص** تھا اور اس زمانے مین اسکی شجاعت کا جا بجا چرچا تھا فارس کا لشکر جب شام کا قصد کیا تھا اس وقت اسکی بہادری ظاہر ہوی تھی ہرقل کا کلام سنکے کہا ای بادشاہ مسلمانون کا مقابلہ کرکے مین انکو ہزیمت دونگا ہرقل نے اسکا کلام سنکے خوش ہوا اور ایک سونے کی صلیب اسکو دی اور پانچھزار سوار اسکے ساتھ دیکے کہا اس صلیب کو آگے رکھ

یہی تجکو مدد دیگی۔ افسوس ہی ہرقل کی سمجھ پر کہ باوجود عقل بادشاہی کے آتا ہین سو جہاکہ صلیب جو ایک جماد بے حس وحرکت ہی وہ کسی کی کیا مدد کریگی وہ تو مسلمانونکے ہاتھہ سے ٹوٹ پڑنی اور پارہ پارہ ہونے والی ہی۔ پس کلوص نے اسی ذرا نظاکیہ سے کوچ کیا اور جب حمص پر آپہنچا وان کے قسیسون اور راہبون نے خوشبو دار چیزین جلاتی ہوین اور انجیل ہاتو مین لئے ہوین اسکے استقبال آئے اور عمو ریہ کا پانی اس پر چھڑکا اور اسکی فتح کے لئے دعا کی۔ پہر جب حمص سے آگے بڑہا ہر شہر کے انصارا سکے ساتھہ ایسا ہی پیش آئے۔ پہر جب دمشق پر آپہنچا اسوقت دمشق کا سردار ہرقل کے طرف سے عزرائیل نامی مقرر تھا کلوص اور عزرائیل کے درمیان مخالفت آگئی آخر یہہ تجویز ٹھہری کہ ایکروز کلوص جنگ کرے اور ایکروز عزرائیل فاعہ بن مسلم نے روایت کی ہی کہ خالد مع لشکر جو دیر غوطہ کے مقام پر اترے تھے دفعتاً انہون نے دیکہا کہ فوج دمشق اپنے طرف رخ کیا ہے مجاہدونکو حکم کیا جلد تیار ہو جائیو تب سب کے سب سوار ہو نکلے۔ کلوص کو عربی زبان نہین معلوم ہوتی تھی اسلئے اسنے جرجس نصرانی کو جو اُن مین بڑا فصیح اور دانشمند تھا ہمراہ لے کے آیا اور خالد سے گفتگو آغاز کی اور اپنے لشکر کی کثرت اور کلوص کی شجاعت سے ڈرایا اور مثالین بیان کرکے پوچہا کہ تم اور کس لئے آئے ہو اور کیا چہتے ہو۔ خالد نے اسکی باتین سنکے کہنے لگا ای دشمن خدا تو ہمارے واسطے مثالین بیان کرتا ہے اور اپنے لوگونکی کثرت سے ڈراتا ہے واللہ ہم نے تمہاری کثرت کو ویسی سمجہتے ہین کہ جیسے ایک شکاری نے بہت سے پرندون پر اپنا جال پھیلا اور وے پرندے اسکے قیدین آگئے اور وہ شکاری وائین بائین جس پرندے کو چاہے پکڑ لیتا ہے اور انکی کثرت سے نہین ڈرتا ہے۔ اور ہم اور ہر آنیکا یہہ سبب ہے کہ یہہ ملک ہمارے زمین ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے پسند کیا ہی اور یہہ ملک ہمارے ہاتہہ آنے کا وعدہ ہمارے پیغمبر برحق مخبر صادق محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زبان مبارک سے ہم کو دیا ہی۔ اور تو نے ہمارا قصد جو دریافت کیا ہم چہتے ہین کہ تم تین باتون سے ایک قبول کرین اسلام سے مشرف ہو دین یا جزیہ دیا کرین یا جنگ پر آمادہ ہو جاوین حتی یحکم اللہ بحکمہ وھو خیر الحاکمین جرجس نے خالد کا یہہ کلام سنکے پیچھے ہٹنے لگا اور اسکا رنگ بدل گیا اور خالد کی مہابت کلوص پر ایسی غالب ہوی کہ وہ اپنی زین پر اسطرح کانپنے لگا جیسے تند ہوا سے شاخ ہلتی ہی۔ اور جرجس سے کہا کہ اس سردار عرب سے رخصت مانگئے کہ لڑائی کل صبح پر موقوف رکھین خالد نے کہا کہ تو میرے ساتھہ فریب کرتا ہے حالانکہ مین تیرے فریب سے خوب آگاہ ہون یہہ بول کے اسپر نیزہ اٹھایا مارے خوف کے جرجس کی زبان بند ہو گئی اور وہ بہاگنے لگا پہر خالد نے کلوص پر حملہ کرکے اسکو لشکر روم کے قریب پہنچایا پہر اسکو بہاگتے ندیا تب کلوص بہی حملہ کیا ہر دو دین نیزہ بازی ہوی آخر کلوص نے کنارہ کشی چاہی پر خالد نے پنہچوڑا نیزے سے ایک ضرب کرکے اسکو گھوڑے کی زین سے جدا کیا تب مسلمانون نے تکبیر کہتے ہوے اسکے پاس دوڑے خالد نے کلوص کو پکڑکے مسلمانون کے حوالے کیا اور کہا کہ اسکو مشکیان باندہکر قید مین رکھو جب کلوص قید کیا گیا خالد سے کہا کہ اے سردار تم ضرور حاکم دمشق عزرائیل کو مار ڈالو تب ملک دمشق تمہارے ہاتھہ آجائیگا۔ خالد نے

کہا کہ انا رسول اللہ تعالیٰ مین تو کسی مشرک اور اسکو جو اللہ تعالیٰ کے واسطے بیٹا قرار دیتا ہی نہ چھوڑونگا پھر خالد نے اشعار رجز پڑھتا ہوا حملہ کیا۔ واقدی رح نے روایت کی ہی کہ جب جرجیس نے اپنی قوم مین جاکے سب ماجرا ظاہر کیا اسکی قوم نے عزرائیل کو ترغیب دیکے لڑائی پر بھیجا اسنے خالد کے مقابل ہوا خالد اس پر حملہ کرنا چاہا تو اسنے کہنے لگا کہ اے سردار عرب تھوڑا توقف کیجیو تا تم سے کچھ باتین کرلون۔ تب خالد نے ہاتھ رکھکے پوچھا کہ تو کون ہی اسنے کہا مین اپنے لشکر کا شہسوار ہون اور مین مٹانے والا لشکر ترک اور جرامقہ کا ہون خالد نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی اسنے کہا کہ مین ملک الموت کا ہمنام ہون میرا نام عزرائیل ہی خالد نے یہہ سنکے ہنسنے لگا اور کہا کہ ای دشمن خدا تو جسکا ہمنام ہے وہ تیرا مشتاق ہے تا تجھے داخل جہنم کرے اس نے پوچھا کہ تم نے جرکلوس کو قید کرلیا کیا اسکو اب تک قتل نکیا۔ خالد نے کہا کہ اسکو باقی رکھنے کا یہہ سبب ہے کہ تا تم دونو کو ایکہی وقت قتل کردون۔ عزرائیل نے کہا کہ ایک ہزار مثقال سونا اور دس کپڑے ریشمی اور پانچ گھوڑے مجھسے لو اور کلوس کو قتل کرو اور اسکا سر مجھکو دو خالد نے اسکا ٹھٹول کرکے کہا کہ یہہ مال تو کلوس کے خون کا عوض ہی تو اپنے مارے جانیکا کیا عوض دیگا۔ عزرائیل نے غصہ ہوکے کہنے لگا کہ ہم جس قدر تمھاری تعظیم کرتے ہین تم اتنا ہی ہماری ذلت و اہانت سے پیش آتے ہین پس تم آپ کو بچاؤ مین تمھارا قاتل ہون۔ خالد نے یہہ بات سُن کے شعلۂ آتش کے مانند اس پر حملہ کیا دیر تک دونون مین لڑائی ہوئی عزرائیل کی بہادری جو ملک شام مین مشہور اور زبانون پر مذکور تھی خالد کے روبرو کچھہ چل نہ سکی۔ سو اسنے بھاگنے لگا خالد نے اسکا پیچھا کیا لاکن جب اسکا گھوڑا تیز تھا خالد اس تک پہنچ نہ سکے عزرائیل نے یہہ حال دیکھکے سمجھا کہ وہ مجھسے ڈر گئے ہین۔ پس بہتر ہے کہ مین ٹھہر جاؤن جب وہ مجھ سے آملین انکو قید کرلون شاید کہ مسیح مجھکو غالب کرین اس مشرک نے یہہ نہ سوچھا کہ اب کوئی دم مین اللہ نے اسکو خالد کا شکار کردیتا ہے اور بلا اذن الٰہی کوئی کسی کی تائید نہین کرسکتا ہے اور یہہ بھی نہین سوچا کہ مسیح تو نصارا آپ کو شریک خدا ٹھہرانے اور پیغمبر آخرالزمان کا انکار کرنے سے ان سب پر غصہ ہین غرض ایسا سمجھکے ٹھہر گیا جب خالد اسکے نزدیک پہنچے انکا گھوڑا تھک گیا اور پسینے مین ڈوبا تھا تب اسکو کہا ای دشمن خدا کیا میرا گھوڑا تھک جانے سے تو میرے طرف طمع کرتا ہے مین کسی حال سے تجھکو نہ چھوڑونگا بدل ہوکے تجھے مارڈالونگا پس گھوڑے اترکے اسپر حملہ کیا اور تلوار کے ایکہی ضرب مین اسکے گھوڑے کی کوچین کاٹ دین عزرائیل نے گھوڑے سے گرکے اپنے لشکر کے طرف بھاگنے لگا۔ خالد نے اسکا پیچھا کیا اور کہا اے دشمن خدا تو جس کا ہمنام ہے وہ تجھہ پر غصہ ہے اور تیری جان کا بھی جنتا ہی پس اسکو پکڑکے اپنے ہاتھون اٹھایا اور چاہا کہ مارڈالین رومیون نے اسکا یہہ حال دیکھکے حملے کا قصد کیا ایسے وقت مین ابوعبیدہ کا لشکر بھی آپہنچا خالد نے یرموک کے مقام سے جو انکو نامہ لکھکے قاصد کے ہاتھہ سے بھیجا تھا قاصد نے انکو راستے مین آتے ہوے پایا اور ان کے ساتھہ لوٹ گیا۔ القصہ ابوعبیدہ کا لشکر جب ایسے وقت مین آپہنچا کہ خالد کا لشکر برسرمیدان

کافرون سے مقابلہ کیا ہے اور خالد انکے سردار کو پکڑکے اپنے ہاتھون پر اٹھا لیا ہی کافرون کے دلون مین مسلمانون کا بڑا ہی رعب سما گیا سو حملہ کرنے نہ پایا اور خالد نے عزرائیل کو جو اسیر کر لیا اپنے لشکر مین لاکے نگہبانون کے حوالے کیا **واقدی** نے روایت کی ہے کہ جب ابوعبیدہ خالد کے نزدیک آ پہنچے چاہا کہ سواری سے اترین خالد بن ولید نے انکو قسم دے کے اترنے سے منع فرمایا کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو بہت دوست رکھتے تھے اور انکی شان مین اَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فرمایا ہی۔ غرض جب ایکدوسرے کو سلام کیا ابوعبیدہ بن الجراح نے کہا اے فرزند خطاب سے ابوبکر صدیق کے تم امیر ہوکے ادہر آنے کی خبر مجھے پہنچی تھی تمہارے آنے سے مجھے بڑی خوشی حاصل ہوی کیونکہ تم نے اہل فارس اور عرب کے ساتھ جنگ کیا ہی مین نے خوب جانتا ہون۔ خالد بن ولید نے کہا قسم ہی خدائے تعالی کی مین تمہارے بلا مشورت کوئی کام نکرونگا اور تمہارا خلاف روا نہ رکھونگا واللہ اگر خلیفہ کا حکم نہ تا مین امارت کا منصب قبول نکرتا کیونکہ آپ پیر ہیں سابق الاسلام اور صحابیون مین سے ہین امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوچکا ہے سو یہ سنکر ابوعبیدہ سر پر سے عمامہ کیا کلوص اور عزرائیل سے ہر دو سردار اسیر ہوے سو باتین کرتے ہوے ان مقام دیر کے طرف روانہ ہوے اور اپنے لشکر گاہ مین اترے پھر جب دوسرے دن آیا شکر اسلام راستہ ہوکے اہل دمشق سے جنگ کرنے کے لئے نکلا جب انکے ہر دو سردار قیدی ہوگئے دمشق والون نے **توما** کو جو ہرقل کا داماد تھا اپنا سردار ٹھہرایا اور اپنا لشکر لیکے معرکے مین آئے پس مسلمانون نے تکبیر کہتے ہوے ان پر حملہ کیا انکی تکبیرون سے اس مقام کا گرد و نواح کانپ اٹھا **عامر بن طفیل** نے روایت کی ہی کہ اس حملے مین ہم سے ایک ایک غازی نے دس دس رومی کو قتل کیا اور وے لوگ ایک ساعت سے زیادہ ٹھہر نہ سکے اور بھاگ نکلے اور اپنے مقام دیر سے دمشق کے دروازے شرقی تک انکو مارتے ہوے پہنچا کیا اور دمشق والون نے اپنے لشکر کی ہزیمت دیکھکے شہر کے دروازونکو بند کر لیا تب انمین کے لوگ جو باقی رہے پھر گئے اہل اسلام انسے بعضونکو قتل کیا اور بعضونکو پکڑ لیا پس خالد نے نصف لشکر لیکے دروازہ شرقی پر اترے اور ابوعبیدہ نے نصف لشکر لے کے دروازہ جابیہ پر نزول کیا۔ اور اہل دمشق یہ معاملہ دیکھکے بہت گھبرائے۔ کلوص اور عزرائیل سے ہر دو سردار رومی حراست مین تھے خالد نے حکم کیا کہ انکو حاضر کرین جب نگہبانون نے ان ہر دو کو حاضر کیا خالد نے انکو اسلام کے طرف دعوت کی وے ہر دو نے انکار کیا تب خالد نے انکے قتل کا حکم فرمایا۔ پس ضرار بن الازور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمیر الطائی نے کلوص کو قتل کر دیا جب دمشق والون نے یہ حال دیکھا ہرقل کو یہ سب ماجرا لکھنے اپنے ہر دو سردار کا مارا جانا اور اہل اسلام دمشق پر محاصرہ کرنا اور اکثر شہرون پر فتح پانی مفصل لکھکے کمک کی درخواست کی اور خط ایک قاصد کے ہاتھ مین دیکے اسکی کمر کو رسی باندھکر رات کے وقت شہر پناہ کی دیوار سے اتار دیا اس قاصد نے انطاکیہ تک جاکے جب وہ خط کھینچا ہرقل نے وہ خط دیکھتے ہی بہت رونا لگا

اور اپنے سب ارکان دولت کو جمع کر کے مشورت کی کہ اب مسلمانون کے جنگ پر کس کو روانہ کرین سبھون نے متفق ہوکے کہا کہ حمص کا حاکم **وردان** بڑا لڑیا ہے اور جنگی معاملات مین وہ ہم سب سے زیادہ ماہر ہے اور فارس کا لشکر جب ہمارا قصد کیا تہا اس وقت اس سے کیسی بہادری ظاہر ہوئی تجھے معلوم ہے۔ پس ہرقل نے وردان کو بلوا کے اسکی بڑی تعریف و توصیف کی اور کہا کہ تو میری بجائے تلوار کے ہے مین نے بارہا ترا آدمیون پر بھروسہ کیا ہے تو اسوقت کوچ کر جب مقام بطلیک پر پہنچے روم کا ایک لشکر جو مقام اجنادین پر ہے اس لشکر کے لوگون کو حکم کر کہ ارض بلقا اور جبال سواد مین متفرق ہوکے ٹھہرے رہین تاکسی مخالف کو ادہر آنے نہ دین۔ جب وردان نے یہ باتین سنی نہایت خوشی سے پھول گیا۔ اور اپنی نشہ غفلت و غرور شیطنت سے کہنے لگا کہ مین اول خالد بن ولید کا سر کاٹونگا پھر حجاز مین جاکے کعبے اور مدینے کو کھود ڈالونگا۔ ہرقل نے کہا قسم ہے انجیل کی کہ اگر تو اپنا قول پورا کریگا تو مسلمانون نے جن شہرون اور قلعون کو فتح کیا ہی مین تجھی کو دے دونگا۔ اور میرے بعد تو ہی بادشاہ ہونے کی سند بھی لکہدونگا۔ پھر ہرقل نے اسکو خلعت اور ایک سونے کی صلیب دی جس کے چارون کنارون مین یاقوت بیش قیمت لگے تھے اور کہا کہ جس وقت دشمن سے مقابلہ ہو اس صلیب کو آگے رکھا چاہئے کہ یہہ مدد دیگی **واقدی** رح نے روایت کی ہی جب وردان نے صلیب کو لے کے کنیسہ مین آکے سمعودیہ کے پانی مین در آیا اور قسیسون نے اسکے واسطے فتح کی نماز پڑہی اور کنایس کے خوشبو یونکا بخور اسکو دیا پس اسیوقت وردان نے شہر سے نکل کے باب فارس پر خیمہ کھڑا کیا اور رومی لوگ اسکے ہمراہ جانیکے لئے آمادہ ہوگئے ہرقل نے کوچ کے وقت اپنے ارکان دولت کو لیا ہوا اسکو رخصت کرنیکے لئے آیا اور پوہے کے پل تک اسکی ہمراہی کر کے رخصت کی۔ وردان اپنا لشکر ہمراہ لیکے راستہ طی کرنے لگا اور مقام اجنادین پر آکے ٹھہرا۔ اور خالد نے دمشق پر جو محاصرہ کیا تہا ہمیشہ جنگ ہوتا تہا کبھی قلعہ پر چڑہکے تیر اور پتھر پھینکتے تہے اہل اسلام بھی تیر اور پتھر سے جنگ کرتے تہے آخر دمشق والون نے نہایت تنگ آکے صلح کا پیغام کیا کہ ہم ایکہزار اوقیہ روپے کے اور بانسو اوقیہ سونے کے اور ایکسو ریشمی کپڑے دیتے ہین تم یہان سے کوچ کیجئے۔ خالد نے تین مانا اور کہا جب تک تین باتون سے ایک قبول نکرین ہم یہان سے کوچ نکرینگے یا تم مسلمان ہوجاؤ یا جزیہ دیا کرین یا جنگ کرین۔ اہل دمشق پر یہہ بات نہایت گران آئی۔ تیر اور پتھر کا جنگ تو ہمیشہ جاری تہا ناگاہ خالد نے اکیر وز دیکہا کہ اہل دمشق قلعے پر تالیان بجا مین ناچنے کودتے ہین اور ہاتہ کے طرف اشارہ کرتے ہین ایسے مین ایک بڑی گرد و غبار بھی نظر آئی سمجہا شاید کہ اہل دمشق کی مدد پر کوئی لشکر آیا ہی لشکر اسلام کو حکم کیا کہ ہتیار جنگ پر آمادہ ہوجائیو اس اثنا مین چند غلہ فروشون نے آکے خبر دی کہ پہاڑ کے داہن مین رومیون کا ایک لشکر جرار اترا ہی۔ خالد نے یہہ سنتے ہی اللہ تعالی کے طرف رجوع لاکے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

پھر اپنے لشکر کو دروازہ شرقی پر چھوڑ کے آپ گھوڑا دوڑا کر دروازہ جابیہ پر گئے اور ابو عبیدہ کو یہہ خبر دیکے کہنے لگا کہ میری رائے مین یہہ بات آتی ہی کہ ہم سب ملکے اس لشکر سے لڑنے کے لئے جاوین - ابو عبیدہ نے کہا کہ یہہ بات مین مناسب نہین جانتا ہون کیونکہ ہم سب یہانسے چلے جاوین تو اہل دمشق قابو پاکے پھر قبضہ کرلینگے بلکہ میری یہہ رائے ہے کہ تم اپنے لشکر سے ایک جوانمرد جنگ آزمودہ کے ساتھہ ایک تکڑی دیکے روانہ کرے اگر مقابلے کا قوت پاوے تو لڑنے جنگ کرے والا ہمارا طرف لوٹ آوے - خالد نے اس بیر کو قبول کیا ضرار بن الازور جو بڑے شجیع اور دلاور تھے اور انکے باپ چچا جہاد مین شہید ہوئے تھے سو انکو بلوا کے فرمایا کہ مین تم کو پانسو سوار پر سرداری دیتا ہون تم لشکر روم کے جنگ پر جائیو - ضرار جو شہادت اور کارزار کے بڑے مشتاق تھے یہہ بات سنکے بہت خوش ہوئے اور اپنی فوج کو ہمراہ لے کے کوچ کیا - اور بیت لھیا تک جاکے نزول کیا - بیت لھیا کا جنگ یہہ وہ مقام ہے کہ جہان آذر بت تراش بت بناتا تھا - غرض جب ہر دو لشکر جنگ پر آمادہ ہوے ضرار کا یہہ حال تھا کہ ننگے بدن عربی گھوڑے پر سوار اور ہاتھہ مین ایک نیزہ آبدار لیا تھا جب لشکر کفار کے قریب ہوے تکبیر کہنے لگی سب غازی لوگ بھی تکبیر دن سے آواز ایسی بلند کی کہ کافرون کے دلون مین رعب پڑگیا اور لشکر روم کا سردار وردان مقدمۃ الجیش تھا اور وہ صلیب اور لشکر کے سب نشان اکیدوسرے ملائے ہوے اسکے ساتھہ تھے - ضرار نے یہ دیکھہ کے سمجھا کہ سردار لشکر انھین مین ہوگا پس تلوار کھینچ کے گھوڑا ان پر حملہ کیا اور قلب لشکر تک پہنچگیا - اور لشکر کفار مین ایک سوار کے سینے پر جو نشان بردار تھا نیزہ چلایا وہ سوار گھوڑے سے گرا اور نشان اسکے ہاتھہ سے چھوٹھہ پڑا - پھر ضرار نے میمنہ والون سے ایک شخص کو مار ڈالا - پھر وردان کو دیکھا کہ صلیب اسکے سر پر اور اسکے جواہر چمک رہے ہین - اور ایک تاتاری گھوڑے کا سوار جو اس صلیب کو اٹھایا ہوا تھا ضرار نے ایسی قوت سے اسپر نیزہ چلایا کہ اسکے سینے سے سینہ تک پھینچ گیا اور وہ بے اختیار سر زمین ہوا اور صلیب اسکے ہاتھہ سے گر پڑی وردان یہہ حالت دیکھتے ہی اپنی ہلاکت اسکو یقین ہوگئی چاہا کہ گھوڑے سے اترکے صلیب اٹھالے لاکن غازیان اسلام کی ایک جماعت صلیب کے گھیر لیا تھا اسلئے اسکو طاقت نہوی پھر ضرار نے لشکر اسلام کو جہاد کی ترغیب دی اور یہہ آیت پڑہی اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ یعنے اللہ تعالی دوست رکھتا ہی ان لوگون کو جو لڑتے ہین اس کی راہ مین صف باندہکر گویا وہ بنیاد مضبوط ہین - مسلمانون نے یہہ بات سنتے ہی اپنے گھوڑون کو جنبش مین لایا اور جنگ کرنے لگا اور ضرار نے وردان کی طرف متوجہ ہوا اسنے گھبراکے بھاگنے لگا ضرار نے اسکا پیچھا کرکے قلب لشکر مین جا لیا کفار اسکو تنہا دیکھہ کے اسپر گرتے تھے لاکن اسنے کمال بہادری سے داہنے بائین ان کو دفع کرتا اور جو روبرو آوے اسکو نیزے سے مار ڈالتا تھا ایسا ہی رومیون کی ایک جماعت کو مار ڈالا - اور ہر دو طرف آتش جنگ کی تیز ہوئی اور

ضرار نے دردان کا پیچھا کرکے جو کفار کے قلب لشکر مین گھس گیا اور اپنے لشکر سے جدا ہوا تھا ایسے مین حمران بن وردان نے آکے ضرار پر نیزہ چلایا سو اسکے بازو مین لگا اور وہ ضرب انکو سست کر دیا - باین ضرار نے غیرت مین آکے حمران پر نیزے کا ایک ضرب کیا کہ اسکے سینے سے پار ہوگیا اور وہ کافر مر گیا ضرار نے پھر اپنا نیزہ کھینچا تو بلا سنان باہر آیا - کافرون نے اسکا گھوڑا بہت غنیمت جانا اور انکو بے ہتیار دیکھ کے اسیر کر لیا - جب مسلمانون نے ضرار کو کفار کے ہاتھ اسیر دیکھا یہ معاملہ ان پر بہت شاق گذرا اور جنگ مین بہت سختی کرنی شروع کی اور ہر چند چاہا کہ ضرار کو کفار کے ہاتھ سے چھڑا لین لیکن یہ بات بن نہ آئی اور لشکر اسلام مین ایک سستی رو دی - تب رافع بن عمیرہ الطائی نے مسلمانون کو جہاد کی ترغیب دیکے ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ لشکر کفار کے بڑے بڑے بہادر نامدار مسلمانون کے ہاتھ سے مارے پڑے - جب خالد کو یہ خبر پہنچی کہ ضرار بدست کفار اسیر ہوے اور بہت سے مسلمان شہادت پائی یہ ماجرا خالد پر سخت گذرا اور پوچھا کہ رومیون کا تعداد کس قدر ہے لوگون نے کہا بارہزار - خالد نے کہا واللہ مین نے انکی جماعت تھوڑی ہی سمجھ کے اپنی قوم کو بھیجنے پر جرات کی پس ایک شخص کو ابو عبیدہ کے پاس بھیجکے اس باب مین مشورت طلب کی - انھون نے کہا بھیجا کہ اپنے معتمد لوگون کو دروازہ شرقی پر چھوڑکے تم ہی لشکر روم کی طرف روانہ ہووین تو مناسب ہے - تب خالد نے میسرہ بن المسروق العبسی کو ایکہزار سوار پر سردار بناکے اپنی جگہہ پر مقرر کیا اور باقی لشکر کو اپنے ہمراہ لے کے اشعار رجز پڑھتے ہوے اپنے لشکر کے آگے چلنے لگے ناگاہ راہ مین ایک سوار کو دیکھا کہ کمیت گھوڑے بلند قامت کو تاہ گردن پر سوار اور اوسکے ہاتھ مین ایک بڑا نیزہ آبدار ہے - اور اس سوار کے کنارۂ چشم کے سوا کچھہ ظاہر نہین ہوتا تھا - اور فن سواری کی اچھی اور کمال ہوشیاری و عقلمندی اسکی شکل اور وضع سے نمودار - اور اسکی شجاعت گھوڑے کے باگ موڑنے سے ظاہر اور آشکارا تھی اور اسکے گھوڑے کے باگین ڈھیلی کی ہوئی تھین اور اسکے ہر دو ران زین پر ایسے جمے تھین کہ گویا چسپان ہو گئین ہین اور لباس سیاہ اسکے بالاے بکتر تھا اور ایک چادر اسکی کمر سے مضبوط باندھی ہوئی اور سینے کی طرف سے پشت تک کھینچی ہوئی تھی اور اسکا گھوڑا شعلہ آتش کے مانند سب کے آگے چلا تھا خالد نے اسکو دیکھکے کہنے لگا کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہہ کون سوار ہے واللہ یہہ سوار بڑے بہادرون سے ہے حقیقت اس سوار کی خالد پر نہین کھلی وہ سوار بی بی خولہ ضرار بن الازور کی بہن تھین

بی بی خولہ کی شجاعت اور بہادری کا بیان واقدی رح

نے روایت کی ہے کہ رافع بن عمیرۃ الطائی اور انکے ہمراہی لوگ بڑے استقلال سے رومیونکے ساتھ جنگ کر رہے تھے اسی مین خالد بھی مع لشکر انکی کمک پر جا پہنچے رافع بن عمیرۃ الطائی اور سب مجاہدین کی نظر دور سے اس لشکر پر پڑتی ہی سب کے سب بہت خوش ہوے اور سب سے اول بی بی خولہ نے گھوڑا دوڑاکے روم کے لشکر پر ایسا حملہ کیا جیسے باز جھپٹہ پر

حملہ کرتا ہے اور اس حملے سے رومی کے لشکر میں تزلزل پڑ گیا اور انکی گروہیں متفرق ہوگئیں اور اس بی بی نے انکے لشکر
کو ایسا بلا دیکے ایکساعت وسط لشکر میں غائب ہوگئیں پھر جب باہر نکلی تو انکا نیزہ خون سے بھرا ہوا تھا بہت سے
رومیوں کو مار ڈالا اور بہت سے بہادروں کو زخمی کیا۔ اور اس کی وضع سے افسوس اور بیقراری ظاہر ہوتی تھی۔ پھر دوسری
بار بھی ایسا ہی ایک سخت حملہ کیا اور دشمن کے لشکر کو پھاڑ دیکے تھوڑا وقت پوشیدہ ہوگئیں پھر جب باہر آئیں تو اس سے
بڑا ہی افسوس ظاہر ہو رہا تھا اس بی بی کے حملات دلیرانہ وحرکات شیرانہ کو دیکھکے رافع بن عمیرۃ الطائی تو سمجھا
کہ یہ سوار خالد بن ولید ہیں اور لوگوں نے آپس میں کہنے لگا کہ ایسے حملے خالد بن ولید کے سوائے اور کسی سے بن نہ آئینگے
اسی گفتگو میں ہیں کہ ایسے میں خالد بن ولید بھی مع لشکر آپہنچے ہر دو لشکر اسلام ایکدوسرے کو سلام کیا رافع نے باواز
بلند خالد سے پوچھا کہ یہ سوار کون ہے جو اپنی جان کو راہ خدا میں فدا کر رہا ہے اور دشمنان خدا کے ساتھ دلیری کی داد دے رہا ہے
خالد نے کہا کہ واللہ میں بھی نہیں جانتا ہوں کہ یہ کون ہے اور اسکے اوصاف وحالات مجھے حیرت و تعجب میں ڈالا ہے پھر خالد
نے حکم کیا کہ سب غازیان اسلام بالاتفاق ایکبار حملہ کریں یہ حکم سنتے ہی سب اہل لشکر اپنے نیزے سیدھے کرکے اور حملہ
کرنے پر مستعد ہوگئے ایسے میں دیکھتے کیا ہیں کہ وہی بی بی نے دشمنوں کے قلب فوج سے مانند شعلۂ آگ کے نکلی اور وہ خون
سے بھری ہوئی تھی اور اسکے گھوڑے سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اور جدھر میدان کے رومی آتا دیکھے خوف کے لوٹ جاتا پھر
ایسے میں رومیوں کی ایک ٹکڑی اس سے مقابل ہوئی اور خولہ تن تنہا اس ٹکڑی سے جنگ کرنے لگیں یہ حالت دیکھکے
خالد نے مع چند مسلمان انکی کمک کرکے رومیوں کو ہٹا دیا اور خولہ کو بچا لیا (پھر خالد نے بنظر غور اسکو دیکھا تو معلوم
ہوا کہ ایک ٹکڑا گل ارغوان کا ہے اور خون آلودہ ہے یہ حال دیکھکے خالد نے کہا جزاک اللہ خیرا اے کون شخص ہے
کہ راہ خدا میں دشمنان خدا کے ساتھ اس قدر اپنی جان کو صرف کیا خولہ نے اسکا جواب نہ دیا تب مجاہد نے کہا کہ اے
فلک سرو تیرے سردار نے تجھکو خطاب کرتا ہے افسوس ہے کہ تو جواب نہیں دیتا ہے اب اسکو جواب دیجئے اور اپنے نام
ونشان سے اس کو آگاہ کیجئے۔ خولہ نے یہ سنکر انکی طرف بھی التفات نکی تب خالد نے آپہی اسکے نزدیک جاکے کہنے لگا کہ
میرا دل دوست مسلمان کی خاطر تیرے کشف حال میں متعلق اور مضطر اور تیرے کلام کے منتظر ہیں افسوس ہے کہ تو بات نہ کرے
اور ہم کو قلق واضطراب میں ڈالے جب خالد نے اسقدر اصرار کیا خولہ نے اپنے ہالے کے نیچے سے زنانی آواز سے کمال سوز
وگداز سے جواب دیا کہ اے سردار میں نے ابتک جو تجھکو جواب نہ دیا یہ کچھ روگردانی اور بیفرمانی کا سبب نہیں ہے بلکہ یہ شرم وحیا
کا سبب ہے کیونکہ میں عورات پردہ نشینوں سے ہوں پوچھا تو کون ہے کہنے لگی کہ میرا نام خولہ ہے میں آزور کی بیٹی ہوں ضرار جو قید ای
ہوئے ہیں میرے بھائی ہیں۔ میں نے عرب کی عورات مذہج کے قبیلے والوں میں بیٹھی ہوئی تھی دفعتہ میں نے سنا کہ کافروں

لئے میرے بھائی کو اسیر کر لیا ہی یہ سنتے ہی مین نے سوار ہوئی تا دشمنان خدا سے جنگ کرون اور اپنے برادر کو قید سے چھوڑاؤن یہہ ماجرا سنتے ہی خالد کو اسکے حال پر بڑی شفقت آئی اور رقت پیدا ہوئی سو رونے لگا اور فرمایا کہ ہم سب مل کر ایک حملہ کرین گے اللہ تعالی سے امید ہی کہ تیرے بھائی تک پہنچ جائینگے اور اسکو قید سے چھوڑا لیونگے - اس لئے کہا کہ اس حملے مین سب سے آگے مین رہونگی عامر بن الطفیل نے روایت کی ہی کہ مین خالد کے دائین جانب مین تھا نوفل نے سب کے آگے حملہ کیا پھر خالد اور سب سلمان ملکے حملے کئے کفار کو نہایت سخت اور گران معلوم ہوا - رومیون نے آپس مین کہنے لگا اگر سب عرب کے لوگ ایسے ہی بہادر ہون تو ہم کو اصلا انکے مقابلے کی طاقت نہ ہے گی - پھر خالد نے مع غازیان اسلام ایسا سخت حملہ کیا کہ رومیون کا لشکر متفرق اور پریشان ہو گیا - راقم نے کہتا ہے کہ خولہ کا یہہ حال تہا کہ رومیون کا لشکر پہاڑ کے دائین بائین لڑتی اور اپنے بھائی کو دہونڈتی تھین اور بلند آواز سے انکو پکارتی اور یہہ درد انگیز اشعار پڑہتی تھین ؎ اَیْنَ الضِّرَارُ لَا یَرَاہُ یَوْمِیْ * وَلَا یَرَاہُ مَعْشَرِیْ وَقَوْمِیْ * یَا وَاحِدِیْ یَا اَبْنَ اُمِّیْ * کَدِرَتْ عَیْشِیْ وَاَزَلْتَ نَوْمِیْ ترجمہ کہان ضرار کہ آتا نہین ہی آج نظر مجہہ کو اور میری قوم کو ہی اسکی خبر تہا آہ ایک ہی تو نے حقیقی بہائی میرا کہان مین دیکہون تجھے آج آہ جاؤن کدہر تری جدائی مین میری خوشی مکدر ہے گئی ہے نیند مری آہ میرے چشم ہین تر راوی کہتا ہے کہ سب غازیان اسلام نے خولہ کا یہہ درد آمیز کلام سنکر رونے لگا اور ضرار کہین کا کہین پتا نہ ملا اس دن زوال تک وہ جنگ و قتال جاری رہا اللہ تعالے نے مسلمانون کو غالب رکھا - رومیون نے گہبرا کے ارادہ فرار کا کیا تھا لاکن ان کا سردار وردان ملعون نے انکو روکا جب طرفین سے جنگ موقوف ہوا ہر لشکر اپنے قرارگاہ کے طرف رجوع کیا - اور خولہ نے لشکر اسلام مین ہر ہر سے اپنے بھائی کا حال پوچھنے لگا تو کسیسے خبر نہ ملی کہ مین نے ضرار کو قیدی پایا یا مقتول دیکہا - پس جبکہ اپنے بھائی سے بے امیدی ہو گئی بہت ہی آہ وزاری کی جیسا میت کے طرف خطاب کیا کرتے ہین ویسا درد سے خطاب کر کے یہہ کہنے لگی یَا اَبْنَ اُمِّیْ لَیْتَ شَعْرِیْ فِی الْبَیْدَاءِ طَرْحُوْکَ اَمْ بِدَمَائِکَ ضَمَّخُوْکَ یَا لَیْتَ اُخْتَکَ لَکَ الْفِدَاءُ اَتَرَانِیْ اِنِّیْ اَرَانِیْ بَعْدَهَا اَبَدًا تَرَکْتُ وَاللّٰہِ فِیْ قَلْبِ اُخْتِکَ جَمْرَۃً لَا یُطْفِیْ لَهِیْبَهَا وَلَا تَخْمُدُ حَفَتْ یَا بِیْکَ الْمَجْدُ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ مِنِّیْ السَّلَامُ اِلٰی یَوْمِ اللِّقَاءِ ترجمہ اے میرے بہائی کاش مین جانتی کہ ڈال دیا تم کو جنگل مین یا آلودہ کر دیا تم کو تمہارے خون مین - کاش تمہاری بہن تم پر قربان ہو جاتی آیا یہہ بات ہو سکے گی کہ مین پھر کبہی تم کو دیکہونگی قسم ہی اللہ کی بیہوڑی ہے تم نے اپنی بہن کے دل مین ایسی آگ کی چنگاری کہ اسکا شعلہ ہرگز نہ بجہیگا اور نہ تہنڈا ہو گا - جا ملے تم اپنے باپ کے ساتھہ روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کے اور میرا سلام تمکو پہنچے ملاقات کے روز تک - خالد اور سب اہل اسلام جب خولہ کا یہہ کلام رقت القیام سُنا بہت
درد سے رونے لگا - پھر دوسرے بار لشکر کفار پر حملہ کرنا چاہا ایسے مین دیکھتے کیا ہین کہ لشکر روم کے سینہ سے سواروں کی
ایک گروہ نکلی جب نزدیک آپہنچی مسلمان جنگ پر آمادہ ہوے تب وے کفار اپنی ہتیارین پھینک دین اور گھوڑون سے اُتر کے
چلا کے کہنے لگا لفون لفون رومی زبان مین لفون امان کو کہتے ہین - خالد نے مسلمانون سے کہا کہ انکو امان دو اور نزدیک
لے آؤ پس جب انکو روبرو لے آئے خالد نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو - انہون نے کہا کہ ہم وردان کے لشکر والے ہین ہمارا مقام حمص ہے
ہم کو یقین ہو چکا کہ ہم کو تمھارے مقابلے کی طاقت نہین ہم اسواسطے آئے ہین کہ تم ہمکو اور ہمارے اہل وعیال کو امان دین
اور جس سے تم نے صلح کی ہے ہمکو اسسے بچہاین اور جتنا مال تم طلب کروگے ہم تمکو دینگے اور جو لوگ ہمارے شہر مین ہین وے بھی
اسبات پر راضی ہونگے - خالد نے کہا جب ہم تمہارے شہر کو پہنچین تب البتہ صلح کرین پر اس جگہ صلح نہ کرینگے لاکن تم اسوقت
تک ہمارے ساتھ رہو کہ اللہ تعالی ہمارے اور ہمارے دشمنون کے درمیان حکم کرے جو چاہئے - پھر خالد نے اسنے فرار کا احوال
دریافت کیا انھون نے کہا کہ ای امیر جب اس نے وردان کے بیٹے کو قتل کیا وردان کو بڑا صدمہ بہت ہی رنج مین ڈالا اسی فرار
جب اسکے قابو مین آگیا وردان نے اسکو ایک اشتر پر سوار کروا کے دو سوار کے ہمراہ اس کو حمص کے طرف بھیجا ہی تا وہان
ہرقل کے پاس پہنچے اور اپنی شجاعت ظاہر ہووے اس خبر کے سننے سے خالد کو بڑی ہی خوشی حاصل ہوی اسیوقت رافع کے
ساتھ ایک سو سوار کو دیکے روانہ کیا تا جنگل کے راستے سے جلد جا کے راہ مین اسنے فرار کو قید سے چھڑا لاوے
جب اسنے کوچ کیا خود بھی بڑی خوشی سے ان کے ہمراہ ہوئین جب راہ سلمیہ مین پہنچے رافع نے بہت غور وتامل سے تالا
کر کے دیکھا کہ مین گھوڑون کے قدم کے نشان نظر آتے نہین سب مسلمانون سے کہا کہ تم کو بشارت ہو کہ اتنک رومی لوگ یہان
تک پہنچے نہین پائے پس وادی الحیات کو کمین گاہ ٹھہرا کے سب اہل اسلام اس مین پوشیدہ ہوگئے - ایسے مین رومی
کافرون کے دو سو سوار ضرار کو گھیرے ہوے قریب آپہنچے اس وقت ضرار کی زبان سے یہ دردناک اشعار جاری ہوے

اَلَا مُبْلِغًا قَوْمِیْ خَوْلَةَ وَابْنَتَیْ اَسِیْرَیْنِ مَرْهُوْنَیْ الْیَدَیْنِ بِالْقِدِّ مُوْثَقُ ہوکا آہ ای پہنچانے والے تو خبر کے یہہ خبر میری کہ مین
تو میری قوم خولہ پاس جا کر بیان احوال میرا کر اسیر ہون مجھے کفار اب قیدی کیا ہے بھی سختی سے مجھے مشکین بندہا ہے
وَحَوْلِیْ عُلُوْجُ الشَّامِ مِنْ کُلِّ کَافِرٍ * وَمَا مِنْهُمُ اِلَّا مُخَلِّصُ بِالسُّرَّدِ مجھے گھیرا ہے اب کفار شامی ہین ہے ہے زرہ پہنے ہوے
ہوے تمامی ہین یَا قَلْبُ مُتْ غَمًّا وَحُزْنًا وَحَسْرَةً * وَیَا دَمْعُ جُدْ یَا عَیْنُ فِیْضِیْ عَلٰی خَدِّیْ پس اے دل رنج اور حسرت
مین مر جا اے سر اے درد مین ہو جا اے آنسو میرے آنکھ سے نکلو دو نو رخسار پر میرے روان ہو
اَتَرْجُوْ اَنْ اَرٰی اَهْلِیْ وَخَوْلَةَ مَرَّةً * وَاَذْکُرُ مَا کُنَّا عَلَیْهِ مِنَ الْعَهْدِ تو کیا یہہ بات جائے میرا دیدار ہو میری قوم

اور خولہ کو کیا یاد دے کیا دیکھینگے تجھہ کو بار دیگر نہ مین کہا دیکھونگا پھر انکو مقررہ یہ اشعار سنتے ہی خولہ نے کمین گاہ سے جواب دیا اور کہا کہ اللہ تعالے نے تمہاری آہ وزاری اور دعا اضطراری قبول کی اور تمہارے لئے مدد روانہ فرمائی مین تمہاری بہن ہون یہ بول کے تکبیر کہتی ہوی خولہ نے سب سے آگے حملہ کیا پھر رافع مع مجاہدین تکبیر کہتے ہوے نکلے حمید بن سالم نے روایت کی ہے کہ جسوقت ہم نے تکبیر کہی ہمارے گھوڑے بلہام الٰہی سے ہنہنانے لگے اور ہمارا ہر سوار ایک ایک رومی کا قصد کیا اور ہر کافر کو مار ڈالا جب کفار مقتول ہوگئے خولہ نے جلد اپنے بھائی کے پاس آکے انکے بند کھولدے اور انکو سلام کیا ضرار نے مرحبا کہا اور کافروں کا مال اور ہتیار اور گھوڑے وغیرہ غنیمت مین آئے پس ضرار نے ایک اسپ بادرفتار پر سوار اور ہاتھہ مین نیزہ لیا ہوا شکر الٰہی مین یہہ شعر پڑہتا ہوا چلا ؎ یَارَبِّ مُحَمَّدًا اِذَا اَجَبْتَ دَعْوَتِیْ * فَرَجْتَ عَنِّیْ وَاَذْلَلْتَ کُلَّ بَغِیْ سپاس شکر ترا ہے تجکو یارب یہ دعا میری ایا بت تونے کی اب بکشایش کام مرے دیا تو یہ بھی مجھہ سے دفع کربت اب کیا تو یہ اَعْطَیْتَنِی الْمَامُوْلَ قَبْلَ مُنْیَتِیْ * فَجَمَعْتَنِیْ یَارَبِّ مَعْ اُخْتِیْ مرا مقصود مجھکو تو نے بخشا یہ بھی میری بہن کو مجھسے ملایا یہ اور خالد نے ضرار کی رہائی کے لئے رافع کو روانہ کیے پر دمشق پر وردان کے ساتھہ ایسا سخت جنگ کیا کہ اس کو مقابلے کا قوت باقی نرہا سو وردان مع لشکر پیٹھہ دیکے بھاگنے لگا خالد بھی مع لشکر اسلام کا پیچھا کیا اور انکا مال اور گھوڑے لوٹتے ہوے ان کو وادی الحیات تک پہنچایا وہان رافع اور انکے ہمراہی مجاہدون سے لے پہنچے سب سامان ایک جا ہوے اور ضرار کی رہائی پر مبارکبادی دی اور لشکر الٰہی سجا لایا اور سب ملکے دمشق کے طرف مراجعت کی اور ابوعبیدہ کو بشارت دی اور مسلمانون کو فتح دمشق پر یقین حاصل ہوا **وحشت مین پڑنا ہرقل کا لشکر وردان کی تباہی سنکر اور جمع کرنا نو ہزار کے لشکر کا مقام اجنادین پر اور روانہ کرنا وردان کو اس لشکر کی سرداری دیکر پھیر جانا خالد کا اجنادین پر** کہتے ہین کہ جب وردان کی ہزیمت اور لشکر کے مارے جانے کی خبر ہرقل کو پہنچی اسکو مطلق اور بحواس کر دیا اسکو اپنی زوال مملکت کا یقین ہوگیا اسیوقت وردان کو ایک خط مضمون کا لکھا کہ تیری اور تیری فوج کی تباہی بالتفصیل معلوم ہوئی اور مجھے بیقرار کر دیا خیر جو گذرا سو گذرا اب مین نے مقام اجنادین پر نو ہزار کا لشکر جمع کر دایا ہے اور تجھکو اس لشکر کا سردار بنایا ہون تو جلد وہان پھیکر اس لشکر کو اپنے ہمراہ لے کے اہل دمشق کی تائید کر ہرقل کا یہہ خط راستے مین پہنچتے ہی وردان جلد روانہ ہوا اور اجنادین پر جا پہنچا **واقدی** رح نے روایت کی ہے کہ جب خالد وردان کے تعاقب سے پھرے اور دمشق پر آپہنچے اسیوقت عباد بن سعید الظفری نے بصرے کے مقام سے شرحبیل بن حسنہ کی طرف آکر نو ہزار کا لشکر مقام اجنادین پر جمع ہونیکی خبر خالد کی خدمت مین

پہنچای خالد یہہ خبر سنتے ہی سوار ہوکے ابوعبیدہ کے پاس گئے اور انسے مشورت طلب کی انہون نے کہا کہ افواج اسلمین کے سردارون سے شرحبیل بن حسنہ بصرے مین اور معاذ بن جبل ارض حوران مین اور یزید بن ابوسفیان ارض بلقا مین اور نعمان بن مقرن تدمر مین اور عمرو بن العاص فلسطین مین جو اپنی فوجین لے کے آمادہ ہین یہہ بات آتی ہی کہ ان سب کو خطوط بھیجکے بلالین اور بعون اللہ تعالی ہم سب بالاتفاق اجنادین پر جاکے دشمن کا مقابلہ کرین خالد نے اسیوقت اُن سب امیرون کے نام سے خطوط روانہ کئے تا ہر امیر مع لشکر اپنے مقام سے نکل کر جلد مقام اجنادین پر حاضر ہوون - اور آپ بھی اپنے لشکر کو حکم کوچ کا دیا اور لوٹ کا مال لشکر کے پیچھے رکھنے کا حکم فرمایا - اور ابوعبیدہ سے کہا کہ آپ لشکر کے آگے رہو مین پیچھے رہتا ہون کیونکہ غنیمت کا مال اور زن و اطفال پیچھے رہینگے - ابوعبیدہ نے کہا کہ میری رائے یہہ ہی کہ مین پیچھے لشکر کے رہون اور تم آگے لشکر کے رہین تا اگر دردان روم کا لشکر یکبارگی تمہارے روبرو آجاوے تو تم اسکا مقابلہ کرین - اور مال غنیمت اور عورات تک پہنچنے سے باز رکھین خالد نے کہا کہ مین تمہارا خلاف نکرونگا و لیکن ہی لشکر کے آگے ہوکے چلنے لگے اور ابوعبیدہ ایک ہزار سوار ساتھ لے کے لشکر کے پیچھے رہے - پھر اہل دمشق سے بعضے کفار انکا پیچھا کیا سو ایک راہ مین جنگ ہوا **بولص اور لطرس سے ہرد و نصرانی پیچھا کرنا لشکر خالد کا - اور قیدی ہوجانا بی بی خولہ اور غضیرہ اور دوسرے بی بیون کا - پھر لوٹ کے آنا خالد کا پھر جنگ کرکے شکست دینی دشمنون کو اور قید کرنا بولص کو اور قید سے چھوڑانا اُن بی بی کا** روایت ہے کہ جب دمشق والون نے دیکھا کہ لشکر اسلام اپنے مقام سے کوچ کیا بہت خوش ہوکے ناچنے کودنے لگے اور انکے دانشمندون نے کہا کہ عرب اگر بعلبک کے طرف جاتے ہین تو ارادہ فتح حمص کا کیا ہی اور مرج شہوار کی طرف کہ تو کچھ شک نہین کہ وے حجاز کی طرف فرار ہوئے ہین جب لشکر اسلام مرج شہوار کی راہ ملی اہل دمشق انکے ساتھ بدی کا ارادہ کیا **واقدی** رح نے روایت کی ہے کہ دمشق مین ایک بڑا بطریق تھا اسکا نام **بولص بن بلقا** تھا اور نصارا اسکی بڑی تکریم کرتے تھے یہانتک کہ ہرقل کے پاس کوی ایلچی آتا اور اسکا جواب ہرقل سے نہ آتا تو بولص کو بلواتا وہ اسکا جواب دیتا - اور بولص تیراندازی مین یگانہ تھا جس دن سے کہ مسلمانون نے دمشق پر محاصرہ کیا کبھی بولص انکے جنگ پر نہین آیا تھا جب لشکر اسلام دمشق سے روانہ ہوا دمشق والون نے بولص کو بہت ہی دررغلایا کہ مسلمانونکا بھیجا کرین وہ ملعون راضی ہوگیا - لاکن بولص کی عورت مانع ہوئی اور اپنا ایک خواب ایسا بیان کیا کہ جس سے اسکی شکست کی تعبیر پائی جاتی تھی یہہ سنکے غصہ ہوا اور اپنی عورت کو ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ سردار عرب کو مین تیرا خادم بنادونگا اور اسکے ساتھیونکو بکریے چرانے لگاؤنگا یہہ بول کر دمشق کا لشکر ہمراہ لے کے نکلا اس لشکر مین چھے ہزار سوار اور دس ہزار پیدل تھے

* لشکر نو ہزار کا صحیح آیا ہے - اور ہمارے طرف آنیکا قصد کیا ہے - اور وے چھتے ہین کہ بجھاوین نور اللہ کا اپنے موہون سے حالانکہ اللہ تعالی پورا کرنے والا ہے اپنے

سوار و پیادہ سو سوار آپ ہوا اور پیدل پرا پنے بھائی **یطرس** کو مقرر کیا - بڑی جلدی سے روانہ ہو کے لشکر اسلام تک جا پہنچا ابو عبیدہ جو لشکر کے پیچھے تھے بولص انپر جا گرا - انہون نے اپنے ہزار سوار کو لے کے اسکے ساتھ مقابلہ کیا - اور اسکا بھائی یطرس ان واطفال پر حملہ کر کے بی بیون کی ایک جماعت کو اسیر کر لیا اور انکو ساتھ لے کے دمشق کی طرف لوٹ گیا جب **نھر استیراق** پر جا پہنچا دہین اُتر گیا کہ انجام کار اپنے بھائی بولص کا خالد کے ساتھ کیا ہوتا ہی دیکھے - اور ابو عبیدہ نے جب دیکھا کہ یطرس ایسا بڑا لشکر لیکے پیچھا کیا اسوقت خالد کی بات یاد کی کہ انہون نے آپ لشکر کے پیچھے رہنے کی جو تجویز کی تھی وہی رائے بہتر تھی - غرض بولص کا ویسا بڑا لشکر جب فعتہً آکے ابو عبیدہ کے ہزار سوار کو گھیر لیا اور یطرس نے لشکر اسلام کے بی بیونکو اسیر کر لیا **سہیل بن صباح** نے اپنا گھوڑا دوڑا کے برق کے مانند خالد کے پاس جا پہنچا اور سب سرگذشت بیان کی - خالد نے سنکے کہا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور افسوس کر کے کہنے لگا کہ مین ابو عبیدہ سے کہا کہ مجھے لشکر کے پیچھے چھوڑ دو انہون نے یہ بات نہ سنی لاکن ارادہ الٰہی مین جو بات تھی وقوع مین آئی پس فوراً رافع کے ساتھ ایکہزار سوار دیکے حکم کیا تم جلد عورتونکی عماریون تک جا پہنچو - انکے بعد عبد اللہ بن ابی بکر صدیق کے ساتھ ایکہزار سوار دیکے حکم کیا تم جا کے دشمنون سے مقابلہ کرو اسکے بعد ضرار بن الازور کے ساتھ ایکہزار سوار دیکے روانہ کیا قیس بن ہبیرہ بھی انہی مین داخل تھے - پھر خود لشکر لے کے انکے پیچھے روانہ ہوے - ابو عبیدہ جنگ کر رہے تھے کہ ایسے مین یہ لشکر اسلام مدد پر آپہنچا مجاہدون نے ایسی جوانمردی کی اور ایسی شجاعت کی داد دی کہ کفار کا قتل عام ہوا کہ انکے پیچھے ہزار سوار مین ایک سو سے زیادہ کوی نہ بچا - ضرار بن الازور نے بولص پر نیزہ اُٹھایا اسنے ایکو گھوڑے سے گرا دیکے بھاگنے لگا ضرار بھی گھوڑے سے اُتر کے اسکا پیچھا کیا - بولص نے کہا کہ مجھکو نہ مارو میری انتا مین تمہاری عورات کی بھی تلاش ہے جب ضرار نے دیکھا کہ اپنی بھن خولہ اور دوسری بی بیان دشمنونکی قیدی ہو گئین ہین بولص کو مارنے سے ہاتھ روکھا لاکن اسکو پکڑ کے اسیر کر لیا - پس خالد نے ابو عبیدہ کے ساتھ سب لشکر دیکے حکم کیا کہ آہستہ آہستہ آگے چلتے رہو مرج شوارا اور راہط کے مقام پر ٹھہریو - اور آپ دو ہزار سوار کو ہمراہ لے کے قیدی عورتون کو چھوڑانے کے ارادے سے دمشق کی طرف روانہ ہوے **خولہ اور دوسری عورات عرب کا جنگ اہل دمشق کے ساتھ کہتے ہین** کہ جب یطرس نے عورات عرب کو قید کر کے لیجا اور نھر استیراق پر جا ٹھہرا اور عورتونکو اپنے روبرو بلوایا اور خولہ کو دیکھا تو بہت خوبصورت پایا تب کہنے لگا کہ یہ خاص میرے واسطے ہے اور دوسری بی بیونکو دیکھکے دوسرے کفار بھی ایسا ہی کہنے لگے اُن بی بیون پر یہہ بات شاق گذری پھر ان سب کو ایک خیمے مین اُتارا - ابھی لشکر اسلام سے ان بی بیونکی مدد پر کوئی نہین پہنچا تھا - جب تمام عورتین ایک جگہ فخر و ن بیٹھی تھین بی بی خولہ نے انسے کہا کہ اے

حمیر اور تبع کی کیا تم اسباب سے راضی ہو کہ روم کے کفار تم پر غالب ہو جاوین اور تمکو اپنی خدمت گذار بنالین - یہہ سنکے بی بی عفیرہ بنت عفار حمیریہ نے کہا ای بنت الازور کہ واللہ عقل اور شجاعت اور گھوڑے کی سواری اور معاملات جنگی مین ہماری قوم کی بی بیان پورا کمال رکھتی ہین - لاکن اب کیا کرسکین کہ ہمارے پاس گھوڑے ہین نہ ہتھیار - خولہ نے کہا کہ خیمون کے چوبین تو حاضر ہین شاید اللہ تعالی ان ہی چوبون سے ہم کو ان پر غلبہ دے یا ہم شہادت پاوین اور ان مشرکون کی خدمتگذاری کی ننگ و عار سے بچ جاوین - سب بی بیان اکٹھی ہوکر بولین کہ تم نے اچھی تدبیر نکالی - پس ہر ہر بی بی نے ایک ایک چوب کھینچ لی اور خولہ نے ایک بڑی چوب اپنے کھندے پر لی ہوئی سب کے آگے تھی اور انکے پیچھے عفیرہ اور ام ابان اور سلیا اور دوسری بی بیان چلی ہین ایسے مین ایک کافر دوڑا دوڑا آیا تو خولہ نے اسکے سر پر چوب سے ایسا سخت مارا کہ وہ گر پڑا اور مر گیا - جب بطریرس کو یہہ خبر ہوی اس نے تعجب کی اور باہر نکلا دیکھتا کیا ہی کہ عورتین چوبین لی ہوئین آتی ہین چلا کر کہا کہ سختی ہو تم پر اے عورتو یہہ کیا معاملہ ہے عفیرہ کہنے لگی کہ ای کافر اناث اللہ تعالی ہم آج تمکو ایسا مارینگے کہ تمہارے سر سے بھیجے گر جاوین بطریرس یہہ بات سنکے ہنسنے لگا اور اپنی قوم کو پکار کے کہا کہ سب ہتھیار ہو کے میدان پر آئیو اور ان عورتونکو تلوار سے نہ مارو بلکہ متفرق کردو اور پکڑ لو جب اسکی فوج آمادہ ہو کے آئی اور چوطرف سے اُن بی بیون کو گھیر لیا ہر چند چاہتے تھے کہ خولہ کو پکڑ لین لاکن کسیکو یہہ طاقت نہین ہوتی تھی جو سوار اُن کے قریب آتا اسکے گھوڑے کے اگلے پاؤن پر چوب سے ایسا مارتی کہ گھوڑا اور سوار ہر دو گر پڑتے پھر وہ سد ہر نے نہین پاتا کہ دوڑکے چوب سے سوار کو مار ڈالتی ایسا ہی اُن بی بیون نے تیس سوارون کو مار ڈالا جب بطریرس نے دیکھا کہ خولہ سب کے آگے شیر کے مانند غیرہ زن ہی اور اشعار بہادری کے پڑھتے ہین اپنے گھوڑے سے اُترا اور انکے نزدیک آکے زر و زیور اور مال و منال اور حشمت و تجمل کی انکو طمع تبلائی اور اپنی زوجیت مین لینے کی تمنا ظاہر کی - خولہ نے نہایت برہم ہو کے کہا کہ ای کافر مہنجار و بدکار کے بیٹے قسم ہے اللہ کی کہ مین تجھپر غلبہ پاونگی تو تیرے سر کے بھیجے کو اس چوب سے گراونگی قسم ہے خدا تعالی کی کہ مین اس بات پر راضی نہین کہ تجھکو اپنے بکردن اور انٹون کا چرواہہ بناؤن کہ تو اس کام کا بھی قابل نہین پس تو ہمارا کفو کیونکر ہوسکیگا - بطریرس نے یہ کلام سنکے غصے ہوا اور اپنی قوم کو جنگ پر برانگیختہ کیا اور کہا کہ اس سے زیادہ کونسی بات شرم کی ہوگی کہ عورتین تم پر غالب ہو جاوین - یہہ بات سنکے اسکی قوم ایک سخت حملہ کیا اور اُن بی بیون نے معرکے سے قدم پیچھے نہ ہٹایا اور سخت لڑائی کرتی تھین کہ ایسے مین خالہ بھی سع لشکر آپہنچے ضرار بطریرس کی طرف متوجہ ہوے اس کا دیکھنا کہ ای عزلی تمہاری بہن کو لے لو اور تم کو سبارک ہو یہہ بول کے بھاگنے لگا - ضرار نے اسکا پیچھا کیا خولہ بھی اپنے بھائی کے ہمراہ تھین جب ضرار اسکے قریب ہوے اسکے سینے پر نیزہ چلایا اور خولہ اسکے گھوڑے کے پیرون پر چوب سے مارا اسکا گھوڑا جبکا وہ دشمن خدا گر نیکے آگے ضرار اسکے پیچھے آکے اسکی کمر پر ایک ایسا نیزہ مارا کہ وہ کافر مر گیا ضرار نے اس فرنس کافر

تک مار ڈالا پس رومی لوگ جب بھاگنے لگے اہل اسلام دمشق تک انکا پیچھا کیا پھر دمشق والون سے کوئی فرد نہ نکلا جب یہ فتح و نصرت حاصل ہوئی انکا مال اور ہتھیار اور گھوڑے غیرہ بڑی غنیمت ہاتھ آئی پھر ضرار نے بطرس کا سر اپنے نیزے پر چڑھایا۔ اور خالد نے لشکر اسلام کو ہمراہ لیکے ابوعبیدہ کے طرف کوچ کیا جب مسلمان لشکر ابوعبیدہ کے قریب پہنچے تکبیرون سے اپنی آوازین بلند کین ہر دو لشکر کے مجاہدین سے ایکدوسرے کو سلام کیا لشکر ابوعبیدہ کے لوگ قیدی بی بیونکی رہائی اور کافرون کی تباہی اور اپنے بھائیونکی فتح مندی سُنکے بہت خوش ہوے اور مبارکباد دیا۔ پھر خالد نے حکم کیا کہ بولص کو حاضر کرین جب وہ حاضر ہوا اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اس نے قبول نہ کیا خالد نے کہا کہ اسلام قبول کرو الا تیرے بھائی کے ساتھ جو معاملہ ہوا وہی معاملہ تیرے ساتھ کیا جائیگا۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا معاملہ ہے۔ خالد نے اسکے بھائی کا سر منگا کے بتلایا بولص نے کہا کہ میرے بھائی کے بعد میرے جینے مین کچھ لطف نہین تب اسی وقت خالد کے حکم سے سیف بن سنجبہ نے اسکو قتل کیا۔ **جمع آنا افواج اسلام کا چو طرف سے مقام اجنادین پر اور سخت جنگ کرنا رومیون کے ساتھ اور مارا جانا وردان کا۔ جو سردار تھا لشکر روم کا اور فتح یابی مسلمانون کی مدد الٰہی سے۔ واقدی** رح نے روایت کی ہے کہ جب خالد کے خطوط امراے اسلام کو پہنچے بلا توقف **شرجیل بن حسنیہ** بصرے سے اور **معاذ بن جبل** ارض حوران سے اور **یزید بن ابی سفیان** ارض بلقا سے اور **نعمان بن مقرن** تدمر سے اور **عمرو بن العاص** فلسطین سے اپنی فوجین لیکے نکلے اور حسن اتفاق یہ ہوا کہ یہہ سب کے سب ایکہی وقت مین اجنادین پر آپہنچے۔ اور سب مسلمان آپس مین ایکدوسرے کو سلام کیا اور لشکر کفار کے مقابلے مین اُترے جب وردان آیا رومیون نے جنگ پر آمادہ ہوکے برسرمیدان آئے اور اپنے لشکر کی صفین باندہین سو نو صف ہون ہر صف مین ہزار سوار تھے وہ لشکر جملہ نو ہزار کا تھا۔ پس خالد بھی اپنا لشکر لے کے معرکے مین آئے اور دشمن کے مقابل کھڑا کیا اور کہنے لگے کہ اے مسلمانو لشکر کفار کی کثرت کا کچھہ اندیشہ مت کرو تائید غیبی کے امیدوار رہو پھر اس سے بڑا لشکر تم نہ دیکھوگے جب اللہ تعالی تم کو اسپر نصرت دی تو پھر کوئی انکی جگہہ پر آکے تم سے نہ لڑیگا۔ وردان بھی اپنے لوگون سے کہا کہ دیکھو اس لشکر اسلام سے شکست اٹھاوگے تو وے تمھارے شہرون کے مالک ہوجائنگے اور تمہارے مردونکو مار ڈالینگے اور تمہاری عورتونکو پکڑلینگے سو تم جنگ مین سختی کرو اور صلیب سے مدد چاہو وہ تم کو مدد دیگی۔ وردان نادان خیال خام کیا یہہ نہ سمجھا کہ صلیب بتون کو لکڑیون کے تیر اکثر سے ہوجائینگے اور اسکے جواب مسلمانون کے کام آئینگے۔ جناب خالد مسلمانون کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ تم سے کون ہے کہ لشکر کفار کے قریب جاکے انکے صفوف اور تعداد پر نظر کرکے آوے ضرار کھا

مین حاضر ہون - خالد نے کہا ہان یہ کام تمہین سے ہوگا لاکن بہت ہوشیار رہو آپ کو دشمنون سے بچاؤ اور تنہا کفار پر حملہ کرنے کا خیال مت کرو - پس ضرار اپنا گھوڑا دوڑایا اور لشکر دشمن کے نزدیک جا پہنچا - خوب ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ خیمے کھڑے ہوے اور اونکے خود اور ڈھال چمک رہی تھے - وہان جو مسلمانون کی لشکر کے طرف دیکھ رہا تھا دفعتہ ضرار پر اسکی نظر پڑی سو کہنے لگا کہ یہہ سوار مسلمانون کے سردارون سے معلوم ہوتا ہے - پس تمہارے کون ہے کہ اسکو پکڑ کے میرے پاس لے آوے یہ سنکے دسیون سے تیس سوار نکلے ضرار انکو دیکھ کے پیچھے پھیری سوارون نے سمجھا کہ ضرار ڈر کے فرار کرتے ہین سو انکا پیچھا کیا ضرار کا مطلب یہہ تھا کہ انکو اونکے لشکر سے دور ڈال کے اپنا کام کرے پس جب وے اپنے لشکر سے دور ہوے ضرار اپنے گھوڑے کو ان کی طرف پھیرا اور انکے ایک سوار کو نیزے سے مار کے زمین پر گرا دیا تب ان سوارون کو انکا رعب ہوا سو بھاگنے لگے ضرار نے انکا پیچھا کیا اور ایک ایک کو مارنے لگے اسی طرح اُن کے اُنیس ۱۹ سوار کو مار ڈالا جب لشکر روم کے قریب پہنچے اپنے گھوڑے کو پھیرا اور بجلی کے مانند آکے اپنے لشکر مین داخل ہوے اور یہہ ماجرا خالد کی خدمت مین ظاہر کیا جناب خالد نے فرمایا کیا مین تم کو ایسی جرأت سے منع نہین کیا تھا ضرار کہا ای سردار ان کافرون نے میرا پیچھا کیا مین اللہ تعالی سے خوف کیا اور سمجھا کہ کافرون سے بھاگون اور انکے ساتھ اپنی کوشش نکرون تو اللہ کے پاس ماخوذ ہونگا پس اللہ نے میری تائید کی واللہ اگر مجھے تمھاری ملامت کا خوف نہوتا انکے کل لشکر پر حملہ کیا ہوتا اور جان لیجئے کہ رومیونکا یہہ سب لشکر ہمارے واسطے غنیمت ہے - اس تقریر کے بعد خالد نے اپنے لشکر کا میمنہ اور میسرہ ٹھہرایا - اور یزید ابن ابی سفیان کے ساتھ چار ہزار سوار دیکے لشکر کے زن و اطفال کی حفاظت پر مقرر کیا - بعضے عورتین بڑے بہادرون سے تھین جیسے **عفیرہ بنت عفار** اور **ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ** یہہ بی بی نئی عروس تھین انہین دنون انکا نکاح ہوا تھا ابھی ان کے ہاتون سے مہندی کا رنگ اور انکے سر و تن سے عطر کی خوشبو نہین گئی تھی - اور **خولہ بنت الازور** جو ہمارے پیشوا ہین - اور **مزرعہ بنت عملوق** اور **سلمی بنت زارع بن عمرو** اور **لینا بنت سوار** اور **سلمی بنت نعمان** انکے سوا اور بھی عورتین کہ جنکی شجاعت اور پیش قدمی مشہور تھی خالد نے ان بی بیون کے طرف متوجہ ہو کے کہنے لگے کہ ای اولاد دنیا یہہ تم نے وہ کام کیا ہے کہ جس سے خدا و رسول اور سب مسلمان راضی ہین اور تمہارا ذکر باقی ہے اب جان لیجیو کہ بہشت کے دروازے تمہارے واسطے کھولے گئے ہین اور دوزخ کی آگ تمہارے دشمنون کے لئے سلگائی گئی ہے - تم ثابت قدم رہو اور صبر کرو اگر رومیونکی کوی گروہ تم پر حملہ کرے تم بھی اسسے لڑو - خالد کا یہہ کلام سنکے ہر ہر بی بی اپنی شجاعت ظاہر کی اور بولی کہ اے ایمر مجھے اپنے لشکر کے آگے رکھین تو

یہہ آرزو ہے کہ راہ خدا مین سب سے اول تلوار چلاؤن اور اپنی جان عزیز نثار کرون خالد کو انکے کلام سے بڑی خوشی حاصل ہوی انکے حق مین دعا کی - اور اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین اور مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دی اور شہادت کی فضیلت بیان کی اور لشکر کو ہمراہ لئے ہوے آہستہ آہستہ دشمنونکی طرف چلدئے جب روان نے انکو دیکھا وہ بھی اپنے لشکر کو لے کے آگے بڑہا اور اسکا لشکر کثرت کے سبب اس بیابان کے طول وعرض کو گھیر لیا اور اسکے لشکر کے آگے بہت سی صلیب اور نشان اٹھائے ہوئے تھے اور کفار کلمہ کفر سے اپنی آوازین بلند کی تھین جب ہر دو لشکر قریب ہوے معاذین جبل پکار کے کہنے لگے اے سلمانو تحقیق بہشت آراستہ کی گئی اور دوزخ کا دروازہ بند کیا گیا ہی اور ملائک قریب اور حورین آراستہ ہوئین ہین پس تم کو بشارت ہو حیات جاودانی کی اور یہہ آیت قرآن تلاوت کی اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ترجمہ یعنے مقرر اللہ نے خرید کیا مسلمانون سے جانون کو انکے اور مالون کو انکے اس بات پر کہ مقرر انکا جنت ہی جنگ کرتے ہین وے مومن خدا کی راہ مین پس ضرار نے خالد سے پروانگی لیکے آپ دل دشمنون پر حملہ کیا ایک ہی حملے مین رومیون کے پیدل اور سوارون سے تیس شخص کو مار ڈالا ہر چند رومیون نے انکی طرف تیر اور پتھر پھینکا لاکن اس سے ہرگز ضرار کو ضرر نہ پہنچا کفار انکی جوانمردی اور معرکہ آرائی دیکہہ کے نہایت حیران تھے وردان پوچھا کہ یہہ کون سوار ہی لوگون نے کہا یہہ ضرار ہی وردان ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ یہی وہ قاتل میرے بیٹے کا - پس تم سے کون شخص ہے کہ میرا بدلا اس سے لے وہ میرے سے جو کچھہ مانگے مین دونگا یہہ بات سنکے ایک سرہنگ جو بڑا جنگ آزمودہ اور طبریہ کا حاکم تھا کہنے لگا کہ اے وردان تیرا بدلہ اس سے مین لیتا ہون اب گرفتاری کے مارے یہہ نہ سمجھا کہ اب پنجہ اجل مین پڑتا ہون اور ضرار کے ہاتھہ سے نوالہ نا رہتا ہون غرض اپنا گھوڑا بڑہا کے ضرار پر حملہ کیا ہر دو مین نیزہ بازی تین گھڑی سے زیادہ ہوی آخر ضرار نے ایک نیزہ مار کے اسکے زرہ کو پہاڑ ڈالا اور وہ بھوس کر کے مر گیا اور وہ داخل دوزخ ہوا یہہ حال دیکھکے وردان بہت دل تنگ ہوا اور کہنے لگا کہ اس کے مقابلے کے واسطے میرے سوائے کوئی نہین پس اپنی زرہ پہن لی اور اسپر موتیون کی زرہ بھی ڈالی اور اپنے سر پر تاج بھی رکھہ لیا تا اپنا دبدبہ ظاہر کرے پس عربی گھوڑے پر سوار ہوا ایسے مین **اصطیفان** جو عمان کا حاکم تھا پیش آکے کہنے لگا کہ اے سردار ضرار سے تیرا بدلہ مین لیتا ہون آیا تو اپنی بیٹی کو میرے ساتھہ نکاح کر دیگا - وردان کہا وہ تیرے ہی واسطے ہی پس اصطیفان بڑی دلیری سے شعلہ آگ کے مانند نکلا اور ضرار کے مقابل کھڑا رہا اس وقت ایک سونکی صلیب کے بکور وپے کی بجنے لگی تھی اسکے گلے مین پڑی ہوئی تھی اور وہ اسکو ہمیشہ رکھتا تھا پس ایک دوسرے پر حملہ کیا اور دیر تک بڑی سختی سے لڑے یہانتک کہ آفتاب گرم ہوا اور ہر دو سوار پسینہ پسینہ ہوے اور انکے گھوڑے بھی تھک گئے تب ضرار اپنے گھوڑے کی طرف خطاب کے کہنے لگا کہ اے گھوڑے میرے

ساتھہ مضبوطی اور چالاکی کرینگین تو حضرت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ شریف کے پاس تیری شکایت کرونگا یہ بات سنتے ہی انکے گھوڑے نے ہنہنانے لگی ضرار کا وہ خطاب جو اپنے گھوڑے کو کیا اور گھوڑے نے جو ہنہنایا لوگون نے سُن لیا - ایسے مین لشکر روم سے اصطیفان کا غلام ایک کوتل گھوڑا لے کے نکلا تا اصطیفان کو دے جب ضرار کی نظر اسپر پڑی جلد آگے بڑھکے اسکے غلام کو نیزہ سے مار ڈالا اور اسکے گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے گھوڑے کو لشکر اسلام کی طرف پھیر دیا - اصطیفان یہہ حال دیکھکے گھبرایا اور ضرار کے ہاتھہ سے اپنا مارا جانا یقین کر لیا - اور وردان اسکو قریب الھلاک دیکھہ کے اسکی مدد کے لئے دس سوار کہ جن کے پیرون مین لوہے کے موزے اور انکے بازو بھی لوہے کے تھے اور انکے ہاتھون مین لوہے کے عمود تھے اپنے ہمراہ لئے ہوے نکلا - اصطیفان جو گھبرایا تھا اپنی قوم کو دیکھتے ہی پھر اسکا دل مضبوط ہوا جناب خالد نے جب یہہ حال دیکھا آپ بھی دس سوار اپنے ہمراہ لئے ہوے ضرار کی اعانت کے لئے معرکے مین آپہنچے اور ہر ایک مومن ہر ایک کافر کے طرف متوجہ ہوا اور خالد تو وردان کے درپے تھے اور ضرار اصطیفان سے لڑ رہے تھے آخر جب اس پر نیزہ چلایا اصطیفان پھر گھبرایا اور اپکو اپنے گھوڑے سے گرا کے بھاگنے لگا ضرار بھی گھوڑے سے اتر کے اسکا پیچھا کیا اور اس تک پہنچگئے اور ہر دو ملکے کشتی کی وہ دشمن خدا ایک پہاڑ کے مانند اور ضرار دبلے پتلے تھے اللہ نے انکو قوت دیا آخر اس کو اپنے ہاتون پر اٹھا لیا اور زمین پر ٹپک مارا اس نے چلانے لگا پھر اسکے سینے پر چڑھکے اپنی تلوار سے ایسا مارا کہ سینے سے حلق تک پھاڑ دیا اور اسکا سر کاٹ لیا اور تکبیر کہی سب مسلمان ہی انکے ساتھہ تکبیر کہنے لگے اور ہر فریق اکدوسرے پر حملہ کیا اس دن بڑی سخت لڑائی ہوی یہان تک کہ وقت عصر کا قریب ہوا اس جنگ مین رومیون سے تین ہزار آدمی کے قریب مارے گئے اور انکے بڑے بڑے سردار بھی مقتول ہوے کہتے ہین کہ رومیون سے سپاہی تین ہزار کے قریب اور بہت سے سردار اور دس بادشاہ مارے گئے چنانچہ وے یہ ہین مارس عمان کا حاکم مرقس منسٹین و دیرا اور بصرا کا حاکم دمادر اور حولان کہف رقیم کا حاکم لاون جبل السواد کا حاکم مرزعون غزہ اور عسقلان کا حاکم نجا طلول کا حاکم جرقیاس یا قا اور رملہ کا حاکم میریونس ارض بلقا کا حاکم کورک نابلس کا حاکم اور عواصم کا حاکم کہ جنکا نام معلوم نہین - اور مسلمانون سے تین سو مجاہد شہید ہوے رضی اللہ عنہم اجمعین جب ہر دو لشکر اپنی اپنی جگہہ پر لوٹ آے - اس روز وردان کو بڑا ہی رعب ہوا اپنے لوگون سے کہنے لگا تم لوگ خدا یعنی اللہ کے نافرمان ہین اور مسلمان اللہ تعالی کے اور اپنے پیغمبر کے بڑے فرمان بردار ہین اسیواسطے وے تم پر غالب آتے ہین اور تمھاری عورت بچون کو پکڑ لیتا ہے یہہ بات سُنتے ہی کوئی رومی باقی نرہا مگر ڈھا ہار کے رویا اور کہنے لگا ہم عرب کے پنجہ سے نہین چھوٹینگے جب تک اپنا بدلہ نہ لینگے وردان یہہ بات سُنکے بہت خوش ہوا اور اپنی قوم کے بطارقہ کو بلوا کے مشورت کی تب ایک شخص نے کہنے لگا کہ اے سردار تو ان لوگ کی بات پر اعتماد مت کر کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ لشکر عرب سے ایک شخص ہمارے ایسے بڑے لشکر پر حملہ کرتا ہے

اور ہماری کثرت کا کچھ پروا نہین کرتا ہے اور جب تک ہمارے سے چند لوگونکو مار نہ ڈالے نہین پھرتا ہی۔ پس اب تدبیر یہی ہے کہ کسی مکر و حیلے سے تو ان کے سردار تک پہنچ جاوے اور اپنے لشکر سے چند بہادرون کو کمین گاہ مین پوشیدہ رکھے اور تو انکے سردار سے باتین کرتا کرتا اسکی گردن پکڑ لیوے اور اپنے لوگون کو پکارے تا وے کمین گاہ سے جلد آوین اور انکے سردار کو قتل کر دین جب سردار مارا جاوے عرب متفرق ہو جائینگے پھر جنگ نہ کر سکین گے۔ وردان یہ تدبیر پسند کی اور خوش ہوا۔ **داؤد نصرانی** کو جو حمص کا رہنے والا تھا بلوایا اور یہ ماجرا اس سے ظاہر کر کے بولا کہ تو سردار عرب کے پاس جاکر یہ پیام پہنچا دے کہ کل جنگ موقوف کرے اور کسی کو ہمراہ نہ لے کے تنہا ایک مقام پر آوے مین بھی تنہا آتا ہون پس ہم ہر دو مل کے باتین کرین اور شرائط صلح کی ٹھہرا دین۔ داود نے کہا اے وردان باغی اور فریب کار ہمیشہ خوار و زبانکار رہتا ہی پس تجھ کو چاہئے کہ اسنے جنگ کرے یا راستی سے صلح کر لیوے وردان بھین نا مانا اور غصہ ہو کے کہا کہ مین تجھ سے مشورہ نہین کیا بلکہ حکم کرتا ہون کہ میرا پیام پہنچا دے پس تو میرا حکم بجا لا۔ داؤد گیا اور لشکر عرب کے پاس جا کے پکارا کہ سردار کون ہی باہر آوے کہ مین وردان کا پیام لایا ہون یہہ سنکے خالد باہر آئے اور اسکا یہہ پیام سنکے دیر تک سوچ مین رہے پس جواب دیا کہ اگر وردان اس بات مین سچا ہو اور کچھ مکر و فریب کا ارادہ رکھتا ہو تو قسم ہے خدای عالم الغیب کی کہ اس بدی کی شامت اسی پر پھیرے گی یقین جانئے کہ وہ اور اسکی قوم ہلاک ہو جائیگی۔ اگر وہ اپنی قول سچا ہو مین نے مصالحہ اسوقت کرونگا کہ وہ اسلام لاوے یا جزیہ گذار ہو وے اسکے سوائے اسنے مال کثیر دینے کی جو طمع تبلاتا ہی مین نہ لونگا مگر بطور جزئے کے۔ داود یہ یہہ کلام گران گذرا اور کہا کہ اے امیر تمھاری خواہش کے موافق مصالحہ ہوگا یہہ بول کے خالد سے رخصت لی اور اپنے لشکر کے طرف سدھارا لاکن اسکے دلمین جب خالد کا رعب بھر گیا تھا انکی صولت سے ڈر گیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی یہہ عربی اپنے قول مین سچا ہی اور یقین ہی کہ وردان مارا جائیگا اور اسکی قوم بھی ہارے جائیگی پس وہی بہتر ہی کہ مین وردان کا فریب ظاہر کر دون اور اس سردار عرب سے اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے امان لون یہہ سوچ کے پھر لشکر عرب کی طرف آیا اور خالد سے عرض کی کہ مین نے ایک بات فراموش کی تھی خالد نے پوچھا وہ کیا ہی داؤد کہا کہ وردان نے ایسے فریب کا ارادہ کیا ہے تم ہوشیار رہو مجھے اور میرے لوگ کو امان دیجیو۔ خالد نے فرمایا کہ مین نے تجھکو اور تیرے اہل و عیال کو اور تیرے مال کو امان دیا ہی۔ پھر پوچھا کہ وردان کمین گاہ کس جگہ پر ٹھہرایا ہی داود نے کہا وہ جگہہ اسکے لشکر کے دائین جانب ریگ کے ٹیلے کے نزدیک ہی خالد نے کہا اچھا اب تو جا کے وردان سے کہدیجیو کہ اسکے پیام کو مین نے قبول کیا ہی۔ پس داؤد رخصت ہوا اور جلد جا کے خبر دی وردان سنکے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اب صلیب مجھے فتح دیگی اور اسیوقت اپنے لشکر سے وزیر دنکو بلوا کے تاکید کی کہ تم ہاتھیار پہن فلان مقام مین جا کے پوشیدہ رہو جب رات گذر جائیگی طلوع آفتاب کے بعد

مین سردار عرب کو پکڑلون گا اور تم کو پکارونگا تم جلد آکے اسکا کام تمام کردو - اور خالد جب داد و خصت کرکے اپنے لشکر مین آئے اول ابوعبیدہ سے ملاقات ہوی انہون نے خالد کو ہنستے ہوے دیکہا اور کہا اے ابا سلیمان اللہ تعالے ہمیشہ تم کو ہنستے ہی رکھے کیا حال ہے بیان کیجیو خالد نے حقیقت حال ظاہر کی ابوعبیدہ نے پوچہا تمہارا کیا ارادہ ہے خالد نے کہا کہ مین اکیلا جانا چہتا ہون ابوعبیدہ نے کہا واللہ اگر میدان سے کہیلئے تم ہی کافی ہو لاکن تم اکیلے مت جاؤ اللہ تعالے نے فرماتا ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ ترجمہ یعنے آمادہ کرو تم ای مسلمانو جو سکتے ہو قوۃ سے یعنے جنگ کے ساز و برگ سے - اور باندہی ہوے گھوڑون سے - تا ڈراؤ تم اس سے دشمنونکو اللہ کے اور دشمنونکو تمہارے - اور تمہارے مقابلے مین اس نے جو دس آدمی کو آمادہ کیا ہے تم بھی دس غازیون کو آمادہ کرکے کمین گاہ مین رکھو جب وہ اپنے لوگونکو پکاریگا تم بھی اپنے بہادرون کو پکارو اور ہم بھی سب گھوڑون پر سوار اور آمادہ بہ جنگ و پیکار ہینگے تم جب اس دشمن خدا کے کام سے فارغ ہوجاینگے ہم بھی سب کے سب لشکر کفار پر حملہ کرینگے اور ہم اللہ تعالے سے نصرت کے امیدوار ہین - خالد نے کہا کہ مین تمہاری راے کا خلاف نکرونگا - پس خالد نے اپنے لشکر سے ان دس معزز مردون کو اختیار کیا رافع بن عمیرۃ الطائی اور مسیب بن نجبۃ الفزاری - اور معاذ ابن جبل - اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی اور سعید بن عامر بن جریج - اور ابان بن عثمان بن سعید - اور قیس بن ہبیرہ - اور زفر بن سعید البیاضی - اور عدی بن حاتم طائی اور ان دس غازیون پر وردان کا فریب ظاہر کرکے حکم کیا تم اسی کمین گاہ کے پاس جاکے شب گذارو اور علی الصباح جب وردان اور مین ایکجاے پر ملین اور تم کو پکارون تو دوڑتے آیئو - اسکی قوم کے دس شخص جب کمین گاہ سے آوین تم بھی ایک ایک کا مقابلہ کرو اور مین وردان کا مقابلہ کرتا ہون اللہ تعالی چاہا تو مین اسکے واسطے بس ہون - ضرار کہا اے سردار مجھے اسبات کا خوف ہے کہ اسکی قوم تمکو اپنے سردار سے باز رکھین اور تمہاری طرف متوجہ ہوجاوین اسلئے میری راے یہ ہے کہ ہم لوگ ابہی انکی کمین گاہ مین جا پہنچین اگر انکو سوتے ہوے پاوین وہین انکو قتل کردینگے انکی جگہہ پر ہم پوشیدہ بیٹھین اور جب وردان اپنے لوگونکو پکارے ہم دوڑتے ہوے آکے اسکا کام تمام کرین خالد یہہ بات سنکے ہنسے اور کہا کہ اگر ممکن ہو ایسا ہی کرو اور اس جماعت پر تم سردار ہو مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ تمہاری مراد کو پہنچاوے - پس یہہ جماعت خالد کو اور سب مسلمانون کو سلام کیا اور انسے دعا چاہی اور اپنے ہاتون مین تلوارین لئی ہوین روانہ ہوے اسوقت رات سے تہائی گذری تہی - پس ضرار جب اس مقام کے نزدیک جا پہنچے اپنے ساتہیون کو ٹہہرا دیکے آپ اکیلے کمین گاہ مین جاکے دیکہا کہ وہ دس شخص نے جو اس مہم جنگ کی مشقت کہینچی تہی ہرے ماندے بیخبر سوگئے ہین یہہ دیکہکے لوٹ آئے اور اپنے ساتہیونکو

بشارت دی کہ شکر خدا کہ ازمد دبخت کارسازہ ہرچیکہ خواستم زخدا شد میسرم ۔ پس کہنے لگا یارو دس آدمی سوتے ہین اب تم بہت آہستہ چلو تا ہمارے پاؤن کی آواز سے انسے کوی بیدار نہو وے اور دو دو ن کو نہ جگادے تم سے ہر ایک غازی انکے ہر ایک شخص کو مار ڈالے لاکن چاہئے کہ تلوار دنکی مار ایک ہی ہو پس سبہون نے خوش ہو کے اپنی تلوارین حلم کین اور آہستہ کمین گاہ مین جاکے ایکہی وقت ان کی گردنون پر ضرب کیا اور انکے بدن کو تکڑے تکڑے کر دیا ضرار کہنے لگے الحمد للہ یہہ پہلی فتح ہے پھر سب غازیون نے تمام شب شکر الٰہی مین گذرانی اور اس سے مدد مانگتے رہے جب صبح ہوی نماز سے فارغ ہو کے اپنے کپڑے آتار دئے اور ان مقتولون کے روی کپڑے پھر لئے اور انکی نعشین پوشیدہ کر دین اور ہتیار اور کشود کار کے امیدوار بیٹھے تھے **واقدی** رح نے روایت کی ہے کہ جب صبح ہوی خالد نے سب مسلمانون کو ساتھ لیکے نماز پڑہی اور اپنے لشکر کو بصورت لڑائی کے مرتب کیا اور اسی طرح رومیون کا لشکر بھی آمادہ ہوا ایسے مین لشکر روم سے ایک سوار نکلا اور کہنے لگا ای گروہ عرب کیا تم نے بدعہدی کی کہان ہے وہ معاملہ جو کل تھا وے اور ہمارے درمیان قرار پایا ۔ تب خالد اپنے لشکر سے نکلے اور کہا ہمارا طریقہ عذر اور بیوفائی کا نہین ۔ تب وہ سوار کہا کہ وردان نے وفای عہد چاہا ہے ۔ خالد نے فرمایا کہ مین حاضر ہون تب اس سوار نے جاکے خبر دی وردان بہت خوش ہوا زرہ پہن لی اور اپنی نمایش کے واسطے جڑاؤ کی گرز کمر بند اور سر بند اور تاج سے آراستہ ہو کے ایک اسپ پر چڑہا ہوا نکلا ۔ اور خالد بہی اپنے گہوڑے پر سوار ہو کے نکلے اور اس دشمن خدا کو دیکہہ کے کہنے لگے کہ اللہ تعالی چاہا تو اسکی زیب و زینت کا یہہ سامان مسلمانون کی غنیمت ہے ۔ غرض جب پرودگار گاہ پر پہنچے اپنے مرکبون سے اترے اور ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے جناب خالد نے فرمایا کہ تو جو چاہتا ہے بیان کر لاکن حق و راستی کو پیش نظر رکہہ اور یہہ بہی جانئے کہ تو اس شخص کے روبرو بیٹھا ہے کہ وہ کسیکے مکر و فریب کا کچہہ پروا نہین کرتا ہے ۔ وردان کہا کہ تم کیا چاہتے ہو بیان کرو کہ تمہارے ہمارے درمیان معاملہ نزدیک پہنچا ہے اور لوگونکی خونریزی سے ہاتھ رکہو ۔ اور اگر تم دینا کی کوئی چیز چاہتے ہین تو مین بخل نکرونگا بطور صدقے اور خیرات کے دونگا کیونکہ ہمارے پاس کوی گروہ تمہارے سے زیادہ ضعیف نہین تم لوگ ملک قحط کے رہنے والے برہنگی اور لاغری کے مارے مرے ہوے ہو پس جو کچہہ منظور ہو لو اور ہمارے سے تھوڑے پر کفا کرو ۔ جب حضرت خالد نے اس ملعون کا یہہ بیہودہ کلام سنا کہنے لگے اے کتے نفرانیہ کے مقہور خدای عزوجل نے ہمکو تمہارے صدقے اور خیرات سے بے پروا کر دیا ہے اور تمہاری عورتین ہم پر حلال ہوئین جب تک کہ تم کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرین اگر تم ایمان نہین لاتے ہو تو ہر شخص کے طرف سے جزیہ دیا کرو اس صورت مین تم خوار و ذلیل رہین ۔ اگر اس سے بہی انکار ہے تمہارے اور ہمارے درمیان حاکم تلوار ہے اللہ تعالی جسکو چاہیگا مدد دیگا ۔ واللہ ہم کو صلح سے لڑائی کی خواہش زیادہ ہے اور تو نے ہماری گروہ کا ضعف جو بیان کیا واللہ تم لوگ ہمارے پاس مثل کتون کے ہو کہ ہمارا ایک شخص تمہارے ایکہزار آدمی

کو ضعیف جانتا ہو اور تیری یہہ گفتگو صلح کی نہین بلکہ فساد کی ہو اگر تیری گفتگو اس طمع سے ہے کہ مین اکیلا ہون اور اپنی قوم سے جدا ہون تو جو ارادہ رکھتا ہے سو کر انشاء اللہ تعالی مین تیرے واسطے کافی ہون - وردان نے خالد کا یہہ کلام سنتے ہی اٹھا اور اچک کر انکے دونو بازو پکڑ لئے خالد بھی ورکر کے اپنے بازو چھوڑا لئے اور اسکے بازو پکڑ لئے اور ہر دو ملگئے اور ایک کو دوسرے نے لپیٹ لیا تب اس دشمن خدا نے اپنی قوم کو پکارا کہ جلد آؤ کہ صلیب نے میری مدد کی ہے سو وہ عرب میرے قابو مین آچکا ہو اسکا یہہ کلام تمام ہونے نہین پایا تہا کہ ضرار اپنی جماعت لئے ہوے دوڑے اس دشمن خدا نے سمجہا کہ اپنی قوم سے ہے جب ضرار اپنی تلوار کو جنبش دیتے ہوے اور شیر کے مانند جست کرتے ہوے نزدیک آپہنچے وردان کا حال متغیر ہو گیا - ضرار سے کہنے لگے اے دشمن خدا تیرا ارادہ مکر و فریب کہان گیا جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کرنا چہتا تہا یہہ ضرار کے ہمراہی لوگ بھی تلوارین چمکاتے ہوین جب اسکو آکے گہیر لیا خالد نے فرمایا کہ اسکے مارنے مین جلدی نکرو جب تک مین حکم نہ دون - وردان کے ہاتہہ پاؤن مین لرزہ پیدا ہوا سو زمین پر گر پڑا اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتا تہا اور امان امان پکارتا تہا خالد کہا کہ امان اسکو دیجاتی ہے جو ایمان کا مستحق ہو اور تو تو مکر و فریب کرنا چاہا وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ضرار جب جناب خالد کا یہہ کلام سنا اسکو مہلت نہ دی اس پر تلوار چلائی اور اسکے ہمراہی مجاہدین ہی اپنی تلوارون سے اسکو پارہ پارہ کر دیا اور اسکا سر کاٹ کے خالد اپنی تلوار کی نوک پر لیکے تکبیر کہتے ہوے چلدئے روم کے لشکر والون نے دور سے دیکہہ کے سمجہا کہ وہ سر خالد کا ہو اور مارے خوشی کے کودنے اور تالیان بجالانے لگے اور لشکر اسلام کے مجاہدین سے بعضے دلگیر ہوے اور دعا کرنے لگے جب خالد نزدیک آئے ہر دو لشکر کے درمیان کہڑے رہے اور بلند آواز سے کہا ای رومیو یہہ سر تمہارے سردار وردان کا ہے مین خالد بن ولید صحابی ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا - پس اسکا سر نیا کہ انکے روبرو پھینکدیا اور تکبیر کہتا ہوا حملہ کیا انکے پیچہے ضرار اور انکے ہمراہی لوگ بھی حملے کئے اور انکے پیچہے ابو عبیدہ بھی سب لشکر لئے ہوے تکبیر کہتے ہوے حملے کئے - جب رومیون نے اپنے سردار کا سر دیکہا انکو یقین ہو چکا کہ عرب کے ہاتہہ سے ہم نہین بچینگے پیٹہہ پہیر کے بہاگنے لگے اور مجاہدین اسلام انکا پیچہا کر کے صبح سے عصر تک مارتے تھے - روم کا لشکر جو نو ہزار کا تہا سو ان سے پچاس ہزار سے زیادہ مارے گئے اور باقی متفرق ہو کے بعضے قیساریہ اور بعضے دمشق کے طرف بہاگنے لگے ایسے مین ایک گرد و غبار ظاہر ہوئی پھر دیکھتے کیا ہین کہ ایک لشکر آرہا ہی بعضون کو گمان ہوا شاید کہ ہرقل نے رومیون کے لئے مدد بھیجی ہی - جب نزدیک آپہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ لشکر اسلام ہے جو صدیق اکبر نے روانہ فرمایا ہی رومیون سے جو لوگ بہاگتے تھے راہ مین اس لشکر والون کو ملتے تھے تو بلا توقف ان کافرون کو قتل کرتے تھے پس کفار ہر دو طرف سے مارے گئے اور اس جنگ مین رومیون کے سونے روپے کی صلیب اور زنجیرین اور انکا مال و متاع گھوڑے اور ہتہیار اس قدر مسلمانون

کی لوٹ مین آسے تھے کہ فتوحات شام سے کسی فتح مین بھی اتنا مال غنیمت مین نہ آیا تھا - خالد نے کہا کہ دمشق کی فتح حاصل ہوسے تک مین اسکی تقسیم کا حکم نکرونگا مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون **واقدی** رح نے روایت کی ہے کہ یہ اجنادین کا جنگ چھار شنبہ کے دن جمادی الاول کی اٹھائیسوین سن تیرا ہجری مین تیرہ روز آگے صدیق اکبر کی وفات سے واقع ہوا - پھر دوسرے روز جمعرات کے دن خالد نے صدیق اکبر کے نام ایک خط اس فتح و نصرت کی بشارت مین لکھا اور عبدالرحمن بن حمید الحجی کے ہاتھ مین دیکے حکم کیا کہ اسیوقت روانہ ہووے - پس عبدالرحمن نے اسیوقت وہ نامہ لیکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوسے اور جناب خالد مع لشکر دمشق کے جانب کوچ کیا **واقدی** رح سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق ہر روز اخبار شام کی تلاش مین ہمیشہ مدینہ طیبہ کے باہر آیا کرتے تھے پس ایام انتظار مین عبدالرحمن جا پہنچے اور بعضے صحابہ نے پوچھا کہ ملک شام کی کیا خبر ہے انہون نے کہا کہ اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت دی یہ بات سنتے ہی وے صحابہ جلد صدیق اکبر کی خدمت مین جاکر اس بشارت سے مبشر کیا حضرت ابوبکر صدیق نے اسیوقت سجدۂ شکر مین سر رکھا اور سجدہ دراز کیا یہان تک کہ عبدالرحمن آسے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اب سر اٹھائے سقر اللہ تعالی نے آپکے آنکھین ٹھنڈی کین تب سجدے سے سر اٹھایا اور انکے سلام کا جواب دیا اور بشارت نامہ کھولا تو ابوعبیدہ کے ہاتھ کا لکھا تھا سب مسلمانون کو مبارکباد سنایا سبکے سب بہت خوش ہوسے اور شکر الہی بجا لایا اور خالد کے حق مین دعا کی اور اس فتح کی خبر سنکے حرمین شریفین اور اطراف و نواحی کے بہت سے بہادرون کو جہاد کی خواہش پیدا ہوی سو چوطرف سے آنے لگے یہان تک کہ مدینہ طیبہ مین سات ہزار کا لشکر جمع ہوا تب صدیق اکبر نے خالد کے مکتوب کا جواب لکھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر سے اسکو

مزین کرکے اسی قاصد کے ہاتھ سے روانہ فرمایا اور ان کے بعد نوہ سات ہزار کا لشکر ابوسفیان اور عمر
بن سعدی کرب کے ساتھ دیکے دمشق کی طرف کوچ کرنے کا حکم کیا۔ **دمشق کا جنگ - واقدی**
سے منقول ہے کہ جب خالد نے مقام اجنادین سے صدیق اکبر کی خدمت مین نامہ روانہ کرکے دمشق کے
جانب کوچ کیا - اہل دمشق نے اپنے لشکر کی ہزیمت اور اکثر دلیر لوگ سے مردار ہاے جانے کی حقیقت سے
خالد دمشق کی طرف متوجہ ہونے کی خبر وحشت اثر سنکے بہت ہی گھبرائے - اور مقام اجنادین سے
بھاگے ہوے لوگ اور اکثر دیہات کے رہنے والے بھی آن کے دمشق کے قلعے مین پناہ لی اور سان
جنگلی ہی قلعے مین مہیا کیا - ایسے مین جب جناب خالد بھی بع لشکر جرار جا پہنچے دمشق والونکو اپنی ہلاکت
یقین ہوچکی اور خالد نے وہی دیر کے مقام پر نزول کیا جو پہلے اترے تھے اور وہان سے دمشق آدہ کوس
کی مسافت پر واقع ہے - اور جناب ابوعبیدہ کو بلوا کے کہا کہ تم کو یہہ بات تو معلوم ہے کہ جب ہم لوگون
نے یہان سے کوچ کیا اس شہر والون نے ہمارا پیچھا کرکے کیسی دغابازی کی - اب تم دروازہ جابیہ پر جاکے
اترو اور اہل دمشق کے مکر و فریب سے بہت ہوشیار رہو - اور **یزید بن ابی سفیان** کو باب الصغیر
پر - اور **شرجیل بن حسنہ** کو باب توما پر - اور **عمرو بن العاص** کو باب الفرادیس پر
اور **قیس بن ہبیرہ** کو باب کیسان پر اترنیکا حکم کیا - اور باب مرقش تو بند تھا اسپر لڑائی نہین
ہوئی اسواسطے عرب اسکا نام باب السلامت رکھا تھا - اور خود **خالد** دروازہ شرقی پر نزول
فرمایا - **واقدی** رح سے روایت ہے کہ ابوعبیدہ کے واسطے دروازہ جابیہ کے قریب پوست طاغی
کا ایک خیمہ کھڑا کیا گیا - اگرچہ لوٹ مین آے ہوے ہزارون مکلف اور عمدہ خیمے حاضر تھے لاکن انکو استعمال
مین نہین لانے کے کئی سبب ہین پہلا سبب یہہ کہ انکو دنیا کی شوکت اور تجمل سے بڑی کراہت تھی دوسرا

* تو مین پہر اگر وہ تم سے صلح کرے تو بھی صلح کرو اور اگر وہ تم سے لڑے تو تم بھی لڑو - اور تم پہاڑون کے درون کے طرف نجانے دیا جبکہ وہ لڑکر کے اس اطاعت دو - اور یہہ سمجھو مردن کو ہر نفس کی
قریب ہے و کل نفس ذائقۃ الموت ۱۲

یہ کہ کفار یہہ نہ سمجھین کہ اہل اسلام دنیا کی مال و متاع کے واسطے جنگ کرتے ہین بلکہ صحابہ کرام کی یہہ حالت تھی کہ بارش مین بھیگ جاتے لاکن لوٹ کے خیمون مین نہین رہتے تھے کہ ان خیمون مین اللہ تعالی کا نام نہین لیا گیا تھا مگر شرک کے ساتھہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا اور وے مجاہدین اصحاب تھے ایسے تھے کہ تخم خرما ڈریون مین پورو کے زرہ کی جگہ پہن لیتے ہر حال مین فقر کو دوست رکھتے تھے - غرض لشکر اسلام کے سرداروں نے جب ہر دروازے پر نزول کیا - اہل دمشق نے ارادہ مصر کیا کہ عرب سے یہان تک لڑے کہ اپنی قوم سے ایک شخص بھی باقی نرہے اور اپنے زن و اطفال انکے ہاتھہ لگنے نہ دے پس قلعے پر چڑھکے تیر اور پتھر سے جنگ کرنا شروع کیا - اہل اسلام بھی تیر و پتھر چلانے لگے یہانتک کہ ہر دو طرف بہت سے لوگ زخمی ہوگئے - ایسا ہی اکیدروازہ شرقی پر جنگ ہو رہا تھا کہ ایسے مین عبدالرحمن بن حجمی نے مدینہ طیبہ سے ابوبکر صدیق کا نامہ لے پہنچا خالد بہت خوش ہوے اور نمازیان اسلام کو یہہ خوشخبری سنادی کہ ابوسفیان اور عمرو بن سعید کے ہمراہ مدینہ منورہ سے تمہاری مدد کے لئے سات ہزار کا لشکر آتا ہی باب شرقی پر جو لشکر حاضر تھا اسکے سب مجاہد بہت خوش ہوے اور اس روز شام تک لڑائی جاری تھی جب رات ہوی ہر دو فریق اپنے اپنے مکان پر گئے اور مسلمانون کے لشکر کا ہر سردار اپنی فوج لیا ہوا ہر دروازے پر ٹھہرا اور خالد نے ابوبکر صدیق کا وہ مکتوب ہر دروازے پر روانہ کیا ہر سردار اپنی فوج کو پڑھہ سنایا مسلمان بہت خوش ہوے اور تمام رات ہوشیار تھے تاکہین کوی لشکر ہرقل کے طرف سے نہ آوے اور فرار مع دو ہزار سوار قلعے کے اطراف پھرتے تھے تاکہین اہل دمشق ارادہ شب خون کا نہ کرین - اور دمشق کے عاقل اور دانشمندون نے جمع ہوکے توما کے پاس گئے جو انمین بڑا شجیع اور جوانمرد اور لڑائی کے فن مین بڑی مہارت رکھتا تھا اسلیئے ہرقل نے اسکو اپنی بیٹی دی تھی اور توما سے سب احوال ظاہر کئے اور کہا کہ عرب سے مقابلے کی ہم کو طاقت نرہی اب تو ہمنے مصالحہ کرنا ہرقل کو لکھہ بھیجا ہے ہمارے مدد کے لئے ایک لشکر منگوا تو مایہ سنکے کہنے لگا کہ کل عرب سے مین مقابلہ کرتا ہون اور انکے سردار کو مار ڈالتا ہون تم حاظر جمع رہو جب صبح ہوی مسلمانون کا ہر سردار اپنی فوج کو لے کے نماز پڑہی اور سب فوجین جنگ پر آمادہ ہوگئین - اور توما بھی اپنا لشکر لیکے نکلا اور نصرانیون مین جو ایک بڑا زاہد تھا وہ بھی اسدن اپنے مکان سے نکلا اور صلیب اعظم اسکے سر پر تھی اور دروازہ توما کے برج پر اس صلیب کو لاکے کھڑا کیا اور نصرانیون کا ایک عالم اپنے ہاتھہ مین انجیل لیا ہوا کھڑا تھا - توما نے صلیب کے قریب آیا اور انجیل کی ایک سطر پڑہا تھہ رکھہ کے کہنے لگا - ای اللہ مدد دے ہم مسیح اس شخص کو جو حق پر ہو اور تباہ کرے ظالمونکو ہم نزدیکی چاہتے ہین تیری اس صلیب کے وسیلے سے اور اسکے وسیلے سے جو سولی دیا گیا اور ظاہر کیا اس نے نشانیان ربوبیت کی اور افعال لاہوتیہ کے اور وہ شخص قدیم ہے اور ہمیشہ تیرے ساتھہ ہے دنیا مین آیا پھر تیرے سات لوٹ گیا غرض توما نے ایسے ہی کلمات کفر کہے اور اسکی قوم آمین کہتی تھی شرجیل بن حسنہ اپنی فوج

لیکر دروازہ تو نا پر جو کھڑے تھے اسکے یہہ کلمات کفر سنتے ہی غضب مین آئے اور سب مسلمان اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے شرجیل بن حسنہ کہا کہ ای دشمن خدا تو جھوٹھ کہتا ہی کیونکہ مقرر عیسیٰ علیہ السلام کی مثل اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم کی سی ہی کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹی سے - زندہ رکھی انکو جب تک چاہا اور مولا یا انکو جب چاہا - پھر ہر دو فریق مین لڑائی شروع ہوی شرجیل نے اسدن لڑائی مین بڑی تیزی سختی کی اس روز مسلمان گھوڑون پر سوار تھے کیونکہ کفار قلعے کی بلندی پر تھے اور تیر چلانیکے لئے انکو موقع تھا بوکاتا جب اہل اسلام نیچے تھے ویسا موقع انکو نہ ملا باین مجاہدہ آپنے تیر و پتھر چلانے مین بڑی ہی کوشش کی اور معرکے مین ثابت قدم رہے - اور بہت لوگ زخمی ہوے انہین زخمیون سے ہین

ابان بن سعید بن العاص کہ انکو تیر زہر الود کا زخم لگا انہون نے جلد اپنا عمامہ کھول کر زخم پر باندھ لیا جب لوگ انھین معرکے سے اٹھالے آئے اور زخم کو کھول کر دیکھنا چاہا ابان نے منع کیا اور فرمایا کہ اسکو کھولتے ہی میری جان نکل جائیگی واللہ مین بارگاہ الٰہی سے جو چھپتا تھا اللہ نے مجھکو دیا - لاکن مسلمانون نے انکا کہنا نہ مانا عمامے کو کھولا انھی عمامہ پورا نہین کھلا تھا کہ انھون نے اپنی آنکھ کو آسمان کی طرف کی اور انگلی اٹھا کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ اور رحلت کی اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت کرے - انکی بی بی

ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ نئی عروس تھین کہ جنگ جہاد مین کے روز انکا نکاح ہوا تھا ابھی انکے ہاتون سے مہندی کا رنگ اور بدن سے عطر کی خوشبو نہین گئی تھی جب اس بی بی نے اپنی شوہر کی شہادت سنی بلے اختیار معرکے کی طرف دوڑی بسبب بے رازدامن کے اور مارے گھبراہٹ کے راہ مین ٹھوکرین کھاتی تھین جب شوہر کے نعش کی پاس آئین صبر کیا اور کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور زبان حال سے کہین ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد پھر زبان قال سے عربی مین چند باتین جو کین اسکا خلاصہ ترجمہ یہہ ہی - گوارا اور مبارک ہو تمھین وے نعمتین جو اللہ نے تم کو عطا کین - اور تم روانہ ہوے طرف جنت کے حور عین اور جانب ہمسایگی پروردگار کے ایسا پروردگار کہ جس نے ایکجا کیا تم کو اور ہم کو پھر جدا کر دیا اسنے - قسم ہے خدا تعالیٰ کی ہر آینہ مین جدوجہد کوشش کرونگی یہان تک کہ تم سے آملون - کس واسطے کہ مین آرزومند اور مشتاق تمہاری ہون نہ آسودہ ہوی مین تمسے اور نہ تم مجھسے - لاکن اللہ تعالیٰ نہین چاہا - اور مجھ کو تم سے نامراد رکھا - پس تم نے یہہ بات اپنے پر حرام کر لی کہ تمہارے بعد کوئی مرد مجکو ہاتھ لگاوے - اور قید کیا مین نے اپنی جان کو اللہ کی راہ مین - قریب ہے یہہ کہ تم سے آملونگی - اور مین اللہ تعالیٰ سے امید رکھتی ہون کہ یہہ بات جلد واقع ہوگی - پھر انکی تجہیز و تکفین کے بعد خالد مع جماعت ان پر نماز پڑھی اور دفن کیا آج بھی انکی مزار مشہور ہے - کہتے ہین کہ انکے دفن کے بعد انکی بی بی نہ اسکے غم مین روئین نہ انکی قبر پر ٹھہرین

بی بی ام ابان کی بہادری جو جنگ مین خاوند کی شہید ہوی

بلکہ جلد اپنی جگہ پر آکے اپنا لباس بدل دیا اور دہاٹا باندھ لیا اور ڈہال تلوار لی اور خالد کے بے اطلاع باب توما پر جو فوج کھڑی تہی اس مین جاکے داخل ہوگئین - شرجیل بن حسنہ سے مروی ہی کہ نصرانیون سے ایک شخص صلیب لیا ہوا توما کے آگے کھڑا تہا اور ہمارے طرف اشارہ کرکے صلیب کی مدد چاہ رہا تھا ایسے مین بی بی ام ابان نے آکر ایک تیر ایسی چلایا کہ صلیب اس کے ہاتہ سے چھوٹ کے ہماری طرف گر گئی اسکے جواہر چمکتے تھے اور مسلمان اسکو اٹھانے کے لئے دوڑے یہ حال دیکہ کے توما نہایت غصے ہوا اور جلد دروازہ کھلوا کے سو لشکر دمشق باہر آیا تا تمہارے سے جنگ کرے اور مسلمانون نے جلد وہ صلیب سپرد ہوا لے کر کے آپ لڑائی آغاز کی اور توما سیرے نزدیک آیا اور گالی دیکے کہا کہ ڈالدو مین نے صلیب ڈال دیکے اسکا مقابلہ کرنے لگا تب اس دشمن خدا نے اپنے لوگون کو پکارا کہ صلیب اٹھالو سب کے سب صلیب اٹہانے کے طرف متوجہ ہوے قریب تہا کہ اٹہالین بی بی ام ابان نے پوچہا کہ یہہ کون ہی جو صلیب کے اٹھانے پر اپنے لوگون کو ایسی ترغیب دے رہا ہی - مجاہدون نے کہا کہ تو ہی ہی جو تمہارے شوہر کو مار ڈالا - بی بی ام ابان نے یہہ بات سنتے ہی پھر ایک تیر چلایا اور کہا بسم اللہ علی ملۃ رسول اللہ پس وہ تیر توما کے دائین آنکہہ مین جا لگا اور دہس گیا وہ دشمن خدا چلاتا ہوا بہاگا اور قلعے مین داخل ہوگیا اسکی قوم بہی قلعہ مین داخل ہوکے دروازہ بند کرلیا اور اسکے لوگ وہ تیر جنہیں اس کی آنکہہ سے نکالنا چاہا لاکن وہ ہرگز نہین نکلا آخر لوگ اسکی لکڑی کو کاٹ کے اسپر پٹی باندھ دی اور وہ نالہ و فریاد کرتا تھا وہ روز ویسا ہی درد والم مین گذرا جب شب آئی اور کچہہ اسکے درد مین سکون ہوا اسکی قوم کہنے لگی کہ ہمنے آگے ہی کہا تھا کہ عرب بڑے جوانمرد ہین انکے ساتھہ ہم کو مقابلے کی طاقت نہین بہتر ہے کہ مصالحہ کرلین تو نے ہمارا کہانہ مانا آخر جو ہونہار تھا ہوا اب بہی مناسب یہی ہے کہ انسے مصالحہ کرلین - توما ملعون یہہ بات سنکے باوجود اس بیباکی اور خواری کے اپنی قوم پر غصہ ہوا - اور کہنے لگا کہ تمہاری ایسی نامردی کے ہی سبب عرب کی جماعت نے غلبہ کرلیا اور صلیب بہی ہم سے خفا ہوکے جاتی رہی اگرچہ میری آنکہہ زخمی ہوئی لاکن مین بدلہ لونگا سوا اُن کو بہنبہوڑ ونگا - اور میری ایک آنکہہ کے عوض انسے ہزار آنکہہ لونگا - اور ایک ایسا مکر کرونگا کہ جسکے ذریعے سے انکے سردار تک پہنچ جاونگا اور اسکو پکڑ لونگا اور اسکے لوگ کو مار ڈالونگا اور انکا مال لوٹ لونگا پہر انکے مال اور سردار کو ہرقل کے پاس بہیجدونگا اور اسی پر اکتفا نہ کرونگا بلکہ ایک لشکر جمع کرکے ملک حجاز مین جاؤنگا اور انکے سردار ابوبکر سے جنگ کرونگا اور انکے نشانیون کو مٹا دونگا اور انکے مسجدون کو کھود ڈالونگا اور انکے شہر ونکو وحشیون کا مسکن بنا دونگا - اس ملعون کے کفر و نخوت کے لہون سے یہ بیہودہ باتین نکلتی تھین لاکن اسکی تقدیر نے اسکی سوے تدبیر پر ہنسی کی اور اسکی بہوٹی آنکہہ کے طرف اشارہ کرکے یہہ فرونی البدیہہ اسکے حسب حال

پڑھتی تھی ؎ این مراتب کہ دیدۂ خرد لیست ۔ کار کلی ہنوز در قدم است ۔ غرض تو ملعون اپنی قوم کو ترغیب و تحریص دے کے دوسرے دن جنگ پر لے آیا اس روز بھی صبح سے قریب عصر تک بڑی سخت لڑائی ہوی ۔ جب عصر کا وقت آپہنچا جنگ موقوف ہوا ہر دو فریق اپنے اپنے مکان پر گئے ۔ مسلمانون نے نماز عصر ادا کی جب شام ہوی آگ روشن کی گئی جب مغرب اور عشا سے فارغ ہوے تلاوت قرآن مین مشغول ہوے اور تمام شب مین اپنے سب لوگ کو بلوایا اور کہنے لگا کہ اب عرب جنگ سے تھک گئے ہین کوی سوتا ہوگا اور کوی بیدار ہے وقت مین چاہیئے کہ ہم دفعتہ ایسا شب خون کرین کہ وے اپنی تھیار تک پہنچ نہ سکین اسکی قوم جبھی بات سنی بہت ولیر ہوی پس اس دشمن خدا نے دروازہ کھلوا کے قوم کو ہمراہ لیا ہوا باہر نکلا اور اپنے لوگون کو تاکید کی کہ ہر مسلمان کو قتل کرو اور اگر کوی تم سے امان طلب کرے اسکو امان نہ دو مگر انکے سردار کو ۔ پس کافرون نے یکبیک حملہ کیا اگرچہ عرب اہل دمشق کے اس مکر و فریب سے غافل تھے لاکن اکثر اپنی جگہون پر ہوشیار تھے اور بعضے خواب مین تھے جب کفار کی آوازین سنین جلد باتھیار ہوگئے اور جو لوگ سوتے تھے ان کو جگا دیا اتنے مین دشمن ان کے نزدیک نہین پہنچے تھے پیش قدمی کر کے نکلے مگر بے ترتیب تھے اور رات اندھیری تھی ہر دو طرف سے تلوارین چلنی لگین اور آوازین بلند ہوئین خالد جو مقام دور پر اترے تھے اور سب مجاہدین کے عیال و اطفال بھی وہین تھے یکبیک لڑائی کا غل دیر تک جا پہنچا خالد نے سمجھا کہ شاید دشمنون نے کچھ مکر و فریب کیا ہے اور مسلمانون کی بے خبری کی حالت مین ان پر جا گرے ۔ پس خالد جو اول درگھبراے ہوے اٹھے اور بلند آواز سے کہا وَاغَوْثَاہُ وَالْاِسْلَامَاہُ وَاَمُحَمَّدَاہُ اَکِیْدُوْا قَوْمِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اَللّٰھُمَّ انْظُرْ اِلَیْھِمْ بِعَیْنِیْکَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَانْصُرْھُمْ وَلَا تُسَلِّمْھُمْ اِلٰی عَدُوِّھِمْ ترجمہ واے ای فریاد رس واے ای اسلام واے ای محمد علیک الصلوٰۃ والسلام فریب کی ہے قوم تم سے رب کعبہ کی الٰہی تو دیکھ ان کے طرف اپنی آنکھون سے جو نہین سوتے ہین اور نصرت دے تو مسلمانون کو اور مت حوالے کر انکو انکے دشمنون کے طرف ۔ پھر فتحان بن زید طائی برادر عدی بن حاتم طائی کو بلوا کے حکم کیا کہ تم میری جاے پر رہو اور عورت بچون کی حفاظت کرو ۔ اور چھ سو سوار کو اپنے ہمراہ لیا اور باقی لشکر کو فتحان کے پاس چھوڑ کے ایسی جلدی سے سوار ہوے کہ سر پر خود نہ رکھے اور زرہ پہننے کی بھی فرصت نہ پائی اور اپنے گھوڑے کو ہانکا اور دو سے چار سو سوار بھی ان کے پیچھے گھوڑے اٹھائے اور مسلمانون کی حالت پر خالد کو بڑی رقت آئی سو انکے آنکھون سے اشک جاری تھے اور بڑی جلدی سے قتال گاہ پر آپہنچے اس وقت جنگ ہو رہا تھا اور اہل اسلام تکبیرون سے آوازین بلند کی تھین ایسے مین جب خالد نے آپہنچے اور بلند آواز سے

کہا کہ بشارت ہو تم کو ای مسلمانو کہ اللہ تعالی نے تمہارے لئے مدد روانہ کی ہے مین کافرونکو ہلاک کرنے والا ہون مین خالد بن ولید ہون پھر اپنے ساتھیونکو لے کے ایسا سخت حملہ کیا کہ بہت سے کفار انکے ہاتھہ سے تہ تلوار ہوے اور انکے بڑے بڑے دلیر مارے پڑے واقدی رح نے روایت کی ہے کہ اس شب مین شرحبیل بن حسنہ کو تو ما ملعون کے ساتھہ ایسا سخت معاملہ پیش آیا کہ کسیکے ساتھہ ویسا معاملہ پیش نہین آیا تھا اسکا قصہ مختصر یہہ ہے کہ تو ما نے صفون کو پھاڑتا ہوا اور سپہ دار لشکر شرحبیل بن حسنہ کو دھونڈتا ہوا معرکے مین آیا اور پکارا کہ کہان ہے تمہارا سردار جسنے میرے چچا کو مجھسے زخمی کیا مین رکن ہون بادشاہ کا مین مدد دینے والا ہون صلیب کا۔ تب شرحبیل بن حسنہ نے آکے جواب کہنے لگے کہ اے دشمن خدا مین ہی ہون سردار قوم کا اور مین ہی ہون ہلاک کرنیوالا تمہاری جماعت کا اور پھینے والا تمہاری صلیب کا مین ہی ہون کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ جب تو ما نے یہہ سنا سب سے الگ ہوکے انہین سے مقابلہ کیا پھر دونون مین ایسی شمشیر بازی ہوئی کہ لوگون نے مدتون سے ویسا معاملہ نہین دیکھا تھا اسی حالت مین آدھی رات گذری اور بی بی اُم ابان نے شرحبیل بن حسنہ سے دور نہی تھین اور ایسی تیر اندازی کین کہ انکا کوئی تیر بھی خطا نکیا ہر تیر مین ایک کافر ہوا یہانتک کہ سب تیر آخر ہوگئے ایک تیر کے سوا باقی نرہا ایسے مین ایک رومی جب انکے قریب پہنچا اسپر وہ تیر چلایا وہ اسکے سینے مین جالگا وہ موت کے قریب تھا کہ اپنی قوم کو پکارا اسکی اعانت کے لئے اسکی قوم در آئی ایسے مین وہ کافر گیارہ رومیون نے اُم ابان کی بہادری دیکھہ کے انکو مرد ہی سمجھا تہا سو ایک گروہ رومیونکی اس بی بی کو گھیر لیا اور اپنے قید مین لایا۔ ایسے مین شرحبیل نے تو ما پر تلوار کا ایک سخت ضرب کیا اس نے اس ضرب کو اپنی ڈہال پر اوڑ لیا اور شرحبیل کی تلوار ٹوٹ گئی تو ما نے سمجھا کہ اب یہہ قیدی ہوگئے اسی طمع سے اپر حملہ کیا ایسے مین دو سوار ظاہر ہوے اور انھون نے دیکھا کہ بی بی اُم ابان کو ایک سوار پکڑا ہوا ہے اور وہ فریاد کرتی ہین ایسے مین وے دو سوار آپہنچے ایک تو عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق تھے دوسرے ابان بن عثمان ان ہر دو نے اس سوار کو مارڈالا جو بی بی اُم ابان کو پکڑا تھا اور اس بی بی کو اور شرحبیل بن حسنہ کو دشمنون کے ہاتھہ سے چھوڑا لیا۔ تب تو ما اپنی شہر کی طرف پلٹ گیا واقدی رح سے منقول ہے کہ اس شب مین دروازۂ جابیہ پر ابو عبیدہ اپنے خیمے مین نماز پڑھہ رہے تھے ایسے مین دمشق والون کی آوازین بلند ہوئین کہ وے اس دروازے سے نکلے تھے تب ابو عبیدہ نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیر کے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پہر ہاتھہ ہتیار ہوے اور اپنی فوج لے کے نکلے اور تکبیر کہتے ہوے جنگ شروع کیا۔ جرجی بن قالا کا فرونکا سردار تہا۔ ابو عبیدہ اور انکے ساتھی لوگون نے ایسا سخت جنگ کیا کہ دشمنون سے کوئی نہ بچا اور انکا سردار جرجی بھی مارا گیا۔ اس رات جناب خالد بھی ایسا جنگ کیا کہ ویسا قتال کوئی نہین دیکھا تہا وہ اسی حالت مین تھے کہ ضرار بھی آپہنچے درحالیکہ وہ

خون آلودہ تھے خالد نے پوچھا کہ ای ضرار تمہارا کیا حال ہی کہا اے سردار جو کفار کہ باب الصغیر کے طرف سے یزید بن ابی سفیان پر نکلے تھے مین نے اپنے بھائیونکی تائید کی اور دشمنون پر سخت حملے کئے اور شمار کیا تو دیڑھ سو کا فر میرے ہاتھہ سے مارے گئے اور میرے ساتھیون نے اس قدر دشمنونکو مارا کہ جس کا شمار نہو سکا خالد یہہ سنکے بہت خوش ہوے پھر سب کے سب شرجیل بن حسنہ کی طرف آئے اور انکی جوانمردی کا شکریہ ادا کیا - **واقدی** رح کہتے ہین کہ یہہ رات سخت تھی کہ آتش شل کبھی پیش نہین آئی تھی اس رات مین مسلمانون نے ہزار ہا رومیونکو مار ڈالا - جب لڑائی موقوف ہوئی اور ہر گروہ اپنے اپنے مکان کی طرف مراجعت کی - دمشق کے بڑے بڑے رئیس جمع ہوکے توما کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے آگے ہی کہا تھا کہ مسلمانون کے ساتھہ ہم کو لڑائی کا مجال نہین پس مصالحہ کر لینا بہتر ہے تو نے ہمارا کہنا نہ مانا اور ہمارے ہزارہا لوگ دلیر ونکو کٹا دیا اب ہم تنگ آگئے ہین بہتر ہے کہ تو انسے مصالحہ کرلے اگر تو اب بھی ہمارا کہا نہین مانتا ہی تو ہم انسے مصالحہ کر لینگے اور تیرے حال پر تجھکو چھوڑ دینگے - توما کہا ای قوم مجھہ کو تھوڑی مہلت دو تا بادشاہ کو خط لکھون اور جواب منگالون - پھر اسیوقت خط لکھا اپنی قوم جنگ آزمادین مین جو شکست فاحش پائی اور دمشق کی لڑائیون مین جو تباہی اٹھائی اور اپنی آنکھہ جو زخمی ہوی اور اپنی قوم تنگ آکے جو مصالحہ چہتی ہی یہہ سب احوال مین دن طاہر کیا اور صبح ہونیکے آگے قاصد کے ہاتھہ دیکے ہرقل کے پاس روانہ کر دیا - جب صبح ہوی لشکر اسلام اماوہ جنگ ہوا اور سب دمشق والون نے جمع ہوکے خالد کے پاس یہہ پیام بھیجا کہ ہم کو کچھہ مہلت دو تا اپنے کام مین سوچین خالد نے نہین مانا اور انکار کیا - تب اہل دمشق بہت گھبراے لڑائی کی طاقت تو نہین تھی اور صلح کرنی ہی چہتے تھے لاکن ہرقل کے جواب کا انتظار تھا - انمین ایک رومی بوڑہے نے جو انگلی کتابون سے واقف تہا انسے کہنے لگا کہ اے قوم گو کہ تمھارا بادشاہ ایک لشکر اینوہ بھی لے آوے - مسلمانون پر غالب ہو سکیگا کیونکہ مین نے کتابون مین دیکھا ہی کہ ان کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید المرسلین اور خاتم النبیین ہین اور تریب ہے کہ انکا دین سب دینون پر غالب ہو جائیگا پس تم حیلہ جوئی چھوڑو اور وہ جو تم مانگین ان کو دیکے صلح کر لو تمہارے واسطے یہی بہتر ہے - اس کی قوم یہہ کلام سنکے خوش ہوی چونکہ اسکو عالم اور بزرگ جانتے تھے اسی کی طرف میل کیا - اور کہا کہ ہم تیرے راے کا خلاف نکرینگے تب اسنے کہا کہ مسلمانونکا وہ سردار جو دروازہ شرقی پر ہے یعنے خالد وہ ایک دون ریز ہے سو وہ صلح قبول کرنا نہایت دشوار ہی - انکا دوسرا سردار جو دروازہ جابیہ پر ہے یعنے ابوعبیدہ البتہ اس سے امید ہے کہ مصالحہ قبول کرے پس سب اہل دمشق اس بات پر متفق ہوکے اسی شب مین ابوعبیدہ کے پاس آئے اور بڑے الحاح سے مصالحہ چاہا - ابوعبیدہ نے قبول کیا - اس وقت دمشق مین نصارا کے آٹھہ کنیسے تھے سو انہون نے عرض کی کہ وے ہمارے آٹھون کنیسے چھوڑ دیجیے - ابوعبیدہ نے

یہہ بات بھی قبول کی اسنے ایک کنیسہ یحیا تہا جو اب اسی کو مسجد جامع بنائی ہین پس جب صلح موکد ہوی اہل دمشق کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتہہ تشریف لیچلو تب جناب ابوعبیدہ نے بیس مرد صحابی اور عام مسلمین سے پینسٹھہ آدمی ہمراہ لئے ہوئے روانہ ہوے - اور یہہ معاملہ ہیر کی شب جمادی الثانی کی گیارہوین ۱۳ سنہ تیرا ہجری مین واقع ہوا - کہتے ہین کہ اسی شب ابوعبیدہ اپنے خواب مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت سے مشرف ہوے حضرت نے فرمایا اَللَّیْلَۃَ تُفْتَحُ الْمَدِیْنَۃُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنے اسی رات مین اللہ تعالی چاہا تو شہر فتح ہوجائیگا - حضرت ابوعبیدہ سے مروی ہے کہ مین نے حضرت کو ایسا دیکہا کہ جلدی پر ہین عرض کی کہ اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ مین نے ابوبکر صدیق کے جنازے پر جانے کے لئے آیا ہون پہر مین بیدار ہوا تو اسیوقت اہل دمشق نے آکے مصالحہ چاہا واقدی رح نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبیدہ دروازہ جابیہ سے داخل دمشق ہوے - اور خالد کو مطلق اس مصالحے سے خبر نہین تھی انھون نے دروازہ شرقی پر بڑی شدت اور سختی کی لڑائی ڈال رکھی تھی اور اہل دمشق پر بہت غضبناک ہین تھے کیونکہ خالد بن سعید ان کے تیر زہر آلود سے شہید ہوے تھے پس خالد بن ولید اپنے نماز پڑہکے دروازہ شرقی اور دروازہ توما کے مابین دفن کیا تہا - اسی راوی سے منقول ہے کہ روم کے قسیسون سے ایک شخص کہ جسکا نام یوشا بن مرقش تھا دمشق مین رہا کرتا تھا اسکا مکان دروازہ شرقی کے قریب شہر پناہ سے ملا ہوا تہا - اور اسکے پاس کتاب ملاحم دانیال پیغمبر علیہ السلام کی تھی اسمین لکہا تھا کہ اللہ تعالی نے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے ہاتہہ پر شہر دمشق کو فتح کریگا - اور انکا دین سب دینون پر غالب ہوگا سو اسنے جمادی الثانی کی گیارہوین ہیر کی شب اپنے گہر کی دیوار کو نقب ڈال کے نکلا اور جناب خالد سے آملا اور حقیقت حال بیان کی اور اسنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے واسطے امان چاہا خالد نے امان دیا اور اسکے ساتھہ ایک سو مسلمان کو روانہ کیا اور ان پر کعب بن ضمرہ کو سرداری دی اور تاکید کی کہ تم اس نقب سے قلعے مین داخل ہوجاؤ اور تکبیر سے اپنی آوازین بلند کرو - اور قلعے کے دروازے توڑ دو تاہم اس سے داخل ہوجاوین - پس وے مجاہدین یوشا کے ہمراہ نقب سے داخل ہوگئے اور تکبیر دن سے اپنی آوازین بلند کین - اہل دمشق جو قلعے کے اوپر لڑ رہے تھے جب تکبیر کی آوازین سنین سمجہہ گئے کہ عرب داخل شہر ہوگئے پس مارے خوف کے انکے ہاتہون سے ہتہیارین گر پڑین - اور کعب بن ضمرہ نے دروازے کا قفل اور زنجیرین توڑ ڈالین اور جناب خالد مع لشکر تکبیر کہتے ہوے اور کافرون کو قتل اور قید کرتے ہوے داخل شہر ہوچکے اور کنیسہ مریم تک پہنچ گئے - اور اسی جگہہ خالد اور ابوعبیدہ کی فوجین ایک دوسرے کے روبرو ہوئین - خالد نے دیکہا حضرت ابوعبیدہ کے لشکر یونکے ہاتہون مین تلوارین علم نہین فقط ایک ابوعبیدہ تلوار لگائے ہوے ہین اور نصارا کے قس اور

نشارت دینی بفتح دمشق علی ید ابی عبیدہ رضؓ

علہ لاحم جمع ہے بمعنی قتنہ و حوادث آخر الزمان ابن الملقن وہی الفتن والملاحم کذا فی القاموس کذا فی ام الامانی ۱۲

راہب انکے سامنے چلے ہین - جناب خالد کو اسحالت سے بڑی حیرانی ہاتھ دی سو کمال تعجب سے انکے طرف نظر کی حضرت
ابوعبیدہ نے دیکھا کہ خالد کے چہرے پر نا خوشی کی علامت ظاہر ہوی ہے کہنے لگے کہ اے امیر ہمارے اور انکے درمیان
صلح ہوچکی ہے جناب خالد نے کہا صلح کیا چیز ہے بعونہ تعالے ہم تو بزور شمشیر فتح کیا ہے ابوعبیدہ نے فرمایا کہ مین نے
انسے مصالحہ کرچکا خالد نے کہا کہ تم نے میری بے اطلاع کیسا قبول کیا حالانکہ مین تم پر امیر ہون مین شمشیر زنی ہوقوف
نہ کرونگا جب تک انکو شانہ دونگا - حضرت ابوعبیدہ نے کہا اے امیر مجھے اسبات کا یقین تھا کہ تم کسی امر مین میری
رای کا خلاف نہ کروگے اللہ تعالی رحمت کرے تم پر - پھر کبار صحابہ جمع ہوکے اسباب مین مشورہ کرنے لگے بعضون
نے کہا کہ یہہ ماجرا صدیق اکبر کی خدمت مین لکھین وے جو حکم کرتے ہین اسپر عمل کرین - جناب خالد نے یہ تجویز مان لی اور
اہل دمشق کو پناہ دی مگر توما اور ہربیس کو اور انکے لشکریونکو نہین - جناب ابوعبیدہ نے کہا کہ رومیون کے یہ ہر دو
سردار بھی صلح کے وقت جب شہر مین تھے میری صلح مین داخل ہوچکے - خالد نے فرمایا واللہ اگر تمہاری امان وہی ہوتی
مین ان ہر دو کو مار ڈالا ہوتا لاکن اب وے ہر دو ملعون اس شہر سے جدہر چاہین نکلجاوین - ابوعبیدہ نے کہا کہ مین بھی
اسی اقرار پر صلح کی ہے توما اور ہربیس جب ابوعبیدہ اور خالد کی یہہ منازعت دیکھی گھبرائے اور کہنے لگے کہ ہم ہمارے
مقتولون کے خون کا مطالبہ نہین کرتے ہین بلکہ بھی چاہتے ہین کہ تم ہم کو چھوڑ دو کہ ہمارے لشکر سمیت جدہر چاہین چلاجاین
خالد نے فرمایا کہ اچھا تم ہماری ذمہ داری مین ہین جدہر چاہین چلا جاو لاکن جب تم دارالحرب مین پہنچے تم جس زمین کے
مالک ہوپہنچوگے ہمارے زور سے نکلجاوگے - وے ہر دو ملعون نے کہا کہ ہم کو تین دن کی مہلت دو ہمارا پیمانہ کرو جب
تین دن گذر جاین تمہارے ہمارے درمیان عہد باقی نرہیگا - خالد نے فرمایا اچھا تم اپنا مال و اسباب چھوڑدیون فقط تم
اپنے کھانے کی چیزین لیجاوین - حضرت ابوعبیدہ نے کہا کہ صلح اسبات پر ہوئی ہے کہ وے اپنے مال و اسباب سمیت جاوین
جناب خالد نے فرمایا اچھا مین نے یہ بھی قبول کیا لاکن یہ لوگ بلا ہتھیار چلا جاوین - وے ہر دو کہنے لگے اگر ہمارے پاس
ہتھیار نرہے راہ مین کوی بلا آوے تو ہم کس طرح اسکو دفع کرین - جناب ابوعبیدہ نے کہا کہ ہر شخص کے لئے ایک ہتھیار
کی رخصت دیجیے - آخر جناب خالد نے قبول کیا - پس توما اور ہربیس نے اپنی قوم کو جمع کرکے حکم کیا کہ اسباب مکانین
توما کے حکم سے شہر کے باہر ایک خیمہ یشمی استادہ کیا گیا کہتے ہین کہ ہرقل کا ایک خزانہ تھا جس مین قریب تین سو بوجھ
کے طلائی کپڑے تھے وہ اور اسکے سوا اور مال و اسباب شہر کے باہر لیجاکے جمع کئے خالد نے انکے مال و اسباب کی
کثرت دیکھ کے حیران ہوے اور اپنے ہر دو ہاتھ آسمانکی طرف اٹھاکے یہہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا وَمَلِّکْنَا
اِیَّاہُ وَاجْعَلْ ھٰذِہِ الْاَمْتِعَۃَ نَبَاً لِلْمُسْلِمِیْنَ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ترجمہ یعنے ای اللہ کردے اس کو ہمارے

اور مالک کر دے تو ہمکو اسکا اور کر تو اس مال کو غنیمت واسطے مسلمانون کے بتحقیق تو سننے والا دعا کا ہی۔ القصہ اہل دمشق نے صلح کے عوض جتنا مال دینے کا اقرار کیا تھا اتنا مال لاکے حاضر کیا ابو عبیدہ اسکو دیکھ کے بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ تم چلا جاو تین دن تک تمہارے ساتھ کچھ تعرض نہین اسکے بعد اگر کوئی مسلمان تم تک پہنچ کے پکڑیگا تو اسپر کچھ ملامت نہین پس جب تین دن گذر گئے خالد انکا پیچھا کرنے کی فکر مین تھے لاکن راستہ معلوم نہونے اور وے لوگ راہ طے کر جانیکے اندیشے سے حیص وبیص مین تھے ایسے مین یونس نے آکر کہا کہ مین راہبری کے لئے حاضر ہون۔ یونس کا قصہ یہہ ہے کہ دمشق کے محاصرے کے ایام مین لشکر اسلام کی ایک ٹکڑی ہر شب جو قلعے کے اطراف شب گشت کرتی تھی ایک شب یونس جو بطارقہ روم سے تہا ایک شخص مسلمانون کے ہاتھ پڑگیا جب اسکو خالد کے پاس لے گئے جناب خالد نے اسکا احوال دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ ای سردار محاصرے کے قبل ایک عورت سے میرا نکاح ہوا تھا میری زوجہ اپنے ماں باپ کے گھر مین تھی اور مین قلعے کے باہر تھا جب مین اسکی جدائی مین بیقرار ہوا اسکو پیام کیا اسنے یہ جواب کہلا بھیجا کہ فلان شب فلان جگہہ پر مین آتی ہون تو بھی وہان آکے فلان جگہہ سے مجھہ کو لے چل۔ مین اسیواسطے نکلا تھا سو تمہارے سپاہیون نے مجھکو پکڑ لیا۔ خالد نے فرمایا اب تو کیا چہتا ہی اگر تو اسلام قبول کرتا ہے تو انشاء اللہ تعالی جب شہر مین داخل ہونگے تیری زوجہ کو پھر تیرے ساتھ ملا دونگا۔ اگر تو اسلام نہین لاتا ہی ابھی تجھکو قتل کر دونگا۔ پس یونس اسیوقت مسلمان ہوا اور لشکر اسلام مین داخل ہو کے جنگ کر رہا تھا۔ جب صلح ہو چکی اور اہل اسلام داخل شہر ہوے یونس اپنی عورت کو تلاش کرنے لگا تو لوگون نے کہا کہ تیری زوجہ تو قیدی ہو جانیسے تیرے غم مین راہبہ ہوگئی اور راہبونکا لباس پہن کے کنیسے مین رہنا اختیار کیا۔ یونس اسکے پاس گیا اور کہا کہ مین دین اسلام اختیار کیا اور تیرے واسطے امان لیا ہی اب تو بھی اسلام لا اور میرے ساتھ چل اس ملعونہ نے کہا کہ قسم حق مسیح کی یہ کبھی نہ ہوگا اب کسی طرحسے تیرا میرا ملاپ نہو سکیگا یہ بول کے اٹھی اور تو ما دہر میس کے ساتھ روانہ ہوی۔ جب یونس اسکی محبت مین مفتون تھا حضرت خالد کی خدمت مین آن کے کہنے لگا کہ ای سردار تو ما اور دہر میس جس راہ سے گئے ہین مین اس راہ سے واقف ہون تم انکا پیچھا کرتے ہین تو مین بھی ہمراہ ہون تا اس رستے سے اپنی زوجہ سے ملجاؤن۔ جناب خالد نے یہہ بات سنکے ارادہ مصمم کیا اور چہار ہزار سوار ہمراہ لے کے ضحاک بن سفیان بیان کیا ہی کہ یونس نے ہمکو کوہستان کی راہ سے لے چلا مسلمانون کو بڑی تصدیع رودئی راندن راہ طے کرتے تھے ایسے پہاڑ اور غار اور کنکر پتھر ملتے تھے کہ بسا جگہہ ہم گھوڑون سے اتر کے چلے ہین اور گھوڑونکو بھی بڑی مشقت سے پار کیا ہمارے موزے اور نعلین پھٹ گئے اور ہمارے پاؤن زخمی ہوگئے اور گھوڑونکے نعل نکل پڑے اور سمون سے خون جاری ہوا لیکن منزل کرنیکی جگہہ نہین ملتی تھی بہر صورت نماز وقتی ادا کر لیتے ایسا ہی تین روز چلے اور

بارش کے صدمے مین کئی بار پھسلکے آخر ایک قریے کے پاس جا پہنچے یونس نے اس قریے والون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جب توما اور ہرمیس دمشق کو مسلمانون کے حوالے کرکے نکلے ہرقل نے یہہ خبر سنکے ان پر سخت برہم ہوا اور دونون کو لکھا بھیجا کہ تم الطاکیہ کی طرف سے آ قسطنطنیہ کی طرف چلا جاؤ جب وہ قسطنطنیہ کی راہ لی ہے جناب خالد یہہ بات سنکے قسطنطنیہ کی طرف پھر گئے اور سب مسلمان بڑی محنت سے قطع راہ کرنے لگے اور ایک پہاڑ کے نزدیک جا پہنچے تو اس پہاڑ پر لوگون کا شور وغل سننے مین آیا یونس کہنے لگا اسی سردار کا غالب ہے کہ وہ قوم اسی پہاڑ پر پناہ لی ہے حکم ہو تو مین جاکے خبر لاتا ہون خالد نے اسکے ساتھ مسفر طرخان جعد کو دیکے روانہ فرمایا ان دونون نے جاکے دیکھے کیا مین کہ اس پہاڑ پر ایک بڑا وسیع چراگاہ ہے رومیون نے جوانکا مال وسامان اور دیبا ریشمی زرین کپڑے تھے جو بارش مین بھیگے تھے اس میدان مین سکھانے کے لئے بکھیر دئے ہین اور آپ بیفکر اور بلا وغدغہ آرام پاتے ہین یونس اور مسفر ہر دو یہہ حالت دیکھکے جلد لوٹ آئے اور خالد کی خدمت مین ظاہر کیا خالد بہت خوش ہوکے شکر الٰہی بجالایا اور سب مسلمانونکو بشارت دی پھر اپنا لشکر ہمراہ لے کے پہاڑ پر گئے - توما اور ہرمیس کی نظر جب انکے لشکر پر پڑی جلد اپنی قوم کو پکار کے سب اپنی ہتھیارین اٹھالین اور گھوڑون پر سوار ہوے اور صلیب کو آگے رکھا اور بڑے زور سے لڑائی شروع کی بڑا ہی سخت جنگ ہوا حضرت خالد نے توما کا مقابلہ کیا تھا بی بی ام ابان کی تیر سے توتوما کی ایک آنکھہ زخمی ہوگئی تھی خالد نے اس وز اسکی دوسری آنکھہ بھی اپنے نیزے سے پھوڑ کر اسکو گھوڑے سے اوندھا گرادیا اور ہرمیس کو دھونڈھنے لگے اور خالد کے ساتھی لوگون نے توما کے لشکر پر حملہ کیا اور انکی صلیب اوندھی کردی اور کافرون کو قتل کرنے لگے - عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے دیکھا کہ خالد نے توما کو نیزے سے مارکے زمین پر گرادیا آپ جلد گھوڑے سے اترکے اسکا سر کاٹ ڈالا اور اسکو اپنی تلوار کی نوک پر لیکے پکارا ای مسلمانو توما مارا گیا یہہ سر اسی ملعون کا ہے اب تم ہرمیس کو ڈھونڈھو ہبیرہ رافع بن عمیرہ الطائی نے بیان کیا ہے کہ مین لشکر خالد کے میمنہ مین تھا سو اپنی گروہ سمیت اس طرف جا نکلا جہان رومیونکے اہل وعیال اترے تھے ناگاہ دیکھتا کیا ہون کہ ایک سوار لباس رومی پہنا ہوا ایک عورت کے ساتھہ لڑرہا ہے کبھی عورت پر غالب آتا ہے اور کبھی عورت اُس پر - ہر دو کشتی کررہے ہین جب نزدیک جاکے دیکھا تو وہ یونس ہے جبرے کے اپنی زوجہ سے کشتی کررہا ہے مین چاہا کہ اسکی کمک کرون ایسے مین دس عورتون نے میری طرف پتھر چلانے لگین ایک خوبصورت عورت نے جو ریشمی کپڑے پہنی تھی ایک بڑا پتھر چلایا سو میرے گھوڑے کی پیشانی پر آلگا گھوڑا اس مار سے زمین پر گر پڑا اور مرگیا وہ ایسا گھوڑا تھا کہ اسکے سواری سے مین جناب خالد کے ہمراہ رکاب جنگ یار مین حاضر ہوا تھا وہ گھوڑا جب اس پتھر کی مار سے مرگیا مجھے بڑا ہی درد ہوا سو مین اس عورت نصرانیہ کا پیچھا کیا وہ ہرن کے مانند بھاگنے لگی اور اسکے ہمراہی عورتین

بھی بھاگین مین بھی بھیجا کیا ہوا ان پر جا پہنچا اور ان سب کو مار ڈالنا چاہا پھر آپکو روک لیا - اور اسی عورت کو مارنا چاہتا تھا
جس نے میرے گھوڑے کو مارا جب اسکے نزدیک ہوا اسپر تلوار اٹھائی اسنے اپنے سر پر ہاتون کو رکھ کے کہنے لگی لفون
لفون یعنے امان امان تب اسکے مارنے سے ہاتھ رکھا اور اسنے وہ بھاری کپڑے دیباج کے پہنے تھے اور اسکے سر پر
موتیون کی لڑیان تھین پس مین اسکو اور اسکے ہمراہی عورتون کو پکڑ لیکر مشکین باندھا اور ایسے مین دیکھا کہ ایک روئی گھوڑا
بغیر سوار کے کھڑا ہے اسپر سوار ہوا اور ان قیدی عورتون کو ہمراہ لیا ہوا پھرا - دفعتہً راہ مین ایک جگہہ پر دیکھا کہ یونس راہبر
روتا ہوا بیٹھا ہے اور ایک عورت اس کے سامنے خون آلودہ پڑی ہے - مین نے پوچھا کہ یہہ کیا حال ہے اور تو کس لئے روتا ہے اسنے
کہا کہ یہہ میری زوجہ ہے مین اسپر غالب آیا اور پکڑ لیا وہ کہتی ہے کہ مجھکو چھوڑ دے قسم ہے حق مسیح کی مین ترے ساتھہ ایک جا
نہو ونگی کیونکہ تو مسلمان ہو چکا ہے تجھہ سے قسطنطنیہ کی طرف چلی جاؤنگی اور وہان راہبہ بن بیٹھونگی مین کہا تجھہ کو ہرگز چھوڑ دونگا
تب اس نے اپنے پاس ایک چاقو جو رکھی تھی نکال کر اپنے سینے پر مار لئی وہین گر پڑی اور مر گئی - جب اس عورت کے ساتھہ مجھے
بڑی محبت تھی اس کے غم مین رو رہا ہون راوی کہتا ہے کہ اسکا رونا دیکھہ کے مین بھی رو دیا اور کہا کہ ای یونس اللہ تعالے
اس سے بہتر اور خوبصورت عورت تجھہ کو اسکا عوض دیا ہے پوچھا کہان ہے مین اس عورت کو تبلایا جو ریشمی کپڑے اور سونے
کے کنگن اور موتیونکی لڑیان پہنی ہوی تھین یونس اس کو دیکھا وہ روتی تھی اور اس عورت نے زبان رومی سے ایکساعت
اس سے گفتگو کی - یونس میری طرف متوجہ ہوکے کہا آیا جانا تم نے کہ یہہ کون ہے مین کہا کہ مین نہین جانتا ہون اسنے
کہا کہ یہہ ہرقل بادشاہ کی بیٹی اور توما کی زوجہ ہے جبسے آپنی اسکی زوجیت کی صلاحیت نہین رکھتا ہے اور ہرقل بالضرور اسکے عوض
مال کثیر دیکے تم سے لیگا مین کہا اب تو یہہ تیرے واسطے ہے اور توما اسکے واسطے تب یونس اسکا دیرے سے لے لیا - اسوقت
مسلمان سخت جنگ کرنے اور مال لوٹنے مین مصروف تھے انس بن مالک سے روایت ہے کہ اس روز جب لوٹنے جناب خالد کے
ہاتھہ سے مار پڑا یہہ حال دیکھہ کے ہر بیس اپنی بکریون کو سات لیکے حوض سے نکل گیا بیس خالد بھی اکیلے اسکی تلاش مین
نکل کے ڈھونڈتے تھے آخر اسکو ایک پہاڑ پر دیکھا اس پر درخت بکثرت اور انبوہ تھے گھوڑے کی سواری سے جنگ کرنیکے
لئے موقع برابر نہین تھا اسلئے پیادہ ہوکے اس پہاڑ پر چڑھے اور جنگ کرنے لگے ہر بیس کی بکری والون نے اسکو گھیر لیا
اور ہر بیس نے پیچھے سے اسکے سر پر تلوار چلائی جس سے خالد کا خود اور عمامہ کٹ گیا خالد نے انکو تکبیر کہتے ہوے دائین بائین
حملے کر رہے تھے ایسے مین عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق گھوڑے دوڑاتے اور تکبیر کہتے ہوے آپہنچے - اور عبدالرحمن نے بلند آواز
سے کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ یا ابا سلیمان اتاک الغوث من
رب العلمین ترجمہ یعنے ای ابا سلیمان آیا تمہارے پاس فریاد رس پروردگار عالم کی طرف سے مین عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق

ہوں اور ہرہیس کو گھیر لیا وہ بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ ایسے مین خالد نے ایک ہی جست مین اسپر آپہنچے اور
ایک ہی ضرب مین اسکو مار ڈالا اور عبدالرحمن کے ساتھیون نے ہرہیس کی قوم والون کو مارنا شروع کیا
جب سب مارے گئے عبدالرحمن نے خالد سے کہنے لگے کہ اللہ نے ہم کو معرکے مین کفار پر نصرت دی مسلمان لوٹ مین
مشغول تھے ایسے مین غیب سے ایک ندا ہوی کہ خدا کے دشمنون نے خالد کو گھیر لیا ہے اور تم لوٹ مین مشغول ہو
سو ہم یہہ آواز سنتے ہی آپکی تلاش مین دوڑے آئے پھر خالد اور عبدالرحمن مع توابع اپنے لشکر مین آپہنچے
اور سب مسلمان انکو دیکھ کے شکر الٰہی بجالایا پھر خالد نے یونس کی زوجہ کا حال سنکے تعجب کیا اور اسکو فرمایا
کہ اگر ہرقل اپنی لڑکی کو طلب نکرے وہ تیرے ہی واسطے ہے اگر طلب کرے اللہ تعالیٰ اسکے عوض اس سے بہتر تجھے
دیگا القصہ خالد نے مال غنیمت اور قیدیون کو ہمراہ لئے ہوے جب کوچ کیا اثناے راہ ہرقل کا ایک ایلچی خالد
سے ملکر ہرقل کی طرف سے اسکی بیٹی کو طلب کیا خالد نے اسکے عوض مین کچھہ مال نہ لیکے بطور ہدے کے دیدیا
اور دمشق کے طرف روانہ ہوے - کہتے ہین کہ دمشق مین ابوعبیدہ بن الجراح اور سب مسلمان خالد مع لشکر
اسلامی کے ساتھہ پھر آنے سے بے امید ہوگئے تھے اور بہت متفکر اور ملول تھے - جب اللہ تعالیٰ کی مدد سے
خالد مع لشکر اسلام سالم و غانم آپہنچے سب مسلمان بڑی خوشی سے انکے استقبال آئے اور سلام کیا اور
مبارکباد دی اور شکر الٰہی بجالایا - اور خالد نے ابوعبیدہ کی خدمت مین آکے تمام سرگذشت بیان کی ابوعبیدہ
انکی شجاعت اور جوانمردی سنکے تعجب کرتے تھے - پھر خالد نے مال غنیمت سے خمس نکال کے باقی تمام غازیون
پر تقسیم کردیا - اور یونس کو بہر اپنے خاص مال سے بہی بہت کچھہ دیا اور فرمایا کہ اے یونس یہہ مال اپنے نکاح
مین خرچ کیجئے یا اس سے کسی رومی عورت کو خرید کر لیجیے - یونس نے عرض کی ای سردار واللہ پہر مین نے
عورت کو نکاح نکرونگا واللہ زوجہ آخرت یعنے حور عین کے سوا نہین چہتا ہون رافع بن عمیرۃ الطائی نے
بیان کیا ہے کہ یونس ہمارے ساتھہ لڑائیون مین شریک تہا ہر جہاد مین جوانمردی کی داد دے رہا تھا آخر
جنگ یرموک مین شہید ہوا - مین اپنے خواب مین دیکہا کہ یونس کے بدن پر لباس عمدہ چمک رہا ہے اور اس کے

پادشاہین لغلین طلائی ہین - اور وہ ایک باغ مین سیر کر رہا ہے - مین نے پوچھا کہ اللہ تعالی تیرے ساتھ کیا کیا وہ کہا کہ مجھکو بخش دیا اور میری زوجہ کے عوض ستر حورین عنایت کئین اگر اسنے ایک حور دنیا مین ظاہر ہووے تو اسکے چہرے کی روشنی آفتاب و مہتاب کو بے نور کر دیگی اللہ تعالے تم کو نیک بدلہ دیوے - رافع نے کہا کہ مین نے یہہ خواب خالد سے ظاہر کیا انھون نے کہا کہ واللہ اس کو یہہ مرتبہ نہین ملا مگر بسبب شہادت کے - پھر خالد نے مال غنیمت اور ابوبکر صدیق کے نام کا خط عبداللہ بن قرط کے ہاتھ دیکے مدینہ طیبہ کے طرف روانہ فرمایا جب تک حضرت صدیق اکبر اس عالم فانی سے رحلت کر چکے اور حضرت عمر فاروق مسند خلافت پر بیٹھے تھے جب عبداللہ نے وہ خط انکی خدمت مین پہنچایا اور سپہ ابوبکر صدیق کا نام دیکھکے عمر فاروق نے عبداللہ سے پوچھا آیا وہانکے سماچار تو صدیق اکبر کے وفات کی خبر معلوم نہین ہوی عبداللہ نے کہا نہین امیر المومنین فرمایا کہ مین نے ابوعبیدہ کے نام سے ایک خط لکھا تہا پھر خالد کا مکتوب سب اہل مدینہ کو پڑھ سنایا سبھون نے بہت خوش ہوے اور شکر ایزدی بجالایا اور خالد کے حق مین دعا کی واللہ اعلم **جنگ یرموک** لکھتے ہین کہ شکست سابق کی خبر جب ہرقل کو پہنچی ایک بڑا لشکر جمع کر کے کئی سردار مقرر کیا لشکر اسلام کے ہر ہر امیر کے نام سے ایک ایک سردار کو غنیم ٹھہرایا - جب اسکا لشکر فوج اسلام کی طرف رخ کیا - یرموک کے مقام مین ہر دو فریق ملے اور ایسا نزول کئے کہ یرموک کے جنگل مین جو ایک خندق تھی ہر دو لشکر کے درمیان حایل ہوئی - لشکر روم کے سپاہ تین لاکھ سے زیادہ تھے اور لشکر اسلام کے غایان چھتیس ہزار اور ایک روایت سے چالیس ہزار تھے - جنگ کے لئے ہر دو طرف کی صفین آراستہ کئے ایک شخص نے خالد سے کہنے لگا کہ دیکھو کیا بڑا لشکر آیا ہے - خالد کہا کہ فتح و نصرت تایید الٰہی سے ہوا کرتی ہے - نہ لشکر کی کثرت سے پس لشکر اسلام مین جو قاریان قرآن تھے انکو حکم کیا کہ سورۂ انفال پڑہین - قاریان بڑی فصاحت و بلاغت سے پڑہنے لگے - اور منادی کو حکم کیا تا ندا کر دیوے کہ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت سے مشرف ہوے ہین لشکر سے جدا ہو جاوین تب ایسے ہزار مرد نکلے خالد نے ان کو لشکر کے آگے کیا - اور مہاجر و انصار سے جو غزوۂ بدر مین حاضر تھے انکو بھی جدا کر کے بمضمون حدیث تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ کے بارگاہ الٰہی مین ان بزرگوار دنکا وسیلہ لاکے دعا کی جب دعا سے فارغ ہوے لشکر اسلام کے طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ میرا مقصود اس جنگ سے محض اللہ تعالی کی طلب خوشنودی ہے سو تم محض اسکی رضامندی حاصل کرنیکے لئے جنگ کرو - اس بات سے خالد کا مقصود یہی تہا کہ اعتماد اور بھروسا اللہ ہی کے الطاف و عنایت پر کیا چاہئے - نہ اپنی شجاعت اور لشکر کی کثرت پر - اب کوئی دم مین ہر دو طرف سے جنگ شروع ہونیوالا تھا کہ ایسے مین مدینے کے طرف سے ایک قاصد آن پہنچا مسلمانون نے اس کو دیکھکے خبر ہین -

پوچھتے تھے اس نے کہتا تھا کہ خیر ہے یہانتک کے خالد کے نزدیک آیا اور اسکے کان مین کہا کہ صدیق اکبر کی وفات ہوی - خالد نے اس کو فاش نہ کیا - بلکہ اشکارا پوچھنے لگے کہ خلیفہ رسول اللہ کی بیماری کا کیا حال ہے وہ قاصد بڑا زیرک تہا خالد کا مکر و خاطر بھانپ کے کہنے لگا کہ بہتر ہے - اور بابا نے ازغاز یو خاشکر تمہاری مدد کے لئے بھیجے ہین سو تک قریب آویگا مسلمانونکو اسسے بہت ہی قوت اور مسرت حاصل ہوئی پھر خالد نے قاصد کو نزدیک بلا کے آہستہ اس سے پوچھے کہ ابوبکر صدیق کے بعد خلافت کس پر قرار پائی - اسنے کہا عمر بن الخطاب پر خالد نے کہا پس مین امارت سے معزول ہوا - قاصد کہا ہان - پھر پوچھا کہ اس لشکر کی امارت کس پر قرار پائی - کہا ابوعبیدہ بن الجراح پر - پھر خالد نے کہا کہ تو نے بہت اچھا کیا کہ یہ بات پر مجمع نکہی - اور ٹھہر جاے کہ تا کہین جنگ مین خلل نہ آوے - القصہ خالد بارگاہ الٰہی کے طرف رجوع لاکے رونے لگے اور دعا کی کہ خدایا تو جانتا ہی کہ مین نے یہہ جنگ وجہاد جو کیا ہی طلب مال یا ابوبکر صدیق کی خوشنودی کے لئے نہین ہی - بلکہ خاص تیری ہی رضامندی کے واسطے ہی - پس اپنے لشکر کے غازیونکو جنگ کا حکم کیا - تب بہادرون اور دلاورونکی ایک جماعت قلب لشکر سے نکلکے کفار پر حملہ کی - عمر بن العاص جو میمنہ پر اور یزید بن ابی سفیان میسرہ پر تھے ہر دو طرف سے وے بھی موافقت کئے - بڑا ہی جنگ ہوا اس روز کئی بار ہر دو طرف شکست ہوتی تھی پھر حملہ کرتے تھے آخر بمقتضاے اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی کے نصرت ربانی و تائید رحمانی کی ہوا لشکر اسلام پر پہنچے لگی سب کے سب حملہ کر کے لشکر کفار کے صفونکو درہم برہم کر دے - کفار بیطاقت ہوکے بہاگنے لگے - اہل اسلام انکا پیچہا کر کے شام تک قتل کرتے رہے تھے - کہتے ہین کہ اس روز ایک لاکھ بیس ہزار کافر کے قریب مارے گئے اور اہل اسلام سے تین ہزار مرد شہادت پائے - اور بہت سے غازی زخمی ہوے - لکھے ہین کہ اس جنگ مین تیرہ ہزار خیمہ دیبا اور تین ہزار پردہ مکلف وزیبا اور بہت سا نقد جواہر اور ذخیرہ پوشاک مسلمانونکی غنیمت مین آیا - خالد نے حکم کیا تا غنیمت جمع کرین - پس ابوعبیدہ کو بلوایا اور ابوبکر صدیق کی رحلت اور عمر فاروق کی خلافت اور اپنی معزولی اور ابوعبیدہ کی امیری سے لشکر اسلام مین اعلام کروایا - اور سب خاص و عام کو حکم کیا کہ آج سے تمہارا امیر ابوعبیدہ رضی ہے تم انکی اطاعت مین قصور مت کرو مین بھی اسکی اطاعت کرتا ہون - صدیق اکبر رضہ کی وفات کی خبر کہ درت اثر سنتے ہی لوگ بے اختیار رونے لگے اور خالد کے حق مین دعا کئے اور کہے اَیُّهَا الْاَمِیْرُ جَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا آپنے ملت اسلام کی بزرگی تہام لی کہ صف میدان مین یہہ بات کسی پر ظاہر نہ فرمائے - یہ بات اگر لوگونکو عین جنگ مین معلوم ہو جاتی اہل اسلام ملول اور دلگیر ہوتے اور دشمن ہمارے پر فتح پاتے آپنے اسلام کی بڑی غمخواری کی اللہ تعالیٰ تمہین جزاے خیر دیوے - پس خالد نے عمر فاروق کا حکمنامہ نکالا اور ابوعبیدہ کے ہاتہہ دیا اسکا مضمون یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر صدیق کو اس جہان فانی سے طرف عالم باقی کے لیگیا - خلافت اور امارت مسلمانون نے میرے تفویض کی - اب مین سب مسلمانونکا

فخر ہوں۔ اور جانئے کہ خالد وہ شخص ہے کہ مالک بن نویرہ کو قتل کیا اور جھوٹ کہا پس مسلمانوں کی امارت ایسے شخص کو سزاوار نہیں۔ مگر یہ کہ خالد سب لوگوں کے روبرو اقرار کرے کہ میں نے جھوٹ کہا۔ اور مالک بن نویرہ کو ناحق مارڈالا وہ تو مسلمان تھا۔ اگر خالد ایسا اقرار کرے امارت اسیکو سجتی ہے اگر ایسا نہ کریگا میں نے اسکو معزول کیا ہوں اور اسکی جائے پر ابوعبیدہ کو امیر ٹھہرایا ہوں۔ چاہئے کہ بیت المال کا حساب اس سے طلب کرے اور غنیمتوں کا خمس وغیرہ جو اس پر باقی ہے لیوے۔ اسکے بعد جو اسکا خاص مال ہو اسکے دو حصے کرکے ایک حصہ بیت المال میں داخل کرے اور دوسرا حصہ اسی کو چھوڑ دیوے۔ پس ابوعبیدہ نے خالد کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ ہمیات میں تم کیا مصلحت دیکھتے ہو اور ان دو امر سے کونسی بات اختیار کرتے ہو۔ خالد نے کہا کہ مجھے آجکی شب مہلت دیجئے۔ ابوعبیدہ نے کہا بہت اچھا کہتے ہیں کہ خالد کی ایک ہمشیرہ بڑی عاقلہ تھیں انکا نام فاطمہ تھا خالد نے اسنے مشورت کی انکی ہمشیرہ نے ایسا کہا کہ اپنی امارت ابوعبیدہ کو دیجئے اور اپنا آدھا مال بھی بلاشک انکے تحویل کیجئے کیونکہ وہ دوسری بات قبول کرنے میں جانکا خطرہ ہے یعنے مالک بن نویرہ کے اسلام کا اور اس کو ناحق قتل کرنیکا اقرار کروگے تو اسکے قصاص میں مارے جاوگے۔ پس دوسرے روز خالد نے اپنے مال کا حساب کیا اسکا نصف جو چالیس ہزار درہم تھے ابوعبیدہ کے حوالے کردئے۔ جَزَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنَّا

وَعَنْ جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْ جَمِيْعِ اَصْحَابِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

مثنی بن حارثہ کا احوال - اصل وہ کہ جب خالد نے عراق عرب سے شام کی طرف توجہ لائی۔ اور ابوبکر صدیق کے حکم کے موافق عراق کی حکومت مثنی بن حارثہ کو تفویض کی اس سال عجم کی بادشاہت میں بڑا ہی خلل رودیا اور عجم کے لوگ اپنے بادشاہوں سے بدل ہوکے ایک بادشاہ کو قتل کرکے دوسرے کو اسکی جائے پر تخت نشین کرنے لگے۔ عرصہ قریب میں ایسے کئی سلاطین مارے گئے۔ پس جب یزدگرد کا بیٹا جو شہریار تھا تخت نشین ہوا عجم کے شجاعوں سے ایک شخص کہ جسکا نام ہرمز دون تھا اسکے ساتھ تیس ہزار سپاہ اور بہت سے ہاتی دیکے مثنی بن حارثہ کے جنگ پر روانہ کیا۔ جب مثنی اس بات سے آگاہ ہوا جلد تیاری کرکے اور اپنا لشکر ہمراہ لے کے نکلا۔ جب ہر دو لشکر ایکجائے پر ملے بڑا ہی جنگ ہوا مثنی اپنے لشکر کے تیراندازوں کو حکم کیا کہ انکے ہاتیوں پر تیر مارو جلادین غازیان اسلام جب تیر مارنے جلانے لگیں ایک تیر انکے ہاتی کے آنکھ پر لگی۔ وہ ہاتی شور کرتا ہوا پھرا اور اپنے لشکر کو توڑا۔ اسکے ساتھ کا ذون کے لشکر میں ایک پریشانی آگئی انکے بہت سے لوگ مارے گئے یہہ خبر دیار عجم میں پھیلنے تک شہریار بھی مرگیا تھا۔ اور وہانکی حکومت لڑکوں اور عورتوں کے نام پر قرار پائی تھی۔ عجم کی ریاست میں تڑہی خلل رودیا تھا اسواسطے عراق کی طرف توجہ نہ کرسکتے تھے۔ یہ اس شہامت کا بدلہ تھا کہ ہجرت کے چھٹے سال جب حضرت نے خسرو کو نامہ لکھا وہ ملعون تے غصہ ہوکے اسکو پھاڑ دیا۔ حضرت نے اسی شب مدینے میں اسبات کی خبر دیکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

عنقریب انکا اقبال نامہ پھاڑ دیگا ویسا ہی انہین دونون خسرو کا بیٹا شیرویہ نے خنجر سے اسکا سینہ چاک کرکے آپ تخت بیٹھا - پھر اسکے بعد اسکے خاندان مین ایسا ہی ایکدوسرے کو مارکے آپ بادشاہ ہوتا تھا یہان تک کہ شہریار بھی مارا گیا پھر اسکے بعد کوئی لایق سلطنت کے باقی نرہا - سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ کا کرشمہ ظاہر ہوا قصہ کوتاہ ملک عراق وحیرہ وکوفہ اور اسکے تخت کے ملک مثنی بن حارثہ کے ہاتھ آئے مثنی نے عراق کی حکمرانی پر کمر باندھی تھا ایسے مین صدیق اکبر کی بیماری سنی وہین دوسرے کو اپنے طرف سے عراق کا والی ٹھہراکے آپ مدینے کی طرف روانہ ہوا صدیق اکبر کی نزاع کی حالت مین حاضر خدمت ہوکے سب عراق کی کیفیت اور عجم کا ضعف ظاہر کیا نزاع کے حال مین بھی ابوبکر صدیق نے عمر فاروق کو یہ وصیت فرمائی کہ تمہاری خلافت مین اول یہی کام صادر ہو کہ مثنی کو عراق کی طرف بھیجدین - کیونکہ اہل عجم کے دل مین انکی ہیبت بیٹھ گئی ہے عمر فاروق نے قبول کیا اور وصیت بجالائی انشاء اللہ تعالیٰ وہ مذکور آگے آویگا

صدیق اکبر کی ولادت اور رحلت اور بیماری کا بیان - ارباب سیر وتواریخ رحمہم اللہ تعالیٰ لکھے ہین کہ صدیق اکبر کا تولد واقعہ فیل سے دوسال اور چار مہینون کے بعد شنبے کے آخر روز ہوا - آپنے جمادی الآخر کی بائیسوین یا تیئیسوین کو ہجرت سے تیرہوین سال رحلت پائی - اور انکی عمر تریسٹھ سال کے قریب تھی اور انکی موت کا سبب یہ تھا کہ یہودکے معدگون سے ایک شخص نے حریرے مین زہر داخل کرکے لے آیا - صدیق اکبر اور حارث بن کلدہ جو عرب کا طبیب تھا ہر دو تناول کرنے لگے - اس طبیب نے اسیوقت پہچان کے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ اس حریرے مین زہر آمیز تھا مین سمجھتا ہون کہ اسکا اثر ایکسال کے بعد ظاہر ہوویگا - مین اور آپ ہر دو ایکہی روز وفات پاوینگے - صدیق اکبر نے سنتے ہی اس سے ہاتھ کھینچا - اور اسی روز ہر دو بیمار ہوے - اور ہر دو ایکہی روز انتقال کئے - اور دوسرا قول یہ ہے کہ انکی موت کا سبب یہ ہوا کہ غار ثور مین آپکے پیر کو جو سانپ کا منہ تھا اسکا زہر عود کیا - تیسرا قول یہ کہ ایک روز بڑی شدت سے ہوا چل رہی تھی آپنے اس روز غسل کیا سو تپ آئی پندرہ روز تک بخار کی بڑی شدت تھی - اور حضرت کی جدائی کے غم مین تو آپکا بدن دن بدن گھٹ رہا تھا - ان تمونکی وجہ تطبیق یہی ہے کہ آپکی رحلت کے وقت یہ سب باتین جمع ہوئین - **نقل** ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ ہم تمہارے طبیب کو لے آتے ہین تا آپ کا معالجہ کرے - فرمایا کہ حکیم نے مجھکو دیکھا اور فرمایا کہ اِنِّي فَعَّالٌ لِمَا أُرِيدُ - **روایت** ہے کہ صدیق اکبر نے اپنی بیماری مین عثمان ذی النورین اور علی مرتضیٰ اور دوسرے کبار صحابہ سے مشورت کرکے خلافت عمر فاروق کے نام سے تفویض کی - کہتے ہین کہ عثمان ذی النورین جو انکی خلافت مین کاتب تھے انہی کو بلاکے خلافت نامہ لکھنے کا حکم فرمایا اور یہ فقرے لکھوائے هٰذَا مَا عَهِدَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَدِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ اسقدر فرماکے بیہوش ہوگئے عثمان ذی النورین اس قدر

لکھہ کے اپنے طرف سے تحریر کی عُمَرَ بْنَ الْخَطَّاب کیونکہ اسکے آگے انھون نے ابوبکر صدیق سے یہہ بات سنی تھی - پھر صدیق اکبر جب ہوش مین آے سو پوچھے کہ تم نے کیا لکھا - عثمان ذوالنورین نے وہ فقرہ پڑھ کے سُنایا جب عمر فاروق کا نام لئے صدیق اکبر نے بہت خوش ہوکے فرمائے کہ اَی عثمان اللہ تعالی تمکو اسلام سے بزائے خیر دیوے پھر فرمائے کہ لکھو فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْہُ فَاِنَّہٗ عَدْلٌ ذٰلِکَ ظَنِّیْ بِہٖ وَعِلْمِیْ فِیْہِ - وَاِنْ جَاءَ فَلَکُلِّ اِمْرِءٍ مَّا اکْتَسَبَ فَالْخَیْرَ اَرَدْتُّ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ - وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ جب اس خلافت نامے کی تحریر سے فراغت ہوی صدیق اکبر نے دعا کے لئے اپنے ہاتھہ بلند کئے - اور کہنے لگے کہ خداوندا مین نے عمر کو خلیفہ کیا - اور اس امر مین نے اصلاح مسلمین کے سوا دوسری بات نہ چاہی - مین نے جو یہہ کام کیا تو خوب جانتا ہی کہ مین نے اس باب مین بہت سی کوشش کی مسلمانون مین جس کو بہتر پایا اس کو ان پر والی ٹھہرایا - تو جانتا ہی کہ اس باب مین مین نے عمر کی کچھہ حمایت نہین کی اب مین دنیا سے آخرت کی طرف چلا ہون الٰہی تو ان پر خلیفہ رہ - کیونکہ وے تیرے بندے ہین انکے والی کو انکی اصلاح کی توفیق دیجیو اور خلفاء راشدین سے جو تیرے پیغمبر کی سیرت کی متابعت کرین عمر کو انسے ہی کیجیو اور اسکے عاملون کے کام کو درست فرمائیو - پس اس عہدنامے پر مہر کروائی اور اطراف جوانب مین جو امرا روانہ ہوئے تھے ہر ایک امیر کے نام سے ایک ایک عہدنامہ نقل کرکے اسپر بھی مہرین کروائین - پھر عمر فاروق کو بلواکے فرمایا کہ اے عمر مین نے تم کو سب اصحاب رسول پر خلیفہ کیا ہون - انھون نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ یہہ کام میرے سے دور رکھو مجھے خلافت کی حاجت نہین ہی صدیق اکبر نے فرمایا کہ تم کو اسکی حاجت نہین تو اسکو تمہارے ساتھہ حاجت ہی وہ تم کو پہنچیگی - القصہ حقوق اللہ اور حقوق المسلمین کے باب مین انکو بہت سی وصیتین فرمائین - اور ختم کلام اس بات پر کئے کہ اگر تم میری وصیت نگاہ رکھوگے جب تمہاری موت آویگی اسوقت کوئی چیز اس سے زیادہ دوست تمہارے پاس نہوگی - اگر میری وصیت ضایع کروگے کوئی چیز اسوقت تمہاری موت سے زیادہ مکروہ نظر نہ آویگی - حالانکہ تم موت کو عاجز نہ کرسکوگے - سعیقیب ابن ابی فاطمہ سے منقول ہی کہ مین صدیق کے خرچ کا وکیل تھا جب انکی بیماری سخت ہوی - مین انکے پاس گیا اور سلام کیا - خلیفہ ٹھہرانے کے کام مین مشغول تھے جب فارغ ہوے مجھکو دیکھہ کے فرمائے ای سعیقیب آجتک تو ہمارے خرچ کا متصدی تھا تیرے میرے درمیان کیا معاملہ ہے بیان کر - مین نے کہا کہ میرے پچیس درہم آپ پر باقی ہین اوسکو مین نے چھوڑ دیا میرا کہنا کہ خاموش رہ میری راہ آخرت کا توشہ اسکو نہ ٹھہرا مین نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپکے اور میرے درمیان یہ آخر مجلس اور آخر صحبت ہے - پس مجھہ رقت غالب ہوی بے اختیار رونے لگا - ابوبکر صدیق نے فرمایا اَی سعیقیب آہ و زاری

اور بیقراری مت کر اور صبر و شکیبائی لے - کیونکہ مین امید رکھتا ہون کہ ایسی جگہ جاتا ہون کہ وہ جگہ اس دنیاسے فانی سے بہتر ہے اور باقی - پس امید وقت بی بی عائشہ صدیقہ کے پاس سے پچیس درم منگوا کے مجھکو دئے - اور بی بی عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق اپنے مرض الموت مین آخر روز بیہوش ہوتے تھے مین نے روتی تھی اور کہتی تھی کہ میرے والد ماجد پر کیا سخت بیماری ہے - جب آپنے ہوش مین آئے میرے یہ بات سنکے فرمائی کہ بیٹی ویسی بات نہین جو تو نے کہتی ہے ولیکن جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ پھر پوچھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑون سے کفن دئے مین نے کہا کہ تین کپڑے کہ جن مین پیرہن اور عمامہ نہین تھا - پھر پوچھے کہ حضرت کون سے روز دنیا سے نقل فرمائے کہی کہ پیر کے دن - پھر پوچھے کہ آج کیا روز ہے مین نے کہا کہ پیر کا ہی روز ہے - تب کہے کہ مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ میری موت آجکے دن اور رات کے درمیان ہو - پھر اس بیماری مین جو چادر اوڑہی تھی اسمین کچھ زعفران کا اثر تھا اسپر نظر کرکے فرمائے کہ اس کپڑے کو دھوؤ اس پر اور دو کپڑے زیادہ کرکے مجھکو کفن دو مین کہی کہ یہہ چادر پرانی ہے فرمائے - اِنَّ الْحَيَّ اَحَقُّ بِالْجَدِيْدِ وَالْمَيِّتَةُ اِنَّمَا يَصِيْرُ اِلَى الْبِلَاءِ وَالصَّدِيْدِ پس اپنی زوجہ اسمابنت عمیس کو اور ایک سے اپنے فرزند عبدالرحمن وصیت کئے کہ اپکو غسل دین - اور اپنے فرزند عبداللہ کو فرمائے کہ غسل مین انکی مدد کرین - اور کہے کہ مین نہین چہتا ہون کہ ان کے سوا کوئی میرا جسد برہنہ دیکھے - شب کے وقت دنیا سے نقل کئے انکی وصیت کے موافق جب تجہیز و تکفین سے فارغ ہوے عمر فاروق نے انکے جنازے پر نماز پڑہی - اور بی بی عائشہ صدیقہ کے حجرے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پہلو مین قبر کھودے - انکے فرزند عبدالرحمن اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور طلحہ انکو قبر مین اتارے - اور سب کے ہی وقت دفن کئے جَزَاهُ اللّٰهُ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ نقل ہے کہ جب انکے موت کی خبر انکے والد ابوقحافہ کو پہنچی انھون نے کچھہ بیقراری نہ کئے اور انکے چہرے پر کچھہ تغیر پیدا نہ ہوا اور کہے کہ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى حضرت ابوبکر صدیق کے اولاد اور ازواج کا ذکر - جاہلیت مین انکی دو عورتین تھین ایک کا نام قبلہ بعضون نے کہا قبیلہ اسکے شکم سے ایک فرزند عبداللہ اور ایک دختر اسما کہ جسکا لقب ذات النطاقین ہے متولد ہوے اور دوسری عورت ام رومہ بنت عامرہ ہے اسکے شکم سے عبدالرحمن اور عائشہ صدیقہ ولادت پاے اور اسلام مین بھی انکی دو عورتین ہین ایک اسما بنت عمیس ان کے شکم سے محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوی اور دوسری عورت حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری وہ بی بی حاملہ ہین کہ ابی بکر صدیق کی وفات ہوی انکی رحلت کے بعد انسے ایک دختر پیدا ہوی انکا نام ام کلثوم ہے رضی اللہ عنہم - تنبیہ رئیس المحدثین امام المفسرین قدوۃ الحکما والفقہا مصداق العلماء ورثۃ الانبیا، مولانا شاہ عبدالعزیز

دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب کرامت نصاب تحفۂ اثنا عشریہ مین جو شیعہ کے رد مین نہایت مستند و بعدیل ہے لایا ہی کہ تتبع اور استقراء کے بعد معلوم ہوا کہ جہان مین کوئی شخص ایسا نہین کہ بدگویون اور عیب جویون کی زبان اسکے طعن و قدح مین جاری نہوی ہو یہان تک کہ بعضے سادہ لوح جناب کبریای الٰہی مین بھی حرف زن ہوے ہین۔ اور معتزلہ نے انبیا علیہ السلام کی عصمت کا انکار کر بیٹھا۔ بلکہ اپنے زعم باطل سے اسکو آیات و احادیث سے ثابت کرتے ہین۔ اور فرقہ یہود نے بھی عصمت ملایکہ کے انکار مین یہی راہ لی ہی اور خوارج و نواصب بھی حضرت امیر اور اہلبیت کرام کے جناب مین اور شیعہ خلفاے ثلثہ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کی خدمت مین پیش آتے ہین۔ نعوذ باللہ منہا۔ لاکن عاقلون پر پوشیدہ نہین کہ یہ سب غو غا صرف ان کی نادانی اور بے فہمی اور تعصب کا سبب ہے۔ اس سے ان بزرگون کے مرتبے کا نقص لازم نہین آتا ہی۔ غرض صدیق اکبر کے جناب مین شیعہ کے جو پندرا طعن ہین صاحب تحفۂ اثنا عشریہ نے ہر ہر کا جواب باصواب لکہا ہی۔ یہ فقیر یہان اختصار کے لئے ان سے بعض طاعن کا جواب جو عوام کے قریب الفہم ہو لکہتا ہی۔ باقی کو اسی پر قیاس کر لین۔ **مطاعن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پہلا طعن**۔ مالک بن نویرہ نے ایک عورت جمیلہ رکھتا تھا۔ خالد بن ولید جو ابو بکر صدیق کے فوجون کا امیر الامرا تہا اس عورت کو اپنی نکاح مین لانے کی طمع سے مالک کو جو مرد مسلمان تھا قتل کیا۔ اور اسی شب اس عورت کو اپنی نکاح مین لاکے اسی شب ہمبستر ہوا۔ شوہر کی موت کے بعد عدت کے ایام جو چار مہینے دس روز ہین گذرنے تک توقف نہ کیا۔ یہ تو اس سے زنا واقع ہوا۔ کیونکہ اثناے عدت مین نکاح درست نہین ہے۔ اور ابو بکر صدیق نے نہ خالد پر زنا کی حد جاری کی۔ نہ اس سے قصاص لیا۔ حالانکہ قصاص لینا اور حد جاری کرنی ابو بکر صدیق پر واجب تھا۔ اور عمر بن الخطاب نے اس باب مین اس پر انکار کیا۔ اور خالد سے کہا کہ مین اسکام کا والی ہوؤن تو تیرے سے قصاص لونگا۔ **جواب** اس طعن کا اس قصے کے بیان پر موقوف ہی سیر و تواریخ کی معتبر کتابون سے ثابت ہی۔ یہی ہی کہ طلیحہ بن خویلد اسدی نبی نے جو اغوائے شیطانی سے نبوت کا دعوی آغاز کیا تہا خالد نے اس کے مہم سے فارغ ہو کے بعد نواحی بطاح کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اطراف و جوانب مین فوجین روانہ کین۔ اور حضرت کے طریقہ مسنونہ پر حکم کیا کہ جس قوم پر تاخت لاؤ اگر اس قوم سے اذان کی آواز آوے قتل اور غارت سے ہاتھ رکہین۔ اگر اذان کی آواز نہ آوے اس مقام کو دار الحرب قرار دیکے قتل اور غارت مین ہاتھ دراز کرین۔ مالک بن نویرہ جو حضرت کے حکم سے بطاح کی حکومت اور وہان کے لوگون سے صدقات حاصل کرنیکی خدمت پر مقرر تھا سو اس کے قبیلے پر ایک ٹکڑی روانہ کی۔ اس ٹکڑی مین ابو قتادہ انصاری بھی حاضر تھے۔ سو اس ٹکڑی والون نے مالک بن نویرہ کو پکڑ کے جب خالد کے پاس لے آیا۔ ابو قتادہ نے گواہی دی کہ مین نے اس کی قوم سے اذان کی آواز سنی ہون۔ اور دوسری ایک جماعت جو اس ٹکڑی مین حاضر تھی

اسکے بالعکس ظاہر کی کہ اس سے اذان کی آواز نہ آئی - اور اس نواح کے اطراف وجوانب کے لوگونکی گواہی سے یہہ بات تو آگے ہی ثبوت کو پہنچی تھی کہ جب حضرت کی رحلت کی خبر قیامت اثر اس نواح مین پہنچی - مالک بن نویرہ کے گھر مین عورتین ہاتھہ پاؤن کو مہندی لگاکے دف بجانے اور گانے اور دوسری خوشی کے لوازم ادا کرنے مین مشغول ہوین تھین - غرض اتفاقاً مالک نے خالد کے حضور مین جب سوال وجواب کر رہا تھا - حضرت کی جناب مین یہ کلمہ کہا کہ قَالَ رَجُلُکُمْ اَوْ صَاحِبُکُمْ کَذَا یعنے کہا مرد تمہارا یا صاحب تمہارا اس طرح حضرت کی جناب مین ایسا کلمہ کہنا اس زمانے کے کافرونکا شیوہ تھا نہ اہل اسلام کا - اور اسکے آگے یہ بات بھی تحقیق کو پہنچی تھی کہ حضرت کی خبر رحلت سننے کے بعد مالک بن نویرہ نے اپنی قوم سے جو صدقہ وصول کیا تھا سو اسکو واپس کر دیا - اور کہا کہ تم نے اس شخص کے بارے خلاصی پائی - ایسا شخص جب خالد کے حضور مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ نسبت ویسی بات کہا اسکا ارتداد ثابت ہو چکا اسیوقت خالد نے حکم فرمایا کہ اسکو قتل کر دو - جب مالک بن نویرہ مارا گیا اور یہہ خبر مدینہ منورہ مین پہنچی اور خالد کی اس حرکت سے ابو قتادہ انصاری صحابی بھی غصہ ہو کے دار الخلافت مین آکے خالد کی خطا بیان کیا اور عمر بن الخطاب بھی اول یہی سمجھا کہ یہہ قتل بیجا واقع ہوا اور خالد پر قصاص اور حد آتا ہے - جب ابو بکر صدیق نے خالد کو اپنے حضور مین بلواکے دریافت فرمائے تو حقیقت واقعی ظاہر ہوی - تب انکو یقین ہوا کہ حق بجانب خالد ہے - اسلئے اُنسے کچھہ تعرض نکی - بلکہ پھرانکو وہی منصب امیر الامرائی عنایت کیا - اب اس قصے مین تامل کیا چاہئے اور اس صورت کا فقہی حکم سوچھئے کہ کس طرح خالد پر قصاص آویگا - اور حد زنا کسلئے ان پر واجب ہوگی - اور وہ جو کہتے ہین کہ جو بیہ عورت کو بھی ایک حیض کا استبرا ضرور ہے اور خالد اس مدت کا بھی انتظار نکیا - اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ طعن خالد پر ہے نہ ابو بکر صدیق پر اور خالد معصوم ہین نہ امام عام - اور بالفرض خالد اسی شب اس عورت سے ہمبستر ہونے کی روایت کسی معتبر کتاب مین پای نہین جاتی - اگر بعض غیر معتبر کتابون مین بھی پای جاوے اسکا جواب بھی اسی روایت کے ہمراہ موجود ہے کہ اس عورت کو مالک نے طلاق دیکے ایکمدت سے رسم جاہلیت کے موافق مقید کر کے رکھا تھا اُسی رسم فاسد کے دفع کرنے مین یہ آیت شریف وارد ہے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ پس اسکی عدت کے ایام منقضی ہوے تھے اور نکاح اسکا حلال - اس سبب سے خالد نے دوسری عدت کی انتظار نہ کی یہی مذہب ہے جمیع فقہاے اہل سنت کا - جب اس باب مین اہل سنت کو الزام دینا منظور ہو تو مطاعن انہین کی روایت اور مذہب سے ثابت کیا چاہئے - والا مقصود حاصل نہ ہوگا - استیعاب مین لایا ہے - وَاَمَرَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ عَلَی الْجُیُوْشِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْیَمَامَةَ وَغَیْرَهَا وَقَتَلَ عَلٰی یَدَیْهِ لَکَّذَّابَ

اَهْلِ الرِّدَّةِ مِنْهُمْ مُسَيْلَمَةُ وَمَالِكُ بْنُ نُوَيْرَةَ الی آخرہ قال - دوسرا جواب یہ ہی کہ سلمنا مالک بن نویرہ مرتد نہین تھا لاکن بلاریب اسکے ارتداد کا شبہہ خالد کے ذہن مین جاگیر ہوا وَالْقِصَاصُ يُنْدَرِئُ بِالشُّبُهَاتِ کیا فرماتے ہین مذہب امامیہ اور اہل سنت کے علمای دین اور رفیقان شرع متین اس صورت مین کہ اگر ایسے حرکات وکلمات جو مالک بن نویرہ سے صادر ہوے کسی شخص سے واقع ہووے یا عاشورے کے دن فرحت وشادی کرے اور حضرت امام حسین کے جناب مین اہانت کے کلمات اپنی زبان پر لاوے - اور خاندان رسول اور اولاد بتول کی ایک جماعت جو اس روز سخت مصیبت مین مبتلا ہون ان کی تحقیر کرے ایسے شخص کو کیا کیا چاہئے اگر اس کی مرتدی پر حکم کرین بجا - والا کسی شخص نے ایسے حرکات اور کلمات کسی سے پاکے یہ گمان کیا کہ وہ مرتد ہوگیا اور اس گمان سے اس کو قتل کیا تو اسپر قصاص آتا ہی یا نہین - **یتیسرا جواب** ابوبکر صدیق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے نہ سنی وشیعہ کے - تا سنی وشیعہ کی فرمایش وخواہش پر عمل کرین - بلکہ انکو حضرت کی سنت کے مطابق عمل کرنا چاہئے حضرت کے زمانے مین تو بھی خالد بن ولید صدہا مسلمانون کو بمفت ارتداد کے شبہے سے مار ڈالا - اور حضرت ہرگز اسکے معترض نہوے چنانچہ اہل سیر وتواریخ کے اجماع سے ثابت ہی - اسکا قصہ یہ ہی کہ حضرت نے خالد کو ایک لشکر پر امیر بناکے روانہ فرمایا تھا سو انھون نے ایک قوم پر تاخت کی - وہ قوم اسلام لائی تھی لاکن ہنوز اسلام کے قواعد اچھی طرح نہین جانتے تھے جب خالد کا لشکر انکے قتل مین مشغول ہوا وہ قوم والون نے اسلام ظاہر کرنے کے مقام مین کہنے لگا کہ صَبَانَا صَبَانَا یعنے ہم بیدین ہوے بیدین ہوے - اسکی مراد یہ تھی کہ ہم اپنے دین قدیم سے توبہ کی اور دین اسلام مین آئے - خالد نے انکو قتل کا حکم فرمایا - اور عبداللہ بن عمر کہ خالد کے متعینون سے تھے اپنے یارون اور رفیقون کو تاکید کیا کہ اس قوم سے جو لوگ باقی رہگئے ہین ان کو مت مارو بلکہ اسیر کرو - جب حضرت کے حضور مین پہنچے سب ماجرا عرض کئے - حضرت یہ سنتے ہی غصہ ہوے اور بہت افسوس کئے اور فرمائے - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ اور خالد پر قصاص جاری فرمائے نہ انسے دیت دلوائے کیونکہ خالد کی خاطر مین اس قوم کی ارتداد کا شبہہ بڑا تھا - پس ابوبکر صدیق بھی ایسے ہی بلکہ اس سے قوی تر شبہے سے ایک شخص کے خون کی بابت مین خالد کے ساتھ تعرض نفرمایا تو کیا برا کیا - حالانکہ انہون نے مالک کی دیت بھی بیت المال سے دلوائی **چوتھا جواب** اگر مالک بن نویرہ کے قصاص مین ابوبکر صدیق کا توقف کرنا انکی خلافت مین قادح ہو عثمان بن عفان کے قصاص مین جناب امیر کا توقف بطریق اولی قادح ہوگا - کیونکہ حضرت عثمان کو قتل کرنیکا گو موجب نہ متحقق تھا نہ متوہم جب اہل سنت حضرت امیر کے توقف کو قادح نہین جانتے ہین حضرت ابوبکر کے توقف کو کس لئے قادح جانین گے پس انپر الزام عاید نہین ہوتا ہی **پانچوان جواب** خالد سے مالک بن نویرہ کا قصاص لینا ابوبکر صدیق کے ذمے پر اس وقت واجب

سپاہیون کا ان کو مسلمان ہونے کی خبر دینا ۱۲ منہ

دعا کہ مالک کے وارثون نے قصاص طلب کرین - اس کے وارثون سے تو قصاص طلبی ثابت نہین ہوی - بلکہ اسکا برادر متعم بن نویرہ جو مالک کے ساتھ بڑی محبت رکھتا تھا اور ایکمدت اسکے فراق مین نعرے مارتا اور کپڑے پھاڑتا اور مٹھنے کہتا تھا عرب مین اسکے مرثئے مشہور اور ضرب المثل ہوے تھے سو اسنے بھی عمر فاروق کی خدمت مین اپنے بھائی کا ارتداد کا اقرار کیا - جب حضرت عمر نے یہ بات سنی صدیق اکبر کے زمانے مین خالد پر جو انکار کرتے تھے اس سے نادم ہوے - اور اقرار کیا کہ صدیق اکبر نے جو عمل کیا محض حق اور عین صواب تھا - اس باتکی دلیل صریح بھی ہی کہ عمر فاروق کو حد جاری کرنے اور قصاص لینے مین جو بڑی شدت تھی - اور اپنی خلافت مین بڑا اقتدار پایا باوجود اس کے ہرگز خالد کے متعرض نہوے نہ حد جاری کیا نہ قصاص لیا - **دوسرا طعن** ابوبکر صدیق کہتے تھے لَسْتُ بِخَیْرِکُمْ وَعَلِیٌّ فِیْکُمْ پس اگر اس قول مین صادق ہین تو امامت کے قابل نہین - کیونکہ مفضول باوجود افضل کے لایق امامت نہین - اگر کاذب ہین تو بھی امامت کے قابل نہین کیونکہ کاذب فاسق ہی وَالْفَاسِقُ لَا یَصْلُحُ لِلْاِمَامَۃِ **جواب** اول تو یہ روایت اہل سنت کی کتابون سے کسی کتاب مین موجود نہین نہ بطریق صحیح نہ بطریق ضعیف پہلے یہ روایت اہل سنت کی کتابون سے ثابت کیا چاہیے اسکے بعد جواب طلب کرین شیعہ اپنے مذہب کے مفتریات سے اہل سنت کو الزام دینا کمال نادانی ہی - **دوسرا جواب** یہہ اگر شیعہ کے کسی موافق ہم اس روایت کو قبول کرین تو بھی یہ جواب دیا جاتا ہی کہ حضرت امام ہمام امام زین العابدین کا صحیفہ کاملہ جو شیعہ کے پاس صحیح اور متعدد طریقون سے ثابت ہی اس مین امام سے مروی ہی کہ فرماتے تھے اَنَا الَّذِیْ اَفْنَیْتُ الذُّنُوْبَ عُمُرِیْ اگر امام اس کلام مین صادق ہین شیعہ کے کہے موافق قابل امامت نہوے لِاَنَّ الْفَاسِقَ الْمُرْتَکِبَ لِلذُّنُوْبِ لَا یَصْلُحُ لِلْاِمَامَۃِ اور اگر اس کلام مین صادق نہین تو بھی قابل امامت نہین کیونکہ کاذب فاسق ہی وَالْفَاسِقُ لَا یَصْلُحُ لِلْاِمَامَۃِ پس شیعہ اس خدشے کا جو جواب دینگے اہل سنت کے طرف سے بھی ابوبکر صدیق کے باب مین وہی جواب قبول کرین - اسکے سوا اور بھی بہت سے جوابات ہین اختصار کے لئے نہین لاے گئے - **تیسرا طعن** یہ کہ حضرت نے کبھی ابوبکر صدیق کو کسی کام پر جو دین متین و شرع مبین سے علاقہ رکھتا ہو والی نہ فرمایا جس نے مسلمانون کے ایک کام کی ولایت کا قابل نہو عامہ مسلمین کی ولایت کا قابل کسطرح ہوسکیگا **جواب** اس طعن کا کئی وجہ پر ہی - اول تو یہ محض دروغ محض و بہتان صرف ہی کیونکہ سنی و شیعہ کے اہل سیر و تواریخ کے اجماع سے صحت کے ساتھ ثابت کو پہنچا ہی کہ شکست احد کے بعد جب یہہ خبر پہنچی کہ ابوسفیان نے احد سے مراجعت کے بعد بہت نادم ہوکے چاہتا ہی - کہ مدینے پر تاخت کرے تب حضرت نے ابوبکر صدیق کو اسکے مقابلے پر روانہ فرمایا - اور ہجرت کے چوتھے سال بنی نضیر کے غزوے مین ایکشب حضرت نے ابوبکر صدیق کو لشکر کی امارت دیکے آپ دولتخانے مین تشریف فرما ہوئی - اور ہجرت کے چھٹوین سال غزوۂ بنو لحیان کے لئے

نکلے وہ قبیلے والون نے یہ خبر سُنکے پہاڑون مین جاکر پناہ لی۔ حضرتؐ نے ان کی منزل مین دو روز اقامت کرکے اطراف
سرایا روانہ کئے۔ انھین سے ایک عدہ تکڑی پر ابوبکر صدیق کو امارت دیکے کراع الغمیم کی طرف روانہ فرمایا۔ اور غزوۂ
تبوک مین حضرتؐ کا ارشاد ہوا کہ سلام کی فوجین بھیجنے کے باب حجۃ الوداع مین فراہم آوین اور لشکر کا کمانڈر ابوبکر صدیق رہے اور لشکر کی موجودات
انہین پر مقرر ہوی۔ اور غزوۂ خیبر مین جب حضرتؐ کو درد شقیقہ عارض ہوا بار بار قلعے کا محاصرہ کیا جاتا تھا تب حضرتؐ نے ابوبکر صدیق کو اپنی نیابت دیکے
قلعے کے فتح کرنے کو روانہ فرمایا اس روز ابوبکر صدیق ہی جھنڈا لیکر گئے اور ساتون دن ابوبکر صدیق ہی کلاب کی ایک جماعت پر روانہ فرمایا اور سلمہ
بن الاکوع بھی اپنے رسالے کے ساتھ انہین کے تابع تھے۔ پس صدیق اکبر نے بنو کلاب کے ساتھ بڑا ہی جنگ کیا۔ سواے ایک
جماعت ماری گئی اور ایک گروہ اسیر ہوئی۔ اور بنی فزارہ پر بھی امیر لشکر صدیق اکبر تھے چنانچہ حاکم نے سلمہ بن اکوع سے
روایت کرتا ہے کہ اَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَا بَکْرٍ فَغَزَوْنَا نَاسًا مِنْ بَنِیْ فَزَارَۃَ
فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَاءِ اَمَّرَنَا اَبُوْ بَکْرٍ فَغَزَوْنَا فَلَمَّا صَلَّیْنَا الصُّبْحَ اَمَّرَنَا اَبُوْ بَکْرٍ فَشَنَنَّا الْغَارَۃَ
الی آخر الحدیث۔ اور معارج النبوۃ اور حبیب السیر مین مذکور ہے کہ غزوۂ تبوک کے بعد ایک اعرابی نے حضرتؐ کی جناب فیض مآب
مین آکے عرض کیا کہ اعراق کی ایک قوم وادی الرمل مین جمع ہوکے شبخون کا ارادہ رکھتی ہے تب حضرتؐ نے اپنا خاص جھنڈا
ابوبکر صدیق کو دیکے اور امیر لشکر بناکے اس جماعت پر روانہ فرمایا۔ اور جب بنی عمرو ابن عوف مین غائلہ جنگی واقع ہوی
ظہر کے بعد حضرتؐ کے حضور مین یہ خبر پہنچی سو انکی اصلاح کے لئے انکے محلے کی طرف تشریف فرما ہوے۔ اور بلال کو حکم
فرمایا کہ نماز عصر کا وقت پہنچے اور مین نہ آؤن تو ابوبکر صدیق کو کہدے کہ امامت کرے نماز پڑہے
اس روز حکم کے موافق صدیق اکبر ہی نماز عصر کی امامت کیا۔ اور نوین سال جب حج فرض ہوا۔
اور بعضے مہمات کے سبب سے حضرتؐ کا تشریف لیجانا نہو سکا تب صدیق اکبر کو امیر حاج بناکے اپنے صحابہ کی ایک جماعت کثیر
کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف روانہ فرمایا تا وہان جاکے حج قایم کرے اور خلایق کو اس عادت کبری کے قاعدون سے آگاہی
دین اور حضرتؐ نے اپنے مرض موت مین نماز کی امامت جو ان کے تفویض کی پنجشنبے کی شب سے دوشنبے کی صبح تک سو جو انہون
نے نماز پڑہوائی اس قدر مشہور ہے کہ بیان کی حاجت نہین۔ اور تامل کیا چاہیے کہ امور دینیہ جو رئیس کے ساتھ علاقہ رکھین
یہی تین چیزین ہین۔ اول جہاد۔ دوسرے حج۔ تیسری نماز۔ ان تینو چیزون مین حضرتؐ نے انکو اپنے حضور مین اپنی نیابت
عنایت کی ہے۔ پھر دوسرا کونسا امر دین باقی رہا کہ اس مین ابوبکر صدیق کو امامت کی لیاقت نہین تھی۔ دوسرا یہ کہ سلمانا
حضرتؐ نے ابوبکر صدیق کو کسی کام کے والی نہ فرمایا۔ لاکن انکو تو اپنے وزیر و مشیر جانتے تھے اور انکے بلا حضور دین کا کوی
کام سرانجام نہین پاتا تھا۔ اور ہمیشہ بادشاہونکی یہی عادت رہی ہے کہ اپنے وزیرون اور امیرون کو عملداری اور فوجداری

پر نہیں بھیجتے ہیں - کیونکہ حضور کے عمدہ کام انکے نہ رہنے سے ابتر ہو جاتے ہیں - اور یہ وجہ تو خود حضرت نے ہی ارشاد فرمایا - کہ حاکم نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتا ہے کہ میں حضرت سے سنا ہوں فرماتے تھے کہ میرا قصد تھا کہ لوگونکو دور دراز کے ملکوں پر دین اور فرایض کی تعلیم کے لئے روانہ کروں جیسے عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو روانہ کرتے تھے - حاضروں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسے لوگ حضور علی میں موجود ہیں جیسے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق - حضرت نے فرمایا کہ اِنَّہٗ لَا غِنٰی لِیْ عَنْھُمَا اِنَّھُمَا مِنَ الدِّیْنِ کَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ یعنے وے دونوں از رہے دین کے بجاے سمع و بصر کے ہیں اور انسے مجھکو استغنا نہیں - اور بھی حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں سے میری مدد کی - اہل زمین سے دو وزیر ہیں ایک ابوبکر ہے دوسرا عمر اور اہل آسمان سے دو وزیر ایک جبرئیل دوسرے میکائیل - میسرا یہہ کہ کسی کام پر روانہ نفرمانے سے امامت کی عدم لیاقت کا موجب لازم نہیں آتا ہے - اگر شیعہ کے اس دعوے کو تسلیم کریں تو یہہ بات لازم آتی ہے کہ حضرات حسنین بھی امامت کی لیاقت نہیں تھی معاذ اللہ من ذلک - کیونکہ حضرت امیر نے ان ہر دو امام عالیمقام کو کسی جنگ میں اور کسی مہم پر نہیں بھیجتے تھے - بلکہ انکے برادر علاتی محمد بن الحنفیہ کو اکثر مہمات پر مامور فرماتے - یہاں تک کہ لوگون نے انسے سوال کیا کہ آپکے پدر بزرگوار جنگون میں اور خطرناک جگہون میں انکو ہی روانہ فرماتے ہیں - اور حسنین کو آپسے جدا نہیں کرتے ہیں اسکا کیا سبب ہے - اس امام زادہ با انصاف نے فرمایا کہ میرے والد ماجد کے اولاد ہیں حسنین کریمین انسان کے بدن میں دو آنکھ کی جائے ہیں اور دوسرے ہاتھہ اور پیر کے جائے پر جب کام ہاتھہ اور پاؤن سے سرانجام پاوے آنکھہ کو کس لئے رنج دیں بلکہ انسان کی جبلی عادت ہے کہ آفت کے وقت ہاتھہ کو اپنی آنکھہ کی ڈھال بناتا ہے - **چوتھا طعن** ابوبکر صدیق نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے سے جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو حصہ نہ دیا - تب بی بی نے فرمایا کہ اے پسر ابوقحافہ تم اپنے باپ سے میراث لینا اور میں اپنے باپ سے نہ لینا کونسا انصاف ہے - اور بی بی کے مقابلے میں ایکہی شخص کی روایت سے حجت لانی اور وہ شخص واحد آپ ہی تھے سو اس طرح روایت کی کہ میں نے حضرت سے سنا ہے کہ فرماتے کہ ہم لوگ جو فرقہ انبیا ہیں نہ کسی سے میراث لیتے ہیں اور نہ کوئی ہم سے میراث لیتا ہے یہ حدیث صاف نص قرآنی کی مخالف ہے وہ نص یہہ ہے یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ اور یہہ نص عام ہے نبی اور غیر نبی کو شامل ہے - اور وہ حدیث اس دوسری حدیث کی بھی مخالف ہے وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ - وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا - یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ پس معلوم ہوا کہ انبیا وارث بھی ہوتے اور ان کے وارث ان سے

میراث بھی لیتے ہیں۔ **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو جو میراث نہ دیا محض اس نص کے سننے کا سبب ہوا نہ کچھ بغض و عداوت کا موجب اس دلیل سے کہ میراث پہنچنے کی تقدیر میں ازواج مطہرات کو بھی حضرت کے ترکے سے حصہ پہنچتا تھا۔ اور صدیق اکبر کی دختر جناب عائشہ صدیقہ بھی انہیں سے تھیں۔ بھلا ابوبکر صدیق کو فاطمہ زہرا کے ساتھ عداوت تھی تو ازواج مطہرات اور اسکے پدر و برادر دون خصوصاً اپنی دختر کے ساتھ کیا عداوت تھی کہ سب کو محروم المیراث کر دیا۔ اور حضرت کے متروکہ سے نصف کے قریب آپکے عم بزرگوار عباس رضی اللہ عنہ کو پہنچتا تھا۔ اور عباس ہمیشہ صدیق اکبر کی ابتدائی خلافت سے انکے رفیق اور مشیر رہے انکو کس لئے محروم المیراث کرتے۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ انہوں نے تو ہی ایک روایت سے جناب خاتون جنت کو جواب دیا۔ دروغ محض ہے کیونکہ جمیع اہل سنت کی کتابوں میں حذیفہ بن الیمان اور زبیر بن العوام اور ابو درداء اور ابوہریرہ اور عباس و علی مرتضیٰ و عثمان و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص کی صحیح روایت سے ثابت ہے۔ اور یہ سب اجلۂ صحابہ سے ہیں۔ اور انسے بعضے جنت سے بھی مبشر ہیں۔ اور حذیفہ کے باب میں تو ملا عبداللہ مشہدی نے اظہار الحق میں حضرت کی یہ حدیث لائی ہے۔ کہ مَا حَدَّثَكُمْ بِهِ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوهُ اور انسے علی مرتضیٰ بھی ہیں کہ شیعہ کے اجماع سے معصوم اور اہل سنت کے اجماع سے صادق ہیں۔ گو کہ عائشہ صدیقہ اور صدیق اکبر و عمر فاروق کی روایت کو اس مقام میں اعتبار نہ کریں۔ اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ الْبَصْرِيِّ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ بِمَحْضَرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِيهِمْ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ وَعُثْمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِاِذْنِهٖ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ قَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ

پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی قطعیت میں آیت کے برابر ہے۔ کیونکہ یہ جماعت جن کے نام کہ راوی انسے ایک راوی کی خبر بھی یقین کا افادہ دیتی ہے۔ کیا پوچھے کہ جب یہ جماعت کثیر علی الخصوص علی مرتضیٰ کہ شیعہ کے پاس معصوم ہیں۔ اور معصوم کی روایت یقین کا افادہ دیتے ہیں انکے نزدیک قرآن کے برابر ہے۔ روایت کرے ان سب روایتوں کے قطع نظر شیعہ کی صحیح کتابوں میں امام معصوم سے بھی موجود ہے کہ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الرَّازِيُّ فِي الْكَافِي عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ نِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَام قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ
لَمْ یُوَرِّثُوْا۔ وَفِیْ نُسْخَۃٍ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ
مِنْ اَحَادِیْثِھِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِنْھَا فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

اور کلینی شیعہ کے اعتراف سے قطعاً مفید حصر ہو۔ چنانچہ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ میں گذرا۔ پس معلوم ہوا کہ
انبیا علم و احادیث کے سوا کسی کو کسی چیز میں میراث نہیں دیے ہیں فَثَبَتَ الْمُدَّعٰی بِمَدَایَۃِ الْمَعْصُوْمِ
اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ پیغمبر کی خبر جسنے بلا واسطہ اس جناب سے سنا ہو بلا شبہہ اسکے حق میں علم یقینی کا افادہ دیتی ہو۔ اور اپنی
سماعت پر عمل واجب ہو۔ خواہ دوسرے سنے یا نہ سنے۔ اور اجماع اصولیین میں سنی و شیعہ کے ثابت ہو کہ خبر متواتر و غیر متواتر
کی تعمیم ان لوگوں کے بہ نسبت بھی جو پیغمبر کو نہ دیکھے بلکہ دوسروں کی وساطت سے سنے ہوں۔ نہ ان لوگوں کے حق میں جو رسول
کا مشاہدہ کئے۔ اور بلا واسطہ اس سے ایک خبر سنے۔ کہ یہ خبر اسکے حق میں متواتر بلکہ متواتر سے زیادہ کا حکم رکھتی ہو جب
ابوبکر صدیق نے یہ خبر خود سماعت کی تھی دوسرے سے تفتیش کرنے کی حاجت نہ ہی۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ یہ خبر آیت کی مخالف ہو یہ
بھی غلط ہو۔ کیونکہ اس آیت میں کم کا خطاب امت کی طرف ہو نہ پیغمبر کے جانب پس یہ حدیث آیہ کے تعمیم خطاب کی مبین
ہو نہ اسکی مخصص۔ اور اگر مخصوص ہی ہو پس آیت کی تخصیص لازم آویگی مخالفت کہاں۔ اور یہ آیت تو بہت تخصیص پائی ہو۔ مثلاً
کافر کی اولاد وارث نہیں اور غلام وارث نہیں اور قاتل وارث نہیں ہو۔ اور شیعہ بھی روایت کرتے ہیں کہ خود ائمہ اپنے
باپ کے بعض وارثوں کو ان کے بعض ترکے سے منع فرمائے۔ اور وہ میراث آپ ہی لئے ہیں جیسے اپنے پدر کی شمشیر اور
مصحف اور انگشتری اور پوشاک اس سند سے کہ اسکے راوی خود آپ ہی ہیں۔ اور اہل سنت کے پاس تو ابھی عصمت ثابت
نہیں ہو۔ اور وہ حدیث حضرت امیر سے لیکے سب ائمہ اہلبیت کے پاس صحیح اور ثابت ہو اسکی دلیل یہ ہے کہ جب حضرات کا ترکہ
انکے ہاتھ آیا عباس کو اور انکی اولاد کو خارج کئے اور ازواج مطہرات کو بھی حصہ نہیں دیے پس اگر پیغمبر کے ترکے میں میراث جاری
ہوتی سے ائمہ جو شیعہ کے پاس معصوم اور اہل سنت کے پاس محفوظ ہیں کسطرح بصریح حق تلفی روا رکھتے بلکہ نکہ اہل سیر و تاریخ
اور علماے حدیث کے اجماع سے ثابت ہو کہ حضرت کا متروکہ خیبر اور فدک وغیرہ سے حضرت کے زمانے میں حضرت علی و عباس
کے ہاتھ آیا حضرت علی نے حضرت عباس پر غلبہ کیا اور حضرت علی کے بعد حضرت امام حسن کے ہاتھ آیا اور اسکے بعد حضرت امام حسین
کے متصرف میں آیا پھر علی بن الحسین اور حسن بن حسن کی ملک میں آیا ہے ہر دو حضرات اس میں تداول کرتے تھے۔ انکے بعد زید
بن حسن بن علی جو حسن بن حسن کے برادر تھے متصرف ہوے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اسکے بعد جب مروان کی حکومت میں
کے ہاتھ آیا سو حکام مروانیہ کی برتصرف میں رہا جب حکومت عمر بن عبد العزیز کی نوبت پہنچی انھوں نے جب کمال عدالت

یہ آیت انبیا کے وارث علما ہیں ہونے کی دلیل ہے ہم دینار کا کسی کو وارث نہیں کرتے ان کا ترکہ خاص مومنین کے وارث کرتے ہیں جس سے انبیا کی موافقت ظاہر ہو ۱۲

سوا اسکے کہ ہبہ ثابت ہوا دعا سے ثابت ہوا روایت سے معصوم سے

یہ تفصیل ہے ۱۲

سے متصف تھے اس کو اولاد فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی طرف رد کیا۔ پس اہلبیت کے ائمہ معصومین کے عمل سے معلوم ہوا کہ حضرت کے ترکے مین میراث جاری نہین ہی۔ اور آیت موا ریث حدیث مذکور سے تخصیص پائی ہی۔ اب ہم رجوع کرتے ہین اس بات کی طرف جو کہے کہ آیت وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ انبیا وارث ہونے اور انبیا سے بھی میراث لینے پر دلالت کرتی ہے سو اس حدیث قطعی کی مخالف ہی جو معصومین کی روایت سے ثابت ہوی۔ اب ہم نے اس اشکال کے حل کرنے مین بھی قول معصوم کی طرف رجوع لیا۔ اور شیعہ کے ہی کتب مین یہ روایت ملی کہ رَوَى الْكُلَيْنِيُّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا وَرِثَ سُلَيْمَانَ پس معلوم ہوا کہ یہ وراثت علم و نبوت اور کمالات نفسانی کی ہی نہ مال و متروکے کی۔ اور عقل قرینہ بھی قول معصوم کے مطابق اسی وراثت پر دلالت کیا۔ کیونکہ اجماع اہل تاریخ سے حضرت داؤد کے انیس فرزند تھے سب کے سب وارث ہوتے تھے۔ حالانکہ حق تعالیٰ حضرت سلیمان کے اختصاص اور امتیاز کے مقام مین فرمایا وَاَوْرَثْنَا۔ انکو حضرت داؤد کے ساتھ جو اختصاص تھا دوسرے برادرون کو اس مین شرکت نہین تھی۔ وہ خصوصیت یہی علم و نبوت کی وراثت ہی کیونکہ دوسرے برادرونکو یہ چیز مین حاصل نہین تھین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر پسر اپنے پدر کی میراث لیتا ہی۔ اور ہا پکا وارث ہوتا ہی۔ پس اس سے خبر دینی لغو محض ہوگا۔ کلام الٰہی مین تو ہرگز لغو نہین اور جس چیز مین سب عالم شریک ہین اس چیز مین سلیمان کی شرکت بیان کرنی کیا ضرور کی کا موجب ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے فضائل و مناقب مین یہ وراثت عامہ مذکور فرماوے۔ اور کلام آیندہ صریح اس بات پر ناطق ہی کہ وراثت سے مراد وراثت علمی ہے جہان ارشاد ہوا۔ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ الی آخرہ۔ اگر کہین کہ لفظ وراثت علم مین مجازی ہی۔ اور مال مین حقیقی۔ پس لفظ کو بلا ضرورت مجاز کی طرف کس لیے پھیرا جاتا ہے۔ تو ہم کہتے ہین کہ قول معصوم کی حفاظت کی ضرورت ہی تا تکذیب لازم نہ آوے۔ اور وراثت مال مین حقیقی ہی سو بات بھی ہم مسلم نہین رکھتے ہین بلکہ فقہا کے عرف مین غلبہ استعمال سے تخصیص پائی ہی جیسے منقولات عرفیہ اور حقیقت مین علم و منصب کی وراثت پر اسکا اطلاق صحیح ہے۔ سلمنا کہ وہ مجاز ہی لاکن مجاز متعارف اور مشہور ہے خصوصاً استعمال قرآنی مین اس حد کو پہنچا ہے کہ حقیقت کے ساتھ پہلو مارتا ہے۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ۔ لاکن دوسری آیت یعنے يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ پس اسجگہ ہدایت عقلی سے قطعاً وراثت سے منصب مراد ہی کیونکہ اگر لفظ اٰلِ يَعْقُوْبَ سے مجاز کی راہ کرکے حضرت یعقوب کی نفس ذات مراد ہو تو لازم آتا ہے کہ حضرت یعقوب کا مال انکے زمانے سے حضرت زکریا کے زمانے تک کہ دو ہزار سال سے زیادہ گذرے تھے تقسیم نہ پاکے باقی تھا۔ حضرت زکریا کی وفات کے بعد اسکی تقسیم ہو کے حضرت یحییٰ کا حصہ یحییٰ کو پہنچا وَهُوَ سَفْسَطَةٌ کیونکہ اگر حضرت زکریا کی وفات کے آگے تقسیم پایا ہو وہ مال

حضرت زکریا کا ہوگا اور یَرِثُنِیْ مین داخل - اور آل یعقوب سے مراد اولاد یعقوب ہون تو لازم آتا ہی کہ حضرت یحیی تمام بنی اسرائیل کے وارث مین کیا موے کیا زندے اور یہہ سفسطہ تو پہلے سے اشد واضح ہی پس یہ آیت اس مقام مین لانی اس فرقے کے علما کی کمال خوش فہمی ہے - اور بھی حضرت زکریا دو لفظ فرمائے وَلِیًّا وَّیَرِثُنِیْ جناب الٰہی سے ایک ولی ایسا چاہئے کہ صفت وراثت سے موصوف رہی - پس اگر خاص وراثت علمی مراد ہو تو یہہ صفت محض لغو پڑیگی - اور اس کے ذکر مین کچھہ فایدہ نہین - کیونکہ سب شرایع مین باپ کا وارث بیٹا ہی - اور لفظ ولی سے مال کی وراثت معلوم ہوتی ہے - اور انبیا کے ہمم عالیہ اور نفوس قدسیہ تو اس علم بے ثبات کے تعلقات سے بری ہین سواے جناب الٰہی کے دوسرا تعلق نہین رکھتے ہین - اور تمام متاع دنیوی کو ایک جو کے برابر شمار نہین کرتے ہین خصوصاً حضرت زکریا علیہ السلام جو کمال بے تعلقی کے ساتھہ مشہور و معروف ہین - ایسے پیغمبر گرامی قدر مال و متاع کی وراثت سے جو انکی نظر مین ادنی قدر نہین رکھتی تھی اندیشہ کرنا محالات عادیہ سے ہی اور اسواسطے کمال اندوہ و ملال بارگاہ ایزد متعال مین ظاہر کرنا صراحۃً ولی کی کمال محبت اور تعلق کو چاہتی ہے اور حضرت زکریا اگر اس بات سے ڈرے ہوتے کہ میرا مال میرے چچیرے بھائیونکو پہنچیگا اور وے امور ممنوعہ مین خرچ کرین گے - اول تو یہ مقام ڈرنیکا نہین تھا - کیونکہ جب صاحب مال فوت ہووے اور وہ مال وراثت کی رو کرتے دوسرے کی ملک مین آوے خواہ بجا خرچ کرے یا بیجا اسکا مؤاخذہ پرس اسی کے ذمے پر ہی موتی پر کچھہ ہو اخذہ اور عتاب نہین - مع ہذا یہہ خوف بارگاہ الٰہی مین ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی - اسکا دفع خود انہی کے ہاتھہ تھا کہ تمام مال اپنے وفات کے آگے للہ خیرات کر دیتا اور مدبر رَوش وارثون کو محروم چھوڑ دینا ممکن تھا - انبیا کو تو ان کی موت سے آگاہ کرتے ہین اور موت و حیات مین انکو اختیار دیتے ہین پس انکو مرگ مفاجات کا بھی خوف نہین تھا - الحاصل اس جگہہ یَرِثُنِیْ سے منصب کی وراثت مراد ہی کہ کہین اشرار بنی اسرائیل میرے بعد غلبہ کرکے احکام الٰہی و شرائع ربانی کی تحریف و تبدیل نکرین - اور میرے علم کے محافظ اور عامل بھو کے فائز مقام کے خوب ہووین - پس انکا قصد طلب ولد سے احکام الٰہی کا جاری کرنا - اور شریعت کا رواج دینا اور اپنے خاندان مین نبوت کا باقی رہنا ہے - تا اجر کی زیادتی اور مدت دراز تک اسکے بقا کا موجب ہو نہ بخل مال کا سبب - اور بعضے علما اس جگہہ بحث کرتے ہین کہ پیغمبر سے کسی کو میراث نہ پہنچی تو ازواج مطہرات کے حجرے کس لئے انکی میراث مین دئے - **جواب** اس بحث کی غلطی پر ظاہر ہے کیونکہ ازواج مطہرات کے حجرے انکی ملکیت کے سبب سے انکے تصرف مین تھے نہ میراث کی جہت سے - بدستور حضرت بہرہ کا حجرہ - کہ حضرت نے ہر ایک حجرہ ایک ایک

بی بی کے نام سے بنا کے انکے حوالے فرمائے تھے پس ہبہ مع القبض متحقق ہوا اور وہ ملکیت کا موجب ہے بلکہ حضرت زہرا اور حضرت اسامہ کے واسطے بھی اسی طرح مکانات بنا کے ان کے تحویل فرمائے تھے اور وے ان مکانات کے مالک ہو کے حضرت کے حضور میں تصرف مالکانہ کرتے تھے - اور اس دعوے پر دلیل یہ ہے کہ شیعہ اور سنی کے اجماع سے ثابت ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی رحلت نزدیک پہنچی - آپنے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے رجعت طلب کی کہ میرے دفن کے لئے میرے جد امجد کے ہمسایہ میں جگہ دیجئے - اگر ام المومنین کا حجرہ انکی ملک میں نہوتا انسے اذن طلب کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا ہے - ازواج مطہرات جو اپنے مکانات کے مالک تھیں انکی ملکیت قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتی ہے - کہ گھر وں کی اضافت ازواج مطہرات کے طرف کرکے ارشاد ہوا کہ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ والا مقام یہ تھا کہ ایسا فرماوین وَقَرْنَ فِي بَيْتِ الرَّسُولِ اور بعضے علمائے شیعہ کہتے ہین کہ ایسا ہو تو شمشیر اور زرہ اور دلدل اور ایسی ہی چیزین کس لئے جناب امیر کو پہنچین - ہم کہتے ہین کہ بھی دنیا دلیل صریح اس بات پر ہے کہ حضرت کے متروکے مین میراث نہین تھی - کیونکہ حضرت امیر کو اگر میراث نہین پہنچی تھی اگر انکو میراث پہنچتی حضرت زہرا اور ازواج طاہرات اور حضرت عباس بھی وارث ہوتے پس وے چیزین جو حضرت امیر کو عنایت ہوین اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت کا مال آپکی وفات کے بعد سب مسلمانون پر وقف کا حکم رکھتا ہے - خلیفہ وقت جسکو چاہیگا ایک چیز کے ساتھ مخصوص کریگا - حضرت امیر کو ان چیزون کے لائق بلکہ الیق سمجھکے خلیفہ اول نے خاص کیا - اور حضرت کے متروکے سے بعض اشیا بنی ہاشم العوام کو بھی جو حضرت کے چچی کے فرزند تھے دین - اور محمد بن مسلمہ انصاری کو بھی بعضی چیزین عنایت کین پس یہ تقسیم میراث نہونے پر دلیل صریح ہے اور اسکو معرض شبہہ مین لانا اہل سنت کے واسطے دوسری دلیل زیادہ کرنی ہے ۵ عدد و سبب خیر گر خدا خواہد ۔ خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ است ۔ اگلچہ اور ایک فایدہ عظیمہ یہ ہے کہ شیعہ پہلے یہ طعن کرتے کہ صدیق اکبر نے منع میراث کیا - جب ائمہ معصومین کے عمل سے اور ان حضرات کی روایات سے آنحضرت کی عدم توریث ثابت ہوی اس دعوے سے انتقال کرکے دوسرا دعوی تراشے وہ یہ ہے پانچوان طعن - ابوبکر صدیق نے جناب فاطمہ زہرا کو باغ فدک دیا حالانکہ حضرت نے بی بی کے لئے ہبہ کیا تھا - اور بی بی کا دعوا مسموع نکیا اور اس پر گواہی طلب کی جب بی بی نے حضرت علی اور ام ایمن کو شاہد لایا - انکی گواہی دی کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کفایت نہین کرتی ہے - بلکہ دوسری ایک عورت بھی چاہئے - تب حضرت فاطمہ نے غصہ ہوین اور ابوبکر صدیق سے ترک کلام کیا حالانکہ حضرت نے جناب فاطمہ کے حق مین ارشاد فرمایا ہے مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي جواب اس طعن کا یہ ہے کہ حضرت زہرا ہبہ کا دعوا کرنا - اور حضرت علی اور ام ایمن یا حسنین کریمین کی اختلاف الروایات گواہی دینی اصلا اہل سنت کی کتب مین موجود نہین - محض شیعہ کے

مقولیات سے ہے۔ ایسی بات اہل سنت کو الزام دینے کے مقام میں لانا اور اسکا جواب طلب کرنا کمال سفاہت ہے۔ لکہ اہل سنت کی کتابوں میں اسکے برخلاف موجود ہے چنانچہ مشکوٰۃ من ابوداؤد نے مغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا بنو مروان کو جمع کرکے کہا اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت لہ فدک وکان ینفق منہا ویعود منہا علی صغیر بنی ہاشم ویزوج منہا ایمہم وان فاطمۃ رضی اللہ عنہا سالتہ ان یجعلہا لہا فابی فکانت کذلک فی حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی مضی لسبیلہ فلما ان ولی ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حیاتہ حتی مضی لسبیلہ فلما ان ولی عمر بن الخطاب عمل فیہا بما عملا حتی مضی لسبیلہ ثم اقطعہا مروان ثم صارت لعمر بن عبدالعزیز فرایت امرا منعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ لیس لی بحق وانی اشہدکم انی رددتہا علی ما کانت یعنی علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر

پس جب یہ واقع میں بحقق نہ ہوا تو دعوے کا صدور اور شہادت کا وقوع ان بزرگوں سے جو شیعہ کے نزدیک معصوم اور سب سے نزدیک محفوظ ہیں امکان اور گنجایش میں نہیں رکھتا ہے۔ **دوسرا جواب** شیعہ کے کہنے کے موافق ہم نے اس روایت کو قبول کیا۔ لاکن یہ مسئلہ شیعہ سنی کا مجمع علیہ ہے کہ موہوب لہ کی ملک موہوب اسوقت ہوتی ہے جب تک کہ اسکے قبض و تصرف میں نہ آجاوے۔ فدک تو حضرت کے حین حیات حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کے تصرف میں نہیں آیا تھا۔ بلکہ حضرت کے ہاتھ تھا۔ اس میں تصرف مالکانہ کرتے تھے اور ابوبکر صدیق نے بیعہ کے دعوے میں جناب فاطمہ زہرہ کی تکذیب نہ کی۔ بلکہ تصدیق کی۔ لاکن فقہی مسئلہ بیان کیا مجرد ملک کا موجب ہبہ نہیں ہوتا ہے۔ جب تک کہ قبض متحقق نہ ہووے۔ اور اس صورت میں ہرگز گواہ طلب کرنے کی حاجت نہیں تھی۔ اگر بالفرض حضرت علی وام ایمن محض خبر دینے کہ طور پر ظاہر کیے ہوں اس کو دو شہادت کہنا عجب جہل ہے۔ ماں ابوبکر صدیق کو نہ بھی ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر حکم نہیں کیا نہ ان کو دو شہادت کی وجہ سے شہادت اسکو کہتے ہیں کہ شاہد جھوٹ کی تہمت باندھیں۔ اور دو گنگو بھی نہیں۔ شاہد کی تصدیق کرنا اور بات ہے اور اسکی شہادت کے موافق حکم کرنا۔ اور جسنے ان مرد و عورت کو حرق کرکے اور حکم کرنے کو شہادت کی تکذیب سمجھے۔ علما کی نزدیک قابل اعتنا نہیں رہتا ہے۔ اور جب مسئلہ بشرعی قرآن سے منصوص ایسا ہو کہ جب تک ایک مرد دو عورت گواہی نہ دیں حکم کرنا نہیں بچتا ہے۔ اس صورت میں صدیق اکبر کا حکم شرع کے مجتہد رہنے کا سبب ہے اور وہ جو کہتے ہیں کہ

حضرت نے فرمایا کہ مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ اس حدیث سے لازم دین لغت عرب سے کان دلالت کرتا ہے کیونکہ اغضاب وہ ہے کہ ایک شخص اپنے قول و فعل سے کسی کو غضب میں لانیکا قصد کرے۔ پر ظاہر ہے کہ ابوبکر صدیق نے جناب فاطمہ زہرا کی ایذا کا قصد نکیا۔ بلکہ بارہا عذر کے وقت میں کہتے تھے کہ وَاللّٰہِ یَا اِبْنَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَّ قَرَابَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ پس جب اغضاب انکی طرف سے متحقق نہوا کس طرح وعید میں داخل ہونگے۔ ہاں حضرت زہرا کو بشریت سے غضب میں آئی ہوں لاکن جب وعید لفظ اغضاب سے آئی ہے نہ لفظ غضب سے۔ اس صورت میں ابوبکر صدیق وعید میں داخل نہیں ہوتے ہیں اگر وعید اس لفظ سے آئی ہوتی کہ مَنْ غَضِبَتْ عَلَیْہِ فَاطِمَۃُ غَضِبْتُ عَلَیْہِ البتہ ابوبکر صدیق داخل وعید ہوتے۔ اور حضرت امیر پر حضرت زہرا کا غضب بارہا خانگی مقدمات میں واقع ہوا ہے۔ ازانجملہ جب حضرت امیر نے ابوجہل کی بیٹی کی خواستگاری کی حضرت زہرا نے غمگین ہوگئی حضرت کی جناب میں آکے ظاہر کیا۔ حضرت نے اسی تقریب سے برسر منبر یہ خطبہ پڑھا اَلَا اِنَّ فَاطِمَۃَ بِضْعَۃٌ مِنِّیْ یُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاھَا وَیُرِیْبُنِیْ مَا رَابَھَا وَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ اور راز اجملیہ کہ حضرت امیر نے حضرت زہرا سے رنجیدہ ہوکر گھر سے تشریف لیجانے کے محمد میں بے فرش زمین پر استراحت کی تھی۔ جب حضرات کو اس بات پر اطلاع ہوئی۔ حضرت زہرا کے پاس آکے پوچھا اَیْنَ ابْنُ عَمِّکِ۔ بی بی نے عرض کی کہ غَاضَبَنِیْ فَخَرَجَ وَلَمْ یَقِلْ عِنْدِیْ یہ ہر دو روایت صحیح اور متفق علیہ ہیں۔ اور یہ بھی بروش بدیہیات سے ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنکو بشریت سے حضرت ہارون پر حد برادر کلان اور اللہ تعالیٰ کے نبی مقرب تھے۔ یہانتک غضب کیا کہ انکی ریش مبارک پکڑکر کھینچا اور یقین ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسےٰ کے غضب کا قصد نکیا تھا کیونکہ نبی کا اغضاب کفر ہے لاکن حضرت موسیٰ کے غضب میں تو کچھ شبہ نہیں پس اگر یہ معاملہ اغضاب کا ہوتا۔ بالفرض حضرت ہارون اسوقت کفر سے متصف ہوتے وَلَیْسَ کَذٰلِکَ نعوذ باللہ منہا بیشتر اجواب سلمنا کہ حضرت زہرا نے میراث نہ دینے یا ہبہ کا دعوانہ سننے سے غصہ ہوئیں اور ابوبکر صدیق سے ترک کلام کی۔ لاکن شیعہ اور سنی کی صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ یہ بات ابوبکر صدیق پر نہایت شاق ہوئی جناب زہرا کے دروازے پر حاضر ہوکے امیرالمومنین مرتضیٰ علی کو اپنے شفیع ٹھہرایا۔ تاحضرت زہرا اپنی حضرت قبول کرکے آپسے خوش ہوجائیں۔ چنانچہ اہل سنت کی روایتیں مدارج النبوۃ اور بیہقی کی کتاب الوفا اور مشکوٰۃ کے شروح میں موجود ہیں بلکہ شیخ عبدالحق نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق نے اس قضیہ کے بعد حضرت فاطمہ زہرا کے مکان پر آیا اور آفتاب کی گرمی میں گھر کے دروازے پر کھڑے رہکر عذرخواہی کی حضرت زہرا نے راضی

ہیں - اور ریاض النضرہ میں بھی بعد قصہ مفصل مذکور ہے اور فصل الخطاب میں بیہقی کی روایت سے شعبی سے بہ قصہ
مروی ہے - اور ابن السکن نے کتاب الموافقت میں ازراعی سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق جناب فاطمہ زہرا کے دروازے
پر آئے سخت دہشت میں کھڑے رہے اور کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤنگا جب تک بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم میرے راضی نہ ہوویں پس حضرت علی ان پر گذرے اور جناب زہرا کو سوگندی کہ انسے راضی ہوویں تب انکی
ابوبکر صدیق سے خوشنودی ہوئی اور شیعہ سے بھی زیادہ تو اصحاب میں بعینہ اہل سنت کے موافق روایت کئے ہیں اور
امامیہ سے صاحب منہج السالکین اور انکے دوسرے علماء روایت کرتے ہیں کہ اِنَّ اَبَابَکْرٍ لَمَّا رَاٰی اَنَّ فَاطِمَۃَ
اِنْقَبَضَتْ عَنْہُ وَھَجَرَتْہُ وَلَمْ تَتَکَلَّمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِیْ اَمْرِ فَدَکَ کَبُرَ ذٰلِکَ عِنْدَہٗ فَاَرَادَ اِسْتِرْضَاھَا
فَاَتَاھَا فَقَالَ لَھَا صَدَقْتِ یَا اِبْنَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْمَا ادَّعَیْتِ وَلٰکِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَقْسِمُھَا فَیُعْطِی الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ بَعْدَ اَنْ یُّؤْتِیَ مِنْھَا قُوْتَکُمْ وَاِلَّا
بِھَا - فَقَالَتِ افْعَلْ فِیْھَا کَمَا کَانَ اَبِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ
فِیْھَا فَقَالَ وَلَکِ اللّٰہُ عَلَیَّ اَنْ اَفْعَلَ فِیْھَا مَا کَانَ یَفْعَلُ اَبُوْکِ فَقَالَتْ
وَاللّٰہِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ ذٰلِکَ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ
فَرَضِیَتْ بِذٰلِکَ وَاَخَذَتِ الْعَھْدَ عَلَیْہِ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ
یُعْطِیْھِمْ مِنْھَا قُوْتَھُمْ وَیَقْسِمُ الْبَاقِیْ فَیُعْطِی الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ
یہ عبارت منہج السالکین اور امامیہ کی دوسرے کتب معتبرہ میں مروی ہے اس عبارت سے صراحۃً مفہوم ہوا کہ
صدیق اکبر نے جناب زہرا کے دعوے کی تصدیق کی - لاکن بی بی اسکے قابض ہونا اور تاحین حیات حضرت سے مزدور رہنا
اپنی ملک سمجھے تھے - جیسا کہ یہ بات مقرر ہی جمیع امت کے پاس - جب ابوبکر صدیق اس دعوے میں [illegible]
کی اور پھر حضرت علی اور ام ایمن کی گواہی کی حاجت رہی الحمد للہ امامیہ کے روایات سے ہی حق ظاہر ہوا
صدیق اکبر بر طور میان و تمت باقی ہے کہ بی بی کا دعوا سنا اور شہادت کی بینات صریح دروغ ہوئی
وَاللّٰہُ یُحِقُّ الْحَقَّ وَیُبْطِلُ الْبَاطِلَ اور یہ بھی جانا چاہئے کہ شیعہ کے علماء جب دیکھے کہ سوائے قبض کہ ملک نہیں
ہوتا ہے پس حضرت زہرا کیلئے غضب من آئی ہیں - اور ابوبکر صدیق کی کہ تفسیر جاہلی زمانہ کی [illegible] اس
دعوے سے انتقال کرکے دوسرا دعوی تملک اور دوسرا طعن تراشتے ہیں جو پہلا طعن حضرت جناب ابوبکر
فدک کے واسطے وصیت فرماتی تھی - ابوبکر صدیق نے آنحضرت کے ترکہ پر تصرف نہ دیا حضرت نے وصیت کا خلاف کیا

جواب اس طعن کا کئی وجہ سے ہے۔ اول یہ کہ وصیت کا دعوا جناب زہرا سے اہل سنت یا شیعہ کسی کتاب سے ثبوت کو پہنچایا جاوے اسکے بعد جواب طلب کریں۔ دوسرا یہ کہ شیعہ وسنی کے اجماع سے وصیت میراث کی بہن ہے پس جس مال میں میراث جاری ہو وصیت کس طرح جاری ہوگی۔ کیونکہ وصیت اور میراث ہر دو موت کے بعد انتقال کرتے ہیں انبیا تو موت کے بعد کسی چیز کے مالک نہیں رہتے ہیں۔ بلکہ انکا مال اللہ تعالیٰ کا مال ہوتا ہے اور بیت المال میں داخل کیا جاتا ہے اسمیں رشتہ سے کہ اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یُشْهَدُوْنَ مِلْكًا مَعَ اللّٰهِ پس جو چیز کہ اسکے ہاتھ آوے اللہ تعالیٰ کی عاریت جانتے ہیں۔ اور اس سے نفع لیتے ہیں اسواسطے نہ اپنے ذکوٰۃ واجب ہوتا ہے نہ اسکے ترکے کے ادا میں اور مال عاریت میں بداہتہً وصیت کرنی اور میراث دینی نافذ نہیں۔ جب انبیا کے مال میں عدم توریث مومنین کی روایت سے قطعاً ثابت ہوا تو وصیت کا نافذ ہونا بالطریق اولیٰ ثابت ہوا کیونکہ توریث وصیت سے بمراتب اقوی ہے اور وصیت توریث سے بمراتب اضعف۔ تیسرا یہ کہ وصیت بالخصوص اس شخص کے واسطے درست ہوتی ہے کہ پہلے اس وصیت کے طرف موصیٰ بہ صادر ہوئی ہو۔ آنجا کہ لفظ ما ترکناہ صدقۃ اپنا کام کرکے گذرا ہے۔ اور پیغمبر کا سب ترکہ وقف فی سبیل اللہ ہوا۔ وصیت کی گنجایش نہیں رہی۔ چوتھا یہ کہ اگر بالفرض وصیت واقع ہوئی ہو اور ابوبکر صدیق کو اس سے اطلاع نہ ہوئی اسکے پاس گواہوں سے ثبوت کو نہ پہنچی اس صورت میں ابوبکر صدیق معذور ہوئے۔ لاکن حضرت امیر کو اپنی خلافت میں معذور نہ کہہ سکتے کہ وصیت جاری نہ کی۔ بلکہ دستور سابق پر فقرا و مساکین اور مسافروں پر تقسیم فرماتے تھے۔ اگر اپنا حصہ خدا ان صرف کرنے میں منع نہیں از حسنین کریمین اور انکی فواہر و نکو انکی والدہ اجدہ کی میراث سے کس لئے محروم فرمایا شیعہ اس بات کے جواب میں انکے سر جواب میں حواک ظل سے ایسا ان لکھا جاتا ہے انکا پہلا جواب یہ ہے کہ جو چیز کہ معصوم ہو اہل بیت کرام اسکو ہبہ نہیں لیتے ہیں جبکہ حضرت نے ابنا مکان مغصوبہ جبکہ معظمہ میں تھا نتیجہ کہ اسکے بعد عاصب سے لیا۔ اس جواب میں حق ہے کیونکہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے وقت میں دولت حضرت امام محمد باقر کے کیا انہیں کے ہاتھ تھا۔ پھر خلفائے بنی عباسیہ اسپر متصرف ہوتے رہے یہاں تک کہ سن دو سو پینس من مامون عباسی کو عامل قثم بن جعفر کو لکھا کہ فدک اولاد فاطمہ کو دیجئے سو اس نے حضرت امام علی رضا کے تحویل کیا پھر متوکل عباسی اسپر متصرف ہوا اسکے بعد منتصر اسکو رد کیا چنانچہ قاضی نور اللہ مجالس المومنین میں تفصیل ذکر کیا ہے۔ پس اگر اہلبیت کوئی چیز مغصوبہ کو نہیں لیتے ہیں تو بے حضرات کیسوا سلے لئے۔ اور حضرت امیر بھی عثمان ذوالنورین کی شہادت کے بعد خلافت کس سے لیتے حالانکہ شیعہ کے قول سے وہ خلافت تو مغصوب تھی۔ دوسرا جواب شیعہ کے طرف سے یہ ہے کہ حضرت امیر نے حضرت فاطمہ زہرا کا اقتدا کرکے آپ بھی اسکے نقش سے درگذرا اس جواب میں بھی سر مو فرق

اور خلیفہ مارکہ ہوکر وقف نورثا حرمانکے میں جیسا کہ عثمان نے کیا

اسکے بعد منتصر کو گالی دینا کس

کیونکہ بعض ائمہ تو فدک کو لیکے اس سے منتفع ہوے۔ کس لئے حضرت فاطمہ زہرا کا اقتدا نہین کئے اور یہ اقتدا بھی تھا یا نہ۔ اگر فرض تھا دوسرے ایمہ یہہ فرض کس لئے ترک کئے اگر فرض نہین تہا حضرت امیر نے نفل کے واسطے کس لئے یہہ فرض ترک کیا جو حقداروں کا حق نہین پہنچایا۔ اور اقتدا اپنے افعال اختیاریہ مین ہوتا ہی نہ افعال اضطراریہ مین اگر حضرت زہرا کیسکے ظلم وستم کے بسبب فدک سے نفع لینے کی قدرت نہ پائین ہون۔ تو یہہ مظلومیت اور مجبوری اور ناچاری کا سبب تھا یہان اقتدا کیا معنی رکہتا ہے۔ اور اقتدا کرتے تو بہی آپ منتفع ہوتے حضرات حسنین اور انکی ہمشیرگون کو کس لئے محروم المیراث کرتے۔ تیسرا جواب شیعہ کے طرف سے یہہ ہے کہ ایمہ اہلبیت سے اسباب مین جو واقع ہوا وہ سب تقیہ کا سبب تھا اس جواب مین یہہ خلل ہی کہ جب امام خروج کرے اور جنگ وقتال مین مشغول ہو اسکو تقیہ حرام ہی۔ یہی مذہب ہے سب امامیہ کا۔ سو واسطے حضرت امام حسین نے ہرگز تقیہ روا نرکھا اور اللہ تعالی کی راہ مین اپنی جان نثار کی۔ پس حضرت امیر اپنی خلافت مین کسلئے تقیہ اختیار کیا ہو معاذ اللہ من ذلک۔ ان سب باتون کے قطع نظر شیخ ابن مطہر حلی نے کتاب منہج الکرامت مین ایک بات ایسی لکھی ہے کہ سب اسکا لین اپنی بیخ وبن سے اکھیڑی جاتی ہین۔ اور ابوبکر صدیق پر بھی ہرگز طعن کی جگہہ باقی نہین رہتی ہے وہ یہہ ہے اِنَّهٗ لَمَّا وَعَظَتْ فَاطِمَةُ اَبَابَكْرٍ فِىْ فَدَكَ كَتَبَ لَهَا كِتَابًا وَرَدَّهَا عَلَيْهَا پس اس روایت کی صحت کی تقدیر مین جو دعوی کہ صدیق اکبر پر تھا خواہ میراث کا ہو یا ہبہ کا یا وصیت کا ساقط ہوگیا پس شیعہ کو کسی وجہ سے طعن کی جگہہ نرہی۔ باقی رہے یہان دو شبہے کہ اکثر شیعہ وسنی کی خاطر مین گذرتے ہین۔ پہلا شبہہ یہہ کہ ہرچند میراث اور ہبہ کا دعوا جو حضرت زہرا سے وقوع مین آیا صدیق اکبر کے پاس ثبوت کو نہین پہنچا۔ لاکن جب جناب زہرا کی مرضی فدک کے لینے پر آگئی صدیق اکبر کسلئے استاد کیا اور زبی بی کی جناب مین نہین گذرا نا کہ رنج کا سبب ہوتا۔ صلح اور صفائی کا موجب تھا اس شبہہ کا رفع یہہ ہے کہ صدیق اکبر کو اسباب مین ایک ابتلاے عظیم پیش آئی تھی کہ اگر حضرت زہرا کی استرضا وخوشنودی مقدم رکہین دو وجہ سے رخنہ عظیم دین متین مین پڑا ہوتا۔ پہلا یہہ کہ لوگ یقینا سمجھے ہوتے کہ خلیفہ نے مسلمانون کے کام مین بہ تفاوت حکم کرتا ہی اور رعایت خاطر پیش نظر رکھتا ہی۔ دعوا بغیر ثابت ہونیکے خواص کا مدعا جاری کر دیتا ہی۔ اور دوسرے جو عوام الناس سے ہین انسے دعوے کا ثبوت اور شاہد وگواہ اپنی خاطر خواہ چاہتا ہی۔ اور یہہ بدگمان دین مین قیام قیامت تک فساد عظیم کا موجب تھا۔ دوسرے قضات احکام س دستور العمل کو اپنا پیشوا کا ٹھہراتے اور جابجا سستی اور رعایت اور جانب داری آئی دستاویز سے وقوع مین آتی۔ دوسرا یہہ کہ حضرت زہرا کو یہہ زمین تملیک کے طور پر دی جاتی اور ملک وارث

حقیقت مین ملک مورث ہے۔ بحکم مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ کے اس زمین کا اعادہ خاندان رسول مین لازم آتا حالانکہ ابوبکر صدیق نے جناب رسالت مآب سے صدقہ واپس لے نے کے باب مین وعید شدید سنی تھی پس ایسے ایسی حرکت کا صدور ہرگز ممکن نہین۔ یہہ دینی وجہ کے سوا دنیوی وجہہ بھی یہہ تھا۔ کہ اس صورت مین حضرت عباس اور ازواج مطہرات بھی اپنی خواہش کے موافق زمین اور باغات اور دیہات طلب کئے ہوتے۔ صدیق اکبر کو بڑی تنگی رہ دیتی۔ اگران مصلحتون کی رعایت کرین اور انکو مقدم رکھین حضرت زہرا کی آزردگی کا سبب ہوتا۔ پس انہون نے بحکم حدیث نبوی المؤمن اذا ابتلی ببلیتین اختار اھونھما اسی شق کو اختیار کیا کیونکہ اسکا تدارک ممکن تھا چنانچہ واقع ہوا۔ اور دوسرے شق کا تدارک ممکن نہین تھا اور دین مین فساد عام کا سبب ہوتا۔ دوسرا شبہہ یہ کہ جب حضرت زہرا اور ابوبکر صدیق کے درمیان صلح ہوگئی۔ اور کچھہ کدورت باقی نرہی پھر کیا سبب تھا کہ بی بی نے اپنے جنازے پر صدیق اکبر کا حاضر ہونا گوارا نرکھین۔ اور حضرت امیر نے بی بی کی وصیت کے موافق شبانشب دفن کئے اس شبہے کا رفع یہہ ہے کہ حضرت زہرا کی وصیت کمال حیا اور پردہ داری کے سبب سے تھی۔ چنانچہ روایات صحیحہ مروی ہین کہ حضرت زہرا نے اپنی مرض الموت مین فرمائی تھین کہ مین شرم کرتی ہون کہ میری موت کے بعد مجھے بے پردہ کرکے لوگون کے حضور مین باہر لاوین اور عادت اس زمانے کی ایسی تھی کہ مردون کے مانند عورات کے جنازے بھی باہر لاتے تھے۔ اسما بنت عمیس نے کہا کہ مین حبش مین دیکھی ہون کہ خرمے کی شاخون سے کجاوے کے مانند جنازہ بناتے ہین۔ حضرت زہرا نے فرمایا کہ میرے حضور مین بنوا کے مجھے دکھلائے۔ تب اسما نے اس کو تیار کرکے دکھلایا۔ حضرت زہرا نے دیکھہ کے بہت خوش ہوین اور تبسم کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بی بی کو کبھی خوشوقت اور تبسم کرتی ہوئی نہ دیکھے تھے پس اسما کو وصیت کی کہ میری موت کے بعد تم اور علی مرتضیٰ مل کے مجھے غسل دیجئے اور کسی کو آنے نہ دین سوا اسیواسطے حضرت نے بی بی کے جنازے پر کسی کو بھی نہین بلوایا۔ اور ایک قول سے حضرت عباس نے چند اہلبیت کے ساتھہ نماز جنازہ ادا کرکے شب مین ہی دفن کیا۔ اور بعض روایات مین آیا ہے کہ دوسرے روز ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور دوسرے صحابی تعزیت کے لئے حضرت علی مرتضیٰ کے مکان پر آئے اور گلہ کرنے لگے کہ کس لئے ہمکو آپنے خبر نہ دی۔ تاہم نماز جنازہ اور حضوری کا شرف پائے ہوتے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کی وصیت تھی کہ مین جب دنیا سے سدھارون مجھے شب کے وقت دفن کیجئے۔

تا مجھہ پر غیر محرم کی نظر نہ پڑے - پس ان کی وصیت بموجب عمل کیا - یہی ہے روایت مشہور لاکن فصل الخطاب مین لایا ہے کہ ابوبکر صدیق اور عثمان اور عبد الرحمن بن عوف وزبیر بن العوام نماز عشا کے وقت حاضر ہوے اور حضرت زہرا کی رحلت مغرب وعشا کے درمیان شبنبے کی رات رمضان المبارک کی تیسری مین حضرت کے بعد چھے مہینے کو ہوی - اور بی بی کی عمر اٹھائیس سال کی تھی اور ابوبکر صدیق حضرت علی کے کہنے موافق پیش امام ہوے اور جنازے پر نماز پڑہا اور چھار تکبیر کہا - اور دلیل عقلی سے بھی ابوبکر صدیق جنازے پر حاضر نہونے کا بھی سبب ہے - نہ کچھہ کدورت وناخوشی کا موجب - اور صدیق اکبر جنازے پر نماز پڑہنی بی بی کو ناگوار تھا کہین تو بھی ہو نہین سکتا - کیونکہ شیعہ وسنیون کے اجماع - مورخین سے ثابت ہے کہ جب حضرت امام حسن کی رحلت ہوی تب معاویہ کی طرف سے سعید بن العاص مدینے کا امیر تھا - جب ان کا جنازہ لے آئے حضرت امام حسین نے سعید بن العاص کے طرف اشارہ کرکے فرمایا - کہ اگر میرے جد امجد کی سنت نہ ہوتی کہ جنازے کا امام امیر وقت رہے ہرگز تجھے آگے نہ ہوتا - پس معلوم ہوا کہ حضرت زہرا نے وہ وصیت اسلئے نہین کی تھین کہ ابوبکر صدیق نماز جنازہ نہ پڑہے - والا حضرت امام حسین حضرت زہرا کی وصیت کا خلاف کیسا کرتے - اور ظاہر ہے کہ سعید بن العاص امامت کی لیاقت مین ابوبکر صدیق سے ہزار ہا مرتبہ کم تھے - اور چھے مہینے گذرے تھے کہ جناب زہرا کے پدر بزرگوار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو سب مہاجرین وانصار کی امامت کا حکم فرمایا - اور نماز کی امامت کے باب مین ان ہی کو خاص کرکے تاکید اکید کی سو اس احتمال کو بھی گنجایش نہین کہ اس عرصہ قلیل مین حضرت زہرا نے یہہ واقعہ فراموش کیا ہو - چھٹے طعن کا جواب باصواب یہان تمام ہوا - اسکے سوا اور مطاعن کے جوابات بھی کتاب باصواب تحفۂ اثنا عشریہ مین شرح وبسط کے ساتھہ مسطور ہین جو چاہین اوس مین دیکھہ لین - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَصَلَّى وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ الْكَرِيْمِ - وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ ذَوِي الْحَظِّ الْجَسِيْمِ - وَاَصْحَابِهِ الْمُهْتَدِيْنَ اِلٰى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝

دوسرا گلزار خلیفہ دوم عمر بن الخطاب الملقب بہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے احوال مین

یہہ گلزار کئی خیابان اور شاخین اور گل و دستے پر شامل ہی پہلی خیابان حضرت عمر کے نام ونسب اور کنیت کے بیان مین - آپ کی کنیت ابوحفص ہی اور بعضے ابوحفصہ کہے ہین - انکا اصلی نام عمر ہی بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزّی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رواح بن عدی بن کعب بن لوی العدوی القرشی - انکا نسب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ کعب بن لوی مین منتہی ہوتا ہی - اور انکی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہی - اور کہتے ہین کہ انکی والدہ ابوجہل کی بہن ہی - اور دوسری روایت سے ابوجہل کے چچا کی بیٹی ہے - عمر بن الخطاب اشراف اور اکابر قریش سے تھے اور سفارت و وکالت کا منصب رکھتے تھے - جاہلیت کے زمانے مین قریش اور دوسرے قبیلون کے درمیان کچھہ نزاع وخصومت رو دیوے تو انھی کو سفیر اور وکیل ٹھہراتے تھے - اور قریش ان کے ساتھہ فخر کرتے - اور ان کی عزت وتکریم بجا لاتے تھے دوسری خیابان حضرت عمر کے حلیہ وشمائل کے بیان مین - ثبوت کو پہنچا ہے کہ حضرت عمر بلند قامت اور فربہ اندام تھے - جب پیادہ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ سوار ہین - اور ایک روایت ہی کہ اور لوگون کے بہ نسبت ایک گز بلند تھے - جب کسی کے ساتھہ بیٹھتے تو اس سے اونچے نظر آتے - اور جسم کی فربہی انکے درازی کے مطابق تھی - اور جو کام داہنے ہاتھہ سے کرتے وہ کام بائین ہاتھہ سے بھی کرتے تھے - اور اکثر کہتے ہین کہ انکا رنگ مبارک گندم تھا - اور بعض کہتے ہین کہ ابیض یعنے نہایت سفید رنگ تھا کہتے ہین کہ انکی خلافت مین ایک سال بڑا قحط پڑا جس کو عام الرماد کہتے ہین اس قحط مین آپنے نہین چاہا کہ کھانے پینے مین فقیر اور مساکین سے آپ ممتاز ہین - رات دن زیتون کے روغن پر ہی اکتفا کرتے تھے دوسری چیزین ترک کردین اسی واسطے انکے رنگ مین تغیر آیا تھا - پس ہر دو قول کی تطبیق یہی ہی کہ پہلے انکا رنگ گورا تھا بعد روغن زیتون پر مداومت کرنے اور کلفت کھینچنے سے تغیر پایا گندم گون ہوا - اور انکی آنکھین نہایت سرخ اور داڑھی اور مونچھہ کے بال انبوہ تھے - اور اکثر کہتے ہین کہ اپنی داڑھی کو مہندی سے خضاب کرتے تھے - اور ایک روایت ہی کہ انکی ایک کنیز نے ایکبار انکی داڑھی کو خضاب کرنا چاہا تو آپنے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ میرے نور کو دور کرے - جیسے فلان نے اپنے نور کو دور کیا ہی - نقل ہی کہ انسے پوچھے گیا کہ آپ کس لئے اپنی پیری کو نہین بدلاتے ہو - جیسا ابوبکر صدیق خضاب کرتے تھے تب فرمایا کہ مجھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ حدیث پہنچی ہی - مَنْ شَابَ شَیْبَۃً فِی الْاِسْلَامِ کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یعنے جسنے اسلام مین بوڑھا پایا اس کے واسطے قیامت کے دن نور ہوگا - اسواسطے مین اپنے بڑھاپے کو نہین بدلاتا ہون - جب ہر دو روایت صحیح ہون ان کی جمع و تطبیق یہی ہی کہ شاید پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی اقتدا سے خضاب کرتے تھے - پھر جب حدیث صحیح ملی اسکو ترک کر دیا - میتمری خیابان حضرت عمر کے سبب اسلام کے بیان مین - جاننے کہ عمر بن الخطاب ایمان لانے کے باب مین متعدد روایتین منقول ہین ہو سکے کہ وے سبکے سب ظہور مین آئی ہون - یہہ فقیر جہان السیر اور مناہج النبوہ مین انسے بعض روایات طویلہ نقل کیا ہی - اب ایک دوسری روایت جو ان ہر دو کتاب مین نہین آئی یہان روضۃ الاحباب سے نقل کیجاتی ہے - عمر فاروق کہتے ہین کہ مین ایمان لانے کے آگے ایک شب حضرت کے ساتھہ متعرض ہونیکا ارادہ کر کے اپنے گھر سے نکلا - جب مسجد الحرام پر گذر ہوا دیکھتا کیا ہون کہ حضرت نماز مین مشغول ہین مین بھی جا کے آپکے پیچھے کھڑا رہا - آپنے سورۂ فاتحہ کی تلاوت آغاز کی مین نے نظم قرآنی اور اسکی فصاحت و بلاغت سنکے نہایت متعجب و حیران ہو گیا - اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ واللہ جیسا قریش کہتے ہین یہہ مرد شاعر ہے یہ بات میرے دل مین گذرتے ہی حضرت کی زبان مبارک پر یہہ آیت جاری ہوی اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ آخر سورے تک تلاوت فرمایا - میرے دل مین ایمان کی رغبت پیدا ہوی - اور ایک روایت ہی کہ فاروق اعظم نے کہا کہ ایک شب میری ہمشیرہ کو تولد کا درد شروع ہوا مین نے گھر سے نکلا - اور کعبے کی دیوار کے نیچے آکے کھڑا رہا - اس شب مین سردی بڑی شدت سے تھی ایسے مین حضرت نے تشریف لائی اور حجرے کے پاس نماز مین قیام فرمایا اور قرآن عظیم کی تلاوت شروع کی - وہ کلام ایسا تھا کہ مینے ویسا کلام کبھی نہ سنا - جب نماز سے فارغ ہو کے تشریف فرما ہوے - مین بھی پیچھے چلنے لگا - پوچھے کون ہی مین کہا کہ عمر ہون فرمایا ای عمر تو رات دن ہمارا قصد کرتا ہی - مین سمجھا کہ اب میرے حق مین بد دعا کرینگے - تب میرے دل مین ایک تغیر اور ایک قوت پیدا ہوی - ایمان کی توفیق آگئی سو کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضرت نے فرمایا ای عمر اپنا اسلام پوشیدہ رکھہ - مین نے کہا قسم ہے اس پروردگار پاک کی یا رسول اللہ جس نے آپکو خلق کی ہدایت کے لئے بھیجا مین نے توحید کے دین کو علانیہ آشکار کرونگا - جیسا کہ شرک آشکار کیا تھا - کہتے ہین کہ اس وقت فاروق اعظم کی عمر چھبیس سال کی تھی انچالیس مرد اور گیارا عورت اور ایک تول سے تیرا عورتون کے بعد انھون نے ایمان لایا - جب انھون اسلام سے مشرف ہوے حضرت نے تین بار یہہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْ مَا فِيْ صَدْرِهٖ وَاَبْدِلْهُ اِيْمَانًا اور اس وقت جبرئیل نازل ہو کے کہا یا رسول اللہ عمر کے ایمان لانے سے سب اہل آسمان خوش ہوے - اور ابن مسعود سے منقول ہی کہ کہتے تھے كَانَ اِسْلَامُهٗ فَتْحًا وَكَانَتْ هِجْرَتُهٗ نَصْرًا وَكَانَتْ اِمَامَتُهٗ رَحْمَةً وَمَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نُّصَلِّيَ حَوْلَ الْبَيْتِ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى اَسْلَمَ عُمَرُ اور بعضی علی سے مروی ہی کہ کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ مسلمانون سے

کسی نے کہے سے مدینے کی طرف ہجرت کی ہو مگر پوشیدہ - لاکن جب عمر بن الخطاب نے ہجرت کا ارادہ کیا اپنی شمشیر حمائل کی اور کمان کندھے پر رکھی اور چند تیر ہاتھ مین لے کے مسجد الحرام کی طرف آئے - سات بار کعبے کا طواف بجا لایا اور دوگانہ نماز ادا کیا - اشراف قریش گروہ گروہ جمع ہو کے کعبے مین بیٹھے تھے سو انکی طرف متوجہ ہو کے کہا شَاهَتِ الْوُجُوهُ جس نے چاہتا ہو کہ اپنی ماں کو غمگین اور اپنی عورت کو بیوہ اور بچون کو یتیم کرے - سو چاہیے کہ اس وادی کے پیچھے میری ملاقات کرے سب کو یقین ہوا کہ مدینے کی طرف ہجرت کرتے ہین کوئی شخص بھی انکے ساتھ تعرض نکر سکا **پہلی شاخ** حضرت عمر کا لقب فاروق ہونیکے سبب یہ - ابن عباس سے مروی ہو کہ مین نے عمر بن الخطاب سے پوچھا کہ آپکو فاروق کب سے کہنے لگے فرمایا کہ مین ایمان لانے کے آگے سب صحابہ انچالیس ۳۹ تھے نماز پوشیدہ پڑھتے مین جب ایمان سے مشرف ہوا اسلام آشکارا کیا سب صحابہ کو دار ارقم سے مسجد الحرام مین لے گیا - اور ہم سب نماز علانیہ پڑھے - سو اسی روز حضرت نے مجھے فاروق فرمایا اور علی مرتضی سے منقول ہو کہ سَمَّاهُ اللهُ الْفَارُوقَ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ انکا نام اللہ تعالی نے فاروق کر کے رکھا - یہہ فرمانا جناب امیر کا اسواسطے ہے کہ نام رکھنا حضرت کا اللہ تعالی نام رکھنے کے حکم مین ہے - کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین حضرت کی وصف کرتا ہی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى - یا جناب امیر کا کہنا اسلئے تھا کہ حق سبحانہ تعالی شانہ انکے آسمانی کتابون انکو فاروق فرمایا ہی - اور مفسرون نے کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ کے سبب نزول مین لایا ہی کہ حضرت کے زمانے مین بشر نام ایک منافق تھا اسکے اور ایک یہودی کے درمیان خصومت واقع ہوی - یہودی اس منافق سے کہا حضرت کے پاس چل تا ہمارے درمیان حکم کرے اس منافق نے جکم کریمہ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ کے اس کو کعب بن اشرف یہود کے پاس بلایا اسنے کہا افسوس ہو تجھ پر کہ تو اسلام کا دعوا کرتا ہی حضرت کے باوجود کعب بن اشرف سے فیصلہ چاہتا ہی - منافق یہہ بات سنکے شرمندہ ہوا آخر حضرت کے پاس آیا اور اپنا احوال ظاہر کیا حقیقت مین جب حق یہودی کے جانب مین تھا حضرت نے اسکے دعوے کے موافق حکم کیا - جب حضرت کی مجلس سے ہر دو باہر نکلے منافق نے اس یہودی کو عمر بن الخطاب کے پاس بلایا جب ہر دو گئے یہودی نے اپنا دعوا بیان کر کے کہنے لگا کہ ہم ہر دو حضرت کے پاس گئے تھے تا ہمارے درمیان حکم کرے حضرت نے ہر دو کا اظہار سننے کے حکم فرمایا کہ حق بجانب یہودی ہی - جب حضرت کی مجلس سے ہم ہر دو باہر نکلے یہ شخص حضرت کے فیصلے پر راضی نہوکے مجھے آپکے پاس طلب کیا تا آپ اسباب مین حکم کرے - عمر بن الخطاب نے اس منافق سے پوچھا کہ کیا حقیقت واقعی یہی ہی - منافق نے کہا ہان - تب عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ تم ہر دو یہین رہو مین گھر مین جا کے آتا ہون - پس گھر مین گئے اور اپنی شمشیر نیام سے کھینچ کے لے آیا ایک ہی ضرب مین اسکو مار ڈالا اور فرمایا کہ هٰكَذَا اَقْضِي

وہ سال ہے ذوقعدہ جب نبی کریم صلعم نے ذوالحجہ کے مہینے مین عمرہ کا احرام باندھا تھا اور ذوالحلیفہ سے ہو کر آنحضرت صلعم مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے تھے اور ذوالحلیفہ سے ہو کر آنحضرت صلعم مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے تھے

لِمَنْ لَا یَرْضٰی بِقَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَسُوْلِہٖ یہودی نے یہہ حالت دیکھتے ہی بھاگ کیا جبرئیل سیوقت نازل ہوے
اور یہہ لے آئے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ
یعنے آیا تو نہین دیکھا ان لوگون کے طرف جو گمان کرتے ہین کہ وے ایمان لائے ہین ان چیزون پر جو تیرے پر
نازل ہوین یعنے قرآن کریم اور جو چیزین نازل ہوئین تیرے آگے یعنے توریت و انجیل وغیرہ یُرِیْدُوْنَ اَنْ
یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ یعنے وے لوگ باوجود دعوی ایمان کے چاہتے ہین کہ مرافعہ کرین اپنے معاملے کو طرف طاغوت
کے یعنے کعب بن اشرف کے طرف جو بڑا طاغی اور باغی تھا۔ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ
اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا حالانکہ حکم کیے گئے ہین ایمان کے وہ کرنے والے کہ انکار کرین اس سے یعنے طاغوت کے
حکم سے اور ارادہ کرتا ہے شیطان یہہ کہ گمراہ کرے انکو گمراہی دور کی کہ ہرگز اس سے پھر نہ سکین۔ نقل ہے کہ جب جبرئیل
علیہ السلام نے یہہ آیت لے آئی حضرت سے کہا کہ اِنَّ عُمَرَ فَارَقَ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ تب حضرت نے عمر بن الخطاب
کو کہ کے فرمایا اَنْتَ الْفَارُوْقُ پہلی روش ان آیتون کی تفسیر ہین جو حضرت عمر فاروق کی
شان مین نازل ہوئین۔ پہلی یہہ آیت جو سورہ انعام مین آئی ہے۔ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ
یعنے وہ شخص جو کفر و جہالت کے سبب مردہ تھا۔ پھر ہم نے اسکو زندہ کیے اسلام اور علم و ہدایت کے ساتھہ۔ وَ
جَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ اور دیے ہم اسکو ایک نور یعنے دلیل و برہان کہ جسکے سبب سے حق و باطل
مین تمیز کرتا ہے اور اسی نور کے سبب سے لوگون مین سیدھی راہ چلتا ہے سو ایسا شخص کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ
کیا اس شخص کے مانند ہے جو کافر کی اندھیری مین پڑا ہو یعنے صاحب نور صاحب ظلمت کے مانند نہین ہے کہا ہے
کہ صاحب نور سے مراد عمر فاروق ہین اور صاحب ظلمت سے مراد ابوجہل لعین جب یہہ ہر دو حضرت کی بددعا ہی پر کمر باندھے
تھے اور انہین سے مشرکون کو بڑا قوت تھا حضرت نے دعا کی کہ الٰہی ان دونون سے ایک کو ایمان نصیب کر کے اس
سے اسلام کو قوت دیجیے۔ پس اللہ تعالی نے یہہ دعا عمر بن الخطاب کے حق مین مستجاب کیا سو فرماتا ہے کہ یہہ ہر دو
برابر نہین کیونکہ یہہ نور ہدایت مین ہے اور وہ ظلمت ضلالت مین دوسری آیت جو سورہ جاثیہ مین آئی ہے
ابن عباس سے مروی ہے کہ بنی غفار سے ایک شخص عمر فاروق کو گالی دیتا تھا سو انہون نے چاہتے تھے کہ اس کو پکڑ کے
بدلہ لین۔ تب یہہ آیت نازل ہوئی قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنے کہدے ای میرے پیغمبر ان لوگون کو جو ایمان لائے ہین یعنے عمر
بن الخطاب کو کہدیجیے یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰہِ تا آخر شد یعنے ان لوگون کو جو نہین ڈرتے ہین
ہلاکت کے دنون سے۔ عرب لوگ وقایع کو ایام سے تعبیر کرتے تھے اس صورت مین آیت کے معنے یہہ ہین کہ درگذر کرین

اس قوم سے جو کافروں کی ہلاکت کے دنوں مین تامل نہین کرتے ہین اور اس سے نہین ڈرتے ہین لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ تا بدلہ دیوے اللہ تعالی اس قوم کو اُن چیزون کا جو کسب کرتے ہین - اور امام ثعلبی کی تفسیر مین مذکور ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا یعنے کون ہی وہ شخص جو قرض دیوے اللہ تعالی کو قرض حسنہ - تب ایک یہودی کہ جسکا نام فخاص تھا گمان کے طور پر کہنے لگا شاید کہ اللہ تعالے محتاج ہے جو قرض مانگتا ہی - جب یہہ خبر عمر فاروق کو پہنچی شمشیر برہنہ لے کے اسکو ڈھونڈھنے لگے تا جہان اسکو پاوے قتل کردے جبرئیل علیہ السلام نے یہہ آیت لے آئی - تب حضرت نے فاروق اعظم کو بلوا کے فرمایا کہ اے عمر اب تلوار رکھہ دیجئے کہ اللہ تعالی نے عفو کا حکم فرمایا ہی - اور آیت تلاوت کی - عمر فاروق نے عرض کی کہ قسم ہے اس پروردگار عرشیانہ کی جس نے آپ کو رسول برحق کرکے بھیجا - پھر بار دیگر میرے چہرے پر غصہ کا اثر نہ دیکھو گے -

کہتے ہین کہ یہہ آیت قتال سے منسوخ ہے - **تیسری آیت** جو سورہ فتح مین آئی ہے مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ حسن بصری سے منقول ہی کہ اشداء علی الکفار سے مراد عمر فاروق ہین چنانچہ اس آیت کی تفسیر آگے گذری **چوتھی آیت** جو سورہ انعام مین آئی ہی وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ یعنے وے لوگ جو وے ہم انکو کتاب جانتے ہین کہ وہ قرآن اتارا گیا ہی تیرے پروردگار کے طرف سے ساتھہ راستی کے عطا بن ابی رباح نے کہا کہ عمر فاروق انھین لوگون سے ہین - **پانچوین آیت** جو سورہ نسا مین آئی ہے - فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ یعنے جو لوگ خدا و رسول کی اطاعت کرتے ہین وے لوگ قیامت کے دن ان کے ساتھہ رہین گے کہ انعام کیا ہی اللہ نے اوپر سو وے انبیا و صدیقین ہین اور شہدا و صالحین - عکرمہ نے کہا کہ شہدا سے مراد عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و علی مرتضی ہین - **چھٹی آیت** جو سورہ نسا مین آئی ہی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ یعنے ای ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تمھارے مین اولی الامر کی - عکرمہ اور امام ثعلبی کہتے ہین کہ اولی الامر سے مراد صدیق اکبر و عمر فاروق ہین

دوسری روش ان آیتون کے بیان مین جو حضرت عمر کی راے کے مطابق شرف نزول پائین - اور بہت سے آیتین عمر فاروق کی راے کے موافق نازل ہوئین ہین پہلی آیت جو مقام ابراہیم کو مصلی ٹھہرانے کے باب مین آئی ہی - روایت ہی کہ ایکبار حضرت کا گذر مقام ابراہیم پر ہوا عمر فاروق بھی ہمراہ تھے سو عرض کی کہ یا رسول اللہ کہ یہہ مقام ہمارے باپ ابراہیم کا نہین ہی فرمائے ہان کہا پھر کس لئے ہم اسکو مصلی یعنے نماز پڑھنے کی

جگہہ نہ ٹھہرا وین حضرت نے فرمایا کہ ہم کو اسکا حکم نہین ہوا ہی اس روز ہنوز آفتاب غروب نہین ہوا تھا کہ یہہ آیت جو سورۂ بقرہ مین آئی ہی نازل ہوی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى یعنے اے مومنون مقام ابراہیم سے نماز کی جگہہ مقام ابراہیم اسکو کہتے ہین کہ ابراہیم علیہ السّلام نے ایک پتھر پر کھڑا رہکے کعبے کی تعمیر کرتے تھے جیسے کعبے کی دیوار بلند ہوتی تھی وہ پتھر بھی بلند ہوتا تھا۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم کے قدم کا نشان ظاہر ہوا ہی۔ دوسری آیت طلاق کے باب مین ہے ایکبار حضرت نے اپنے بی بیون سے ناخوش ہوکے کنارہ لیا تب عمر فاروق نے اپنی دختر بی بی حفصہ کے پاس جاکے بہت غصہ کیا اور فرمایا کہ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ اس طرح بول کے جب حضرت کے حضور مین آئے اسیوقت یہہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ تحریم مین آئی ہی عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ یعنے شاید کہ حضرت تم کو طلاق دیوین تو آپ کا پروردگار آپکو بدل دیوگا تم سے بہتر عورتین۔ تفسیر حسینی مین لایا ہی کہ یہہ بات قدرت الٰہی سے خبر دینی ہے نہ وقوع اسکا لازم۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جانتا ہے کہ حضرت طلاق نہین دیوین گے پھر وے عورات کی تعریف کرتا ہی مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سَاۗىِٕحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا کلمہ الٰہی پر گردن رکھنے والیان ایمان لانیوالیان نماز پڑہنے والیان توبہ کرنے والیان اور اللہ تعالیٰ کے طرف رجوع لانے والیان عبادت کرنے والیان ہجرت کرنے روزہ رکھنے والیان شوہر دیکہے ہوئین اور باکرہ لڑکیان۔ ابن عباس نے کہا کہ ثیبہ سے مراد بی بی آسیہ اور باکرہ سے مراد بی بی مریم ہین جو حق سبحانہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہی کہ بہشت مین ان دونون کو حضرت کے نکاح سے مشرف فرماویگا تیسری آیت بدر کے قیدیون کے باب مین ہی یعنے جنگ بدر مین قریش کے کافرون سے جب ستر شخص اسیر ہوے حضرت نے ان کے باب مین صحابہ سے شوری کیا تو ابوبکر صدیق نے عرض کی کہ یارسول اللہ اگرچہ ان کافرون سے سخت مصیبتین پہنچی ہین لاکن لینے فدیہ لیکر چہوڑ دین تو امید ہو کہ شاید آیندہ ایمان لائینگے۔ عمر فاروق نے گذارش کی کہ یارسول اللہ یہہ لوگ سخت کافر اور کافرون کے پیشوا ہین انکو قتل ہی کرڈالنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے اگر تو فدیہ سے مستغنی کیا ہے انصار سے سعد بن معاذ عمر فاروق کے ساتھہ شریک ہوے لاکن حضرت جو رحمۃ للعالمین ہین صدیق اکبر کی رائے کے موافق ان کے قتل سے درگذر کئے اور فدیہ مقرر فرمالے۔ تب یہہ آیت جو سورۂ انفال مین آئی ہی جناب فاروق کی رائے کے موافق نازل ہوی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ یعنے نہین سزاوار ہی کسی پیغمبر کو کہ ہووین اسکے پاس قیدیان تو اسنے فدیہ لیکے چہوڑ دیے یہان تک کہ اسنے بہوتون کو قتل کرین زمین مین کہ اس مین کافرون کی ذلت اور مسلمانون کی عزت و شوکت کا سبب ہی تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ تم چاہتے ہو جنس دنیا کی۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہی تمہارے واسطے ثواب آخرت کا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

فضیلت عمر فاروق کی حدیث سے ثابت ہوتی ہی

اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے دوستون کو دشمنون پر غلبہ دیتا ہے اور حکمت والا ہے۔ **چوتھی آیت** منافق کے جنازہ پر نماز نہ پڑھنے کے بابہین ہے۔ **نقل** ہے کہ ابن اُبی جب بیمار ہوا حضرت اسکی عیادت کے لئے تشریف لیگئے۔ اسنے عرض کی کہ آپکا پیرہن مرے کفن کے لئے عنایت کیجئے اور میرے دفن کے وقت تشریف لائے۔ اور میرے جنازے پر نماز اداکرکے میری بخشش طلب کیجئے۔ کہتے ہین کہ اس وقت حضرت دو پیرہن پہنے تھے اوپر کا پیرہن نکال کے اسکو دیا اور اُس کے جنازے پر تشریف لائے چاہتے تھے کہ اسپر نماز پڑہین۔ عمر فاروق نے بہت اضطراب کیا۔ اور اسکی برائیان یاد دلاکے اسپر نماز پڑھنے سے بہت ہی مانع ہوے۔ لاکن حضرت نے نہایت مہربانی سے قصد کیا کہ اسپر نماز پڑہین۔ تب یہہ آیت نازل ہوئی جو سورہ توبہ مین آئی ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ نماز پڑھے بعد اترے **وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا** یعنے نماز مت پڑھ کسی کے اوپر انسے یعنے منافقون سے جو مریگا ہرگز **وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ** اسکی قبر پر **اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ** یعنے مت کھڑے رہ اسکی قبر پر دفن یا زیارت یا دعا و استغفار کے لئے کہ یہ منافق لوگ کافر ہوے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو شرک کئے۔ اور اسکے رسول کے ساتھ جو اسکی فرمان برداری نہ کئے اور مرگئے حالانکہ وے ایمان سے نکل گئے ہین۔ **پانچوین آیت** رمضان کی راتون مین رخصت کے بابہین ہے روایت ہے کہ اوایل اسلام مین ایسا حکم تھا کہ روزہ دار رمضان کی راتون مین نماز عشا پڑھکے سوگئے بعد کھانا پینا اور عورت سے جماع کرنا حرام تھا۔ عمر فاروق کو اس بات کی آرزو تھی کہ آب و طعام اور جماع طلوع صبح صادق تک جایز ہوجاوین تو بہتر ہے۔ ایک شب دیر تک حضرت کی حضور مین رہے۔ جب اپنے گھر گیا دیکھا کہ اپنی بی بی سوتی ہین۔ انکو بیدار کرکے ہمبستر ہونا چاہئے ان کی بی بی نے کہین کہ مین تو سوگئی تھی۔ فاروق اعظم نے کہا کہ تو نہین سوئی۔ پھر ہم صحبت ہوے۔ اور ابن مالک بھی ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن عمر فاروق جب یہہ حال حضرت کی جناب مین ظاہر کئے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم ایسا کرنا سزاوار نہین تھا تب یہہ آیت جو سورۂ بقرہ مین آئی ہے نازل ہوئی۔ **اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ** یعنے حلال ہوا تم کو روزے کی راتون مین بے پردہ ہونا اپنی عورتون سے یعنے انسے جماع کرنا **هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ** وے پوشاک ہین تمہارے اور تم پوشاک ہین اُن کے یعنے جیسا لباس بدن سے لگا رہتا ہے مرد و عورت مین ایسی ہی دیکھی ہے پس اُنسے کنارہ لینا بہت دشوار ہے۔ **عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ** اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی جانون کی خیانت کرتے ہو **فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ** سو معاف کیا تم کو اور درگذر کی تم سے **فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ** پھر اب ملو اُنسے یعنے مجامعت کرو اور چاہو جو لکھدیا اللہ نے تمہارے واسطے یعنے فقط شہوت رانی کا قصد نکرو بلکہ نسل جاری ہونے کی نیت رکھو۔ **چھٹی آیت** جنگ بدر کے

باب مین ہے - روایت ہے کہ حضرت نے جنگ بدر کے باب مین صحابہ سے مشورت کی کہ مدینے سے باہر جاکے جنگ کرین یا مدینے مین ہی رہین کفار آوین تو اُنسے لڑین - عمر فاروق نے گذارش کی کہ باہر جاوین تب یہہ آیت جو سورہ انفال مین آئی ہے نازل ہوئی - کَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ یعنے جیسا کہ باہر لایا تجھے تیرے پروردگار نے تیرے گہر سے یعنے مدینے سے جنگ کے واسطے راستی کے ساتھ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ اور مقرر ایک گروہ مومنون سے باہر جانے کے لئے البتہ کراہت طبعی رکھتی تھی سفر کی بے اسبابی سے نہ حکم کی مخالفت کے سبب سے **ساتوین آیت** فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ہے - روایت ہے کہ جب یہہ آیت جو سورہ مومنون مین ہے نازل ہوی لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ یعنے مقرر جب ہم نے پیدا کئے انسان کو خلاصہ سے مٹی کے ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ پھر گرداے ہم اس کو نطفہ ایک قرارگاہ مین یعنے رحم مین جاس روز ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً پھر بنائے ہم نطفے کو جو سفید پانی تھا ایک خون بستہ سرخ رنگ چالیس روز تک فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً پھر بنائے ہم اس خون بستہ کو ایک گوشت کا ٹکڑا چالیس روز فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا پھر بنائے ہم اس گوشت کے ٹکڑے کو ہاڑ یا اسکو محکم کئے تین چلون کے بعد فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا پھر پہنائے ہم اس ہاڑ کو گوشت - ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پھر پیدا کئے ہم اس کو دوسری پیدائش یعنے ماں کے شکم مین اس کے بدن مین ہم نے روح پھونکی وہ جو مردہ تھا سو زندہ ہوا - عمر فاروق نے جب یہہ آیت سنی بے اختیار کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ پس بزرگ ہے اللہ تعالیٰ یا بڑی برکت ہے اللہ تعالیٰ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے تب اسی لفظ سے آیت نازل ہوئی - **آٹھوین آیت** بی بی عایشہ کی رفع بہتان مین ہے - روایت ہے کہ جب منافقون نے جناب صدیقہ پر بہتان کیا - اور بعضے مومنین بھی خطا سے انکے ساتھ شریک ہوے حضرت نے ملول ہوکے بی بی کو ان کے ماں باپ کے گھر روانہ کردیا - اور اس باب مین جب صحابہ سے مشورت کی تو سب نے بی بی کی عصمت وطہارت کے قرینے بیان کرنے لگے - اور عمر فاروق نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بی بی عالیشہ کو آپکے ساتھ نکاح کون کردیا - فرمایا کہ اللہ تعالےٰ - تب فاروق اعظم نے کہا کیا اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ فریب کریگا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ تب بی بی کی ثبوت طہارت اور رفع تہمت مین دس آیتین نازل ہوئین جو سورہ نور مین آئی ہین - انہین آیات مین اسی لفظ سے جو عمر فاروق نے کہا تھا یہہ آیت نازل ہوی سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ - پاک ہے اللہ تعالیٰ اسبات سے کہ اپنے پیغمبر کے حرم محترم مین ایسی بُرائی روا رکھے - یہہ بڑا بہتان ہے جو منافقون نے باندھا - **نوین آیت** جبرئیل ومیکائیل کی فضیلت مین ہے - روایت ہے کہ ایکبار عمر فاروق کو چند احباء یہود کے ساتھ قیل وقال ہوا سو انسے

کہا کہ تورات مین ہمارے پیغمبر کی اوصاف وعلامات مذکور ہین اور تم یہہ بات جانتے ہین پھر عجب ہی کہ تم باوجود اس علم کے حضرت پر ایمان نہین لاتے ہو۔ یہودون نے کہا کہ حضرت پر جبرئیل نازل ہوتے ہین وہ تو ہمارے دشمن ہین کہ ہمارے باپ دادون پر قہر اور آفتین لایا۔ میکائیل بارش کے فرشتے ہین۔ اگر حضرت پر اُنھون نازل ہوتے تو ہم ایمان لاتے عمر فاروق نے پوچھا کہ بارگاہ الٰہی مین ان ہر دو فرشتون کی قرب ومنزلت کیسی ہی۔ یہودون نے کہا کہ ہر دو بڑے مقرب فرشتے ہین جہان تجلی الٰہی ظہور فرماوے داہنے طرف جبرئیل بائین طرف میکائیل رہتے ہین۔ تب عمر فاروق نے کہا کہ تم گدہون سے بدتر اور سخت کافر ہین کیونکہ جب سے ہر دو فرشتون کی قرب ومنزلت معلوم ہوی پس ایک کا دشمن دوسرے کا بھی دشمن ہے ان ہر دو کا دشمن خدا تعالیٰ کا دشمن ہی ایسا جواب دیکے حضرت کے حضور مین آئے اسیوقت انکے آنے کے آگے یہہ آیت نازل ہوی جو سورہ بقرہ مین آئی مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ یعنے جس نے دشمن ہوگا اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتونکا اور اسکے پیغمبرون کا اور جبرئیل ومیکائیل کا۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ دشمن ہے کافرونکا۔ وسوین آیت اس امت کے کثرت بفضل جنت کی بشارت مین ہی۔ روایت ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوی جو سورہ واقعہ مین آئی ہی فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یعنے جنتون مین رہین گے کہ بن مین طرح طرح کی نعمتین ہین۔ ایک گروہ اگلے پیغمبرون کی امتون سے اور تھوڑے پچھلون سے جو امت محمدی سے ہون۔ عمر فاروق یہہ آیت سنتے ہی رونے لگے اور عرض کیے کہ یا رسول اللہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسول پر ایمان لائے باوجود اسکے ہمارے جیسے تھوڑے لوگ نجات پاوین گے۔ بالفور یہہ آیت نازل ہوی جو اسی سورے مین ہی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یعنے اصحاب الیمین جو اہل جنت ہین ایک گروہ اگلون سے ہوگی اور ایک گروہ پچھلون سے۔ حضرت نے فاروق کو بلا کے یہہ آیت سُنائی انھون نے بہت خوش ہوے اور کہا کہ رَضِيْنَا عَنْ رَبِّنَا حضرت نے فرمایے کہ آدم سے میرے زمانے تک جتنے مومن ہوے ہین ایک گروہ ہی۔ اور میرے زمانے سے قیامت تک جو مومن ہوگے ایک گروہ ہی۔ حدیث شریف مین آیا ہی اَنَا اَكْثَرُ النَّاسِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ جنتیون کے تمام ایک سو بیس صفین ہون گے اور اس امت مرحومہ کی اسی صف اور سب اگلی امتون کے چالیس صف رہے گی۔ گیارہوین آیت شراب حرام ہونے کے باب مین۔ روایت ہی کہ شراب کی برائی مین اگرچہ تین آیتین نازل ہوی تھین لاکن نص قطعی نہین آئی تھی ایک مجلس مین چند لوگ کہانے سے فارغ ہوے بعد شراب پیئے پھر آپس مین جدال ہوا ایک کے سر کو زخم ہوا جب یہہ فریاد حضور نبوی مین پہنچی۔ عمر فاروق حاضر تھے

دست التجا بلند کر کے نہایت تضرع و نیاز سے دعا کرنے لگے اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیًا یعنے الٰہی ظاہر کر ہمارے واسطے شراب کے باب مین بیان شافی - تب شراب کی تحریم مین آیت نازل ہوئی جو سورہ مائدہ مین آئی ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ یعنے اے ایمان والو مقرر شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر نلید اور شیطان کے عمل سے ہین فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ پس پرہیز کرو اس سے شاید کہ تم مراد کو پہنچو اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ - مقرر چاہتا ہی شیطان کہ ڈالے تمہارے درمیان دشمنی اور عداوت شراب پینے اور جوا کھیلنے مین وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ اور روکے تم کو اللہ تعالی کے ذکر اور نماز سے پھر اب تم اس سے باز آؤ گے یعنے باز اور موضح القرآن مین لائے ہین ف شراب جس چیز کا پانی ٹھرائے بعد نشہ لانی لگی وہ تھوڑا ہو یا بہت حرام اور نجس ہے باقی جو چیز نشہ لاوے اور سٹر ہی ضعف وہ نجس نہین لیکن حرام ہے - اور جوا شرط باندھنا کسی چیز پر جس مین جیت اور ہار ہو وہ محض حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہین باقی جو کھیل کہ انمین شرط بدنی رواج ہے اگر بغیر شرط کھیلے تو جوا نہو الیکن یہ کہ شیطان اس بہانے سے روکتا ہے اللہ کی یاد اور نماز سے بارہوین آیت صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے باب مین - صفا مروہ دو پہاڑ ہین ان دونون کے درمیان سات بار دوڑنے کو سعی کہتے ہین - روایت ہی کہ ایک شخص نے عمر فاروق سے تکرار کیا کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنی جو حج کے فرضون مین ایک فرض ہی مروہ سے شروع کیا چاہئے - عمر فاروق نے کہا کہ صفا سے ابتدا کیا چاہئے تب یہہ آیت نازل ہوی جو سورۂ بقرہ مین آئی ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ یعنے مقرر صفا اور مروہ حج بیت اللہ کی نشانیون سے ہین - اس آیت کے نزول کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی جس سے ابتدا کیا ہی تم بھی اس سے ابتدا کرو یعنے حق تعالی پہلے صفا کا نام لیا ہے سو تم بھی سعی صفا سے شروع کرو - تیرہوین آیت عورت سے نزدیکی مجامعت کے باب مین - روایت ہی کہ ایک یہودی نے عمر فاروق سے تکرار کیا کہ عورت سے مباشرت کے وقت عورت کی پشت مرد کی طرف ہو تو بچہ احول پیدا ہوتا ہی - عمر فاروق نے کہا کہ یہہ بات غلط ہے - بلکہ جس طرف چاہین اسطرح صحبت کرین بشرطیکہ لواطت نہو - تب یہہ آیت نازل ہوئی نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ یعنے تمہاری عورتین تمہاری کھیتی ہین پس آؤ تمہاری کھیتی کی جگہ مین جس طرف سے کہ چاہتے ہو - خواہ آگے سے خواہ پیچھے سے خواہ بیٹھ کے خواہ لٹا کے وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ

اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے یعنے طلب اولاد اور اپنے نفس کو بُرائی سے بچانیکی نیت کرو - ف جاننے کہ اللہ تعالی نے عورتون کو تمھاری کھیتی فرمایا پس ایسی جگہہ جماع کیا چاہئے کہ جہان سے پھل ہونے کی امید ہو یعنے اولاد ہو جس جگہہ سے اولاد کا ہونا ممکن نہین وہان سے جماع مقصود قرآنی کا خلاف ہے اور اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرماتا ہے وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ یعنے عورات جب حایضہ ہوون انسے نزدیکی مت کرو جب تک وے پاک ہون - یہہ ممانعت نجاست کا سبب ہے پس دُبُر سے مجامعت کرنے مین بھی وہی نجاست کی علت موجود ہے پس جیسا حیض کی حالت مین وطی کرنی حرام ہے ویسا ہی دُبُر سے بھی حرام ہے یہہ بات قیاس قرآن سے ثابت ہے اور مرد سے مرد اواطت کرنے کی حرمت قیاس سے نہین بلکہ صراحتہً قرآن و حدیث اور اجماع سے ثابت ہے نعوذ باللہ منہا چودھوین آیت اِسْتِیْذَان یعنے اذن چاہنے مین ہی - روایت ہے کہ حضرت نے ایک روز ایک غلام انصاری کو کہ جس کا نام ربیع بن عمر تھا دوپہر کے وقت عمر فاروق کو بلانے کے لئے روانہ فرمایا اس نے بے اجازت گھر مین چلا گیا جناب فاروق نے سوتے تھے اور انکے بعضے اعضا سے کپڑا سرکا تھا - اور ایک قول ہے کہ بیدار تھے اور اپنی زوجہ کے ساتھہ ملاعبہ کر رہے تھے - اس غلام کے آنے سے انکے دل مین ایک کراہت پیدا ہوی تب انکی زبان پر بے اختیار یہہ بات گذری کہ ایسے وقتون مین باپ اور فرزند برادر اور نوکر غلام و خادم بے اجازت گھر مین آنے سے منع فرماتا تو کیا بہتر تھا تا ہمارے مخفی حالات پر مطلع ہون - پس جب حضرت کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوے - اسیوقت یہہ آیت شرف نزول پائی جو سورہ نور مین آئی ہے یا ایها الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم یعنے اے ایمان والو چاہئے کہ تمھارے سے اذن طلب کرین وے لوگ کہ جن کے مالک ہو مین تمھارے ہاتھہ یعنے تمھارے باندی غلام وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ اور وے لڑکے بھی جو ہنوز حد بلوغ کو نہ پہنچے ہین تمھاری قوم سے یعنے تمھارے غلام اور نابالغ لڑکے تمھارے سے اجازت لے کے تمھارے گھر آوین - ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ تین بار پہلے نماز فجر کے آگے کہ آدمی جب خواب سے بیدار ہوتا ہی جامہ خواب نکال کے دوسرے کپڑے پہننے مین رہتا ہی وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيْرَةِ دوسرا وقت جب نکال رکھتے ہو تم اپنے کپڑے جو دوپہر کا وقت ہی وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اور تیسرا وقت نماز عشا کے بعد ہے جو اپنے بدن سے لباس آرام کا وقت ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ اور نہین ہے تم پر اور نہ اُن غلامون اور لڑکون پر کچھہ گناہ ان تین وقتون کے بعد بے اذن تمہارے پاس آنے مین طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ ان تین وقت کے سوا تمہارے غلام طوات کرنے والے یعنے تمہارے پاس آنے جانیوالے تمھاری خدمت کے واسطے پس ہر وقت اذن لینا دشوار ہے

بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور آیا کرتے ہین بعض تمہارے بعضون پر یُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے سچی دلیلین اور شرع کے احکام وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بندون کی بہتری کس بات مین ہے اور حکم کرتا ہے اس کے موافق - **تیسری روش ان حدیثون کے بیان مین جو عمر فاروق کی شان مین آئین ہین** - پہلی حدیث جو صحیحین مین آئی ہے عن ابی ھریرۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ یعنے تمہارے آگے جو امتین ہوئین انمین محدث تھے محدث دال کی تشدید اور زبر سے ہے - سو میری امت مین ایسا شخص ہے تو مقرر عمر ہے - **ف** سمجھا چاہئے کہ یہ کلمہ شک و تردد کا نہین بلکہ تاکید و تخصیص ہے چنانچہ کہا کرتے ہین کہ دنیا مین میرا دوست ہے تو فلان ہے اس سے مراد اس فلان کی کمال صداقت کی تخصیص ہے - محدث اس کو کہتے ہین کہ جس کے طرف الہام کیا جاوے سو وہ اسکے موافق خبر دیتا ہے اسی طرح سے نہایہ مین - اور مجمع البحار مین لایا ہے کہ محدث اسکو کہتے ہین کہ غیب سے اسکے دل مین ایک بات ڈالی جاتی ہے سو اسنے فراست ایمانی کے ساتھ اس سے خبر دیتا ہے - اللہ تعالیٰ نے اپنے بندگون سے جسکو چاہتا ہے اسکو اس مرتبے سے مخصوص کرتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ محدث وہ ہے کہ ملایک اسکے ساتھ کلام کرتے ہین **دوسری حدیث** جو ترمذی مین آئی ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ مقرر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے حق بات کو عمر کے زبان اور دل پر - اور ابی داؤد کی روایت مین ابی ذر سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ مقرر اللہ نے رکھا ہے حق بات کو عمر کی زبان پر سو وہ اسی سے کلام کرتا ہے - **تیسری حدیث** جو بیہقی کی دلائل النبوۃ مین آئی ہے عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كُنَّا نُبْعَدُ اَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہین کہ ہم یہ بات دور نہین سمجھتے تھے کہ سکینہ کلام کرتا ہے عمر کی زبان پر یعنے جس بات سے دل کو چین و سکون حاصل ہو وہ بات عمر کی زبان پر جاری ہوتی ہے - اور وہ بات غیب سے عمر کی زبان پر پڑتی ہے - اور یہ بھی احتمال ہے کہ سکینہ سے مراد فرشتہ ہے جو عمر کی زبان پر الہام کرتا ہے ایسا ہی کہا ہے تورپشتی نے **چوتھی حدیث** صحیحین مین آئی ہے عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ اِمْرَاَةِ اَبِيْ طَلْحَةَ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ معراج کی شب جبکہ مین جنت مین داخل ہوا ناگاہ رُمیصا ابی طلحہ کی عورت کو دیکھا رُمیصا رے کے پیش اور میم کے

زبرا دریا کے جزم اور صاد مہملہ سے ہے وہ ایک بی بی کا نام ہے جو انصاریہ اور عاقلہ اور عابدہ تھی۔ انس بن مالک کی والدہ ہے مالک کی رحلت کے بعد ابی طلحہ کے نکاح میں آئی۔ اس بی بی کے صبر و رضا کا ایک نادر قصہ یہ ہے فقیر حقوق الزوجین میں لایا ہے۔ غرض حضرت نے فرمایا ہے کہ میں نے اس بی بی کو بہشت میں دیکھا۔ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً اور میں نے چلنے کی ایک آواز سنی فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا سو پوچھا کہ یہ کون ہے قَالُوْا هٰذَا بِلَالٌ کہے کہ یہ بلال ہے وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ اور میں نے ایک محل دیکھا کہ اسکے صحن میں ایک جوان عورت تھی فقلت لمن هذا میں نے کہا کہ یہ محل کس کا ہے قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ کہے کہ یہ عمر بن الخطاب کا محل ہے فَأَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ میں نے چاہا کہ اس مکان میں جاؤں اور اس کو دیکھوں۔ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ سو میں نے یاد کیا تیری غیرت کو اے عمر سو واسطے اسکے اندر نہیں گیا فَقَالَ عُمَرُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ تب عمر نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوویں یا رسول اللہ کیا مجھے آپ سے غیرت ہو اور بعضے روایات میں آیا ہے کہ عمر نے کہا یا رسول اللہ کہ مجھے بلند نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے مگر آپ کی حرمت سے اور مجھے ہدایت نہیں دیا مگر آپکی برکت سے۔ پانچویں حدیث صحیح ترمذی میں آئی ہے عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ نَبِيًّا بَعْدِيْ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بالفرض میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا اس بات سے حضرت کے بعد دوسرا نبی ہونا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر حضرت نے عمر فاروق کے باب میں جو یہ ارشاد فرمائے یہ فرضی بات ہے۔ اور حضرت کے فرزند ارجمند ابراہیم نے جب عالم طفلی میں رحلت کی آپنے انکے باب میں بھی ایسا ہی فرمایا لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا یعنے ابراہیم جیتا تو نبی ہوتا۔ یہ قضیہ شرطیہ ہے وقوع کو مستلزم نہیں۔ شیخ الہند عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں اگلی حدیث کے تحت میں لکھا ہے کہ ایسی عبارتیں مبالغہ کے رو سے محالات میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ حاصل کلام جب عمر فاروق کو الہام ہوتا تھا اور فرشتہ ان کے دل میں حق بات ڈالتا تھا انکو عالم رحمی کے ساتھ ایک مناسبت حاصل تھی اسلئے حضرت نے ان کے باب میں ایسا ارشاد فرمایا واللہ اعلم انتہی۔ اور عمر فاروق سے روایت ہے کہ میں نے کعبۃ اللہ کے مجاور عمرہ کا ارادہ کر کے حضرت سے پروانگی چاہی آپنے اجازت دیکے فرمایا اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا یعنے اے میرے برادر اپنی دعا میں ہم کو بھی شریک کر اور ہم کو فراموش نکر۔ عمر فاروق نے کہتے ہیں کہ حضرت کے اس ارشاد سے مجھے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ اسکے عوض میں تمام دنیا مجھے ملتی تو بھی اتنی

خوشی حاصل ہوتی - اور منقول ہے کہ حضرت نے عمر فاروق کے باب مین فرمایا هُوَ قَرْنٌ مِنْ حَدِيْدٍ لَا تَاخُذُهُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ اور ایسے ہی بہت سے حدیثین آئی ہین خوف طوالت سے اسی پر اکتفا کیا گیا - نقل ہے کہ حضرت عمر نے ایک حبر سے پوچھا کہ آسمانی کتابون مین تو نے میری کچھ صفت دیکھی ہے اسنے کہا ہان - پوچھا کیا دیکھی ہے کہا قَرْنٌ پوچھا کہ قرن کیا ہے - کہا قَرْنٌ مِنْ حَدِيْدٍ اَمِيْنٌ اَمِيْرٌ شَدِيْدٌ لَا يَاخُذُهُ فِي لَوْمَةِ لَائِمٍ یعنے لوہے کی سنگ کے مانند استوار اور امیر امانت دار اور محکم کہ راہ خدا مین کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا پروا نہین رکھتا ہے پھر سوال کیا کہ جب تیرے بعد ہوگا اسکو تو آسمانی کتابون مین کیسا پاتا ہے کہا خلیفہ تمکو کارپرسب مسلمانون سے اپنی قرابت والون پر ایثار کریگا - اور ظالمون کی گردہ اسکے قتل پر اقدام کریگی - جناب فاروق نے یہ سنکر کہا رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ یعنے اللہ تعالی عثمان پر رحمت کرے - پھر اس سے پوچھا کہ ان کے بعد جو خلیفہ ہوگا اسکی توصیف تو نے کس طرح پائی ہے کہا کہ آہن کا ملازم رہیگا یعنے اسکے زمانے مین جنگ وقتال بہت ہوون گے پھر کہنے لگا یا امیر المومنین وہ خلیفہ راست گفتار اور نیکوکردار ہوگا لاکن شمشیرین برہنہ ہون اور خونریزی ہوگی - **پہلا گل ان اخبار و آثار کے بیان مین جو صحابہ کبار نے عمر فاروق کی مدح وثنا کی ہین** - نقل ہے کہ صدیق اکبر نے کہا کہ عمر بن الخطاب سے کوئی میرے پاس زیادہ دوست نہین - نقل ہے کہ عثمان ذوالنورین کی ایام خلافت مین انسے لوگون نے کہا کہ آپ کس لئے عمر فاروق کے مانند سلوک نہین کرتے ہو فرمایا کہ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ لُقْمَانَ الْحَكِيْمِ یعنے مین نہین سکتا ہون کہ لقمان حکیم سا ہوون - اور مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالثَّالِثِ یعنے حضرت کے بعد سب لوگون سے بہتر ابوبکر ہین انکے بعد عمر ان کے بعد اللہ تعالی جانتا ہے کہ تیسرا کون ہے اور انہین سے منقول ہے کہ فرمایا کہ كَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَوَّاهًا وَكَانَ عُمَرُ مُخْلِصًا نَاصِحًا لِلّٰهِ کہتے ہین کہ جناب میر کی خلافت مین بحران والون نے مدینہ آئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین ہم کو عمر فاروق نے بحران سے نکال دیا - آپ ہمکو ہمارے وطن کی طرف بھیجین تو کرم ہے - امیر نے فرمایا کہ كَانَ عُمَرُ رَشِيْدَ الْاَمْرِ فَلَا اُغَيِّرُ شَيْئًا صَنَعَهُ یعنے عمر کا ہر کام رشید تھا مین اسکے کسی کو نہین بدلاونگا - عبد اللہ ابن مسعود نے کہا کہ عمر فاروق کا علم ایک پلے مین اور ساری جہان کا علم ایک پلے مین تولین تو عمر کے علم کا پلہ غالب آویگا - زید بن وہب سے نقل ہے کہ مین نے ایکبار عبد اللہ بن مسعود کے پاس آیا اسنے اثنائے کلام مین عمر فاروق کو یاد کی اور رونے لگے اس قدر روئے کہ ان کے اشک سے زمین کے سنگریزے تر ہو گئے پھر فرمائے کہ عمر فاروق اسلام کے حصن حصین یعنے قلعہ محکم تھے سو مسلمان اس قلعے مین داخل ہوتے اور باہر نہین آتے تھے - اور انکی رحلت سے اسلام کے قلعے مین ایک

رخنہ پڑا سواس سے باہر جاتے ہین اور پھر نہین آتے ہین - اور ایسا ہی کلام انکی شان مین جناب امیر سے بھی منقول ہی - اور ابوطلحہ انصاری سے کہتے ہین کہ مسلمانون سے کسی کا گھر نہوگا مگر فاروق کی جلت سے اس گھر والون کے دین یا دنیا کے امر مین خلل نہ آیا ہو - اور عروہ بن زبیر نے بی بی عایشہ سے روایت کی ہے کہ فرمائین کہ تم بیٹھو اپنی مجالس کو یا بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بذکر عمر بن الخطاب یعنے تمہاری مجلسون کو زینت دیجیو حضرت پر درود پڑھنے اور عمر بن الخطاب کا ذکر کرنے سے - امام جعفر صادق نے فرمایا کہ مین اس سے بیزار ہون جو ابوبکر اور عمر کو بدی سے یاد کرے - اور تم عدل کا ذکر کرو جب عدل کو یاد کرو گے تو گویا حق سبحانہ تعالیٰ کو یاد کیے - مجاہد سے منقول ہی کہ ہم کہتے تھے کہ عمر فاروق کے زمانے مین شیاطین قید و زنجیر کیے گئے تھے جب انکی شہادت ہوی شیاطین چھوٹ گئے اور زمین پر منتشر ہوے

دوسرا گل حضرت عمر کے مرویات کے بیان مین

- حدیث کی معتبر کتابون مین پانسو چالیس ۵۴۰ حدیث انسے مروی ہین - انسے متفق علیہ چھبیس اور فقط بخاری مین چونتیس ۳۴ اور فقط مسلم مین اکیس ۲۱ آئے ہین اور باقی دوسرے کتب مین منقول ہین اور صحابہ کی ایک جماعت کثیر انسے روایت کرتی ہی جیسے عثمان بن عفان - اور علی بن ابی طالب - وطلحہ بن عبداللہ اور سعد بن ابی وقاص - وعبدالرحمن بن عوف - وعبداللہ بن مسعود - وابوذر - وعبداللہ بن عمر - وعبداللہ بن عباس - اور عمرو بن العاص - وعبداللہ بن زبیر - وانس بن مالک - وابوموسیٰ اشعری - وجابر بن عبداللہ - وابولبابہ بن عبدالمنذر وبراء بن عازب - وابوسعید خدری - وابوہریرہ - وعقبہ بن عامر - ونعمان بن بشیر - وعمرو بن عبسہ - وعدی بن حاتم وسفیان بن وہب - وعبداللہ بن سرجس - وخالد بن عرفطہ - واشعث بن قیس - وابوامامہ باہلی - وعبداللہ بن انیس وبریدہ بن حصیب اسلمی - وفضالہ بن عبید - وشداد بن اوس - وسعد بن العاص - وکعب بن عجرہ - واسود بن مقرن - وسنان بن یزید - وعبداللہ بن ارقم - وجابر بن سمرہ - وحبیب بن مسلمہ - وعبدالرحمن بن ابذی - وعمرو بن جندب - وطارق بن شہاب - وسمرہ بن عبداللہ - ومسیب بن حزن - وسفیان بن عبداللہ - ابوالطفیل - وبی بی عایشہ صدیقہ - وبی بی حفصہ اور بہت سے تابعین بھی انسے روایت کیے ہین جیسے عاصم بن عمر بن الخطاب - ومسروق - ومالک بن اوس - وعلقمہ بن وقاص - وابوعثمان - وسالم مولائے عمر - وقیس بن ابی حازم - وغیرہم رضی اللہ عنہم

گلدستہ اس بیان مین کہ حضرت عمر نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد جو بالاے منبر خطبہ پڑہا

- نقل ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دفن سے فراغت حاصل ہوی اسکے دوسرے روز فاروق اعظم نے منبر پیغمبر پر سوار ہوکے خطبہ پڑہا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضرت سید انام پر صلوات و سلام کے بعد اسکا مضمون یہی تہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رحلت کرگئے تک میرسے راضی اور خوشنود تھے - اور مین خلافت کا طالب نہین تہا لاکن صدیق اکبر نے

یہہ کام میرے تحویل کیا۔ اللہ تعالی نے امر خلافت کی سرانجامی مین جو اجر جزیل اور ثواب جمیل رکھا ہے۔ اس کی امید نہوتی تو مین اس بار عظیم کا حامل نہوتا۔ اور مین عدل و انصاف کی بڑی رعایت کرونگا اور مین کسی کی خاطر نہ کہونگا۔ اور حق سے تجاوز نکرونگا اور لوگون سے اپنی تعظیم و تکریم نچاہونگا۔ اور سب مسلمانون کے مانند ایک شخص رہونگا۔ اور اپنا ضعف و انکسار ظاہر کرکے ایسے ہی مرغوب اور دلجوئی کی باتین کین اور لوگون کو ورع و تقوی اور نفس کی مخالفت اور حمد و الٰہی کی محافظت پر ترغیب و تحریص دئے اور حضرت پر درود و سلام پڑہکے خطبے کو ختم کرکے منبر سے اُتر گئے۔

دوسری شاخ حضرت عمر امیر المومنین سے ملقب ہونے کے بیان مین

روایت ہے کہ عمر بن الخطاب جب مسند خلافت پر بیٹھے مجمع صحابہ مین کہنے لگے کہ ابوبکر صدیق کو خلیفۂ رسول اللہ کہتے تھے مجھے خلیفہ رسول اللہ کہوگے تو دراز سے خالی نہین کلام کرنا لوگون پر دشوار ہوگا۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ہم مومنین ہین اور آپ ہمارے امیر پس آپ امیر المومنین ہو عمر بن الخطاب یہہ سنکے اس لقب سے راضی ہوے۔ دوسرا قول یہہ ہے کہ اپنی خلافت کی ابتدا مین جب عاملون کو نامہ لکھتے تو اپکو خلیفۂ ابوبکر تحریر فرماتے تھے۔ ایکبار عراق کے عامل کو لکھا کہ تمھارے لشکر کے علما سے دو مرد زیرک اور ہوشیار کو روانہ کیجئے۔ تا عراق کے لوگون کے حالات اور اس مملکت کا ضبط و نسخ انسے دریافت کرون۔ عراق کے عامل نے لبید بن ربیعہ عامری کو اور عدی بن حاتم طائی کو روانہ کیا۔ جب یہہ ہر دو مدینہ آپہنچے مسجد نبوی کے پیچھے اپنے اونٹون کو بٹھا کے مسجد مین آے عمرو بن العاص کو مسجد مین دیکھہ کے کہے کہ ہماری باریابی کے لئے امیر المومنین سے اذن طلب کیجئے۔ عمرو بن العاص سنکے بہت خوش ہوے اور کہا کہ تم نے خلیفے کے لئے بہت اچھا نام اختیار کیا کہ ہم مومنین ہین اور انھون ہمارے امیر ہین پس اسوقت اٹھا اور خلیفے کے پاس جاکے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عمر فاروق سنکے پوچھے کہ تم نے یہہ نام کیسا ایجاد کیا انہون نے صورت حال گذارش کی۔ اور کہا کہ آپکے لئے یہہ نام بہت بہتر اور سزاوار تر ہے۔ خلیفے نے قبول فرمایا اسی روز وہ نام مقرر ہوا اور وہی لقب لکہنے لگے۔

چوتھی خیابان حضرت عمر کے زہد و ورع اور کثرت عبادت و ریاضت اور قلت اکل و شرب اور حلم و تواضع کے بیان مین

طلحہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ کہا کَانَ عُمَرُ اَزْهَدَنَا فِی الدُّنْیَا وَاَرْغَبَنَا فِی الْاٰخِرَةِ یعنے تھے عمر ہمارے مین زیادہ زہد کرنے والے دنیا مین اور زیادہ رغبت کرنے والے آخرت مین۔ اور ایسا ہی سعد بن ابی وقاص سے بھی مروی ہے۔ روایت ہے کہ ایکبار اپنی دختر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گہر تشریف لے گئے بی بی نے چینی کے کاسے مین تھنڈی اُس اور اُسپر روغن زیتون ڈال کے لے آئی۔ عمر فاروق نے ہرگز نہ پیا کاسۂ چینی اسباب تنعم سے رہنے کے سبب اس سے احتراز کیا اور فرمایا کہ نازو تنعم نہین چہتا ہون جب تک دنیا سے سدہارون۔ اور ابن عباس سے مروی ہے

کہ ہمیشہ عمر فاروق کا کھانا دس لقموں سے زیادہ نہیں تھا - لائے ہیں کہ ایکبار خویشوں کی ایک جماعت بی بی حفصہ سے کہنے لگی کہ تم اپنے والد ماجد سے کہیں کہ ہمیشہ جو ایسی شدت ریاضت میں مشغول ہیں بڑی ناتوانی آگئی ہے بارے کبھی کبھی لذیذ آب وطعام تناول فرماوے بی بی نے یہہ سنکے اپنے مدر بزرگوار سے گذارش کی تو فاروق اعظم نے فرمایا کہ عشت اَبَاكِ وَنَصِحتِ لِقَوْمِكِ یعنے ای بیٹی تو کیا اپنے باپ کو دہوکا دیتی ہے اور اپنے خویشوں کی بھلائی کرتی ہے - انس بن مالک سے روایت ہے کہ عمر فاروق کے پیرہن کو چہار پیوند لگے تھے ایک روایت ہے کہ دو کہنہ دن کے درمیان چہار پیوند تھے **نقل** ہے کہ فاروق اعظم جب ملک شام کے طرف رونق افزا ہوے وہاں کے ارکان دولت واعیان سلطنت استقبال آئے اس وقت جناب فاروق اونٹ پر سوار تھے انکے خواص عرض کئے کہ یا امیر المومنین یہاں کے اکابر اور اشراف آپکے استقبال آرہے ہیں آپ گھوڑے پر سوار ہوویں تو آپ کی شوکت اور دبدبہ ان کے دلمیں جاے گیر ہوگا فرمایا کہ ایسی باتوں سے مطلب پانی نہیں ہوتی ہے بلکہ کام آبگہہ سے نکلتا ہے تب آسمان کی طرف اشارہ کیا **نقل** ہے کہ ایکبار قیصر روم کی طرف سے ایک وکیل مدینہ کو آیا اور دریافت کرنے لگا کہ امیر المومنین عمر فاروق کہاں ہیں تا اپنے بادشاہ کا پیام پہنچا دے لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین مسجد میں ہوگے - پس اس نے مسجد کی طرف آیا کیا دیکھتا ہے کہ کسی ندہ پوش نے ایک اینٹ سرہانے لیکے لیٹا ہے - یہہ دیکھکے پھر گیا - اور پھر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ امیر المومنین کہاں ہیں کہے کہ مسجد میں ہوگے - وکیل نے کہا کہ میں مسجد میں جاکے دیکھا تو ایک ندہ پوش کے سوائے دوسرے کو نہ دیکھا کہ ایک اینٹ سرہانے لے کے لیٹا ہے - کہے کہ اس کو حقارت سے نہ دیکھے کہ ہمارا امیر اور خلیفہ وہی ہے

لَقَدْ جَادَ مِلْكٌ اَفَادَ ۔۔۔ بر درسیکدہ رندان قلندر باشند ۔ کہ ستانند و بہند افسر شاہنشاہی ۔ پختست زیر سر و بر بالش ہفت اختر پائے ۔ دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی ۔ وکیل قیصر نے پھر مسجد کی طرف گیا اور امیر المومنین کے حضور میں شرط تحیت بجا لاکے یا ادب کھڑا رہا اور ایسا رعب اور وہ مہابت اس کے دل میں جاے گیر ہوی کہ کسی بادشاہ کے دربار میں اسکی حالت نہوی تھی

ہے یہہ ہیبت حق کی میں ہے خلق کی ۔ کہ نہیں ہیبت یہہ صاحب لق کی ۔ جس نے مولا سے سدا ترسان رہی ۔ انس و جان اس سے یقین لرزان رہی ۔ غرض وکیل نے ترسان ولرزان بادشاہ کا پیام پہنچایا اور امیر المومنین سے رخصت لیا اور کہتا تھا کہ میں بہت سے بادشاہوں سے ملا ہوں اور سلاطین کے دربار میں رہا ہوں کہیں ایسا رعب نہیں پایا جو امیر المومنین کے حضور میں پایا - **نقل** ہے کہ عامر بن ربیعہ نے کہا کہ جب امیر المومنین عمر فاروق نے مدینے سے کعبے کی زیارت کا عزم کیا میں بھی ہمراہ تھا جانے اور آنے کے وقت کہیں ان کے واسطے خیمہ اور خرگاہ نہیں تھا جیسا خلیفوں اور امیروں کو ہوا کرتا ہے بلکہ امیر المومنین جس جگہہ نزول فرماتے ایک جہاڑ پر اپنے کپڑے ڈال دیتے اور اسی کے سائے میں آرام پاتے - اور عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ میرے والد کے ایام خلافت میں شام کے طرف جہاد کے لئے جانے ایک لشکر تیار ہوا سو مجھے بھی آرزو ہوی کہ میں بھی

اس لشکر کے ساتھ جاؤن اور جہاد کا ثواب حاصل کرون - تب میرے والد بزرگوار سے اجازت چاہی تو فرمایا کہ ای فرزند مجھے اسبات کا خوف ہے کہ کہین تو زنا مین مبتلا نہ ہوجاوے - مین نے عرض کی یا امیر المومنین کیا آپ میرے ساتھ شخص پر یہہ گمان کرتے ہو - فرمائے کہ مجھے اسبات کا احتمال ہے کہ جب مسلمانون کو کافرون پر فتح و نصرت حاصل ہوگی اور کفار مارے جائینگے اور ان کے عورت بچون کو قید کرکے سبایا مین لائینگے کسی جاریہ پر جو جمیلہ رہے تیری خاطر مایل ہوجائیگی میرے ساتھ تیری فرزندی کی نسبت جو ثابت ہے اسکی رعایت کرتے اس کو کم قیمت سے تیرے حوالے کرین گے ظاہر مین تو اس کو خرید کیا ہوگا اور فی الحقیقت زنا کیا ہوگا سو مصلحت اسباب مین ہے کہ اب تو نجاوے اپنی جہاد نفس مین مشغول رہے - اور نقل ہے کہ ایکدن منبر پر سوار تھے اور لوگون کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے اثنائے کلام مین مہر کا ذکر آیا سو فرمانے لگے عورتون کا مہر چالیس اوقیے سے جو ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے زیادہ نہ باندہا چاہیے کیونکہ بہترین عالم سید اولاد آدم اپنے ازواج مطہرات کا مہر چالیس اوقیے سے زیادہ نہ باندہا ہے جس نے اس حد سے تجاوز کریگا تو مین حکم کرتا ہون کہ اسکی زیادتی کو بیت المال مین داخل کرین - تب ایک بوڑہی نے اٹھی اور عرض کی کہ یا امیر المومنین آپکے منصب بزرگ کے لایق نہین کہ ایسی بات فرماؤ کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا عمر فاروق یہہ سنتے ہی متنبہ ہوے اسی وقت الصلاۃ کے مقام مین آکے فرمایا امْرَأَةٌ أَصَابَتْ وَرَجُلٌ أَخْطَأَ یعنے ایک عورت راستی پر آئی اور مرد خطا کیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جب امیر المومنین منبر سے اترے اور تشریف لیجانے قریش کی ایک عورت سر راہ پر انسے ملکے عرض کی کہ مہر کے باب مین آپنے جو فرمایا وہ بات نص قرآن کے مخالف ہے اور آیت مذکور پڑہی - عمر فاروق وہ سنتے ہی متنبہ ہوے اور اسی وقت آکے منبر پر سوار ہوکے فرمایا کہ لوگو مین نے مہر کی زیادتی جو منع کی تھی وہ میرے سے خطا ہوی اب اس سے رجوع کیا ہون - اب ہر شخص اپنے مال سے جس قدر چاہے اپنا مہر باندہ لے اور کہتے ہین کہ ایکبار ایک رعیت سے بات کر رہے تھے سو اثناء کلام مین انسے کہا کہ اتَّقِ اللَّهَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اے مومنون کے امیر اللہ سے ڈر و تب حاضرون سے ایک شخص کہنے لگا کیا تو امیر المومنین سے ایسی بات کہتا ہے تب فاروق اعظم نے کہا کہ اسکو چھوڑ دو تا حق بات مجھے پہنچا دے اور تم کو یہی جب ضرورت ہوگی میرے ساتھ ایسا ہی کہا کرو - روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی مہاڑی پر ایک پرنالہ تہا ایک روز فاروق اعظم نے لباس پاکیزہ پہن کے مسجد کی طرف تشریف لیجاتے تھے جب انکا گذر عباس رضی اللہ عنہ کی مہاڑی کے نیچے سے ہوا اس روز ان کے گہر دو مرغ ذبح کئے تھے سو اسکا لہو پانی کے ساتھ آمیز ہوکے اس پنالے سے ٹپک رہا تھا ناگاہ اس سے چند قطرے فاروق اعظم کے کپڑون پر پڑے اس پنالے سے لوگون کو ضرر پہنچتا ہے کرکے حکم کیا کہ اس پنالے کو اسکی جگہہ سے نکالدین پس اپنے گہر کیطرف مراجعت کی پہر لباس بدلکے مسجد کے طرف تشریف لے گئے جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی عباس نے کہنے لگا کہ یا امیر المومنین

قسم ہے اللہ پاک جلشانہ کی کہ وہ پیالہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھہ سے لگایا تہا پس عمر فاروق یہہ بات سنتے ہی نہایت مضطر اور حیران ہوگئے اور کہنے لگا کہ یا عباس مین تم کو قسم دیتا ہون پروردگار پاک جلت عظمتہ کی کہ تم میرے گہندون پر پڑکے اس پیالے کو جہان حضرت نے رکھا تہا وہان رکہہ دیجئے - جب اس بات مین بہت ہی الحاح اور مبالغہ کئے عباس نے قبول کرکے اس پیالے کو اسی جگہہ لگا دیا - اور عمر فاروق سے مروی ہے کہ اپنی خلافت مین فرماتے تہے کہ اگر ایک بکری بہی دریاے فرات کے کنارے ہلاک ہوگا میرا گمان یہہ ہے کہ میرے سے قیامت کے دن اللہ تعالی اس کے حال سے سوال کریگا - اور منقول ہے کہ فاروق اعظم کی خلافت مین ایک دن جناب علی مرتضی نے انکو دیکہا کہ بڑی جلدی سے دوڑتے ہوے جاتے ہین سو اس جلدی کا سبب دریافت کیا تو جواب دیا کہ صدقات کے اونٹون سے ایک اونٹ گم ہوگیا ہے اسکے ڈہونڈہنے کیلئے جاتا ہون - جناب امیر نے کہا کہ یا امیرالمومنین آپکے بعد جو خلیفہ کہ ہوگا آپنے اس کو رنج و مشقت مین ڈالا فاروق اعظم نے کہا کہ یا ابوالحسن مجہے اس باب مین ملامت نہ کیجئے قسم ہے اس پروردگار جلشانہ کی کہ جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راستی کے ساتہہ خلق کی طرف بہیجا کہ اگر ایک بکری کا بچہ بہی آب فرات کے کنارے ضایع ہوگا تو قیامت کے روز عمر اسکے سبب سے خطاب و عتاب مین پڑیگا - پس جس شخص کے واسطے ایسا روز درپیش ہو اس کو ایسی جلدی پر ملامت کی جگہہ نہین - اور لائے ہین کہ لوگون نے ابن عباس سے سوال کیا کہ عمر فاروق کا حال انکی خلافت مین کیسا تہا انہون نے جواب دیا کہ انکا حال اس پرندے کے مانند تہا جو نہایت حیران اور ترسان ہو اور وہ جسطرف جانا چاہتا ہے ادہر جالا ہی دیکہتا ہے اور باہر جانے کی جگہہ نہین پاتا ہے - اور منقول ہے کہ عمر فاروق بے روتے ہوے ایسا کہا کرتے تہے کہ کاش مین بکرا ہوتا تب مجہے فخر کرتے جب کوئی مہمان آتا مجہے ذبح کرتے اور مہمان کو کہلاتے کاش مین انسان نہ ہوتا - اور ایکبار زمین سے تنکا اٹہا لیے اور کہنے لگے کاش مین یہہ تنکا ہوتا کاش مین پیدا ہی نہوتا کاش میری ماں مجہے نہ جنی ہوتی کاش مین بہولا جاتا - **نقل** ہے کہ خوف الٰہی سے اس قدر روتے تہے کہ ان کے ہر دو رخسار پر دو لکیرین پڑگئین تہین - عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین عمر فاروق کا ہمسایہ تہا کسی کو انسے فاضل تر نہ دیکہا تمامی شب نماز و نیاز مین گذارتے اور دن کو روزہ رکہتے اور لوگون کی حاجتین اوا کرتے تہے - اور منقول ہے کہ آپکی ایک بی بی نہایت خوبصورت اور جمیلہ تہین بمقتضاے حدیث اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ کے اس بی بی کے ساتہہ بڑی محبت رکہتے تہے جب مسند خلافت پر بیٹہے اس بات کا خوف ہوا کہ کہین خلاف شرع کوئی بات مین اپنی بی بی سفارش کرین تو آپ کمال محبت کے سبب قبول نہ کرلین اس اندیشے سے انکو طلاق دیا اور انکا سب مہر ادا کیا جب اس پر ایک مدت گذر گئی ان کو خلافت اور بادشاہت کے مہمات مین بڑا ملال اور رسوخ حاصل ہوا ان کے دل مین یہہ بات قرار پائی اور درجہ یقین کو پہنچی کہ میرا نفس مغلوب ہوگیا کسی مخلوق کی خاطر کے واسطے سر مو خلاف شریعت کی طرف میل نہ کریگا تب پہر انکو

بلوا کے اپنے نکاح مین لایا ان دونون انکی بی بی رحلت کی تہین - اور منقول ہے کہ آپنے ایک روز اپنی خلافت مین حکم کیا کہ
مذاکرہ دین تا سب اہل مدینہ مسجد مین حاضر ہووین پس جب ندا کئے اور سب لوگ جمع آئے آپ منبر پر سوار ہوے تہوڑا وقت
خاموش بیٹھے یہان تک کہ مسجد لوگون سے بھر گئی تب کہنے لگے کہ شکر و سپاس اس خالق متعال کو سزاوار ہی جو پروردگار عالم ہی
مقرر مین آپ کو ایسا دیکہا کہ اپنے نفس کو ایک مزدور کا طعام دیا کرون اور اس وقت اللہ تعالی نے مجھے ایسی عزت کے مرتبے
کو پہنچایا کہ تم دیکھتے اور جانتے ہو پس منبر سے اتر گئے - لوگون نے اسکا سبب پوچھا تو فرمائے کہ مین نے اللہ تعالی کا شکر
ظاہر کیا - ایک روایت ہی کہ ان کے فرزند عبد اللہ نے پوچھا تو فرمایا کہ تیرے باپ کو نفس امارہ عجب اور پندار مین لایا تہا سو
مین نے چاہا کہ اسکو گوشمالی دون تا اس پندار کا بدلہ ہو جاوے - اور کہتے ہین کہ کبہی پانی کا مشک اپنے کہندے پر لے کے
اپنے گہر کے طرف جاتے اسکا سبب پوچھے تو فرماتے کہ میرا نفس عجب مین آیا تہا سو مین نے اسکو ذلیل کیا - **پانچوین**
خیابان بیت المال سے حضرت عمر کے تصرف اور انکی دانائی و فراست اور انصاف و
عدالت اور اتباع سنت واحتراز بدعت کے بیان مین - روایت ہے کہ اصحاب سے فرماتے
تھے کہ جانیو اور آگاہ رہو کہ مسلمانون کے بیت المال سے عمر کو دو جفت لباس ایک سردی کے موسم کے لئے دوسرا گرمی کے
ایام کے واسطے اور مرکب ایسا کہ حج و عمرہ اور جہاد کے سفر مین کام آوے - اور طعام اتنا کہ اسکا اور اسکے اہل و عیال کا قوت ہو سکے
اور وہ قوت بھی قریش کے ایک میانہ شخص کا رہے کہ انکا نہ غنی ہو نہ فقیر ملال ہے - ایک روایت ہی کہ فرمائے کہ بیت المال
مین میرا تصرف اس تصرف کے مانند ہی کہ یتیم کو پرورش کرنے والا یتیم کے مال مین بقدر احتیاج تصرف کرے - مین غنا کے
حال مین رہون تو اس سے تعفف کرون گا - اور فقر کی حالت مین رہون تو احتیاج کے موافق بطور معروف لیا کرونگا - اور جب
مین میسر ہونگا بیت المال سے جو لیا ہون پھیر دونگا - یہہ بات جناب فاروق اعظم سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے
مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ کہتے ہین کہ امیر المومنین کو جب احتیاج ہوتی صاحب بیت المال
سے قرض لیتے اور جب صاحب میسر ہوتے قرض ادا کرتے - اور کبہی تنگی ہوتی تو صاحب بیت المال انسے تقاضا کرتا - اور
جب بیت المال سے انکا حصہ نکلتا تب وہ قرض ادا کر دیتے - اور انکی فطانت اور فراست ایسی تہی کہ ابن عمر کہتے ہین کہ کوئی
چیز ایسی نہین کہ عمر فاروق نے کہا ہو کہ مین گمان کرتا ہون کہ وہ کام ایسا ہوگا تو ویسا ہی رہتا جو آپ گمان کئے ہون اور
ایک قریش کے مجمع مین تشریف رکہی تہی ایسے مین ایک شخص اپنے گذرا اسکو دیکہہ کے فرمایا کہ مین نہین سمجہتا ہون کہ میرا گمان
خطا کرے کہ یہہ مرد جاہلیت مین اپنے قوم کے دین پر ہی کاہن ہی - پھر فرمایا کہ اسکا حال دریافت کرین جب استفسار
کئے تو وہ کاہن تہا - اور انکی عدالت ایسی تہی کہ عروہ بن زبیر سے مروی ہی کہ جب دو شخص باہم جہگڑتے انفصال کے لئے

ان کے پاس آتے تو امیر المومنین دوزانو بیٹھتے اور کہتے بارخدایا کہ مجھے مدد کیجئے تا ان ہر دو کے درمیان عدل و راستی سے حکم کروں کیونکہ یہ دونوں میرا دین لیجانے کے درپئے ہین سو تیری امداد کا امیدوار ہون - لائے ہین جب کسی عامل کو کسی ملک پر مقرر کرتے تو ایک دستور العمل ایسا لکھہ دیتے کہ تنعم و تجمل سے دور رہے اور زینت و رفاہیت بچا ہی اور ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہووے اور جامۂ گران قیمت اور نرم نہ پہنے اور فقط سوزی کی روٹی نہ کہاوے اور اپنے مکان کا دروازہ بند نہ رکھے اور دیوڑھی پر دربان نہ رکھے تا لوگ آسانی سے آوین اور سہولت سے اپنی حاجتین ظاہر کرین اور عامل سے عہد لیتے کہ فرمان کے مضمون سے تجاوز نکرے اور عدالت کی راہ مستقیم عدول نکرے - اور ابن عمر سے منقول ہی کہ جب امیر المومنین عمر فاروق لوگون کو امر و نہی کرتے اسیوقت اپنے گھر آکے اپنے اہل و اولاد کو اور خویشون و تابعون کو اور دوستون اور یارون کو جمع کرکے فرماتے کہ مین نے لوگون کو فلان کام سے منع کیا ہون اور مقرر ہوے لوگ تمہارے طرف ایسا لپکتے ہین جیسے پرند گوشت پر - کہ تمہارے سے کسینے اس کام کا ارتکاب ہوگا تو دے بھی اسپر جسارت اور اقدام کرین گے اور تم اس سے پرہیز کروگے تو دے بھی اس سے دور رہین گے - آگاہ رہو کہ اگر تمہارے سے کسی نے وہ کام کیا ہوگا کہ جس کو مین نے منع کیا تہا تو اسکو دوسرے سے بہ نسبت دونا عذاب دونگا - اور منقول ہی کہ جب امیر المومنین کعبے کے حج کے واسطے نکلتے اطراف و نواحی کے عاملون کو لکہتے کہ وے بھی حج کے لئے آوین تا حج کے موسم مین ملاقات ہو جب مکہ معظمہ مین سب اکٹھے ہوتے تو فرماتے کہ ای لوگو مین عاملو کو تم پر اسواسطے نہین مقرر کیا کہ تمہارے علمون سے کوئی چیز انکو پہنچے بلکہ ان کو عامل اسلئے گردانا ہون کہ تمہارے مین پردہ اور حائل رہین - تا تم ایک دوسرے پر ظلم و ستم نہ کرین - اور وے حقدار کا حق دلاوین - پس میرے عاملون کے گردن پر تمہارے سے کسی شخص کا حق باقی رہی تو چاہئے کہ اُٹھے اور صاف کہدیوے اور کسی کی رو رعایت کرکے ہرگز پوشیدہ نہ رکھے - یہہ حکم سُنکے اگر کوئی اُٹھہ کھڑا ہوتا اور کسی عامل پر اپنا حق ثابت کرتا تو اسیوقت اسکو دلاتے - اور اس عامل کو بڑی تادیب فرماکے اسکو معزول کرتے اور اگر کوئی نہ اُٹھہ کھڑا ہوتا تب عاملون کو قسم دیکے پوچھتے کہ تمہارے سے کسنے ظلم کیا ہی اور یا کسی کا حق کسی کی گردن پر باقی - تب جو عامل قسم کھاکے اپنی پاکی ظاہر کرتا اس کو خدمت پر بحال رکھتے - اور جس نے سوگند نہ کھاتا اس کو معزول کرکے دوسرے کو اسکے قایم مقام کرتے - تا ثمرہ عدل و داد کا اور بدلہ ظلم و فساد کا خلق پر آشکارا ہو - سبحان اللہ اسی ضبط و سیاست کے سبب ان کے ایام خلافت مین عدل و انصاف اس درجے کو پہنچا تھا کہ کسی عامل کو یہہ طاقت نہین تھی کہ سر مو حد شریعت سے تجاوز کرے بلکہ ان کے زمانے مین زمین عدل و انصاف سے بھر گئی - اور کفار کے بہت سے شہر و دیار قبضۂ اسلام مین آئے اور بِالْعَدْلِ قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کے مضمون کا بھید اس کے ایام حکومت مین جلوہ گر ہوا - اور اتباع سنت انکی ذات شریف مین ایسی تھی کہ ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ امیر المومنین عمر فاروق جب حج کے مناسک ادا کرتے اور جمرہ اسود کے نزدیک

آتے اسکو خطاب کرکے فرماتے کہ حقیقت مین تو ایک پتھر ہے تجھ سے کسی کو نہ نفع ہے نہ ضرر - اگر حضرت تجھ کو بوسہ دیتے ہوے نہ دیکھتا تو ہرگز مین بھی تجھکو نہ دیتا - اس طرح کہہ کے بوسہ دیتے - کہتے ہین کہ ایکبار جناب مرتضیٰ علی نے حاضر تھے جب عمر فاروق نے حجر اسود کو اس طرح خطاب کیا تب فرمایا کہ یا امیر المومنین اگر آپ اس آیت کی پوری معنی پر مطلع ہو دین تو ظاہر ہو دیگا کہ حجر اسود سے بھی ایک طور سے نفع و ضرر کی امید ہے - پس یہہ آیت تلاوت کی وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ وَذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنے جب نکالا تیرے پروردگار نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد اور گواہ رکھا انکو انکے جانون پر کیا مین نہین پروردگار تمہارا سب نے کہا ہان البتہ تو ہمارا پروردگار ہے - یعنے روز میثاق مین جب اللہ تعالیٰ نے سب اولاد آدم سے یہہ عہد لیا یہہ اقرار ایک کا غذ پر لکھایا - اور حجر اسود جو بہشت سے یاقوت سے اسکو منگاکے وہ عہد نامہ اسکے منہہ مین رکھا جنھون نے اس اقرار پر قایم رہا یا نہ رہا قیامت کے دن حجر اسود اسکے حق مین گواہی دیویگا اسکو زبان اور دو آنکھین ہون گے پس جس کے حق مین ایسی گواہی دیگا کہ یہہ بندے نے اس عہد پر قائم تھا سو اسکو نجات ہوگی اس صورت مین حجر اسود سے اسکو نفع پہنچا - اور جس کے حق مین ایسی شاہدی دیگا کہ اس بندے نے اس عہد پر قایم نہ رہا اسکو ہلاکت ہوگی اسصورت مین حجر اسود سے اسکو ضرر پہنچا - اور جس نے اس کے پاس آیا اور اسکو بوسہ دیا سو اسکو پہچان کے اس کے حق مین گواہی دیگا اور وہ اس مکان مین حق تعالیٰ کا امین ہے - عمر فاروق نے سنکے کہا لَا اَلْقَانِیْ اللّٰهُ بِاَرْضٍ لَسْتَ بِهَا یَا اَبَا الْحَسَنِ نہ رکھے مجھے اللہ تعالیٰ اس زمین مین جہان تم نہو یا ابو الحسن ف مخفی نہ رہے کہ عمر فاروق کا کہنا اعلام کے طور پر تھا کہ اہل جاہلیت پتھرون کو بہت دوست رکھتے اور ان کی عبادت مین مشغول ہوتے تھے یہہ بوسہ دینا حاشا ویسا نہین بلکہ محض حضرت کی اتباع سنت کے لئے ہے - اور اشارہ اس بات پر ہے کہ سنت کی متابعت مین نجات ہے اور اسکے مخالفت مین ہلاکت ہے ؎ خلاف پیمبر کسی رہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ۔ محال است سعدی کہ راہ صفا ۔ تو ان رفت جز در پی مصطفیٰ ۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے ان کی خدمت مین آکے کہنے لگا کہ یا امیر المومنین ہم نے جب مدائن کی فتح کی تب ایک کتاب میرے ہاتھ لگی اس مین ایسی مرغوب باتین لکھی ہین کہ جس سے خاطر کو اطمینان حاصل ہوتی ہے حضرت عمر نے پوچھا کہ کیا وہ باتین کتاب اللہ سے مستند ہین - اسنے کہا نہین تب اس کو درے سے تادیب کی - اور یہہ آیت تلاوت فرمائی الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ پھر فرمایا کہ مقرر اگلی امتون کی ہلاکت کا سبب یہی تھا کہ اگلے حکیمون کی کتابون کو مانا اور توریت و انجیل کے احکام سے منہہ پھیرے جناب فاروق کے کلام کا مصداق یہہ حدیث شریف ہے کہ اِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهُدٰی

هَدْیُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَکُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

چھٹی حکایت حضرت عمر اپنی خلافت مین مدینہ کے بازارین رات کے وقت گشت کرنے اور بیکسون کی اعانت و امداد بجالانے اور فتنہ و فساد دور کرنیکے بیان مین

حدیث شریف مین آیا ہے کہ کُلُّکُمْ عَلٰی کُلِّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ یعنے خبردار رہو کہ تم سے ہر فرد رعیت رکھنے والا ہی اور تمہارے سے ہر ایک اپنی رعایا سے سوال کیا جانے والا ہی - اب جاننے کہ راعی یعنے بکری چرانے والے کو ہمیشہ یہہ بات چاہئے کہ سیاہ وقت اپنے بکرون کا نگہبان رہے اور کوی دم ان کی محافظت سے سستی نکرے اور غفلت روا نہ رکھے تا الانڈگون اور درندون کے پنجے مین گرفتار رہون اور ان کے چارے اور پانی اور ان کو رکھنے کی جگہ سے خبردار رہے - کسی وقت انسے بے خبر نہ رہے تا انکو کچھہ خلل نہ پہنچے اسی طرح نوع انسان سے ہر فرد خصوصاً حاکمون کو واجب اور لازم ہی کہ اپنے رعایا کے حال سے واقف رہین انکی عہدہ برائی سے غافل نہ ہوین انکے کھانے پانی کی چیزین اور جن چیزون کے ساتھہ انکو احتیاج رہے اچھی طور سے انکو پہنچایا کرین بلکہ ان پر تربیت پدری اور شفقت مادری مبذول رکھے نقل ہے کہ جب عمر فاروق مسند خلافت پر بیٹھے اللہ تعالی نے انکو رعیتون کی حالت اور انکی تربیت پر ایسا متوجہ کیا اور انکے دل مین ایسی شفقت ڈالی کہ جسکا بیان میدان تحریر و تقریر مین سما نا نہین اپنی خلافت مین رات کے وقت مدینے کے بازارین سیر کرتے اور غربا و فقرا کے حال پر شفقت فرماتے تھے - صحابہ کی ایک جماعت روایت کرتی ہی کہ ایک رات امیر المومنین فاروق اعظم گشت کیلئے نکلے ہم بھی ہمراہ تھے جب آگے گذرا ایک خیمے پر ہوا اس خیمے سے ایک غمگین آواز آئی امیر المومنین نے ہم کو فرمایا کہ تم یہین ٹھہرو کہ مین نزدیک جاکے سنتا ہون کہ یہہ کیسی آواز ہی پس نزدیک تشریف لے گئے تو اس خیمے کے اندر ایک بوڈہی عورت کو دیکھا کہ چرخہ کات رہی ہی اور یہہ بیتین کمال رقت سے پڑہتی اور حضرت کو یاد کرکے شوق لقا ظاہر کر رہی ہی ؎ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوةُ الْاَبْرَارِ * صَلّٰی عَلَیْهِ الطَّیِّبُوْنَ الْاَخْیَارُ * قَدْ کُنْتَ قَوَّامًا بِکَاءً بِالْاَسْحَارِ * یَا لَیْتَ شِعْرِیْ اَلْمَنَایَا اَطْوَارٌ * هَلْ تَجْمَعُنِیْ وَحَبِیْبِیَ الدَّارُ پس یہہ سنتے ہی امیر المومنین کو ایسی رقت غالب ہوی کہ بلند آواز سے رو دیے پھر سمجھو بلا سے جب ہم سب بھی کے دروازے کے پاس گئے تین بار اذن طلب کرنے کے طور پر سلام کئے جب اسنے اذن دیا اندر گئے امیر المومنین نے خواہش کی کہ وے بیتین پھر دہرا دے اس بوڈہی نے وے بیتین پڑہی - امیر المومنین کو رقت بہت غالب ہوی رونے لگے پھر اس سے پوچھا کہ عمر کا ذکر بھی اس مین داخل کرے تب اس نے یہہ مصراع کہی ع وَعُمَرُ فَاغْفِرْ لَهٗ یَا غَفَّارُ - ابن جریر جو ابن عباس کا مولی ہی نقل کرتا ہے کہ امیر المومنین ایکشب مدینے کے بازارین سیر کرتے تھے اتفاقاً ایک ضعیفہ کے دروازے پر ان کا گذر ہوا اس نے اپنے گھر مین مغموم ایک شعر پڑھ رہی تھی انہین سے یہہ بیتین ہین ؎ تَطَاوَلَ هٰذَا

اللیل تسری کواکبہ * وارقنی ان الاصبح لاحبہ * فواللہ لولا اللہ انی اراقبہ * لحرک من ھذا السریر جوانبہ پہر آہ سرد کھینچ کے کہتی تھی کہ واللہ میری وحشت اور تنہائی اور میرے شوہر کی جدائی عمر بن الخطاب پر نہایت آسان ہے۔ اور انھوں اپنے گھر میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ خوش گذران اور مرفہ الحال ہیں۔ اور میرا شوہر غربت وکربت اور سفر کی رنج ومشقت اور وطن کی مفارقت میں گرفتار۔ اور میں اسکی جدائی کے درد میں راتیں زار زار جب امیر المومنین نے یہہ درد آمیز درقت انگیز باتیں سنی بیقرار ہوکے رو دئے اور کہا یرحمک اللہ جب صبح ہوی نفقہ اور لباس لایق اس عورت کے واسطے روانہ فرمایا اور امیر لشکر کو حکم لکہا کہ اسکے مرد کو جلد روانہ کریں۔ ایک روایت سے کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ عورت اپنے مرد کی مفارقت پر کس قدر مدت صبر کرسکتی ہے بی بی نے کہیں کہ چھے مہینے پس حکم فرمایا جو شخص کہ عورت رکھتا ہو اس کو چھ مہینے سے زیادہ لشکر میں نہ رکھیں مولائے عمر سالم سے منقول ہی کہ ایک شب امیر المومنین نے جب گشت کے لئے نکلے میں بھی ہمراہ تھا استراحت کے لئے ایک گھر کی دیوار کو تکیہ دیکے ایکساعت آرام کیا آدہی شب سے تجاوز کی تھی۔ اس گھر میں ایک بوڈہی نے اپنی لڑکی سے کہنے لگی کہ اٹھ اور دودہ میں پانی ملادے۔ لڑکی نے غصہ ہوکے اپنی ماں سے کہا کہ کیا تو نہیں جانتی ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق نداکروائے ہیں کہ۔ لا یشارب اللبن بالماء یعنے دودہ میں پانی نہ ملادیں۔ اسکی ماں نے کہا کہ میں جیسا کہتی ہوں ویسا عمل کر کہ اوقت نہ امیر المومنین ہی نہ منادی ان کو ہمارے حال سے کیا خبر لڑکی نے کہا کہ ای ماں اگرچہ عمر حاضر نہیں لاکن عمر کا پروردگار حاضر وناظر ہے واللہ یہہ بات سزاوار نہیں کہ لوگوں کے روبرو اسکے فرمان پر وار رہیں اور خلوت میں اسکی نافرمانی کریں امیر المومنین کو یہہ بات بہت پسند آئی بہت خوشوقت ہوے راوی کہتا ہی کہ مجھے حکم کیا کہ ای سالم اس گھر کا نشان رکھے پھر دوسرے روز مجھے اسکے گھر بھیج کے اس دختر نیک اختر کی نسبت اپنے فرزند ارجمند عاصم کے ساتھ مقرر کی جب ہر دو کا نکاح منعقد ہوا اس بی بی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اسیکے شکم سے عمر بن العزیز پیدا ہوے۔ اسلم سے ہی منقول ہی کہ ایک شب امیر المومنین جب گشت کے لئے نکلے میں بھی ملازم تھا مدینے کے باہر روشنی افزا ہوے دور سے آتش کی روشنی نظر آنے لگی فرمائے کہ ای اسلم یہہ روشنی جو نظر آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہاں چند غربا اترے ہوں پس بہت جلدی سے ان کے پاس گیا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت چولے پر ہانڈی چڑہائی ہے اسکے اطراف چند بچے گھیرے ہوے بہوک سے فریاد کرتے ہیں۔ وہ عورت انکو سمجھاتی ہے کہ تم تھوڑا وقت لیٹ جاؤ میں تمہارے واسطے ہانڈی چڑہائی ہوں تم ہوشیار ہوے تک آش پک جائیگی امیر المومنین کمال شفقت سے آگے بڑہے اور کہا السلام علیکم یا اصحاب الدار اس عورت نے سلام کا جواب دیکے کہی کون ہے سو آگے آئے امیر المومنین نے آگے جاکے اسکا احوال دریافت کیا۔ وہ عورت نے شب کی اندہیری اور اپنی

غربت وکربت کی شکایت کرکے کہنے لگی - کہ میرے بچون کے باطن مین بھوک کی آتش سلگی ہے سو وے نالہ وفریاد کرتے ہین اسیواسطے مین نے چولا سلگھا کے یہہ ہانڈی چڑہائی ہون اس مین پانی کے سوا اور کچھہ نہین یہہ حیلہ اسلئے کیا ہون تاانکو تسکین حاصل ہو اور ان کو نیند آجاوے اللہ تعالی ہماری داد عمر بن الخطاب سے لیوے کہ اسکی خلافت مین ہمارا حال اس نہج پر ہے - امیرالمومنین نے یہہ سنکے کہا کہ اسکو تمہارے حال سے کیا خبر - تب اس عورت نے کہا کہ جبکہ اپنی رعیتون کے حال سے خبر نہین رکھتا ہے تو کس لئے اتنے شہرون کی حکومت کا بار اپنے سر لیا ہے - امیرالمومنین سنتے ہی بیقرار ہوے اور مدینہ کی طرف بہت جلدی سے چلنے لگے - مین بھی پیچھے چلا تھا بیت المال کے خزانے کا دروازہ کھولا ایک تھیلا بھر کے آٹا اور جن چیزون کے ساتھہ احتیاج ہوان سب چیزونکا ایک بستہ باندہکے اپنے کہندے پر اٹھالئے مین ہر چند التماس کیا کہ یہہ بستہ مجھکو دیجئے تا مین اٹھالے آؤن ہرگز قبول نکیا اور فرمایا کہ فرداے قیامت میرا بار تو اٹھائیگا القصہ اسیوقت وے چیزین بہت جلدی سے لیجاکے اس عورت کو پہنچائین - اور فرمایا کہ جلد اس کے روٹیان تیار کرکے اپنے بچون کو کھلاوے اس عورت نے بہت خوش ہوکے جب پکانے لگی کیوان کے کام مین آپ بھی اعانت فرمائی جب وے بچے تناول کئے اور تسکین پائے آپ وہان سے اٹھکے چلدئے اس عورت نے دعا کی کہ جزاک اللہ خیرا اور نہین پہچانا کہ وہ عمر فاروق ہین سو کہنے لگی کہ مسلمانون کی حکومت اور خلافت کے لئے تم ہی بہت مناسب وسزاوار ہو - اور نقل ہے کہ احنف بن قیس عرب کی ایک جماعت کے ساتھہ عراق کی طرف سے امیرالمومنین فاروق اعظم کی خدمت مین آیا اور اس وقت دیکھا کہ اپنا عبا کمر پر باندہے ہوے اور دامن سمیٹے ہوے ایک اونٹ کے ڈھونڈنے مین جو صدقے کے اونٹون مین گم ہوا تھا دھوپ کی شدت مین دوڑا دوڑی کررہے ہین - احنف کو دیکھتے ہی کہا کہ ای احنف صدقے کے اونٹون سے ایک اونٹ گم ہوا ہے اور وہ یتیمون اور مسکینون کا حق ہے مین نے اس کے ڈھونڈنے کے لئے نکلا ہون تو بھی اسکی جستجو لی مین ایکساعت میری رفاقت کیجئے تب اس جماعت سے ایک شخص نے کہا یا امیرالمومنین رحمک اللہ صدقے کے غلامون سے کسی غلام کو کس لئے آپ حکم نہین فرماتے ہو تا اس کام پر قیام کرے فرمایا جو شخص کہ مسلمانون کا والی ہووے گا اسپر انکی خیرخواہی اور شفقت اور ادا امانت ایسی واجب ہوا کرتی ہے کہ غلام پر اسکے آقا کے لئے واجب ہو - اور مروی ہے کہ ایکدن دوپہر کی نہایت شدت مین اپنی ازار چڑہائے ہوے کمر باندہے ہوے صدقے کے اونٹون کو مالش دے رہے تھے تب ایک مرد نے عرض کی یا امیرالمومنین آپکے منصب کو یہہ بات لایق نہین ہے کہ اپنے ہاتھہ سے یہکام کرین حکم کیجئے کہ دوسرے یہہ کام بجالاوین تب فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے ان اونٹون کا نگہبان کیا ہے کل قیامت کے دن میرے سے سوال کریگا نہ دوسرون سے - اور عبدالرحمن ابن عوف سے منقول ہے کہ ایکشب مین نے تمام شب سے فارغ ہوکے اپنے

فرش پر لیٹا تھا ناگہان ایسے مین امیر المومنین عمر فاروق میرے گھر تشریف شریف ارزانی فرمائے مین نے گذارش کی کہ کیا چیز باعث ہوی کہ اس وقت قدم رنجہ فرمائے کاش مجھے اطلاع ہوتی تو حاضر خدمت ہوتا فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ مدینے کے باہر ایک قافلہ آکے نزول کیا ہے۔ اس قافلے کے لوگ جب سفر کی تاب اور مشقت کھینچے ہین ان پر خواب غلبہ کرتی ہے سب کے سب استراحت مین مشغول ہو جاوین گے پس بہتر ہے کہ تم میری رفاقت کرین تا آج کی شب ہم قافلے کے نگہبان رہین مین نے یہہ بات سنتے ہی اٹھا ہم ہر دو نکلے چلدے وہ قافلہ ایک ٹیلے پر نزول کیا تھا جب وہان جا پہنچے امیر المومنین نے حکم کیا کہ تم استراحت کرو حسب الحکم مین نے لیٹا تو جلد نیند آگئی۔ امیر المومنین آپ تنہا بیدار رہے اور تمام شب قافلے کی نگہبانی کی میرے سوائے اسبات پر اور کوی مطلع نہ ہوا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہتے تھے اللہ تعالی عمر بن الخطاب کے روضۂ پاک پر ابر رحمت برساوے جب انکی خلافت مین ایک سال بڑا قحط پڑا تھا جس کو عام الرماد کہتے ہین اسی قحط کے ایام مین ایک روز مین نے دیکھا کہ انہون نے اناج کے دو بستے اپنے کھندے پر اٹھائے ہوے اور گھی کی ایک مشکی اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے چلے ہین اسلم جو انکا مولی تھا وہ بھی انکے ہمراہ ہوا اور دوسرے چیزین اٹھانے مین وہ بھی مدد کر رہا ہے پیچھے دیکھ کے پوچھنے لگے ای ابو ہریرہ تم کہان سے آتے ہو مین نے کہا یا امیر المومنین ایک کام کے لئے گیا تھا پس مین بھی ہمراہ ہو گیا اور وہ اسباب اٹھانے مین ان کی یاری کرنے لگا یہان تک کہ ہمنے چشمۂ حوا تک جا پہنچے۔ کیا دیکھتے ہین کہ وہان بنی محارب کے بیس گھر والے بتباہی و آفت کشیدہ آکے اترے ہین امیر المومنین نے انسے پوچھنے لگے کہ تم اس سرزمین پر آنے کا کیا سبب ہے تب انہون نے عرض کی کہ ایام قحط سالی کے سبب سے بہت کلفتین کھینچ کے اپنے وطن سے نکلے اور اپنی قوم و قرابت سے جدا ہو گئے اور ایک مدت سے ہمنے کھانے پانی سے تجمہ گئے ہین کہین جھاڑون کا پتا ملجاوے تو کھاتے ہین اور خشک سالی کے سبب سے وہ بھی ہاتا نہین جب امیر المومنین نے یہہ بات سنی وہین اپنے کھندے سے وہ اناج کے بستے زمین پر ڈالے اور چادر مبارک کمال کے رکھی پھر آپ پکوان شروع کیا جب کھانا تیار ہوا ان سب کو سیری سے کھلایا وے سب لوگ بہت خوش ہوے اور شکر الحمی بجالایا امیر المومنین اسیوقت اسلم کو مدینے کی طرف بھیجے کے انکے واسطے کئی اونٹ اور کپڑا اور اناج منگوا کے ان پر تقسیم فرمائی پس وہ لوگ بڑی خوشی سے مرنہ الحال و فارغ البال ہو کے اپنے وطن کے طرف ہوے۔ **تیسری شاخ حضرت عمر کے بعضے خصائص کے بیان مین**۔ ملت اسلام مین اول جو امیر المومنین سے ملقب ہوے آپ ہی ہین۔ اور جماعت کے ساتھ اول جمعے نماز تراویح قایم کی آپ ہی ہین۔ اور قرآن مجید کا مذہبن جمع کرنے پر اول جو باعث ہوے آپ ہین۔ اور اسلام مین اول جس نے تاریخ وضع کی آپ ہی ہین۔ اور شارب خمر کو اسی کوڑے مارنا اول جس نے جو مقرر کیا آپ ہی ہین۔ اور خلیفون سے اول جو رات مین گشت کرنے لگے آپ ہی ہین۔ اور اپنے رعیتون کا احوال اول جو خود دریافت کرنے لگے آپ ہی ہین۔ اور اسلام مین پہلے عمال

کا خزانہ جس نے مقرر کیا آپ ہی ہیں۔ اور لوگوں کی ہجو کرنے والوں کو اول جس نے سزا دی آپ ہی ہیں۔ اور ماؤں اور بچوں کا بیچنا اول جس نے منع کیا آپ ہی ہیں۔ اور جنازے کی نماز پر اول چہار تکبیریں اول جس نے مقرر کیں آپ ہی ہیں۔ کہ اس کے آگے پانچ اور چھے تکبیریں بھی کہتے تھے۔ اور اسلام میں اول جس نے وقف ٹھہرایا آپ ہی ہیں۔ اور رویا اسلام میں اول جس نے مسجدیں بنائیں آپ ہی ہیں۔ اور دُرّے سے اول جو تادیب کرنے لگے آپ ہی ہیں۔ اور ان کی خلافت میں بہت سے ملک فتح ہوئے اور اتنا خراج ہر سال مسلمانوں کو پہنچنے لگا۔ جیسے کوفہ اور حیرہ اور سواد عراق اور جبال اور آذربیجان۔ اور بصرہ اور شام اور فارس اور کرمان اور جزیرہ اور موصل اور مصر اور اسکندریہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تتمہ اکمل حضرت عمر کے بعضے کلمات مواعظ سمات کے بیان میں

منقول ہے کہ فرمایا عَلَیْکُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ یعنے لوگو ذکر الٰہی کو آپ پر لازم کرلو۔ ؎ ہر چہ جز ذکر خدائے احسن ہست ۔ گر شکر خوردن بود جان کندن است ۔ اور فرمایا کہ بخل اور شح سے پرہیز کرو۔ کیونکہ وہ آبرو لیجاتی ہے اور دلوں میں کینہ لاتی ہے ؎ بخل ہست آب فراست ریختن ۔ یا گلاب بر بنجاست ریختن ۔ اور فرمایا اَلدِّیْنُ مَرَاسِمُ الْکَرَمِ یعنے دین مراسم کرم ہے اور فرمایا مَنْ قَلَّ وَرَعُہٗ قَلَّ حَیَاءُہٗ وَمَنْ ذَھَبَ حَیَاءُہٗ مَاتَ قَلْبُہٗ یعنے جس کی پرہیزگاری تھوڑی ہے اسکی حیا بھی تھوڑی ہے اور جس کی حیا جاتی رہی دل اسکا مرگیا۔ اور فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ امْرَءًا اَھْدٰی اِلَیْنَا مَسَاوِیْنَا یعنے اللہ تعالیٰ رحم کرے اس مرد پر جو ہمارے طرف ہمارے برائیاں ہدیہ لاوے۔ یعنے ہمارے عیوب ہمارے بیان کردے۔ اور فرمایا قَلَّ مَا اَدْبَرَ شَیْءٌ فَاَقْبَلَ یعنے بہت کم ہے وہ چیز جو ہاتھ سے گئی پھر آوے اور فرمائے ہیں لَاَنْ اَرْمَعَ وَمَعَہٗ حَشْیَۃُ اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ یعنے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت رہے میرے پاس زیادہ دوست ہے اس سے کہ وہ راہ خدا میں ہزار دینار صدقہ دیوے ؎ ذرہ درد خدا در دل ترا ۔ بہتر از ملک جہان حاصل ترا

اور انہیں کے مواعظ سے ہے کہ فرماتے تھے کہ تین خصلت ایسے ہیں کہ جس نے انسے متصف نہ ہوگا اسکا ایمان کامل نہ ہوگا علم ایسا کہ جاہلوں کے جہل کو رد کرے۔ پرہیزگاری ایسی کہ گناہوں کے ارتکاب سے منع کرے۔ اور حسن خلق ایسا کہ آپ سے لوگوں کے ساتھ مدارا کرے۔ اور فرمایا کہ امامت کے سزاوار نہیں مگر وہ شخص کہ جس میں چار خصلتیں ہوں۔ نرمی بے ضعف اور درشتی بے عنف اور اکرم بے اسراف۔ نگاہداشت بے بخل یہ قول سب امور میں اقتصاد یعنے میانہ روی کرنے کی طرف اشارہ ہے خصوصاً کرم اور امساک میں وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ ؎ فراغ دستی زاندازہ مگذران چندان ۔ کہ آفتاب معاشت بدل شود بسیار ۔ نہ نیز در پی امساک لاابالی باش ۔ چنانکہ دامن ہمت کنی ز دست رہا ۔ چو ہر دو قسم نکو بیدہ خصلتی آمد ۔ بر بصیرت ارباب فضل و علم و سخا ۔ پس اختیار وسط راست در میان امور ۔ بآن دلیل کہ خیر الامور اوسطہا ۔ اور فرمائے

کہ لَا تَظُنَّ بِکَلِمَۃٍ خَرَجَتْ مِنْ مُسْلِمٍ شَرًّا بِا فَاِنْتَ تَجِدُ لَھَا فِی الْخَیْرِ مَحْمَلًا یعنے کسی مسلمان سے کوئی کلمہ صادر ہو تو اس سے بدی کا گمان مت کر کیونکہ نیک تاویل کر سکتا ہی یہ کلام گمان بد سے بچنے کے باب مین اشارہ ہی جیساکہ قرآن مجید مین ارشاد ہوا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنے اے ایمان دارو اکثر گمان سے بچو کہ بعضا گمان گناہ ہی۔ اور فرمایا۔ کَفٰی بِکَ عَیْبًا اَنْ یَّبْدُوَ لَکَ مِنْ اَخِیْکَ مَا یَخْفٰی عَلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ یعنے بس ہی تجھکو وہ عیب جو تیرے بھائی سے تجھ پر ظاہر ہو وے تیرے عیب سے جو تجھ پر پوشیدہ رہی وَلِنِعْمَ مَا قَالَ ؎ بر تو خواہم زد ثمر اخلاق ہ آیتی در وفا و در بخشش ہ ہر کہ بخواند شدت جگر بخشائ ہمچو کان کریم در بخشش ہ کم مباش از درخت سایہ فکن ہ ہر کہ سنگت زند ثمر بخشش ہ از صدف یاد گیر نکتۂ حلم ہ آنکہ بر شوست گہر بخشش ہ اور فرمایا اِسْتَشِرْ فِیْ اَمْرِکَ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ فَاِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ یعنے اپنے کام مین ایسے لوگون سے مشورت کر کہ ڈرین اللہ تعالیٰ سے کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے سچ نہین ڈر رکھتے ہین اللہ تعالیٰ کا اس کے بندگون سے مگر علما اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ سب لوگون مین زیادہ حلم والا اور بہت کرم کرنے والا کون ہی اب جانئے کہ کریم ترین مردم وہی ہے کہ وہ ایسے کو عطا کرے جو اس کو محروم کیا ہو۔ اور حلم ترین خلق وہی ہی کہ اسیکو بخشدے جو اسپر ظلم کیا ہو ؎ مشورت را زندہ می باید نکو ہ کہ ترا زندہ کند آن زندگو اور فرمایا اَرْبَعُ عَادَاتٍ مَحْمُوْدَۃٍ مُسَاعَدَۃُ الْاَقْرِبَاءِ وَالْاِحْتِرَازُ عَنِ الْاَعْدَاءِ وَاِعْمَالُ الْمَشُوْرَۃِ وَاِسْتِعْمَالُ الْمُطَاوَعَۃِ۔ یعنے چہار عادتین نیک ہین قرابتدارون کی مدد اور دشمنون سے دوری اور مشورت سے کام کرنا اور فرمایا عَلَیْکَ بِالصِّدْقِ وَاِنْ قَتَلَکَ یعنے بات راست ہی کہے اگر تجھے قتل کرین۔ اور فرمایا اِیَّاکَ وَمُوَاخَاۃَ الْاَحْمَقِ فَاِنَّہٗ رُبَّمَا اَرَادَ اَنْ یَّنْفَعَکَ فَیَضُرُّکَ یعنے احمق کی دوستی سے بہت ڈرتا رہ کیونکہ وہ بہت چاہیگا کہ تجھے نفع پہنچا دے اس سے ناگاہ تجھے ضرر پہنچ جائیگا۔ اور فرمایا لَا تُؤَخِّرْ عَمَلَ یَوْمِکَ اِلٰی غَدٍ یعنے آج کا عمل کل پر مت رکھ۔ **ان فتوحات کے بیان مین جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین واقع ہوئین۔ روانہ کرنا مثنی کو عجم کی طرف۔** لکھے ہین کہ جب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے اول جو کام کہ اُن سے وقوع مین آیا یہی تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو انکی جائے پر قایم کیا چنانچہ یہ قصہ مذکور ہوا اس سبب سے سب مسلمانون کے دل مخزون و ملول ہو گئے۔ کیونکہ خالد بن ولید سے دین محمدی کی اعانت اور ملت احمدی کی بڑی حمایت وقوع مین آئی تھی۔ غرض صدیق اکبر کی وصیت کے موافق عمر فاروق نے مثنی بن حارثہ کو عجم کے جنگ پر مقرر فرمایا انہون نے عرض کی کہ مہاجر و انصار کی ایک جماعت ہمراہ دین تا ان کے اتفاق امداد سے

عجم والون کے جنگ وجہاد پر کمر باندھین - اور بعضے لوگ یہ خبر لائے ہین کہ مثنی نے صدیق اکبر کے حین حیات ہی اپنے ملک کی طرف رجعت کی تھی جب عجم والون نے ابوبکر صدیق کی رحلت سنکے سر اٹھایا اور مثنی سے جنگ کرنے کا ارادہ کرکے اطراف ونواحی کو تاراج کرنے لگے - اسلئے مثنی نے جناب خلافت مآب سے مدد طلب کی - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ مثنی نے اپنے واقعے مین دیکھا کہ ایک خوبصورت مرد نے اپنے ہاتھ مین ایک علم لیا ہوا ان کے طرف آتا ہے جب نزدیک آیا وہ علم مثنی کے ہاتھ دیا اور کہا کہ ملوک فارس کی دولت واقبال قریب الزوال ہے - تجھ کو چاہئے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کے پاس جاوے اور ان سے مدد طلب کرے اور عجمیون کو تباہ کردے مثنی جب خواب سے جاگھ اُٹھے بہت خوش ہوے اور اپنے لشکر کے سرداروں سے یہ واقعہ ظاہر کرکے ان سے مشورت کی اور مدینے کے طرف روانہ ہونے پر سب کی راے متفق ہوئی پس سفر کا سامان آمادہ کرکے اپنے خواص کو ہمراہ لے کے مدینہ کے طرف روانہ ہوے اثناے سفر مین رات ہوی سب کے سب تحیر ایک جائے پر ٹھہر گئے ایسے مین ہاتف غیب سے چند بیتین سنی کہ جن مین دین اسلام کی شوکت ونصرت اور کفر کی شکست وندمت مذکور تھی سب کو ایک طمانیت اور تسلی حاصل ہوی مثنی کا غلام اور خواص جدہر وہ آواز آئی تھی ادہر چلنے لگے تو راہ سیدھی ملی - پھر منزلین قطع کرنے لگے تا خیر مدینہ پہنچے اور دریافت کی کہ امیر المومنین کہان ہین لوگون نے کہا کہ اکابر مہاجرو انصار اور تابعین کبار کے ساتھ مسجد مین تشریف رکھی ہین - مثنی نے مسجد مین جاکے سلام کیا حضرت عمر نے جواب دیکے پوچھا مَنْ اَنْتَ کہ تم کون ہو

اَنَا مُثَنّٰی بْنُ حَارِثَۃَ الشَّیْبَانِیْ یعنے مثنی بن حارثہ شیبانی ہون جناب فاروق نے فرمایا مَرْحَبًا بِکَ وَاَھْلًا مین نے تیری وصفین سنی ہے اب تو کہان سے آیا ہے اور آنیکا سبب کیا ہے - کہنے لگے یا امیر المومنین ہم نے خلیفہ رسول اللہ یعنے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین اہل فارس کے ساتھ جنگ کررہے تھے بعضے دین کے دشمنون سے انتقام لے چکا تھا بعضے باقی رہ گئے خلیفہ کی رحلت کے بعد سننے مین آیا کہ اہل فارس ہمارے سے جنگ کرنیکا ارادہ کرکے لشکر جمع کررہے ہین - اسلئے مین حاضر ہوا ہون کہ عراق مین جو فوج اسلام رہتی ہے آپ ہماری تائید پر انکا مقرر فرماوین ہم اور وے متفق ہوکے فارس کا مقابلہ کرین عمر فاروق نے یہ عرض قبول کی اور پوچھنے لگے کہ عراق عرب کی زمین کیسی ہے اور وہان کے لوگون کی کیا حالت ہے مثنی کہنے لگے کہ عراق عرب کی زمین بہت ہی بہتر اور زرخیز ہے اس سرزمین مین خاک اور زر برابر ہے لاکن وہان کے لوگ اگرچہ قوی ہیکل عظیم الجثہ ہین لاکن بہت کم قوت اور بددل ہین - منقول ہے کہ حضرت عمر نے چند روز متواتر بر سر منبر خطبہ پڑہتے تھے اللہ تعالی کی حمد وثنا اور حضرت پر درود وسلام کے بعد لوگون کو عجمیون کے جہاد پر ترغیب وتحریص دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالی تمہین فتح ونصرت دیویگا اور کسری کے خزانے اور بہت سے غنیمت تمہارے ہاتھ آوین گے پس تم کو چاہئے کہ فارسیون کے جنگ مین دلیری کرین دین کے دشمنون کو ستاصل کردین - کوئی شخص

جواب نہین دیتا - اور اسباب مین اقدام نہین کرتا تھا - کیونکہ خالد بن ولید کو معزول کر دینے سے اکثر لوگ بہت دلگیر اور ملول تھے اور بعضے فارسیون کی کثرت اور شوکت سنکے سستی کرتے تھے - مثنی یہہ حالت دیکھکے اُٹھ کھڑے رہے اور کہنے لگے کہ اے مسلمانون سستی نہ کرو اسباب مین جرأت کرو بارگاہ الٰہی جلشانہ سے فتح وظفر کی امید قوی رکھو اب جانبو کہ اہل فارس سے جنگ کرنا مشکل نہین بلکہ سہل اور آسان ہوا انہین مین تفرقہ اور پریشانی آگئی ہے حیرہ اور سواد کوفہ ہمارے تصرف مین آگیا ہے اور ہمارے دس ہزار مرد جنگی وہان حاضر اور ہمارے منتظر ہین ہمارے طرفسے تھوڑی مدد بھی پہنچیگی وے قوی دل ہوجائینگے مین ابو عبیدہ ثقفی جو کبار تابعین سے تھے اٹھکر کھڑے رہوا اور عرض کی کہ اسباب مین سب سے اول مین عزم کرتا ہون - اور بہت غایت صدق واخلاق سے کہتا ہون - اور سلیط بن قیس انصاری جو اہل بدر سے تھے اور سعد بن عبید انصاری ان کے موافق ہوے اور مسلمانون کی ایک جماعت اسباب مین ان کے تابع ہوئی - پھر مثنی کھڑے اور ترغیب دینے لگے پس سب لوگون نے ان کی موافقت کی اور فارسیون کے جہاد پر تیار ہوگئے - پس امیر المومنین فاروق اعظم نے صحابہ سے ہزار مرد جنگی کو اختیار کرکے ابو عبیدہ ثقفی کو امیر امیر بنایا حالانکہ اکابر صحابہ موجود تھے لاکن انکو تاکید اکید کی کہ جنگی مہمات مین اصحاب کرام سے مشورت کرے اور فرمایا کہ سلیط بن قیس کو امارت دینے کے لئے مجھے کوئی چیز مانع نہین ہوئی مگر یہی بات کہ ان مین جلدی ہے خونریزی جدال کے درمیان جلدی کرنے مین لوگون کی ہلاکت کا خطرہ ہے - کہتے ہین کہ عمر فاروق کے خلافت مین پہلا لشکر جو کفار کے جہاد پر نکلا وہی تھا اسکے بعد یعلی بن امیہ کو ایک جماعت پر امارت دیکے یمن کی طرف بھیجا تا نجران کے نصاریٰ کو جلاے وطن کردین حضرت کی وصیت تھی کہ جزیرہ عرب مین دو دین جمع نہ ہونے دینگے جب تک نجران کے نصاریٰ اجلا نکرین - روایت ہے کہ ایک روز عمر فاروق گھوڑے پر سوار ہوکے اسکا راستہ دیکھنے کے واسطے نکلے تھے سو ناگاہ گھوڑے سے جدا ہوے اس وقت انکی ران سے کپڑا سرکا اس حالت مین بعضے اہل نجران جو حاضر تھے ان کی ران پر ایک خال سیاہ دیکھے کہنے لگے کہ یہہ وہی مرد ہے جو ہم کو ہمارے وطن سے اخراج کردیگا ہم اپنے کتابون مین ایسا ہی پاتے ہین - القصہ ابو عبیدہ اور مثنی ہزار مرد اور ایک روایت سے چہار ہزار مرد کے ساتھ کوفہ طرف روانہ ہوے - جب اس ملک کے نزدیک پہنچے تو مثنی نے آگے حیرہ مین جاکے دریافت کی تو اہل عجم کے کاروبار کو آگے سے زیادہ قوی پایا - کیونکہ رستم بن فرخ زاد کو جو شجاعت اور دلاوری مین مشہور تھا اہل عجم امیر بنا کے سواد کے سرحد پر بھیجے تھے سو اسنے بعضے حدود پر غلبہ پاکے کئی قریون کو جلا دیا تھا اس سبب سے خالد بن ولید کے عامل جو سواد کے قریون مین رہتے تھے وہان سے نکل جاکے حیرہ مین آکے قرار پایا تھا - اسلئے عجم کے کفار حیرہ ہوکے حیرہ پر دست یاب ہونیکے ارادے سے نکلے تھے ایسے مین مثنی کی خبر

سنکر سواد مین ہی توقف کئے اور وہان کے قریہ باشون کو حکم کئے کہ ایک لشکر جمع کرکے مثنی کے جنگ پر جاوین
پس رستم جایان کو جو وہ مقابلون کا سردار تھا اور بڑی شوکت اور شجاعت رکھتا تھا پیادہ اور سوار سے ایک لشکر جرار جمع
کرکے شہر نمارق کو لشکر گاہ ٹھہرایا اور رستم بھی قریب تیس ہزار کے اسکی مدد پر روانہ کیا۔ مثنی یہہ خبر سنتے ہی نمارق کی طرف
متوجہ ہوے اور ابو عبیدہ ثقفی نے جب حیرہ کو پہنچکے یہہ خبر سنی بہت جلدی سے وہ بھی مثنی کے پیچھے روانہ ہوے
نمارق کے قریب ہر دو ملے مثنی بن حارثہ نے امیرالمومنین عمر فاروق کے حکم موافق لشکر کی امارت ابو عبیدہ کے تحویل کردی
پہر لشکر اسلام تعب سفر سے آرام پانے کے لئے تین دن اسی جگہہ مقام کیا۔ پس ابو عبیدہ اپنے فوج کو ہمراہ لے کے لشکر جایان
کے طرف متوجہ ہوے۔ جان بھی خبر سنکے اپنا لشکر لیکے نکلا اثنائے راہ مین ہر دو فریق ملے۔ دونون مین ایک جنگ عظیم
واقع ہوا۔ آخر بحکم وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ کے اہل اسلام فتح و نصرت پائے اور جایان اسیر ہوا۔ اور اسکے اکثر سپاہ مارے گئے
اور باقی فرار ہوے اور بیحساب غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئی۔ کہتے ہین کہ لشکر اسلام سے مطرن نضلہ نے جایان کو گرا کے
اس کے سینے پر چڑہا اور سر کاٹنا چہتا تھا اس نے رونے لگا اور امان چاہا اور کہا کہ دو غلام اور ایک کنیز اور دو ہزار درم دیتا ہون
مجھے چھوڑ دیجئے۔ مطر نے اسکے قتل سے ہاتھ روکا۔ جب دوسرے غازیون نے واقف ہوے کہ وہ لشکر کفار کا سردار ہے
اس کو اسیر کرکے ابو عبیدہ کے پاس لائے اور بہت سالنہ کئے کہ کافرون کے لشکر کا سردار ہے بہت مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ سیاست کے واسطے اس کو قتل کردین۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ جب ایک مسلمان اس کو امان دیا ہو اس کو
کس طرح قتل کرون حالانکہ سب مسلمان ایک حکم۔ کہتے ہین۔ اور لوگون نے مطر سے کہنے لگے کہ جایان جو لشکر کفار کا سرخیل
ہو تم نے اس سے اسقدر فدیہ جو قبول کیا نہایت کم ہے اگر اس کے سو مقدار چہتے تو وہ دیا ہوتا۔ مطر نے جواب دیا کہ مین
اول اس سے اقرار کرچکا اپنے وعدہ سے بدل نہین سکتا ہون۔ غرض جایان نے مطر سے عذرخواہی کی اور وہ غلام
اور ایک کنیز اور دو ہزار درم انکو دیکے روانہ ہوا۔ کہتے ہین کہ دوسرے کفار کے لشکر کے ساتھہ آکے مسلمانون سے جنگ
کرنیکے لئے آیا تھا سو مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہوا واللہ اعلم **حصار سقاطیہ کی فتح اور جالینوس
کا قصہ**۔ منقول ہے کہ لشکر جایان کی ہزیمت کے بعد ابو عبیدہ نے چاہا کہ مال غنیمت کی تقسیم کرے ایسے مین یہہ خبر
پہنچی کہ عجم کے سپہ سالارون سے ایک شخص نرسی نام جو کسری کی خالہ کا بیٹا تھا رستم کے حکم سے ایک لشکر انبوہ جمع کرکے
سقاطیہ کا قلعہ اپنے تصرف مین لاکے اس کو اپنا ملجا و ماوا ٹھہرایا تھا۔ اور اس انتظار مین تھا کہ جایان کا انجام کار کیا ہوتا ہے
اسکے لشکر کی شکست کی خبر سنکے رستم کے پاس سیکو بھیجا اور اس واقعے سے اس کو آگہی دیکے اس سے مدد طلب کی رستم نے
جالینوس کو سردار بنایا اور اسکے ہمراہ بیس ہزار مرد کو دیکے اہل اسلام کے جنگ پر مقرر کیا اور جایان کے لشکر سے بھاگے ہوے لوگ

بھی اس کے ساتھ ملحق ہوے۔ یہہ خبر سنتے ہی ابو عبیدہ نے تقسیم غنایم موقوف رکھ دے کے سقاطیہ کی طرف روانہ ہوے۔ اور نرسی سقاطیہ کے قلعے سے تیس ہزار مرد کو ساتھ لیکے نکلا جب ہر دو فریق مقابل ہوے بڑا مقابلہ رد و یا تائید ربانی و نصرت یزدانی سے مسلمانون کو فتح و نصرت ہاتھ دئی اور کافرونکی ایک جماعت کثیر اسیر ہوی اور بہت سے لوگ مارے گئے اور باقی ہزیمت پاے اور نرسی نے بہاگ کے رستم سے جا ملنا غنیمت جانا۔ اور سقاطیہ کا قلعہ اور نرسی کا بہت سا مال اور خزانے مسلمانون کے ہاتھ آے اور کفار کا ملک خراب اور دے بدولتون کی دولت کا باغ بے آب ہوا اور جالینوس اثناے راہ مین نرسی کی ہزیمت سنکے اسی جگہہ توقف کیا اور بھاگے ہوے اسکے پاس آکے جمع ہوے جب یہہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی بلا توقف جالینوس کی طرف قصد کیا۔ جب ہر دو فریق ایک جگہہ ملے بڑا ہی کارزار ہوا آخر الامر کفار کا لشکر فرار کیا اور جالینوس بھی بہاگ کے مازندران مین جا کے رستم سے ملا ابو عبیدہ کو اس لشکر سے بھی بہت سے غنیمت حاصل ہوی اور سبایا ہاتھ آے۔ غنایم کا خمس معہ خبر فتح و ظفر حضرت عمر کی خدمت مین روانہ کیا اور باقی اپنی فوج مین تقسیم کر دیا اور چوطرف حاملون کو روانہ کیا پھر عراق مسلمانون کے قبضۂ تصرف مین آیا الحمد للہ۔ **ابو عبیدہ ثقفی کی شہادت** لائے ہین کہ جب جالینوس فرار ہوکے رستم سے جا ملا رستم نے اپنے ارکان دولت سے استفسار کی کہ عرب کے ساتھ جنگ کرنے کے کون سزاوار ہے تجربہ کارون نے کہا کہ بہمن جادو اس کام کے لایق ہے۔ یہہ بات سنکے رستم نے حکم کیا کہ فارس کے نامور سپاہ اور سردار گھوڑے اور ہاتیون کا ایک لشکر جرار بہمن جادو اپنے ہمراہ لے کے جاوے اور لشکر عرب کو دفع کرنے مین بڑی کوشش کرے اور یہہ بھی حکم کیا کہ اسبار جالینوس سنھ پھیر آوے تو بہمن جادو اسکو قتل کر دیوے۔ کہتے ہین کہ ایک سفید ہاتی جو پرویز بادشاہ کے وقت سے عجم کے بادشاہون کے پاس چلا آیا تھا اور اسکی بڑی قدر و عزت کرتے تھے کیونکہ ان کے زعم مین یہہ بات مقرر تھی کہ وہ ہاتی جس لشکر مین رہے وہ لشکر فتحیاب ہوتا ہی اور سلاطین عجم کے خزانے مین فریدون کے وقت سے ایک جھنڈا بھی چلا آیا تھا اس کو درفش کابیان کہتے تھے وہ باگھ کے پوست کا تھا اسکی درازی بارگز کی اور اسکی چوڑائی آٹھ گز کی تھی اسکو جواہر اور یاقوت سے مرصع کئے تھے اس جھنڈے کے باب مین بھی عجمیون نے یہہ خیال خام رکھتے تھے کہ یہہ جھنڈا جس لشکر مین رہے اس کو فتح حاصل ہوتی ہی غرض رستم وہ سپید ہاتھی اور وہ جھنڈا بہمن جادو کے ساتھہ دیکے روانہ کیا۔ اسنے کوچ کر کے فرات کے کنارے پر اترا۔ اور اسکو منزل ٹھہرایا۔ کہتے ہین کہ اس لشکر کا عدد اسی ہزار کو پہنچا تہا۔ جب یہہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی وہ بھی اپنا لشکر ساتھہ لے کے نکلے اور فرات کے دوسرے کنارے پر نزول فرمایا ان کے ساتھہ ہزار غازی تھے۔ اسی منزل مین ابو عبیدہ کی زوجہ نے اپنے خواب مین دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص نازل ہوا اس کے ہاتھہ مین ایک شربت کا پیالہ تھا سو ابو عبیدہ کو دیا انہون نے اسکو نوش کیا اور مسلمانون کی ایک

جماعت بھی اسکو پی۔ جب وہ بی بی بیدار ہوئین یہہ خواب اپنے شوہر سے کہا۔ انہون نے سنکے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اس خواب کی تعبیر بھی ہے کہ ہم شہادت پاوین گے سبحان اللہ اگر میسر ہو یہہ بڑی دولت ہے۔ القصہ ابو عبیدہ نے چاہا کہ فرات پر پل باندھ کے اس سے پار ہوین اور لشکر کفار کا مقابلہ کرین مگر سلیط بن قیس انصاری اور ثمنی بن حارثہ انکو ہر چند منع کئے لاکن انہون نے قبول نکیا پس ابو عبیدہ نے ابن الصلوا کو حکم کیا کہ فرات پر ایک پل جلد بندہا دین جب پل تیار ہو چکا ابو عبیدہ نے سب لشکر ہمراہ لے کے پار ہو گئے۔ اور ایک میدان مین نزول کیا۔ اور جنگ کے آگے ایک روز ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ کل مین شہید ہو جاؤن تو فلان امیر ہووے وہ بھی شہادت پاوے تو فلان امارت پاوے ایسا ہی چند غازیون کا نام لیا ان کی بی بی نے اپنے خواب مین جو دیکھی کہ اپنے شوہر کے بعد ایک جماعت وہ شہرت فوش کئی سو وے وہی لوگ تھے جو ابو عبیدہ نے ایک کے بعد دوسرے کو امیر ٹھہرایا۔ سب کے آخر فرمائے کہ اگر فلان بھی شہید ہو ثمنی بن حارثہ امیر ہووے۔ غرض دوسرے روز جو قتال ہوا ہم سے بڑے بڑے دلاور لوگ ہاتھون کو آراستہ و پیراستہ کر کے ان پر سوار ہوے ایران کے اطراف گھوڑون کے سوار اور پیادہ لوگ ہاتھیار گھیرے ہوے نکلے اور لشکر اسلام کے مقابل متوجہ ہوے لشکر اسلام سے پہلے جو میدان مین آیا قیس بن سلیط انصاری تھے کمال جوانمردی سے رجز پڑہتے اور کافرون پر حملہ کرتے تھے۔ کافرون نے چوطرفہ سے تیرین چلانے لگین۔ قیس بن سلیط کو بہت زخم لگے سو سست ہو کے اپنے لشکر کی طرف پھرے اور دوسرے سپاہ اسلام بھی زخمی ہوے اس اثنا مین کافرون کی ایک ٹکڑی جو مقدمۃ الجیش تھی نمودار ہوئی اپنے لشکر کے سفید ہاتھی کو بہت ہی سنوار کے اسپر ایک بیش قیمت دیبا کی عماری باندہے تھے اور انکا سردار کہ جسکا نام شہریار تھا چند سرہنگ کو اپنے ہمراہ لیا ہوا اس عماری مین بیٹھا تھا جب اس ہاتھی کو پیش کئے وہ بڑے زور شور سے بہت ہی جوش و خروش کرتا ہوا چلنے لگا بعضون کو اپنے سونڈھ سے کھینچ کے ہلاک کرتا اور بعضون کو اپنے پاوں کے نیچے لے کے مارتا تھا۔ اور اس کے پیچھے دوسرے ہاتھیون کو آراستہ و پیراستہ کر کے کفار لیئے چلے تھے۔ اور گھوڑون کے سوار اور پیادہ ہاتھیار لوگ ہاتھیون کو گھیرے تھے اور چوطرفہ تیرین چلانے لگے لشکر عرب کے گھوڑے جو کبھی ہاتھیون کو نہین دیکھے تھے جبکہ رم گئے لشکر اسلام کے غازیون کو یہہ بات نہایت دلگیر گی تب ابو عبیدہ نے حیرہ والون سے پوچھے کہ ان جانورون کو دفع کرنے کی کیا تدبیر انکو قتل کرنیکا کونسا عضو ہے۔ لوگون نے کہا کہ ہاتھی کی خرطوم یعنے سونڈھ کو کاٹ دیا چاہیئے قیس بن سلیط انصاری نے ابو عبیدہ کا غرض پہچان کے نصیحت کے طور پر کہنے لگے کہ اب دوسری طرف توجہ لائیے اس نخبۃ العین کے خون سے اپنا ہاتھ آلودہ نکیجئے۔ ابو عبیدہ نے انکی مالغت قبول نکی حضرت سید انام اور آپ کی آل و اصحاب کرام پر درود و سلام بھیجے اور اپنے لشکر کے دلاورون اور

بہادرون کی ایک جماعت کو ندا کیا کہ پیادہ ہوکے ان ہاتیون کے سونڈہون پر شمشیرین چلاؤ اول آپ گھوڑے سے اتر کے اس سفید ہاتھی کے طرف رخ لایا اور نزدیک جاکے اس کے نطاق یعنے اسکے کمربند پر تیغ چلائی اسکا کمربند کٹتے ہی عماری گر پڑی - اور ہاتھی نے ابوعبیدہ کی طرف اپنی سونڈھ دراز کی وہ شیر بیشۂ شجاعت نے تلوار کی ایک ضرب سے اس کی سونڈھ کو قطع کردیا - اور چاہے کہ لوٹ کے اپنے لشکر مین داخل ہووین ایسے مین انکا پاؤن پھسلا اور وہ ہاتی ان پر گرا سو شہید ہوئے - ان کے بعد ابوعبیدہ کے یاردن سے سات جوانمرد کہ جن کو انہون نے متعین کیا تھا لشکر اسلام کا جھنڈا اٹھاتے اور شجاعت کی داد دیکے شہادت پاتے تھے اور دشجیعون نے جو ابوعبیدہ کے حکم پر گھوڑون سے اترے تھے جب ہاتیون پر حملے کرنے لگے بہت سے ہاتیون کو مار کے گرادئے - اور لشکر اسلام سے بہت سے غازیون نے شربت شہادت نوش کیا جب بہت سے مسلمان شہید ہوگئے لشکر اسلام مین ایک تزلزل آگیا بعضے لوگ فرار اختیار کئے فرات پر جو پل باندھے تھے مسلمانون سے ایک شخص نے یہہ سوچا کہ اس پل کو توڑدیون تو لشکر اسلام کے سپاہ فرات سے پار ہوکے کافرون کے ساتھ جنگ کرنے قیام کرین - اس ارادے سے پل کو توڑدیا بعضے لوگ پانی مین غرق ہوے ایسے مین مثنی بن حارثہ نے جو دے ساتون سردار شہید ہونیکے بعد جھنڈا آپ اٹھایا تھا اپنے لشکر کے باقی سپاہ کو جنگ پر تقویت اور تحریص دینے لگے اور صف میدان مین جوانمردے کے کرشمے دکھلانے لگے - اس عرصے مین نصرت غیبی مسلمانون کو یار ہوی کفار بھاگنے لگے اہل اسلام ان کی ہزیمت کو غنیمت جانکے فرات کے کنارے پر آئے اور جلد ایک پل باندھکے بہرصورت اس سے پار ہوگئے - اور لیس کو اپنی منزل ٹھہراکے اسیوقت پل کو توڑدیا - تاکفار کا لشکر نہ آسکے - کہتے ہین کہ اہل اسلام سے جنگ مین اور پانی مین جو ڈوبکے شہید ہوے ان سبکا عدد چہار ہزار تک پہنچا تھا مثنی بن حارثہ نے اپنے لشکر کے زخمیون کی تیمارداری مین مشغول ہوے اور اس سرگذشت کا ایک عریضہ لکھکے عروہ بن زید کے ہمراہ مدینے کی طرف روانہ کیا عمر فاروق جب ابوعبیدہ ثقفی کی اور دوسرے حامیان اسلام کی شہادت سے آگاہ ہوے بے اختیار آواز بلند کرکے اس قدر روئے کہ سب حضار محفل کو بھی رقت غالب ہوی - پھر عروہ کو بہت جلدی سے روانہ فرمایا اور مثنی بن حارثہ کو یہہ پیام بھیجا کہ تم اسی مقام مین رہو ان شاء اللہ تعالی مین عنقریب ایک لشکر مدد کے لئے روانہ کرتا ہون - ایک روایت ہے کہ اس جنگ مین چہار مجاہد شہید ہوے - اور دو ہزار مدینے کی طرف مراجعت کی - اور تین ہزار مثنی کے ساتھ رہے یہین جادو نے جب لشکر اسلام کی قلت سنی چاہا کہ فرات پر پل باندھکے ان پر تاخت کرے ایسے مین اسکو یہہ خبر پہنچی کہ لشکر عجم مین بڑا ہی خلل اور اختلاف رو دیا ہے جنہون نے رستم کی اطاعت کرنے پر تنفر سے عہد کیا تھا - انہین مین خلاف آکے دو فرقے ہوگئے ہین - اسلئے یہمن جادو کے لشکر مین تزلزل پڑگیا سو سے دس کے سب

مدین کی طرف مراجعت کی ہجرت سے چودھوین سال کے وقایع - روانہ ہونا حضرت ابو عبیدہ
بن الجراح کا دمشق سے طرف بعلبک کے اور روانہ کرنا جناب خالد کو طرف حمص کے

کہتے ہین کہ جب عمر فاروق کا مکتوب ابو عبیدہ کے نام سے خالد کی معزولی اور انکی منصوبی اور بعلبک اور حمص وغیرہ شہرون کے
طرف روانہ ہونیکے باب مین شرف ورود پایا جناب ابو عبیدہ نے صفوان بن عامر الاسلمی کو مع پانسو مسلمان دمشق
مین چھوڑکے آپ بعلبک کی طرف کوچ کیا اور خالد کے ساتھ ایک لشکر دیکے حمص کی طرف روانہ فرمایا جب ابو عبیدہ بعلبک
کی طرف نکلے ایک بطریق جرسیہ آیا اور اسکے ساتھ ہمرے اور تحفے تھے اس نے ایک سال کی صلح اسطرح چہاہی کہ اگر تم حمص
اور بعلبک کو فتح کرلینگے ہم بھی تمہارے تابع رہینگے اور کسی بات مین تمہارا خلاف نکرینگے پس ابو عبیدہ نے اس
شرط کو قبول کرلیکے چہار ہزار درم اور دیباج کے پچاس کپڑون پر مصالح کرلیا - اس صلح کو موکد کرکے جب آگے روانہ ہوئے
ایک قاصد ناقہ سوار جو مدینہ منورہ سے آتا تھا راہ مین ابو عبیدہ سے ملا اور حضرت عمر کا حکمنامہ جو ان کے نام سے مرقوم تھا
پہنچایا - چنانچہ اس کا ترجمہ یہہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ نامہ جانب سے عبد اللہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کے
ہے طرف ابو عبیدہ امین امت کے - السلام علیک اس کے بعد مین حمد کرتا ہون اس اللہ عزوجل کی کہ جس کے سوے کوئی معبود
نہین اور درود بھیجتا ہون اسکے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد اس کے معلوم ہووے کہ اللہ تعالی کی قضا و قدر کو کوئی پھیرنیوالا
نہین - اور جس نے لوح محفوظ مین کافر لکہا گیا ہو اسکے واسطے ایمان نہین - صورت حال یہہ ہے کہ جبلہ ابن الایہم غسانی ہنے
بنی اعمام سمیت میرے پاس آیا پس اسکو مین اتارا اور اسکے ساتھ نیکی سے پیش آیا - اور انہون نے میرے ہاتھ پر اسلام
لایا مین اس بات سے بہت خوش ہوا کہ اللہ تعالی نے انسے اسلام کا بازو قوی کیا - اور مین نہین جانتا تھا کہ یہ غیب مین
کیا ہے اور مین حج کے لئے مکہ معظمہ کی طرف گیا تھا جبلہ نے سات بار بیت اللہ کا طواف کیا - ناگاہ اسکی لنگ ایک شخص
فزاری کے پیر پر آکے گر پڑی - تب جبلہ غصہ ہوکے اس فزاری کو کہا کہ عذاب اور سختی ہو تجہ پر کہ تو نے اللہ تعالی کے حرم
محترم مین مجہ کو برہنہ کردیا - اس فزاری نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالی کی مین نے قصد آیہہ کام نہین کیا تب جبلہ اس کو ایسا
طمانچہ مارا کہ اسکی ناک ٹوٹ گئی اور اسکے اگلے چارون دانت گر پڑے پس اس فزاری نے میرے پاس آکر فریاد لائی سو
مین نے جبلہ کو حاضر کرنیکا حکم کیا - اور اس سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ تو نے اپنے بھائی مسلمان کو طمانچہ مارا کہ جس سے اسکے
اگلے چارون دانت اور ناک ٹوٹ گئی جبلہ کہا کہ اسنے میری لنگ کو ندل کے گرادیا قسم ہے اللہ کی اگر بیت اللہ کی حرمت
نہوتی مین اسکو مار ہی ڈالتا - مین کہا تو اپنے جرم کا تو اقرار کرچکا اب اس سے معاف کروالے وگرنہ تیرے سے قصاص لیا جائیگا
جبلہ نے کہا آیا میرے سے اسکا قصاص لیتے ہو حالانکہ مین بادشاہ ہون اور وہ بازاری - مین نے کہا کہ اسلام تجہکو اور اسکو یکساں کیا ہین

فرق کرتے ہین مگر بسبب اسلام کے جب تم ہرو و مسلمان ہین ہرو و برابر ہین جبلہ کہا کہ مجھے آج مہلت دو اور کل تصفیہ
مین نے اس فراری سے پوچھا تو اس نے اس بات پر راضی ہوا۔ جبلہ اسی شب اپنے بنی اعمام کے ساتھ شام کی طرف
منھ کالاکیا اور سگان ہیفرمان کے پاس چلاگیا ہر مین امید کرتا ہون کہ اللہ تعالی تم کو اس پر فتحمند کرے تم حمص پر ہی رہو
اور وہان سے دور نہو۔ وہان کے لوگ تمہاری صلح چاہے تو مصالحہ کرو اگر وے لڑنا چاہے تو لڑو۔ اور انطاکیہ کی طرف
جاسوسون کو بھیجو اور عرب منتصرہ سے ہوشیار رہو سلام ہو تیپر اور تمہارے ساتھی سب مسلمانون پر اور رحمت و برکات
اللہ تعالی کی انتہی۔ جب یہ خط ابو عبیدہ کو پہنچا وہین سے حمص کی طرف پھر گئے۔ خالد تو اسکے آگے ہی جمعے کے دن ۹
شوال سنہ ۱۴ چودہ ہجری مین وہان پر پہنچ گئے تھے۔ جب ابو عبیدہ بھی جا پہنچے حمص والون نے بارہ ہزار دینار اور دیباج
کے دو سو تھان دیکر ایک سال کی صلح کی۔ اور ابو عبیدہ نے خالد کے ساتھ چار ہزار سوار دیکے حکم کیا کہ تم معراۃ کا
قصد کرو اور حلب کے نزدیک پہنچو اور بلاد عواصم کو تاخت و تاراج کرو۔ پس خالد نے وہان سے معراۃ کی طرف کوچ کیا
اور دیر سمعان تک پہنچ کے اپنا لشکر ٹھہرایا اور وہان سے فوجین روانہ کین انہون نے دائین بائین تاخت کرتے ہوے
بہت سی غنیمت اور قیدیونکو لانے لگے۔ جب قیدی اور غنایم زیادہ ہو گئے خالد ان سبکو ہمراہ لئے ہوے ابو عبیدہ
کی خدمت مین لوٹ آئے۔ ایسے مین اہل قنسرین نے جو صلح حمص کی خبر سنی اپنے طرف سے ایک ایلچی کو بھیجکے ویسا ہی ایک
سال کی صلح کر لی اگرچہ انکی صلح پر جناب خالد کی مرضی نہین تھی پس حضرت ابو عبیدہ نے وہین اقامت کی اور یہ ہرقل شہر
کے سوائے اطراف و جوانب کے بلاد پر اپنے لشکر کی ٹکڑیون کو بھیج کے تاخت و تاراج کرواتے تھے۔ اور دیر ہوی کہ ابو عبیدہ
کی طرف سے کوئی خط یا کسی فتح کی خبر حضرت عمر کی خدمت مین نہین پہنچی انہون نے گمان کیا کہ ابو عبیدہ کی مزاج مین سستی
آگئی ہے اسواسطے جہاد چھوڑ کے بیٹھ گئے ہین تب ان کے نام سے ایک خط زجر آمیز روانہ فرمایا جب وہ خط پہنچا ابو عبیدہ
نادم ہوے اور سب مجاہدین بھی رو دئے اور ابو عبیدہ حلب کا قصد کر کے نکلے جب مقام رستن پر پہنچے رہانے
لوگ بھی آکے مصالحہ کیا۔ اور جب حماۃ کی طرف آئے وہان کے لوگ بھی ان کے استقبال آے ان کے
راہبون کے ہاتون مین انجیلین تھین اور ان کے قسیسین قوم کے آگے تھے ابو عبیدہ نے انسے پوچھا کہ تم کیا چھتے ہو انہون
نے کہا کہ ہم صلح چھتے ہین پس انسے بھی مصالح کیا۔ پھر جب شیزر پر پہنچے وہان کے لوگ بھی استقبال آکے مصالحہ کر لیا
ابو عبیدہ نے انسے پوچھا کہ ہرقل کی کچھ خبر تم کو معلوم ہے انہون نے کہا کہ قنسرین والون نے تمہارے سے ایکسال کا جو
مصالحہ کیا ہے وہ صلح مکر و فریب کی ہے کیونکہ انہون نے ہرقل کو لکھ بھیجا ہے کہ ہم نے ظاہر مین مصالحہ کیا ہے تو جلد ہمارے لئے
کمک روانہ کیجئے ہم عرب سے جنگ کرین گے اسواسطے ہرقل نے جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھ جو مدینے سے بھاگ کھڑا تھا

دس ہزار سوار دیکے روانہ کیا ہی اور عرب منتصرہ اور حاکم عمودیہ بھی اسکے ہمراہی وہ لشکر لوہے کے پل پر آکے ٹھہرا ہے تم اتنے ہوشیار رہو۔ حضرت ابو عبیدہ نے یہہ سنتے ہی کہا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل جناب خالد نے کہا ای امیر کیا مین نہین کہا تھا کہ ان سے صلح نہ کیجئے کیونکہ قنسرین والونکا ایلچی جو آیا تہا اسکے کلام سے دغا اور فریب پایا جاتا تھا۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ انکا مکر و فریب انکو کچھہ نفع نہ دیگا۔ غرض اہل قنسرین کے ساتھہ جو ایکسال کی صلح ہوئی تھی وہ سال تمام ہونے کے لئے ایک مہینا یا اس سے کچھہ کم مدت باقی رہگئی تھی۔ ابو عبیدہ منتظر تھے تا سال تمام ہوتے ہی انسے جہاد آغاز کرے۔ لکھتے ہین کہ اس نواح مین لکڑیان نزدیک نہین ملتی تھین اسواسطے لشکر عرب کے غلام بہت دور جاکے لکڑیان لاتے تھے سعید بن عامر کا ایک غلام شریف کہ جسکا نام مسیح تھا ایک روز شیرزکی ایک جماعت کو ہمراہ لے کے لکڑیان لانے کے لئے بہت دور گیا تھا ناگاہ ایک لشکر نظر آیا جو اہل قنسرین کی مدد پر ہرقل بھیجا تھا۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ جبلہ بن ایہم جو قوم عرب سے تھا اور مدینہ منورہ سے مرتد ہوکے بھاگ نکلا تھا سو ہرقل سے جا ملا ہرقل نے دس ہزار سوار کا اسکو سردار بنا کے اہل قنسرین کی مدد پر بھیجا سو اسکا لشکر اس روز جنگل مین آپہنچا شیرزکی ایک جماعت جو لکڑیان جمع کر رہی تھی ان کو دور سے دیکہہ کے اس لشکر سے چند سوارون نے آکے ان کو گھیر لیا اور باہم لڑنے لگے سعید بن عامر کا غلام زخمی ہوکے گر پڑا اور اس کے ہمراہی دس شخص کو قید کرکے لے گئے سعید بن عامر نے اپنا غلام آنے مین بہت دیر ہونے سے اسکی تلاش مین نکلے اور اس بیابان مین اسکو زخمی اور بیہوش پایا تب اسکے منہہ پر پانی چھڑکا اسنے ہوش مین آکے سب ماجرا ظاہر کیا آپنے اس کو گھوڑے پر اپنے پیچھے سوار کروا لیکے پلٹنے کا ارادہ کیا کہ اسے مین اس لشکر کے چند سوارون کو دیکہہ کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور انکو اپنے سردار جبلہ کے پاس لے گئے۔ سعید بن عامر کہتے ہین کہ مین نے جاکر دیکہا جبلہ نے سونے کی کرسی پر بیٹھا تہا اور اس کے کپڑے دیباج کے موتی جڑے ہوئے اور اس پر لڑیان جواہر کے تھین۔ اور اسکے گلے مین ایک صلیب یاقوت کی تھی اسنے مجکو دیکہتے ہی پوچھا کہ تم کس عرب سے ہو مین نے اپنا نسب بیان کیا کہ اولاد حزرج سے ہون۔ وہ سنکے کہنے لگا کہ مین بھی تمہاری قوم اور غسان سے ہون مین جبلہ بن ایہم ہون جو اسلام سے پھر گیا کیونکہ تمہارے سردار نے ایک شخص حقیر کے عوض میرے قصاص لینا چاہا حالانکہ مین سردار قوم غسان کا اور بادشاہ ہمدان کا ہون۔ مین کہا ای جبلہ اللہ تعالے کا حق تیرے حق سے زیادہ واجب ہے اور ہمارا دین نہین پایدار ہوتا ہی مگر انصاف سے اور حضرت عمر حقوق خدا ادا کرنے مین کسیکی رعایت نہین کرتے ہین۔ پھر جبلہ نے کہا بیٹھو مین بیٹھا پوچھنے لگا کہ حسان بن ثابت کی خبر کیا ہی مین کہا وہ شاعر ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر حضرت نے انکی شان مین فرمایا ہے اَنْتَ حَسَّانُ وَلِسَانُکَ حُسَامٌ پوچھا کہ تم اتنے جدا ہوکے کیا عرصہ ہوتا ہی

مین گذرا ہوا عرصہ بیان کیا پھر کہا انکے کچھ اشعار مجھکو یاد دلواؤ گے مین نے کہا ہان تب خوش ہوکے مجھکو ایک کتان ہدیہ دیا اور پوچھا کہ تمھارے لشکر کی کیا خبر ہے مین کہا ہمارے سردار ابو عبیدہ حلب اور انطاکیہ کا ارادہ رکھتے ہین وہ کہا کہ ہرقل نے مجھے اور اس بطریق کو قنسرین کی مدد پر بھیجا ہے اب تم جاکے اپنے سردار کو خبر دو کہ جہان سے آئے ہین وہان لوٹ جاوین قریب ہے کہ ملک شام جو تمہارے تصرف مین آیا ہے ہم تمہارے پاس چھین لینگے راوی کہتا ہے کہ مین اٹھا اور اپنے غلام کو اپنے پیچھے سوار کرکے نکلا اور لشکر اسلام مین آپہنچا سب مسلمان میری فکر مین نہایت دلگیر اور حیران تھے مجھکو دیکھکے خوش ہوئے اور لشکر بجالایا پس ابو عبیدہ کی خدمت مین جاکر مین نے سب سرگزشت ظاہر کی انھون نے صحابہ کو جمع کرکے مشورت کی جناب خالد نے فرمایا کہ قنسرین کا طریق ہمارے ساتھ دغا سے پیش آیا ہے اچھا کچھ پروا نہین ہمکو تائید الٰہی بس کرتی ہے۔ مین دس صحابی کو ساتھ لے کے جاتا ہون کہ کافرون کے دس ہزار کے مقابل مین ابو عبیدہ بہت خوش ہوے اور کہا کہ تم جس کو چاہتے ہو چن لو پس خالد نے عیاض بن غانم اشعری۔ اور عمرو بن سعد الیشکری اور سہل بن عامری اور رافع بن عمیرۃ الطائی اور سعید بن عامری انصاری اور عمرو بن معدیکرب اور عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق اور ضرار بن الازور۔ اور مسلیب بن نجبۃ الفزاری اور قیس بن ہبیرہ کو ہمراہ لیکے نکلے۔ اور خالد نے اپنے غلام کو کہ جس کا نام ہمام تھا اپنے ہمراہ لیا ابو عبیدہ ان کے حق مین دعا کی۔ خالد نے سعید بن عامر سے پوچھا کیا جبلہ تمہارے سے کہا تھا کہ حاکم قنسرین اس کے پاس آئیگا سعید نے کہا ہان۔ خالد نے کہا جب بات ایسی ہے ہم ایک جگہ پوشیدہ رہین جب حاکم قنسرین قابو مین آجاوے ہم اس کو اور اسکے ہمراہیون کو مار ڈالین پس ویسا ہی جاکے ایکجائے مین پوشیدہ ہو رہے جب رات گذر کے صبح ہوئی خالد اپنی جماعت کو ہمراہ لیکے نماز پڑہی ایسے مین جبلہ کا لشکر چل دیا۔ جب نزدیک آپہنچا جناب خالد نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ تم اس لشکر مین جاملو ایسا کہ گویا اسی لشکر والون سے معلوم ہوا یہان تک کہ حاکم قنسرین ہمارے ہاتھ آجاوے رافع بن عمیر الطائی سے منقول ہے کہ ہم سب اس کے لشکر مین جاکے مل گئے جب تھوڑی راہ طے ہوی اُدہر سے حاکم قنسرین بھی آنکلا اس کے آگے صلیب اٹھائی ہوین اور قسیسین انجیل پڑھ رہی تہین۔ حاکم قنسرین نے جبلہ سے ملنے کے لئے آگے آیا تب خالد اپنے ساتھیون کو لئے ہوے جلدی کرکے اس کے روبرو ہوے۔ اس نے کہا کہ مسیح اور صلیب تم کو مستدار رکھے۔ خالد نے کہا کہ سخت ہو تجھ پر ہم بندگان صلیب سے نہین بلکہ ہم بندگان خدا و اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین یہ بول کر اپنا ڈہاٹا کھول دیا اور آواز بلند پڑہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور کہا مین خالد بن ولید ہون پس اس کے نزدیک ہوے اور ہاتھ دراز کرکے گھوڑے کی

زین سے اسکو کھینچ لیا اور اسکے ساتھی مجاہدون نے دہین اس کو گہیر لیا اور کلمۂ توحید سے اپنی آواز بلند کین اور کفار کلمۂ کفر کا شور مچایا جبلہ اور حاکم عموریہ نے جب تکبیر و تہلیل کی آواز سنی ان کو بڑی حیرت ہوی اور سب کفار جنبش مین آئے اور مسلمانون کو گہیر لیا لاکن یے مجاہدین جو دس ہزار کے مقابل دس تھے کمال جوانمردی کے ساتھ ثابت قدم رہے اور کچھہ لغزش نہین لائی۔ خالد نے حاکم قنسرین کو جو پکڑ لیا تہا اسکو مار ڈالنے کے ارادے سے تلوار اٹہائی یہہ دیکھکر اوس نے ہنسنے لگا جناب خالد نے متعجب ہوکے پوچھا کہ کس لئے ہنستا ہی کہا کہ تم اور ساتھی بھی مارے جاوگے پھر میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہو اگر تم مجہ کو باقی رکھوگے تم بھی باقی رہوگے۔ تب خالد نے حاکم قنسرین کو اپنے غلام ہمام کے سپرد کرکے فرمایا کہ اسکو ست چھوڑ رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہتا ہے کہ اگرچہ دشمنون کا لشکر ابنوہ ہم کو گہیر لیا تہا پر ہم کو ذرہ بھی اندیشہ نہین تھا کیونکہ اللہ تعالی پر اعتماد کامل تھا۔ حاکم عموریہ نے جب مسلمانون کی یہہ جوانمردی اور ثبات دیکھا بہت ہی گھبرایا اور جبلہ سے کہنے لگا کہ حاکم قنسرین جوان کے ہاتھہ مین سپرد گیا ہی کہین اسکے قتل مین جلدی نکردین تو جاکے اسنے کلام کرا اور اس کو قید سے چھوڑا لے تا اس کے بعد ہم ان سب کو ہلاک کردین۔ تب جبلہ تمہارے طرف آیا اور اس کے ساتھہ قوم غسان سے عرب متنصرہ کی ایک جماعت بھی تھی اور پکار کے پوچھا کہ تم کون ہو آیا تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ مشہورین ہو یا عرب تابعین سے۔ جناب خالد نے جواب دیا کہ ہم حضرت کے صحابہ مشہورین سے ہین پوچھا کہ تم کون ہو آیا تم عرب کے سردار ہو خالد نے فرمایا مین سردار نہین بلکہ انکا بھائی ہون اور یہہ میرے ساتھی فلان فلان بہادر ہین پھر حضرت خالد نے پوچھا کہ صلیب کی عبادت کرنیوالے عربون سے تو کون ہی کہا مین سردار غسان کا اور بادشاہ ہمدان کا ہون خالد نے کہا تو ہی ہی جو اسلام سے پھر گیا روشنی سے ظلمت کی طرف ہدایت سے ضلالت کی طرف رجوع کیا۔ جبلہ کہا کہ حاکم قنسرین تمہارا قیدی ہوجانے سے ہم نے تمہارے ہاتھہ رکھا والا تم کو مار ڈالے ہوتے ہم لوگ زیادہ ہین اور تم نہایت کم پس اسکو چھوڑ دو ہم بھی تمکو چھوڑ دین گے خالد نے فرمایا مین تو اس کو نہ چھوڑونگا بلکہ اسکو قتل ہی کردونگا اس کے بعد اگر تمہارے سے جنگ کرکے ہم بھی مارے جاوین گے اسکا کچھہ پروا نہین ہم تو گشتہ شہادت کے جویان ہین۔ اور تو جو اپنے لشکر کی کثرت سے ڈراتا ہی ہمکو اسکا کچھہ ڈر نہین باوجود ہماری قلت اور تمہاری کثرت کے ہم مقابلہ کے لئے حاضر ہین لاکن لڑائی انصاف کی چاہئے۔ انصاف یہہ ہی کہ ہر دو طرف سے ایک ایک شخص نکل کے لڑے جبلہ نے یہہ بات حاکم عموریہ کو سنوائی اس نے غضبناک ہوکے آپ ہی نکلنا چاہا پر جبلہ اسکو روکدیا۔ پھر لشکر کفار سے پانچ سوار نکلے تب ان کے مقابلے مین خالد ہی نکلنا چاہا لاکن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق ان کو منع کرکے آپ میدان مین آئے اور ایک کے بعد ایک ان پانچون سوار کو مار ڈالا۔ پھر قلب لشکر مین حملہ کرنیکا ارادہ

کیا تب جبلہ ان کے مقابلے کے واسطے نکلا عبدالرحمن نے اس پر تلوار کا ایک ضرب ایسا کیا کہ اوسکا خود کٹ جا کے سر تک پہنچ گیا اور خون جاری ہوا پھر جبلہ نے تلوار چلائی سو انکا موئنڈ ہا زخمی ہوا۔ جب مسلمانون نے یہہ حال دیکھا ان کو سر سے پھیر کے لایا اور زخم کو پٹی باندہی یہہ حال دیکھنے سے حضرت خالد کو بڑا ہی ملال ہوا اسیوقت حاکم قنسرین کو جو قیدی ہوا تھا مار ڈالا جبلہ نے بہت ہی برہم ہو کے عرب متنصرہ سے کہا کہ اب تم مسلمانون سے کسی کو نچھوڑو سبکو مار ڈالو ربیعہ بن عامر نے کہا ہی کہ جب کافرون نے ہمارے پر حملہ کیا خالد کو ہم گھیرے ہوئے تھے عجب تائید غیبی ظاہر ہوئی کہ خالد نے بذات خود ایسی جوانمردی کی کہ انکو دفع کر دیا پھر بڑی سختی سے لڑائی ہو رہی تھی اور ہمپر تشنگی غالب ہوی اور ہم سب پسینہ پسینہ ہو گئے۔ رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہتا ہی کہ جب مین نے یہہ حال دیکھا خالد سے کہا کہ ہماری قضا آپہنچی انہون نے کہا افسوس ہی کہ مین اپنی کلاہ مبارک کہ جس مین حضرت کے سوے شریف رکھے ہین فراموش کر کے آیا جب لڑائیون مین وہ میرے ساتھ رہتی تھی اسکی برکت ظاہر ہوا کرتی تھی شاید اس کو نہین بھولا مگر بسبب قضای امت کے پس مسلمان بڑی سختی مین مبتلا تھے لاکن صابر اور ثابت قدم تھے ایسے مین ہاتف غیبی سے یہہ آواز آئی خُذِ لَا مِنْ وَنْصَرِ الْخَالِفِ یَا حَمَلَۃَ الْقُرْاٰنِ جَاءَکُمُ الْفَرَجُ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَنَصْرُکُمْ عَلٰی عِبَدَۃِ الصُّلْبَانِ ترجمہ یعنے خوار ہو اے ڈر۔ اور مدد دیا گیا اللہ سے ڈرنیوالا۔ ای قران کے حاملو آئے تمھارے لئے کشود گی رحمن کی طرف سے اور مدد دی اس نے تم کو صلیب کی عبادت کرنیوالون پر مسلمانون نے جب یہہ آواز سنی انکو ایک طمانیت اور شجاعت حاصل ہوی ابو سلم نے روایت کی ہی کہ ہم حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ مقام شیزر مین تھے۔ انھون نے ایک شب فجر اپنے خیمے سے باہر آئے اور مسلمانون کو پکار کے کہدیا اَلنَّفِیْرُ النَّفِیْرُ فَقَدْ اُحِیْطَ بِفُرْسَانِ الْمُوَحِّدِیْنَ ترجمہ یعنے اے قوم چلو تم کہ جوان مرد موحد لوگ گھیرے گئے ہین۔ پس ہم نے ابو عبیدہ کے طرف دوڑے اور کہا کہ کیا حال ہی۔ انھون نے فرمایا کہ مین سوتا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو جگا دیا۔ اور فرمایا یَا ابْنَ الْجَرَّاحِ اَتَنَامُ عَنْ نُصْرَۃِ الْقَوْمِ الْکِرَامِ قُمْ وَالْحَقْ بِخَالِدٍ فَقَدْ اَحَاطَ بِہِ اللِّئَامُ فَاِنَّکَ تَلْحَقُ بِہٖ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِمَشِیَّۃِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ترجمہ یعنے ای ابن جراح آیا تم سوتے ہو اور غافل ہو۔ مدد دینے سے قوم بزرگ کے پس اٹھو اور جا ملو خالد سے کیونکہ قوم ناکس نے انکو گھیر لیا ہے اگر چاہے اللہ تعالی تم پہنچ جاوگے انکے پاس بہ بندوبست عالم کی مشیت سے جب مسلمانون نے یہہ حکم سنا جلد ہاتھیار اور گھوڑون پر سوار ہوے جناب ابو عبیدہ ان سب کو ہمراہ لے کے خالد کی تائید کے لئے چلدئے۔ ناگاہ راہ مین ایک سوار نہایت تیز رفتار نظر پڑا ابو عبیدہ نے مسلمانون کو حکم کیا کہ جلد اس سے جا ملین انہون نے ہر چند گھوڑے دوڑایا لاکن اس سے نہین مل سکے ابو عبیدہ نے کہا شاید یہہ سوار کوئی فرشتہ ہی کہ اللہ نے ہماری

فوج کے آگے بھیجا ہے اسلئے کہ اس سے نہین مل سکا پھر اسکو پکار کے فرمایا کہ ٹھہر جا ای سوار رحمت کرے اللہ تجھپر - پس وہ ٹھہر گیا معلوم ہوا کہ وہ سوار خالد کی زوجہ ام تمیم بن حضرت ابو عبیدہ نے انکو پوچھا کہ ای ام تمیم تم نکلنے کا کیا سبب ہوا - وہ بی بی بولی کہ اے سردار جب مین نے یہ خبر سنی کہ خالد کو دشمنون نے گھیر لیا ہے مین نے اپنے دل مین تعجب کیا کہ خالد کسی جنگ مین بھی مغلوب نہوے آج وہ مغلوب ہوینگا کیا سبب ہے یکبیک مین نے دیکھی کہ انکی کلاہ مبارک کہ جس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوے شریف تھین گھر مین ہی رہ گئی پس مین اس کو لیکے سوار ہوئی لیجا کر انکو پہنچاؤن - ابو عبیدہ نے فرمایا کہ برکت دیوے اللہ تجھکو تمہارا یہہ کام محض اللہ ہی کے واسطے ہے پس ابو عبیدہ کی فوج جب لشکر کفار کے قریب ہوی سب مسلمان تکبیر کہنے لگے جب تکبیر کی آوازین بلند ہوئین جناب خالد کے ساتھیون نے سمجھا کہ اللہ نے ہمارے لئے مدد بھیجی ایسے مین ام تمیم نے لشکر کفار تک پہنچ کے دیکھا کہ کافرون کی تلوارین اور نیزے بلند ہوے ہین اور مسلمانون کو گھیر لیا ہی تب ام تمیم کمال شجاعت سے لشکر مین دہس گئی جب خالد کے روبرو ہوئین انہون نے پوچھا کہ تو کون ہے وہ بولی کہ مین ام تمیم تمہاری زوجہ ہون پس وہ کلاہ مبارک ان کے ہاتھ دی اور گیسوئے مبارک سے ایک نور بجلی کے مانند چمکا خالد نے بڑی خوشی سے وہ کلاہ شریف لیکے اپنے سر پر رکھی اور کافرون پر ایک سخت حملہ کیا اور ادہر سے ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی لوگ بھی مارنے لگے کافرونکو ہزیمت ہوی سب کے آگے جبلہ اور عرب منتصر ہ بھاگنے لگے اہل اسلام نے لشکر کفار کا پیچھا کر کے بعضون کو قتل اور بعضونکو زخمی کیا اور بعضون کو اسیر کر لیا پھر سب مجاہدین جناب ابو عبیدہ کی نشان کے پاس جمع ہوے خالد اور ابو عبیدہ ایکدوسرے کو سلام اور مصافحہ کیا اور شکر الٰہی بجالایا - پھر وہان سے قنسرین کی طرف روانہ ہوے قنسرین والے جلد صلح کر لی ہر جوان بالغ کی طرف سے چہار دینار دینے پر راضی ہوے ابو عبیدہ فتح قنسرین کے بعد غنیمت کا خمس مدینہ طیبہ کی طرف حضرت عمر کی خدمت مین روانہ کیا - کہتے ہین کہ حضرت عمر نے اسی سال ماہ رمضان مین مدینہ منورہ اور دوسرے بلاد مین جو اسلام کے تصرف مین آئے تھے جماعت کے ساتھ نماز تراویح کا حکم کیا **روایت** ہی کہ پہلی شب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے گھر سے باہر آکے دیکھنے کے مساجد مین جب نظر فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز تراویح قایم ہوی ہے اور حفاظ قرآن مجید پڑھ رہے ہین اور مسجدین قنادیل سے روشن اور آراستہ ہین یہہ دیکھکے بہت خوش ہوے اور دعا کی کہ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَ عُمَرَ كَمَا نَوَّرَ الْمَسَاجِدَ یعنے اللہ تعالیٰ عمر کے دل کو روشن کرے جیسا انہون نے مسجدین روشن کین - اور اسی سال ملک سامان شہر جبیل بن حسنہ کے ہاتھ پر - اور طبریہ ابو الاعور کے ہاتھ پر مفتوح ہوے - اور ان شہرون کے لوگ بھی صلح کر کے جزیہ دینا قبول کیا - اور اسی سال بعلبک کی فتح خالد کے ہاتھ پر واقع ہوی اسکا قصہ یہہ ہے کہ جب ابو عبیدہ نے خالد کو اپنے ہمراہ لیکے دمشق سے

نکلے عمرو بن عاص کے ساتھ ایک لشکر دیکے فلسطین کے طرف بھیجدیا - اور حکم فرمایا کہ اگر مخالفین صلح کرین بہتر والا ان کے ملک کو غارت کرنے پر ہاتھ دراز کرین عمر بن عاص نے جو فلسطین کے طرف روانہ ہوے اور وہان کے لوگون نے سُنا کہ دمشق مسلمانون کے تصرف مین آگیا اور عمر بن عاص فلسطین کے طرف متوجہ ہوے ہین نہایت گھبراے رومیون سے جتنے لوگ کہ سب کو ایک جگھہ جمع کرکے قتال وجدال کا اسباب جمع کرنے مین کمر باندھے اور قاصدون کو انطاکیہ کے طرف روانہ کرکے قیصر روم سے مدد طلب کی تب قیصر نے بیس ہزار سوار نیزہ گذار فلسطین والون کی مدد پر روانہ کئے - جب وہ لشکر قطع منازل کرکے آپہنچا عمر بن عاص کو یہہ خبر پہنچی کہ بعلبک مین بھی مخالفون کے بیس ہزار سوار جمع آئے ہین عنقریب بعلبک سے وہ لشکر بھی آکے فلسطین والون کے ساتھ ملحق ہوویگا اسباب سے اندیشناک ہوکے ابو عبیدہ بن الجراح کی خدمت مین ایک عرضی روانہ کی - **توجہ لانا خالد بن ولید کا بعلبک کے طرف اور ہزیمت پانی مخالفون کی اور تشریف لانی ابو عبیدہ کی** - نقل ہے کہ جب ابو عبیدہ بن الجراح نے لشکر روم کے جمع ہونے پر مطلع ہوے سمجھے کہ عمر بن العاص کو ان کے مقابلے کی طاقت نہین تب مخالفون کو دفع کرنیکے باب مین خالد بن ولید سے مشورت کی انھون نے کہا کہ میری راے یہی ہے کہ عمر بن العاص اور دوسرے امراے جیسے شرجیل بن حسنہ اور یزید ابی سفیان جو روم کے نصارے اور عرب کے مرتدون کے مقابلے مین کھڑے ہین ان کے نام سے آپ ایک نامہ لکھین کہ تم جنگ مین جلدی کیجئے تا مین بعلبک کے طرف جاؤن اور فلسطین والون کے مدد پر جو کفار جمع ہوے ہین ان کے مہم سے فراغت پاؤن اس کے بعد دوسرے کفار کو دفع کرنے کی تدبیر کرین ابو عبیدہ نے جب یہہ بات سنی بہت پسند کی اور اسی وقت عمر بن عاص کیطرف ایک قاصد کو بھیجکے یہہ پیغام کیا کہ خالد بن ولید تمہارے پاس آئے تک جنگ وقتال مین جلدی کیجئے پھر ابو عبیدہ نے خالد کے ساتھ پانچھزار سوار دیکے بعلبک کے طرف روانہ کیا جب خالد نے نزلین طے کرکے دشمنون کی سرزمین مین جا پہنچے مخالفین یہہ خبر سنکے جنگ پر تیار ہوے اور اپنے لشکر کو آراستہ کرکے مقابلے مین آے پہر ہر دو طرف جنگ شروع ہوا طلوع آفتاب سے لیکے زوال تک جنگ وقتال جاری تھا جب خالد بن ولید نے مخالفون کی سختی اور جوانمردی دیکھی تب ایک ندا کی کہ یا معشر المسلمین مین انکافرون پر حملہ کرتا ہون تم بھی میری موافقت کرو شاید کہ اللہ تعالی نے لشکر اسلام کو فتح وظفر دیوے پھر جب خالد نے حملہ کیا سب غازیان اسلام نے انکی موافقت کی ہر دو طرف سے ایسا سخت جنگ ہوا کہ خون سے زمین رنگین ہوگئی آخر عنایت ایزدی سے لَا تَيْئَسُوا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ کی نسیم نصرت شمیم لشکر اسلام کے اعلام پر بہنے لگی مسلمانون کو فتح نصیب ہوی اور کافرون بیحساب لوگ داخل دوزخ ہوے بقیہ نہایت ذلت کیطرف اور بھاگے فلسطین کی طرف فرار ہوے اور بیحساب غنیمت مسلمانون کے ہاتھ

آئی خالد بن ولید نے وہ سب فتح نامے کے ساتھ ابو عبیدہ کیخدمت مین روانہ کئے انہون نے شکر الٰہی بجالاکے
خالد بن ولید کے نام سے ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ جب تم کو اللہ تعالیٰ نے بعلبک پر فتح و نصرت دی اور تمنے
اسکام سے فارغ ہوا اب اپنے وعدے کے موافق فلسطین کے طرف جاکے اپنے بھائیون کی تائید مین کوشش بجالائے
جب یہ حکم نامہ خالد کو پہنچا اسیوقت فلسطین کیطرف روانہ ہوے جب رومیون نے دیکھا کہ دن بدن اہل اسلام کو مدد
پہنچتی ہے اور بلحظ انکی قوت و شوکت بڑھتی ہی بہت گھبرا کے اپنے لشکر گاہ سے پیچھے ہٹکے دوسرے مقام مین نزول کیا
اور اسیکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا ایسے مین ابو عبیدہ بن الجراح نے جو دمشق مین تھے وہان اپنے طرف سے ایک نائب کو چھوڑ
کے اسلام کے دلاورون کی ایک فوج اپنے ہمراہ لے کے فلسطین کے طرف متوجہ ہوے جب قطع منازل کرکے اس سرزمین
مین جا پہنچے اور خالد بن ولید اور عمر بن عاص سے ملاقات ہوی رومیون نے یہہ خبر سنکے ابو عبیدہ کے نام سے ایک نامہ
اس مضمون کا بھیجا کہ تم جلد اس ولایت سے چلا جانا بہتر ہے والا یہہ لشکر جرار جب تمہارے جنگ پر اٹھیگا ایسا جنگ
کریگا کہ اس ملک مین کسی مسلمان کا نام باقی نہ رہیگا یہہ نامہ قاصدون نے لاپہنچایا ابو عبیدہ بن الجراح نے ایسے جواب
لایق دئے کہ قاصدون نے خاموش اور ملزم ہوگئے پھر انسے رخصت لے کے اپنے لشکر کے طرف روانہ ہوے
ابو عبیدہ کے دے مہابت آمیز باتین جب رومیون نے سنی ان پر بڑا ہی خوف اور رعب ہوگیا پھر دوسرے قاصد
کو روانہ کرکے یہہ التماس کی کہ صلحکی امت محمدی سے ایک شخص کو ہمارے نزدیک روانہ کیجئے تاہم اس سے معلوم کرین
کہ تم اس ملک مین اقامت کرنے سے مقصود اور مطلوب کیا ہی اور جنگ و جدال مین اس قدر مبالغہ کرنیکا سبب کونسا
ہی تب ابو عبیدہ نے معاذ بن جبل کو حکم کیا تا مخالفون سے جاکے ملاقات کرین تب انھون نے ایک کشادہ کمر پھر لیا
اور بستار سرخ اپنے سر پر باندہی اور ایک خشکی گھوڑے پر سوار ہوکے روانہ ہوے۔ جب تھوڑی مسافت قطع
کی اور رومیونکی مجلس کے نزدیک جا پہنچے گھوڑے سے اترکے اس کی باگ اپنے ہاتھ مین لئے ہوے چلدئے
جب رؤسا کے وزیرون اور امیرون نے یہہ حال دیکھا ایک امیر نے اپنے غلام کو حکم کیا کہ آگے جاکے ان کے گھوڑے
کو پکڑ لیوے وہ غلام ان کی خدمت مین آکے گھوڑا پکڑ لینا چاہا معاذ نے گھوڑا اس کے ہاتھ نہ دیا اور فرمایا کہ اپنا گھوڑا
نگاہ رکھنے کیلئے دوسرے سے مین زیادہ احق ہون ویسا ہی اسکی باگ اپنے ہاتھ مین لئے ہوے اس جماعت کی
طرف چلے جب اس قوم کے نزدیک گئے کیا دیکھتے ہین کہ بڑے بڑے امیر اور ارکان دولت قیمتی فرشون اور کرسیون
پر بیٹھے ہین تب ایک شخص نے کہا کہ اپنا گھوڑا میرے ہاتھ دیجئے اور یہہ قوم قیصر روم کے ارکان دولت جو بیٹھے ہین
ان کے نزدیک آکے بیٹھئے اور انسے باتین کیجئے۔ معاذ بن جبل نے کہا کہ مین ان لوگون کے فرش پر قدم نرکھونگا

اوران کے ساتھ ملکر نہ بیٹھوگا جو بات کہ کہنا ہو کھڑا رہکر ہی کرون گا - مترجم نے کہا کہ روم کے سردار دینی اس بات کو مکروہ رکھتے ہین کہ تم کھڑا رہکے کلام کرین اور وے بیٹھے رہین - معاذ نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کے آگے کھڑا رہنے سے منع فرمایا ہے سو مین اس جماعت کے روبرو کھڑا رہنا نہین چاہتا ہون لیکن بڑی کراہت رکھتا ہون کہ اس فرش پر جو دنیا کی زیب و زینت ہی بیٹھون جب بیٹھنے کے سوائے چارہ نہین رہین پر بیٹھونگا پس ان کے فرش کا ایک کنارہ اٹھا دیکے زمین پر بیٹھ گئے - مترجم نے کہنے لگا کہ رومیون نے تمہارے زہد اور پرہیزگاری سے کچھ تھوڑا بیان سنے ہین سو چاہتے ہین کہ تمہاری عزت و اکرام بجالاوین پس آپکو اسا خوگر نکیجئے کہ غلام و خدام کے اطوار سے گذر جائے کیونکہ برسر خاک بیٹھنا غلامون اور بندگون کا کام ہے - معاذ نے کہنے لگے کہ مین بھی رب الارباب کے بندون سے ایک بندہ ہون اور یہ زمین بھی پروردگار کا فرش ہے پس اس مین کیا عیب ہے کہ اپنے پروردگار کے فرش پر بیٹھون - مترجم نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم قوم عرب کے بہترین افراد سے ہو معاذ نے کہا کہ مجھے اندیشہ اسبات کا ہے کہ مین عرب کے بدتر لوگون سے ہون گا - غرض معاذ بن جبل کو روم کے بطارقہ یعنے علماے نصاریٰ کے ساتھ اتنا مناظرہ رہ دیا کہ اس مختصر مین اسکی تفصیل کی گنجایش نہین آخر الامر روم کے امیر نے معاذ سے پوچھا کہ تم ہم کو کس چیز کی طرف دعوت کرتے ہو معاذ نے کہا کہ مقصود ہمارا یہی ہے کہ تم کتاب اللہ پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاوین اور اسلام کے احکام جیسے نماز روزہ حج و زکوٰۃ غیرہا قبول کرین اور گوشت خوک اور شراب اور دوسرے محرمات سے دور رہین اور ایمان نہین لاتے ہین تو جزیہ دینا قبول کرو اگر ان دونون باتون سے ایک بھی اختیار نہین کرتے ہین تو تمہارے ہمارے درمیان تلوار چلیگی جب رومیون نے یہہ باتین سنی اپنے مطلب سے مایوس ہوے اور کہنے لگے کہ ہم جو کہتے ہین اور تم جو چھتے ہوے دونون کے درمیان بڑا تفاوت ہے اب ایک بات باقی ہے اگر تم قبول کرین بہتر معاذ نے پوچھے وہ کیا ہے رومیون نے کہا کہ بلغار کا ملک جو تم نے ہم سے چھین لیا ہے وہ تم کو ہی بحال رہے اور دوسرے ملکون پر ہاتھ دراز نکیجئے اگر تم یہہ بات قبول نہین کرتے ہو تو عجم اور فارس کے لوگون کے ساتھ جو تمکو ہی ہم انہین کی مدد کرین گے معاذ نے جواب دیا کہ بلغار کا ملک اور دوسرے امصار و دیار جو تمہارے ساتھ علاقہ رکھتے تھے اب بعونہ تعالیٰ ہمارے تصرف مین آگئے ہین اللہ تعالیٰ کی تائید سے جتنے ملک کہ اب تمہارے تصرف مین ہین وے سب ہمارے ہاتھ آجائینگے ع فکر ما باید و سودائے عاشق دیگر است پس روم بطارقہ اور امرا نے یہہ بات سنتے ہی برہم ہوے اور زبان تہدید مین کھول کے انکو خصومت دی معاذ بھی ان کے جواب مین سختی سے کلام کرکے اٹھے رومیون نے ان کے پیچھے ابوعبیدہ کی خدمت

ہین ایک قاصد کو روانہ کرکے یہ پیغام کیا کہ ہم نے تم سے التماس کی تھی کہ تم ایسے شخص کو روانہ فرماوین کہ وہ منصف رہی اور سخن کے دقایق کو پہنچے پر تم نے ایسے شخص کو بھیجا کہ اس نے انصاف نہین رکھتا ہی اور کلمۂ حق قبول کرنے سے اعراض کرتا ہی ہر چند ہم نے صلح کی بات کی پر اسنے جنگ و جدال کی بات درمیان لائی ہم نہین سمجھتے ہین کہ انھون نے جو کہا آپ کے استصواب سے ہوگا اب التماس یہی ہے کہ ایکدوسرے شخص کو روانہ کرین کہ تا جس باہمین آپ کی اور ہماری بہتری کا سبب ہو ہم اس سے کہین والا خصت دیجئے کہ ہم کسی معتمد کو آپ کے پاس روانہ کرین تا جو کچھ کہ کھنا ہے آپسے عرض کریگا ابو عبیدہ نے اسی بات کو قبول کی تب رومیون نے ایک شخص کو جو بڑا فصیح اور چرب زبان تھا وکالت دیکے روانہ کیا اس نے ابو عبیدہ کی خدمت مین آکے ہر چند صلح کے باب مین بہت سی باتین کین پر کچھہ فایدہ نہ دیا کیونکہ وہ صلح جو رومیان چاہتے تھے شریعت کے موافق اور سنت کے مطابق نہین تھی تب انکا وکیل نا یوس ہوکے اٹھا اور اپنے لشکر مین جاکے خبر دی۔ **جنگ کرنا غازیان اسلام کا بطارقہ روم کے ساتھہ** نقل ہے کہ جب رسل و رسائل سے چند روز گذر گئے اور مصالحت کی صورت نہ ٹھہری ابو عبیدہ بن الجراح نے اپنا لشکر تیار کرکے میدان مین لے آیا خالد بن ولید کو اور عرب کے دلاورون سے ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے کے آپ قلب لشکر مین کھڑے رہے اور یزید بن ابی سفیان کو میمنہ پر اور شرجیل بن حسنہ کو میسرہ پر مقرر کیا اہل روم بھی اپنا لشکر آراستہ کرکے جھنڈے اور چلیپہ کی لکڑیان اٹھائے ہوئے میدان پر آئے جب ہر دو جانبسے جنگ شروع ہوا روم کے پہلوانون کی ایک ٹکڑی یزید ابی سفیان پر حملہ لائی ہر چند سعی اور کوشش کی لیکن ان کے پیر نہ اکھڑے۔ اور دوسری ٹکڑی والون نے شرجیل بن حسنہ پر متواتر حملے لائے لاکن شرجیل نے اپنی جگہہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا اور دس ہزار شخص جو جنگ اور جرأت مین بڑے نامور تھے قلب لشکر کی طرف متوجہ ہوکے اپنی طاقت کو موافق کوشش کئے لاکن کچھہ فایدہ نہوا خالد بن ولید اور ان کی حمایت مین جو مجاہدین حاضر تھے رومیون کے ساتھہ بڑا ہی جنگ کئے خالد بن ولید نے ثابت قدم رہکے تیرین چلائین پس غازیان اسلام نے ایسی تیر اندازی کی کہ رومیون نے تاب نہ لاسکہ کے منھہ پھرایا اور اس جماعت کی شجاعت اور جوانمردی دیکھہ کے متعجب کرنے لگے تب ابو عبیدہ بن الجراح نے ایک ندا کی کہ یا معشر المسلمین اللہ تعالی کی عنایت مجاہدون کے شامل حال ہی کافرون کے ساتھہ سخت حملے جو ہوے ہین اگر پوہے کا پھاڑ بھی ہوتا اکھیڑے جاتا الحمد للہ کہ اسلام کے جوان مردون سے کسینے پیچھے نہ ہٹا اور اپنی جگہہ دشمن کو ندی اب مصلحت یہی ہے کہ ہم سب ہیئت اجتماعی سے کفار پر ایک حملہ کرو اور یقین جانو کہ جس نے سعی کی ہین شجاعت پائیگا بہشت برین مین جائیگا اگر زندہ

رہیگا نیک نام ہو ویگا اور نصرت و غنیمت اس کے ہاتھ آئیگی یہ بات سب مسلمانون کو پسند آئی سب کے سب کہنے لگے کہ امیر کی اسبات مین دین و دنیا کے فائدے حاصل ہین غرض جب ابو عبیدہ نے قلب لشکر سے جنبش کی میمنہ اور میسرہ والے بھی حرکت مین آئے نیزے اور شمشیر سے خنجر اور تیر سے ایسا سخت جنگ کیا کہ رومیون کی صفین چھوٹ گئین اور وہ ایکدوسرے سے جدا ہو گئے اور ان کی ایک جماعت مارے پڑی اور باقی فوج ہزیمت پائی اپنے نقارے پٹکتے اور نے کا بجانا موقوف کر کے نالہ و فریاد کرنے لگے مردونکی لعشون سے وہ بیابان ایسا بھر گیا تھا کہ گھوڑونکو دوڑنیکا مجال نرہا ایک ساعت کے بعد از روم کا لشکر جنگ سے ہاتھ رکھ کے اپنی جگھ کھڑا تھا قیس بن ہبیرہ نے لشکر اسلام سے نکل کے کفار کے طرف متوجہ ہوے اور اس قدر نیزہ زنی کی کہ ان کا نیزہ ٹوٹ گیا پھر اپنے لشکر مین آکے ایک تیغ اپنے ہاتھ مین لے کے دوسرے بار میدان مین آیا اور ایسا جنگ کیا کہ تیغ بھی ٹوٹ گئی۔ **نقل** ہے کہ اس معرکے مین قیس کے دس نیزے اور دس شمشیر ٹوٹ گئین اور سینتالیس زخم بدن کو لگے تھے جب قیس کے زخمون کی کثرت سر حد موت تک پہنچگئی تب خالد بن ولید اور ہاشم بن عتبہ شجیعون کی ایک فوج اپنے ہمراہ لے کے نکلے اور رومیون پر ایسے حملے لائے کہ انکی صفین درہم و برہم ہوگئین غرض بعضے کفار کو قتل اور بعضونکو زخمی کر کے پھر اپنے مقام مین آکے کھڑے رہے خالد بن ولید اور ہاشم بن عتبہ اپنے لشکر کے طرف لوٹ گئے کے بعد اہل روم اپنے لشکر کے اسی صف بنا کے زہرآلود تیرین چلاتے ہوے لشکر اسلام کی طرف آہستہ آہستہ چلے تب خالد بن ولید نے اپنے لشکر والونکو طمانیت اور تسلی اور جنگ پر ترغیب و تحریص دیکے بلند آواز سے سب کو کہدیا کہ جب میرے تکبیر کی آواز تم سنوگے جان لو کہ مین حملہ کیا تب چاہئے کہ تم بھی میری موافقت کرو مین امید رکھتا ہون کہ عنقریب فتح و ظفر کی نسیم اعلام اسلام پر بہیگی اور کافرون کو ایکبارگی ستاصل کرویگی یہ تکبیر کہتے ہوے جب حملہ کیا ناچار کافرون نے تاب نہ لاسکھ کے بھاگنے لگے اس حملے مین غازیان اسلام نے ایسی جانبازی کی کہ گیارہ ہزار کافر مارے گئے اور انکی پلیدنشین کتون اور چیلون کے نوالہ ہوگئے اور جو بچگئے تھے انسے بعضے مقل کے قلعے مین جاکے پناہ لئے اور بعضے اطراکیہ کے طرف بھاگ کے قیصر کے پاس جاپہنچے غنیمت بیشمار مسلمانون کے ہاتھ آئی ابو عبیدہ نے غنیمت کا خمس فتحنامے کے ساتھ مدینے کی طرف روانہ کیا اور باقی غنیمت لشکر اسلام مین تقسیم فرماے کہتے ہین کہ اس معرکے مین رومیونکی فوج ساٹھ ہزار کی تھی اور مسلمان پینتیس ہزار سے زیادہ نہین تھے جب اس لشکر روم پر مسلمانونکو یہہ فتح و نصرت حاصل ہوئی اہل اسلام کا رعب اور دبدبہ چوطرف لوگون کے دلون مین بیٹھ گیا الحمد للہ علی ذلک۔

روانہ ہونا جریر بن عبد اللہ بجلی کا حکم سے حضرت عمر کے طرف عراق کے ۔نقل ہے کہ اسی سال جریر بن عبد اللہ بجلی جنہ

سوار کے ساتھ یمن سے مدینہ کے طرف آکے امیر المومنین فاروق اعظم کی ملازمت سے مشرف ہوے تب امیر المومنین نے تخلہ اور کندہ اور دوسرے قبیلون سے چہار ہزار مرد جمع کئے اور جریر کو اس لشکر کا امیر بنا کے عراق کی طرف مثنی بن حارثہ کی مدد پر روانہ فرمایا پہلے جریر اور ان کی قوم مثنی کے محکوم ہونے سے پھلو تھی کی پر حضرت عمر نے انکی تالیف کر کے انکے واسطے یہ مقرر فرمایا کہ انکی مدد سے جو غنیمت کہ مسلمانون کے ہاتھ آوے انکے حصے کے سوا غنیمت کے خمس سے ربع انکو پہنچا دین اور مثنی بن حارثہ کے نام سے ایک نامہ اسمضمون کا لکھا کہ جریر بن عبد اللہ بجلی کو بمن تمہاری مدد پر روانہ کیا جب وہ لشکر عراق سے لحق ہووے تو تم ان کی بہت تعظیم و تکریم بجا لاؤ کیونکہ جریر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت سے مشرف ہین اور حضرت نے یہان تک انکا اکرام کرتے تھے کہ اپنی ردا مبارک انکے واسطے بچھاتے تھے - کافرون نے جب اس مکتوب کے مضمون سے واقف ہوے ایک بڑا لشکر جمع کیا اور مہران بن بازان ہمدانی کو اس لشکر کی امارت دیکے مثنی اور جریر کے جنگ پر روانہ کیا جب مثنی کو یہہ خبر پہنچی اسیوقت ایک عریضہ لکھکے حضرت عمر کی جناب مین روانہ کیا جناب فاروق اعظم نے ہر قبیلے سے ایک جماعت فراہم کر کے لشکر عراق کی تائید پر بہت جلدی سے جانے کے لئے حکم فرمایا اور مثنی نے بھی عراق کے قبرون سے جب لوگون کو جمع کرنے لگے تیس ہزار مرد جنگی فراہم ہوگئے القصہ ادہر سے لشکر اسلام اور ادہر سے لشکر کفار تیار ہو کے نکلے نخیلہ کے مقام مین ہر دو لشکر ملاقی ہوے - **نقل** ہے کہ جب جنگ کے لئے ہر دو لشکر کی صفین آراستہ ہوین مہران نے ایک اسپ گلگون پر چڑھا ہوا اور طلس کا زین پوش اسپر ڈالا ہوا اور ایک جوشن زراندود پہنا ہوا اور ویسی ہی ایک تاج اپنے سر پر رکھا ہوا اور جڑاؤ کا پٹکا اپنے کمر پر باندھا ہوا اپنے گھوڑے کو کدراتا ہوا میدان پر آیا ایسے مین لشکر اسلام سے ایک غلام نے ایک تیر اسکی طرف چلائی وہ تیر اس کی آنکھہ کو پھوڑ کے پار پھوڑ کے پار ہوگئی مہران اسیوقت اپنے گھوڑے سے گر پڑا جب عجم کے سپاہیون نے دیکھا کہ اپنا سردار مارا گیا اور آپ بے سر ہوگئے سب کے سب بھاگنے لگے لشکر اسلام نے شمشیرون سے مانند انکا پیچھا کر کے قتل کرتے تھے کہتے ہین کہ اس لشکر کفار کا عدد لاکھ سے زیادہ تھا مسلمانون کے لشکر کا ہر ایک غازی دس دس کافر کو قتل کر کے داخل جہنم کیا بہت سے غنیمت اور باندی غلام لشکر اسلام کے ہاتھ آئے جس قدر مال و متاع اس فتح مین ہاتھ آیا کسی واقع مین نہین - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَنَصَرَ اَوْلِیَاءَهٗ وَاَذَلَّ الْکُفْرَ وَخَذَلَ اَعْدَاءَهٗ - اور اسی سال مین مثنی بن حارثہ نے بشیر بن خصاصہ کو جو اصحاب کرام سے تھے حیرہ مین اپنا خلیفہ بنا کے آپ بلدۂ انبار کی طرف متوجہ ہوے پھر اس ولایت کے بعضے لوگون کی رہنمائی سے کھوق خانقش کو غارت کرنیکا ارادہ کیا وہ ایک بازار تھا کہ ہر سال چوطرفے سے کفار

خانقش

وہان جمع ہوتے اور خرید و فروخت کرتے تھے مثنی نے یک بیک وہان جا پہنچے اور بہت سے کافرون کو مار ڈالا اور بعضون کو اسیر کیا اور باقی بھاگ گئے اور مسلمانون کو بہت سی غنیمت ہاتھ آئی پھر وہان سے بانبوق بغداد کا قصد کیا وہ بھی ایک بازار تھا کہ اب جہان شہر بغداد واقع ہے ہر سال مین ایکبار بہت سے کفار اس مقام مین جمع ہوتے تھے اکثر ملک کسریٰ کے لوگ اور بعضے عرب کے قبیلے جیسے بنو خزاعہ اور ربیعہ وغیرہم بھی وہان آکے خرید و فروخت کرتے تھے اور اس سال اس بازار مین اتنا مال جمع ہوا تھا کہ عراق اور مداین کے ایکسال کا خراج ہو مثنی نے فرصت گھیر رکھ کے یک بیک اس بازار پر تاخت لائی بہت سے کفار مارے پڑے اور باقی فرار ہوے مثنی نے حکم کیا کہ زر سرخ اور روپا اور جواہر اور نفیس اور بھاری چیزونکے سوائے کوئی دوسری چیز نہ اٹھاوے مسلمانون نے ایسا ہی کیا تب بھی ہزار اونٹ کا بوجھ ہوا اللہ تعالے کے فضل و کرم سے سالم و غانم اور منظفر و منصور وہان سے مراجعت کی

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایک لشکر روانہ فرمانا مثنی کی تائید کے لئے ۔ نقل ہے کہ عروہ کو مثنی کے پاس روانہ کیے کے بعد عمر فاروق نے قبائل عرب حاضر ہونیکا حکم فرمایا سو تھوڑے عرصے مین جحاف بن سلیم ازدی اپنے قبیلے سے آٹھسو بھادرون کو اور حصین بن معبد زرارہ نے بنی تمیم سے ہزار دلاور دنکو اور عدی بن حاتم طائی اپنے قبیلے سے ایک جماعت کثیر کو ۔ اور سندر بن حصین نے بنی عبیسہ سے ایک جم غفیر کو ۔ اور انس بن ہلال نے قبیلہ نہر بن قاسط سے ایک بڑی گروہ کو اپنے ہمراہ لے کے حاضر ہوے جب یہ سنے مین ایک فوج عظیم فراہم ہوی امیر المومنین نے جریر بن عبداللہ بجلی کو جو گیاست اور شجاعت کے زیور سے آراستہ تھے اس فوج پر امارت دے کے سواد عراق کی طرف روانہ کیا جریر نے قطع منازل کرکے ثعلبہ مین جا پہنچے اور مثنی بن حارثہ کے لشکر گاہ مین نزول کیا پھر ہر دو لشکر باتفاق وہانسے نکلے اور حیرہ کے ملک مین جاکے دیر مندر کو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا اور لشکریون کو سواد کے اطراف متفرق کرکے غارت و تاراج کرنے کے باب مین مطلق العنان کر دیا جب یہہ خبر مداین مین پہنچی تو ران دخت نے رستم فرخ زاد کے ساتھ ایک روایت سے مہران بن مہرویہ کے ساتھ بارہ ہزار جنگی سپاہ کو دیکے جریر بن عبداللہ کے جنگ پر روانہ کیا جب یہہ خبر لشکر اسلام مین پہنچی اس لشکر کے امیرون نے سپاہ متفرق کو جمع کرکے انتظار کرتے جب مہران حنین کے نواح مین پہنچا جریر بن عبداللہ اپنے لشکر کو ہمراہ لے کے اس کے طرف متوجہ ہوے جب ہر دو فریق باہم ملے مثنی بن حارثہ نے اسلام کے دلاورون کی ایک ٹکڑی لے کے جو لشکر اسلام کے میمنہ پر تھے کافرون کے میسرہ پر حملہ کرکے جنگ آغاز کیا پھر لشکر عجم کے سپاہ بھی بڑے سخت حملے کئے پہلے بار لشکر اسلام کے قدم پھسل گئے مثنی بن حارثہ

سے بیقرار ہو کے ایک ندا کی کہ ای مسلمانون صف میدان سے پاؤن نہ پھسلاؤ تم سب میرے پاس آؤ مین
مثنی بن حارثہ ہون اس ندا سے مجاہدون کو ایک تقویت حاصل ہوی اسیوقت ان کے جھنڈے کے پاس
جمع آئے اور لشکر اسلام کے میسرہ پر جو لوگ تھے عدی بن حاتم نے انکو کافرون کے جنگ پر تحریص دینے لگے
اور جریر بن عبد اللہ نے لشکر اسلام کے بیچون بیچ کھڑا رہکے سب غازیونکو تقویت دی سب لشکر جنبش مین آیا
اور بڑی جوانمردی کے ساتھ شمشیر سے جنگ کرنے لگا کافرونکا سردار مہران جو تیر چلانے مین اور شمشیر سے
جنگ کرنے مین شہیر آفاق تھا اور اس جنگ مین بہت ہی جدوجہد کر رہا تھا لشکر اسلام سے سندر بن حسان
نے جب اس پر نیزہ چلایا اسکے گھوڑے سے زمین پر گر پڑا جریر بن عبد اللہ نے اسکا سر کاٹا جب لشکر عجم کے سپاہیون
نے دیکھا کہ اپنا سردار معرکہ مین سر کٹا ہوا پڑا ہے سب کے سب بزدل ہو گئے اور انکے لشکر مین تزلزل مچگیا
سب کے سب بھاگنے لگے لشکر اسلام سے عبد اللہ بن سلیم ازدی اور عروہ بن زید طائی نے انکا پیچھا کر کے بعضونکو
قتل کر دیا اور بعضون کو اسیر کیا اور ان کی ایک جماعت اقتان وخیزان مداین کی طرف بھاگ گئی جب مہران
اور فارس کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اہل اسلام نے عراق عرب کے شہرونکو غارت اور تاراج کرنے پر
کمر باندھی بہت سا مال ومتاع اور سبایا ہاتھ آئے اس اثنار مین جنین والون سے بعضون نے مثنی کی خدمت
مین عرض کی کہ ہماری ولایت کے قریب جو ایک قریہ کہ جس کا نام بغداد ہے ہر مہینے مین ایکروز وہان بہت سے
کفار جمع ہوتے ہین اور بہت سے تجار بھی خرید وفروخت کے لئے آتے ہین اگر لشکر اسلام اسکے غارت پر جاتا
ہو تو چوطرف کے لوگون کے دلونمین مسلمانونکا بڑا رعب پڑ جاویگا مثنی یہہ بات قبول کر کے اپنے لشکر سمیت
انبار کی طرف روانہ ہوے اور اس سرزمین مین جو ایک قلعہ تھا اسکا محاصرہ کیا جب اس قلعہ کا حاکم عاجز ہوا
اس کو امان دیکے بلوایا جب اس نے مثنی کی خدمت مین آیا بازار بغداد کو غارت کرنے کا ارادہ اس سے ظاہر کیا
فرمایا کہ چند راہ دکھلانے والونکو ہمارے ساتھ کیجئے اور فرات پر ایک پل باندھ دیجئے اسنے یہہ ہر دو بات قبول
کین راہ دکھلانے والون کو ہمراہ دیا اور فرات پر پل بھی بندھوایا پس مثنی قطع مسافت کر کے جب اس بازار
مین پہنچے تاخت وتاراج شروع کیا فارس اور اہواز اور خوزستان اور دوسرے شہرون کے کفار جو جمع آئے
تھے بھاگنے لگے اس قدر نقد وجنس سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا کہ جسکا حساب ممکن نہ تھا اور اس بازار سے بھاگے
ہوے لوگون نے مداین مین جاکے کسریٰ کی دختر سے جو اسوقت تخت نشین تھی فریاد کی پھر اس اثنا مین دوسری
خبر پہنچی کہ مویدبن قطبہ اور عطیہ بن غزوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر بہت سے شہرونکو جو سلاطین عجم

کے علاقے مین تھے اپنے قبضہ تصرف مین لائے ہین یہ خبر سنتے ہی فارس کے امیرون اور عمدگون کے دلون
مین بڑی دہشت بیٹھ گئی کسریٰ کی بیٹی نے رستم فرخ زاد کو حکم کیا کہ ایک لشکر ہمراہ لیکے جلد نکلے اور لشکر عرب سے
بدلہ لیوے رستم کو یہہ بات پسند نہ آئی عجم کے ارکان دولت سے پوشیدہ کہنے لگا کہ ہمارے مملکت مین یہہ اختلاف
و پریشانی رو دئی ہے اسکا سبب یہی ہی کہ ہماری زمام اختیار ایک عورت کے ہاتھ مین ہی ؎ شکر ہی نہ ماند و نہ ان
خاندان ؛ کہ بانگ خروس آمد از پاکیان ؛ یہہ بات سب فارس کے عمدگون نے پسند کی اور سب نے اس بات پر اتفاق
کئے پروین کی اولاد سے کسی کو دھونڈ کے تخت پر بٹھلاوین بہت جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ شہریار کا بیٹا یزدجرد اصطخر
مین حکومت ستفکر روزگار بسر لیجاتا ہی لیں بہت جلدی سے اس کو بلوایا جب اس نے قطع منازل کرکے مداین پہنچا
اسکو نوشیروان کے تخت پر بٹھلائے جب ہجرت سے پندرھوان سال شروع ہوا سعد بن ابی وقاص نے قادسیہ
کی طرف روانہ ہوے اور امیر المومنین عمر ان کے پیچھے بالتواتر مدد روانہ کرتے تھے از انجملہ مغیرہ بن شعبہ کے چہار سو
مرد نامدار کو دیکے بھیجا اور طلحہ بن خویلد اسدی کے آٹھ سو پیادہ اور سوار۔ اور عمر بن سعد کرب کے ہمراہ ہاشم اور حکم
بن عمرو کے ہمراہ چہار سو سپاہی اسیطرح ہر قبیلہ سے جو جماعت کے مدینہ مین فراہم آتی تھی حضرت عمر فی الحقیقت
روانہ کرتے تھے۔ اور ابو عبیدہ بن الجراح کو نامہ لکھا کہ ہزار سوار جو شجیعون مین نامدار ہون عراق کی طرف روانہ
کرین۔ اور ایک لشکر جو خالد کے ساتھ عراق سے روم کی طرف آیا تھا اس کو بھی اپنی فوج سے جدا کرکے ہاشم بن عتبہ
بن ابی وقاص کو جو سعد کے برادر زادہ تھا اس فوج کی امارت دیکے روم سے عراق کی طرف انکی مدد پر بھیجدین اور
حضرت عمر بھی اکثر شجیعون اور فصیحون اور بلیغون اور مدبرون کو ہر قبیلے سے روانہ فرماتے تھے سعد بن ابی
وقاص ایسا بڑا لشکر لے کے قادسیہ کیطرف متوجہ ہونے کی خبر جب یزدجرد کو پہنچی حکم کیا ایک بڑا لشکر جمع ہووے
عرصہ قلیل مین ایسے خلق کثیر جمع آئے کہ شہر اور بیابان انہین سے بھر گیا جب ایسا لشکر عظیم جمع ہوا یزدجرد نے
دیکھہ کے بڑی خوشی کی اور رستم فرخ زاد کو اسپر امارت دی اور حکم کیا کہ مدت مدید و آوان بعید سے جو خزانے
مداین مین مدفون تھے اسکو کھولدین جب وہ خزانے کھولدئے سب لشکریونکو ان کے حسب مراتب انعام دیا
اور سواد عراق کے اہالی اور موالی کو اس مضمون کے خطوط روانہ کیا کہ تمہارے سے ہر شخص جسقدر کہ قوت رکھتا ہو
اعراب کی تباہی مین مصروف کرے اس باب مین ہرگز سستی روا نہ رکھے جب یہہ خطوط سواد عراق کے لوگونکو
پہنچے وے اپنے دہقانیون اور عزیزونکو اسباب مین دلیر کردئے اور وے دغابازون نے ہر جگہہ دغا اور فریب سے
مسلمانون کے قتل مین ہاتھہ دراز کیا دن بدن اہل عجم کا کام قوت پکڑنے لگا اور سپاہ عرب مین ایک ضعف

آگیا تب جریر بن عبداللہ اور مثنی بن حارثہ نے ایک قاصد کو مدینہ کیطرف بھیجا اور سب حالتین حضرت فاروق اعظم کی خدمت مین ظاہر کین جب وہ قاصد نے مدینہ آیا امیر المومنین عمر فاروق مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوے تھے وہ قاصد نے مدینہ سے امیر المومنین کے پاس جاکے جب یہ نہرد و امیر کا عریضہ پہنچایا حضرت عمر انکا جواب اس مضمون سے تحریر فرمایا کہ تمہارا مکتوب جو روانہ کئے تھے پہنچا اور وہان کے سب حالات سے مطلع کیا۔ انشاء اللہ تعالی جب مین مکہ معظمہ سے مراجعت کرونگا تمہاری اعانت کیلئے بضرور دلاوران اسلام کی ایک جماعت کو بھیجونگا غرض جب حضرت عمر نے داخل مکہ ہوے اور مناسک حج سے فراغت حاصل کی بہت جلدی سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی اور کفار عجم کے جنگ وجدال کے باب مین مشورت کی کہ آپ ہی ایک لشکر لے کے مداین کی طرف جانا مناسب ہے یا کسی شخص کو جو شجاعت وجوانمردی مین نامور ہی روانہ کرین حضرت عباس اور حضرت علی مرتضی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم جو ہر باب مین انجام کار کو سوچتے تھے یہی تدبیر ٹھہرائے کہ امیر المومنین آپ تشریف نہ لیجاوین بلکہ دوسرے کسی کارآزما کو روانہ فرماوین پس انہین کے راے کے موافق سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو سب افواج اسلام کی امارت دیکے ایک لشکر جرار کے ساتھ مداین کیطرف روانہ کیا اور حضرت عمر نے رخصت کے وقت سعد کو یہ نصیحتین کین کہ جس منزل مین تم پہنچوگے اور جس منزل سے آگے بڑوگے وہان کی حقیقت حال سے مجھے اعلام کیجئے۔ اور جب تم قادسیہ پہنچوگے اسی جگہہ کو اپنا لشکر گاہ ٹھہرائے۔ القصہ سعد نے یہہ وصیتین قبول کرکے تیس ہزار غازیان اسلام کے ساتھہ منزلین طے کرکے قادسیہ مین نزول فرمایا اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ جو اسی نواح مین بعضے شہرون پر حکومت رکھتے تھے سعد بن وقاص کی روانگی کے بعد حضرت عمر نے ان کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ مین نے سعد بن وقاص کو مداین کیطرف بھیجا ہے تم بھی انکی تابعداری کرو یہہ نامہ پہنچتے ہی ابو موسی اشعری نے مغیرہ بن شعبہ کے ساتھہ ہزار اور قیس بن ہبیرہ کے ساتھہ ہزار سپاہ کو دیکے قادسیہ کیطرف روانہ کیا کہتے ہین کہ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور اشعث بن قیس اور ملک اشتر قیس کے ہی ہمراہ تھے۔ **نقل** ہے کہ سعد بن وقاص کے لشکر مین اصحاب بدر سے انیس صحابی داخل تھے مکہ کی فتح کے دن جو صحابہ نامدار و شجیعان بادوقار حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت تھے اُن سے تین سو اصحاب اور اولاد اصحاب رضی اللہ عنہم سے نو سو جوانمرد حاضر تھے۔ کہتے ہین کہ سعد بن وقاص قادسیہ کو پہنچنے کے آگے مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اس جہان فانی سے طرف عالم باقی رحلت کی تھی ان کی بی بی کا نام جو سلمی تھا جب عدت کے ایام گذر چکے سعد بن وقاص نے اس بی بی کو اپنے نکاح مین لایا۔ القصہ لشکر اسلام

قادسیہ مین نزول کیا ہو سو خبر یزدجرد پہنچتے ہی اس نے سعد بن وقاص کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا اور یہہ التماس کی کہ اپنے لشکر کے اعیان ارکان سے چند شخص کو مداین کی طرف روانہ کرے تا انسے ہم کلام ہووے سعد نے اس گذارش کو قبول کر کے اپنے لشکر سے نعمان بن مقرن اور حنظلہ بن ربیع اور عدی بن سہل اور عطارد بن الحجاب واشتہ بن قیس رعاہم بن عمرو وغیرہ بن شعبہ وعمرو بن معدیکرب اور کئی عمدہ گونکو مداین کیطرف روانہ کیا - وے اشراف عرب بہتر عربی گھوڑون پر چڑھے ہوے بروہاے یمانی اوڑھے ہوے اور باریک تازیانے اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے اور بھڑ انتین اپنے پاؤن مین پھنسے ہوے کسریٰ کی ٹھاڑی کے پاس پہنچے - یزدجرد ان کو باریابی کی پروانگی دیکے اپنے دربار مین بلوایا اور عزت اکرام سے بٹھلایا اور ترجمہ کو بلوایا - کہتے ہین کہ خود یزدجرد بھی عربی زبان جانتا تھا - سو اس جماعت کے طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ ای جماعت عرب تم ہمارے ملک مین آکے اور ہمارے جنگ پر اقدام کرنے پر تم کو کیا چیز باعث ہوی - شاید کہ ہم نے جو تمہارے لیے تغافل اور تساہل کی ہے تم اسلئے ہم پر دلیر ہوے - مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ ای بادشاہ ہم نے ایکمدت شرک وضلالت اور جہالت و غباوت مین سرگردان تھے - اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت وعنایت سے ہمارے مے ہی ایک پیغمبر جلیل القدر کو جو ہمارے مین والانسب عالی حسب اور بہت ہی معزز ومکرم تھے مبعوث کیا وہ پیغمبر نے اللہ تعالیٰ کو ایک جانے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نکرنے پر ہم کو دعوت کی اور نماز وروزہ اور حج وزکوۃ اور کفار کے ساتھ جہاد اور پاک اخلاق اور نیک اطوار کا حکم کیا اور برے عقیدے اور بداخلاق اور برے اعمال وافعال سے منع فرمایا اور اپنی پیغمبری پر معجزات مین اور دلائل روشن بتلاے سو ہم کو علم الیقین حاصل ہو کہ آپ رسول مطلق اور پیغمبر برحق ہین - اور آپ نے جو دین متین لایا ہی وہی دین سچا اور برحق ہے اور ہم نے آگے جس راہ پر تھے وہ راہ باطل اور گمراہی اور آخرت مین عذاب وعقاب کی موجب تھی - پس ہم نے اس پیغمبر برحق پر ایمان لایا اور انکا دین متین اور ان کے احکام شرع مبین جان ودل سے قبول کئے - اب وہ پیغمبر گرامی قدر نے دنیا سے رحلت کی اور بحق اعلیٰ کی مصاحبت اختیار کی اور ہم کو وصیت فرمائی کہ خلق کو دین اسلام اور شریعت محمدی کے احکام کیطرف دعوت کرین تا لوگ عذاب دوزخ سے نجات پاکے جنت ماوا کی مستحق ہووین - سو ہم نے آپکی وصیت پر کمر باندہی عرب کے اطراف ونواحی مین جو لوگ تھے ان کو دعوت کی وے قبول کر کے سعید دارین ہوے - اور جنہون نے قبول نکیا ہم ان پر تلوار باندہی بعضے مقتول ہوے اور بعضے جزیہ دینا قبول کیا سو ہم اب اسلئے یہان آئے ہین کہ اس دین حق کی طرف دعوت کرین - اور تجھے سیدہی راہ بتلاوین - یزدجرد نے جب یہ باتین سنی کہنے لگا کہ ای گروہ عرب مین

نہین جانتا ہون کہ روم زمین پر کوی قوم تمھارے سے زیادہ ذلیل اور حقیر ہو - اور تم بہت ہی رنج و محنت
اور افلاس و مشقت مین رہتے تھے اور ہمارے پاس بہت خوار و ذلیل تھے - جب تمہارے سے تھوڑے لوگ
تجارت کے لئے اور تھوڑے سفارت کے وسیلے سے ہمارے ملک مین آنے جانے لگے اور ہمارے ملک کے
لذیذ کھانے اور آب شیرین نوش کرنے لگے سو اب تمکو یہہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارے سے مقابلہ کرین اور جنگ کر کے ہمارا
ملک چھین لین مین سمجھتا ہون کہ تمھاری تنگی اور بے برگی تم کو اسبات پر لے آئی ہے - اب وہی بہتر ہے کہ تم اپنے
ملک کی طرف چلے جاوین - مین حکم کرتا ہون کہ گیہون اور کھجور جس قدر تم چاہین تمہارے اونٹون پر لاد دین
اور تمہارے سرداروں اور عزت مندون کو لباس فاخرہ پہناوین اور عزت اکرام کے ساتھ روانہ کرین اور
تمہارے پر ایسے شخص کو حکومت دونگا کہ وہ عدل و انصاف کی بڑی رعایت کرے اور نرمی و ملایمت سے
موصوف رہے - مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ای بادشاہ اگر تیرا یہہ گمان ہے کہ تو ہمارے بہ نسبت ایسی باتین کرنے سے
ہم کو کچھ عیب لگے تیرا یہہ گمان بیشک خطا پر ہے کیونکہ ہماری قابلیت کا تو یہہ حال ہے کہ اَلْاِسْلَامُ یَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ
کے سکے سے بڑی رونق اور زینت رکھتا ہے یعنے اسلام کی زینت اور ایمان کی عزت جاہلیت کی عیوب اور ذلت
کو نابود کر دیتی ہے ؎ سنگ بدگوہر اگر کاسہ زرین شکند ۔ قیمت سنگ نہ افزاید و زر کم نشود ۔
جو مشقتین کہ تو نے کھی ہم دیکھے ہین اور اقسام کی مصیبتین کھینچے ہین بلکہ ہمارے مین بڑا فاضل وہی تھا جو اپنے
چچیرا بھائی کو قتل کرے اور اسکا مال لوٹ لے اور ہم مردار کھاتے خون اور ہاڑ کو مباح جان کے اپنے استعمال
مین لاتے تھے ہمارا حال ایسا ہی تھا یہانتک کہ حق سبحانہ تعالی نے اس پیغمبر دین پرور کو ہمارے سے ہی
مبعوث کیا اور ہمارے پر بڑی منت رکھی اور بڑی عزت و حرمت دی اور ہم اس رسول مقبول پر ایمان لائے
اور اس نے ہم کو حکم کیا کہ کفار و مشرکین کے ساتھ جہاد کرین اور ہم کو بشارت دی کہ ہمارے سے جس نے کفار کے
جنگ مین شہادت پاوے تو وہ بیوقت داخل جنت ہوگا اور بہشت کی نعمتون سے ہمیشہ محظوظ رہیگا
اور جس نے زندہ رہیگا وہ دین کے دشمنون پر غالب ہوگا اور وہ پیغمبر برحق اور مخبر صادق نے ہم کو یہہ بھی خبر
دی ہے کہ فلان فلان ملک تمھارے ہاتھ پر فتح ہو دین گے اور اس کے خزانے اور دفینے مسلمانون مین
قسمت پاوین گے سو تیرا ملک اور اسکی مہاڑیان اور خزانے بھی اسمین داخل ہین اب ہم تجھکو دعوت کرتے
ہین کہ تو خدا و رسول پر ایمان لا اور یہہ دین متین قبول کرے اور تیرے آبا و اجداد جس رہ پر تھے اس کی
قباحت سے آگاہ ہو جاوے جب تو ایمان سے مشرف ہوگا و [illegible]

تیرا ملک تجھی پر بحال رہیگا کوئی تیرے بے اجازت تیرے ملک مین آئیگا اور تو زکواۃ اور عشر اور خراج دیا کرے اور اگر تو ایمان نہین لاتا ہی تو ذلت وخواری کے ساتھ جزیہ دیجئے تب ہم تیرے خون اور مال کے ساتھ تعرض نکرینگے اگر تو جزیہ بھی دینا نہین قبول کرتا ہے تو جنگ پر تیار ہو جا ہم تیرے ساتھ قتال کرین گے انشاءاللہ تعالےٰ ہمارے اور تیرے درمیان حکم کرے - جب یزدجرد نے یہ باتین سنی اپنے تکبر اور نخوت سے بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ مین تم پر رحم کیا تھا اور چھتا تھا کہ تم کو اناج اور لباس دے کے عزت واکرام کے ساتھ روانہ کرون لاکن تم نے کلام مین جب ایسی حسارت کی اور بے ادبی سے پیش آیا اب وہ رحم میرے دل سے جاتا رہا اگر بادشاہون مین رسم ایلچی کو قتل کرنا درست ہوتا مین تم کو قتل کروا تا اب تمہارے واسطے میرے نزدیک سوائے خاک کے اور کچھ نہین پس حکم کیا کہ ایک زنبیل مین خاک بھر کے لے آوے اور گروہ عرب کے عمدگون سے کسی کے سر پر رکھے اسکا غلام نے ویسا ہی جب خاک لے آئی عاصم بن عمیر تمیمی جلد اٹھے اور وہ خاک کی زنبیل اس کے ہاتھ سے لے کے اپنے کھندے پر رکھی پس سب اکابر عرب یزدجرد کی مجلس سے اٹھ کے چلدئے - عاصم نے راہ مین کہتے تھے کہ اے گروہ عجم تم نے ایسا کام کیا کہ اپنے ملک کی خاک ہمارے حوالے کردی - انشاءاللہ تعالےٰ اب قریب ہی کہ ہم تمہارے پر فتحیاب ہون گے اور تمہارے ولایت کی خاک تو برے مین ڈال کے ہم دیار عرب مین لیجائینگے - القصہ جب یزدجرد کی مجلس سے نکلے اور سعد بن ابی وقاص کیخدمت مین آپہنچے سب ماجرا اظہار کیا - وہ خاک کا قصہ سنکے سعد نے بہت خوش ہوگئے اس سے اقبال کی فال لی اور کہا واللہ ہنوز نے اپنی اقلیم کی کیلیان ہمارے حوالے کردین کیونکہ خیرات کی مرکز اور برکات منشا خاک ہی ہی قرآن مجید مین ارشاد ہوا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا کہتے ہین کہ سعد بن ابی وقاص نے ولایت عجم کے اطراف ونواحی مین اپنے لشکر کی ٹکڑیان روانہ کرتے تھے اور وے غارت کرکے لاتے تھے - اگرچہ لشکر اسلام مین سب چیزین وافر تھین - لاکن گوشت میسر نہین آتا تھا کیونکہ اس ملک والون نے اپنے جانورون کو پہاڑون مین رکھے کے نگہبانی کرتے تھے اور لشکر اسلام کے غازیونکو جہاد کا کام درپیش رہنے سے اپنے اونٹون کو نحر نہین کرتے - نقل ہے کہ لشکر اسلام کی ایک جماعت جو غارت کے لئے نکلی تھی راہ مین بیشمار شکاریونکو دیکھی کہ دوسو خروار ہانکے لیجاتے ہین انکو پھیر کے اپنے لشکر گاہ مین لے آیا اور چند روز وہی میرا کام آئی - اس ایام کو ایام صیاد کہتے ہین - اور عاصم نے ایک ٹکڑی اپنے ساتھ لے کے گاؤ اور گوسفند ونکی تلاش مین نکلے تھے سو ناگاہ ایک بیابان مین پہنچے وہان کفار کی ایک فوج اتری تھی ان سے پوچھا کہ بکرے اور بیلون سے تم کچھ خبر رکھتے ہو وے کہے کہ نہین - تب ایک گائی جو اس بیابان مین چر رہی تھی فصیح زبان سے کہنے لگی کہ یہ دشمن خدا

جھوٹ کہتا ہے کہ گائیون اور بکرونکا ایک بڑا مندہ اس جنگل مین آیا ہے - تب عاصم نے اس مندے کو ہانک کے
اپنے لشکر گاہ مین پہنچایا - سو چند روز اس مین گذر گئے - اس ایام کو ایام بقری کہتے ہین - **نقل** ہے کہ یزدجرد نے
رستم فرخزاد کو لشکر عرب سے جنگ کرنے کے باب مین بہت ہی تحریص دیتا اور ایک لشکر جرار اماده کرنے مین
بہت ہی مبالغہ کرتا تھا - رستم نے علم نجوم اور کہانت کے فن مین بڑی مہارت رکھتا تھا اوضاع فلکی اور تاثیرات
کواکب سے یہ بات جانتا تھا کہ اندنون عرب کی دولت وسعادت اور عجم کی نکبت اور ہلاکت مقرر ہے اسواسطے اس
باب مین سستی اور دیری کرتا تھا اہل عجم کے نحوست سعادت سے بدلجا وے اور عرب بزکبت کے ایام آوے
نہین سمجھا تھا کہ تقدیر ربانی کے آگے تدبیر انسانی کچھ کام نہین آتی قال اللہ تعالی اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءً
فَلَا مَرَدَّ لَہٗ اور وہ عجب نادان تھا کہ اعلام اسلام کی بلندی اور شریعت سید انام کی ترقی اور فتحمندی جو تائید غیبی
اور نصرت لاریبی ہوا کرتی ہے اور لحظہ بہ لحظہ غلبہ یا رہی ہے ستارگون کی اتصالات سے اسکے زوال پر استدلال
کرتا تھا **شعر** لَا رَقْبَ النَّجْمِ فِیْ اَمْرٍ یُجَادِلُہٗ ۔ فَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَلَا حَوْلَ ۔ وَمَعَ السَّعَادَۃِ مَا لِلنُّجُوْمِ مِنْ
اَثَرٍ فَلَا یَضُرُّکَ مَنْ رَمَی بِکَ لَا تَحِلْ ۔ دل بحق بند کہ زود یا بر شد چرخ و نجوم ۔ ہیچ عاقل نہ نہند دل بحروف تقویم ۔ بندہ آنست
شود تابع فرمان خدا ۔ ورد و ریش ہمی ۔ داشت اول کلمہ فرعون و شبان بود و کلیم ۔ ہر کہ را طبع سلیم است کند فہم سخن ۔
ہمہ را انجش خدایا بکرم طبع سلیم ۔ القصہ یزدجرد نے رستم فرخ زاد کے ساتھ ایک لاکھ پچیس ہزار نیزہ دار اور خنجر گذار
سپاہ ہونکو وے کے لشکر عرب پر روانہ کیا - رستم نے کئی منزلین طی کین ناگاہ ایک منزل مین سعد بن ابی وقاص
کے لشکر سے ایک سپاہی کو لشکر رستم کے میسرہ والون نے پکڑ لایا رستم نے اس سے پوچھا کہ اس ملک مین آنے
کے لئے تمکو کیا چیز باعث ہوئی وہ عربی نے جواب دیا کہ اللہ تعالی نے ہمارے پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کی زبان
فیض ترجمان سے ہمکو وعدہ دیا ہے کہ تمہاری دولت اور حکومت ہمارے ہاتھ آئیگی اور تمہارے عیال و اطفال
ہمارے اسیر ہوین گے اور تمہارے خزانے مسلمانون پر تقسیم پاوینگے - اگر تم اسلام قبول کرین تمہاری
مملکت تم پر ہی بحال رہیگی والا بعد سب باتین بلاشک واقع ہوین گے یہ رستم نے پوچھا ہے سب باتین حاصل
ہونے کے آگے تم ہی مارے جاوین تو کیونکر ہوگا - وہ عربی نے جواب دیا کہ ہمارے جسنے تمہارے ہاتھ سے
مارا جائیگا وہ داخل جنت ہوگا اور ہمیشہ راحت و آرام مین رہیگا اور ہمارے سے جو لوگ باقی رہینگے اللہ تعالی
یہہ وعدہ ان کے حق مین وفا فرماویگا ہم کو اسبات پر یقین کلی حاصل ہے - یہہ بات سنتے ہی اس ملعون کی
آتش غضب شعلہ مارنے لگی اسیوقت اس مرد عربی کو قتل کروایا جب وہان سے کوچ کرکے آگے چلا ایک

قریئے کے نزدیک اپنے لشکر کو اترنے کا حکم کیا اس کے لشکریون نے آجگہ بڑا ظلم و فساد آغاز کیا لوگون کا مال لوٹنے اور ان کے عورت بچون کو قتل کرنے مین اپنے ظلم کا ہاتھ دراز کیا اور طرح طرح کے فسق و فجور مین مشغول ہوئے تب اس ملک کے لوگون نے رستم فرخ زاد کے پاس فریاد لاے اسنے ان کی فریاد سنکے ناخوش ہوا اور اپنے لشکر کے عمدگون کو جمع کرکے غصہ کرنے لگا کہ ای گروہ فارس و اسپہ سالار عجم تم نے جو کام کیا نہایت راست باتین بھتین کہ یہہ تمارے برے اعمال ہین تمکو خوار و ذلیل کرینگے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ لشکر عرب باوجودیکہ اس ملک والون سے جنگ و قتال کرنیکے لئے آیا ہی لیکن انسے کسی نے رعایا پر ایسا ظلم و ستم نہین کرتا ہی جو تم نے کیا اسکے آگے تم نے جب تک عدل و انصاف رکھتے تھے اللہ تعالی تمہارے دشمنون پر تم کو نصرت دیتا تھا اور تمہارے ملک مین تم کو مرتبہ بحال رکھا تھا جب تمہاری اچھی اوصاف بدل گئی اور ظلم و ستم شروع کئے تمہارے ملک و دولت مین بھی خلل آگیا اب مین گمان نہین کرتا ہون کہ تمہارا ملک و اقبال تم پر بحال رہے پس حکم کیا کہ اپنے بعضے لشکر یونکو جو ظلم و ستم کئے تھے حاضر کرین اور انپر سیاست جاری کردین - عجب ہی کہ رستم نے اور ونکے ظلم و ستم کو نا پسند کیا پر اپنے نفس کے جو آپ ظلم کرتا تھا اور دین حق نہ قبول کرکے بڑے اعمال کا مرتکب ہوا تھا اسکو برا نہین جانا غرض جب اس مقام سے کوچ کرکے دوسری منزل مین جا اترا اسی شب یہہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ زمین پر اترا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسکے ہمراہ ہین وہ فرشتہ نے اہل فارس کے ہتھیار چھین لے کے حضرت کے ہاتھ دیتا ہی اور حضرت نے وے ہتھیار عمر فاروق کے تحویل کرتے ہین رستم جب خواب سے بیدار ہوا نہایت ملول و بیقرار ہوگیا - آخر طوعا و کرہا آگے بڑھا جب دیر اعور پر پہنچا وہین نزول کیا اور اسی کو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا کیونکہ وہان سے لشکر اسلام تھوڑی مسافت پر تھا جب سعد بن ابی وقاص کو یہہ خبر پہنچی طلحہ بن خویلد کے ہمراہ عرب کے دلاورون کی ایک ٹکڑی دیکے لشکر کفار کی خبر لینیکے لئے روانہ کیا وہ ٹکڑی قطع مسافت کرکے جب یہان تک پہونچی کہ کافرون کا لشکر نظر آنے لگا طلحہ کے رفیقون نے کہا کہ اسی مقام سے پھر جاوین طلحہ کہنے لگے کہ مین البتہ لشکر عجم تک جاکے ان کے حالات سے آگاہ ہونا چاہتا ہون رفیقون نے کہنے لگے کہ یہہ بات مناسب نہین ہی طلحہ نے جواب دیا کہ تم خوف کھائے ہو جہان سے چاہتے ہو پھر جاؤ یہہ بات سنکے وہ جماعت وہین سے پھر گئی - طلحہ وہین ٹھہرے جب رات آئی تن تنہا لشکر عجم مین داخل ہوکے گشت کرنے لگے اور عمدگان فارس کے دو منکل خیمون کے طنابے کاٹ کے گرادئے اور ایک شخص جو عجم کے بڑے شجیعون سے تھا اس کو ہزار مرد کے مقابلے مین جانتے تھے اس نے اپنے گھوڑے کو اپنے نزدیک باندھکے سو گیا تھا - طلحہ اپنے گھوڑے سے

اترے اور اس کے گھوڑے کو کھول کے اسکا باگ ڈور اپنے گھوڑے کے شکار بند سے باندھکے پھر اپنے گھوڑے پر
سوار ہوکے لشکر عجم سے باہر آئے جب اچھی طرح ہوشیار ہوکے دیکھا کہ اپنا گھوڑا نہین ہے تعجب ہوا دوسرے ایک اسپ
بادرفتار پر سوار ہوا اور چند سپاہیونکو اپنے ہمراہ لے کے نکلا جب رات گذر گئی - طلوع فجر کے بعد اثنائے راہ مین
اسنے ملا - طلحہ نے تن تنہا بڑی جوانمردی سے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور تلوار کی ایک ایک ضرب سے اس پہلوان
عجم کو جہنم کی طرف روانہ کیا - دوسرے نے جو اسکے ہمراہ تھا مقابلہ کیا اسکو بھی قتل کر دیا - تیسرا سوار جب مقابلہ
مین آیا اسپر بھی غالب ہوے لاکن اسکے قتل سے ہاتھ رکھ کے اسکو اپنا ردیف بنا کے اپنے لشکر گاہ کی طرف
چلدئے - جب اہل اسلام نظر کئے کہ طلحہ سالم و غانم آرہے ہین بہت خوش ہوے اور بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے
جب اپنے اسیر کو ساتھ لئے ہوے سعد بن ابی وقاص کے حضور مین پہنچے سعد نے دشمنون کے لشکر کا احوال دریافت
کیا تو طلحہ نے اپنے اسیر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ میرے سے زیادہ جانتا ہے تب ایک ترجمہ کو بلاکے لشکر عجم کی اخبار اس سے
استفسار کی اس نے کہنے لگا کہ پہلے اس پہلوان کی شجاعت لینے طلحہ کی دلاوری سے ایک شمہ بیان کرتا ہون
پھر لشکر عجم کا جو احوال تم پوچھتے ہو کہہ دیتا ہون جانئے کہ میری ابتدا رجوانی سے اب تک بہت سے پہلوان کو
دیکھا ہون اور جدال و قتال مین بہت سے دلاورون کے ساتھ مقابلہ کیا ہون اور کتب و تواریخ سے بھی بہت سے
جوانمردون کے قصص و حکایات دیکھا اور سنا ہون پر ایسے بہادر کا کہین نظیر نہین اگرچہ لشکر عجم کا تعداد ہزار
سے زیادہ ہے لاکن آج کی شب تن تنہا یہ جوانمرد نے ویسے انبوہ لشکر مین داخل ہوا اور اسکی بلند ہمت اور
جوان مردی کی غیرت نہین چاہی کہ جیسا لشکر مین آیا تھا ویسا نکلجاوے بلکہ اس لشکریون کے خیمون کے طنابے
کاٹ کے ان کے سر پر گرایا اور اس لشکر کا ایک اسپ بادرفتار کھول لیکے بلا دغدغہ لشکر سے نکل گیا اور اس لشکر
کے دو پہلوان جو ہر ایک ہزار مرد کے مقابل تھا اثنائے راہ مین آکے اس پہلوان عالی شان سے مقابلہ کئے تن تنہا
ہر دو کو زمین پر گرا کے تہ تیغ کیا اور مین بھی ایسا پہلوان ہون کہ لشکر عجم مین میرا نظیر نہین سو مجھکو بھی میرے ہاتھ
گردن پر باندھکے اسیر کیا ہزار ہزار آفرین ہو اسکی جوانمردی پر - پھر لشکر عجم کی سب حالتین تفصیل کے ساتھ گذارش
کین اور اسیوقت اسلام سے مشرف ہوا سعد بن ابی وقاص نے اسکا نام مسلم رکھا اور قادسیہ کے جنگ مین اس سے
جوان مردی کے عجب کرشمے ظاہر ہوے - القصہ رستم فرخ زاد جنگ پر اقدام کرنے سے اندیشناک تھا اور ہر منزل
مین چند روز توقف کرتا تھا - چنانچہ منقول ہے کہ اس نے مداین سے نکل کر قادسیہ تک چار مہینے منقضی ہوے
اس کے تاخیر کرنیکا بھی سبب تھا کہ شاید لشکر اسلام مصالحت پر راضی ہوکے اپنے ملک کیطرف مراجعت کرے

اور اہل عجم کے طالع کی نحوست سعادت سے مبدل ہو دے اور ہر روز کئی قاصد کو لشکر اسلام مین بھیجکے صلح کی سلسلہ جنبانی کرتا اور لشکر اسلام سے بھی چند اشخاص کو بلوا کے اس باہمین ہمکلام ہوتا تھا - سعد بن ابی وقاص نے کبھی ایک جماعت کو اور کبھی ایکہی شخص کو روانہ فرماتے تھے اور وہی سوال و جواب ہوتا جو یزدجرد کے ساتھ ہوا تھا جب کسی صورت سے بھی صلح کی صورت نہ ٹھہری رستم نے چڑ گیا اور کمال نخوت سے کہنے لگا کہ کل مین عجم کے شیرون کو حکم کرونگا تا ایسا جنگ کرین کہ عرب کے سرکشون کے سر فوجکو گوئے چوگان کے مانند میدان مین منتشر کردین تا انکو پھر عجم کے ساتھ جنگ کرنے کی ہوس باقی نرہے اور اسیوقت حکم کیا کہ سب اہل لشکر مٹی اور پتھر اینٹ اور لکڑی چوطرف سے جمع کرکے بڑی جلدی سے نہر عتیق پر ایک پل باندھکے دین اور اسی شب واقعہ مین دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتے نے اُترا اور لشکر عجم مین جتنے کمانین تھین چھین لیکے اسپر مہر کی اور آسمان پر لے گیا علی الصباح یہہ خواب اپنے مصاحبون سے ظاہر کیا اور اس خواب کی بڑی دہشت اسکے دل مین جاگیر ہوی لاکن جب سوائے مقابلہ کے چارہ نرہا - آخر چار و ناچار جنگ پر تیار ہوا - **قادسیہ کا جنگ** - نقل ہے کہ اس رستم فرخ زاد نے ایک بیش قیمت بکتر پہنا ہوا اور ایک زرا ندود خود سر پر رکھا ہوا اور ایک شمشیر یمانی حمائل کیا ہوا نکلا اور حکم کیا کہ ایک اسپ با در فتار حاضر کرو جب گھوڑا لے آئے بغیر رکاب مین پاؤن رکھنے کے جست کرکے اس پر سوار ہوا اور اس وقت اسکی زبان ناپاک پر گذرا کہ کل عرب کے لشکر کو درہم و برہم کردونگا - اس مقام کے حاضرون سے ایک شخص کہنے لگا کہ اللہ تعالی چاہا تو - اس ملعون نے کہا کہ نہ چاہا تو بھی - نعوذ باللہ من ذلک - ؎ ہر آنکہ گیتی گردش بکین اور خواست ۔ بغیر مصلحتش ہیچ کند ایام ۔ کبوتری کہ دگر آشیان نخواہد دید ۔ قضا ہمی بردش تا بسوی دانہ دوام ۔ غرض جب اس پل سے عبور کیا حکم کیا کہ ایک بلند پشتہ پر خیمہ دیکے اس کے سایہ مین اپنا تخت رکھین - اور آپ اس تخت پر بیٹھکے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کرنے لگا - اور چھتیس ہاتی جو اسکے ہمراہ تھے اس سے اٹھارا ہاتھی قلب لشکر مین رکھا - اور کئی صندوق اور تخت ان ہاتیون پر باندھکے تیر اندازونکو انپر بٹھلایا اور باقی ہاتیون کو میمنہ اور میسرہ اور ساقیہ اور کمین گاہ پر مقرر کیا اور یزدجرد حکم کیا تھا کہ اپنی مہاڑی سے لے کے رستم کے لشکر گاہ تک چند چند قدم کے فاصلے پر ایک ایک شخص کھڑا رہے اور رستم کے لشکر مین جو کچھہ گذرتا ہے ایکدوسرے پکار کے کہدیوے تا ہر وقت اس لشکر کا حال اسکو معلوم ہوتا رہے - غرض سعد بن ابی وقاص بھی اپنا لشکر تیار کرکے برسر میدان روانہ کیا لاکن اندنون انہون نے عرق النسا کی بیماری سے بہت عاجز آگئے تھے اسلئے اس میدان مین جو ایک مہاڑی تھی حکم کیا کہ اس پر اپنی مسند بچھاوین اس مسند پر بیٹھکے کمیہ اپنے سینے سے لگائے جوطے ہر دو لشکر کا نظارہ کررہے تھے - نقل ہے کہ سلمی جو ثنی کی زوجہ تھی اور انکی شہادت کے بعد سعد بن

ابی وقاص کے نکاح مین آئی تھی اپنے شوہر کے ساتھ مہاڑی پر بیٹھکے وہ بھی جنگ کا نظارہ کررہی تھی سو افسوس کرکے
کہنے لگی کہ ثمنی سا جوان مرد ایسے ہی روز کے واسطے ضرور تھا سعد بن ابی وقاص نے اپنے غلبہ مرض کے سبب سے جو جنگ
سے مقصر تھے کمال غیرت اور حسرت کے سبب سے اپنے رخسار پر آپ طمانچے مار لیتے تھے - پھر مہاڑی سے نیچے اترکے
اپنے لشکر کے سرداروں کو بلوایا اور اپنے بدن پر جو دمّل نمودہوے تھے اور سینے مین جو درد تھا ان کو بتلاکے اپنا عذر
ظاہر کیا - تا سب کو معلوم ہوجاوے کہ یہہ عذر صحیح ہے پس سرداروں کو یقین ہوگیا کہ انکو اس بیماری کا عذر واقعی ہے
غرض جب گھوڑے پر سوار ہونے سے عاجز تھے - خالد بن عمر قصبہ کو اپنی نیابت دیکے قلب لشکر مین متعین فرمایا لاکن
اس لشکر کے بعضے اوباش انکی نیابت قبول نہ کرکے غوغا کرنے لگے - تب سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ انکو لاکے
اس مہاڑی مین قید کردین - ابو محجن ثقفی بھی انہین قیدیون مین داخل تھا - لاکن صحیح بات یہہ ہے کہ شراب پینے کے
سبب سے اسکو قید کئے تھے - القصہ سعد بن ابی وقاص نے ایک قاصد کی زبانی کہلا بھیجے کہ خالد بن عمر کو مین بھیجا ہون
اور اس کو میرے قایم مقام کیا ہون وہ جو حکم کریگا تم قبول کرو اور نقل ہے کہ اپنے لشکر کے سردار کو بلوا کے بے ثباتی اور
آخرت کے نعمتون کی ہمیشگی اور فارس کے خزانون کی تقسیم مسلمانون مین ہونے کے باب مین جو حضرت سے بشارتین
آئی تھین بیان کین اور یہہ آیتین تلاوت کین اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ
لَهُمُ الْجَنَّةَ ایضاً اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ
اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہہ آیت پڑہی وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ
الصَّالِحُوْنَ اور فرمانے لگے کہ معلوم کیجیو کہ دیار عجم انہین جگہون سے ہے جو اللہ تعالی نے وہ زمین اپنے نیک بندون کو
میراث دینے کا وعدہ کیا ہے - اور جس نے شجاعت کا قدم آگے بڑہایا اور کلمہ اسلام کو بلند کرنے کی نیت خالص رکھیگا
اور یقین جانیگا کہ مجھے شہادت نصیب ہو تو جنت مین ہمیشہ کی نعمتین اور راحتین اور دیدار الٰہی کی کرامتین عنایت
ہونگی اور متاع دنیا کی حرص اپنے دلسے دور کریگا اور محض آخرت سے مقصود رکھیگا تو اللہ تعالی اسکو دنیا و آخرت
ہر دو عنایت فرماویگا - اور یقین جانئے کہ ہر انسان کی پیشانی پر جو کہ لکھا ہو وہی ظہور مین آئیگا اور دیکھئے کہ مدت تین
سال سے ہم اہل عجم کے جنگ پر کمر باندہے ہین - سو آج تم نے جوانمردی کروگے اور شجاعت کا قدم میدان مین رکھوگے
تو امید ہے کہ اللہ تعالی کافرون پر فتح و نصرت دیویگا اور ان کے مال مین تمہارا تصرف جاری ہوویگا اور ہر دو جہان
کی سعادت تمہارے ہاتھ آوے گی اور ہر قوم کے امیر کو فرمایا کہ اپنے تابعون کو بھی نصیحت کرے اور جہاد کی ترغیب و
تحریص دیوے اور جنکو شمشیر مین مہارت ہو ان کو حکم کرین کہ شجاعت انگیزی اور جانبازی مین اشعار دلاویز پڑہین

اور خوش الحان قاریون کو کہدین کہ سورۂ انفال تجوید و ترتیل کے ساتھ تلاوت کرین - غرض جب لشکر کے امیر اس حکم پر عمل پیرا ہوئے اور قاریون نے سورۂ انفال کی تلاوت شروع کی سبحان اللہ اس سورۂ مبارک کے سنتے ہی غازیان اسلام کو ایک ذوق و سرور حاصل ہوا - اور جہاد کا شوق بڑھنے لگا - اور انکی شجاعت اور جوانمردی جوش مارنے لگی - اور شہادت کی تمنا انکو مضطر اور بیقرار کی - جب سورے کی قرات سے فارغ ہوے سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ سب مجاہدین اپنی اپنی جگہہ پر قرار لین - اور اس مبارک ساعت کے منتظر رہین جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرون کے جنگ مین جس ساعت کا انتظار کرتے تھے - یعنے نماز ظہر کا وقت آوے اور جماعت کے ساتھ فرض ادا کرین کیونکہ اسوقت رحمت الہی کا نزول اور نصرت غیبی کا حصول ہی جب وقت آویگا تو مین تکبیر کہونگا تم بھی تکبیر کہو اور جنگ پر آمادہ ہوجاؤ - جب دوسری تکبیر کہونگا تم بھی میری موافقت کرو اور جب تیسری تکبیر کہونگا اپنے جوشن اور بکتر پہنکر درست کرکے اپنے گھوڑونکو آگے بڑہاؤ - اور جب چوتھے بار تکبیر کہونگا تم سب کلمۂ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہو اور دشمن پر حملہ کرو - جانتے کہ ہر دو فریق مین تین رات دن جنگ ہوا چوتھے روز فتح ہوی - ہر روز کا ایک نام ہے - پہلا روز امارث ہے کیونکہ اس مین گروہین جمع آئین تھین سو اس کو امارث کہتے ہین - اس روز لشکر عجم کے سپاہ بیش قیمتی گھوڑونکو سجنے روپے کا اسباب پہنائے ہوے - اور یاقوت و جواہر کے تاج مرصع اپنے سرون پر دہرے ہوے اور بکتر آہنی کہ جس پر سنہری کام ہوا تہا پہنے ہوے - اور چڑاؤ کے ٹپکے کمر باندہے ہوے - اور شمشیر یمانی حمائل کئے ہوے اور نیزہاے آبدار ہاتھ مین لئے ہوے اور ہاتیون کو بھی عمدہ اسباب سے سنوارے ہوے - انپر تیر انداز و نکو بٹھلاے ہوئے اور پیادونکی جماعت کو ہاتیون کے گرد و پوش لئے ہوے بڑی شان و تزک سے گھوڑون پر سوار ہوکے جنگ کا نقارہ بجاتے ہوے نکلے - انکا زرق و برق اس درجے مین تھا کہ ان پر نظر ٹھہر نہین سکتی تھی دیکھنے والون کی آنکھین خیرہ ہوتی تہین - لشکر اسلام سے اکثر فقرا اور غربا کا یہ حال تھا کہ بے تکلف اور بلا آراستہ اپنے گھوڑون اور برہنہ اونٹون پر چڑہے ہوے اور اپنے سر پر بجاے دستار کے نوار لپیٹے ہوے اور کنبل اور نمد کے قبا اپنے برین کھینچے ہوے اور سادے آہنی بکتر پہنے ہوے نکلے - اور ایسے شجیع بہادر تھے کہ انمین سے ایک کے ساتھ دس کافر مقابلہ کرنہین سکتے تھے - جب انھون محض اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے اور کفر و شرک کو توڑکے دین اسلام کے جھنڈے کھڑا کرنے کے لئے اپنی جان عزیز ہتیلی مین لئے ہوئے نکلے تھے - نصرت ربانی و تائید آسمانی پر توکل کرکے انکو کوہ آہن پر گراتے اور کچھہ خوف نہین رکھتے تھے - غالب بن عبد اللہ اسدی اور عاصم بن عمرو تمیمی لشکر اسلام سے سبقت کرکے سر میدان مین آکے کھڑے رہے اور لشکر کفار کے مرد اون

سے ایک شخص کہ جس کا نام ہرمز تھا اور صاحب تاج وحشم اور مالک طبل وعلم تھا غالب بن عبداللہ کے مقابلے
مین آیا - ہر دو مین نیزہ بازی ہوی آخر بعونہ تعالی شانہ غالب نے ہرمز پر غالب آکے اس کو گھوڑے سے گرایا اور
کمند شجاعت اسکی گردن مین ڈال کے سعد بن ابی وقاص کے حضور مین لے آیا - پھر لشکر کفار سے دوسرے نے
نکل کے عاصم پر حملہ لایا جب انھون نے اس کے حملے کو دفع کیا اس نے مقابلے کا تاب نہ لاکے بھاگنے لگا عاصم
نے باد صرصر کے مانند اسکا پیچھا کیا لاکن کافرونکی ایک جماعت اسکی کمک کرکے عاصم کے ہاتھ سے اسکو بچالیا
اور اس ہجوم مین کافرونکا ایک سردار عاصم کا مقابلہ کیا - انھون نے اس پر غالب آئے اور اسکو اسیر کرکے
سعد بن ابی وقاص کے دربار مین پہنچایا - سعد نے اس کا گھوڑا اور ہتھیار وغیرہ عاصم کو ہی دیا - پھر عمرو بن معدیکرب
میدان مین آئے فارس کے نامورون سے ایک شخص نے نکل کے انپر تیر چلائی اس کی تیر کے مارے عمرو کی کمان کی
زہ ضایع ہوگئی تب انھون نے بہت ہی برہم ہوکے اسکی کمر بند پر ہاتھ ڈال کے کھینچا اور اسکو ایسے قوت سے
زمین پر گرایا کہ اسکی گردن ٹوٹ گئی - جب وہ داخل دوزخ ہوا عمرو نے اسکی دستار اور کمر بند اور دیبا کا قبا نکال لیکے
اہل اسلام کی طرف خطاب کیا کہ کہذا فاصنعوا بہم فقالوا یا ابا الثور من یستطیع کما تصنع
یعنے اے مسلمانو تم بھی اپنے دشمنونکے ساتھ ایسا ہی کرو - انھون نے کہا کہ ای ابو ثور کس مین طاقت ہی کہ جیسا تونے
کیا ہی ویسا کرے - اور لشکر عجم مین ایک سوار تیراندازی مین ایسی مہارت رکھتا تھا کہ اسکی تیر خطا نہین کرتی تھی اس نے
عمرو بن معدیکرب کا قصد کرکے میدان مین آیا مسلمانون نے عمرو کو اسکے قصد سے واقف کیا - انھون نے
سبقت کرکے اس پر ایک تیر چلائی - وہ تیر اسکے گھوڑے کو لگتی ہی گھوڑا اور سوار ہر دو زمین پر گر پڑے عمرو نے
بڑی جلدی سے اسپر جا پھینچا اور اسکا سر اس کے تن سے جدا کیا اور اسکا قیمتی ٹپکا اور ہتھیار وغیرہ اپنے لقمہ مین
لائے - اور مہران جو آذربائیجان کا حاکم تھا ایک اسپ بادپا پر سوار ہوکے میدان مین جولان کرتا ہوا آیا تب
لشکر اسلام سے منذر بن حسان نے برق خاطف کے مانند نکلے اور اس ملعون پر نیزہ چلاکے زمین پر گرادیا اور
منذر اپنے گھوڑے سے اترے تا اس ملعون کا سر اسکے بدن سے جدا کرے ایسے مین منذر کا گھوڑا چمک کے بھاگا سو
انھون نے اپنے گھوڑے کا پیچھا کیا - اس اثنا مین جریر بن عبداللہ بجلی نے باد صرصر کے مانند اس پر جا پہنچے
اور اسکا سر جدا کرکے میدان مین ڈالدیا اور جب منذر اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر آئے دیکھتے کیا ہین کہ جریر بن
عبداللہ نے اسکا کام تمام کرچکا جب وہ مقتول دو قاتل کا ہوا اسکا اسباب لینے کے باب مین ہر دو مین مناقشہ
واقع ہوا آخر الامر سعد بن وقاص کے حکم سے یہہ بات ٹھہری کہ مقتول کا کمر بند منذر بن حسان کے اور باقی اسباب

جریر بن عبداللہ کو دیوے - کہتے ہین کہ اس کے کمربند کی قیمت پچاس ہزار اور باقی چیز کی قیمت دس ہزار دینار کی تھی جب عجم کے سپاہیون نے دیکھا کہ مہران جو اپنے لشکر کا سردار نامدار تھا ایسی ذلت وخواری کے ساتھ مارا گیا اپنے لشکر کے ہاتیون کو حرکت مین لایا اور لشکر اسلام پر حملہ کرکے ان کو متفرق کیا - اہل اسلام چوتھی تکبیر کے انتظار مین تھے - سعد بن ابی وقاص نے چوتھے بار تکبیر کہی لشکر اسلام کے مجاہدون نے وہ سنتے ہی لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہتے ہوے کفار پر حملہ لایا اور داد جوان مردی کی دی - کہتے ہین کہ لشکر کفار کے ہاتی جب لشکر اسلام کے میمنہ ومیسرہ کا قصد کرتے غازیان اسلام کے گھوڑے چمک کے بھاگتے تھے - جب سعد بن ابی وقاص نے یہ حال دیکھا کہ عاصم بن عمر کے پاس یہہ پیام بھیجا - کہ اول ان ہاتیون کا شر دفع کرنے کی فکر کرو - جب عاصم نے یہہ پیام سُن کے اپنے لشکر مین ندا کی لشکر اسلام کے جانبازون نے کمال جوانمردی اور ہوشیاری سے ان ہاتیون کا پیچھا کرکے ہاتی کے نزدیک پہنچ کر اسکے کمربند پر تلوار چلاتے جب نوار کٹ جاتی اس پر بیٹھے ہوے کفار سمیت زمین پر گرتے تب ان کو دم لینے کی فرصت نہ دیکے قتل کرتے تھے نماز ظہر سے لے کے عشا تک یہی جنگ وجدال جاری رہا اس روز کو اراث کہتے ہین - نقل ہے کہ اس روز مسلمانون سے پانسو چھیاسی شہرت شہادت پاش کئے جب تھوڑی رات گذری ہر دو طرف کے لوگ قتال سے وقوف کرکے آرام پانی کی ندا کی - جب دوسرے روز خسرو انجم نے خونی لباس پہنا ہوا طلوع کیا علم کھڑا کیا یعنے آفتاب طلوع ہوا سعد بن ابی وقاص نے اپنے لشکر کے شہیدون کی تجہیز وتکفین مین مشغول ہوے - اس اثنا مین گھوڑون کی ایک فوج کثیر شام کی طرف سے نظر آنے لگی - اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ جب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نامہ سعد بن ابی وقاص کی تائید کے باب مین جو ابو عبیدہ ابن الجراح کو لکھا تھا سو پہنچا انھون نے یہہ حکم کیا کہ ربیعہ اور مضر کے قبیلون سے بڑے بڑے دلیرونکو جمع کرین جب ایک لشکر صف شکن آمادہ ہوگیا حکم کیا کہ قادسیہ کی طرف روانہ ہون کہ سعد بن ابی وقاص کے لشکر کی مدد کرین اور اس فوج کی امارت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو دیکے فرمایا کہ اکابر عرب سے جیسے قعقاع بن عمرو اور قیس بن ہبیرہ اور حارث بن عمرو اور انس بن عباس اس امیر کے تابع رہین - پس ہاشم بن عتبہ شخص اور اعثم کی روایت سے دس ہزار جوانمردکو اپنے ہمراہ لے کے دیار شام سے نکلے اور منزلین طی کرکے سعد بن ابی وقاص کے لشکر گاہ مین اس روز جا پہنچے - غرض جب شہیدون کے دفن سے فارغ ہوے اور سعد بن ابی وقاص کا لشکر اہل فارس کے ساتھ مقابل ہوا قعقاع بن عمرو کو حالانکہ تاب سفر باقی تھا باین میدان مین آکے کافرونکو مقابلہ کے لئے بلوایا - تب عجم کے پہلوانون سے دو شخص پہلا ذوالحاجب دوسرا بہمن جادو قعقاع کے مقابل ہوے قعقاع نے اول بہمن جادو کو قتل کرکے جہنم کے طرف روانہ کیا پھر ذوالحاجب پر تلوار چلائی وہ بھی بہمن جادو کے

کندۂ دوزخ ہوا جب یہ ہرودنا سورما پہلوان مارے گئے کفار نہایت دلگیر ہوے - اور قعقاع نے ویسا ہی برسر میدان کھڑا رہکے تمارکرتے تھے اور فارسیون کو جنگ کے واسطے بلاتے تھے تب دو شخص نکلے ایک کا نام فیروزان تھا دوسرے کا نام بندوان - لشکر اسلام سے حارث طلیبان نے میدان پر آکے بندوان کو مار ڈالا - اور قعقاع بھی فیروزان کو قتل کیا اس روز اہل اسلام اپنے اونٹون کو آراستہ کرکے اور جوانمردان عرب ان پر سوار ہوکے لشکر کفار پر ویسی ہی حملے کرنے لگے جیسے پہلے روز عجمیون نے ہاتیون پر سوار ہوکے عربکے گلہ ورون پر حملے کئے تھے - کہتے ہین کہ اس روز قعقاع نے تیس حملے کئے ان کے ہر حملے مین عجم کے سرداروں سے ایک شخص مارا جاتا تھا سب کے آخر ہر دو فریق جنگ سے ہاتھ رکھے - جب آفتاب دلارا نماز ظہر سے فارغ ہوکے پھر جنگ شروع کئے - نقل ہے کہ ابو محجن ثقفی جو عرب مین کرم اور شجاعت اور قوت و شہامت کے ساتھ بڑی شہرت رکھتا تھا سعد بن ابی وقاص نے جس پہاڑی مین نزول فرمایا تھا وہ بھی اسی پہاڑ مین مقید تھا وہ شراب پینے سے سعد نے اسکو قید کا حکم فرمایا تھا اس روز اس پہاڑی کے دریچے سے جنگ کا نظارہ کر رہا تھا - جب دیکھا کہ لشکر اسلام مین کچھ ضعف آیا ہے بہت ہی بیقرار ہوکے ایک کنیز کو اپنی سفارش ٹھہرا کے سعد کی بی بی سلمی کے پاس روانہ کیا اور یہ پیام کہلا بھیجا کہ اب میرے پاؤن سے زنجیر نکالدین اور سعد کا خاص ابلق گھوڑا اور ہتھیار مجھے عنایت کرین تو ان کافرون سے ایسی جنگ کرون کہ قیامت تک یاد رہے والا اگر زندہ رہون پھر اسی پہاڑی مین آکے یہ زنجیر اپنے پاؤن مین ڈال لیتا ہون جب سلمی کو اس کی بات پر اعتماد تھا اس کے پاون سے زنجیر نکال کے سعد کا گھوڑا اور ہتھیار اسکے حوالے کرکے حکم کی ابو محجن نے اس ابلق گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے چہرے کو پوشیدہ کرلیکے سر کے مین آیا اور بڑی جوانمردی سے جنگ کرنے لگا کبھی میمنہ اور کبھی میسرہ پر آگے اور پیچھے گھوڑا دوڑاتا اور ضرب تلوار سے ایک حملے مین کئی کافرون کو گراتا تھا اہل اسلام اسکو دیکھ کے تعجب کرتے تھے کہ یہ کون سردار ہے ناگاہ جب پہاڑی پر سے سعد بن وقاص کی نظر اس پر پڑی تو پوچھنے لگے کہ یہ سوار کون ہے تو حاضرون نے عرض کی کہ ہم بھی نہین پہچانتے ہین - اور اس روز دوپہر ڈھلی مین جب پہاڑی کے نزدیک پہنچا سعد نے تامل سے نظر کرکے فرمایا کہ یہ گھوڑا اور یہ جوش جو میرے نظر آتے ہین اور یہ جوانمردی و شجاعت ابو محجن کی معلوم ہوتی ہے وہ شخص تو اس پہاڑی مین مقید ہے - غرض جب شام ہوی ابو محجن نے پہاڑی کے نزدیک آیا اور دروازے کا حلقہ مارا محافظون نے دروازہ کھولا ابو محجن نے مرکب سے اترکے گھوڑا اور ہتھیار دے دیا اور قید خانے مین آکے پھر وہ زنجیر اپنے پاؤن مین ڈال لی سعد کی بی بی نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ آج کے جنگ کی حالت کیسی تھی سعد نے فرمایا کہ اہل اسلام کی شکست قریب تھی

لاکن ایسے مین اللہ تعالی نے ایسے ایک سوار کو ظاہر کیا کہ مسلمانونکو تقویت ہوی - ان کی بی بی نے پوچھا کہ وہ سوار کون ہے سو آپ جانتے ہو - فرمایا مین نہین جانتا ہون لاکن اسکا گھوڑا اور ہتھیار میرے گھوڑے اور ہتھیار کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے - تب ان کے بی بی نے ابو المحجن کا سب قصہ اول سے آخر تک ظاہر کیا سعد نے بہت خوش ہوکے اسن کے پاس آئے اور بہت آفرین اور تحسین کی اور اسکے پاؤن سے زنجیر نکلوادی اور فرمایا کہ پھر تجھے حد نہ مارونگا ابو المحجن نے کہنے لگا کہ مین بھی عہد کیا کہ پھر کبھی شراب نہ پیونگا اس روز مسلمانون سے ہزار شخص شہادت پائے اور کافرونسے دس ہزار واصل جہنم ہوے - اس روز کو اغواث کہتے ہین - جب سپاہ انجم کا بادشاہ دیا غربی کیطرف مائل ہوا اور نورانی جہان پر ایک چادر ظلمانی کھینچدیا یعنے جب شام ہوئی وہ پھر رات گذر گئی ہر دو لشکر تھک گئے اور جنگ سے ہاتھ کھینچکے اپنے منازل مین آکے آرام پائے اور ہر ایک لشکر کی حراست کے لئے ایک ٹکڑی مقرر کئے - کفار صبح تک اپنے ہاتھونکی نوار درست کرنے مین مشغول رہے جب تیسرا روز آیا ہر دو لشکر تیار ہوکے صف میدان مین آئے - اہل عجم نے اپنے ہاتھونکو آراستہ کرکے ان کے دو جوق بنایا ان مین دو ہاتی بڑے جسیم تھے ایک فیل ابیض دوسرا فیل اجرب - فیل ابیض کو قعقاع اور عاصم کے اور فیل اجرب کو جمال بن مالک اسدی کے مقابل کیا - پھر جنگ شروع ہوا اس روز ایسا جدال و قتال ہوا کہ خون کی نہر جاری ہوی - **نقل** ہے کہ اس روز ابو ثور کمال شجاعت سے چوطرف گھوڑا دوڑاتے اور ایسے حملات کرتے تھے کہ ہر حملے مین کئی کافر مارے جاتے تھے اور اس وقت ایک تند بار چلنے لگا اور ایک ایسی گرد و غبار اٹھی کہ اس مین ابو ثور نا پیدا ہوے ایسے مین ان کے گھوڑے کو ایک زخم لگا وہ گرنے کے آگے انھون نے ایک جست کرکے زمین پر آگئے - اور دیکھا کہ کافرون کے لشکر سے ایک سوار چلا ہی اس کے گھوڑے کا پاؤن ایسی زور سے پکڑ لیا کہ اسکی طاقت نرہی جب اس کے سوار نے یہ حال دیکھا بہت ہی گھبرایا اور اپنی جان بچانا غنیمت سمجھا فی الحال گھوڑے کو چھوڑ دیا اور گھوڑا اچھوڑ دے کے اپنی راہ لی - اور ابو ثور اسکے گھوڑے پر سوار ہوکے لشکر جرار مین جولان کرتے اور جنگ پر بلاتے تھے - **نقل** ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے دیکھا کہ وہ فیل ابیض و فیل اجرب سے لشکر اسلام مین بڑا ہی صدمہ پہنچا رہے ہین اور وے ہر دو ہاتی کے حملے سے اہل اسلام کے گھوڑے چمک کے متفرق ہو رہے ہین - تب قعقاع اور حمال بن اسدی کے پاس پیام بھیجا کہ تم ہر دو ایک حسن تدبیر ایسی کرو کہ اول ان ہاتیون کا شر اسلام کے لشکر سے دفع ہوجاوے - تب قعقاع اور عاصم ہر دو اپنے نیزے لئے ہوے فیل ابیض کے مقابل ہوے اور حمال بن اسدی اپنے ساتھ ایک جماعت کو لے کے فیل اجرب کے طرف آئے - اور جو سوار و پیادے کہ ان ہر دو ہاتیون کو گھیرے ہوئے تھے لشکر اسلام سے تیر اندازون کی ایک جماعت انکی طرف متوجہ ہوی - قعقاع اور عاصم نے اپنے نیزے فیل ابیض کے

آنکھوں پر چلائے بعونہ تعالے ان کے ہر دو نیزے برابر اسکی آنکھوں مین جا لگے وہ ہاتی پکارتا اور سر ہلاتا ہوا زمین پر گر پڑا - اسی حال مین قعقاع نے اپنی شمشیر سے اسکی سونڈھ پر ایک وار کیا سو وہ کٹ گئی - حمال اسدی اور ان کے رفیق نے ایسا ہی فیل اجرب کے بھی آنکھین ضایع کر دین - وہ ہاتی لشکر کفار کے صفون کو چیرتے ہوے مداین کیطرف بے اختیار بھاگنے لگا لشکر کفار کے سب ہاتی بھی اسی کے پیچھے بھاگنے لگے مداین تک کہین توقف نہ کیے جب اہل اسلام ان ہاتیون کے شہر سے اندر ہوے نہایت خوشی سے آواز بلند تکبیر کہے اور کمال شجاعت سے جنگ کرنے لگے اس روز کو یوم الاغماص کہتے ہین - غرض اسدن ہر دو فریق مین ایسی لڑائی ہوی کہ خون کی نہر بھی شام تک بہی تمو ا چل رہی تھی - اس شب کو لیلۃ الہریرہ کہتے ہین - جب اہل اسلام نماز مغرب و عشا سے فارغ ہوے ہر دو لشکر مین مشعلین روشن کر کے پھر جنگ آغاز کیا - ہر دو طرف جدال کی آتش کمال شدت سے شعلہ مارنے لگی - ضرب شمشیر اور صدیہ تیر اور نیزے اور گرز کی سخت آوازین گویا آہنگران کے مانند فلک الافلاک تک پہنچنے لگین حق سبحانہ تعالے نے اپنی کمال لطف و کرم سے مسلمانون کے جانون مین ایسا صبر و شکیب اور قوت و شجاعت الفا فرمائی کہ معرکہ سے کسی کا قدم بھی نہ پھسلا آیت باکرامت رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ کا مضمون ہدایت مشحون عالم غیب سے ہر مومن کے گوش ہوش مین پہنچ رہا تھا - منتظم ابن جوزی کے مختصر مین مذکور ہے کہ فَلَمَّا اَمْسَوْا اشْتَدُّوْا الْقِتَالَ فَاقْبَلُوْا اِلَى الصَّبَاحِ وَهٰذِهِ اللَّيْلَةُ تُسَمّٰى لَيْلَةَ الْهَرِيْرَةِ لِتَرْكِهِمُ الْكَلَامَ فَكَانُوْا يَهْرُّوْنَ هَرًّا وَكَانَ حَقَّ مُسْلِمِيْنَ یعنے جب وے اہن پاوے سخت جنگ کرنے لگے اور صبح تک مقابلہ کیے اور اس شب کو شب ہریرہ کہتے ہین کیونکہ انہون نے ترک کلام کیا تھا - سعد بن ابی وقاص نے وہ شب ہر طرح گذاری کہ کبھی نہ گذرا تھا - اور عرب و عجم کے لشکر کو ایسا سخت ہم پیش آیا کہ کبھی نہ آیا تھا - سعد نے محراب عبادت مین کمال تضرع و زاری سے دعا کرنے لگے اور تمام شب ذکر و تسبیح و دعا مین گذاری کہ بمقتضای مَنِ اسْتَعَانَ بِاللّٰهِ كَفَاهُ - بشارت اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ - کی آن بان مژدہ دے رہی تھی - جب صبح صادق طلوع ہوی اجابت دعا کا پرتو سعد کے منزل پر درخشان ہوا سو اپنے لشکر مین یہہ ندا کی کہ ای گروہ قریش کئی روز سے تم نے بڑی مشقت کھینچی اور رنج اٹھایا اب ایک ساعت صبر کرو کہ بموجب اِنَّ الظَّفَرَ مَعَ الصَّبْرِ کے صبر کے ساتھ فتح و ظفر ہے انشاء اللہ تعالی آج نصرت ہاتھ دیوگی - اور دین محمدی کی عزت و شوکت ظاہر ہو دیگی غازیان اسلام کو ان باتون سے بڑا ہی اطمینان اور قوت حاصل ہوا سو سب نے ایکبار حملہ کیا اور دادمردی کی دی اور کریمہ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

کافرون کی فوج مین ندا دے رہی تھی - اور ہام لذات جام حیات اپنے ہاتھ لئی ہوی کھڑی تھی اور آیت فیض اشارت
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى
وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا - لشکر اسلام مین بشارت دے رہی تھی - اتفاقاً اس دن رستم نے حکم کیا تھا
کہ اپنا تخت نہر عیق کے کنارے ایک جھاڑ کے نیچے ڈال کے اس پر سایہ بان کھڑا کرین - اسکے ملازمون نے ویسا ہی کیا
اپنے بعضے خواص اور مصاحبون کو ساتھ لیا ہوا بڑے غصہ کی حالت سے بیٹھا تھا - اللہ تعالی نے اس دن ایک سخت بارا
روانہ کیا - لشکر عجم کو زیر و بالا کر رہا تھا - وہ سخت بارے نے رستم کے خیمے کے طنابے اور میخین جو بہ سخت کھڑا کیا تھا
زمین سے اکھیڑ کے نہر عیق مین ڈالین - رستم نے آفتاب کی حرارت کا تاب نلا کے اٹھا چند چھپر دیا رودبہم جلدے سے تھے ان کے
سایہ مین پناہ لی - ایسے مین قعقاع نے دلاوران اسلام کی ایک ٹکڑی اپنے ہمراہ لئے اسپر آپہنچے - ہلال بن علقمہ نے اس چھپر کے
کمربند پر ایک تلوار کا وار کیا - اس کا کمربند کٹ کے وہ ترچی رستم فرخزاد پر پڑی سو اس کی کمر ضایع ہوی رستم نے جان کی خطر سے
وہان سے اٹھا اور افتان وخیزان جا کے پانی کی ایک نہر عیق مین گرا جب ہلال نے دیکھا کہ ایک شخص تاج بیش قیمت اپنے
سر پر دہرا ہوا اور جڑاؤ کمر بند سے باندھا ہوا - اور ایک جوشن زراندود اپنے برین پھنا ہوا آپ کو پانی مین ڈالا اور مصداق
آیت فَمَا خَطْبُكُمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا کا ہوا - ہلال نے سمجھ لیا کہ بادشاہ یہی ہے پس جلد اپنے گھوڑے سے اتر کے
اسکا پیچھا کیا اور اس کا پاؤن کڑ کے پانی کھینچتے ہوے باہر لایا اور کمر کاٹ کے اپنے نیزے پر چڑھایا اور اس کے تخت پر چڑھ کے بلند آواز
سے ندا کی کہ قَتَلْتُ الرُّسْتُمَ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنے کعبے کے رب کی قسم ہے مین نے رستم کو قتل کیا جب رستم نے اپنا کہ
کے سپاہ کو سوائے فرار کے چارا نہ ہا سو بے اختیار بھاگنے لگے - عرب کے بہادرون نے انکا پیچھا کر کے مارنے لگے - نقل ہے
کہ جب ایک سو من مجاہد کسی بھاگنے والے کافر کا پیچھا کرتا اور اس پر ایک ہانک مارتا تو وہ کافر وہین خشک کھڑا رہجاتا تب وہ
اس کے نزدیک پہنچ کے اسکو قتل کر دیتا تھا اور کبھی اسکی تلوار چھین لے کے اسی سے قتل کرتا - اور کبھی ایک سو من عربی دو کافر عجمی کو
کھڑا کر دیکے ایک کو حکم کرتا کہ دوسرے کی گردن مارے اسیوقت ایک کافر دوسرے کافر کو مار ڈالتا تھا - یہ علامات کرامات جو ظاہر
ہوئین نصرت ربانی و تائید آسمانی کے سوا نہین - نقل ہے کہ جالینوس فارسیون کی ایک جماعت کثیر ہمراہ لے کے بھاگنے لگا تب
لشکر اسلام سے زہرہ بن حویہ تمیمی نے تین سو سوار کے ساتھ اسکا پیچھا کر کے ملایا ہر دو مین جنگ ہوا زہرہ کی تلوار کے ضرب سے
جالینوس مارا گیا اور اس کے ہتھیار و پوشاک کہ جس کی قیمت ستر ہزار درہم تھی سعد بن ابی وقاص کی خدمت مین لے آئے انہون نے
وہ زہرہ کو ہی عنایت فرمایا اور حکم کر دیا کہ جو مون کسی مشرک کو قتل کرے اس کا اسباب اسی مون کا حصہ ہے - کہتے ہین کہ اس سر
مین دو جڑاؤ کی ڈھال زارین الخطاب کے ہاتھ آئین انھون نے اسکی قیمت نہ جان کے تیس ہزار درہم کو فروخت کیا حالانکہ

دے ہر دو ڈھال کی قیمت دو لاکھ دو ہزار درہم تھی - کہتے ہین کہ سعد بن ابی وقاص کو رستم کا حال معلوم نہ ہونے سے ایک شخص کو ہلال کے پاس روانہ کیا - ہلال ابھی اسکا پوشاک نہین نکالا تھا سو ویسا ہی ایک نیش کھینچے ہوے لے آے جب سعد کی نظر اس پر پڑی شکر الٰہی بجالایا اور اسکا پوشاک و ہتھیار ہلال کو ہی عنایت فرمایا - کہتے ہین کہ اسکی کمربند کی قیمت ستر ہزار دینار اور اس کی تاج کی قیمت لاکھ دینار زرین کی تھی قادسیہ کی فتح اسی روز ہاتھ آئی - کتاب مستقصی مین مذکور ہے کہ رستم اور جالینوس مارے جانیکے بعد کفار عجم کا لشکر بھاگنے لگا غازیان اسلام انکا پیچھا کرکے قتل کرتے اور بندی پکڑتے تھے یہان تک کہ لاکھ کا فر مارے گئے اور بعضے اسیر ہوے - اور لشکر اسلام سے تین ہزار شخص شہادت پاے اور اثنا سہنار و پا اور نقد و جنس مسلمانون کے ہاتھ آیا کہ جس کا شمار نہوگا **نقل** ہے کہ جب اہل عجم نے ہزیمت پائی ایک عرب کو دیکھا کہ رہا تھا کہ کون ہے کہ صفہ سرخ لیوے اور صفہ سفید اس کے عوض مین دیوے یعنے زر سرخ جو سونے کی قسام ہین بہتر ہے روپے سے معاوضہ کرے - کہتے ہین کہ یزدجرد حکم کیا تھا کہ اپنی دارالامارت سے نیکے عرب و عجم کی فوجین جنگ کرنے کی جگہ تک لوگ ایک کے بازو سے دوسرا بازو لگا کے ایک قطار کھڑی رہی جو حادثہ کے رو دیتا ہی یہ ترتیب ایک سے دوسرا لگے تا اسیوقت لشکر کی خبر آپکو پہنچ جاوے اس لشکر کی خبر لحظہ بہ لحظہ اس کو پہنچ رہی تھی جب فارس کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور لشکر عجم کے سپاہ مقتول اور مقید ہوگئے یزدجرد نہایت مضطر اور بیقرار ہوگیا **نقل** ہے کہ رستم کا مارا جانے کے اور لشکر عجم ہزیمت پانیکے آگے ایک شخص کو جو عقل اور شجاعت مین ممتاز تھا اور اسکا نام تخارجان تھا بلاکے یزدجرد نے سواری دی اور بڑے دلاور دل کی ایک فوج اسکے ہمراہ دیکے رستم کی مدد پر روانہ کیا تھا اس جنگ کے پاس آکے اترا تھا ایسے مین لشکر عجم سے بھاگے ہوے لوگ اس کے پاس آکے اپنے لشکر کی تباہی ظاہر کیے تخارجان اسی منزل مین توقف کرکے سب بھاگے ہوے لوگونکو جمع کرتا تھا جب غازیان اسلام اسبات سے آگاہ ہوے پھر اپنا لشکر لیکے چلے جب دیرکے نزدیک اپنے لشکر کی صفین آراستہ کرکے اُنسے مقابلہ کیا اور بڑی جوانمردی سے اول آپ ہی میدان مین آکے جنگ کرنے کے لئے مسلمانونکو بلانے لگا تب زہیر بن سلیم ازدی نے مجاہدونکی صف سے باہر آکے کھڑے رہے تخارجان اپنے گھوڑے سے زمین پر کود پڑا زہیر نے یہہ دیکھتے ہی آپ بھی پیادہ ہوے اور ایکدوسرے کی کمر مین ہاتھ ڈال کے ہر دو کشتی کرنے لگے - تخارجان نے زہیر کو زمین پر گرایا اور ان کے سینے پر چڑھکے اپنی خنجر کھینچا ایسے مین تخارجان کی انگلی زہیر کے منھ مین پہنچ گئی اسکو ایسا چابنے لگے کہ وہ بیتاب ہوا تب زہیر نے ایک جست کرکے اسکی خنجر چھین لی - اور اسی خنجر سے اسکا کام تمام کیا اور اسکا گھوڑا اور بکتر اور قبا اور کمربند اپنے تصرف مین لاکے سعد بن ابی وقاص کے پاس حاضر کئے انھون نے وہ سب زہیر کو ہی عنایت کرکے فرمایا کہ تخارجان کا لباس تم پہن لیکے

اس کے گھوڑے پر سوار ہو۔ کہتے ہین کہ عرب کے جوانمردون سے جو ہر کی پوچھی اول ہوا نے ہاتھ مین ڈالی سوز ہیر تھے
اور قیس بن جبیر نے سیاہ عجم کے میمنہ پر حملہ لاکے اس لشکر کے امیر الامرا کو جسکا نام جاوس تھا گرایا اور غازیان
اسلام اطراف وجوانب سے کافرونکو ایسا قتل کرنے لگے کہ کفار نے ہزیمت کو غنیمت جان کے روبفرار ہوے اور مدائن تک
کہین توقف نہ کیا۔ پھر سعد کا حکم ہوا کہ انکی مسند پہاڑی سے نیچے لاکے بچھاوین۔ پس پہاڑی کے دروازے کے پاس لاکے
بچھائے جب انہون نے نیچے آکے مسند پر بیٹھا لشکر اسلام کے امرا اور سردار اور بہادران شجاعت شعار جوق جوق
آکے تہنیت اور مبارکباد دینے لگے اور انکی توصیف وتحسین مین زبان کھولنے لگے۔ سب نے سب شکر الٰہی بجالائے۔ تب سعد
نے ایک شخص کو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین روانہ کیا اس مین حمد الٰہی ونعت وصلوٰۃ وجناب رسالت پناہی
کے بعد جنگ کا سب احوال اور فتح ونصرت کی بشارت ظاہر کی تھی۔ کہتے ہین کہ یہ قاصد مدینے پہنچے کے آگے ہی جنیون کے
خبر دینے سے بطور اجمال کے یہ خبر مدینے مین پہنچی تھی۔ ایک روایت ہے کہ ان دنون حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ عراق کی
طرف ایک سنگ کے قریب تشریف لیجاتے اور ادہر کے آنے والون سے مجاہدون کا حال دریافت فرماتے تھے ایک
عادت پر ایکروز جو گئے تھے انکی نظر ایک سوار پر پڑی دور سے پوچھنے لگے کہ مَا الْخَبَرُ۔ یعنے کیا خبر ہے۔ اسنے کہا
کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو مظفر ومنصور کیا اور کافرونکو مخذول ومقہور۔ حضرت عمر یہ سنکے نہایت مسرور ہوے
اس شتر سوار کے ساتھ مدینے کی طرف پھر گئے۔ اثناے راہ مین جنگ کا احوال اس سے دریافت کرتے تھے اور وہ
تفصیل وار بیان کرتا تھا۔ اور اس کو خبر نہین تھی کہ یہ پوچھنے والے کون ہین جب داخل مدینہ ہوا تب اوس کو اطلاع ہوئی
کہ یہ حضرت عمر ہین۔ تب بہت شرمندہ ہوکے عرض کیا کہ یا امیر المومنین کس لئے آپ اپنے نام سے مجھے آگاہ نفرمایا
حضرت عمر نے کہا کہ لَا بَاْسَ عَلَیْکَ یعنے کچھ خوف واندیشہ مت کر۔ پھر فتح نامہ اسکے ہاتھ سے لیکے سب مسلمانونکو
پڑھ سنایا۔ سب امیر وفقیر وصغیر وکبیر نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا مین زبان کھولے اور شکر یہ سجدے بجالائے۔ اور غنیمت
محتاج ومساکین کو صدقہ دئے۔ نقل ہے کہ قادسیہ کے جنگ مین جو اہل اسلام شہید ہوے سعد کے حکم سے
ان کے مبارک نعشون کو ایک مناسب جگہ دفن کیا اور کفار کی پلید نعشین ویسا ہی چھوڑ دیے وان کے اجساد ناپاک
جانورون کے لقمہ ہوے پھر سعد نے حکم فرمایا کہ مال واسباب نقد وجنس اور جانور وغیرہ جو لشکر کفار سے مسلمانون
کے ہاتھ آئے تھے جمع کرین۔ جب سب جمع کئے کافرون کے لشکر کا بڑا جھنڈا جو نہایت بیش قیمت تھا اور وہ ضرار
بن الخطاب کے ہاتھ آیا تھا ضرار نے اس کو اپنے ہی تصرف مین لانا چاہا۔ سعد نے تیس ہزار دینار اسکے عوض مین انکو دلواکے وہ جھنڈا
غنیمت کے مال مین داخل کروایا۔ جالینوس کے ہتھیار اور پوشاک کی قیمت اس قدر زیادہ تھی کہ صحابہ نے زہرہ بن حویہ

کو تنگ کیا - سعد نے صورت واقعہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین تحریر کی - تب جواب آیا کہ زہرہ نے لشکر اسلام مین بڑی دلاوری کی ہے ایسے ہی جنگ و قتال اور بھی تمہارے درپیش ہی سناسب ہے کہ اسی کو دین - غرض غنیمت کا مال وغیرہ اس قدر جمع آیا کہ جسکا شمار دشوار تھا - کہتے ہین - کہ لشکر کفار مین رستم کے ساتھ چھیالیس لاکھ درہم و دینار تھے خمس نکالنے کے بعد جب سعد نے اس کو چالیس ہزار مردمین تقسیم کرنیکا حکم کیا تو ہر ایک سوار کو ستائیس ہزار دینار نقد اور تیرا جانور ملے - سونے روپے کی صراحی اور پیالے اور دوسرے ظروف بیحساب مسلمانون کے ہاتھ آئے جس کو سنہری پیالہ ملا تھا دوسرے کے پاس پیری جام نہایت شفاف اور براق دیکھ کے حیران تھا اور کہتا کہ کون ہے اس پیلے جام کو سفید سے بدلا دے بہت سے لوگ جام طلائی جام نقرہ سے بدلا دئے - کہتے ہین کہ بھاگے ہوئے کافرون سے تین ہزار شخص ایک مقام مین جمع ہوکے باہم مشورت کرکے یہ تدبیر ٹھہرائے کہ ہم کو بڑی شرم آتی ہے کہ اس حالت سے کسری کے پاس جاوین - اور اس کو منھ دکھلاوین - بہتر یہی ہے کہ پھر لشکر عرب کا مقابلہ کرکے بدلہ لین یا مارے جاوین جب یہ خبر سعد کو پہنچی اپنے لشکر سے دس ہزار شجیعونکو اختیار کرکے روانہ فرمایا - ان مجاہدونکی تکبیر جب اُن کافرون نے سنی ہر دو لشکر مین مقابلہ ہوا اللہ تعالے نے مسلمانونکی ایسی تائید کی کہ غازیون کے ایک ہی حملے سے کفار کے پاؤن اُکھڑ گئے ان کی ایک جماعت کثیر تہ تیغ ہوی - اور ایک نہر میں کو غنیمت جانکے فرار ہوی اور باقی کفار اسیر لشکر اسلام کے سردارون نے انکے ہاتھ گردن پر باندھ کے غنیمت کے مال کے ساتھ سعد کے حضور مین انکو لے آیا - انہون نے اس مال کا بھی خمس نکال کے اگلے مال کے خمس کے ساتھ مدینے کی طرف روانہ کیا - بار اول وہ سوار جو فتح نامہ لے کے آیا تھا ابھی لوگ امیر المومنین فاروق اعظم کے حضور مین آکے تہنیت اور مبارکباد ادا کر رہے تھے اور خوشی گناتے اور لشکر الٰہی بجا لاتے تھے بحکم آیت پُر بشارت لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کے انہین دنون دوسرے قاصد نے غنیمت کا بہت سا مال و منال اور قلعہ قادسیہ کے خزانے سے جو خمس نکالا گیا تھا اپنے ہمراہ لے کے مدینہ آیا سب اہل اسلام کو خوشی پر خوشی حاصل ہوئی - امیر المومنین عمر فاروق نے شکر الٰہی بجا لایا اور وہ مال کثیر مہاجرین و انصار کے فقرا و مساکین پر خرچ کیا - اور سعد بن ابی وقاص کے نام سے بڑی آفرین و تحسین کے ساتھ ایک مکتوب روانہ فرمایا اور حکم کیا کہ لشکر اسلام کے آرام کے لئے قادسیہ مین توقف کرین - جب تک ہمارا دوسرا حکمنامہ نہ پہنچے تب تک مدائن کا قصد نہ کرین - اور اسی سال امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ عتبہ صحابی کو حکم کیا کہ ابلہ کے طرف جاوے اور دجلہ فرات کے کنارے ایک شہر بنا کرے - اسکا سبب یہ ہوا کہ اس نواح مین ایک جگہ تھی کہ اسکو عمان کہتے تھے عجم کے لوگ اس طرف سے ہند کی سرزمین مین آمد و شد کر سکتے تھے - سو حضرت عمر کے دل مین یہ بات آئی کہ کہین عجم کے

لوگ ہند والون کے پاس جاکے مدد طلب نکرین - اسواسطے چاہا کہ وہان ایسا ایک شہر بنا کرین کہ ان کے آمد و شد کی راہ بند ہو جاوے - اور سپاہ اسلام جو اس نواح مین منتشر ہین اُنکے لئے ایک ملجا ہووے - غرض عتبہ نے موافق حکم کے وہان جاکے عاقلون اور دانشمندون کی اعانت سے وہ شہر بنا کیا سو تین سال کے عرصے مین تمام ہوا اسکا نام بصرہ رکھا گیا اسکا وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ اس شہر کی بنا ایسی جگہہ مین واقع ہوی کہ اسکے اطراف سنگ لاخ ہین اسکو بصرہ کہتے ہین جب اس کی تعمیر سے فراغت حاصل ہوی - لوگون نے یہہ خبر سنکے اطراف واکناف سے آکے وہین سکونت اختیار کی اور اس شہر مین معاملے کا بازار بہت ہی گرم ہوا - انواع کی نقد و جنس آنے لگی لوگونکی بڑی کثرت ہوی - تھوڑے عرصے مین ایک بڑا ہی شہر ہو گیا عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو وہان کی امارت دیکے آپ مدینہ کی طرف مراجعت کی - تب امیر المومنین فاروق اعظم نے مغیرہ بن شعبہ کو بصرے کی حکومت دیکے روانہ کیا - مغیرہ ایک مدت تک وہان کی حکمرانی پر سرگرم رہے ایسے مین بصرے کے بعضے اہل غرض لوگون نے ان پر زنا کی تہمت باندہی - اور حضرت عمر کی خدمت مین لکھہ بھیجا دریافت ہوی اور لوگ شرع شریف کے موافق ان پر زنا ثابت نہ کر سکے امیر المومنین نے انپر حد قذف جاری کی ہر چند وہ فعل شنیع مغیرہ پر ثابت نہ ہوا - فاروق اعظم کی فراست بھی انکی پاکی پر حکم کی لاکن جب عدالت کا نام ان سے اٹھہ گیا بحکم اتقوا مواضع التہم حضرت کی صلابت اور معدلت یہہ بات چاہی کہ انکو معزول کردین - پس مغیرہ کو معزول کر کے ابو موسی اشعری کو جو مشاہیر صحابہ سے تھے ان کی جاے پر نصب فرمایا اور اسی سال شہر حمص اور قنسرین اور انطاکیہ اور حلب وغیرہ کی فتح ہوی - اور مرج الروم کا واقعہ بھی اسی سال مین ہوا اس واقعہ کی شرح یہہ ہے کہ جب ابو عبیدہ بن الجراح اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے سقل کے مہمات سے فارغ ہوے شہر حمص کے طرف توجہ لائی - جب انکے کوچ کی خبر ہرقل کو پہنچی بطارقۂ روم سے ایک شخص کے ساتھہ کہ جسکا نام نودر تھا - سوار اور پیادونکی ایک فوج دیکر ان کے مقابلے کے واسطے روانہ کیا - اور امراے روم سے دوسرے کے ساتھہ کہ جس کا نام سنس تھا ویسا ہی ایک لشکر دیکے اسکی مدد پر بھیجا پس نودر مرج الروم کے مقام مین پہنچ کے اسیکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا جبدن ابو عبیدہ وہان پہنچے اتفاقاً سنس بھی اسی روز وہان آکے اترا تھا پس ابو عبیدہ سنس کے مقابل اور خالد نودر کے مقابل لشکر گاہ ٹھہرا ے - نودر کی عقل ناقص مین یہہ بات آئی کہ خالد کو پیچھے چھوڑ دیکے شام کے طرف توجہ لاوے - اور اس نواح کو اہل اسلام کے قبضے سے نکال لے اور یہہ خیال کیا تھا کہ خالد اور ابو عبیدہ کے ہر دو فوجین سنس سے بسر نہ آسکین گے پیچھا کرنا تو کہان اِذَا جَاءَ الْقَضٰی عَمِیَ الْبَصَر اسیواسطے اس نے خالد کی طرف پیٹھہ کر کے شام کی طرف منھہ کا لا کیا تھا - اور یہہ نہین سوچھا کہ اسکی عمر کا آفتاب شام کے مغرب فنا مین ڈوب جائیگا جب اس نے ایک منزل طی کیا یزید بن ابی سفیان جو والی دمشق تھا اہل اسلام کا ایک لشکر

جرار ہمراہ لے کے نکلا۔ جب اثنائے راہ مین ہر دو فریق ملے جنگ شروع ہوا۔ ایسے مین ناگاہ خالد بھی اپنی فوج لیکے
اوپر سے پہنچا گیا۔ جب اسلام کے ہر دو لشکر کے درمیان نوبر سپٹر گیا حیران و پریشان ہوا پس ہر دو طرف سے غازیان اسلام
ایسا سخت جنگ کئے کہ کفار نابکار سے ایک نفر بھی باقی نرہا سب واصل جہنم ہو گئے۔ پھر خالد وہان سے لوٹ کے
ابو عبیدہ کے ساتھ جا ملے۔ اور ہر دو متفق ہو کے سنس کے ساتھ مقابلہ کئے بڑا ہی جنگ ہوا آخر فتح و نصرت لشکر اسلام
کے نصیب ہوی اور سنس گھوڑے سے گر کے پیادہ ہوا اور اس کے لشکر کی ایک جماعت کثیر داخل جہنم ہوی۔ اور ابو عبیدہ
خالد کی رفاقت سے حمص کی طرف روانہ ہوے۔ اگرچہ شہر حمص کی تسخیر فتح مراعین کے بعد ہوا لکن بعضے وقایع جو فتح مراعین
کے آگے ہوئین اس کے ساتھ متعلق رہنے سے اہل تاریخ فتح حمص کا ذکر مقدم رکھتے ہین چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب
بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ **فتح حمص** نقل ہے کہ جب مراعین کی فتح ہوی حمص والون نے اپنے قلعے کا بندوبست کر لیکے
قیصر روم کے پاس ایک عریضہ روانہ کیا اور اس سے مدد چاہی۔ کہتے ہین کہ جب خالد اور ابو عبیدہ حمص کے طرف روانہ
ہوے سو خبر ہرقل کو پہنچی بہت ہی گھبرایا اور ایک بطریق کو حکم کیا کہ جلد حمص کو جا پہنچے۔ اور آپ شہر رہا کی طرف آیا۔ اور اسیکے
اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا۔ ابو عبیدہ اور خالد جب آ کے حمص کے باہر نزول کئے اسکا حاکم نے باوجود کبر و نخوت کے نہایت ترسان
و لرزان ہوا۔ اور بوم شوم کے مانند اپنے آشیانہ مین گھس گیا کے قدم باہر نرکھ سکا اور شہر کے دروازونکو بند کروا دیا اور
اپنی خبین اور نامردی کو لوگون کی نظر مین حزم و احتیاط کی صورت پر تبدیل دیا اور کہنے لگا کہ اسپر سے کا موسم ہے لشکر عرب
کو اس ملک مین ٹھہرنیکی طاقت نہین کیونکہ انمین اکثر لوگ برہنہ پا ہین اگر دے محاصرہ کر کے بیدا نہین رہین سرمے کی
شدت سے ان کے پاؤن ساق تک شل ہو جائین گے آخر تنگ آ کے اس ملک سے نکل جائینگے۔ لاکن اس احمق نے یہہ نہ سمجھا

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ یعنے جس کا کاروبار اللہ ہی کے واسطے ہوا سکے سرانجام کار کے واسطے اللہ تعالی کفیل ہے
اللہ تعالی کا فضل مسلمانونکو اسطرح پر گھیر لیا کہ کسی کی انکھ بھی کچھ آسیب نہ پہنچا۔ اور بہت سے رومیون کے پاؤن سردی کی شدت
سے ضایع ہوے حالانکہ وہ انہین کا ملک تھا۔ کہتے ہین کہ معاصرے کے ایام مین حمص کے بعضے اوباشون نے اپنے حاکم کے
ساتھ سختی سے پیش آیا اور مسلمانون کی قتال پر غیرت دلائی۔ اس نے لاعلاج ہوا آخر سوار و پیادونکی ایک فوج لے کے نکلا لشکر
اسلام سے مقابلہ کر کے شکست فاحش پائی سوائے فرار کے چارہ نرہا کئی بار ایسا ہی اتفاق ہوا۔ اور ہر روز ہرقل کے پاس ایلچیان
اور افواج تائید کی نوبت پہنچاتے تھے۔ اور اہل جزائر کو خطوط لکھا تھا کہ سب اتفاق کر کے حمص والونکی مدد پر جلد جا پہنچین وے
ویسا ہی جمع ہو کے حمص کے طرف متوجہ ہوے۔ اور انہین دنون سعد بن ابی وقاص نے فتح قادسیہ کے بعد اپنے لشکر کو اس نواح
مین چو طرف منتشر کیا تھا تا غارت کرین۔ جب اس لشکر کی چند ٹکریون نے جزایر کا قصد کیا وے جزایر والون نے جو حمص کی طرف روانہ ہوے تھے

یہہ خبر سنتے ہی حمص والونکی مدد سے اپنے اہل وعیال اور زر ومال کی محافظت کو مقدم جان کے اثنائے راہ سے مراجعت کی - روم والون سے ایک پیر مرد نے جو حمص مین رہتا تھا شفقت کی راہ سے حمص والونکو نصیحت کی کہ اہل اسلام سے مصالحت کرلین - اور جنگ نہ کرین لاکن انہون نے اسکی بات نہ مانی - پھر بھی قتال کا ارادہ کیا غازیان اسلام بھی تیار ہوکے نکلے اور قلعے کے نزدیک آکے ایکبار تکبیر کہی حمص والون کے عمارات مین زلزلہ عظیم پڑگیا - اور بہت سے مکانات گر پڑین - جب دوسری بار تکبیر کہی پہلی حالت سے ایک سخت حالت ظاہر ہوئی مسلمانونکا بڑا ہی خوف اور رعب ان پر غالب ہوا سوا اسنے امان چاہی - اور انپر جو حادثہ کہ رو دیا تھا مسلمانونکو اسکی خبر نہین تھی - اور معاصرے کے ایام مین بہت شدت بھی کھینچی تھی - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ تیسری تکبیر کی آواز پر شہر کی بعضے دیوارین بھی منہدم ہوئین - پس دشمنون سے جیسی صلح ہوئی تھی ویسی ہی صلح کی - مصالحت کے بدلے مین جو کثیر مال دستگیر ہوا ابو عبیدہ اسکا خمس نکال کے معہ فتح نامہ عبداللہ بن مسعود کے ہمراہ امیر المومنین فاروق اعظم کی خدمت مین روانہ کیا - اور قبائل عرب سے ایک جماعت کو وہانکی سکونت پر حکم کرکے آپ منتظر تھے کہ امیر المومنین کیطرف سے کیا حکم آتا ہے تاکہ اسکے عمل پیرا ہون - ایسے مین ایک حکمنامہ اس مضمون کا شرف صدور پایا کہ تم وہین رہو - اور نواح شام سے اچھے شجیعون اور جوانمردونکو طلب کرو - جب ایک لشکر فراہم آوے اس نواح کے دوسرے شہرون اور قلعون کی تسخیر پر کمر باندہو - اور خاطر جمع رہو کہ تمہاری مدد پر فوجین روانہ کرنے مین ہرگز قصور نکرونگا - جب یہہ نامہ نامی موصول ہوا ابو عبیدہ نے اسی حکم کے موافق ایک لشکر جمع ہوسے کے بعد عیاذ بن غنم کو جو حضرت کے صحابہ سے تھے حمص کی حکومت پر مقرر کرکے آپ حمص کی طرف کوچ کیا - اور اس نواح کو بھی صلح کی طور پر فتح کیا - اس شرط سے کہ ہر شخص ایک مبلغ معین ہر سال جزیے کے طور پر پہنچایا کرے اور ان کے باغات اور زراعت کی زمین پر خراج بھی مقرر فرمایا - پھر وہان سے شہر سنبر دار کی طرف آئے اور اس کو بھی اسیطرح بیدا پنے قبضہ تصرف مین لاکے وہانسے مقرہ حمص کی طرف مراجعت کی - اب اس شہر کو مقرۃ النعمان کہتے ہین کیونکہ نعمان بن بشیر کو وہانکی حکومت تھی سو اس شہر کو بھی اسیطرح فتح کرکے وہانسے لاذقیہ کی طرف متوجہ ہوے اور اس شہر کے رہنے والون نے لشکر اسلام پر شہر کا دروازہ بند کردیا اس شہر کا دروازہ ایسا بلند اور بڑا تھا کہ اسکے بند کرنے اور کھولنے کے لئے ایک جماعت کثیر کی اعانت ضرور تھی اکیلے دوآدمی سے ہو نہین سکتا تھا غازیان اسلام جب اس حال سے واقف ہوے ایک ایسے مقام پر اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا کہ اس دروازے سے دور واقع تھا - ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ اپنے لشکر کے گرداگرد ایک ایسی عمیق خندق کھودین کہ اسمین سوار کھڑا رہا تو ہرگز ظاہر نہ ہووے - جب ایسی خندق تیار ہوچکی اَلْحَرْبُ خَدْعَۃٌ کے موافق عمل کرکے جدہر سے آئے تھے وہی راہ لی جب تھوڑی راہ ملی ہوئی نزول کیا - جب شام ہوئی اور شہر کے لوگ سوگئے وہانسے مراجعت کرکے اس خندق مین داخل ہوے علی الصباح اس

شہر والون نے دروازہ کھولدیا اور ہر ایک شخص اپنے اپنے کام کے لئے روانہ ہوا - ناگاہ غازیان اسلام اس خندق سے نکل کے داخل شہر ہوے اور اس شہر کو جبراً و قہراً اپنے تصرف مین لایا نصارا ایک قوم جو اس شہر مین سکونت رکھتی تھی بھاگ گئی اور روم کا قصد کیا پھر پشیمان ہوکے اپنا دل وطن سے اٹھا نہ سکے آخر نا چار لوٹ آکے صلح کئے اس شرط پر کہ اپنے اپنے باغات اور زمین آپ پر چھوڑ دین اور اپنے کلیسونکو نہ توڑین اور ہر سال آپسے جزیہ لیا کرین - اہل اسلام صلح قبول کئے پھر عبادبن صامت کی سعی و اہتمام سے اس شہر مین ایک مسجد بنا ہوی - اور روم کی نصارا کی ایک جماعت جو وہان کی سکونت اختیار کی تھی جزیہ دینے پر راضی نہوی اسواسطے ایک گروہ مقتول ہوی اور دوسری گروہ فرار ہوی پھر ابوعبیدہ نے جب وہان کے بندوبست سے فارغ ہوے خالدبن ولید کے ساتھ ایک ٹکڑی دیکے قنسرین کی طرف بھیجا اثنائے راہ مین روم کا ایک لشکر ملا اسکا سردار میناس تھا روم کے عمدگون مین وہ مشہور تھا - اور ہرقل بھی اسی لشکر مین تھا بالفور ہر دو لشکر کا مقابلہ ہوا لشکر کفار کا سردار اور اسکے اکثر سپاہ مارے گئے - اور باقی اہل لشکر منہزم ہوے پھر خالد مظفر و منصور وہان سے آگے بڑہے شہر قنسرین کے دروازے پر آکے لشکر گاہ ٹھہرایا - جب وہان کے لوگ یہ حال دیکھے اپنے شہر کا دروازہ بند کر دئے خالد نے اس شہر کے دروازے کے پاس بلندی پر چڑہکے اس شہر کے سردار کو بلوا کلام کیا اور فرمایا کہ تم کب تک دروازہ بند رکھوگے ہم کو اللہ تعالی کے کرم سے امید قوی ہے کہ بہر صورت ہم کو آتشی شعلون کے مانند تمہارے درمیان پہنچا دیگا یا تم کو اب باران کے مانند ہمارے تک لا دیگا - یہ بات سنتے ہی وے گھبرائے اور دیکھے کہ جیسا حمص والون کے ساتھ مصالحت واقع ہوی ویسی ہی صلح کرے خالد ویسی صلح پر راضی نہوے - اور کہا کہ تمہارے قلعے اور معابد و راہبون کے کلیسے گرا دیوین گے اس شہر کے لوگ عاجز اور لاعلاج ہوکے یہ بات بھی قبول کرکے صلح کئے - پھر خالد نے وہان کے سب مہمات سے فارغ ہوکے ابوعبیدہ کی صوابدید سے لشکر کے تھئے مین تھے کہ رہا کی طرف ہرقل پر جا پہنچین - جب یہ خبر ہرقل کو پہنچی نہایت خوف کھایا اور شہر رہا سے نکل کے قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوا - اور جب شمیساط پر پہنچا چند روز وہین لشکر گاہ ٹھہرایا اور اہل اسلام کے اخلاق و حالات دریافت کیا - لوگون نے کہا کہ محمدیون کی حالت یہ ہے کہ تمام روز با ہتھیار ہوکے میدان شجاعت مین قدم رکھتے ہین اور جنگ و جدال مین داد جوانمردی کی دیتے ہین - اور جب شب آتی ہے محراب عبادت مین آکے قیام کرتے ہین بحکم حدیث رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ کے توکل کا درع پہنے ہوے ہمت کا عمامہ باندہے ہوے اور یقین کا خود اپنے سر پر دہرے ہوے - محراب عبادت مین آکے نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہین - جب مجاہدی کے مقام مین ثابت قدم ہوتے ہین تو مشاہدے کے ابواب ابواب انپر کھلتے ہین تب انبیا و اولیا کی ارواح طیبہ سے توسل کرکے ان بیتون سے مخاطب ہوتے ہین ؎ ای شبہان شتیم

ماخصم برون ؛ نیست قصبی ز دشمن اندرون ؛ گشتن این کار عقل و ہوش نیست ؛ شیر یا ملعن خرہ خرگوش نیست ؛ چونکہ
دا گشتم زنیکار برون ؛ روی آوردم بہ پیکار درون ؛ قد رجعنا من جہاد الاصغر یم ؛ با بتی اندر جہاد الاکبر یم ؛ قوت از حق
خواہیم و توفیق لطاف ؛ تا بسوزن برکنم این کوہ قاف ؛ سہل شیری دانکہ صفہا بشکند ؛ شیر آن باشد کہ خود را بشکند ؛
ہرقل نے کہنے لگا کہ تیرا کلام مطابق واقعہ کے ہوا تو قریب ہے کہ وے لوگ یہ زمین جو میرے پیرون کے نیچے ہے لیوینگے اس
تہیہ سفر کا کرکے قسطنطنیہ کا قصد کیا ، اور ولایت شام کو وداع کرکے کہنے لگا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَهْوَةَ السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْبِلَادُ سَلَامًا لَا اجْتِمَاعَ بَعْدَهُ وَلَا يَعُودُ إِلَيْكَ وَرَمَى إِبْدَا لَا خَائِفًا
جب قسطنطنیہ مین آیا اسکو دار السلطنت ٹھہرایا ۔ اور شام کے بعضے بلاد جو روم کے قریب واقع تھے جیسے اجنادین
اور فحیاریہ اور انطاکیہ وغیرہ کو محکم کیا ۔ اور ہر ایک جگہ کی حفاظت کے لئے ایک لشکر مقرر کیا ۔ ابو عبیدہ نے فرصت غنیمت
جان کے شہر حلب کا محاصرہ کیا ۔ اس شہر کے لوگ امان طلب کرکے صلح کئے ۔ اس صلح کے بعد پھر ابو عبیدہ نے انطاکیہ کی
طرف جاکے شہر کے باہر لشکر گاہ ٹھہرایا ۔ جب اس شہر مین بڑا لشکر فراہم آیا تھا وہان کے لوگ غرہ کرکے جدال و قتال کے
ارادے سے نکلے بعونہ تعالیٰ لشکر اسلام غالب آیا ۔ تب کفار ہزیمت پاکے داخل شہر ہوے اور دروازہ بند کردئے اور یہ امید
رکھتے تھے کہ ہرقل کی طرف سے مدد پہنچیگی آخر جب اس سے بھی مایوس ہوے صلح طلب کئے ۔ ابو عبیدہ نے چند شرطین ایسے
ٹھہرائین اور فرمایا کہ جس نے اسکو قبول کرے شہر مین رہے والا جلائے وطن اختیار کرے ۔ پس ایک طائفہ جلا وطنی اختیار کیا اور دوسرا
گروہ وے شرطین قبول کرکے سکونت اختیار کی پس ابو عبیدہ نے حضرت عمر کے حکم پر لشکر انطاکیہ سے ایک جماعت کو وہان
ساکن کرکے انکو تحفہ جات اور انعامات مقرر فرمایا ۔ اور پیاپے بھیجا کرتے تھے ۔ اور امیر المومنین عمر فاروق کے حکم پر معاویہ کے ساتھ
پانچہزار سوار جرار دیکے قیساریہ کی طرف قسطار پر جو ہرقل کے جانے وہانکی سرداری رکھتا تھا روانہ کیا حالانکہ اس وقت قسطار
کے لشکر مین پچاس ہزار مرد تھے اس کے سوائے انطاکیہ اور اسکے اطراف و نواحی سے بھی بہت سے لوگ آکے اس لشکر کے
ساتھ ملحق ہوے پس اللہ تعالیٰ کی تائید سے وہ جماعت قلیل اس لشکر کثیر پر غالب آئی ۔ اکثر کفار مارے گئے اور باقی ہزیمت پاکے
اور معاویہ نے قیساریہ کی سرداری پر قیام کیا ۔ پھر ابو عبیدہ نے عمرو بن العاص کو ارطبون پر جو ہرقل کے طرف سے اجنادین کا حاکم تھا
روانہ کیا ۔ ارطبون روم کی لغت مین زیرک اور عاقل کو کہتے ہین ۔ جب اس نے بڑی عقل اور دانائی رکھتا تھا اس کو ارطبون کہتے تھے
جب عمرو بن العاص عرب کے بڑے عاقلون سے تھے انہین کو ارطبون کے غنیم ٹھہرایا جب لشکر اسلام اجنادین پر پہنچا ارطبون بھی
ایک لشکر کثیر لیا ہوا شہر سے باہر گیا پھر دونو لشکرین مین بڑا جنگ واقع ہوا کافرونکو شکست فاحش ہوی اور ارطبون بھاگ کے
بیت المقدس مین جاکے پناہ لیا ۔ نقل ہے کہ قیصر کے بعضے امیرون نے جب حمص کے جنگ سے روگردان ہوکے انطاکیہ ہوتے

ان کے پیچھے فتح حمص کی خبر پہنچی اس واقعہ کے سننے سے شہر انطاکیہ باوجود اس کشایش اور وسعت کے ہرقل کی نظر مین حلقہ سیم سے تنگ نظر آنے لگا - اپنے امیرون کو زجر و ملامت کرکے کہنے لگا کہ کھو کہ اعراب تم سرکے بنی آدم ہین یا نہ بولا وہ کہ کہ ہان بنی آدم ہین - پھر پوچھا کہ عدد و شوکت تمہاری زیادہ ہی یا انکی - وہ بولے کہ ہماری - ہرقل سنکے کہنے لگا پھر اور جبھی اس کے تم جوانسے بھاگتے ہین اور مقابلہ کرنہین سکتے ہین اس سے مین بہت عجب کرتا ہون یہ بات سنکے پشیمان ہوئے کمال ندامت سے سر جھکائے - لاکے ہین کہ جب ہرقل نے ولایت شام چھوڑ دیکے قسطنطنیہ کا عزم کیا اس کے مصاحبون سے ایک بوڑھے نے اس سے کہنے لگا کہ تیرے اور عرب کے درمیان بغیر جنگ ہونے کے شام کا ملک مفت اپنا چھوڑ دینا سزاوار نہین بلکہ آئین سلطنت مین بڑا ننگ ہے - اب تدبیر یہی ہی کہ جھلک تیرے لشکر مین ہین ہر ملک کے سردارون اور دلاورون کے ساتھ ایک بڑا لشکر دیکے عرب مین بھیجے تا انسے جنگ کرے اگر ان پر فتح پاوین فہوالمراد - اگر تیرا لشکر مغلوب ہوجاوے ناچار اس وقت ملک شام تو ان پر چھوڑ دیجیو اس صورت مین تیری عقل پر کچھ حرف نہ آویگا اور قاصدون کے پاس تو معذور رہویگا - اس بوڑھے کی نصیحت ہرقل کو پسند آئی بلاشبہ قبول کیا اس کے ممالک کے سردارون سے تین سردار بڑے مشہور اور نامدار تھے پہلا ماہان دوسرا قطار تیسرا دریجان ان تینون کو بھی بلواکے ہر ایک کو سلخ کشیدہ اور جامہ و تاج و کمربند انعام دیا ہر ایک کو لاکھ مرد کا امیر ٹھہرایا - اور تینون لشکر کی امارت ماہان کو دیکے اہل اسلام پر روانہ کیا - جب یہ خبر ابوعبیدہ کو پہنچی اسیوقت لشکر اسلام کے امیرون و سردارون کو حاضر ہونیکا حکم کیا جب تمام جمع ہوے اسباب مین انسے مشورت کی ہر شخص کے خاطر مین جو بات آئی اور مناسب سمجھا ظاہر کیا - یزید بن ابی سفیان نے کہا کہ میری رائے مین یہ بات آتی ہی کہ شام کا ملک جو ہمارے تصرف مین آچکا ہی اور اسلام کے نوجین جو اس کے اطراف و نواحی مین منتشر ہین ان سب کو خطوط اس مضمون کے روانہ کرین کہ وے سب جمع ہوکے ہمارے پاس آوین اور ہم سب اپنے اہل و عیال کو شہر حمص مین چھوڑ دیکے دشمن کا مقابلہ کرین شرحبیل بن حسنہ نے کہا کہ اگرچہ یہ رائے مسلمانون کی بھلائی مین تو نے ظاہر کی ہے لاکن مین مناسب نہین جانتا ہون کیونکہ حمص والون کو رومیون کے ساتھ دین و ملت مین موافقت ہی - اور ہمارے ساتھ مخالفت اس صورت مین اس بات کا بڑا خطر ہے کہ وے رومیون کے ساتھ مل جاکے عہد شکنی کرین گے اور ہمارے زن و طفال کو پکڑکے انکے حوالے کردین گے جب ضرورت کے وقت وے ہمارے ساتھ صلح کئے ہین سو اپنے چندان اعتماد نہ کیا چاہئے - ابوعبیدہ نے کہا کہ حمص والونکو یہ طاقت نہین کہ ہمارے ساتھ ایسا عذر کرین کیونکہ ہماری قوت و شجاعت سے واقف ہین - اور ہمارا خوف ان کے دلمین غالب ہی - لاکن جب تم نے اسکا اندیشہ تبلایا حزم و احتیاط کی رعایت کرتے البتہ اسکو قبول کیا چاہئے - اب مصلحت اسی ہین ہی کہ حمص والونکو ان کے گھرون سے نکالدین - اور ہمارے اہل و عیال کو انہین کے مکانات مین رکھین

اور مسلمانوں کی ایک فوج کو تلے کی حفاظت کے واسطے ان کے پاس چھوڑ دیں۔ شرحبیل نے کہا کہ حمص والوں کے ساتھ ہم نے عہد کیا ہے کہ ان کے وطن مالوف سے نہ نکالیں پھر اب کس طرح عہد توڑیں حالانکہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا اور حدیث شریف میں آیا ہے لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ میری رائے میں یہ بات آتی ہے کہ ہم یہیں رہیں اور امیر المومنین عمر فاروق کی خدمت میں لکھ کے اس حال سے اطلاع دیں تا ہمارے لئے مدد روانہ فرماویں۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ فرصت نہایت تنگ ہے ہمارا قاصد مدینہ پہنچے تک دشمن سر پر پہنچتا ہے۔ میسرہ بن مسروق نے کہا کہ صلاح اسی میں ہے کہ ہم شہر حمص کو چھوڑ دیکے دمشق کے طرف جاویں کیونکہ حمص والوں سے زیادہ اعتماد ہم کو دمشق والوں پر ہے۔ اور وہاں سے امیر المومنین کو خبر دیں تا مدد روانہ کریں۔ اور ہم جنگی سامان کے مہیا کرنے اور لشکر جمع کرنے میں مشغول رہیں۔ اگر لشکر روم پہنچنے کے آگے مدینہ سے مدد آجاوے فبہا والا جو لشکر کہ جمع آیا ہو اسیکو لیکے توکلاً علی اللہ دشمن سے مقابلہ کریں۔ ابو عبیدہ اور سب صحابہ اس رائے کو قبول کئے اور کہے کہ اس سے بہتر تدبیر نہیں ہے سب نے اسپر اتفاق کئے۔ اور ابو عبیدہ نے امیر المومنین کی خدمت میں ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ہرقل نے ایک ایسا لشکر انبوہ جمع کیا ہے کہ ویسا بڑا لشکر ذوالقرنین کے سوائے کسی بادشاہ کے نزدیک فراہم آیا تھا۔ تین لاکھ سوار و پیادوں کو بڑی شوکت و ابہت کے ساتھ ہم پر روانہ کیا ہے۔ اور ہم سب مشورت کے بعد ایک بات پر اتفاق کئے ہیں سو ہمارا قاصد عرض کریگا والسلام یہہ نامہ سفیان بن معقل ازدی کے ہاتھ دے کے مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ اور ابو عبیدہ نے دوسرے روز دمشق کے طرف مراجعت کی جب سفیان مدینہ پہنچا اور ابو عبیدہ کا نامہ امیر المومنین کی خدمت میں پہنچایا۔ جناب خلافت مآب نے وہ مکتوب ملاحظہ فرما کے لشکر دشمن کا احوال دریافت فرمایا سفیان نے جو جانتا تھا بیان کرنے لگا۔ اور ابو عبیدہ شہر حمص سے لشکر اسلام اپنے ہمراہ لے کے جو دمشق کے طرف روانہ ہوے یہہ مذکور بیان کرتے ہی حضرت عمر کے چہرے پر کراہت کے آثار ظاہر ہوے۔ پس ابو عبیدہ کے مکتوب کا جواب ایسا لکھا کہ تمہارے قاصد کے اظہار سے حقیقت معلوم ہوی شہر حمص کو چھوڑ دیکے دمشق کے طرف روانہ ہونا مناسب نہیں تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک شہر نعمتوں کا بھرا ہوا اور قلعہ محکم مسلمانوں کو دیا تھا بلا سبب اسکو چھوڑ دینا سزاوار نہیں تھا۔ لاکن جب اس لشکر کے اہل حل وعقد کی اتفاق سے یہہ کام وقوع میں آیا امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکا انجام خیر پر کرے۔ تمکو چاہئے کہ دشمنوں کی کثرت لشکر کا اندیشہ نکریں۔ فتح و نصرت لشکر کی کثرت اور تدبیر انسانی پر نہیں۔ بلکہ تائید ربانی سے ہوا کرتی ہے ؎ بخت و دولت بکاردانی نیست ؎ جز بتائید آسمانی نیست ؎ چاہئے کہ اپنے دل کو خلق سے منقطع کردیں۔ تائید الٰہی پر تکیہ کریں تا حق سبحانہ تعالیٰ شانہ سب مہمات میں کفایت کرے اور تمام مقاصد برلاوے۔ سفیان بن معقل نے امیر المومنین کا نامہ نامی لیکے روانہ ہوا۔ جب دمشق پہنچا

ابو عبیدہ کی حضور مین پہنچا دیا تب ان کے ساتھ سینتیس ہزار مجاہد جمع آئے تھے پھر مدینہ سے انکی مدد پر تین ہزار غازی آپہنچے اربعین کا عدد کامل ہوا اور ماہان بھی حمص سے ایسا ایک لشکر انبوہ پر شکوہ لے کے نکلا کہ جنگل اور بیابان کفایت نہین کرتا تھا انکی کثرت سے وہ سرزمین تنگ آئی تھی - ساحل کے پاس یرموک کے میدان مین ہر دو فریق ملے - ہر دو لشکر مین ایسا جنگ عظیم واقع ہوا کہ زبان قلم اسکے بیان سے عاجز ہے - خالد بن ولید نے اس روز ایسی جوانمردی کی داد دی کہ کبھی چشم زمانہ نے دیکھا نہین - نصرانیون پر ایسی تیغ رانی کی کہ ساتھ تلوار اس یگانہ روزگار کے ہاتھ مین ٹوٹ گئین - آخر محمدیون نے عیسویون پر غالب آیا امداد ربانی و نصرت آسمانی سے فتح و نصرت پائی لشکر کفار سے ستر ہزار شخص مقتول ہوکے خاک و خون مین غلطان تھے - اور بعضے نصارا نہر یرموک مین غرق ہوے - اور جو باقی رہے مخذول و مقہور ہزیمت پاکے افتان خیزان آپ کو ہرقل کے پاس پہنچایا - بہت سے غنیمت اور سبایا مسلمانون کے ہاتھ آئین کریہ الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ربنا لغفور شکور ہر سون کے ورد زبان ہوی - کمال خوشی و خاطر جمعی سے تقسیم غنایم سے فارغ ہوکے فتحنامہ معہ خمس غنیمت مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا - بعضے مورخون نے یہہ واقعہ اخیر خلافت صدیق اکبر مین مذکور کیا ہے لاکن صحیح بات یہی ہے کہ یہہ جنگ فاروق اعظم کی خلافت مین واقع ہوا - اور محققون نے یہہ تطبیق دی ہے کہ موضع یرموک مین دو بار جنگ ہوا بار اول صدیق اکبر کی اخیر خلافت مین بار ثانی عمر فاروق کے عہد مین واللہ اعلم

پہنچنا رومیون کا شہر حمص پر - نقل ہے کہ ماہان نے ایک لاکھ سپاہ کا لشکر اپنے ہمراہ لے کے انطاکیہ سے نکلا جب تین لین طی کرکے حمص پر پہنچا حمص والون نے جو اہل اسلام سے صلح کی تھی انکو سرزنش کی دے لوگ جوابات معقول دیکے اسکو ملزم کئے پھر ماہان حمص سے آگے روانہ ہوکے موضع یرموک مین اترا اور اسی جگہ کو مناسب جانکے اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا - اور تین امیر جو اسکی اعانت کے لئے مقرر ہوے تھے وے بھی اسکے پیچھے آکے ملحق ہوے جب مسلمانونکو اسبات کی خبر ہوی پریشان خاطر ہوے - ابو عبیدہ نے ایک نامہ لکھکے ایک پیک تیز رفتار کے ہاتھ سے مدینے کے طرف روانہ کیا وہ نامہ مخالفونکی کثرت و شوکت اور مسلمانون کی ضعف و قلت پر متضمن تھا وہ قاصد بہت جلدی سے امیر المومنین کی خدمت مین جا پہنچا فاروق اعظم نے جب وہ مکتوب ملاحظہ کیا اس کے جواب مین کلمات دلپذیر تحریر فرمائین اور ابو عبیدہ کو رومیونکے جنگ پر بہت تحریص دی اور قاصد کو فرمایا کہ ابو عبیدہ کو میرے طرف سے بعد سلام کے یہہ پیام پہنچائے کہ خاطر جمع رہو کہ انشاء اللہ تعالے تم کو رومیون کے ساتھ جنگ واقع ہونیکے آگے مدد روانہ کرونگا پس قاصد کو رخصت دی جب قاصد روانہ ہوا سوید بن صامت انصاری کے ساتھ تین ہزار دلاور رزمکو دیکے روانہ کیا تاریخ عاصم کوفے مین مذکور ہے کہ امیر المومنین کا نامہ پہنچنے کے آگے سوید بن صامت لشکر بہت جلدی سے ابو عبیدہ کی خدمت مین جا پہنچا سب مسلمانونکو بڑی خوشی حاصل ہوی - اور ماہان اپنے امرا سے مشورت

کرکے ابوعبیدہ کے پاس ایک وکیل کو روانہ کیا اور یہہ پیغام بھیجا کہ ہمارے سننے مین آیا ہی کہ اس کے آگے لشکر اسلام کی امارت جس شخص پر مقرر تھی وہ امیر زیور حسب و نسب سے آراستہ اور لباس عقل و شجاعت سے پیراستہ ہی سو ہمکو اسکی ملاقات کی کمال احتیاج و پیش ہے تا ہمارا مقصود اس سے بیان کرین اور تمھارا مطلوب بھی اس سے معلوم کرین ابوعبیدہ نے ماہان کی التماس قبول کرکے حکم کیا کہ دوسرے روز خالد بن ولید اسکے پاس جاوے جب صبح ہوی خالد نے حکم کیا کہ اپنا قبہ حمراجو تین سو دینار سے خرید کیا تھا لیجا کے ماہان کے خیمے کے نزدیک کھڑا کرین جب ویسا ہی اس کو لیجا کے کھڑا کئے اور خالد نے اس مین تشریف رکھی ماہان نے اپنے خیمے سے نکل کے ان کے پاس آیا ان کے پہلے جو بات کی یہی تھی کہ یہہ تمہارا قبہ مجھے نہایت پسند آیا ملتمس یہی ہی کہ مجھکو عنایت کیجئے اور تم جو چاہتے ہو سو میر سے لیجئے خالد نے یہہ بات سنکے فرمایا کہ مجھے تیرے مال و زر کی کچھہ احتیاج نہین ہی۔ یہہ قبہ مطلوب ہو تو لیجئے کہتے ہین کہ ماہان کو ان بات سے خالد کی تالیف کرنی مقصود تھی۔ اور بعض تواریخ مین مذکور ہے کہ ماہان بڑے تجمل سے اپنے خیمے مین بیٹھ کے خالد کو بلوایا جب خالد پراسکی نظر پڑی تعظیم کیلئے اٹھا اور انکی دلجوئی مین چند باتین کرکے کہنے لگا کہ اگر اس جنگ سے تمہارا مقصود تحصیل مال ہی تو ہم نے قبول کیا کہ دائی ولات عرب لیعنے عمر بن الخطاب کو ہم ہر سال دو ہزار دینار اور ابوعبیدہ کو پانچ ہزار دینار دیتے ہین اور تمہارے سپاہ مین جو عمدہ ہون ان سے سو شخص کو لاکھ دینار پہنچاتے ہین شرط یہی ہے کہ تم ہمارے ملک سے چلا جاوین جب ماہان اپنا کلام تمام کیا خالد بن ولید نے ایسے کلمات مسجع اپنی زبان گوہر فشان پر لائین کہ ماہان حیران ہوا کہنے لگے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ فتنے اور شناعت کی غبار جو بلند ہوی ہے بیٹھ جاوے اور پایہ دوستی اور مصالحت کا مستحکم ہو جاوے تو چاہئے کہ تم اسلام لاوین اگر تم کو ان بات کی توفیق رفیق نہ ہووے اور تم اپنے مال اور اہل و عیال کو بچانا چاہتے ہو تو جزیہ قبول کرین والا تمہارے ہمارے درمیان تیغ چلنی مقرر ہے ماہان کہنے لگا کہ ای خالد اہل روم اپنے دین سے ہاز نہ آوین گے اور جزیہ دینا بھی اہانت و ذلت کا سبب جان کے قبول نہ کرین گے ہمکو قتال و جدال سے نہ ڈرائیے تم دیکھتے ہو کہ ہمارا ایسا بڑا لشکر جنگ پر ہی تیار ہے خالد نے یہہ بات سنکے اسکی مجلس سے اٹھے اور اپنے لشکر گاہ مین آکے جو باتین چلی تھین ابوعبیدہ کی خدمت مین ظاہر کردین۔ کہتے ہین کہ ماہان ہرقل کے نام ایک مکتوب اس مضمون کا روانہ کیا کہ جب ہم نے نہر یرموک پر اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا عرب کا لشکر بھی وہین آکے نزول کیا امرائے اسلام سے خالد بن ولید کو کہ جسکی تعریف و توصیف تم نے سنی ہی ہم نے بلوایا اور مال و زر کی بہت کچھ طمع انکو دلائی یہہ بات کچھ فائدہ مندی نہ پہنچا لشکر کی کثرت و شوکت سے ڈرایا یہہ بات بھی مفید نہ پڑی ہم دیکھتے ہین کہ عرب ہمارا استیصال پر کمر باندھے ہین اپنی موت پر تیار ہو کے سوائے جنگ و جدال کے کچھہ نہین چاہتے ہین اب فلان روز جنگ سلطانی مقرر ہوا ہی لاکن ایک شب مین نے یہہ خواب دیکھا ہے کہ کسی نے مجھے خطاب کرکے کہا ہی کہ ای ماہان ہرگز لشکر عرب کے ساتھ جنگ نہ کیجئے اگر تو جنگ کریگا شکست فاش ہوگی اور

تو ہمارا جاویگا اس وحشت ناک خواب سے مین نے بہت مشوش ہوا جب بیدار ہوا سمجھا کہ یہہ خواب اضغاث احلام سے ہے
اب میری خاطر مین یہہ بات آتی ہے کہ تو اپنے خزانے استنبول کو روانہ کردیکے آپ انطاکیہ مین توقف کرسنے تا کہ مین کہ یہ وہ غیب سے
کیا ظہور مین آتا ہے۔ **نقل** ہے کہ جب جنگ کا روز قریب پہنچا بطارقہ روم سے ایک شخص نے ماہان سے کہنے لگا کہ مین نے کل کی
شب ایک خواب دیکھا ہون نصیحت ہے تو تقریر کرتا ہون ماہان نے کہا کہ بیان کیجئے اسنے کہنے لگا کہ خواب مین ایسا دیکھا ہون
کہ لوگ سفید لباس پہرے ہوے اور ہتھیار باندہے ہوے آسمان سے زمین پر آتے ہین اور ہمارے ہاتھونکو باندہکے ہمارے
نیزون سے سنان نکالتے ہین اور ہمارے تلوار ونکو نیام سے نکال کے توڑتے ہین اور ہم کو ہر طرف ہانکتے ہین اور ہم کو کہتے
ہین کہ بھاگو والا سب کے سب ہلاک ہوجاوگے ناچار ہم نے بھاگنے لگے اور اس بھاگنے مین بعضے گر پڑے اور بعضونکی ایسی حالت
ہوئی کہ قدم نہین اٹھا سکتے تھے اور ہمارے سپاہ کی جماعتین جوق جوق حاضر ہوتین اور اسیوقت ایسے غایب ہوجاتین کہ
پھر نظر نہین آتی تھین اسی ہزیمت کی حالت مین مین اپنے خواب سے چونک پڑا ماہان یہہ خواب سنتے ہی بہت ہی ملول اور دل تنگ
ہوکے کہنے لگا کہ اسی منحوس نیری آنکھین راحت نہ دیکھین تو نے اپنے خواب سے مجھے ناخوش اور پریشان خاطر کردیا تو جو خواب
مین دیکھا ہے کہ بعضے گر پڑے اور بعض کھڑا رہگئے اب جانئے کہ وے سب کے سب مارے جائین گے میری آرزو یہی ہے کہ سب کے اول تمہارا
جاوے کیونکہ تو نے ہم کو ہلاکت کی خبر دی سمجھتے ہین کہ ابو عبیدہ بھی ایک ایسا خواب دیکھا کہ کافرونکی شکست اور مسلمانون
کے غلبے پر دلالت کرتا تھا۔ **مسلمانون اور روم کے ترسایون کا جنگ** جب دوسرا روز آیا ماہان نے
اپنا لشکر تیار کرکے میدان مین آیا اور اپنے لشکر کے بیس صفین بنائین ہر صف مین بیس ہزار سوار تھے ہر صف مین ایک ایک بطریق
کو مقرر کیا تا ان کو جنگ پر تحریص کرے اور میمنہ پر قناطرہ اور جرجین کو اور میسرہ پر علقمہ بن منذر کو کھڑا کیا اور آپ ایک سرخ
تاج سر پر رکھا ہوا اور ایک بکتر پہنا ہوا اور اسکے نیچے دیبائے زرد بغت کھینچا ہوا اور ایک شمشیر کہ جس کی دوال جواہر قیمتی سے
بنی گئی تھی حمائل کیا ہوا اور ایک سفید گھوڑے پر کہ جس کی زین ولجام در و یاقوت سے بنای ہوئی تھی سوار ہوکے صفون کے
آگے کھڑا رہا مسلمانون نے لشکر روم کی یہہ آراستگی دیکھکے تعجب کرنے لگے اور ابو عبیدہ بھی لشکر اسلام کو نظم تمام
کو تیار کرکے اس کے مقابل کیا میمنہ پر عمرو بن عاص اور یزید بن ابی سفیان کو اور میسرہ پر معاذ بن جبل اور سوید بن صامت
انصاری کو مقرر فرمایا اور میمنہ کے بازو پر شرحبیل بن حسنہ کو اور میسرہ کے بازو پر سعد بن عامر کو مدد کے واسطے کھڑا
کیا اور سعید بن زید بن عمر ثقفی کو حکم کیا کہ چہار ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکے کمین گاہ مین رہے اور آپ قلب لشکر مین کھڑا رہکے یہہ حکم کیا کہ سب
سوار خالد بن ولید کے صوابدید سے تجاوز نکرین اور پیادے ہاشم بن اتباع بن ابی وقاص کے حکم مین رہین پس جب صفین
آراستہ ہوین غازیان اسلام اپنی جان عزیز سے ہاتھ اٹھاکے درجہ شہادت کے مشتاق ہوکے آہستہ آہستہ مخالفون کی طرف

چلنے لگے جب چند قدم طی کئے صلاح وقت اسی مین دیکھے کہ توقف کرین خالد بن ولید نے سوار دکو فرمایا کہ سب
خاموش رہو ایک دوسرے سے بات نہ کرو اور جب تک مین رخصت مذوں دشمنون پر حملہ نہ لاو - رومی کے پیادے
اپنے جھنڈون پر چلیپہ لکڑیان باندھے ہوے اپنے مقام سے جنبش مین آئے نصاریکے عالمون اور راہبون نے انجیل
پڑھنے اور اپنے لوگون کو قتال وجدال پر ترغیب دینے لگے ان کے بڑھنے کی آواز رعد کی آواز کے مانند آنے لگی اس اثنا
مین عرب کا ایک شخص جو مرتد ہو کے دین ترسائی اختیار کیا تھا میدان مین آکے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑا رہا اور چند
بیہودہ باتین اپنی زبان پر لاکے جنگ پر بلایا تب مسلمانون سے کئی شخص چاہے کہ کوی اس سے جاکے جنگ کرے لاکن
خالد مانع ہوے آخر قیس بن ہبیرہ کو رخصت دی تب قیس نے اپنا گھوڑا کدا کے میدان مین آیا - اور ایک شمشیر کا وار اس کے
سر پر کر کے اسکو گھوڑے سے گرایا اور اسی وقت اس کا سر کاٹ کے نیزے پر چڑھایا یہ صورت جو شروع جنگ مین ظاہر
ہوی سب اہل روم تنگدل اور اہل اسلام خوشدل ہوے اور ایسے مین خالد بن ولید کے حکم سے شجیان اسلام کی ایک
ٹکڑی نے لشکر روم پر تاخت لاکے انکی صفون کو درہم و برہم کر دیا اس حملے مین کافرون سے ایکہزار شخص کے قریب مارے گئے
اسکے بعد رومیون کی ایک فوج موت پر تیار ہو کے کوہ آہن کے مانند حرکت مین آئے مسلمانون کے قلب لشکر مین گرنے کا خیال
کئے تب خالد بن ولید نے ابو عبیدہ کے حکم سے دس ہزار سوار کے ساتھ کہ شجاعت مین جنکا نظیر نہین تھا معرکے مین قدم رکھا
اور ایسی جانمردی کی کہ اس فوج سے ایک شخص باقی نہ رہا ایک حملے مین سب کو قعر دوزخ کے طرف روانہ کیا اہل روم یہ حالت
دیکھ کے بہت گھبرائے اور ان کے لشکر مین بڑا ہی خلل واقع ہوا جب سے جنگ کے چارہ نہین تھا ناچار میدان مین ثابت
قدم ہوے اور لشکر اسلام پر تیر برسانے لگے ناگاہ ایک تیر مالک بن حارث کی آنکھ پر پہنچکے پلک کو پھاڑ دی - مالک نے
نہایت غضب مین آیا شمشیر انتقام اسیوقت نیام سے کھینچ کے اپنے سر پر ڈھال کا آسرا کئے ہوے اپنے گھوڑے کو لشکر
کفار پر ہانکا ایک ہی حملے مین کئی کفار کو جو بڑی جانمردی سے شہور تھے مار کے زمین پر گرایا اور یزید بن ابی سفیان اور عمر
بن عاص بھی متواتر حملے کر کے بہت سے مخالفون کو قتل کئے اس اثنا مین عکرمہ بن ابی جہل کہ شجاعت اور مردانگی مین
ممتاز تھے اپنے گھوڑے کو پی کر کے پیادہ ہوے اور دشمنون کے لشکر کی طرف دوڑنے لگے خالد بن ولید نے کہا کہ ہرگز
پیادہ جنگ پر نجائے اور آپ کو ورطہ ہلاکت مین نڈالئے تا تمہاری موت سے غازیان اسلام کی خاطر پریشان نہو - عکرمہ نے
کہا کہ جاہلیت کے ایام مین میرے کئی حرکات ناشایستہ وجود مین آئی ہین اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کئی بار میرے رنجیدہ ہوے ہین سو چاہتا ہون کہ آج کے روز ایسے سخت کام پر اقدام کرون کہ میرے گناہون کی بخشش کا
سبب ہو بس یہ کہکے لشکر کفار پر جا گرے اور بہت سے رومیون کو داخل جہنم کیا آخر جام شہادت نوش فرمایا جب عکرمہ

شہادت ہوی مجاہدون نے جنگ وجہاد مین بڑی کوشش بجالائی دشمنونکو انکی جاے سے ہٹاکے نہر یرموک تک پہنچا دیا۔ رومیون سے بہت سے لوگ جان بچانے کے لئے جب اس نہر مین گرے وہین مرکے قعر دوزخ مین پہنچ گئے۔ تب ماہان نے بہت ہی مضطر ہوکے ہر ہر بطریق کا نام لے کے پکار کے کہنے لگا کہ سب کے سب ایکبار حملہ کرو کہ لشکر عرب کو انکی جگہہ سے سرکا دین تب اسکے لشکر سے تین لکھ یان جو دلیری مین بڑے نامور تھین لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوکے بڑی جد وکوشش سے کئی قدم ان کو پیچھے ہٹائین تب خالد بن ولید اور دوسرے سرداروں نے غازیونکو تسلی دیکے کہنے لگے کہ لشکر کفار مین جو بڑے بڑے دلاور تھے اور ماہان انکی جو امردی پر غرہ کر رہا تھا وے سب کے سب مارے گئے اور بعضے پانی مین ڈوب کے موے اور جو لوگ کہ باقی رہے ہین وے بھی نیم جان ہوگئے ہین سوانکا وجود محسوب نہین تم انکا کچھ پروا نہ کرو سب کے سب ہیئات اجماعی سے ان پر ایکبار حملہ لاؤ امید قوی ہے کہ اللہ تعالی ہمکو فتح ونصرت دیویگا یہ باتین سنتے ہی غازیان اسلام کو ایک تازگی آگئی اور انکے دلونمین ایک تسکین وشجاعت حاصل ہوی سب کے سب ایکبار ایسا حملہ کئے کہ رومیون نے بھاگنے لگے اہل اسلام انکا پیچھا کرکے صبح سے شام تک ایسا قتل عام کئے کہ ہزارون کافر مارے گئے۔

نقل ہے کہ رومیون سے اس روز کے سمر کے مین ستر ہزار مرد مقتول ہوکے پڑے تھے اور ماہان بھی مرا ہوا پڑا تھا ہر چند جستجو کئے اس کے ناپاک جسد پر کہین زخم نہ پائے غنیمت کا مال واسباب کہ جسکا حساب ہو سکتا تھا مسلمانونکے ہاتھ آیا مسلمانونکے ہاتھ آیا سلطنہ نہوا کہ وہ خیمہ سرخ جو ماہان خالد سے لیا تھا کس کے ہاتھ لگا جب یہ فتح عظیم ودوسری فتوحات کے علاوہ ہوی ابوعبیدہ نے غنیمت کا خمس فتحنامے کے ساتھ مدینہ طیبہ کے طرف بھیجا جب قاصد نے وہ مکتوب فاروق اعظم کی خدمت مین پہنچایا بہت ہی خوش ہوے جناب خلافت مآب اور دوسرے اکابر اصحاب جو حاضر مجلس تھے خوشی سے ایسا تکبیر کہنے لگے کہ اونکی آواز فلک الافلاک تک پہنچی شکر الہی بجالائے اور مجاہدون کے حق مین دعاے خیر کئے

مسلمانون کا غلبہ اور ہرقل کا رجوع قسطنطنیہ طرف ۔ کہتے ہین کہ لشکر روم سے تھوڑے لوگ جو یرموک سے بھاگے ہوے تھے انسے ایک شخص جو ہرقل کے دربار مین آپہنچا عمو یہ والون سے ایک مرد تھا ہرقل کی نظر اس پر پڑتے ہی اس سے پوچھنے لگا کہ لشکر کی کیا خبر ہے اس نے جواب دیا کہ لوگ منہزم ہوے قیصر نے پوچھا کہ کونسے لوگ اس نے کہا کہ ہمارے لوگ قیصر نے اسبات سے تغافل کرکے پھر دریافت کی کہ ہمارے لوگ کیا لشکر عرب کو ہزیمت دئے یا لشکر عرب سے ہمارے لوگ ہزیمت پائے اس وقت اس شخص پر اتنی دہشت غالب آئی تھی کہ قیصر کے جواب مین کچھ کہہ سکتا تھا تب دربار مین جو لوگ کھڑے ہوے تھے ہرقل نے انکو خطاب کرکے کہا کہ یہ شخص گھبرایا ہوا ہے اسلئے بات کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہے اسواسطے دوسرے ایسے شخص کو میرے نزدیک لاؤ کہ وہ کلام کرسکے اور اسکے قول پر اعتماد ہے سرہنگون نے قیصر کی مجلس سے نکل کے

اپنے لشکر سے جو لوگ ہزیمت پاکے آرہے تھے ان کے استقبال گئے کیا دیکھتے ہین کہ ایک جماعت نہایت مضطر پریشان ولرزان آرہی ہے سرہنگون نے انسے پوچھا کہ ہان اور دوسرے سردار وغیرہ کیا خبر ہے انھون نے جواب دیا کہ سب بطارقہ مارے گئے یہ بات سنکے سرہنگون نے ہرقل کے پاس آکے حقیقت حال بیان کی قیصر بیقراری آغاز کیا اور کہنے لگا یہ کیا خبر ہے جو تم کہتے ہو مین ایسے شخص کو چاہتا ہون کہ جنگ کے حالات تفصیل سے بیان کرے تب اس کے مقربون نے جرجہ نامی عرب کو جو عرب کے سے بھاگ گیا تھا اور سب حالات پر اطلاع رکھتا تھا حاضر کیا قیصر نے اس سے پوچھا کہ لشکر کی کیا حالت تھی بیان کر۔ کہا کہ اس سے کچھ بدتر خبر نہین ہے۔ تب ہرقل نے ان ایرد نکا حال پوچھنے لگا جو اطراف وجوانب سے جمع آکے لشکر عرب کے کینے پر کمر باندھے تھے۔ وہ جس جس کا نام لیتا تھا وہ کہتا تھا مارا گیا۔ وہ جس جس کا نام لے کے پوچھا انسے کوئی باقی نرہا۔ تب ہرقل نے اس سے پوچھا کہ کیا تو حریمہ ہے اس نے کہا ہان۔ قیصر نے کہا کیا تجھکو وہ بات یاد ہی کہ محمد عربی کا نامہ نامی پہنچا تھا اور اپنا دین قبول کرنیکے باب مین انھون نے مجھے دعوت کی تھی مین چھتا تھا کہ انکی متابعت کرون تب سب سے آگے تو ہی مجھپر انکار کیا اس نے کہا کہ ہان۔ تب قیصر نے غصہ ہوکے حکم کیا کہ خزیمہ کو قتل کرو اسیوقت اسکا سر تن سے جدا کردے۔ جب قیصر نے دیکھا کہ اب ملک شام مین رہنا مناسب نہین اپنے خواص کو ہمراہ لے کے ایک کوہ بلند پر ہوا انطاکیہ کے قریب تھا چڑھا اور بڑی حسرت سے اس ملک پر نظر کرکے بلند آواز سے رو دیا اور بکمال درد سے کہنے لگا السلام علیک ایہا الارض المقدسۃ سلام ہو تجھ پر ای زمین پاک۔ اور سلام ہو تجھ پر اے زمین پر خیر و برکت۔ اور سلام ہو تجھ پر ای بہشت دنیا یہ سلام وداع کرنے والے کا ہی کہ جس کو پھر رجوع کی امید نہین ایسا کلام درد انگیز اپنی زبان پر لاکے بڑی جلدی سے قسطنطنیہ طرف روانہ ہوا۔ **یرموک کے جنگ مین ساٹھ غازیان اسلام ساٹھ ہزار کفار روم سے مقابلہ کرکے فتح پائی** محققین ارباب سیر و تواریخ کے پاس ثابت ہے کہ یرموک کے مقام پر دو بار جنگ عظیم ہوا جنگ اول سے جنگ دوم اعظم ہے بار اول ابوبکر صدیق کی خلافت مین۔ بار ثانی عمر فاروق کی خلافت مین۔ دوسرے بار کا جنگ پی در پی کئی روز واقع ہوا آخر اللہ تعالی نے مسلمانونکو ہی کافرون پر غالب کیا۔ اور صحابہ کرام سے دلیری اور جانفروشی کے ایسے کرشمے ظہور مین آئے کہ کبھی چشم زمانہ دیکھے نہین اور ایسا واقعہ عظیمہ کوئی سنا نہین۔ کہتے ہین کہ جب جبلہ نے جنگ قنسرین سے شکست فاحش کھاکے بھاگ کے ہرقل کے پاس گیا تب ہرقل نے اپنے ملک کے حاکم جو ہے باہان کو جو برمن کا بادشاہ تھا پسند کرکے اسکے ہمراہ لشکر انبوہ دیا اور جبلہ کو بھی نوازش وغیرہ دیکے مع عرب متنصرہ باہان کے ہمراہ کیا اور وے عرب متنصرہ ساٹھ ہزار سوار تک تھے جبلہ کا لشکر مقدمۃ الجیش تھا جب یہ ہر دو لشکر مقام یرموک پر آکے اترے لوگ اس کو دیکھ کے حیرت کرنے لگے عرض وطول مین چھے فرسخ تک انہین سے بھر گیا لشکر اسلام ۶۰۰۰۰

بھی اسی مقام پر آکے نزول کیا۔ فریقین کے درمیان تین فرسخ کا میدان جنگ کے واسطے خالی تھا۔
جب حضرت ابوعبیدہ کی نظر دشمنوں کی کثرت پر پڑی کہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ہرقل نے ایک ایلچی کو
باہان کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اول ابوعبیدہ سے صلح کا پیام کرے کہ جابیہ سے حجاز تک جو ملک ہے
انہین کے قبضے مین رہے۔ باہان نے جرجیر کو ابوعبیدہ کی خدمت مین روانہ کیا یہہ پیام انکے پاس مقبول
نہوا۔ پھر باہان نے جبلہ کو انکے پاس روانہ کیا ابوعبیدہ نے اسکا کہا بھی نہ مانا پھر وہ بھی مایوس ہوکے
اپنے لشکر کی طرف چلا گیا۔ پس جناب خالد نے حضرت ابوعبیدہ سے گذارش کی کہ جبلہ کے ساتھ عرب متنصرہ
سے ساٹھ ہزار سوار ہین اور ہمارے تیس ہزار۔ اب مین چاہتا ہون کہ لشکر اسلام سے تیس جانمردون کو
چن لون اور اس ساٹھ ہزار سے مقابلہ کردون تا نصرت ربانی جو مسلمانونکی یار رہے ظاہر ہو۔ اور اگر اس حملے
مین جبلہ مارا جاوے باہان کے لشکر پر ہمارا رعب پڑ جائیگا۔ یہہ بات سنکے سب کے سب حیران ہوگئے
ابوسفیان نے جناب خالد سے کہنے لگا ای ابا سلیمان اس صورت مین ایک مسلمان دو ہزار کافر کے مقابل
ہوتا ہے۔ میری رائے یہہ ہے کہ ساٹھ غازیون کو چن لین تا ایک دن ایکہزار کافر کے مقابل ہو۔ جناب
ابوعبیدہ بھی اس رائے کو پسند کی۔ تب خالد نے ساٹھ جانمردونکو انتخاب کیا ان مین اکثر صحابہ انصار سے
تھے۔ ابوعبیدہ نے حکم کیا کہ آجکی شب تم اپنا ساز و سامان مہیا کرلو۔ کل علی الصباح توکلا علی اللہ جنگ
آغاز کرلو۔ پس وے ساٹھ مجاہدین اسباب جنگی مہیا کرلئے اور تمام شب ذکر و تسبیح عبادت و ریاضت
اور حیا و نفس مین بسر لے گئے۔ کہتے ہین کہ جب ضرار اپنے خیمے مین باہتھیار اور اپنی بہن خولہ کو رخصت
کی خولہ نے کہا کہ ای بھائی آج تمہاری رخصت مجھے ایسی معلوم ہوتی ہے کہ پھر ملنے کی امید نھو ضرار نے
سب احوال ظاہر کیا۔ خولہ رونے لگین اور کہا کہ اے بھائی جب کوئی مصیبت تمہارے نزدیک ہو خولہ
بھی تم سے جدا نہووے گی اپنی جان کو راہ خدا مین صرف کرنیکی اب تم اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل
کرنیکے لئے دشمن خدا کی طرف جاؤ۔ پس ابوعبیدہ نے سب مسلمانونکو ہمراہ لیکے نماز صبح ادا کی جب نماز سے
فراغت حاصل ہوی سب مجاہدین گھوڑے پر سوار ہوے۔ ابوعبیدہ سب کے پیچھے تھے اور انکے ایک
طرف زبیر بن العوام اور ان کے ساتھ ان کی زوجہ اسماء بنت ابی بکر صدیق تھین۔ اور دوسری طرف
عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق تھے اور بی بی اسماء نے انکی سلامتی کے لئے دعا کی اور اپنے برادر عبدالرحمن

سے کہا کہ ای بھائی یہ زبیر بن العوام رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پھپی کے بیٹے ہین حملہ کرنیکے وقت تم ان سے جدا نہو اور حتی المقدور انکی حفاظت مین کوشش کرو۔ القصہ جناب خالد اس فوج کے درمیان تھے پس سبکو ہمراہ لئے ہوے میدان مین آئے۔ جبلہ نے جب انکو دور سے دیکھا یہ گمان کیا کہ یہ لوگ جو تھوڑے ہین ہماری کثرت سے گھبرا کے مصالحہ کرنے کے لئے آتے ہین۔ جب نزدیک ہوے خالد نے آگے بڑہے اور پکارا کہ ای صلیب پرستو اب میدان مین آؤ اور جنگ کرو جبلہ حیران ہوگیا اور سمجھا کہ یہ لڑائی کے لئے آئے ہین ان سے کوی ہمارے ہاتھ سے نہ بچیگا۔ پس ہر دو جانب سے نیزہ بازی اور شمشیر زنی آغاز ہوی جب لڑائی گرم ہوی **خالد** اپنے گھوڑے سے اترے اور **مرقال** بن ہاشم بھی پیادہ ہوگئے کافرون نے انکو گھیر لیا ہر دو دے پہلوان شیر کے مانند حملے کرتے تھے ایک ایک حملے مین کئی کافر مارے جاتے **زبیر** بن العوام اور **فضل** بن عباس ان دونون سے دشمنونکو دور کرتے اور انکو بچانے مین مصروف تھے فضل بن عباس پکار کے کہتے تھے۔ کہ ای کفار دور ہو جاؤ اصحاب سے مین شہزادہ ابن عم رسول اللہ ہون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر خالد اور مرقال کے ہاتھ سے جو بہت سے کفار مقتول ہوے انکے دو گھوڑے جو بہتر تھے ان پر دے ہر دو سوار ہوگئے اور دشمنون کو قتل کرنے لگے تائید ربانی نے عجب کرشمہ دکھلائی کہ خالد کے کوئی مقابل نہین ہوسکتا تھا **عبادہ** بن الصامت سے منقول ہے کہ فضل بن عباس جب حملات شروع کئے مین شمار کر رہا تھا کہ بیس حملے کئے ہر ہر حملے مین ایک سوار کو قتل کرتے تھے۔ غرض صبح سے غروب آفتاب تک جنگ ہوا آخر جبلہ کا لشکر تاب نہ لاسکے بھاگنے لگا اور صحابہ کرام آواز بلند سے کہنے لگے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر جناب خالد جو دشمن کے لشکر مین دہس گئے دیر ہوئی کہ نظر نہ آئے مسلمانونکو ان کے مارے جانیکا گمان ہوا سو بڑا قلق و اضطراب تھا خصوصاً حضرت ابو عبیدہ بہت مضطر ہوگئے تھے اور ابو سفیان انکو اطمینان دے رہے تھے ایسے مین خالد وسط معرکے سے باہر آئے اور بہت تشنہ تھے ابو عبیدہ اور مسلمان انکو دیکھ کے شکر الٰہی بجالایا خالد نے اپنے ساتھیونکو تلاش کرکے دیکھا تو بیس مجاہد نظر آئے اور باقی گم تھے خالد کو ان کا بڑا ہی درد لاحق ہوا سو اپنے منہہ پر آپ طمانچے مارتے اور کہتے تھے تو نے مسلمانونکو ہلاک کیا قیامت کے دن بارگاہ الٰہی مین کیا عذر لائیگا۔ ابو عبیدہ نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے خالد نے کہا ای سردار کہ چالیس مجاہد گم ہین۔ انا انجملہ زبیر بن العوام اور فضل بن عباس اور جابر اور ایوب اور فلان فلان ابو عبیدہ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پس مشعلین روشن کرکے لڑائی کی جگہ مین ڈھونڈنے لگے دیکھتے کیا ہین کہ جبلہ کے لشکر والے قوم غسان سے پانچہزار کافر مارے پڑے ہین۔ اور صحابہ سے دس آدمی شہید ہوے ہین۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ احتمال ہے کہ باقی اصحاب قیدی ہے

یا دشمنوں کا بھیجا کیا ہی پس یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ امْنُنْ عَلَیْنَا بِالْفَرَجِ وَلَا تَفْجَعْنَا بِابْنِ عَمَّةِ نَبِیِّكَ وَلَا بِابْنِ عَمَّةِ الْفَضْلِ ترجمہ یعنے اللہ احسان کر تو ہمپر کشود کارے اور نہ غمگین کر ہم کو تیرے نبی کے پھپھی بہائی اور چچیرے بھائی کے سبب - پھر ابو عبیدہ نے فرمایا کہ ای مسلمانو کون ہی تم سے کہ دشمن کے قدموں کی نشانی کا بھیجا کرے اور اپنے بھائیونکی خبر لاوے اللہ تعالیٰ سے بڑے ثواب کا مستحق ہووے جناب خالد نے کہنے لگا کہ مین جاتا ہون ابو عبیدہ نے کہا کہ تم یہ کام مت کرو کہ آج بہت تھکے اور مشقت اٹھائے خالد نے کہا واللہ مین ضرور جاؤنگا - پھر اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیکے جازم بن جبیر کے گھوڑے پر سوار ہووے اس گھوڑے کا نام ہرطال تھا تیز روی مین مارے سے باتین کر رہا تھا - اور خالد کے ساتھ مسلمانونکی ایک جماعت بھی نکلی بہت دور نہین چلے کہ آواز تکبیر و تہلیل کی آنے لگی خالد بھی تکبیر و تہلیل سے اسکا جواب دیا پس دیکھا کہ جماعت غازیونکی لوٹ آتی ہے انکے آگے زبیر بن العوام اور فضل بن عباس اور مرقال بن ہاشم تھے جب خالد نے انکو دیکھا سلام کیا اور مرحبا کہا اور پوچھا کیا حال ہی تمہارا انہون نے کہا کہ ہم سے چند لوگ قیدی ہوگئے سو انکی رہائی کے ارادے سے ہم نے دشمنونکا بھیجا کیا لاکن انکا پتا نہ ملا اغلب ہے کہ وے مارے گئے جناب خالد نے فرمایا کہ وے مارے گئے نہین بلاشک قید کئے گئے ہین زبیر بن العوام نے پوچھا کہ یہ بات تم کو کیونکر معلوم ہوی - خالد نے کہا کہ ہم جنگ کے میدان مین تلاش کر کے دیکھا تو دس آدمی سے زیادہ کسی کو مقتول نہ پایا اور ہم بیس ہین اور تم پچیس اور پانچ شخص قیدی ہوگئے ہین وے پانچ قیدی یہی ہین رافع بن عمیر الطائی اور ضرار بن الازور - اور ربیعہ بن عامر - اور عاصم بن عمر - اور یزید بن ابی سفیان - پس یہ معاملہ مسلمانون پر سخت گذرا - جناب ابو عبیدہ نے اپنے گھوڑے کی زین پر سجدہ کیا خالد نے کہا ای مسلمانو واللہ مین نے اپنی جان کو خرچ کیا لاکن مجھے شہادت روزی نہوی - پانچ آدمی جو تم سے اسیر ہوگئے ہین انشاء اللہ تعالیٰ انکی رہائی میرے ہاتھ پر ہے پس سب مسلمان وہ رات بہت خوشی اور شکر و سپاس الٰہی مین گذرانے اور مشرکین بہت ہی درد و غم مین رہے - اور باہان نے جبلہ کو بلوا کے لڑائی کا حال دریافت کیا جبلہ کہنے لگا اے بادشاہ ہم نے صبح سے شام تک لڑتے رہے جب رات آئی یکبیک پکارنے والے نے پکارا تو ہم سب متفرق ہوگئے اور بہت لوگ مارے گئے مسلمانون کو تائید غیب سے پہنچتے ہی آسمان کا معبود ان کو غلبہ دیتا ہے اگر ایسا نہوتا انکے ساتھ آدمی ہمارے ساٹھ ہزار کے مقابلہ نکر سکتے - باہان یہہ سنکے کہنے لگا قسم ہے صلیب کی مین کل ان سے مقابلہ کرونگا اور ان پر سخت حملے کر کے شکست دونگا

نامہ روانہ کرنا ابوعبیدہ بن الجراح کا مقام یرموک سے خدمت مین امیرالمومنین عمر فاروق کے

روایت ہی کہ ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین ایک نامہ لکھا اور عبداللہ بن قرط کے ہاتھ دیکے روانہ کیا۔ عبداللہ بن قرط کہتے ہین کہ مین نے ذیحجہ کی تیرہوین جمعے کے دن عصر کے بعد یرموک سے سوار ہوکے نکلا۔ دوسرے جمعہ کو مدینہ طیبہ جا پہنچا۔ مسجد نبوی لوگون سے معمور تھی مین نے اپنی اونٹنی کو باب جبرئیل پر بٹھلایا اور روضہ مبارک مین آیا اور حضرت کی مرقد مطہر اور صدیق اکبر پر سلام کیا۔ سب مسلمان مجھ کو دیکھکر خوشی سے شور کرنے لگے۔ عمر فاروق کی دست بوسی کی اور جناب ابوعبیدہ کا نامہ پہنچا دیا۔ اکابر صحابہ سے دس آدمی کی شہادت اور پانچ کا قید جب اسمین لکھا تھا اسکو دیکھتے ہی عمر فاروق کا رنگ بدل گیا۔ حضار صحابہ نے مضطر ہوکے کہا ای امیرالمومنین ہمارے بھائیون کے احوال سے ہمکو آگاہ کیجئے۔ تب فاروق اعظم نے منبر پر سوار ہوے اور وہ نامہ پڑھکر سنا دیا اسکا مضمون سنتے ہی سب صحابہ رونے اور کہنے لگے ای امیرالمومنین ہمارے بھائیونکی مدد کیجئے

راوی کہتا ہے کہ جناب خلافت مآب نے پوچھا کہ رومیون کا سردار کون ہے مین نے کہا پانچ بطارقہ ہین ایک جرمل کا بہانجا قورہ دوسرا ریحان تیسرا قناطیر چوتھا جرجیر یہ چارون باہان کے تابع ہین ان چارون کی صلیب باہان کی صلیب کی تحت ہین۔ عمر فاروق نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر یہ آیت پڑہی یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم الخ پھر صحابہ سے اسباب مین مشورت طلب کی حضرت علی نے فرمایا کہ یہہ جنگ جو مسلمانون کو نصارا کے ساتھ رو دیا ہے اللہ تعالی کی آزمایش ہے اپنے بندون سے جس نے اسپر کر لیا اور ثواب کی امید رکہیگا وہ اللہ تعالی کے پاس صابرین مین لکہا جائیگا۔ اور جس نے ڈریگا اور سستی کریگا وہ امر نیک سے دور پڑیگا جانئے کہ یہہ وہ جنگ ہے کہ حضرت نے جسکی خبر مجھ کو دی تھی۔ اور اسکا ذکر ہمیشہ باقی رہیگا اور یہہ فتنہ ہلاک کرنے والا ہے۔ حضرت عباس نے پوچھا کسکو ہلاک کرنے والا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا جس نے اللہ کے ساتھ کفر کریگا اور صلیب کو پوجیگا اور اللہ واحد کو بیٹا قرار دیگا نعوذ باللہ منہا۔ پس تم اللہ ہی پر بھروسا کرو اور ابو عبیدہ کو جواب لکہو اور انکی نیک خواہی اور دلدہی کرو۔ پس عمر فاروق نے اسی روز انکا جواب لکہا اور پیرے ہاتہہ دیکے حکم کیا کہ تم جاؤ جب مجاہدین اسلام کے سمرکے میں اپنے لشکر کی صفین باندہے ہوے جنگ پر آمادہ رہین تب یہہ پہنچاؤ اور سب مجاہدون کو میرا سلام کہو اور کہدو کہ تم صدق دل سے جہاد کرو اللہ تعالی مدد دیگا اور یہہ آیت پڑہو۔ انّ حزب اللہ ہم الغالبون۔ مین نے عرض کی یا امیر المومنین میری سلامتی اور جلد جا پہنچنے کے لئے دعا کیجئے تب یہ دعا کی حملک اللہ تعالی وسلمک وطوی لک البعید یعنے کفایت کرے اللہ تعالی تمہاری اور سلامت رکہے تمکو اور لپیٹ دیوے تمہارے واسطے مسافت بعید کو پس مین نے انکو اور سب مسلمانون کو سلام کرکے نکلا۔ جب دروازے پر آیا اپنے دل مین کہا کہ اسکے بعد حضرت شریف کی زیارت مجہے میسر ہوتی ہے یا نہین پس قبر شریف کے پاس گیا۔ بی بی عایشہ صدیقہ اور بی بی حفصہ اور بی بی ام سلمہ اور علی مرتضی اور عباس قبر مبارک کے پاس بیٹھے تھے۔ امام حسن عباس کے گود مین۔ اور امام حسین مرتضی علی کے گود مین بیٹھے تھے عباس سورۂ انعام اور مرتضی اعلی سورۂ ہود تلاوت کر رہے تھے۔ مین نے قبر شریف پر سلام کیا اور حضرت علی سے عرض کی کہ اگر مین یرموک پر ایسے وقت جا پہنچون جبکہ مسلمان صف جنگ پر آمادہ ہون اور میرے ساتہہ لشکر نہ دیکہین دلگیر ہو جاینگے اس لئے مین دوست رکہتا ہون کہ آغاز جنگ کے آگے ہی پہنچ جاؤن مانا اپنے بہائیون کو تسلی دون۔ تب حضرت علی نے حضرت عمر کی چند فضیلتین بیان کرکے پوچھا کیا تم نے ان سے سنا ہی مین نے کہا ہان۔ آپکی اور حضرت کے چچا کی بہی دعا چاہتا ہون تب حضرت علی نے یہ دعا کی

اللھم انی اتقرب الیک بنبیک المجتبیٰ والنبی المصطفیٰ الذ

قول یہ ادم فاجبت دعوتہ وغفرت خطیئتہ الا سہلت علی عبدک

طریقہ وطویت لہ البعید وابدت اصحاب بنبیک بنصرک یا

ذالجلال والاکرام اور سب حاضرین آمین کہے **راوی** کہتا ہے کہ یہ بہت

خوش ہوا اور مدینہ شریف سے باہر آیا جس روز مدینہ طیبہ مین پہنچا تھا اوسی روز

صبح کے وقت مدینہ سے نکلا اور راہ طے کرنے لگا جب شب ہوئی اور تاریکی آئی

راستہ بھی اوجھل ہو گیا راہ بھول کر وہ پھر ایسے بیابان مین جا پہنچا کہ جس مین

نہ چارہ تھا نہ پانی اور اللہ نے اوس زمین مین ایسی تیزی دی کہ گویا وہ ہوا مین اڑتی ہے

اس سبب سے کہ یہ شخص ان بزرگواروں کے دعا کی برکت ہے پس تیسرے دن عصر کے وقت

مدینہ پر جا پہنچا اور جب جناب ابو عبیدہ کی خدمت مین گیا اوسکو اور سب ساتھیون کو

دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سب سے پہلے ابو عبیدہ نے کہا کہ تم ایسا جلد کس طرح آ گئے تم تو

جلد ہوا دوسوار روز سے مین کہا کہ حضرت علی و حضرت عباس و ازواج مطہرات کی دعا کا

اور بسیدہ فرمایا کہ کئی غائب ہے پھیری جاتی ہین پھر حضرت عمر کا نامہ اسکے ہاتھ

انہون نے سب مسلمانون کو پڑھ کر سنایا سب کے سب خوش ہوے اور کہنے لگے ہم تو شہادت کے مشتاق ہین واقدی نے ایک مرد ثقہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا جب عبداللہ بن قرظ لشکر اسلام مین داخل ہوے اسیوقت ہمکو آدمیون اور گھوڑون کی آوازین آنے لگین ہم باہر نکلے دیکھتے کیا ہین کہ بلادعین اور حضرموت وغیرہ سے چند قبیلون کے مسلمان جمع ہوکے جہاد کے لئے آئے ہین انکا تعداد چھے ہزار کا ہے ہم نے انکو سلام کیا اور مرحبا کہا۔ وہ دن گذرکے ابھی شب نہین آئی نہین تھی کہ کمہ معظمہ اور طایف سے ایک ہزار سوار چلدے انکے سردار سعید بن عامر تھے کہ عمر فاروق نے انکو فوج کا علم اور سرداری دیکے روانہ کیا اور ایک باون کی وصیت کی تھی سعید بن عامر نے کہا ہی جب نکلا اور راہ دراز طی کی اور تبوک پر آپہنچا وہ مقام اہل اسلام کے صلح مین تھا اس لئے وہان ٹہرا اور اسکے پیچھے جندل تھا جسکو عیاض بن غانم نے فتح کیا تھا پھر مین نے جابیہ کا ارادہ کرکے وہان سے کوچ کیا اور جب مین نے میرے ہمراہی مسلمانون کے باب مین دشمن سے خوفناک تھا شاہراہ چھوڑ دیکے جنگل کی راہ لی ایک بڑا ایسا سخت بیابان پیش آیا کہ کبھی ویسا مینے دیکھا ہندین تھا سو حیران ہوگیا اور کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جب دسوان دن آیا ایک بڑا پہاڑ ملا مجھے اسکا پہچانا تھی اس لئے مین نے مضطر ہوگیا اور اپنے دلمین کہا کہ تو نفس کے فریب مین آگیا اگر دشمن مسلمانون کو پکڑ لیگا تو مین کو اللہ جانے کیا کہیگا یہ پہاڑ بلعلبک کا ہوگا وہ پہاڑ جو ہم کو شروع روز مین ملا شام تک بھی ہم نے اوسکو طی نکیا۔ پھر ہمکو ایک ایسا بڑا وحشت ناک جنگل ملا کہ جس مین راہ نہ تھی میرے ہمراہی لوگ بہت گھبرائے بعضون کو بعض اٹھاتے تھے پھر ایک چشمہ پانی کا ملا سب مسلمانون نے کہا کہ ہم تھک گئے ہین ہمکو تھوڑا آرام دو مین نے کہا اچھا تب ہان نزول کیا وضو کرکے سبھون نے نماز پڑھی پانی پیا اور جانورون کو پلایا بعضے سو رہے تھے بعضے دعا کر رہے تھے اور بعضے جانورون کو چراتے تھے جبھی مجھ خواب کا غلبہ ہوا سو گیا اور یہہ خواب دیکھا کہ گویا مین سبز باغ مین ہون جس مین اشجار پھل دار بسیار ہین مین اسکے پھل کھاتا ہون اور اپنے رفیقون کو دیتا ہون اور اس نہر کا پانی پیتا ہون اور خوش ہون ایسے مین ان درختون سے ایک شیر نکلا اور میرا قصد کیا اسیوقت دو شیر نکلے اسکو مار ڈالے تب مین نے اس سے ایک آواز سنی اور بیدار ہوگیا۔ اور اس خواب کی یہہ تعبیر کی کہ یہہ اہل مسلمانون کی غنیمت مین آئیگا پس مین قرآن مجید پڑہتا ہتا دفعتہً سنا کہ کسی نے یہ اشعار تقویت و بشارت پڑہتا ہے اور سوتے ہوے مسلمان بھی وہ ہاتف صفی کی آواز سنکے نیند سے جاگ اٹھے اور خوش ہوے۔ اور وہ پہاڑ جو پہلے ہمکو ملا تھا تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ کوہ تیم ہے پھر ہم سب تکبیر کہنے لگے ہمنے اس پہاڑ کا ذکر حضرت سے سنا تھا اس لئے اسکے غار مین آئے اور وہان نماز پڑھکر آگے بڑہے تو شہر عمان پر آپہنچے وہان سے آگے بڑہا تو ایک گانون ملا جسکا نام انجاب تہا اور گانون والے ترک وطن کرکے جا رہے تھے میرے ہمسون نے

ان پر حملہ کیا وے گھبرائے مین انکو پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو انہون نے کہا کہ ہمکو حاکم طلب کیا ہی تا اسکی حمایت مین رہین اے عرب تم سے یہہ بات ہوسکتی ہی کہ تم ہمکو اپنے امان اور ذمہ داری مین رکھین مین نے کہا اچھا۔ پس دس ہزار درہم پر انکے ہمارے درمیان صلح قرار پائی اور مین انکو صلحنامہ لکھدیا۔ تب انھون نے کہا کہ حاکم عمان نقیطا کی طرف سے تم کو سنحتی پہنچیگی اگر تم اس پر فتحمند ہون تمہاری اور ہماری بہتری ہی۔ مین پوچھا کہ اسکی کیا خبر ہے۔ وے کہنے لگے کہ ملک بابان ارمنی نے اسکو لکھا ہی کہ دریاے قیساریہ کے کنارے قسطنطین ہرقل کا بیٹا جو اترا ہے نقیطا بھی اس سے جاملے اسلئے اسنے پانچہزار تیار بند کے ساتھ نکلا ہی حوران کے راہ سے آتا ہی سعید نے یہہ سنکے اپنے ہمراہیون سے مشورہ کیا انہون نے کہنے لگے کہ اسکی طرف چلو اگر ہم غالب ہوین انکا مال ہمارے لئے غنیمت ہی وہ الا ہمکو شہادت ہی پس وہان سے نکل کر ایک جنگل مین آپہنچے ایکدن رات وہان پوشیدہ رہے دفعتاً ایک جماعت وہان آپہنچی کحل کا لباس پہنے ہوے اور اپنے وسط سر منڈاے ہوے اور اپنے ہاتونمین صلیبین لئے ہوے تھے مسلمانون نے انہین پکڑ لے آئے سعید نے پوچھا تم کون ہو انمین ایک بوڈہا تھا سو کہنے لگا کہ ہم لوگ ان دیرون کے راہب ہین ہرقل بادشاہ کے بیٹے قسطنطین کے پاس جاتے ہین تا اوسکی غلبے کے لئے دعا کرین سعید نے فرمایا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ اِلَّا فِي ضَلَالٍ پھر پوچھا اور کیا خبر ہی انہون نے عرض کی کہ عمان کا حاکم پانچہزار کی جمعیت کے ساتھ آتا ہی وے سب بڑے لڑنیوالے اور نصرانیت مین پکے ہین صلیب کی عبادت کرنے والے ہین مسلمانون نے کہا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ غَنِيمَةً لَنَا سعید نے فرمایا کہ اسے بوڈہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہی کہ جو راہب لوگ اپنے جگہہ اپنی ذات کو قید کیا ہوا رہنے دو ہمارے لئے انکیطرف نہ نزدیک ہم ان سے تعرض نکرین۔ اگر تم لوگ حاکم عمان سے ہم کو ڈراتے ہو ہم تمکو چھوڑ دیتے پس حکم کیا کہ ان راہبون کے زناروں سے ان کی آستینین باندہین۔ اسی حال مین تھے کہ دفعتہ حاکم عمان کا لشکر نمودار ہوا اگرچہ اہل اسلام جنگی ساز و سامان سے مہیا نہین تھے تہلیل و تکبیر کہتے ہوے ان پر جا گرے اور بعضون کو مار ڈالا حاکم عمان جو پیچھے تھا اسکو اس حال سے خبر ہوی اس نے حکم کیا مسلمانون پر حملہ کرو پس ہر دو فریق ایکدوسرے پر حملے کئے اللہ تعالی نے مسلمانونکو نصرت دی سو کافرونکو ایسا مارا کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور نقیطا بھاگ نکلا بعضے مسلمانون نے اسکا پیچھا کیا اور بعضے قیدیونکی نگہبانی کرتے تھے۔ اور دو سوار مانند دو شیر کے نقیطا کا پیچھا کیا ایک تو فضل بن عباس تھے دوسرے زبیر بن العوام پس اس ملعون کو زبیر نے نیزے سے مار کے زمین پر گرا دیا۔ زبیر کا قصہ یہہ ہی کہ ابو عبیدہ نے اسکے ہمراہ ایک ٹکڑی دیکے عمان کو تاخت و تاراج کرنیکے لئے بھیجا تھا سو اس مقام مین ملاقی ہوے۔ القصہ سعید نے حکم کیا کہ راہبونکو چھوڑ دین پس مسلمانون نے انکو چھوڑ دیا اور چہار ہزار کافرون کے سر اپنے نیزون پر چڑہاے ہوے اور ایکہزار

قیدی کو ساتھ لئے ہوئے وہانسے کوچ کیا اور یرموک پر آپہنچے اور تکبیر و تہلیل سے اپنی آوازیں بلند کیں یہ لشکر ابو عبیدہ کے مسلمان جب انکی آوازیں سنیں آپ بھی تکبیر و تہلیل سے جواب دیتے ہوئے استقبال آئے اور انکو دیکھکر بہت خوش ہوئے جناب ابو عبیدہ نے سجدۂ شکر بجالایا واقدی رح سے منقول ہے کہ وہ پانچ صحابی قیدی ہو جانیسے تمام صحابہ کو بڑا رنج ہوا خصوصاً ابو عبیدہ بہت ہی درد سے روتے اور بارگاہ الٰہی میں کمال عجز سے دعا کرتے تھے اور اُن قیدیوں کا قصہ یہ ہے کہ جب ان کو باہان کے پاس لے گئے اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اسکے لوگوں نے کہا کہ یہ پانچ شخص اس جماعت سے ہیں جو ساٹھ آدمی ہمارے ساٹھ ہزار کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے نکلے تھے بعضے تو اسمیں مارے گئے اور یہ ہمارے قید میں آئے اور جنکے گئے انہیں سے ہے وہ جوان مرد بھی کہ جس نے تدمر اور حوران اور بصرے اور دمشق کو فتح کر لیا۔ اور لشکر اجنادین کو توڑ دیا اور ترما اور ہرقلیس کا بھیجا مرج الدیباج تک کر کے ان دونوں کو مار ڈالا اور ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو پکڑ لیا باہان یہ سنکر بیقرار ہوا اور کہا کہ اب مجھے ضرور ہوا کہ کچھ مکر و حیلہ کر کے اس مرد کو یہاں تک بلواؤں اور یہ پانچ قیدیوں کے ساتھ اس کو بھی قتل کر دوں۔ پس دوسرے روز ایک مرد رومی کو کہ جسکا نام جبر جیہ تھا اور بڑا دانا اور زبان عرب میں فصیح تھا اپنا ایلچی بنا کے روانہ کیا اور اسکو بڑی تاکید کی کہ تو جا کے سردار عرب سے بول کہ ایک ایلچی کو یہاں تک روانہ کرے تا صورت مصالح کی ٹھہرے۔ اور تو اُسی کچھ تدبیر کر کہ خالد بن ولید ہی انکا ایلچی بن کے آوے۔ جبر جہ نے ابو عبیدہ کے حضور میں حاضر ہو کے یہہ پیام پہنچایا اسکی طلب کے آگے جناب خالد نے کہنے لگے کہ میں ایلچی بن کے جاتا ہوں ابو عبیدہ نے فرمایا اچھا تم جاؤ اللہ تعالیٰ تمکو سلامت رکھے شاید کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وساطت سے ان کو اسلام کی توفیق دے یا مصالح کی صورت بن آوے خالد نے ارادہ کیا لاکن جناب ابو عبیدہ نے مناسب نجانا اور فرمایا کہ اپنے ساتھ ایک سو سوار کو لیجاؤ۔ تب خالد نے صحابۂ مہاجر و انصار سے ایک سو دلاور دن کو چُن لیا ہر ایک فرد ان میں ایسا تھا کہ ایک لشکر کے مقابل ہو سکتا تھا۔ جب یہہ جماعت سوار ہو کے نکلی ابو عبیدہ ان کے حق میں دعا کرتے تھے اور ان کے آنکھوں سے اشک جاری تھے نضر بن سالم نے کہتا ہے کہ میں نے کہا ای سردار کس لئے روتے ہو فرمایا کہ واللہ یہہ لوگ مدد دینے والے اس دین متین کے ہیں اگر ان کو کچھ مصیبت پہنچے اللہ کے نزدیک ابو عبیدہ کی سرداری کیا عذر باقی رہیگا۔ جناب خالد نے اپنے غلام ہمام کو حکم کیا کہ اپنا قبۂ سرخ کہ جسکا ذکر آگے گذرا ہی لیجا کر باہان کے خیمے کے نزدیک کھڑا کریں پس وہ جماعت تکبیر کہتی ہوئی روانہ ہوئی جب خیمہ باہان کے نزدیک جا پہنچے اپنے گھوڑوں سے اترے اور اس کے حجاب اور بطارقہ نے جو تلوار کھینچی ہوئے کھڑے تھے انکا کچھہ پروا نہ کیا بلکہ انکی صفیں چیرتے ہوئے اور تکبیر میں کہتے ہوئے اس کے خیمے میں چلے گئے یہاں تک کہ ان کے دیبای مسندوں اور تکیوں تک جا پہنچے باہان اپنے تخت پر

بیٹھا ہوا تھا حکم کیا کہ صحابہ کے واسطے کرسیان بچھاوین لاکن ان بزرگوارون نے نہ کرسیون پر بیٹھے نہ انکی مسندون پر بلکہ ان کی مسندین اٹھادین اور زمین پر بیٹھے باہان جب اسکا سبب پوچھا تو جناب خالد نے فرمایا کہ تمہارے بچھونے سے اللہ تعالی کا بچھونا پاک ہی اور یہہ آیت پڑہی منہا خلقنا کم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری یعنے اسی سے پیدا کیا ہم نے تمکو اور اسی مین پھیرینگے ہم تمکو اور اسی سے ابھر لاوین گے ہمتے تمکو دوبارہ پھر خالد نے تھوڑا وقت خموشی کی اور سب صحابہ نہایت بے پروائی سے کمال وقار سے بیٹھے ہوے تھے اور دشمنونکی زیب وزینت کیطرف کوشہ چشم سے بھی نہین دیکھتے تھے - باہان ان کی یہہ حالت دیکھکے حیران ہوگیا اور جناب خالد سے کہنے لگا کہ مین کلام مین اقدام کرنا مکروہ جانتا ہون - خالد نے فرمایا کہ تو جو چاہتا ہی سو بول مین جواب باصواب دونگا تب باہان نے کلام آغاز کیا - اور کہا تعریف ہی اس اللہ کی جس نے کیا ہمارے سید مسیح کو بزرگترین انبیا کا اور کیا ہمارے بادشاہ کو بزرگترین بادشاہونکا اور ہماری امت کو بہترین امت جب باہان نے اس قدر کہا خالد نے اسکے کلام کو کاٹ ڈالا - اور آپ حمد الٰہی آغاز کی کہ سب تعریف ثابت ہی اس اللہ کو جس نے ہمکو ایمان کی توفیق دی سو ہم ایمان لاے اپنے نبی پر اور تمہارے نبی پر اور سب انبیا پر اور گردانا اس نے ہمارے سردار کو کہ جس کے سپرد کیا ہی ہمنے اپنے کاروبار ہمارے ایک مرد کے مانند اگر ہمارے سردار محض آرزو سرداری کی کرین ہم ان کو اوپر کی حکومت سے معزول کرتے ہین اور ہم اسکو بزرگ نہین مانتے مگر اس حال مین کہ وہ ہمارے دین مین زیادہ ہی - اور زیادہ اللہ سے ڈرتا ہی - اور مقرر اللہ تعالی ہماری گروہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پابند کیا ہی - اور ہم اپنے گناہونکا اقرار کرتے ہین اور اس سے مغفرت مانگتے ہین - اور ہم اس اللہ واحد کی عبادت کرتے ہین کہ جس کا کوی شریک نہین - باہان نے جب یہہ باتین سنی اسکا رنگ زرد ہوگیا اور دیر تک خاموش رہا پھر دیر مین کلام نہایت طول ہوا - وروان نے خالد کی فصاحت وبلاغت اور عقل ودرایت اور شجاعت وصلابت پر نظر کرکے متحیر اور نقش دیوار ہوگیا - آخر خالد نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اور فرمایا کہ تو کہہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ یا جزیہ دو والا تمہارے ہمارے درمیان تلوار ہی - باہان نے کہا ایا کلمہ طیبہ پڑہنے کے بعد اور کوئی چیز بھی مجھہ پر لازم ہوگی - جناب خالد نے فرمایا اس کے بعد پانچ وقت کی نماز پڑہے اور زکوۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے اور حج بیت اللہ ادا کرے اور کافرون کے ساتھ جہاد کرے اور احکام شریعت کا حکم کرے اور منہیات شرعیہ سے مانع ہووے اور اللہ کے کام مین آپس مین دوستی رکھے اور خدا کے دشمنون کے ساتھ دشمنی سے پیش آوے یہی باتین لازم ہین تجھکو اور تیری قوم کو - اگر تم اس سے انکار کرین تمہارے ہمارے درمیان جنگ متحقق ہی اللہ تعالی جسکو چاہیگا اپنی زمین کا مالک اور وارث ٹھہرائیگا - باہان نے کہنے لگا کہ جو تم کو منظور ہو کرو

ہم نے اپنے دین سے نہ بدلین گے اور جزیہ بھی نہ دین گے - اور تم نے جو کہا کہ اللہ تعالی جس کو چاہیگا اپنی زمین کا مالک کریگا یہ تو صحیح ہے اب تم جنگ پر آمادہ ہو جاؤ - خالد نے کہا واللہ کہ ہم تمہارے سے زیادہ جنگ کے خواہشمند ہین اور گویا مین تمہارے لشکر کو ایسا دیکھتا ہون کہ شکست کھایا ہوا درغلبہ ہم کو ہے اور تو خوار و ذلیل ہوا ہے اور تیری گردن مین رسی ہے اور تجھے حضور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے لے آئے ہین اور انکے حکم سے تیری گردن مارین - باہان نے یہ باتین سنتے ہی سخت غضبناک ہوا اور اسکے حجاب اور بطارقہ جو کھڑے تھے خالد کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن باہان کے حکم کا انتظار کرتے تھے - باہان نے کہا اے خالد میرے دل مین ابتک تمہارے نسبت مہربانی تھی اب جاتی رہی قسم ہے حق مسیح کی کہ اب تمہارے دے پانچ قیدیونکو بلوا کے مار ڈالونگا خالد نے فرمایا قسم ہے اللہ واحد کی اگر تو انکو مارےگا مین بھی تجھکو مار ڈالونگا اور میرے ساتھیون سے ہر ایک جوان مرد تمہارے ایک ایک شخص کو قتل کریگا - یہ کہکے جناب خالد نے جلد اٹھے اور نیام سے تلوار کھینچی اور انکے ساتھی لوگ بھی تلوارین کھینچ لین اور کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا رسول اللہ یہ حال دیکھکے باہان بہت گھبرایا اور کہا اے خالد جلدی نہ کرو تم ایلچی ہو ایلچی کو مارنیکا دستور نہین مین نے یہ بات آزمایش کے لئے کہی اب ان قیدیون کو اپنے ساتھ لے کے جاؤ اور جنگ کا تہیہ کرو اللہ تعالی جسکو چاہیگا غلبہ دیگا - جناب خالد نے جب یہ کلام سنا اپنی تلوار نیام کی اور خوش ہوے - ایک روایت مین آیا ہے کہ خالد کا وہ خیمہ سرخ کہ جس کا ذکر اوپر گذرا باہان نے اس مقام مین چاہا - یعنے جناب خالد نے جب وہان سے نکلنے کا ارادہ کیا تب باہان کہنے لگا کہ تمہارے ایک چیز کا سوال کرتا ہون خالد نے فرمایا وہ کیا ہے باہان کہا کہ تمہارا وہ قبہ سرخ مجھکو عجب مین ڈالا ہے وہ مجھکو دیجئے اور ہمارے چیزون سے جو تم کو پسند ہو لیجئے خالد نے فرمایا کہ تو ہم کو خوش کیا مین نے بھی اپنی خوشی سے وہ قبہ تجھکو دیا ہے اور اس کا عوض لینا مجھے ضرور نہین - باہان بہت خوش ہوا اور کہا تم اللہ والے لوگ ہو - پس خالد ان پانچون قیدیون کو ہمراہ لئے ہوے سوار ہوے - اور باہان کے حکم سے اس کے حجاب اور بطارقہ سر حد لشکر تک انہین لا پہنچایا جب لشکر اسلام مین آئے قیدیون کی رہائی پر مسلمان بہت خوش ہوے اور شکر الہی بجا لائے - اور حضرت ابو عبیدہ نے سب سے کہا سنکے فرمایا کہ باہان مرد دانشمند ہے لاکن اسکی عقل پر شیطان غالب آیا ہے نعوذ باللہ منہا - جب وہ سرا روز آیا حضرت ابو عبیدہ نے سب غازیون کو ہمراہ لے کے نماز صبح اول وقت ادا کی اور میدان مین آکے لشکر کی صفین آراستہ کرنیکا حکم کیا جناب خالد نے آفتاب بلند ہونیکے آگے صفین آراستہ کردین - اور باہان بھی اپنا لشکر لیکے نکلا اور مسلمانون کے مقابل ہوکے اپنے لشکر کی صفین باندہین تو تیس ۳۰ صف ہوئین - تمام لشکر اسلام اسکے لشکر کی ایک صف کے برابر معلوم ہوتا تھا - پس لشکر کفار مین ایک بطریق جو بڑا جسیم اور قوی تھا نکلا اور لڑائی طلب کی دفعتہ لشکر اسلام سے ایک سوار میدان پر آیا جناب خالد نے اپنے غلام

ہمام کو حکم کیا کہ یہ سوار کون ہے دریافت کرکے آہمام نے جاکر پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ مین روماس بصرے کا حاکم ہون ہمام نے پلٹ کے آکر خبر دی خالد نے اسکے حق مین دعا کی اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَزِدْ فِيْ نِيَّتِهٖ پس جب روماس اس طریق کے روبرو ہوا اس نے روماس کو پہچان کے پوچھا کہ تم نے کسلئے اپنا دین چھوڑ دیکے دین اسلام کی طرف میل کیا - روماس کہنے لگے کہ دین اسلام ہی دین حق ہی جس نے اسکا تابع ہوا راہ راست پائی اور جس نے اسکی مخالفت کی وہ گمراہ ہوا - پھر وہ بطریق اور روماس ہر دو ایک گھڑی تک ایک دوسرے پر ایسے حملے کئے کہ ہر دو لشکر کے لوگ ان کو دیکھ کے تعجب کرتے تھے آخر بطریق کا نیزہ نے روماس کو زخمی کیا روماس لشکر اسلام کی طرف لوٹ آئے انکے منھ سے خون جاری تھا مسلمانون نے انکے حق مین دعا کی اور زخم پر پٹی باندھی - پھر مسلمانون سے کئی شخص اس بطریق کے جنگ پر نکلنا چاہا پر لوگ اسکے برابر جسیم اور قوی ہونے سے جناب خالد نے انکو منع کیا آخر قیس بن ہبیرہ نے قصد کیا خالد نے ان کو رخصت دی اور فرمایا کہ تم البتہ اسکا مقابلہ کروگے اللہ تعالےٰ تمہاری اعانت کریگا - پس قیس نے گھوڑا کدا کے میدان مین آئے اور اس بطریق پر تلوار چلائی اس نے ڈھال پر روکا سو اسکی ڈھال کٹ گئی اور تلوار اسکے خود مین دھس گئی قیس نے ہر چند کوشش کی پر خود سے نہ نکلی جب وہ بے ہتھیار ہوگئے اس لعون نے ان پر ایک وار کیا قیس اس سے دور ہو کے کھڑا رہا مارے غصے کے گوشہ چشم سے اسکی طرف دیکھ رہے تھے اور اپنی کمر سے خنجر نکالی خالد نے یہ حال دیکھ کے فرمایا کہ کون ہے کہ تلوار قیس کو لیجا کر دے عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے کہا مین جاتا ہون پس تلوار لیکے چلدئے کافرون نے سمجھا کہ شاید قیس کی مدد کے لئے آتے ہین تب ان کے لشکر سے دو شخص نکلے عبدالرحمن نے وہ تلوار قیس کو پہنچا کے کہا کہ تم شقت اٹھائے ہو تھوڑا وقت ٹھہرو مین ان ہر دو کا مقابلہ کرتا ہون پھر ایک ہی حملے مین ایک کو قتل کیا دوسرے حملے مین دوسرے کو - اسکے بعد قیس بھی اس بطریق پر حملہ کرکے مار ڈالا - رومیون نے جب یہ حال دیکھا متحیر ہو کے ایکدوسرے سے کہنے لگا نہین نہین یہ گروہ مگر شیطان - ایسے مین ایک بطریق نے باہان کے پاس جاکر کہنے لگا ای بادشاہ مسلمانونکو ہی غلبہ ہوگا کیونکہ مین نے شب کو خواب مین دیکھا ہی کہ سوارون کی ایک فوج سبز اور ابلق گھوڑون پر چڑھے ہوے آسمان سے زمین پر اتری ہی ہوا اور ان عرب کو گھیر لیا اور ہم ان کے سامنے کھڑے تھے ہمارے سے جو نکلتا تھا اسکو وہ قتل کرتے تھے اکثر لوگ ہمارے مارے گئے پس باہان کہنے لگا کہ تم لوگ گناہ کرتے ہو اور مسلمان عبادت کرتے ہین اسواسطے انکو ہی غلبہ ہوتا ہی ایسا بول کے اس کو دفع کیا غرض قیس اور عبدالرحمن جب ان تینون بطریق کو مار ڈالا ان کے گھوڑے اور اسباب لئے ہوے اپنے لشکر مین آئے قیس تو اپنے مقام پر ٹھہرے اور عبدالرحمن پھر بر میدان آکے لشکر روم کے سینہ پر ایک حملہ کرکے دو سوار کو مار ڈالا پھر قلب لشکر اور اسکے میسرہ پر حملہ کرکے اور دو سو کو قتل کیا جناب خالد نے انکی شقت اور بہادری دیکھ کے انکے حق مین دعا کی اور انکو قسم دیکے سمرکے سے پھیرا - پھر دوسرے

قیس بن ہبیرہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کی بہادری

رومیون کا مسلمانون سے جنگ کرنے کا ارادہ

مسلمانون کی فتح اور رومیون کی شکست

جوانمرد بھی ایسا ہی ایک ایک نکل کے جنگ کیا۔ ایسا ہی غروب آفتاب تک جنگ جاری رہا جب رات آئی ہر دو فریق اپنی اپنی جگہ پہ پھرے۔ مسلمانوں کی بی بیان اپنے شوہروں کے آگے آگرانکے چہروں سے گرد و غبار پونچھتی اور کہتی تھیں کہ بشارت ہو تم کو بہشت کی ای دوست اللہ کے۔ پھر سب مسلمان ذکر و عبادت مین رات گزرانی۔ اس روز مسلمانون سے دس آدمی شہید ہوے تھے۔ حضرموت کے دو شخص ایک کا نام مازن دوسرے کا نام قادم تھا۔ اور قوم غسان سے تین شخص ایک رافع دوسرے محلی تیسرے جازم اور انصار سے ایک شخص جسکا نام عبدالرحمن بن الاخرم اور قوم بجیلہ سے تین شخص۔ اور قیس بن ہبیرہ کے ایک بھتیجے۔ کہتے ہین کہ قیس نے اپنے بھتیجے نظر نہ آنے سے سمجھا کہ وہ شہید ہوے پس انکی نعش ڈھونڈھنے کے لئے مشعلین سلگھا کے اور اپنی قوم سے چھے شخص کو ہمراہ لئے ہوے نکلے اور سرکے مین اگر بہت ڈھونڈھا تو انکی نعش کا پتا نہ لگا ایسے مین دیکھتے کیا ہین کہ رومیون کے لشکر سے بھی ایک جماعت روشنی کئی ہوی نکلی ہے انکا ایک بڑا طبل جو مارا گیا تھا انکو بھی اسکی نعش کی تلاش تھی سو انکو دیکھتے ہی قیس نے اپنے لوگون کو فرمایا کہ تم مشعلین بجھا دو واللہ مین اپنے بھتیجے کا بدلہ لونگا وے کفار با ہتھیار ایک سو آدمی تھے اور قیس کے ساتھی سات شخص جب رومیون نے اپنے بطریق کی نعش ڈھونڈھ کر نکالی اور اپنے کہندون پر لیکے اپنے لشکر کی طرف چلدئے۔ قیس نے بلند آواز سے انکو پکارا رومیون نے ہمارے گھبراہٹ کے اس نعش کو زمین پر ڈال دیا پھر مسلمانون نے انکا پیچھا کرکے مارنا شروع کیا قیس جب کسیکو قتل کرتے اسوقت کہتے تھے کہ یہ میرے بھتیجے کے طرف سے ہی یہان تک کہ سو لاکا فر کو مار ڈالا اور ان کے ساتھی لوگ بھی بہتون کو قتل کیا اور باقی بھاگ نکلے۔ قیس انکے قتل سے فارغ ہو کے پلٹ گئے پھر اپنے بھتیجے کی نعش کی تلاش کرنے لگے۔ ایسے مین ایک آواز نالہ آئی دیکھتے کیا ہین کہ وہ قیس کے بھتیجے ہین۔ قیس انکو دیکھ کے رو دئے اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انھون نے کہا ای چچا مین نے ایک کافر کا پیچھا کیا تھا ناگاہ اس قوم سے ایک شخص میرے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اسکی نوک میری پشت سے نکل گئی اور مین اسکے سبب سے ایک عجیب معاملہ دیکھ رہا ہون کہ بہشتی خوبصورت عورتین میرے اطراف بیٹھی ہین اور میری روح نکلنے کی انتظار مین ہین۔ قیس بہت رونے لگے پھر ان کے بھتیجے نے کہا کہ مجھ کو یہان سے اٹھا کے مسلمانون مین لے چلو تب قیس نے انکو اپنی پشت پر لے کے آئے۔ جناب ابو عبیدہ نے ان کے سرنے آکے سلام کیا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ انھون نے جواب دیا کہ میرا حال اچھا ہی اللہ تعالی ہمارے طرف سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزاے نیک عطا فرماوے وہ اپنے قول مین سچے تھے اور رہت ارشاد فرمایا یہی باتین کرتی تھین کہ انکی روح پاک انکے تن سے پرواز کی پس ان پر نماز پڑہکے دفن کیا۔ منقول ہے کہ باہان اس شب آزردگی کے سبب سے کھانا نہ کھایا اور بیخواب رہا بلکہ راویون نے کہا ہے کہ سات دن تک لڑائی کا قصد نہ کیا اسکا مطلب یہہ تھا کہ مسلمانون کو غفلت مین ڈال کے یکبیک ان پر جا گرے پس آٹھویں

شب اپنے لشکر پر حکم کیا کہ جنگ کا ساز و سامان مہیا کرین اور علی الصباح جب مسلمان بے
پین دفعتہ ان پر تاخت لادین اُسید بن علقمہؓ سے روایت ہو کہ ہم کو باہان کے قصد
گذر گئی حضرت ابو عبیدہ سب مسلمانونکو ساتھ لے کے نماز مین قایم ہوے پہلی رکعت مین سو
پڑھچکے اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ہاتف غیب سے یہ آواز آئی ظَفِرْتُمْ بِالْقَوْمِ وَمَا يَعْجِزُ
اَجْرَى اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَلٰى لِسَانِ اَمِيْرِكُمْ اِلَّا بِشَارَةً لَكُمْ
والشمس تلاوت کی جب اس آیت پر پہنچے فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا
پھر ہاتف غیبی نے کہا ثُمَّ الْمِقَالُ وَصَحَّ الرَّجْزُ هٰذِهِ عَلَامَةُ النَّصْرِ ابو عبید
لوگون سے پوچھا کیا تم نے سنا کہ ہاتف غیبی نے کیا ندا کی کہے ہان ابو عبیدہ نے فرمایا کہ
مین نے ایک خواب دیکھا ہو وہ بھی ہماری نصرت پر دلالت کرتا ہو وہ خواب یہ ہو کہ مین دشمنون
مجھکو ایسے لوگون نے آگے گھیر لیا کہ ان کے کپڑے سفید تھے اور ان کے مانند مین نے کر
چمک بینائی کو ڈھانپ لیتی تھی اور انکے سرون پر سبز عمامے اور ہاتون مین زرد نشان
تھے - جب انہون نے میرے اطراف صف باندہی مجھکو کہا کہ تم اپنے دشمنون پر آگے بڑہو
مدد کریگا - پھر انہون نے تمہارے لیے چند لوگونکو بلایا اور انکے ہاتون مین شراب پاک کے جو
نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ وہ روم مین داخل ہوگیا - اور رومیون نے ہمکو دیکھ کے بھاگ
بہت خوش ہوے - اور قوم خولان سے ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ مین بھی ایک خواب دیکھ
ہین ایسے مین آسمان سے سفید پرندے اُترے ان کے پر سبز اور انکی چنگل گرگس کیسی
کو توڑتے تھے اتنے ایک شخص نے تیزی کی تو ایسا چنگل مارا کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
ہی خوشی کی کہ اللہ تعالی فرشتون سے ہماری تائید کریگا جیسا غزوہ بدر مین کی تھی سعید
ہم اسی قیل وقال مین تھے کہ ناگاہ لشکر روم کی آواز آنے لگی دیکھتے کیا ہین کہ دشمن کا لشکر
مین سعید بن یزید بن عمرو بن طفیل الازدی جو اس رات مین لشکر اسلام کے نگہبان تھے دوڑے
دیر تک لڑائی سے بازرہ کے ہمارے سے فریب کیا ہو اب اپنا لشکر لیکے نکلا ہے - ابو عبید
تم بھی آمادہ ہوجاؤ پس سب مسلمان جلد ہتھیارین اٹھالین اور گھوڑون پر سوار ہوے
سوار کو ہمراہ لیکے نکلے دیکھتے کیا ہین کہ رومیون کے تیس ہزار آدمی جو بڑے سپاہی تھے دس

پیر باندھ لئے ہین تاکوی بھاگے نہ پاوے اور خندقین کھدواکے ان مین اترے ہین اور مسیح بن مریم اور صلیب اعظم اور قسوتن اور راہبون اور چارون کیسون کی قسم کھائی تھی کہ معرکے سے نہ بھاگین - اور باہان نے اپنے لشکر کے بڑے شجیع اور دانشمندون سے ایک لاکھ آدمی کو ثابت قدمی کے لئے لشکر کے آگے رکھا تھا ورقہ بن ہبیل التنوخی جو اس روز ابو عبیدہ کے نشان بردار تھے کہتے ہین کہ لشکر اسلام سے پہلے جو نکلا ایک شخص کم سن قوم اُزد سے تھا - اُس نے ابو عبیدہ کی خدمت مین آن کے کہنے لگا کہ ای سردار مین میدان پر جاتا ہون اور چھپتا ہون کہ جہاد مین کوشش بجا لاؤن اور راہ خدا مین اپنی جان نثار کرون اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب فیض مآب مین اپنا کوئی پیام ہو تو آگاہ کیجئے - جناب ابو عبیدہ یہ سنکے رونے لگے اور کہا اِقْرَأْ مُحَمَّدًا مِنِّیَ السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُ اِنَّا وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا یعنے حضرت کے جناب عالی مین میرے طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور عرض کیجئے کہ مقرر پایی ہم نے وہ چیز جو وعدہ کیا تھا ہم سے ہمارے پروردگار نے حق اور راست - پس وہ مرد ازدی نے اپنا گھوڑا کدا کے میدان مین آیا اور انکے مقابل ایک رومی بڑے قدو قامت والا نکلا - ازدی نے اس کو نیزے سے مار کے زمین پر گرا دیا اور اسکا گھوڑا اور اسباب لے کے اپنی قوم کے ایک مرد کے سپرد کیا - پھر میدان پر آیا دوسرا رومی اسکے مقابلے کو نکلا وہ ازدی نے اسکو بھی مار ڈالا ایسا ہی چہار کافر کو قتل کیا - پھر پانچوان رومی نکلا اور اس ازدی کو شہید کیا رحمۃ اللہ علیہ - اُزدی کو قوم والون نے جب دیکھا کہ اپنا ساتھی مارا گیا غصے مین آئے اور لشکر روم کے نزدیک ہوے اور انکا لشکر بھی لشکر اسلام کے نزدیک ہو گیا - جب ابو عبیدہ نے دیکھا کہ دشمنان خدا بہت ہی نزدیک آ چکے اور حملے پر آمادہ ہو گئے ہین بآواز بلند سے فرمایا ای سلمانو صبر کرو اور ثابت قدم رہو اللہ تعالے تمہارے ساتھ ہے - اور گوشۂ چشم سے آسمان کی طرف دیکھ کے دعا کر رہے تھے کہ ایسے مین رومیون نے لشکر اسلام کے میمنہ پر حملہ کیا میمنہ پر قوم اُزد اور مذحج اور حضرموت اور حمیر اور خولان تھے ان مسلمانون نے ثابت قدم رہے اور اچھی لڑائی کی کافرون کے لشکر جو متعدد تھے ہر حاکم ایک لشکر پر مقرر تھا - جب انکا ایک لشکر تھک گیا پھر دوسرا لشکر حملہ کیا اہل اسلام نے اسکو دفع کر دیا - پھر تیسرا لشکر حملہ کیا تب اہل اسلام سے میمنہ کی ایک جماعت یعنے قوم زبید مین تزلزل آیا سو پیچھے ہٹی اور دوسری گروہ ثابت قدم رہے سخت لڑائی کی قوم زبید کے سردار جاہلیت اور اسلام مین عمرو بن معدیکرب تھے تب ان کی عمر ایکسو دس برس کی تھی سو اپنی قوم کو پکارا اور جنگ پر ترغیب دی - تب قوم زبید اور حمیر اور حضرموت اور خولان نے سب بالاتفاق ہو کے ایسا حملہ کیا کہ اپنی جگہ پر آ گئے اور رومیون کو ہٹا دیا - پھر ابو ہریرہ جو قوم ودس کے سردار اور نشان بردار تھے اپنے نشان کو جنبش دیکے اپنی قوم کو لئے ہوے حملے کئے تب رومیون کا دوسرا لشکر پیچھے پھرا آیا اور مسلمانون پر سخت حملہ کیا

سو مسلمانون کے گھوڑے منھ پھیرنے لگے اور اپنے مقام سے ہٹ گئے لشکر اسلام کی عورتین جب انکی شکست دیکھین ان کو سخت غیرت دلانے لگین - عاصم خولان کی بیٹی **سعیدہ** نے بیان کیا ہی کہ مین سب بی بیونکے ساتھ مقام یرموک مین ایک ٹیلے پر تھی - جب لشکر عرب کے میمنہ والون نے اپنی جگھ کو چھوڑ دیا - تب غفار کی بیٹی **غفیرہ** نے کہنی لگین کہ ای عورات عربیہ تم اپنے بچون کو گودون مین اٹھالو - اور اپنے مردون کے آگے جاکر انکو لڑائی کی ترغیب دو - جب دوسری عورتین یہ بات سنی آگے بڑہین معرکے سے جن مردون کے گھوڑے منھ پھیرے تھے وہ عورات اُن گھوڑون کے منھ پر پتھر مارتے اور پکار کے کہتی تھین کہ اللہ تعالی ویسے مرد کا منھ برا کرے جو اپنی عورت کو دشمن کے حوالے کرکے بھاگے - اور اپنے شوہرون کی طرف خطاب کرکے کہتی تھین کہ تم اگر ہمکو ترسایون سے بچاوگے تو تم ہمارے شوہر نہین **عیاض** بن سہیل بن سعید الطائی نے بیان کیا ہی کہ آزد کی بیٹی **خولہ** اور مالک بن عاصم کی بیٹی **کعوب** اور ہاشم کی بیٹی **سلمی** اور ثعلبہ کی بیٹی **خولہ انصاریہ** اور قیس بن ہبیم اور عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی **ہند** اور الحریر کی بیٹی **لبنی** سب عورات کے آگے تھین اور دف بجاکر اشعار نصیحت آمیز پڑہتی تھین انکی ترغیب دلانے سے پھرے ہوے لوگ پھر مڑکے مین آکے جنگ کرنے لگے **ہند** ابن عتبہ نے ایک گروہ کو منھ پھرے دیکھا اور کہا کہ تم اللہ تعالے سے اور اسکی بہشت سے کہان بھاگتے ہو وہ تمہارے سامنے ہی اور تمکو دیکھ رہا ہی اور ہند نے اپنے شوہر ابوسفیان کو پھرے ہوے دیکھ کے خیمے کی چوب سے ان کے گھوڑے کے منھ پر مارا اور بولی کہان جاوگے تم ای بیٹے صخر کے تم لڑائی کی طرف پھرو اور اپنی جان کو راہ خدا مین خرچ کرو تا زمانہ جاہلیت مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمہارا جو معاملہ گذرا ہی اللہ تعالی ان چیزون سے تم کو پاک کردے جب ابوسفیان نے یہ کلام سنا معرکے کی طرف پھرے اور ان کے ساتھ مسلمانونکی ایک جماعت بھی لڑائی پر دلیر ہوی **راوی** کہتا ہی کہ مین نے دیکھا کہ عورات بھی ابوسفیان کے ہمراہ ہوکر جنگ کرنے لگین - یہان تک کہ عورتین مردون پر سبقت کرتی تھین اور ایک عورت نے ایک سوار کا مقابلہ کیا تھا دیر تک اس سے جدا نہوی یہان تک کہ اسکو گھوڑے سے اوندہا گرا کے مار ڈالا اور بولی کہ یہ مدد اللہ کی ہی اور ازد کی قوم والون نے ابوہریرہ کے ہمراہ ہوکر سخت حملے کئے اور اکثر انہین سے شہید ہوے سعید بن عمرو بن نفیل نے بیان کیا ہی کہ لشکر اسلام کے میمنہ مین سخت لڑائی ہوی تھی کبھی ہمکو غلبہ تھا اور کبھی کفار کو ایسے مین جناب خالد کی نظر جب میمنہ پر پڑی اپنے ہمراہی غازیون کو پکارا اور انکو لئے ہوے جلد آپہنچے اور تکبیر کہتے ہوے (۶۰۰۰) چھ ہزار کفار کے ساتھ مقابلہ کیا اور دشمنون کو میمنہ سے ہٹا دیکے ان کے قلب لشکر تک پہنچے پھر ایسا مارنے لگے کہ لشکر روم اپنی جگھ سے ہٹ گیا آخر رومیون نے تاب نہ لاکے بھاگنے لگے مسلمان انکا پیچھا کرکے قتل کرتے تھے یہان تک کہ **دریجان** جو انکا ایک سردار تھا اور جس مقام مین وہ کھڑا تھا وہان تک پہنچ گئے - کہتے ہین کہ دریجان اس وزا اپنی قوم کی شکست دیکھ نہ سکھ کر ریشمی کپڑا اپنے منھ

لپیٹ لیتا تھا حاضر جب اس کے نزدیک آئے اپنے نیزے سے اس کو گرا کر مار ڈالا واقدی کہتا ہے کہ اس دن قتادہؓ نے ایسی سخت لڑائی کی کہ ان کے ہاتھ مین تین نیزے اور دو تلوارین ٹوٹ گئین جب لشکر روم اپنی جگہہ سے ہٹ گیا باہان نے مضطر ہوا اور اپنے لوگون کو جنگ کی ترغیب دی تب اس کے لشکر سے ایک بطریق نکلا وہ بڑا قوی ہیکل اور سخت تھا - تب قوم اُزد سے ایک مسلمان میدان پر آکے اسکا مقابلہ کیا تھوڑا وقت جنگ کر کے شہید ہوا پھر اس بطریق نے دوسرے کو بلایا - تب معاذ ابن جبلؓ نے نکلنا چاہا پر ابو عبیدہ نے انکو منع کیا معاذ کہنے لگے اے مسلمانو تمہارے سے کون ہے کہ یہہ میری ہتھیار لے اور یہہ میرے گھوڑے پر سوار ہو کے اس دشمن خدا سے جنگ کرے تب ان کے فرزند عبدالرحمن جو نوجوان تھے کہنے لگے مین جاتا ہون پس اپنے والد کے گھوڑے پر سوار اور انہین کی ہتھیار ہاتھ مین لئے اور رکھنے لگے ای میرے باپ اب مین اس دشمن خدا کی طرف جاتا ہون اگر اللہ تعالی چاہیگا اس پر مجھکو غلبہ دیگا - اگر مجھکو شہادت نصیب ہوا کچھ یہہ میرا اخیر سلام ہے اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین آپکی کچھہ عرض ہے تو وصیت کیجئے - معاذ نے کہا ای فرزند میرے طرف سے حضرت کی جناب مین سلام پہنچا اور عرض کر کہ اللہ تعالی تمام امت کی طرف سے آپکو جزاے خیر دیوے - پس عبدالرحمن بن معاذ شعلۂ آتش کے مانند میدان مین آکے اس بطریق پر حملہ کیا اور اسپر تلوار چلائی لاکن تلوار چھل آئی اور کارگر نہوی - پھر بطریق نے ان پر تلوار ماری سو انکا عمامہ کٹ جا کے سر زخمی ہوا - بطریق نے سمجھا کہ وہ مارے گئے یہہ سمجھکے اس نے پھرا - معاذ نے جب یہہ حال دیکھا جلد آکے انکے زخم کو پٹی باندھی - باذن اللہ انکا زخم اسیوقت درست ہوگیا - پھر اس ملعون نے کھاا کر میرے تین حملے کئے لاکن قوم اُزد نے اس کے حملون کو پھیر دئے - ابو عبیدہ نے فرمایا ای مسلمانو کون ہے جو اس ملعون کا مقابلہ کرے تب عامر بن الطفیل الدوسی جو اصحاب الرایات سے تھے اور یمامہ مین خالد بن ولید کے ساتھ مسیلمہ کذاب کے جنگ مین حاضر تھے میدان پر آے - کہتے ہین کہ یمامہ کے جنگ مین ایک شب انہون نے یہہ خواب دیکھا کہ ایک عورت نے انکے لئے اپنی فرج کو کھولدیا عامر اس مین داخل ہوے پھر انکے بیٹے بھی دیکھہ کے آپ بھی اس مین داخل ہونے کے لئے دوڑے ایسے مین عامر بیدار ہوے اور یہہ خواب مسلمانون سے بیان کیا کوی اسکی تعبیر نہین جانا - عامر نے آپ ہی یہہ تعبیر کہی کہ وہ عورت زمین ہے اسکی فرج مین جو مین نے داخل ہوا اس سے مراد یہہ کہ مین جنگ مین مقتول ہو کے زمین مین مدفون ہونگا اور میرے بیٹے کو زخم لگیگا اور قریب ہے کہ وہ مجھہ سے آملیگا - پس عامر جنگ یمامہ مین تو سلامت رہے لاکن ان کے خواب کی تعبیر کا ظہور جنگ یرموک مین تھا - القصہ جب عامر نے میدان پر آیا ایک حملہ ایسا کیا کہ لشکر روم کے میمنہ کو میسرہ پر الٹ دیا پھر اس بطریق کے طرف بگ پھیری سو بطریق کے مانند اس کے نزدیک ہوگیا اور اسپر نیزہ چلایا تو وہ نیزہ ٹوٹ گیا - اسی نیزے سے

انہوں نے عرب کے مرتدوں سے لڑائی کی تھی۔ اور جنگ یمامہ میں بھی انکے ہاتھ میں تھا۔ غرض جب وہ نیزہ ٹوٹ گیا عامر نے اس کو اپنے ہاتھ سے ڈال دیکے تلوار کھینچ لیا اور اس طریق کے شانے پر ایسا ضرب کیا کہ تلوار اس کے انتڑیاں تک پہنچ گئی اس دشمن خدا نے اپنے گھوڑے سے اوندھا ہو کے گر پڑا۔ عامر نے اسکا گھوڑا اور ہتھیار لیکے اپنے بیٹے کے سپرد کر دیا پھر لشکر روم کی طرف گھوڑا اٹھایا اور پے در پے تین حملے کئے ایک میمنہ پر دوسرا میسرہ پر تیسرا قلب لشکر پر اور اپنے حملے میں عرب منتصرہ کو بلایا اور اپنے ایک سوار کو ارطابون جبلہ نے اسکے مقابلے کے لئے نکالا وہ ایک زرہ پوشی طلائی کام کیا ہوا پہنا تھا اور اسکے سر پر ایک ایسا خود تھا کہ شعاع آفتاب کے مانند چمکتا تھا اور اسکی سواری کا گھوڑا عاد کے گھوڑوں کی نسل سے تھا پس چنانچہ عامر اور جبلہ ہر دو ایک دوسرے پر حملے کئے لاکن عامر نے جو اس پر وار کیا وہ وار بیکار رہا۔ اور جبلہ کا وار کارگر ہوا سو ان کے گیسو سے شانے تک کٹ گیا عامر شہید ہوئے رضی اللہ عنہ۔ پھر عامر کے بیٹے جندب نے میدان پر آیا اور پکار کر کہا کہ ای قاتل تو ٹھہر میں اپنے باپ کا بدلہ لونگا۔ جبلہ نے کہا کہ میں تمہارا قتل نہیں چاہتا ہوں کیونکہ تم کم سن ہو تم پلٹ جاؤ میرے مقابلے کے لئے اور کوئی آوے۔ جندب نے کہا کہ میں کس طرح پھر جاؤں حالانکہ میں غم دیدہ ہوں واللہ میں نہیں پھرونگا اپنے باپ کا بدلہ لونگا یا اسے جاؤنگا۔ پھر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے جندب کی ایسی بہادری ظاہر ہوئی کہ لوگوں کو بڑی حیرت ہاتھ دی۔ ابو عبیدہ بھی دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور کہے کہ ایسی ہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی جان کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں پھر انکے حق میں دعا کی جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں یرموک میں حاضر تھا جندب سے کبھی ایسا کوئی شریف تر نہ دیکھا لاکن جب موت آتی ہے نہ شدت نفع دیتی ہے نہ ہتھیار روکی کثرت آخر صورت یہ ہوئی کہ جندب نے جبلہ پر تلوار کا ایک ضرب کیا کہ اسکو سست کر دیا پھر جبلہ نے وار کیا تو جندب بھی شہید ہوئے اور عامر کا خواب راست آیا۔ اور جبلہ اپنی قوم کی طرف پلٹ گیا اور اپنی دلیری پر نازاں تھا اور باہان اسکا شکریہ بھیجا اور مسلمان ان باپ بیٹے کے مارے جانے سے غمگین ہوئے دوس کی قوم والوں نے پکار کر کہنے لگے اَلْجَنَّةَ خُذُوا بِثَارِ سَيِّدِكُمْ عَامِرٍ وَوَلَدِهِ مِنْ اَعْدَاءِ اللّٰهِ

یعنی بہشت روبرو ہے بہشت روبرو ہے تم لیو اپنے سردار عامر اور انکے فرزند فاخر کا خدا کے دشمنوں سے یہ سنتے ہی دوس کی قوم جنگ کے لئے آگے بڑھی اور قوم ازد جو انکی ہم سوگند تھی وہ بھی انکے ہمراہ ہوی پس پھر دو قوم مل کر قوم غسان اور لخم اور جذام پر حملے کئے یہانتک کہ ان کے صفوں کو پھاڑ کے انکی صلیب تک پہنچ گئی۔ قوم غسان سے ایک شخص جو صلیب اٹھایا تھا ایک مسلمان اسکو نیزے سے مار کے اسکو گھوڑے سے گرا دیا اور اسکی صلیب الٹ دی گر پڑی اور بہت سے کافر مارے گئے۔ اسدن بڑا سخت جنگ ہوا وہ تیسرا دن یرموک کا بڑا سخت تھا تین بار مسلمانوں

جندب بن عامر کا بہادری

شکست آئی تھی پھر اللہ نے ان کو کفار پر فتح و نصرت دی یہان تک جنگ ہوا کہ رات کی تاریکی آگئی بہت سے مشرکین تہ تیغ ہوے اور تھوڑے مسلمان شربت شہادت نوش کئے ابن حویرث کی صحیح روایت سے ثابت ہوا ہی کہ اس روز مسلمانونکی جمعیت اکتالیس ہزار کی تھی - غرض جب رات آئی فریقین اپنی اپنی جگہہ پر گئے - ابو عبیدہ سب مسلمانون کو ساتھہ لیکر دو نمازین جمع کرکے ادا کیا - اس کے بعد جناب خالد کا ہاتھہ پکڑے ہوے مسلمانون کے ہر خیمے مین تشریف لاتے اور اپنے ہاتھہ سے ان کے زخمون کو پٹی باندھتے اور انکو تسکین دیتے اور ثواب آخرت کے امیدوار کرتے تھے صبح تک بھی یہی حال رہا جب صبح ہوی ابو عبیدہ نے خوف کی نماز پڑہوائی - اور ہامان اپنے لشکر کی شکست دیکھہ کے جو ملول تھا - اپنے لوگون کو بہت جھڑکی دی وے سب معذرت کئے اور کہے ہمارے مین جو بہت شجیع ہین ابتک نہین لڑے ہین کل ہم اچھی لڑائی لڑینگے - غرض وہ شب کا فرون پر درد و حسرت سے اور مسلمانون پر شکر و فرحت سے گذری - جب اہل اسلام نماز صبح سے فارغ ہوے دیکھتے کیا ہین کہ رومیون نے اپنے لشکر کے صلیب ظاہر کئے ہین - پس ابو عبیدہ بھی اپنا لشکر لیکے میدان پر آیا یرموک کے مقام پر وہ چوتھے روز کا جنگ تھا ہامان نے اپنا تخت ایک ٹیلے پر دلوایا تھا تا ہر دو لشکر کا حال معاینہ کرے - غرض جب ہر دو لشکر مقابل ہوے ابو عبیدہ نے اپنے لشکر کے سوار اور پیدل کی صفین آراستہ کر میمنہ اور میسرہ اور قلب لشکر کے سردار اور نشان بردار ٹھہرادے اور تیر اندازون اور نیزہ بازون اور شمشیر زنون کے ٹکڑیان جدا جدا مقرر کرکے آپ درمیان کھڑے رہے اور جہاد کی فضیلتین اور جنگ کے قوانین اور تدبیرین بیان کین - پھر ابو سفیان نے اپنے فرزند یزید کے نشان کے پاس آئے انھون نے اپنے ساتھیونکو لئے ہوے حملہ کرنیکا ارادہ کیا تھا سو اپنے فرزند کو جہاد مین ثابت قدم رہنے اور دین اسلام کی مدد کرنے پر وصیت کی اور جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت اور ثواب آخرت یاد دلوائی - پس یزید بن ابو سفیان نے شمشیر کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور انکی ٹکڑی بھی ان کے ساتھہ تھی ایسی سخت لڑائی ہوی کہ لوگون نے ان غازیونکی جہاد دیکھہ کے تعجب کرنے لگے - ایسے مین لشکر روم سے ایک بطریق نکلا بڑا قوی ہیکل اور شدید تھا اس کے ہاتھہ مین ایک نیزہ تھا جس مین سونے کی صلیب جڑی تھی اور دس ہزار رومی سوار اسکو گھیرے ہوے تھے - وے سب کے سب لشکر اسلام کے میمنہ کی طرف باگین پھیرین عمرو بن العاص جو میمنہ پر تھے ان پر شکست رومی سوا اپنی جگہ سے پیچھے ہٹے یہان تک رومیون نے مسلمانون کے اوایل لشکر مین داخل ہوگئے عمرو بن العاص ٹکڑی پر حملہ کرتے کرتے اس ٹیلے تک ہٹا دے کہ جس پر مسلمانونکی عورتین تھین - اور رومیون نے اس ٹیلے کو بھی گھیر لیا - تب ایک عورت انصار نے آواز کی کہ کہان ہین دین کو مدد دینے والے کہان ہین اسلام کی حمایت کرنے والے راوی کہتا ہی کہ اس وقت

رومیون کا مسلمانون کے خیمون پر حملہ

زبیر بن العوام کی آنکھ آشوب کیئن تھین سو انکی بی بی اسما بنت ابی بکر صدیق انکا علاج کر رہی تھین سو اپنی بی بی سے پوچھا کہ یہہ کیا معاملہ ہی جو عورت نے آوازدی - تب بی بی عفیرہ بنت عفار نے کہا کہ ای سول خدا کے پھپی کے فرزند لشکر اسلام کے میمنہ پر شکست رودی ہی یہان تک کہ دشمنون نے میمنہ والون کو ہمارے تک ہٹا دیا اور ہمکو بھی گھیر لیا - زبیر نے کہا واللہ مین دین کے مددگارون سے ہون پس اپنی آنکھ سے کپڑے کو نکالدیا - اور اپنا چھوٹا نیزہ اٹھا لیکے گھوڑے پر سوار ہوا - اور تن تنہا دس ہزار سوار پر ایسے حملے کیئے اور بہادری کے ایسے کرشمے تبلائے کہ کسی کی آنکھین نہ دیکھین ہون اور حملہ کرنیکے وقت پکار کے کہتے تھے کہ مین زبیر بن العوام ہون مین رسول اللہ کی پھپی کا بیٹا ہون - یہان تک نیزہ بازی کی کہ لشکر روم کو پھیر دیا ان کے گھوڑے منہ پھیرنے لگے لیث بن جابر کہتا ہی کہ مین نے آنکھون سے دیکھا ہے کہ زبیر اپنی ذات سے دس ہزار سوار کو پھیر دیا اور انکے ساتھ کوئی شخص نہین تھا پس عمرو بن العاص اور انکے ہمراہی لوگ بھی ان پر حملے کیئے یہان تک کہ اُن کافرونکو شکست ہوگئی واقدی رح سے منقول ہی کہ جبلہ جبیر ارمنی نے تین ہزار کی معیت سے شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کیا شرجیل کی ٹکڑی والون کے قدم پھسل گئے شرجیل مع چند شخص اپنی جگہہ نہ چھوڑے بہت ثابت قدم رہے اور ایسی تیر اندازی کی کہ قوم ارمن کو ہزیمت ہوی پھر جب شرجیل انکا پیچھا کرکے اپنی جگہہ پر لوٹ آئے ان کی قوم کے سب لوگ آکر ان کو گھیر لئے - تب شرجیل ان پر غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ تمہین کیا صدمہ پہنچا تھا جو تم نے اپنی جگہہ چھوڑ دی - اور ان بے حقیقت عجمی کافرون سے شکست اٹھائی حالانکہ تم لوگ دین کے حامی اور فرمان بردار اور اہل قرآن اور بندگان رحمان ہو - آیا تم نے نہین سنا کہ اللہ تعالےٰ اپنی کتاب مجید مین فرماتا ہے وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ آیا نہین سنا ہی تم نے یہہ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ آیا تم موت سے بھاگتے ہوا و بہشت سے گریز کرتے ہو - انھون نے کہا یا صحابی رسول اللہ یہہ لغزش شیطان کی طرف سے تھی جسے احد و حنین مین ہوی - اب ہم تمہارے ساتھ ہین تم حملہ کرو ہم بھی تمہارے ساتھ حملہ کرتے ہین - شرجیل نے یہہ سنکے ان کی حق مین دعا کی - اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے نزدیک اپنے مقام پر قیام کیا تا نگہبان رہے - جب قیس بن ہبیرہ نے دیکھا کہ شرجیل کی ٹکڑی اپنی جگہہ پر ٹھہری ہی آپ اپنی قوم کو ساتھ لیکے رومیون پر میمنہ کی طرف حملہ کیا - اور جناب خالد نے میسرہ کی طرف سے حملہ لایا - پھر زبیر بن العوام اور ہاشم قعقاع بھی ایسے سخت حملے کیئے اور کافرون کو مارتے مارتے یہان تک بڑہے کہ بابان کے چشمے تک پہنچ گئے - جب بابان نے یہہ حال دیکھا اپنے تخت سے اتر کر بھاگا - اور اپنے لوگون کو بڑی شدت سے سرزنش کی - تب وہی پھر سمرکے کی طرف پھرے - اور ابو عبیدہ

بھی سعید بن زید کو پکارے تب انھون نے اپنی ٹکڑی کو لئے ہوے سخت حملے کیا آور مجاہدین کہتے تھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بارگاہ الٰہی سے مسلمانون کو مدد ہوی - اور لڑای ہو رہی تھی کہ ایسے مین ابو سفیان نے اپنے بیٹے یزید کے نشان کے نیچے کھڑا رہکے آواز کی اور مسلمانون کو جہاد کی ترغیب دی مسلمانون کے سردارونے جو ان کے قریب تھے جب ان کی آواز سنی بڑی شدت سے لڑنے لگے - رومیون سے وہی لوگ اپنی جگھ پر ٹھہرے رہے جو اپنے پیرون کو زنجیرون سے باندھ لیے تھے وے تیراندازی مین بڑا کمال رکھتے تھے جو انکی طرف قصد کرتا اس پر تیر چلاکے پھیر دیتے تھے وے ایک لاکھ شخص تک تھے انکی تیرون کا بڑا صدمہ تھا اگر اعانت الٰہی شامل حال نہوتی مسلمان ہلاک ہوجاتے غرض اہل اسلام اس حملے مین مظفر و منصور رہے اور مشرکون سے بہت لوگ ہلاک ہوگئے راوی نے بیان کیا ہے کہ رومیون سے ایک کافر نکلا قد و قامت اور ڈیل و ڈول مین ایک پہاری درخت کے مانند تھا اور اس کے بدن پر ایک سنہری زرہ اور اس کے سر پر ایک خود طلائی کام کا تھا جس مین ایک صلیب سونے کی جڑاو کی لگی تھی اور اسنے ہاتھ مین ایک نیزہ تھا اس نے میدان مین آکے لڑای طلب کی - تب ذوالکلاع حمیری کا ایک غلام سیاہ رنگ والے نے نکلا - لاکن جب وہ پیدل تھا اور اس پر زرہ نہین تھی اسواسطے اسکے مالک نے اسکو پھیر دیکے آپ معرکے مین آیا تھوڑا وقت ہر دو مین خوب نیزہ بازی ہوی جب ہر دو تھک گئے - اپنی تلوارین کھینچین حمیری اس رومی پر ایک وار کیا سو اسکی ڈھال کٹ گئی اور وہ رومی جب وار کیا حمیری کا ہاتھ زخمی ہوگیا - جب ہاتھ بیکار ہوا حمیری نے اپنی جگھ پر لوٹ آیا انکے ہاتھ سے خون جوش کر رہا تھا - انکی قوم نے انکے زخم کو پٹی باندی - پس حمیری نے اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ کون ہی تمسے کہ میرا بدلا اس کافر سے لے - تب قوم حمیر سے ایک شہسوار نکلا مانند شعلہ نار کے نکلا اور ایک دلیرانہ حملہ کیا اور اپنے نیزے سے اسکے سینے ایسا سخت ضرب کیا کہ اسی ضرب مین وہ مرا اور کندہ دوزخ ہوا جب وہ شہسوار نے اس مقتول کا اسباب نکالنا چاہا تب رومیون کی ایک ٹکڑی آکے اس کو گھیر لی - وہ شہسوار نے کمال دلاوری سے انکو پھیر دیا اور اسکا اسباب نکال لیکر ابو عبیدہ کے پاس لے آیا انہون نے اسی کو دیے اس نے اپنی قوم کے حوالے کردیکے پھر میدان پر آیا - لشکر روم سے ایک بطریق نکلا وہ شہسوار نے اس کو بھی قتل کیا - پھر تیسرا آیا اسکو بھی مار ڈالا پھر چوتھا نکلا سو اس شہسوار حمیری کو شہید کیا وہ ملعون نے اس شہید کا اسباب نکالنا چاہتا تھا کہ ایسے مین ایک انصاری نے اسکے سینہ پر مارا وہ کافر نے زمین پر گرا اور مرگیا - یہ بطریق رومیون مین بڑے مرتبے والا تھا جب وہ مارا گیا رومیونکو بڑی گھبراہٹ ہوی - باہان نے انکو تسکین دی - تب لان کا بادشاہ مریوس نکلا اور وہ شاہانہ زرہ پہنے تھا اور اسکا لباس ایسا تھا کہ اس کو جواہر لگے تھے - اور اسکے کمر مین جڑاو کا پٹکہ تھا میدان مین آکے کہنے لگا کہ مین بادشاہ

لان کا ہون پس میرے مقابلے کے لئے کوی سردار ہی نکلا چاہئے - تب شرجیل بن حسنہ نکلے ان کے بدن پر زرہ آہنی اور کمر بند پوست کا تھا اور بنبوے گھوڑے پر سوار تھے - شرجیل اشعار رجز پڑھے - مریوس کچھ زبان عربی جانتا تھا سو پوچھا کہ کیا کہتے ہو شرجیل نے کہا کہ عرب کا معمول ہی کہ جنگ مین ایسے اشعار پڑھتے ہین کہ جس سے شجاعت حاصل ہوتی ہی کہنے لگا اس مین وے وعدے مذکور ہین جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہین آپنے پوچھا کہ وے کیا وعدے ہین شرجیل نے کہا کہ حضرت نے ہم کو یہ وعدہ فرمایا ہی کہ اللہ تعالے نے ہمارے واسطے ملو اور عرض مین شہرون کو فتح کریگا - اور ہم شام اور اعراق اور خراسان کے مالک ہو جائین گے - اور خزر اور لان سے ہم لڑینگے اور اللہ تعالی کی مدد سے ہم غالب ہو جاینگے - اس ملعون نے کہا اللہ تعالی ظالم کو مدد نہین دیتا ہے تم ظلم کرتے ہو ہم سے وہ چیز مانگتے ہو جس کے تم مستحق نہین - شرجیل نے کہا کہ ہم وہ قوم ہین کہ اللہ تعالی نے ہمکو اسکا حکم دیا ہی - اور زمین کا مالک اللہ تعالی ہی جسکو چہتا ہی اسکو وارث کرتا ہی اور عاقبت کی خوبیان پرہیزگارون کے واسطے ہی - اور مین پاتا ہون کہ تو بعض لغت عربی جانتا ہی - پس اگر تو صلیب کی عبادت چھوڑ دیگا اور دین اسلام مین داخل ہوگا تو اہل بہشت سے ہو جائیگا - اس شقی نے کہا کہ مین اپنے قول سے پھرنے والا نہین اور اپنی گردن سے ایک صلیب نکالی اور اس کو بوسہ دیا اور اپنے آنکھون پر رکھا اور اس سے مدد طلب کی - یہہ دیکھتے ہی شرجیل خشمناک ہوے اور فرمانے کہ سختی ہو تجھپر اور تیرے ساتھیون پر اور ان لوگون پر کہ جنکا قول تیرے قول کے سا ہو پس ہر ایک جنگ پر آمادہ ہوے ایک گھڑی تک ہر دو گروہ دیتے رہے - جب شرجیل نے اس دشمن خدا کی تیزی دیکھی اسکو اپنے قابو مین لینے کے واسطے اسکو بیٹھ دی اس مشرک نے انکا پیچھا کیا شرجیل نے قصداً اپنے گھوڑے کو دوڑانے مین کمی کی جب تھوڑی راہ طی ہوی اور وہ نزدیک پہنچ گیا - شرجیل اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اور اس پر نیزہ مارا لاکن وہ مار خالی ہو گیا پھر ہر دو اپنی تلوار کھینچ لے کر یہان تک لڑے کہ ہر دو کے تلوارین ٹوٹ گئین اور ہر دو ایکدوسرے کو سخت لپٹ لئے - وہ ملعون قد و قامت مین بڑا اور مضبوط اور بھاری تھا اور شرجیل نحیف اور لاغر تھے کیونکہ وہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار تھے جب وہ مشرک نے بہت زور سے ان کو دبایا قریب تھا کہ انکو اٹھالے ایسے مین ضرار نے یہہ حال دیکھکے بیقرار ہوا اور پیدل ان کے طرف ایسا دوڑا جیسے ہرن اور ان کے ہاتھ مین خنجر تھا جب نزدیک پہنچا اس ملعون کی پشت مین ایسا سخت مارا کہ اسکے دل تک پہنچ گیا پس وہ مردہ ہو کے گر پڑا - جب ضرار نے بادشاہ لان کو مار ڈالا رومی بہت خشمناک ہوے تب انسے ایک سوار بڑا بہادر نکلا اور لڑنے والے کو طلب کیا - تب زبیر بن العوام نکلے اور اس سوار کو مار ڈالا - پھر دوسرا سوار نکلا - زبیر نے اسکو

بھی مار ڈالا - پھر میسرہ نکلا اسکو بھی قتل کیا - پھر چوتھا نکلا وہ بھی مارا گیا - اور ان چاروں کا اسباب لے لیا جب خالد نے انکی یہ جوانمردی دیکھی ابو عبیدہ سے کہا کہ ہیر نے آج جہاد فی سبیل اللہ میں بڑی کوشش کی ان کے تھک جانیکا اندیشہ ہے تب ابو عبیدہ ان کو قسم دیکے میدان سے پھیرا پس پانچوان رومی جو ملک روسیہ اور دماء کا حاکم تھا نکلا تب خالد اسکے مقابلے کو نکلا اور اس کو مار ڈالا - اور اسکا اسباب جو بیش قیمت تھا لے لیا - راوی کہتا ہے جب باہان نے یہ بات سنی بہت خشمناک ہوا اور کہا کہ یہ دو باد شاہ ہم سے مارے گئے مسیح ہماری مدد نہیں کرتے ہیں پس تمام لشکر کو حکم کیا کہ سب ملکر تیر ہی چلاؤ - تب ایک لاکھ تیر انداز ایک ہی وقت تیر چلانے لگے سو لشکر اسلام میں برف کے مانند گرتے تھے مسلمانوں کو اس سے بڑا رنج پہنچا سات سو آدمی ایک چشمہ پر گئے اسدن کا نام یوم التصویر رکھا گیا (تصویر کے معنی چشمہ شدن ۱۲) انہیں تیر کی زخمیوں سے ہیں مغیرہ بن شعبہ - سعید بن زید بن نفیل اور بکیر بن عبد اللہ التیمی اور ابو سفیان صخر بن حرب اور ارشد بن سعید روایت ہے کہ جب ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تمہیں کیا مصیبت پہنچی اس نے جواب دیا کہ اس کو مصیبت کیا کہو بلکہ یہ آزمایش اور محنت ہے اللہ کے طرف سے غرض اسدن مسلمانوں پر بڑا مصدمہ پہنچا انکے گھوڑے تیروں کے مارے پھرتے تھے - باہان شقی نے مسلمانوں کی لشکر کا اضطراب دیکھ کے اپنے لوگوں کو ترغیب دی تب وے لوگ کہ جن کے پیر زنجیر میں تھیں لشکر مسلمین کے طرف بڑھنے لگے اور جرجیر اور قناطر اور قوریر نے حملے کرنے لگے - باہان نے کہا کہ تم حملے کرو بلکہ انکو تیروں سے بھگاؤ اسکے سوائے اور کوئی تدبیر نہیں - پس تیروں کا بڑا ہجوم ہوا - عباد ابن عامر نے بیان کیا ہے کہ میں نے جب مسلمانوں کا تزلزل اور شکست کی صورت دیکھا مجاہدین انکے قوم و قبیلوں کے نام لیکے پکارنے اور انکو ترغیب جہاد کی دینے لگا اور کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ - اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْنَا نَصْرَكَ الَّذِيْ نَصَرْتَنَا بِهٖ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا پس تھوڑا عرصہ نہیں گذرا تھا کہ مدد آسمانی نازل ہوی - عبد اللہ بن قرط ازدی نے بیان کیا ہے کہ شام کی لڑائیوں میں میں موجود تھا مقام یرموک میں یوم التصویر کے جنگ سے کوئی جنگ سخت نہیں تھا مسلمانوں کے سردار بذات خود جنگ کرتے تھے اور ان کے ہاتھوں میں نشان تھے ابو عبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابو سفیان اور عمرو بن العاص اور شرحبیل بن حسنہ اور ضرار بن الازور اور ہاشم بن مرقال اور سلیب بن نجبتہ الفزاری اور عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم راہ خدا میں اپنی جان کو بہت خرچ کر رہے تھے ایسے میں اللہ تعالیٰ نے ان بی بیوں کی حملات سے مدد کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رکاب غزوات میں حاضر ہوئیں تھیں جنگ کرنا عورات صحابیہ کا کفار روم کے ساتھ مقام یرموک میں معمر بن راشد زہری نے بیان کیا ہے کہ حضرت کے ہمراہ رکاب عورتیں جو جنگوں میں

ا ۱۲ منہ
اور قوم کی بی بی نے بھی اس دن جنگ کی تھی جس کا نام ہند بنت عتبہ تھا اور اس کے شوہر کا نام ابو سفیان بن حرب تھا ۱۲

حاضر ہوتی تھین وے مجاہدین کو پانی پلایا کرتین اور انکی زخمون کو علاج کیا کرتین تھین مین کسی قریشیہ عورت کو جنگ کرتی ہوی نہین دیکھا نہ حضرت کے ہمراہ رکاب نہ خالد کے ساتھ جنگ یامہ مین - حضرت عمر کی خلافت مین ایسے بہادر عورتین تھین کہ بسا مردون پر انکو سبقت تھی خصوصاً یرموک کے جنگ مین عورتون نے عجب عجب کی داد دین رومیون پر جب حملہ لاتین اپنے قوم و قبیلے کا نام ظاہر کرتین اور کہتین کہ مین فلان کی بیٹی ہون اور بعض عورتین مشرکون سے لڑین اور بعض ان مسلمانون پر حملہ کرتین کہ جنکے گھوڑے معرکے سے پھر گئے ہین - یہان تک کہ وے مسلمان پھر میدان کی طرف رخ کئے ان بی بیون سے خولہ بنت الازور بن طارق اور ام حکیم بنت حرث اور لبنی بنت سالم اور سلمی بنت لوی بن عاصم نے چوبون سے انکے منھ اور سر پر مارتے اور انکو غیرت دلاکے معرکے کی طرف پھیرتے تھے - ام حکیم نے کمال بہادری سے لشکر کے آگے ہوکے تلوار سے جنگ کرتین اور مشرکون کو پھیر دیتی تھین - واقدی ابی عون نے بیان کیا ہی کہ مین نے ہند بنت عتبہ کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ مین ہندی تلوار تھی اور مشرکون کو قتل کرتین اور پکار کے کہتی تھین کہ ای گروہ عرب ان بے ختان کافرون کو کاٹ ڈالو - اور اسوقت ابوسفیان کی آواز کے سواے اور کسی کی آواز نہین آتی تھی اور وہ باواز بلند نصیحت کرتے تھے کہ ای مسلمانو یہ آزمایش کا ایکدن ہی تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرو - اور اسما بنت ابی بکر صدیق کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی باگ کو اپنے شوہر زبیر العوام کی باگ کے ساتھ ملا دیا تھا - جیسا زبیر تلوار مارتے اسما بھی ویسا ہی وار کرتی تھین - ابن عائذ مرکھتا ہی کہ ضرار کی بہن خولہ نے ایک کافر کا مقابلہ کیا اور وہ کافر اسکے آگے ہمارے پر حملہ کیا تھا خولہ نے اس پر تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ انکی تلوار اڑگئی - جب وہ بے تلوار ہوگئین اس ملعون نے ان پر تلوار چلائی اس بی بی کے سر پر سخت زخم لگا سو خون جاری ہوا اور وہ زمین پر گر پڑین - جب بی بی عفیرہ نے یہ حال دیکھا اس کافر پر حملہ کرکے تلوار سے ایسا مارا کہ اس کے سر کو جدا کر دیا پس خولہ کے پاس آکے انکو اٹھایا تو ان کے سر کے بال خون سے نگین ہو گئے تھے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے خولہ نے کہا الحمد للہ مین بخیر ہون لاکن میرا گمان یہ ہی کہ مین بالضرور مرجاؤنگی پھر خولہ نے دریافت کئی کہ میرے بھائی ضرار کا کیا حال ہی تم کو کچھ معلوم ہے - عفیرہ نے کہا کہ مین انکو نہین دیکھا خولہ نے یہہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِدَاءً لِاَخِیْ وَلَا تَبْتَغِ بِہِ الْاِسْلَامَ یعنے یا اللہ مجھکو عوض کر میرے بھائی کا اور نہ غمگین کر اسکے سبب سے اسلام کو - بی بی عفیرہ نے بیان کیا ہی کہ مین نے خولہ کو اٹھانے مین بہت کوشش کی تھی تب وہ اٹھ کھڑی نہ سکین - پھر اللہ نے اسی جلد صحت عطا کی کہ ہنوز رات نہ آئی تھی کہ انہون نے لشکر اسلام مین پھر تین اور پانی پلاتی تھین - گویا ان کو کچھ اذیت ہی نہ پہنچی - اور ان کے بھائی ضرار نے انکے سر کا زخم دیکھکے پوچھا کہ ای بہن

تمہارا کیا حال ہے - خولہ نے کہا کہ ایک کافر نے تلوار کا ضرب کیا تھا اسیوقت عفیرہ نے اسکو مار ڈالا - ضرار نے کہا ای بہن ای بہن تم خوش ہو کہ ایک زخم کے عوض مین نے بے شمار کفار کو قتل کیا ہے **واقدی** رح نے صفوان بن راشد سے روایت کی ہے کہ یوم التعریر مین جب مسلمانون کی شکست ہوی تب نجم بن مفرح کا کلام اہل اسلام کو بڑا قوت دیا - نجم بن مفرح بن محارب کی قوم سے تھے بڑے حاضر جواب اور خوش بیانی اور فصاحت لسانی مین سب فصحا سے ممتاز اور بلند آواز تھے اور انکا کوی کلام سجع اور قافیہ سے خالی نہین تھا - جنگ یرموک کے دن انھون نے جو معرکے مین وعظ فرمایا بعضے لوگون نے اس کو یاد کر لیا اسکا ترجمہ یہ ہے - انکا وعظ سنتے ہی غازیون کی شجاعت اور جوانمردی زیادہ ہوی - آتش قتال شعلہ مارنے لگی - کہتے ہین کہ جناب خالد نے اس روز سر پر لوح سرخ باندھا تھا - اور ایک بطریق سے مقابل ہوے کہ جسکا نام لسطورا تھا اور وہ ریشمی لباس پھنا تھا بڑا سخت اور جوان تھا ایک دوسرے پر جو حملے کر رہے تھے دفعتہً خالد کا گھوڑا زانو تک مین ہوا تب خالد اس کے سر کی طرف جھکے اس ملعون نے خالد کی پشت پر تلوار چلائی لاکن اسکی تلوار کچھ کام نہ کی - اور گھوڑا بھی سدھرکے اٹھا لاکن خالد کا تاج انکے سر سے زمین پر گر پڑا - خالد نے پکارا کہ تاج اٹھا کر دو تب بنی مخزوم سے ایک شخص دوڑا اور تاج کو اٹھا کر دیا - اور پوچھا کہ ای سردار آجکی سخت لڑائی مین اس تاج کے واسطے آپ کس لئے مضطر ہوے - فرمایا کہ حجۃ الوداع مین جب حضرت نے اپنا سر مبارک منڈھوایا اور موے شریف تقسیم کئے مجھے بھی پیشانی کے چند موے مبارک عنایت ہوے تھے مین نے بڑی خوشی سے لئے - تب حضرت نے پوچھا کہ تم انکو کیا کروگے مین نے عرض کی کہ اسکو تبرک کے طور پر رکھونگا - اور کافرون کے جنگ مین اس کا وسیلہ لاکے بارگاہ الٰہی سے اعانت طلب کیا کرونگا - حضرت نے فرمایا کہ جب تک یہ بال تمہارے پاس رہینگے تم دشمنون پر فتحیاب ہوگے پس مین نے اسکو اس تاج مین رکھا ہون اسی کی برکت سے ہر جنگ مین کافرون پر فتح پاتا ہون غرض

خالد نے اس تاج کو اپنے سر پر رکھا اور سر بند سرخ سے مضبوط باندھ لیا - اور اس طریق پر حملہ کر کے اسکے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ اسکے دوسرے شانے تک کٹ گیا - دوسرے وار کا ارادہ کیا تھا کہ ایسے میں اسکے ساتھیوں نے اس کو کھینچ لیا اور وہ بطریق اسی وقت مر گیا - یہ حال دیکھتے ہی لشکر روم میں جو لوگ باقی تھے ان کی ہمتیں پست ہو گئیں اور پیش قدمی کرنے کی کسی کو طاقت نہ رہی - خالد بار بار انکو میدان پر بلاتے تھے پر انکے مقابلے کے لئے کوئی نہیں نکلتا تھا اس روز خالد سے ایسی کوششیں ظاہر ہوئی کہ انکے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹ گئیں - جیسے حضرت کے وقت جنگ موتہ میں نو تلواریں ٹوٹی تھیں - یہاں تک لکھے ہیں کہ اس روز خالد کی لڑائی ایک سپاہی درجہ سوار کی لڑائی کی سی تھی - القصہ اس روز شام تک بڑی شدت سے لڑائی ہوئی جب آفتاب زرد ہوا کفار بھی زرد رو ہو کے پیٹھ پھیری اور بے اختیار بھاگنے لگے - اور لشکر اسلام جو انکا پیچھا کیا تھا انکے لشکر کا ایسا رگیدا ہوا کہ اہل روم سے جو لوگ اپنے پیروں میں زنجیریں باندھے تھے لشکر اسلام کے ریلے میں آکے پامال ہو گئے - اس روز کفار جو تہ تیغ ہوئے انکا شمار دشوار تھا - یرموک کا بیابان مقتولوں کی کثرت سے بھر گیا اور نعشوں کا ہی فرش ہو گیا - اور جا بجا خون بہہ رہا تھا اگرچہ ہر دو طرف لوگ زخمی ہوئے لاکن رومیوں سے بہت زخمی ہوئے تھے - جب آفتاب غروب ہوا اور اہل اسلام مظفر و منصور اور خرم و مسرور اپنے لشکر گاہ کی طرف پھرے عورتیں غازیوں کی زخموں کی اصلاح میں مشغول ہوئیں - اور عبیدہ نے مسلمانوں کی نگہبانی کے لئے ایک سردار کو مقرر فرمایا اور آپ سوار ہو کے لشکر میں گشت کر رہے تھے - ایسے میں دیکھتے کیا ہیں کہ اور دو سوار گشت کر رہے ہیں عبیدہ نے انکو دیکھ کے کہا لا الٰہ الا اللہ ان سواروں نے جواب دیا محمد رسول اللہ وے ہر دو سوار ایک زبیر بن العوام تھے - دوسری انکی زوجہ اسما بنت ابی بکر صدیق - ابو عبیدہ نے انکو سلام کیا اور پوچھا کہ ای ابن عمہ رسول اللہ کس لئے تم نکلے ہو - کہا کہ میری بی بی اسما نے کہا کہ آج کی شب سب ہر ہے ماندے ہیں بہتر ہو کہ ہم انکی نگہبانی کے لئے نکلیں ابو عبیدہ نے ان کے حق میں دعا کی اور شکریہ بجا لایا اور کہا کہ تم تصدیع نہ اٹھاؤ اب اپنے خیمہ میں جا کے آرام پاؤ لاکن وے نہ پھرے تمام شب گشت کرتے رہے - طرفہ یہ ہوا کہ اسی شب کافروں کے لشکر پر ایک سانحہ عجیب گذرا وہ یہ ہے کہ رومیوں کے سرداروں سے ایک شخص کہ جسکا نام ابو الجعید تھا - یرموک کے قریب اپنا مسکن ٹھہرایا تھا رومی لوگ مسلمانوں سے جنگ کرنیکے ارادے سے چلے تھے اور ابو الجعید کے کھیتوں میں اترے - اس نے انکی مہمانی کی اور اکرام کیا - رومیوں کی ایک ٹکڑی ابو الجعید کی عورت پر نظر کر کے اس سے بدفعلی چاہی اس نے انکو منع کیا جب نہیں مانے انہیں گالیاں دیں اور اس کی عورت بھی کنارہ لیا آخر ان ظالموں نے بجبر اس سے زنا کیا اور اسکے بیٹے کو مار ڈالا - پس ابو الجعید اور اسکی عورت ان کے سردار کے پاس فریاد لیگئے اس نے التفات نہ کیا اور ان کی داد ندی سو ابو الجعید اسبات کا بڑا کینہ رکھتا تھا - جنگ یرموک میں جس روز

رومیون کو بڑی شکست ہوی اسی شب ان کے لشکر مین آکے ایک بڑا فریب کیا کہ لشکر اسلام آج بہت تھک گیا ہی تم
ان پر شب خون کرو راہ مین تبلاتا ہون اور لشکر اسلام مین جاکے کہا کہ تمہارے پاس سو سوار میرے ہمراہ آو تمہاری فتح کی
تدبیر دکھلاہون پچاس سو سوار کو لیجا کے یرموک کی ندی کے دوسرے طرف اتارا اور روشنی کرایا - اور لشکر روم کو دوسری راہ
سے لے چلا درمیان ندی حایل تھی مسلمان کو خبر نہین تھی - وہ روشنی تبلاکے کہا کہ اب تم گھوڑے دوڑاو - تب وے
گھوڑے دوڑاے ہزارون سوار اس ندی مین ڈوب کے موے - علی الصباح جب باہان اس حال سے واقف ہوا اور اپنے لشکر
کی کمی دیکھی بہت اضطراب کیا اور سمجھا کہ اب قریب ہی کہ اپنا لشکر ہلاک ہوجایگا اور عرب غالب ہوجائینگے پس ابوعبیدہ
کی خدمت مین پیام بھلا بھیجا کہ آج کے دن ہمکو مہلت دو تاہم اپنا ساز و سامان مہیا کرین اور کل لڑائی کرین حضرت ابوعبیدہ
اس پیام کو قبول کرنا چاہتے تھے لاکن جناب خالد نے منع کیا تا ایکدن کی مہلت مین وے کچھ مکر و فریب سے اپنی مدد کی
فکر نہ کرلین - تب ابوعبیدہ نے فرمایا کہ ہم کو اپنے کام کی جلدی ہی آج مہلت نہ دینگے - اسکا ایلچی نے جاکے جب یہ حال
بیان کیا کہ باہان پر یہ معاملہ نہایت دشوار گذرا سو سر سیمہ ہوا اور کہا کہ اب عرب سے صلح کی امید نہین - پھر صلیب کی قسم کھاکے
کہنے لگا کہ کل ان کے مقابلے کے واسطے مین ہی نکلونگا - پس رومیون سے جو لوگ بادشاہ کے ارکان دولت سے تھے
اور جن پہلوانون پر اس کو اعتماد تھا ان لوگون کو پکارا تا جنگ کا ساز و سامان مہیا کرین پس ان سب کو اپنے آس پاس
اور باقی لشکر کو پیچھے لیا ہوا نکلا اور صلیب آگے رکھی اور لشکر اسلام بھی نکل کے مقابل ہوا جو جو رومیون کے ملوک
سے تھا پہلے میدان مین آیا - اور پکارا کہ نہ نکلے میرے مقابلے کو مگر سردار - تب ابوعبیدہ نے اپنا علم خالد کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالی مجھے اس طبوق پر فتح دے تو یہ علم پھر لونگا - اگر مین مارا جاؤن تو تم سردار ہو - یہان تک
عمر فاروق اپنی راے کے مطابق تجویز کرین - خالد نے ہر چند مانع ہوا اور کہا کہ اس کے مقابلے کے لئے مین جاتا ہو
اور سب مسلمان بھی مناسب بتاتے اور منع کیا لاکن جناب ابوعبیدہ نے نہ مانا آپ ہی میدان پر آئے پھر ایکدوسرے
پر حملہ کیا ہر دو مین لڑائی طول ہوی سب مسلمان دیکھتے تھے اور ابوعبیدہ کی سلامتی کے لئے دعا کرتے تھے - جرجیر نے
اپنے لشکر کے یمنہ کے طرف چلدیا ابوعبیدہ نے بھی اسکا پیچھا کیا جرجیر نے تھوڑی دور جاکے یکبیک ان پر ایسا حملہ
کہ گویا ایک بجلی آہ اور شمشیر چلائی - ابوعبیدہ نے سبقت کرکے اس کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ تلوار اس کے دوشے
شانے تک پہنچ گئی - پس ابوعبیدہ نے تکبیر کہی اور سب مسلمان بھی خوشی سے تکبیر کہنے لگے - پھر ابوعبیدہ اسکی لنش اور
اس کی جسامت کو دیکھ کے تعجب کیا اور اس کے اسباب سے کوئی چیز نہ لی - پس خالد نے پکارا اور کہا کہ ای سردار ہوکام
تمہارے ذمے پڑتا تھا ادا ہوچکا اب اپنے نشان کی طرف پھرو لاکن ابوعبیدہ نہین پھرتے تھے آخر سب مسلمانون نے انکو

قسم دیکے پھیرا - باہان جب دیکھا کہ اپنے لشکر کا ایک بڑا رکن مارا گیا یہ معاملہ اس پر بہت ہی سخت گذرا اور بہت ہی ملول اور فکرمند ہوا - پھر اسکے لشکر سے جرجس جو نصارا مین بڑا عابد تھا اور جرجیر سے اسکو قرابت تھی میدان پر آیا تب ضرار بن الازور شعلۂ آگ کے مانند اس کے طرف نکلے جب اسکی بھاری ڈیل ڈول کو دیکھا غصے مین گئے اپنا لباس اُتار کے فقط ازار باقی رکھی ڈھال اور کمان لئے ہوے باہر نکلے - اس عرصے مین مالک نخعی سرخس سے مقابلہ کر رہے تھے اور اس کو اس لفظ سے خطاب کرتے تھے تَقَدَّمْ يَا عِبَادَ الصَّلِيبِ إِلَى الرَّجُلِ الشَّيْخِ الْكَذَّابِ ناصِرِ مُحَمَّدٍ الْحَبِيبِ اسنے مارے خوف کے جواب دیا مالک نخعی نے چاہا کہ اسپر نیزہ چلاوے لاکن اس نے زرہ ایسا پہنا تھا کہ سارا بدن اسی مین ڈھب گیا تھا کہین نیزہ مارنے کی جگہ نپائی آخر اسکے گھوڑے کے سرین پر ایسا سخت نیزہ مارا کہ دوسرے جانب مین نکل گیا - مالک نے ہر چند چاہا کہ نیزہ کھینچ لے لاکن وہ ایسا در آیا تھا کہ نہین نکلا بلکہ ٹوٹ گیا - گھوڑا زمین پر گر پڑا اور وہ ملعون جب بجیرون سے آپکو زین سے باندھ لیا تھا گھوڑے کی پشت سے اتر نہ سکا - ضرار نے جب یہہ حال دیکھا جلد اسکے طرف دوڑے اور اس کے سر پر ایسی شمشیر زنی کی کہ سر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اسکا اسباب لے لیا تب مالک نخعی نے ان کے روبرو آکے کہا کہ یہہ کیا ہے اے ضرار کہ تم شریک ہوے میرے شکار مین - ضرار نے کہا کہ مین شریک نہین بلکہ مین مالک ہون - مالک نے کہا کہ اسکے گھوڑے کو تو مین نے مارا ہے تم کیسا مالک ہو گے ضرار نے کہا رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ أَكَلَ غَيْرَ حَامِدٍ مالک ہنسے اور کہا کہ لو تم اپنے شکار کو گوارا کرے اللہ تعالیٰ یہہ شکار تم کو - ضرار نے کہا کہ مین نے یہہ بات بطور مزاح کے کہی تھی لو تم اس کو واللہ مین اس سے کوئی چیز نہین لونگا - یہہ بول کر اسکا اسباب اپنے کھندے پر اٹھا لیکے چلدئے مالک سوار تھے اور ضرار پیادہ اور اسباب گران مارہو نیسے انسے پسینہ ٹپکتا تھا جب اپنی لشکر مین پہنچے وہ اسباب مالک کے خیمے مین ڈال دیا ہر چند مالک بجد ہوے کہ لیوے پر ضرار نہین لیا - ابو عبیدہ نے یہہ حال دیکھ کے فرمایا قسم ہے اللہ کی یہہ قوم اپنی جانون کو اللہ ہی کے لئے ہبہ کر دیا ہے - اور دنیا نہین چاہتی ہے - واقدی سے منقول ہے کہ جب جرجس مارا گیا باہان کے بازو ٹوٹ گئے بہت ہی غمگین اور اپنے جینے سے بے امید ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہنے لگا کہ تم ہرقل بادشاہ کو یہہ میرا پیام پہنچا دو کہ مین نے اپنے دین کی حمایت مین اور جنگ مین بہت ہی کوشش کی لاکن کچھ فائدہ نہ ہوا - عرب کی تائید آسمان کے پروردگار سے آرہی ہے اور انکو بار بار ہم پر غلبہ ہو رہا ہے اور ہم شکست ہی اٹھا رہے ہین پس مین بادشاہ کے پاس کیا منھ لیکر جاؤن - بھتر ہے کہ مر جاؤن - اسواسطے چاہتا ہون کہ اب لڑائی کے لئے خود مین ہی جاؤن - اگر مارا جاؤنگا تو ننگ و عار سے

امداد بادشاہ کی سرزنش سے بچ جاوینگا اور اگر غلبہ نصیب ہوگا مسلمانون سے بدلہ لونگا - اس کے لوگون نے کہا کہ ای وشنا جب تک ہم زندہ رہین تو لڑائی کا خیال نہ کر جب ہم سب مارے جائینگے تب تجھے اختیار ہے - باہان نے نہ مانا اور چارون کنیون کی قسم کھائی کہ کوئی اس سے سبقت کرکے جنگ پر نجاوے - پھر صلیب اپنے بیٹے کے ہاتھ دی اور کہا کہ میری جگہ پر ٹھہرا رہ پس اپنا جنگی سامان پہن لیا وہ سب جڑاؤ کا تھا اسکی قیمت تخمیناً ساٹھ ہزار روپیہ کی تھی - جب میدان پر آیا اور لڑنے والے کو بلایا اول اسکو خالد نے پہچان کر کہا کہ یہ سردار قوم باہان ہے - واللہ یہ نہین نکلا مگر کوئی مطلب ہے - پس روس کی قوم سے ایک جوان اسکے مقابلے کے لئے نکلا اور کہا کہ مین بہشت کا مشتاق ہون - باہان کے ہاتھ مین ایک سونٹا عمود کا تھا جب ہر دو کا مقابلہ ہوا باہان نے وہ عمود ایسی شدت سے مارا کہ اس روسی نے شہید ہوا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب وہ جوان عمود ایسے گرا اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا مین نے سمجھا کہ اس نے بہشتی حورون کو دیکھا ہے - باہان نے اس جوان کی نعش کے اطراف پھرا اور اسکا دل قوی ہوا - پھر مالک نخعی میدان پر آئے اور کہا کہ اس جوان کے مارڈالنے پر غرور مت کر یہ جوان بہشت کا مشتاق تھا ہمارے مین کا ہر شخص ایسا ہی مشتاق ہے - باہان نے پوچھا کیا تم خالد ہو - جا بدیا - مین مالک نخعی صحابی رسول ہون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - پھر اس ملعون نے حملہ کیا اور عمود سے انکے خود پر سخت ضرب کیا سو خود ایسا دہس گیا کہ آنکھ کی ہڈی پھر گئی اور اس سے خون جاری ہوا اسدن سے انکا نام مالک اشتر ہوا - اور اس دشمن خدا نے سمجھا کہ مین نے انکو مار ڈالا کوئی دم مین وہ گھوڑے سے گرینگے - ایسے مین مالک اشتر نے اللہ تعالی سے مدد طلب کی اور حضرت پروردگار نے بھیجا - اور سد سر کر باہان پر ایک وار کیا وہ ملعون زخمی ہوکے اپنے لشکر کی طرف بھاگا - جناب خالد نے باہان کو بھاگتا ہوا دیکھ کے اپنے لشکر مین ندا کی کہ ای مجاہدو اب رومیون پر خوف غالب ہوا ہے یہی وقت ہے حملہ کرنیکا - پس اول آپ ہی اپنی فوج کو ہمراہ لئے ہوے حملہ کیا پس انکی تبعیت کرکے ہر سردار اپنی لشکری لے کے حملہ کیا - ہر مسلمان تکبیر و تہلیل کہتے ہوے تلوار چلاتے تھے بڑی سخت لڑائی ہوی یہان تک کہ آفتاب غروب ہوا اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت بخشی رومیون کو شکست فاحش ہوی سو اپنی جگہ چھوڑ دیکے بھاگنے لگے - اہل اسلام انکا پیچھا کرکے قتل کرتے تھے اور انسے بعضے پہاڑون پر چڑھنے لگے اور جنگلون مین چھپنے لگے مسلمان انکو قید کرکے لاتے تھے جب تھوڑی رات گذر گئی جناب ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ بیچ انکو چھوڑ دو تب مسلمان مال غنایم لئے ہوے پھرے - اور ابو عبیدہ کے حکم سے سب مال غنیمت ایک جگہ کیا سب مسلمان بڑی خوشی سے وہ رات شکر الٰہی مین گذاری جب صبح ہوی جناب ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ مقتولون کا حساب کریں بڑی محنت سے حساب ہوا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ پانچہزار کفار مارے گئے تھے اور چالیس ہزار قیدی ہوے اور بہت سے کافر ندی مین گرکے موے انکا تعداد معلوم نہوا اور مسلمانون سے چہار ہزار سے کچھہ زیادہ شہید ہوے اور بعضے

سر نظر آئے لاکن پہچانے نہین جاتے تھے کہ وے عرب مستعرہ سے ہین یا مسلمانون سے پس جناب ابو عبیدہ نے
حکم کیا کہ سبکو غسل دین پھران پر نماز پڑھ کے دفن کردیا - رومیون سے جو لوگ باقی رہگئے تھے ان کی کچھ خبر معلوم
نہوی اہل اسلام انکی تلاش مین نکلے - جنگل مین ایک چرواہا ملا اس سے پوچھے کہ رومیونکی کسی گروہ کو تونے دیکھا ہو کہا
کہ ہان مین نے ایک بطریق کو دیکھا کہ اسکے ساتھ چالیس ہزار آدمی کے قریب جاتے تھے وہ بطریق باہان شقی تھا -
جناب خالد نے یہہ خبر سنی لشکر زحف کو اپنے ساتھ لیکے انکی جستجو مین چلدئے آخر انکو دمشق کے پاس پایا اور ان
پر حملہ کیا بہت سے مشرک مارے گئے - باہان نے گھبرکے اپنی جان بچانے کے لئے پاپیادہ ہوگیا تھا ایک مسلمان کی
تلوار سے مارا گیا اختلاف ہی کہ اس کے قاتل نعمان بن ازدی ہین یا عاصم بن خولی یربوعی - جب باہان ملعون مارا گیا
ور مسلمانون کو فتح و نصرت حاصل ہوی - اہل دمشق پر اور بھی رعب ہوا سبکے سب جناب خالد کی حضور مین حاضر ہوے
ور کہا کہ ہم نے اسی عہد پر ثابت ہین جو تم سے کیا ہی پھر خالد وہان سے رومیون کی تلاش مین آگے بڑہے جسکو پاتے
من قتل کردیتے الیساہی ثنیۃ العقاب تک جا پہنچے اور وہان ایکدن اقامت کرکے پھرے - اور لشکر اسلام کے
دوسرے سردار بھی ملک شام مین کفار جو طرف منتشر ہوگئے تھے بہتونکو قتل کرکے واپس آئے - پس سب جمع ہوکے
دمشق کے طرف روانہ ہوے اور وہین مقیم ہوے اور مال غنایم جمع کرواکے ابو عبیدہ نے خمس نکالا - اور فتح یرموک
کی بشارت مین ایک نامہ لکھکے حذیفہ بن الیمان کے ہاتھ دس سوار کو دیکے مع فتحنامہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا
واقدی رح سے منقول ہی کہ ابو عبیدہ کا خط پہنچنے کے آگے ایکشب عمر فاروق نے یہہ خواب دیکھا کہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ مقدسہ مین ہین اور ابو بکر صدیق بھی حاضر جناب ہین - عمر فاروق نے سلام کیا
اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا دل مسلمانون کے واسطے متعلق ہے اور مین نہین جانتا ہون کہ ان کے دشمنون کے
مقابلے مین اللہ تعالے ان کے ساتھ کیا کیا مین نے سنا ہی کہ رومی انکے مقابلے مین آٹھ لاکھ تک آئے ہین -
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اپنی عمر خوش رہو مقرر اللہ تعالی نے مسلمانونکو ہی فتحدی اور انکے دشمنونکو شکست
دی - پھر حضرت نے یہہ آیت تلاوت کی تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي
الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ پھر جب صبح ہوی حضرت عمر نے لوگونکو نماز صبح پڑہوائی اور
خواب بیان کیا سب مسلمان بہت خوش ہوے ایسے مین حذیفہ بھی دس مجاہدین کو ہمراہ لئے ہوے آئے
ابو عبیدہ کا خط پہنچایا جب اس خط کا مضمون حضرت کے ارشاد کے مطابق تھا حضرت عمر نے سجدہ شکر بجالا
وہ نامہ فرحت شمامہ سب مسلمانونکو پڑہکے سنایا - سبکے سب بہت خوش ہوے اور شکر الہی بجالایا حضرت

عمر نے پوچھا آیا ابو عبیدہ نے مال کی تقسیم کی یا نہ - حذیفہ نے کہا نہیں بلکہ پانچوان حصہ جدا کیا ہی اور آپکے حکم کے منتظر ہین - عمر فاروق نے اسیوقت ابو عبیدہ کے نام سے جواب لکھکر حذیفہ کے ہاتھ سے روانہ فرمایا اسکا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ اللہ تعالی نے تمکو جو کافرون پر فتح دی مجھے اور سب مسلمانونکو بڑی خوشی حاصل ہوی سبھون نے شکر الزدی بجالایا - جب تم کو یہہ میرا خط پہنچے غنایم کی تقسیم کرو اور میرا حکم آنے تک تم دمشق مین ہی رہو - جب یہہ حکم نامہ ابو عبیدہ کو پہنچا انہون نے غنایم کی تقسیم کرکے دمشق مین ایک مہینا اقامت کی - اسکے بعد حضرت عمر کا حکم آیا کہ حلب کے طرف روانہ ہوون

حلب کی فتح - واقدی رح سے منقول ہی کہ حضرت عمر نے حکم کیا کہ ابو عبیدہ بن الجراح حلب اور انطاکیہ کے طرف جاوے ان کے ساتھ بیس ہزار سوار تھے اور عمرو بن العاص مصر کے طرف کوچ کرے ان کے ہمراہ دس ہزار سوار تھے اور یزید بن ابی سفیان دریاے شام کے کنارون کے طرف روانہ ہوون ان کے ہمراہ چھے ہزار سوار تھے جب یزید بن ابی سفیان نے وہان جا پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہرقل کا بیٹا قسطنطین جو قیساریہ کا حاکم تھا اسکے پاس ستی ہزار کا لشکر جمع آیا ہی - یزید بن ابی سفیان وہین نزول کیا قسطنطین نے مسلمانونکا لشکر دیکھکے ہرقل سے مدد طلب کی تو اسنے اور بیس ہزار کی فوج روانہ کی - یزید بن ابی سفیان بھی حضرت عمر کی خدمت مین عریضہ لکھکے مدد طلب کی حضرت عمر نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ جس قدر ہوسکے مدد روانہ کرے تب ابو عبیدہ نے تین ہزار سوار حرب بن علدی کے ہمراہ دے کے روانہ فرمایا - اور قنسرین اور حاضر کے لوگ ابو عبیدہ سے مصالحہ کرلیا ابو عبیدہ اور خالد اور مسلمانون کے چند سردار داخل شہر ہوکے مسجد کا خط کھینچا - حلب والون نے یہہ خبر سنکے گھبرایا اور حلب مین اس وقت دو برادر حقیقی کا ایک کا نام یوقنا اور دوسرے کا یوحنا بر سر حکومت تھے انکا باپ برسون تک حلب کا اور اسکے اطراف وجوانب کا حد فرات تک حکم تھا اور مکر و فریب مین یکتا اور لوگون کو ورغلانے مین پکا تھا - اسکے بعد اسکا بڑا بیٹا یوقنا حاکم ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا یوحنا ترک سلطنت کرکے راہب ہوگیا اور اپنے زمانے کا بڑا عالم تھا - اسنے عرب کے جنگ پر راضی ہوا بلکہ اپنے بھائی کو منع کیا لاکن یوقنا نہ مانا - جب ابو عبیدہ نے قنسرین کو صلح سے فتح کیا کعب بن ضمرہ کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکے حلب کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ مین بھی تمہارے پیچھے پہنچتا ہون - اور یوقنا نے ابو عبیدہ کا قصد حلب پر آنیکا سنکے جاسوسون کو رکھا تھا جب کعب کی فوج آنے کی خبر سنی دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کے نکلا اور پانچہزار سوار کو اپنے ساتھ رکھا اور پانچہزار سوار کو حکم کیا کہ دوسرے راہ سے جاکر لشکر کعب کی پشت پر آجاوے تا اپنا لشکر ہر دو طرف سے ان کو احاطہ کرے غرض جب یوقنا نکلا حلب سے چھے میل کے فاصلے پر لشکر اسلام سے ملا ہر دو طرف سے لڑائی شروع ہوی ایسے مین وہ پانچہزار سوار مسلمانون کی پشت سے آکے گھیر لئے کعب نے

باوجود قلت لشکر کے بڑی جوانمردی کی اور ان کے ساتھی لوگ جو ایکہزار تھے دس ہزار کافر سے بڑی سخت جنگ کی ایک سو ستره صحابی شہید ہوے سعید بن مفلح کے سینے پر چالیس زخم لگے تھے انسے ہر ایک ایسا جوانمرد تھا کہ بہت سے مشرکون کو قتل کیا تھا سعید بن مفلح ایک ایسے جوانمرد صحابی تھے کہ ان کے سینے پر چالیس زخم لگے تھے کوئی زخم انکی پشت پر نہین تھا وے سب اکابر صحابہ سے تھے جو حضرت کے ہمراہ غزوہ ذات السلاسل اور تبوک مین اور خالد کے ہمراہ جنگ یمامہ مین حاضر تھے - اور شرکون مین بد دلی ظاہر ہوی قریب تہا کہ بھاگے لاکن یوقنا انکو غیرت دلاتا تھا اور اہل اسلام منتظر اور چشم براہ تھے کہ ابو عبیدہ کی طرف سے مدد آوے - اور ابو عبیدہ کو تاخیر ہوی کیا یہ سبب تھا کہ یوقنا جنگ کا ارادہ کرکے نکلا بعد حلب کے لوگ اتفاق کرکے دوسری راہ سے ابو عبیدہ کی خدمت مین آکے صلح کرلے اسلئے انکو تاخیر ہوی تھی جب ہرقل نے اہل صلح سے معلوم ہوا کہ یوقنا دس ہزار کے لشکر سے نکلا ہے ابو عبیدہ جو کعب کے ہمراہ ایکہزار کی فوج دیکے بھیجے تھے اسپر بہت تاسف کرنے لگے پس بڑی جلدی سے اپنا لشکر ہمراہ لے کے حلب کی طرف کوچ کئے اور کعب بن ضمرہ تو یوقنا کے ساتھ لڑائی مین سرگرم تھے ایسے مین حلب کے لوگ جو ابو عبیدہ سے مصالحہ کرکے پھرے اور داخل شہر ہوے صلح کی خبر مذکور ہوی ایک بطریق نے شہر سے دوڑا اور مرعش مین جاکے یوقنا کو خبر دی اس نے یہہ خبر سنتے ہی جنگ موقوف کیا اور اپنے لشکر کو لیکے حلب کی طرف پھر گیا - اور کعب بن ضمرہ حیران تھے کہ ناگاہ لشکر کفار میدان کارزار سے پھر جانیکا کیا سبب ہے بالقصہ سب مسلمان بھی اپنے لشکرگاہ کی طرف پھرے پہم ایک رات اور دوسرے صبح تک جو لڑائی مین مصروف تھے اور ایک لمحہ بھی آرام نہ پاے تھے اسکی بڑی ماندگی تھی سو اس شب سوگئے اس شب ابو عبیدہ کا لشکر آپہنچا اسکے آگے خالد بن ولید تھے موذن نے التقیر التقیر یا انصار الدین یہہ ندا سنتے ہی سب مجاہدین خواب سے جاگ اٹھے اور بہت خوشی سے لے ابو عبیدہ جو آے مدد گاران دین کے - لشکر کے پیچھے تھے آپہنچے جب کعب بن ضمرہ کو صحیح وسالم با لشکر آتھی بجالاے اور جنگ کے میدان پر آکے جب شہید دیکھی خصوصاً ان پر نظر کئے تو بہت مغموم ہوے اور کہے کاش ابو عبیدہ مارا جاتا اور ہمارے بچتے تب سب پر ایک ہی نماز پڑہے اور حکم کئے کہ انہین کے خون آلودہ کپڑون مین دفن کرین ہمنے حضرت سے سنا ہی یحشر اللہ تعالی الشہداء الذین قتلوا فی سبیل اللہ یوم القیمۃ ودماءھم علی جنودھم اللون لون الدم والریح ریح المسک والنور علیھم تیلالاء فیدخلھم الجنۃ بغیر حساب اور یوقنا جب معرکے سے پھر آکے قلعے مین داخل ہوتے ہی جو لوگ صلح کرکے آئے تھے انکا قتل شروع کیا تھوڑے عرصہ مین تین سو آدمی کو مار ڈالا - تب یوحنا جو اسکا بھائی تھا آکے یوقنا سے کہنے لگا کہ تو ناحق ان پر کیون ظلم کرتا ہے ان کے قتل سے ہاتھ رکھ یہہ بات سنتے ہی یوقنا ابن بریم ہوا اور کہا شاید کہ ان کو صلح کی ترغیب تونے دی ہے مین تجھکو قتل کرونگا یہہ کہکے اپنی تلوار کھینچ لیا - تب یوحنا آسمان کی طرف سر اٹھاکے

کہا اللّٰھُمَّ اشْھَدْ عَلَیَّ اِنِّیْ مُسْلِمٌ اِلَیْکَ مُخَالِفٌ الدِّیْنَ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَّ مَسِیْحَ نَبِیُّ اللّٰہِ پھر یوقنا کی طرف متوجہ ہوکے کہا مین تو مسلمان ہوگیا اب تو جو کرنا چاہتا ہے کر۔ اگر تو مجھے قتل کریگا مین بہشت کے طرف جاونگا۔ یوقنا چڑھ گیا اور اسیوقت یوحنا کو قتل کر ڈالا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے جب یہ خبر لشکر اسلام مین پہنچی ابو عبیدہ اسیوقت اپنے اہل صلاح کی تائید کے لئے اپنا لشکر لیکے نکلے خالد بن ولید نشان لئے ہوے سب کے آگے تھے یوقنا کے لشکر پر آگرے اور ایسی شمشیر زنی کی کہ اس کے لوگون سے تین ہزار آدمی مارے گئے یوقنا گھبراکے بھاگا اور قلعے مین جاکے پناہ لیا۔ اور لشکر اسلام محاصرہ کیا تھا ایک شب یوقنا فریب کرکے اپنی فوج ہمراہ لیا ہوا لشکر اسلام پر شب خون گرا سب مسلمانونکو جب اطمینان حاصل تھا سو رہے تھے کفار جب شب خون گرے ہوشیار ہوے جلد سوار ہوے تلوار چلنے لگی مسلمانون سے ساٹھ غازی شہید ہوے اور پچاس آدمی کے قریب قیدی ہوگئے یوقنا شکست کھاکے اور قلعے مین داخل ہوکے دروازہ بند کرلیا اسکے ہمراہی لوگ بھی قلعے کی طرف متوجہ ہوے جناب خالد نے یہ حال دیکھکے ان پر ایک ایسا حملہ کیا کہ ایک سو کا فرمارے گئے باقی قلعے مین داخل ہوگئے جب صبح ہوی یوقنا نے ان پچاس مسلمان کو جو قیدی ہوے تھے قلعے پر ایسی جگہہ کھڑا کروایا کہ لشکر اسلام کے لوگ کو نظر آتے اور انکی آوازین پہنچے تھے اور ان سب کو قتل کردیا اور وے کہتے تھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہانتک کہ سب کے سب شہید ہوگئے رضی اللہ عنہم۔ پھر یوقنا دوسرے مکر و فریب کے تدبیر مین تھا ایسے مین اس کے ایک جاسوس نے آکر خبر دی کہ عرب کے ایک جماعت اونٹون اور خچرون پر غلہ اور چارہ وغیرہ لادی ہوی فلان جنگل سے آرہی ہے یوقنا نے یہ سنتے ہی ایک ہزار سوار کو روانہ کیا تا اس جماعت کو مار ڈالے اور انکا اسباب غارت کرے۔ پس اسکی فوج یہ شنیدہ راہ سے نصف شب روانہ ہوی اور علی الصباح ان سے جاملی۔ وہ عرب کی جماعت لشکر اسلام کے واسطے جو رسد لانیکے لئے اس جنگل کی طرف آئی تھی وے سب کے سب مسلمان تھے ان کے سردار مناوش بن صبح کلابی الطائی تھے۔ جب ہر دو فریق سے لڑائی شروع ہوی باوجود قلت کے ہر مجاہد نے داد جوانمردی کی دی لیکن بتیس شخص شہید ہوے اور کفار انکا سب اسباب لوٹ لیکر ایک کوہستان کی راہ لئے اور ایک پہاڑ پر جاکے پوشیدہ ہوے تا لشکر اسلام سے کوی بدلہ لینے کے واسطے نہ آوین۔ اور شب کے وقت اپنے قلعے مین داخل ہوجاوین۔ وہ عرب کی جماعت جو شکست کھائی تھی انسے یعقوب بن الصباح الطائی جو مناوش کے متبنیٰ تھے جلد لشکر اسلام مین جاکے یہ خبر دی جناب ابو عبیدہ نے یہ سنکر بہت مضطر ہوے اور خالد بن ولید کو فرمایا کہ انکا بدلہ تمہارے لیے ہی ہوگا۔ خالد یہ سنتے ہی آپ ہی تنہا جانیکے لئے تیار ہوے ابو عبیدہ بہت ہی بیچین ہوکے ان کے ہمراہ چند سوارون کو دیے جناب خالد نے بلغار ان پر پہنچے اس ہزار سوار کا سردار ایک بطریق تھا خالد نے سمجھا کہ یوقنا بھی ہوگا پس تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوگئے

لہ ای میرے اللہ تو گواہ ہو تو اس پر کہ مین اسلام قبول کرتا ہون اور گردن کھینچنے والا ہون تیری طرف اور خلاف رکھنے والا ہون واسطے دین اس قوم کے گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین یہ کہ محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم بھیجے ہوے اللہ کے ہین اور مسیح نبی خدا کے ۱۲

پھر ایسا سخت قتال ہوا کہ کفار بھاگنے لگے مسلمان انکا پیچھا کرکے مارتے تھے آخر کو نہ بچا تین سو شخص سے زیادہ قیدی ہوئے باقی سب مارے گئے سات سو سے کچھ کم مقتولوں کے سوا تھے اور انکے جانور اور اسباب اور ہتھیار سب مسلمانوں کے ہاتھ آئے پس خالد ان سب کو لئے ہوئے تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے مظفر و منصور لشکر گاہ اسلام میں آئے سب اہل لشکر بھی تکبیر و تہلیل سے جواب دیتے ہوئے انکے استقبال آئے بہت خوش ہوئے اور شکر الٰہی بجالائے جناب ابو عبیدہ نے ان قیدیوں پر اسلام عرض کیا وے لوگ قبول نہیں کئے اور کہنے کہ ہمارے مال لے کے چھوڑ دو خالد نے کہا جیسا یوقنا نے ہمارے لشکر سے پچاس جوانوں کو جو قید کرکے مار ڈالا ایسا ہی ان قیدیوں کو بھی مار ڈالنا بہتر ہے جناب ابو عبیدہ اس بات کو پسند کئے اور انکے قتل کا حکم فرمایا پس انکو قلعے کے سامنے کھڑا کرکے قتل کر دئے قلعے کے لوگ یہ حال دیکھ رہے تھے اس بات سے انکو بڑی دہشت ہوئی غرض چار یا پانچ مہینے کے قریب مسلمان محاصرہ کئے تھے لاکن اہل قلعہ عاجز نہیں آتے تھے بلکہ مسلمانوں کو بڑی تشویش تھی کیونکہ یونانی برسر میدان آکے جنگ نہیں کرتا تھا بلکہ راتوں میں جب غفلت کا وقت پاتا تب کے شبخون کرتا اس لئے مسلمان تنگ آگئے تھے آخر مراقہ بن مرداس کندی کے غلام کہ جنکا نام وامس اور کنیت ابو لہول تھی اپنے قبیلے کے ساتھ جہاد کے لئے گئے تھے وہ بھی بڑے سخت پہلوان اور جوانمرد تھے اور لڑائی کے مکر و فریب سے خوب آگاہ تھے سوا انہوں نے بھی سنا تھا لیس مہینے تک بڑی سعی و کوشش کی اور بہت مکر و فریب سے بھی پیش آیا لاکن کچھ فائدہ نہ دیا - آخر وامس نے ایک شب جناب ابو عبیدہ سے عرض کی کہ میرے ہمراہ بیس جوانمردوں کو دیں تا کچھ تدبیر کروں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح و نصرت کی صورت آئینۂ مقصود میں دکھلائے گا ابو عبیدہ نے قبول کرکے حکم فرمایا کہ بیس غازی ان کے ساتھ جاوے پس وامس نے ایک بکرے کی پوستین پہن لیکے چلنا یاد بیس جوانمرد انکے پیچھے چلے تھے اندھیری میں انکو چھپاتے ہوئے جاتے تھے کہ یکبارگی کسی کی آواز پاوین تو وامس اپنے ہر دو ہاتھ اور پاؤں پر چلتے تا لوگ جانور سمجھیں اور آشنائے راہ دو شخص کو واپس ابو عبیدہ کے پاس بھیجتے تا انکو خبر دیں کہ علی الصباح لشکر روانہ فرماویں - پس وامس و اٹھائیس جوانمرد کو ساتھ لئے ہوئے قلعے کے ایک برج کے پاس آئے اور اپنے فریقوں سے سات شخص کو جو بڑے سخت اور صاحب قوت تھے چن لئے اور ایک شخص کو اپنے کندھوں پر چڑھا لیکے کہے کہ بیٹھ جاؤ بیٹھ گیا میرے کو کہے کہ اسکے کندھوں پر چڑھ کے بیٹھ جاوے اور ہر شخص قلعے کی دیوار کو مضبوط پکڑ لیوے ایسا ہی سات تن پہلوان ایک پر ایک چڑھ گئے - اور ساتھوں کو کہے کہ اٹھ کھڑا رہ ایسا ہی ایک کے بعد ایک ساتوں بھی ستادہ ہوئے ساتوان شخص دیوار کے کنگرے تک پہنچ گیا پھر وامس کہی موافق جست کرکے قلعے کے اندر جاتا رہا - اس برج کا چوکیدار شراب پیکر مست پڑا تھا اس جوانمرد نے اسکو اٹھا کے قلعے کے اوپر سے ڈال دیا وہ مرگیا - اور دو نگہبان کو دیکھا تو وے بھی بیہوش پڑے تھے ان ہر دو کو ذبح کر ڈالا - پھر اپنا عمامہ قلعے پر اٹھایا ساتوان شخص اسکو پکڑ کے اوپر چڑھ گیا اسطرح

ساتون بھی چڑھ گئے اور سب ساتھیون کو بھی چڑھالئے پھر واس چوطرف پھرنے اور لوگون کا حال دریافت کرنے لگے۔ ایک حویلی مین آواز ہو رہا تھا وہان جاکر دیکھے تو سب انصارا کے سردار جمع آئے ہین اور انکے روبرو سونے کی تپلیان کھرا کئے ہین اور یوقنا ان کے درمیان دیباے سرخ سنھری فرش پر بیٹھا ہی۔ در آبدار موتی پہنا ہی اور جڑاؤ کا سربند باندھا ہے اور اس کی قوم کھانے پینے مین مشغول ہی اور مشک اپنے چھڑکا جاتا ہی۔ واسنے یہ حال دیکھکے اپنے یارون کے پاس لوٹ آیا انکو یہ خبر دیکے قلعے کے دروازے کے پاس گیا وہ دروازہ بند اور بہت محکم تھا بڑی مشقت کرکے دیوار سے کھود کے ایک پتھر نکالا اور اس سوراخ سے گھس کے تین شخص جو نگہبان تھے ان تینونکو مار ڈالا اسمین جب صبح ہوی یہ حال دیکھ کے اہل قلعہ یوقنا کو خبر دیے اسنے چہار ہزار سوار کو لیکے نکلا ان کے مقابل مسلمان وہی اٹھائیس تن تھے انمین سے آٹھ آدمی شہید ہوے اور واسن بیس مجاہد کو ساتھ لیکے بڑی جوانمردی سے پیش آتے تھے کہتے ہین کہ انکے بدن پر تہتر زخم لگے تھے باین قتال کر رہے تھے یہان تک کہ کافرونکی ایک جماعت ماری گئی اور ایک جماعت قید ہوگئی۔ ایسے مین خالد بن ولید ایک ہزار سوار کو ہمراہ لئے پہنچے انکو دیکھتے ہی کفار گھبراے پھر ایسے مین ابو عبیدہ بن الجراح بھی مہاجر و انصار کا ایک لشکر لیکے آپہنچے۔ قلعے والون نے بہت ہی گھبرائے اور امان چاہنے لگے۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ امان دو اور سب رومیون کو حاضر کرو۔ جب مردون اور عورتونکو حاضر کئے ابو عبیدہ نے ان پر اسلام عرض کیا۔ اللہ تعالی نے یوقنا کو توفیق دی سو اسنے سب سے اول ایمان سے شرف ہوا اور اسکی تبعیت کرکے اسکے تابعون سے رئیسون اور سردارون کی ایک جماعت بھی اسلام لائی اہل اسلام جو انکا مال لوٹا تھا ابو عبیدہ نے انکو واپس دلوایا۔ پھر یوقنا نے ابو عبیدہ سے صاف عربی زبان سے کہنے لگا کہ اللہ تعالی نے تمہاری تائید کی بلاشک تمہارا دین حق ہی۔ اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہین۔ یہ وہی نبی ہین کہ مسیح جنکی بشارت دی تھی۔ انجیل مین آپکے یہ اوصاف مذکور ہین کہ وہ خاتم الانبیا ہین اور جدا کرنے والے ہین حق و باطل کے اور وہ یتیم ہونگے آپکے ماں باپ نہ ہین گے دادا اور چچا انکی کفالت کرین گے۔ آیا یہ سب واقع ہوا۔ ابو عبیدہ نے کہا ہان پھر پوچھا ای یوقنا مین نے کہ تم عربی زبان نہین جانتے ہو یہ زبان کس طرح آئی۔ یوقنا نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین نے کل کی شب تمہارے کاروبار مین فکر کی جو ہر ہر جنگ مین فتحیاب ہوتے رہو۔ پس سو گیا اور خواب مین ایک مرد حسین کو دیکھا کہ جسکا چہرہ چاند سے زیادہ روشن تھا مین نے دریافت کی کہ یہ کون ہی لوگون نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ مین نے کہا کہ اگر یہ پیغمبر برحق ہین تو اللہ تعالی سے درخواست کرین کہ مجھے عربی زبان کی تعلیم ہو۔ تب حضرت نے دعا کی مین نے جب بیدار ہوا تو عربی زبان سے آگاہ ہوگیا۔ اور اپنے بہائی یوحنا کے گھر گیا اور اسکا کتب خانہ کھولکر پیغمبر آخرالزمان کے اوصاف دیکھا تو وہی اوصاف پایا جو مین نے تم سے دریافت کی۔ اور یہ بھی دیکھا کہ یہود اسکے بہت دشمن ہوگے آخر وہ

پیغمبران پر غلبہ دئے جائینگے سنایا یہی واقع ہوا - ابو عبیدہ نے کہا ہان کہ یہود بڑی دشمنی سے پیش آئے آخر اللہ تعالی نے حضرت کو ان پر غلبہ دیا - اور ان کے فلان فلان شہر اور حصار حضرت کی تسخیر مین آگئے - پھر یوقنا کہا کہ مین نے ان کتابون مین دیکھا ہی کہ اللہ تعالی نے اس پیغمبر کے اصحاب اور تابعون کو انکی تائید کی وصیت کی ہی جب مین نے یہ باتین دیکھا دلمین ایمان کی طرف رغبت آگئی سو تمہارے روبرو ایمان کا اقرار کیا - غرض جب یوقنا اسلام لایا لشکر اسلام کے ہمراہ ہوکے کافرون سے جنگ کرنے لگا اور بڑی دلشمندی اور جوانمردی کی داد دی انشاء اللہ تعالی اسکا بیان آگے آئیگا **متوجہ ہونا ابو عبیدہ کا ایلیہ کی طرف اور تشریف فرمائی حضرت عمر کی دیار شام کی طرف** - کہتے ہین کہ جب لشکر اسلام دمشق مین چند روز راحت پایا - جناب خلافت مآب کا فرمان وجب الاذعان ابو عبیدہ کے نام سے الیسا صادر ہوا کہ یہہ نامہ ملاحظہ کرتے ہی بیت المقدس کی طرف روانہ ہوون - والسلام - اس کے آگے ارطیون جب فرار ہوکے بیت المقدس مین جاکے پناہ لیا ابو عبیدہ نے عمرو بن عاص کے ساتھ ایک لشکر جرار دیکے روانہ کیا عمرو بن عاص نے بیت المقدس کی طرف جاکے اس شہر کو محاصرہ کیا اس محاصرے کی ہی ایام مین علماے نصارا سے ایک شخص عمرو بن عاص کے پاس ایک قاصد کو بھیجکے انکا نام دریافت کیا اس قاصد نے دریافت کرکے گیا اور اسکو خبر دی کہ اسکا نام عمرو ہی تب پھر اس قاصد نے عمرو کے پاس پہنچکے آیا کہ تم اس شہر کی تسخیر کا خیال نہ کرو اسکی فتح تمہارے ہاتھ پر نہوگی - کیونکہ ہم نے کتابون سے پایا ہی کہ یہہ شہر وہ دولتمند کے ہاتھ پر مفتوح ہوویگا کہ جسکے نام مین تین حرف رہین تمہارا نام تو چار حرفی ہی عمر اور عمرو مین ایک واو کا فرق ہی - عمرو بن عاص جب اسبات پر آگاہ ہوے اسی وقت حضرت عمر کی خدمت مین ایک عریضہ روانہ کرکے اس بات سے اطلاع دی تھی ایسے مین ابو عبیدہ نے جب ایک لشکر جرار لے کے نکلا اور شہر اردن مین جاکے نزول کیا وہین سے ایک مکتوب بیت المقدس کے بطارقہ کے نام سے مضمون کا روانہ فرمایا کہ تم اگر اسلام سے مشرف ہوون یا جزیہ دینا قبول کرین ہم تمہارے ساتھ تعرض نہ کرینگے والا ایسے جوان مرد کو تمپر روانہ کرتا ہون کہ تم جو گوشت خوک کھانے اور شراب پینے کو بہت عزیز رکھتے ہو ان جوانمردون کے پاس اونمین اپنی جان دینی اس سے بھی زیادہ عزیز ہی - پھر ابو عبیدہ نے چند روز وہین توقف کیا پھر جب معلوم ہوا کہ بیت المقدس کے نصارا یعنی سرکشی سے باز نہین آتے ہین وہان سے کوچ کرکے عمرو بن عاص کے لشکر کے ساتھ جاملے - جب یہہ بات اس شہر والون کو معلوم ہوی ایک لشکر عظیم لیکے شہر سے نکلے اور سپاہ اسلام کے ساتھ مقابلہ کئے جب ہر دو طرف سے جنگ شروع ہوا ایکساعت مین کافرون سے بے نہایت لوگ مارے پڑے اور جو باقی رہی ہزیمت پاکے شہر کے دروازے کو بند کردئے پھر غازیان اسلام نے کمال شجاعت سے انکا محاصرہ کیا تب بیت المقدس کے سرداروں نے بہت ہی عاجز آکے ابو عبیدہ کی خدمت مین یہہ پیغام بھیجا کہ ہم صلح کرکے شہر تمہارے تحویل کردیتے ہین لاکن تمہارے قول پر چندان اعتماد نہین اگر امیر المومنین عمر بن الخطاب اس طرف

تشریف لاوین اور عہد و پیمان کرین ہم اطاعت کرنیکے لئے حاضر ہین - تب ابو عبیدہ نے یہہ سب احوال امیر المومنین کی خدمت مین لکھہ بھیجے حضرت عمر نے اکابر مہاجر و انصار سے اس باب مین مشورت کی حضرت عثمان نے صلاح وقت اقامت مین دیکھی اور حضرت علی نے امیر المومنین کے کوچ کو اقامت پر ترجیح دی - حضرت عمر کو جناب امیر کی ہی رائے پسند آئی پس حکم کیا کہ عباس بن عبد المطلب مدینے کے باہر خیمہ دیکے لشکر گاہ بناوین تا صحابہ وہان جمع آوین جب ایک لشکر فراہم آیا حضرت علی کو مدینہ طیبہ مین اپنی نیابت دیکے آپ شام کی طرف متوجہ ہوے - جب بیت المقدس پانچ روز کے فاصلے پر تھا ابو عبیدہ نے چند سردارون کو اپنی ساتھ لے کے استقبال آے اور ایک بھتر عربی گھوڑا اور سفید لباس اپنے ہمراہ لے آیا - لکھتے ہین کہ جب امیر المومنین سے ملاقات ہوی کیا دیکھتے ہین کہ حضرت عمر نے اونٹ پر اپنے غلام کو سوار کروا اسکی مہار اپنے ہاتھ مین لئے ہوے تشریف لاتے ہین ابو عبیدہ اور دوسرے امرا اور سپاہ جو انکے ہمراہ تھے ان کی حالت دیکھہ کے تعجب کرنے لگے اور سوال کئے کہ غلام کو اونٹ پر سوار کرو اور آپ پیادہ تشریف لاینگے کیا سبب ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ میرے اور غلام کے درمیان بھی ایک اونٹ ہے ایک منزل مین وہ سوار ہوتا اور ایک منزل مین مین - سو آج اسکی سواری کی نوبت ہے سبحان اللہ دیکھہ کس تہ کا تواضع تھا - غرض ابو عبیدہ نے التماس کی کہ یہہ لباس سفید پہن کے اس گھوڑے پر سوار ہوون حضرت عمر نے قبول کر کے وہ لباس پھرا اور گھوڑے پر سوار ہوے پھر ایک لحظے کے بعد یک بیک گھوڑے سے اترے اور وہ پوشاک اپنے بدن سے نکال دیا اور اپنا وہی لباس کھنہ پہن لیکے اونٹ پر سوار ہوے اور فرمایا کہ اس لباس اور گھوڑے سے مین اپنے نفس مین ایک عجب پایا سو سمجھا کہ یہہ عمل شیطان سے ہی اسواسطے اس سے باز آیا - ابو عبیدہ اور یزید بن ابی سفیان نے عرض کی کہ اگر یہہ کپڑے نکال کے دوسرا لباس پھرے تو مسند خلافت کو سزاوار ہی کیونکہ شامیون نے لباس و پوشاک مین بڑا تجمل رکھتے ہین فرمایا کہ مین بھی لباس سے ہمیشہ پانچ وقت دربار الٰہی مین حاضر ہوتا ہون اور اسی لباس پر نماز پڑہتا ہون پھر شفقت و نصیحت سے چند باتین کر کے انکو سمجھا دیا - پھر جب لشکر گاہ مین پہنچے اور نزول فرمایا اور تھوڑا سفر کی مشقت سے آرام پایا ابو عبیدہ نے ایک قاصد کو بیت المقدس والون کے پاس بھیجہ حضرت عمر کی تشریف لانے سے اعلام کیا تب اس شہر کے لوگ ایک عرب کو کہ جس کی کنیت ابو الجعد تھی امیر المومنین کی خدمت مین روانہ کئے تا عہد و پیمان کر کے جزیہ قبول کرے اس شرط کے ساتھ کہ ان سے کسی کو جلا وطن نہ کرین جب اس عرب نے ان کے عرض کی - جناب فاروق عظم نے بیت المقدس والون کی التماس قبول کر کے حکم فرمایا کہ اسحاب مین ایک عہد نامہ لکھہ کے ان کے تحویل کرین - جب یہ حکم عہد نامہ لکھا گیا وہان کے نصارون نے شہر کے دروازے کھول دئے - اہل اسلام بڑی خوشی سے داخل شہر ہوے جب نماز کا وقت پہنچا - عمر فاروق نے بلال موذن کو جو صدیق اکبر کے خلافت مین آکے شام مین سکونت کی تھی حکم کیا کہ تمہاری اذان ہم نے بہت مدت سے نہین سنی اگر آج اس بقعہ شریف و مقام منیف مین اذان کہین تو بہت مناسب ہے - بلال نے کہا

حضرت عمر کی خدمت مین لکھا تھا کہ میرے سر مین ہمیشہ درد رہتا ہی - تب حضرت عمر نے ایک کلاہ روانہ کی جب ہرقل نے اسکو اپنے سر پر رکھا درد موقوف ہوا پھر جب سر سے اتارا وہی درد لاحق ہوا اسکو بڑا تعجب ہوا اسکو کھلوا کے دیکھا تو اس مین لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہرقل نے کہا کیا اچھا اور بزرگ ہی یہ دین کہ شفا دی ہمکو اللہ تعالیٰ نے ایک آیت سے انتہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے چھٹوین سال اس کو دعوت اسلام مین ایک نامہ روانہ فرمائے ہرقل نے سیوقت حضرت کے حالات سے واقف ہوکے آپکی نبوت کا اقرار کیا لاکن اپنی قوم بدل جانیکے خون سے اسلام ظاہر کرنیسے محروم رہا اور حضرت کے بعد آپکے صحابہ سے جنگ کا ساز و سامان کیا اس نے اسلام قبول کرنے مین اپنی قوم سے ہلاکت کا اندیشہ رکھتا تھا افسوس ہی کہ اسکی نظر خلق پر تھی نہ حق پر پس اسکا اسلام لانا مردود ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **قیساریہ کا جنگ** عمیر بن سالم سے روایت ہی کہ فتح الظاکیہ کے بعد حضرت ابو عبیدہ حلب مین اقامت کئے اور ان کو اس امر کا انتظار تھا کہ عمرو بن العاص پانچہزار کے لشکر سے جو قیساریہ کے طرف ہرقل کے بیٹے قسطنطین سے جنگ کرنیکے لئے روانہ ہوے ہین انکا معاملہ کیا ہوتا ہی دیکھین لکھتے ہین کہ جب عمرو بن العاص قیساریہ پر جاکے نزول کئے قسطنطین نے بیس ہزار سوار کو لیکے نکلا اور عمرو بن العاص وہی پانچہزار کا لشکر جرار لئے ہوے چلدیے مجاہدون نے تکبیر و تہلیل اور درود و سلام بلند آواز سے پڑہنے لگے اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر ظاہر کی کہ اس بیابان کے سنگ و شجر اور بالو کنکر ڈھیلے اور پہاڑ انکی تکبیر و تہلیل کا جواب دینے لگے یہ حالت دیکھتے ہی کفار دہشت ناک ہوے اگرچہ انکی بہ نسبت مسلمانون کی جماعت قلیل تھی قدرت الٰہی سے ان کو کثیر نظر آئی - یہانتک کہ ہرقل کے بیٹے قسطنطین نے کہنے لگا کہ مین نے پہلے جاسوسون سے خبر منگایا اور بچشم خود نظر کی تو مسلمان پانچہزار سے زیادہ نہین تھے اب دیکھتا ہون تو تعداد مین کہین بڑہ گئے ہین شک نہین کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ملایک کے ساتھ مدد دی ہی اور میرا باپ ان عرب کے حال سے خوب واقف تھا اور میرا لشکر بایان کے لشکر سے زیادہ نہین کہ وہ دس لاکھ سے زیادہ تھا ایسا لشکر مقام یرموک مین لشکر عرب پر غالب نہ آیا پس مین نے اپنے نکلنے پر پشیمان ہوا - مین نے قریب ان عرب کے ساتھ ایک مکر و فریب کی فکر کرونگا - یہہ بول کے قیساریہ کے ایک قس کو جو نصارا مین بڑے مرتبہ والا تھا بلوا کے عمرو بن العاص کے پاس روانہ کیا تا صلح کا پیام کرے اور ان کے ملاقات کی خواہش کی - پس عمرو بن العاص تشریف لے گئے قسطنطین مجلس کو بہت آراستہ کرکے اپنے بطارقہ کو لیا ہوا بیٹھا تھا اور فرش تکلف بچھایا تھا جب عمرو بن عاص نزدیک آئے قسطنطین کشادہ رو ہوا اور کہا مرحبا اے سردار عرب تخت پر آکے بیٹھئے - عمرو بن عاص نے اسکے فرش سے انکار کیا اور کہا کہ یہ زمین فرش رب العالمین ہی اللہ نے اسکو ہمارے لئے بچھونا بنایا اور ہمارے حق مین اس کو مباح ٹھہرایا یہ اللہ تعالیٰ کا فرش تیرے فرش سے پاک ہی مین اسی پر بیٹھون گا یہ فرما کے زمین پر چہار زانو بیٹھ گئے اور اپنے نیزے کو اپنے آگے اور تلوار اپنی زانو پر رکھے قسطنطین نے پوچھا کہ

امام حسن و امام حسین و ابو ذر و سلمان کو بدریون مین داخل کیا - اس کے بعد جنکو اسلام مین سبقت تھی اور مشاہد مین حاضر تھے ان کے مراتب ٹھہرائے - ایک شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنین اگر تھوڑا مال مسلمانون کے واسطے بیت المال مین ذخیرہ کر رکھین بہتر ہے - فرمایا کہ ایسی بات مت کر کیونکہ میرے بعد جو مسلمانون کا والی ہوویگا یہ بات اس کے حق مین فتنہ کا سبب ہوگی یَوْمٌ جَدِیْدٌ وَرِزْقٌ جَدِیْدٌ مسلمانون کا ذخیرہ اطاعت خدا و اطاعت رسول ہے وبس

بجز امروز نقد ما حضر نیست ۔ کہ دی بگذشت و از فردا خبر نیست ۔ نہ فردا اور دی کس را نشان نیست ۔ کہ وی را رفت است و فردا در میان نیست ۔ تو یک امروز است ما را نقد ایام ۔ بران ہم اعتمادی نیست تا شام ۔

سولھوین سال کے وقایع - لائے ہین کہ سولھوین سال مین حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ سب مجاہدون کے اہل و عیال کو قادسیہ مین چھوڑ کے اس شہر کی حراست و حفاظت کے لئے مقرر کر کے اور اپنے ساتھ لشکر اسلام کو لے کے مداین کی تسخیر کے واسطے روانہ ہو وے پس سعد بن ابی وقاص نے حسب الحکم ہجرت کے پندرھوین سال اواخر شوال مین جنگ کے ساز و سامان کو ترتیب دیکے لشکر اسلام کو ہمراہ لے کے مداین کی طرف کوچ کیا اور اثنائے راہ مین کئی شہر جنگ اور صلح سے ہاتھ آئے - ایک لشکر عجم مین تھا سخت جنگ و جدال کے بعد اس کے پیر متفرق ہو کے اہواز کی طرف بھاگ نکلے - اور بعضون نے دجلے پر پل باندھ کے پار ہوے پھر پل کو توڑ دیا تا اہل اسلام پیچھا نہ کرین اور بڑی جلدی سے آپ کو مداین مین پہنچایا - اور سعد بن ابی وقاص نے ساباط تک پہنچ کے جب لشکر کی موجودات دیکھی تو ساٹھ ہزار سوار حاضر تھے - جب سعد بن وقاص تشریف لانے کی خبر یزدجرد کو پہنچی اس نے اپنے لشکر کی امارت پر کسی کو مقرر کرنا چاہا کوئی بھی قبول نہ کیا - آخر یہ بات ٹھہری کہ مداین کے درمیان جو دجلہ جاری تھا اس سے گذر جاوین - اور جانب غربی جو سواد کے ساتھ ملحق تھا عرب کے واسطے چھوڑ دین - اور جانب شرقی جو اکاسرہ کے ایوان اور خسروان عجم کی حویلیان اسی مین تھین انکی حفاظت کر لین پس اپنے زر و مال اور اہل و عیال کو ہمراہ لے کے لب دجلہ پر آئے اور پل تیار کر کے کشتیون مین بیٹھ کے پار ہو گئے - پھر کشتیان نکالدین جب سعد نے دجلے کے کنارے پر پہنچ کے دیکھا تو نہ پل ہے نہ کشتی نہایت متفکر ہو گئے - اور لشکر کے امیرون سے مشورت کی بعضون نے کہا کہ ہم کشتیان تیار کرین اور پل باندھ کے دجلے سے پار ہوین سلمان فارسی نے کہا کہ یا ایھا الامیر ہم پل باندھے اور کشتیان بنائے تک اہل عجم اپنے خزینے اور دفینے لے کے مداین سے نکل جاوینگے **نقل** ہے کہ سعد نے اسی شب اپنے خواب مین دیکھا کہ اپنے لشکر کے سوار دریا پر تیرتے ہوے سلامتی کے ساتھ پار ہو کے مداین مین جا پہنچے - صحابہ کے روبرو یہ واقعہ بیان کر کے کہنے لگے توکلا علی اللہ دریا پر کے جا کر ان کافرون سے جنگ کرو کسی کے سوائے گزیر نہین یہ سنتے ہی سب کے سب کھڑے ہو گئے کہ اللہ تعالی ہم اور آپ کو رشد و ہدایت

کرامت فرماوے امید قوی ہو کہ جیسا اللہ سبحانہ وتعالی اپنی قدرت کاملہ سے ہم کو اس خاک کے تختۂ نیلگون پر نگاہ رکھتا ہے ویسا ہی اپنی رحمت فاضلہ سے اس پانی کو صفحہ نیلگون پر نگاہ رکھیگا ؎ کسی را کہ ایزد نگہدار اوست ۔ سعادت بگیرد بہ بر یار اوست ۔ سعد کہنے لگے کہ ہمارے لشکر سے کون ہو کہ اول اس امر خطیر میں اقدام کرے اس کنارے سے دوسرے کنارے پر ہماری حراست و محافظت کرے تا لشکر عجم ہمارے عبور کے مانع نہووین ۔ تب عاصم بن عمرو اور قعقاع اور ارباب شجاعت و جلادت سے چھے سو دلاوروں کے قریب اتفاق کر کے کمر باندھی سعد نے ان سب پر عاصم کو امیر بنا کے عبور کا حکم کیا ۔ کہتے ہیں کہ اول قعقاع اللہ تعالی پر توکل کر کے اسی کا نام پاک لے کے اپنے گھوڑے کو دریا میں چلایا ایک ساعت میں بجلی کے مانند دوسرے کنارے تک جا کے پھر سلامتی سے لوٹ آیا ۔ جب عاصم نے قعقاع کی یہ حالت ملاحظہ کی اس چھے سو جوانمردوں سے ساٹھ شخص کو انتخاب کر کے اپنے گھوڑے اور اونٹ دریا میں اتارے جب درمیان پہونچے پہنچے اس کنارے پر عجمیوں کا لشکر آپہنچا تا مسلمانوں کو آنے سے منع کریں ۔ تب عاصم نے اپنے یاروں کو ندا کی کہ اپنے نیزے اٹھاؤ اور کافروں کی آنکھوں پر نشان باندھ کے نیزے چلاؤ ۔ غازیوں نے ویسا ہی کیا بعضے کافروں کو مار کے دریا سے عدم میں غوطہ دیا پھر سعد نے باقی لشکر کو دریا میں اترنے کا حکم کیا ۔ اور فرمایا کہ یہ دعا پڑھتے ہوئے مرکبوں کو چلاؤ ۔ نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔ القصہ وے ساٹھ ہزار مرد بھی اپنے جانور اور سامان سمیت جان و مال کی حفاظت کے ساتھ ایسا پار ہو گئے کہ کسی کی کوئی چیز بھی نہ گئی ۔ مگر مالک بن عامر کا ایک قدح اونٹ سے دریا میں گر پڑا ۔ مالک نے کہ قسم ہے اللہ تعالی کی کہ میں اسکی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ میرا قدح مجھکو پھر دیویگا ۔ حکم حدیث صحیح اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ کے جب سب کے سب پار ہو گئے ایک موج ایسی آئی کہ وہ قدح کنارے پر لا ڈالی لشکر اسلام سے ایک شخص نے اسکو پہچان کے اٹھایا اور مالک کو پہنچا دیا ؎ اولیا را ہست قوت از الٰہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ ۔ **نقل** ہو کہ یزدجرد نے مہاڑی پر بیٹھ کے دور سے دیکھ رہا تھا کہ غازیان اسلام بغیر پل اور کشتیوں کے دریا سے عبور کر کے آتے ہیں اسکے دل پر ایسا رعب اور دہشت غالب آئی کہ وہاں دم لینے کی طاقت نہ رہی ۔ بے اختیار کہنے لگا کہ ہم کو جنیوں سے مقابلہ پڑا ہے ۔ نہ آدمیوں سے ۔ فی الحال پہاڑی سے اتارا اور اپنے خواص کو ہمراہ لے کے حلوان کے طرف بھاگا اسکے آگے اپنے اہل و عیال کے ساتھ تھوڑے خزانے اور اموال نفیس حلوان کی طرف روانہ کیا تھا ۔ اور باقی خزینے اور دفینے اور بہت سا مال و متاع اور ظروف و جواہر کہ نہایت لطیف اور نفیس قیمتی تھے اور بکرے اور گایوں کے مندے جو وہیں چھوڑے تھے اتنی کثرت اتنی تھی کہ جسکا شمار و شوار تھا ۔ القصہ سعد نے قعقاع بن عمرو کو ایک فوج کی امارت دیکے یزدجرد کے پیچھے روانہ کیا اور آپ طلیعہ سعد کے ساتھ مدائن میں داخل ہوئے جب ان کی

نظر اس عمارت و مشین و مکانات رفیع و مزین پر پڑی اور باغات خوش و بساتین دلکش کا نظارہ کیا اپنی زبان شکر افشانی مین کھولی اور یہ آیت پر بشارت پڑھنے لگے۔ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ اور اپنا لشکر ایوان کسریٰ کی اطراف مین چھوڑ کے خواص اصحاب کی ایک جماعت اپنے ہمراہ لئے ہوے ایوان مین تشریف لائی۔ کہتے ہین کہ اسکا عرض ایک سو بیس آرش اور طول سو آرش تھا جس پر مظالم کی دریافت ہوتی اس ایوان مین ایک تخت لا کے رکھتے کسریٰ بڑی شان و تجمل سے اس تخت پر بیٹھ کے انصاف کرتا تھا۔ اور اس ایوان مین تصویرین کھنچی ہوین تھین سعد نے حکم کیا کہ ان صورتون کے بدن سے انکے سر محو کردین صحابہ نے اسی وقت سب کے سر مٹا دئے۔ جیسا حضرت نے فتح مکہ کے دن آٹھ رکعت نماز سبک ادا کی تھین ویسا ہی سعد بھی حضرت کا اقتدا کر کے خفیف آٹھ رکعتین ادا کین پھر سب یارون نے اس ایوان کی صفائی اور نقش و نگار ملاحظہ کیا۔ پس سعد نے عمر بن مقرن مزنی کو غنایم پر امیر بنا کے مناوی کو حکم کیا کہ ایسی ندا کردین کہ جس نے جہان کہین جو مال و متاع پاویگا عمر بن مقرن کے پاس حاضر کرے اور بدین کے اوباش یزدجرد کی نہر بیت کے وقت جو ہاتھ تاراج مین در از کر کے جو مال جمع کئے تھے مسلمانون نے سب ان سے نکال کے غنیمت کے ساتھ عمر بن مقرن کے پاس لے کے حاضر کئے اور سلمان بن ربیعہ باہلی کو تقسیم غنایم پر متعین کیا۔ کہتے ہین کہ عجمیون نے طرح طرح کے لذیذ حلوے اور کھانیکی چیزین زہر آمیز تیار کر کے اپنے مکانات مین چھوڑ کر چلا گئی تھے تا عرب اسکو تناول کر کے ہلاک ہوین جب اہل اسلام انکے مکانون مین داخل ہوے بسم اللہ بول کے کھانے لگے اللہ تعالے کے فضل سے انسے کسیکو کچھ ضرر نہ پہنچا۔ اور خزانون مین سہنارو پا اور اقسام کے قیمتی جواہر اور دیبا تھے اور ظروف نقرہ و طلائی اور زر دوزی فرش خسروانی اور دوسرے نفیس چیزین کہ جنکا حساب مشکل تھا اور مدت چہار ہزار سال سے عجم کے بادشاہون مین بطن در بطن چلی آئی تھین مسلمانون کے ہاتھ آئین اور زر و جواہر خزینے اور دفینے اور متاع نفیس اپنے ہمراہ لے کے مدائن سے فرار ہوا تھا قعقاع نے اسکا پیچھا کیا تھا وے سب مال و متاع اسکے سپاہ سے چھین کے پھیر لیا اور عمر بن مقرن کے پاس پہنچا دیا۔ ملوک عجم کا وہ متاع نفیس جو مسلمانون کے ہاتھ آیا اگرچہ اسکی تفصیل اور تعداد مشکل ہے لاکن بمقتضاے ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے اسمے بعضے چیزون کا ذکر کیا جاتا ہے۔ از انجملہ ایک تاج ایسا تھا کہ جس کا وزن تین سو من کا تھا اسکو ایسے یاقوت رمانی اور لعل بدخشانی اور زمرد سے مرصع کئے تھے کہ جسکی قیمت ہو نہین سکتی تھی۔ کہتے ہین کہ اس تاج کو سنہری زنجیر لگا کے کسریٰ کے طاق سے لٹکاتے اس کے سر پر اسطرح جڑاؤ میزان رہتا کہ دیکھنے والے دور سے ایسا گمان کرتے کہ کسریٰ کے سر پر ہے۔ از انجملہ ایکدرعہ مروارید آبدار سے مرصع اسکا ہر دانہ درد و نیلم کا موزون اور ہر دانے پر یاقوت سرخ کا ایک قبہ تھا اور سبز زبرجد کے پھول اور لعل و فیروزہ کے شاخ و برگ اسپر نمودار تھے۔ بادشاہان عجم جشن اور عید کے ایام مین فخر و مباہات کیلئے اسکو

پہنا کرتے - از انجملہ سہ نیکخو دادر بکتر اور بہتر تلوارین جو بجلی کے مانند درخشان تھین - از انجملہ ایک گھوڑا اور سوار جو ہر دو زرہ سے
بنے تھے ایک قول سے سوار بہتر چاندی کا اور لباس نفیس جواہر سے مرصع پہنا ہوا اس گھوڑے پر سوار تھا - اور اسکی زین سونے
روپے سے بنی ہوی تہی اور اسکا دوسرا اسباب بھی جواہر سے مرصع تھا - از انجملہ ایک ناقہ جو سیم خام سے اور اسکا ایک بچہ ند
خالص سے بنا ہوا تھا اور ایک جھول جواہر و یاقوت سے مکلل اس پر ڈالی ہوی اور اسکا مہار بھی ویسی تھی اور اسکے پستان کا دایرہ
یاقوت رمانی سے اور پستان مروارید سے بنائے تھے - از انجملہ ایک فرش ابریشمی کہ جسکی درازی تین سو گز اور چوڑائی ستر
گز کی - اور اس کے اطراف زمرد سے بنے ہوے تھے - اور اسکے دس ارش رنگ برنگ کے گوہر سے اور دس ارش سبز
اور دس ارش بلور سفید سے اور دس ارش یاقوت سرخ سے اور دس ارش یاقوت زرد سے بنے ہوے اور اسکے درمیان
طرح طرح کے گوہر لگے ہوے اور اس پر اقسام کے گل و ریاحین بنائے ہوئے تھے دور سے دیکھنے والے ایسا گمان کرتے
تھے ایک سبزہ زار ہی - اور اس پر بصد عمارتین منقش اور مزین اور اسکے احاطے مین ایک چمن اور مرغزار نقش کیا ہوا اور جدول
اور شجار تھے روپے کے اور اس کے اوراق زمرد کے اور اسکے پھل جواہر آبدار سے بنے ہوے تھے اسکا نام بہارستان رکھے
تھے - ایک روایت ہی کہ اہل عجم اسکو زمستان گاہ کہتے تھے کیونکہ سرمے کے موسم مین اس پر بیٹھ کے شراب پیتے تھے از انجملہ
ایک بساط زربفت شطرنجی نہایت مکلف و بیش قیمت ہاتھ آیا کہ جس مین حیوانات شطرنج کی شکلین نمودار تہین ایک فیہ اسکا
یاقوت سرخ سے اور دوسرا نصف یاقوت کبود سے مرصع تھا - اور جب عطریات کے خزانے کھولے تو بہت سے خم عطر اور مشک
کافور و عنبر اور دوسرے سرخوشبویان ہاتھ آئین - سعد نے اپنے یارون سے کہنے لگے کہ اللہ تعالے اپنے کمال فضل و کرم سے تمکو سرفراز
کیا اور بیحساب غنیمتین عطا فرمائین یہہ فرش زیبا اور بساط بے بہا کی تقسیم مجھ پر نہایت دشوار آتی ہی - بڑے بڑے جوشناس
اسکے قیمت ٹھہرانے مین متحیر ہین اور مشتریان کثیر الاساس اسکے خریدکرنے مین قاصر - مجھکو مناسب معلوم ہوتا ہی کہ تم سکی تقسیم سے
گذر جاوین بلکہ اسکو امیر المومنین فاروق اعظم کی حضور معدلت گنجور مین بھیجدین تا جو مصلحت جانین کرین - سب اصحابہ اسبات
پر راضی ہوے - پس حکم کیا کہ غنیمت کا خمس جدا کرے جب خمس نکالے تو فون سو اونٹ کا بار ہوا سو بشیر کے ہمراہ مدینے امیر المومنین
کی خدمت مین روانہ کیا - اور دوسری چیزین جیسے پوشاک و زیور اور تاج و کمربند اور کرسی کی شمشیر وغیرہ جو روٹھ کے وہ خمس مین
داخل نہین تھے اور باقی مال سالسٹھ ہزار مجاہدین پر تقسیم کر دیا تو ہر سوار کو بارہ ہزار درہم پہنچے اور اس لشکر مین سب سوار ہی تھے
جب فتح مداین کی بشارت مع خمس غنیمت حضرت عمر کی خدمت مین پہنچی حکم فرمایا کہ مسجد نبوی مین جمع کرین اور سب اشراف
اور مہاجر و انصار اور مدینے کے سب اخیار کو بلوا دے تا یہہ مال خداداد ملاحظہ کرین - جب تمام اہل مدینہ آ دیکھے اس مال کی کثرت
و نفاست پر نظر کر کے حیران ہوے اور زبان شکر و سپاس مین قاذر ممنان جعل سلطانہ کے کھولے اور جو تعلین کہ قادسیہ مین

امامت گزین تھے انکی امانت و دیانت کی اور سخاوت و شجاعت کی تعریف و توصیف کرنے لگے جناب خلافت مآب نے اسی مجمع مین ان کی شان مین فرمایا اولئک اعیان العرب **نقل** ہی کہ حضرت عمر نے اس فرش ہمستانی کی تقسیم کے بابہین صحابہ سے مشورت کی کہ تمہاری کیا رائے ہے سب خاموش رہی۔ ایک روایت ہی کہ بعضون نے کہا کہ اسکو خزانہ بیت المال مین ذخیرہ کرین۔ اور ایک جماعت یہ بات امیرالمومنین کی راے پر ہی تفویض کی۔ جناب مرتضی علی نے جو اہل مشورت سے تھے فرمایا کہ یا امیرالمومنین کس لئے اپنے علم کو جہل کے ساتھ اور اپنے یقین کو شک کے ساتھ مبدل کرتے ہو۔ انہ لیس لک من الدنیا الا ما اعطیت فامضیت او لبست فابلیت او اکلت فافنیت یعنے مال دنیا سے کچھ تیرا نہین مگر جو اللہ تعالے کی راہ مین خرچ کرے اور اپنے آگے آخرت کی طرف بھیجے یا تو جو پہنے اور پرانا کرے یا جو کھاے اور فانی کردے

خورد پوش و بخشاے رحمت رسانی ؛ نگہ می چہ داری ز بہر کسان ؛ ازان نعمت آید کسے را بہ کار ؛ کہ دیوار عقبی کند برگزار ؛ بدینا توانی کہ عقبی خری ؛ بنج جان من و رنہ حسرت بری ؛ گر دہی فراوان طمع زن بہ بند ؛ کہ تخمی بیفشاند و خرمن بہ بند ؛ بران خورد سعدی کہ بخشی نشاند ؛ کسے بر درخرمن کہ تخمی فشاند ؛ امیرالمومنین نے جب حضرت علی سے یہ بات سنی فرمایا۔ کہ الحق من ربنے راست کہا پس حکم کیا کہ اس فرش کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے صحابہ پر تقسیم کرین۔ حضرت علی کے حصہ مین بھی ایک ہتیلی کے مقدار جو پر ایک ٹکڑا آیا تھا سو بیس ہزار درہم سے فروخت ہوا۔ **جلولا اور جلوان کی فتح** ۔ لاے ہین کہ جب یزدجرد نے مداین سے ہزیمت پاکے جلوان کی طرف گیا لشکر عجم کے بہت سے لوگ نہایت خستہ اور شکستہ جاکے جلولا مین جمع ہوے اور مہران رازی کو آپ پر امیر بنائے اور باہمدیگر عہد باندہی کہ معرکے سے ہرگز نہ بھاگین۔ بھاگے ہوے لوگ جو چوطرف منتشر ہوگئے تھے خبر سنتے ہی انہین کے پاس آکے جمع ہونے لگے۔ اور اس مقام مین ایک بڑی خندق کھود کے اسی کو اپنا لشکرگاہ ٹھہرائے اور بعضے دوسرے بھاگے ہوے موصل مین جاکے فراہم آئے سو اس نواح مین شہر نکریت مین عجم والونکو بڑی جمعیت ہاتھ ہوی تب سعد بن ابی وقاص نے یہ خبر حضرت عمر کی خدمت مین لکھی۔ جواب آیا کہ تمہارے بھتیجے ہاشم کے ساتھ بارہ ہزار غازیون کو دیکے جلولا کے طرف بھیجئے قعقاع بن عمرو کو مقدمۃ الجیش پر اور سعد بن مالک کو میمنہ پر اور عمرو بن مالک کو میسرہ پر مقرر کیجئے۔ اور عبداللہ بن المعتم کے ساتھ چھے سو سوار کو دیکے موصل اور نکریت کے طرف رخصت کیجئے۔ پس ہاشم بن عتبہ نے بارہ ہزار غازیونکو ہمراہ لے کے روانہ ہوے جب مقام مین کافرون پر محاصرہ کیا چھے مہینے محاصرے مین گذرگئے سات مین ہر دو فریق کے درمیان اسی بار جنگ ہوا چھے مہینے کے بعد جو اخیر جنگ ہوا اس مین غازیان اسلام ایسی شجاعت کی دادوے کہ جسکا بیان حیطہ تحریر سے خارج ہی آخرالامر فتح و ظفر کی ہوا لشکر اسلام پر بھنے لگی اور لشکر کفار مین شکست فاحش ہوی۔ جب کے کفار اشرار نہ اسلام قبول کرتے نہ اہل اسلام کے تابع ہوکے جزیہ دینے پر راضی ہوتے بارہا جنگ پر آتے تھے

مستوجب قہر ہوے سو تمہارا قدیر جل قدرتہ نے کافرون کے لشکر مین ایک باد تند ایسا بھیجا کہ ان کی فوج مین ایک تزلزل پڑگیا اور اہل فارس کی آنکھین ایسی خیرہ ہوگئین کہ اپنے بلاد و امصار فراموش کئین جو خندق کہ وے کھودے اسی مین گر کے مرنے لگے یہان تک کہ فارسیون سے ایک لاکھ شخص جو بڑے پہلوان تھے مہران کے ساتھ مارے گئے زمین مرانکی ناپاک نعشون کی ڈھیرین ہوگئین اور وے ڈھیرین پہاڑون سے باتین کرتی تھین اور راہین بند ہوگئین اسواسطے اسکا نام جلولا ہوا لا تھا جُلِّلَتْ بِالْقَتْلٰی اور ان کفار ظالم کی سزا کما مینبغی پہنچی کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ ای کہ تو از ظلم چاہی بیکبی از برای خویش دانی بیکبی تو اوس جنگ مین اس قدر غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئی کہ لشکر اسلام کے فقرا کثرت مال دموجی اور نقد و جنس سے تونگر ہوگئے - کہتے ہین کہ ہر مجاہد کے حصہ مین سات ہزار درہم اور نون جانور آئے تھے **نقل** ہے کہ خارجہ ابن الصلت نے فارسیون کے خیمون سے ایک خیمے مین داخل ہوے تو ایک ناقہ زرین کی تصویر جو دروایاقوت سے مرصع کی گئی نظر آئی اور اسکے نیچے ایکمرد کی تصویر جو طلاے احمر سے بنی تھی دھری تھی یہ ہر دو صورتین انکے ہاتھ آئین - ایسے اور بہت سے چیزین تھین کہ مسلمانون کے ہاتھ آئین اہل اسلام بہت خوش ہوے اور اسکا نام فتح الفتوح رکھے - جب یہ خبر یزدجرد کو پہنچی بہت ہی گھبرایا اور جلولان مین ٹھہرنہ سکا اپنے ایک امیر کے ساتھ تھوڑی ایک فوج دیکے جلولان مین رکھا اور آپ بڑی جلدی سے شہرزری کے طرف روانہ ہوا - اور اس امیر کو یہہ تاکید کی کہ اگر عرب کا لشکر میرا پیچھا کرے تو مقابلہ کرکے اتنی دیر تک مشغول کردے کہ مین شہرزری تک پہنچ جاون - جب یہہ خبر ہاشم بن عتبہ کو پہنچی انہون نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک مکتوب لکھا اور بڑی جلدی سے ایک پیک پا دپا کے ہمراہ دیکے مداین کی طرف روانہ کیا - انکی خدمت مین وہ نامہ پہنچتے ہی انہون نے ایسا جواب روانہ فرمایا کہ تم یہہ رقیمہ دیکھتے ہی اپنا لشکر ہمراہ لے کے جلولان کی طرف کوچ کیجئے اور مخالف سے مقابلہ کرکے تا بندرہانی جلولان کو اپنے قبضہ تصرف مین لیجئے پھر اس قاصد کے پیچھے قعقاع کے ساتھ چار ہزار سوار جلادت شعار ہاشم کی مدد پر روانہ کئے - اثناء راہ مین ہاشم اور قعقاع ملاقی ہوے پھر ہر دو لشکر بالاتفاق قصد منازل کرنے لگے جلولان کا امیر یہہ خبر سنکر دنبالہ لشکر لیکے نکلا اس شہر سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہر دو فریق ملے اور جنگ عظیم ہوا اللہ تعالی اسلمانو کو فتح و ظفر دیا جلولان کا شہر ہاتھ آیا فارسیون کی شان و شوکت بالکل ٹوٹ گئی کیخسرو اور کیقباد کی بادشاہی برباد ہوی - **تکریر اور موصل وغیرہ کی فتح** - لکھے ہین کہ اذنون موصل روسیو کی قبضہ مین تھا - ہرقل کے طرف سے انطاق اس نواح کا حاکم تھا - فارسیون سے ہزیمت پاے ہوے بعضے لوگ جاکے اسکے پاس ملحق ہوے تب وہ ایک بڑا لشکر جمع کرکے تکریر کی طرف آیا اور اس نواح کے قلعون کی تعمیر مین مشغول ہوا - ایسے مین

قبائل عرب سے بنی ایاد اور بنی تغلب جو نصرانی تھے وے بھی جاکے اس سے متفق ہوے - سعد بن ابی وقاص نے امیر المومنین کی خدمت مین یہہ خبر لکھہ بھیجی - جناب خلافت پناہ نے عبداللہ بن عمر کے ساتھہ چھے ہزار غازیونکو وے کے اسکے جنگ پر روانہ کیا اللہ تعالی نے عبداللہ بن عمر کو اس پر فتح و نصرت بخشا اتفاق مارا گیا - اور اسی سال مین سنبلان اور شروان جو جلوان کے نزدیک تھے خراجین الخطاب کے ہاتھہ پر مفتوح ہوے - اور اکثر کے قول سے سترھوین سال امیر المومنین نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے نامہ لکھا کہ اسلام کی فوجین اطراف بلاد مین روانہ کرین - تب انہون نے حسب الحکم عیاض بن غنم اور ابو موسی اشعری اور انے فرزند عمر کے ساتھہ فوجین دیکے جزایر کے طرف روانہ کیا جب ان امیرون کے ہاتھان شہرونکی تسخیر ہوی عیاض نے دیہین اقامت کی اور ابو موسی اشعری شہر نصیبین کی طرف اور عمر بن سعد راس العین کی طرف روانہ ہوے وہان کے لوگ بالراس العین انکے مطیع و منقاد ہو گئے - مگر بنی تغلب سرکشی کرکے روم کی طرف روانہ ہوے جب یہہ خبر حضرت کو پہنچی ہرقل کے نام سے انکیتئین اس مضمون کا روانہ فرمایا اور اس مین قسم دی کہ بنی تغلب کے نصارا کو جلد واپس بھیجیگا تو بہتر والا حکم کرونگا کہ ممالک اسلامیہ مین جہان جہان نصرانی کو متوطن ہین انکو نہایت برے طور سے اخراج کردین جب یہہ نامہ ہرقل کو پہنچا ترسان و لرزان ہوا اسیوقت حکم کیا کہ بنی تغلب کو فوراً روم سے نکال کے حضرت عمر کے حضور مین روانہ کرین - جب انھون نے دار الخلافت مین حاضر ہوے عاجزانہ کے جزیہ قبول کیا کہ ہر سال ہم دو نال بھیجا کرین گے تا خزانہ بیت المال مین داخل کرین لاکن چاہئے کہ اسکا نام جزیہ نہ کہین امیر المومنین نے فرمایا کہ تم جو دیا کرین وہ تمہارا جزیہ ہی ہے تم اسکا کچھہ بھی نام رکھین اور اسی سال جلوان کے سرحدین جتنے شہر تھے وے سب قتعاع کے ہاتھہ پر مفتوح ہوے اور اسی سال اور بعضون کے قول سے سترھوین سال بصرے کی امارت ابو موسی اشعری کے نام پر قرار پائی - اور جند حصاء دیار مفتوح ہوے کہ جنکی تفصیل نہایت تطویل چاہتی ہے اس مختصر مین اسکی گنجایش نہین -

ہجرت سے سترھوین سال کے وقایع اور شہر کوفے کی بنا

جب ہجرت سے سترھوان سال شروع ہوا ماہ محرم مین شہر کوفہ کی بنا واقع ہوی - اسکا سبب یہہ ہوا کہ مداین کی آب و ہوا اہل اسلام کی مزاج کو موافق بھوی اکثر لوگ درد کی تپ سے بیمار ہوے اسلئے سعد بن ابی وقاص نے امیر المومنین کی خدمت مین یہ احوال ظاہر کئے - ایک روایت ہے کہ سعد نے فتح مداین کی خمس غنایم کے ساتھہ ایک جماعت کو مدینہ کے طرف روانہ کیا تھا حضرت عمر کی نظر جب اس جماعت پر پڑی قوانے جسمون کے رنگ متغیر اور انکے بدن نہایت ناتوان اور لاغر نظر آے جب اسکا سبب دریافت فرمایا تو انہون نے عرض کی کہ مداین کی آب و ہوا موافق نہین ہے امیر المومنین نے سعد کے نام سے نامہ لکھہ کے استفسار فرمایا تو ویسا ہی جواب آیا تب جناب خلافت مآب نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ عرب کی اقامت کو کوئی جگہہ ایسی ہو کہ وہ اور کشادہ رہے اور سبزہ زار و مرغزار اور آب دار ہو اور وہان کی آب و ہوا مزاج عرب کے موافق پڑے اور اس مقام مین کوئی پل اور دریا

نرہ جست رجوکر کے لشکر اسلام کا مسکن وماوا ٹھہراوین - اور دارالہجرت اسکا نام رکھین - جب یہ حکمنامہ شرفصدور پایا سعد بن ابی وقاص نے عثمان بن حنیف کو ایک قول سے سلیمان بن ربیعہ اور حذیفہ بن محص کو روانہ کیا تا وہ جگہ مقام کی تلاش کرین کہتے ہین وے ہر دو شخص کو اس مہم کے لئے جو خاص کیا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر نے اسکام کے لئے انہین کو مقرر فرمایا پس وے ہر دو بزرگ جب نکلے سلیمان نے فرات کے جانب غربی سے اور حذیفہ جانب شرقی سے سیر کرنے لگے - ایسی ایک زمین ریگستان پر پہنچے کہ اسکی مانند کمتر آمیز تھی عرب ویسی زمین کو کوفہ کہتے ہین سلیمان اور رزیعہ کو اس مقام کی آب وہوا نہایت پسند آئی اور مرغوب طبع ہوی - وہان ہر دو بزرگ اپنے مرکبون سے اترے اور دو رکعت نماز ادا کر کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر کمال تضرع وزاری سے درگاہ باری جلشانہ مین دعا کی کہ خداوندا اس مقام کو ہمارا ملجا وماوا اور برکت کی جگہ کیجیو - جب دعا سے فارغ ہوے اپنے لشکرگاہ مین آکے خبر دی - تب سعد بن ابی وقاص نے سنکے جب وہان تشریف لیجا کے ملاحظہ فرمایا تو انکو بھی وہ جگہ پسند آئی - پس اسیکو اپنا لشکرگاہ ٹھہرا کے امیرالمومنین کی خدمت مین ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ آپکے حکم کے موافق ہم نے جگہ کی تلاش کی کوفے کی جگہ جو منزل بری وبحری ہی اور زمین صالح امر کثیر النباتات ہی اور چارہ وفور ہوا کرتا ہے اور وہان کی ہوا نہایت لطیف ہی نظر آئی - پس ہم نے اسیکو اپنی منزل ٹھہرایا - اور سب مسلمانونکو مین نے اختیار دیا کہ جو چاہین مداین مین رہین اور جو چاہین اس منزل مین - بعضے انمین کوہی اختیار کئے اور بعضے اس منزل کو - مین مصلحت کے لئے انکو وہین چھوڑ دیا - کہتے ہین کہ جنہون نے مداین کی سکونت اختیار کی جب ایک مدت بسر لے گئے وہا کی آب وہوا انکو موافق ہوی ان کے رنگ وقوی حالت اصلی پر آگئے تب امیرالمومنین سے اجازت چاہی کہ عمارتین بنا کرین - جناب خلافت مآب نے اجازت دی مگر اس شرط کے ساتھ کہ اینٹ اور چونے سے بنا نہ کرین بلکہ بانس اور لکڑی کے بے تکلف مکانات بنا لین بصرے والون پر بھی یہی حکم صادر ہوا چند روز کے بعد ناگاہ ایک اُن ہر دو جگہ آتش لگ گئی سو دے کا ہی مکانات اور اسباب جل گئے - تب امیرالمومنین کی خدمت مین لکھ کے خشت وگل سے عمارتین بنا کرنے کی رخصت حاصل کئے (کہا ان سے ۱۲) - سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ بصرے اور مداین مین جو معمار ہین حاضر ہو کے شہر کوفہ بنا کرین - تب عرب کے اشراف واکابر محکم اور لایق مکانات بنا ے - جناب خلافت پناہ سے سعد کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا آیا کہ کوئی شخص تین گھر سے زیادہ نہ بنا وے اور عمارت سازی مین شان وتجمل اور تکلف کی راہ نہ لیوے - ؎ باسنت احمدی بنا بہ پہ بے سنت احمدی فنا بہ پہ ایک روایت ہی کہ امیرالمومنین کا حکم ہوا کہ اس شہر کی بنا عدل پر ہو کیونکہ جس شہر کی بنا عدل پر ہوگی وہ استوار اور پائیدار رہیگا - بعضون نے کہا ہی کہ عدل سے مراد یہ ہے کہ نہ بہت بلند رہی نہ زیادہ پست ایسی بنا محکم اور پائیدار ہوتی ہی - القصہ اول جو بنا کئے وہ مسجد کی

بناتھی اکاسرہ یعنے سلاطین عجم کے جو بڑے مکلف اور بلند مکانات واقع تہین انکو توڑکے سنگ رخام انسے نکال کے
مسجد کے ستون بنائے اور انکے مکانات کا جو اسباب نہایت عمدہ تھا وہ سب مسجد کے کام مین لگا - اور سعد بن
ابی وقاص نے حکم کیا کہ مسجد کے مقابل ایک قصر عظیم بناکرین معمارون نے انکی خواہش کے موافق ایک قصر عالیشان
نہایت بلند وکشادہ ایسی بنا کی کہ قصور مداین کے برابر بلکہ انسے بہتر تعمیر پائی - جب اسکا کام تمام ہوا مداین کے
قصر ابیض کا دروازہ نکال کے لاکر اسکو لگا دئے اور اکثر اہل اسلام بھی این کی عمارت کا ہی سامان لاکے اپنے مکانات
مین مصروف کئے - جب سعد بن ابی وقاص کے اس قصر عظیم الشان کی خبر حضرت عمر کے حضور مین پہنچی نہایت برہم ہوے
محمد بن مسلمہ کو بلوا کے ایک نامہ سعد کے نام سے لکھ کے اسکے ہاتھ دیا اور حکم کیا کہ کوفے تک جاؤ اور سعد سے ہمکلام ہووے
اور حکم کرے کہ لکڑیان جمع کرے پس اس قصر مکلف کو جلا دیوے پھر انسے بات ناکر کے بلا توقف مراجعت کرے - محمد بن مسلمہ
اسیوقت کوفے کی طرف روانہ ہوے امیر المومنین کا جو حکم ہوا تھا بجا لایا اور نامہ سعد کو پہنچایا اور انسے بات نکر کے مراجعت کی
سعد نے ہرچند التماس کی تا اقامت کرے تا آپ سنت ضیافت بجالاوے لاکن انہون نے اجابت نہ کی - اور سماع کثیر انعام وہدیہ
کے طور پر بھیجا اسکو بھی قبول نکیا - جب سعد نے امیر المومنین کا نامہ کھول کے ملاحظہ کیا تو مرقوم تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم نے ایک قصر مثل
مانند قصور ملوک عجم بنا کی ہے اور کوشک کسریٰ کا دروازہ لاکے اپنے کوشک کو لگایا ہے - شاید کہ تم نے یہ کام اسواسطے اختیار کیا ہے تا
حاجیون اور دربانون کو اسپر بٹھلا دے اور وے حاجتمند وکو اس کوشک مین داخل ہونے سے منع کرین - جیسے سلاطین عجم کے حاجب اور
دربان کیا کرتے تھے جب صورت ایسی ہو مسلمانون کے مہمات معطل ہوجائینگے اور انکے تقاضاے حاجات مین بڑا خلل پڑجائیگا معلوم ہوا
کہ تم نے ہمسائگی کے سبب سے اکاسرہ کی سیرت اختیار کی اور سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم رہے اے سعد یہ بات تم سے
نہایت ناپسند واقع ہوی - تم کو چاہئے کہ اصلاح خلق اللہ اور نیک وبست ملک مین مشغول رہے - اور یہ کام تو اس سے پوری مخالفت
رکھتا ہے کیا تمہین معلوم نہین کہ اکاسرہ کو ایسے مکانات وقصور سے قبور کی طرف اور ہمارے پیغمبر جلیل القدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو اس خاکدان خاکی سے طرف جنت جاودانی کے پہنچائے ہین - غرض مین نے ایک شخص کو بھیجا ہون کہ تمہارا قصر امیرانہ وکوشک
شاہانہ جلا دے تا تمہین اس سے دل بستگی نہو ؎ این سرائیست کہ البتہ خلل خواہد بود ؎ خنک آن قوم کہ در بند سرا دگر ند
نظر انانکہ نکردند برین خشتی خاک ؎ الحق الصاف توان داد کہ صاحب نظرند ؎ عارفان ہرچہ بقا دو فا کنند ؎ گرچہ ملک جہانست
پیش منحرند ؎ برآستان وفا دل منہ کہ جاے گرد ؎ برای عشرت تو برگزیدہ اند قصور ؎ ترا مسافت دور و سماز دیر راست
برین دو روزہ اقامت چرا شوی مغرور ؎ بہرام کہ گور میگرفتی ہمہ سال ؎ این نادرہ بین کہ گور بہرام گرفت ؎
کی آن فریدون وضحاک وجم ؎ شہان عرب خسروان عجم ؎ ہمہ خاک دارند وبالین وخشت ؎ خنک آنکہ جز تخم نیکی نہ کشت ؎

القصہ سعد بن ابی وقاص نے امیر المومنین کے حکم کے مطابق ایک ایسے مکان کی بنا کی کہ جس مین دو دو خانے تھے ایک اپنی سکونت کے لئے دوسرا خزانہ بیت المال کے لئے اور وہ کوشک کہ جس کو آگ دئے معاویہ کے زمانے تک ویسی ہی ویران پڑی تھی جب انہون نے اپنی حکومت مین زیاد بن امیہ کو عراق کی سرداری دیکے بھیجا - زیاد نے از سر نو اسکی تعمیر کرکے اسکا نام قیصر الامارت رکھا - اور اسی سال امیر المومنین نے نماز پنجگانہ کے اوقات مقرر کرکے جو ممالک کہ قبضہ اسلام مین آئے تھے ان سب ملکون مین حکم روانہ کیا - اور اسی سال مدینہ طیبہ مین ایک مکان علیحدہ لیکے دار الضیافت ٹھہرایا روغن اور کھجور اور ستو وغیرہ اس مین رکھکے فقرا اور مساکین اور مسافرون کی مہمانی کرنے لگے - اور اسی سال تاریخ ہجری لکھنا مقرر ہوا اسکا سبب شعبی سے ایسا منقول ہے کہ جب ابو موسی اشعری نے امیر المومنین کی طرف سے بصرے کی حکومت پر مقرر ہوے اور جناب خلافت مآب کے طرف سے ان کے نام پر حکم نامے شرف صدور پانے لگے - انہون نے یہ بات سوچھی کہ بعضے پچھلے رقایم بعضے اگلون کے نامے مین سو جب تک وضع تاریخ نہو معرفت اگلے اور پچھلے کی حاصل نہوگی - اسلئے حضرت عمر کی خدمت مین گذارش کی کہ وضع تاریخ فرماوین - تب فاروق اعظم نے صحابہ کو جمع کرکے اسباب مین مشورت کی بعضون نے کہا کہ حضرت کی ولادت شریف کی تاریخ ٹھہراوین اور بعضون نے چاہا کہ بعثت کی تاریخ قرار دین - مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تاریخ ہجرت مقرر کریں کیونکہ حق و باطل کا فرق اور اسلام کا ظہور اور احکام شرعیہ کا نزول اور دین متین کا غلبہ زمان ہجرت سے شروع ہوا - سب صحابے یہ رائے پسند کرکے اسی پر اتفاق کیا - اور ابتدا سال محرم سے کئے **ف** مخفی نہ رہے کہ تاریخ ہجری مقرر کرنے کے آگے لوگون مین تواریخ مختلفہ کا معمول تھا - چنانچہ حضرت آدم کے فرزندون نے حضرت نوح کی بعثت تک حضرت آدم کی تاریخ رحلت کا شمار کرتے تھے - پھر حضرت نوح کی تاریخ بعثت سے لکھنے لگے سو طوفان تک وہی معمول تھا پھر طوفان نوح کی تاریخ ٹھہرائے حضرت ابراہیم کے زمانے تک یہی بات جاری تھی - جب حضرت ابراہیم آتش نمرود مین مبتلا ہوے اور اللہ تعالی نے انکو نجات بخشی انکی اولاد نے تاریخ نجات کا اعتبار کیا حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل سے کعبہ کی بنا ہونے تک یہی تاریخ کا رواج تھا - یہان تک کہ حضرت اسمعیل کی اولاد مکہ معظمہ سے نکل کے اطراف و اکناف مین منتشر ہوی ہر قوم جو تہامہ کی زمین سے نکلتی ان کے خروج کی تاریخ لکھا کرتے - کعب بن لوی کی موت تک یہی عادت رہی - پھر رحلت کعب کی تاریخ لکھنے لگے - واقعہ اصحاب فیل تک اسیکا معمول تھا پھر تاریخ عام الفیل کا رواج ہوا سو حضرت عمر کے زمانے تک اسیکی عادت تھی - جناب فاروق اعظم نے حضرت علی کی راے سے تاریخ ہجری مقرر کی اور عرب کو ان کے سوا اور بھی تاریخین تھین جیسے حبش والون کا غلبہ ملک یمن پر اور عجم کا غلبہ عرب پر - اور قوم جرہم کی نصرت عمالقہ پر اور نبوکد نصر کا جنگ - اور عیس کا جنگ جو ظہور اسلام کے آگے ساٹھ سال کے ہوا - اور عجم والون کے بھی مختلف تاریخین تھین جیسے بعضے عہد ذوالقرنین کی تاریخ لکھا کرتے اور بعضے ہر بادشاہ کی جلوس کی تاریخ جو الصاف مشرب ہوتا اعتبار کرتے اور

قبطیون مین اس تاریخ کا رواج تھا جو بخت نصر کا غلبہ ملکون پر ہوا اور یہود و نصارا نے بعضے انبیا کی مولد و بعثت کی تاریخ اور ایک جماعت تعمیر بیت المقدس کی تاریخ ٹھہرائی تھی - واللہ اعلم بالصواب **حمص کا جنگ دوسری بار** لاسے ہین کہ جب ہرقل نے دیکھا کہ لشکر اسلام کو عراق و شام پر پورا غلبہ و تسلط ہوگیا سو خوف کھایا کہ جب وے ان ہر دو مملکت کے بندوبست سے فارغ البال ہوین گے - روم کی مملکت کی طرف بھی طمع کرین گے - اور بعضے جزایر کے رہنے والے جو ظاہر مین مسلمان کہلاتے اور باطن مین نفاق رکھتے تھے - اس آیت شریف کے مطابق وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ اور اس حدیث منیف کے موافق مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً رومیون کے ساتھ پیغام رکھتے تھے کہ ہم حسب مقدور سپاہ و ہتھیار سے تمہاری مدد کرین گے نعوذ باللہ من الکفر و النفاق القصہ رومیون نے اہل اسلام اپنے ملک کا قصد کرنیکے اندیشہ سے ان کے آگے آپ ہی سپاہ و حشم اور اسباب جنگی جمع کرنے مین مشغول ہوے - جب ایک لاکھ نفر کے قریب مردان کاری فراہم آئے شام کی طرف کوچ کرکے اول شہر حمص کا قصد کیا کیونکہ ابو عبیدہ کی سند حکومت وہین تھی جب ابو عبیدہ کو یہ خبر پہنچی انہون نے جلد جناب خلافت آب کی خدمت مین اطلاع دی اور شام کے اطراف و نواحی مین اسلام کی فوجین جو منتشر تھین ان سب کو خطوط روانہ کئے کہ سب تیار ہوکے آوین - اور ابو عبیدہ کا عریضہ جب حضرت عمر کی حضور مین پہنچا اسیوقت سب شہرون اور قبیلون مین جو اہل اسلام کے تحت و تصرف تھے حکم نامے روانہ کردئے کہ ہر نواح کے مجاہدین سامان جنگی آمادہ کرلیکے نکلین اور بڑی جلدی سے ابو عبیدہ کی خدمت مین جا پہنچین - اور سعد بن ابی وقاص کے پاس ایک قاصد کو روانہ کئے کہ قعقاع بن معبد کے ساتھ چار ہزار فارقی کو دیکے ابو عبیدہ کی مدد پر شام کی طرف روانہ کرین اور سہل بن عدی کے ساتھ چار ہزار سوار دیکے جزایر کی طرف بھیجے تا رومیون اور جزایر والون کے درمیان حایل رہین - اور امیر المومنین خود بنفس نفیس مدینہ طیبہ سے نکل کے موضع جابیہ تک تشریف لے گئے اور اس جگہ مدد پہنچنے کا انتظار کرتے تھے - اور ابو عبیدہ کے نام سے ایک نامہ روانہ فرمایا کہ مدینہ منورہ اور دوسرے بلاد سے پہنچے تک تم حمص کا دروازہ بند کرکے اسی شہر مین ساکن رہو - کہتے ہین کہ فوج شام کے امیران سے جیسے معاویہ اور شرحبیل بن حسنہ وغیرہا جو ابو عبیدہ کے ساتھ ملحق ہوتے تھے انکو بھی تحریص دیتے تھے کہ مدد کی فوجین آئے تک آپ حمص کے قلعے مین ہی مقیم رہین جنگ کیلئے باہر نکلنے کا قصد نکرین - مگر خالد بن ولید حمص کو پہنچتے ہی ابو عبیدہ کو جنگ کی ترغیب و تحریص دی جب اس باب مین انکا الحاح و مبالغہ حد سے گذر گیا آخر ابو عبیدہ نے اپنا لشکر لیکے حصار سے باہر آکے رومیون کے ساتھ مقابلہ کیا بڑا ہی جنگ ہوا آخر الامر کافرون کو شکست فاحش ہوی و ہم کریمہ والعاقبۃ للمتقین کے اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت دی - نصارا کے لشکر سے ہزار نفر کی ٹکڑی گھبرا کے

امن طلب کی اور بہت سے اسیر ہوے اور چہار ہزار شخص مارے بڑے اور جو باقی رہے ہزار محنت و مشقت سے افتاں وخیزاں اپنی جان بچالے کے بھاگ نکلے پھر بار دیگر شہر حمص اور اسکے توابع ولواحق کے بلاد مین ان کا فرونکو گذند نہوا - اور وہ سرزمین پھر انکے فساد سے ملوث نہوی ابو عبیدہ نے فارغ البال ہوکے دولت واقبال کی تزئین وزینت دی

کریمہ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ کا مضمون اس واقعے مین ظاہر ہوا اس قدر سبایا اور غنایم ہاتھ آئے کہ جس کا شمار دشوار تھا مدد کی فوجین پہنچنے کے آگے ہی اللہ تعالی نے خالد بن ولید کی شجاعت وشہامت سے یہہ فتح ونصرت عنایت کی - دوسرے روز ایک تول سے تین دن کے بعد قعقاع نے لشکر عراق لے کے پہنچا - رومیون کے لشکر سے وہان کسی کو نہ دیکھا - ابو عبیدہ نے خمس غنیمت سے فتح نامہ امیر المومنین کی خدمت مین بھیجا حضرت عمر نے اس نوید بشاشت جاوید کے سننے سے نہایت مسرور ہوکے شکر الٰہی بجالایا - اور ابو عبیدہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ قعقاع کا لشکر جو تمہاری مدد کی نیت سے آیا انکو بھی غنیمت کے حصہ مین شریک کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالی کی نظر نیت پر ہی سو تم بھی بحکم تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ حصہ غنیمت دینے اور لینے مین کرنا مستحسن ہوگا جب یہہ نامہ ابو عبیدہ کو پہنچا انہون نے حسب الحکم قعقاع کے لشکر والون کو حصہ غنیمت مین داخل کیا - تقسیم کے بعد سب فوجون کے امراؤن نے فوجین ہمراہ لیکے اپنی اپنی جگہہ کی طرف مراجعت کی - **اعزاز کی فتح** کہتے ہین کہ حلب کی فتح کے بعد ابو عبیدہ کا قصد انطاکیہ کے طرف جانیکا تھا سو یوقنا سے مشورت کی یوقنا نے کہا کہ اے سردار اعزاز کا حاکم جس کا نام وادریس ہے میرے چچا کا بیٹا ہے وہ بڑا سخت وتاراج کریگا حلب اور قنسرین اور عواصم وغیرہ چھین لیگا - ابو عبیدہ نے پوچھا پھر اسکی کیا تدبیر کیا چاہئیے - یوقنا نے کہا کہ مین ایک فریب کرنا چاہتا ہون - میرے ساتھ ایک سو سوار کو دیجئے وے سب رومی لباس پہنے رہین اور میرے پیچھے ایک فرسخ کے فاصلے پر ایک ہزار سوار رہین گویا مین انسے بھاگتا ہون اور وے میرا پیچھا کئے ہین حاکم اعزاز جب میرے روبرو آویگا تو کہونگا کہ مین مکر کی راہ سے مسلمان ہوا تھا پس وہ مجھے قلعے مین لیجائیگا جب آدہی رات گذریگی ہم دشمنون سے جنگ آغاز کرین گے سنتے ہی وے ہزار سوار بھی آپہنچین گے پس یوقنا یہہ تدبیر دکھلاکے ایک سو سوار کو ہمراہ لئے ہوے روانہ ہوے - اور ابو عبیدہ نے مالک اشتر کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکے ان کے پیچھے روانہ کئے - ناگاہ حاکم اعزاز کا ایک جاسوس اسوقت حلب مین حاضر تھا جب یوقنا نے ابو عبیدہ سے وہ تدبیر کی اسیوقت اس نے ایک خط لکھہ کے ایک کبوتر کی دم سے باندہکے اڑا دیا وہ کبوتر تعلیم یافتہ تھا اسکو اعزاز سے ہی لایا تھا - لاکن اس خط مین مالک اشتر ہزار سوار آتے ہین سو خبر لکھنے سے

اسکو فراموشی ہوگئی قصہ کوتاہ جب وہ کبوتر اعزاز مین جا اترا دادریس وہ خط دیکھکے ہوشیار ہوگیا تھا یوقنا معہ ایک سو سوار
وہان پہنچتے ہی ان سب کو قید کر دیا - اور اسیوقت عرب متنصرہ سے ایک شخص کو کہ جسکا نام طارق بن سنان غسانی تھا حاکم
راوندہ لوقا بن شاس کے پاس بھیجکے مدد طلب کی سو اسنے پانسو سوار کو روانہ کیا تھا مالک اشتر اکیہزار سوار کے ساتھ جو نکلے تھے اعزاز سے
ایک فرسخ کے مسافت پر اترے تھے - اسی شب حاکم راوندہ کی طرف سے پانسو سوار جو نکلے تھے اس جنگل مین آپہنچے - حاکم اعزاز کی
طرف سے طارق جو راوندہ کو گیا تھا وہ بھی اس فوج کے آگے آگے چلا تھا اسی شب مالک اشتر کے لشکر کے طلایہ کے سوارون کے ہاتھ پکڑا گیا
سو اسکو مالک اشتر کی خدمت مین حاضر کئے جب اس کو پوچھے کہ سچی حقیقت کیا ہے بیان کر اس نے سب ماجرا ظاہر کر دیا اور طارق نے اس کے
آگے جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھ مدینہ طیبہ کو آکے حضرت عمر کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا پھر جبلہ کے ہی ساتھ مرتد ہوکے بھاگا تھا مالک
اشتر نے پھر اس کو دعوت اسلام کی ایمان سے مشرف ہوا پھر مالک اشتر نے حاکم کیا کہ راوندہ کے پانسو سوار کو پکڑ لو پس وہ مسلمان ایک
ایک کافر کو آسانی سے پکڑکر قید کر دئے اور یوقنا کا قصہ یہ ہی کہ جب اس نے اعزاز کے قلعے کے پاس گیا دادریس اس سے آکر ملا اور قلعے مین لیگئے
اسکو گالیان دین اور اس کے ٹھوکا پھر اس کو اور اسکے ساتھی ایکسو سوار کو اپنے بیٹے لادن کے گھر مین قید کر دیا اور لادن کو اسکے نگہبان
ٹھہرایا جب آدہی رات گذری لادن کو توفیق رفیق ہوی سو اسکے خاطر مین یہہ بات آئی کہ یوقنا میرے باپ سے زیادہ علم رکھتا ہے آسمانی
کتابون سے بہت واقف ہے - یہہ یوقنا ہی کہ پہلے مسلمانون سے بڑی عداوت رکھتا تھا اور ان سے سخت جنگ کرتا تھا جب وہ مسلمان ہوگیا
البتہ دین اسلام کی حقانیت اسپر ظاہر ہوی بھتر ہے کہ مین ان قیدیونکو چھوڑ دون اور مسلمان ہوجاون پس یوقنا کے پاس آکے
کلمہ شہادت پڑہا اور قیدیونکو چھوڑ دئے - ایسے مین مالک اشتر بھی آپہنچے لادن نے قلعے کا دروازہ کھلوا دیا پس سب مجاہدین تکبیر و تہلیل
کہتے ہوے داخل قلعہ ہوے اور صبح ہوی بعد اہل قلعہ جب اس لشکر کو دیکھے بہت گھبرائے اور ہتھیارین ڈال دیکے امان مانگنے
لگے تب مالک اشتر نے اسکے قتل سے ہاتھ روکھا اور انکا مال اسباب لے لیا اور یوقنا اور انکے ساتھیون پر مرحبا کہا یوقنا نے کہا کہ لشکر
اور کروہ اللہ تعالی کا پھر لشکر کے سب اسباب اسیران کیا مالک اشتر نے سنکر کہا اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَمْرًا هَیَّاَ اَسْبَابَہٗ پھر مالک
قلعے مین ہر طرف پھرنے اور دیکھنے لگے تو ایک جگہ پر دادریس کو مقتول پایا اور پوچھے کہ اس ماجون کو کون قتل کیا - لادن نے کہا کہ میرے باپ
یوقنا نے اسکو قتل کیا ہے اور وہ میرے باپ سے عمر اور عقل مین زیادہ ہے - مالک اشتر نے اسکو بلوا کے پوچھا کہ تو اپنے باپ کو قتل کر دیا کیا سبب
ہوا - یوقنا نے کہنے لگا کہ اس قلعے کے کنیسہ مین ایک راہب رہتا ہے ہم اس سے انجیل پڑہا کرتے تھے جب لشکر عرب کا ہر طرف غلبہ
پایا اور اکثر ملک انکے تسخیر مین آجانا مین نے سنا ایکروز اس راہب سے اسکا سبب پوچھا سو اس نے کہنے لگا کہ ای لڑکے ہر قل نے
آسمانی کتابون مین یہہ خبر دی تھی کہ عرب بالضرور اسکے تخت گاہ تک مالک ہوجائین گے اور ہم نے سنا ہے کہ اس قوم کے نبی نے فرمایا تھا -

زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَسَیَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِیْ مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا

پھر مین نے پوچھا کہ ای باپ تو کیا کہتا ہی مسلمانون کے نبی کے باب مین اس نے کہا اے بیٹے میرے ہماری کتابون مین لکھا ہی کہ اللہ تعالی اسنے ایک نبی کو حجاز سے بھیجیگا اور مقرر مسیح نے اس نبی کی بشارت دی ہی۔ مین نہین جانتا ہون کہ یہ وہی وہی ہین یا نہین۔ تب مین نے سمجھا کہ یہ راہب اپنے ظاہر ہونے کے خوف سے اس امر کو چھپاتا ہی۔ اور مین بھی شب گذشتہ تک اس کو پوشیدہ رکھا۔ پس جب یوقنا اور انکے ساتھی قیدیون کو دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہ وہی یوقنا ہین جنہون نے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور عرب سے سخت لڑائی کی پھر جب ایسا شخص دین عرب کی طرف رجوع کیا تو یہی دین حق ہے پس مین نے چاہا کہ اپنے باپ کو مار ڈالون اور قیدیون کو چھوڑ دون میرے باپ نے شراب پی کے بیہوش پڑا تھا سو اسکو مار ڈالا اور قیدیون کو چھوڑنے کے لئے آیا تو میرے بھائی نے ان کو چھوڑ دیا تھا اب مین گواہی دیتا ہون اس امر کی کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ مالک اشتر بہت خوش ہوے پس سعید بن عمر العنوی کو قلعے کی حکومت دی اور ایک سو مسلمان جو یوقنا کے ساتھ آئے تھے ان کو وہین رہنے کا حکم کیا اور اعزاز کی غنیمت کا مال اور قیدیون کو ساتھ لے کے حلب کی طرف روانہ ہوا کہتے ہین کہ وے قیدی ایک ہزار مرد جوان رومیون سے تھے۔ اور دو سو ستتالیس مرد بوڈھے راہب تھے اور ایکہزار عورتین اور کنواری لڑکیان تھین اور ایک سو اسی بوڈھیان تھین۔ اور راستے مین مالک اشتر نے ایک بوڈھے راہب کو دیکھا جو بہت خوشنما اور صاحب وقار تھا۔ مالک نے سوچا کہ یوقنا نے جس کا ذکر کیا تھا شاید کہ یہ راہب وہی ہوگا۔ پس اس سے کہا کہ جب تو نصارا کے علما سے ہے پھر کس لئے امر حق کو چھپاتا ہے اس نے کہا واللہ مین نے نہین چھپایا اس کو اس کے مستحق سے لاکن مین رومیون سے ڈرتا تھا کہ وے مجھ کو مار ڈالین گے کیونکہ امر حق کا قبول کرنا بہت گران ہے مالک اشتر نے کہا کیا تمہارے دین کی طرف پھرے گا راہب نے کہا ہان پھرون گا مگر میرے چند سوال ہین جو مین نے یوقنا کی انجیل مین پایا ہی مالک نے کہا وہ کیا ہے اس نے بیان کرنا چاہتا تھا کہ اسیے مین فضل بن عباس اپنی ایک فوج لئے ہوے آپہنچے کہ جناب ابو عبیدہ نے ان کو منبج اور اس کے پل کو اور براعہ کو تاخت وتاراج کرنے کے لئے بھیجے تھے جب ہر دو لشکر اسلام نے تکبیر وتہلیل کی آوازین بلند ہوئین اور ایک دوسرے کو سلام کیے مالک اشتر نے اعزاز کی فتح اور اس راہب کا احوال بیان کیا۔ تب فضل بن عباس

اس راہب کے طرف متوجہ ہوکے کہا تو جو پوچھنا چاہتا ہے پوچھ راہب نے چند سوال کیا فضل بن عباس اسکے جوابات شافی دئے راہب نے اسیوقت ایمان لایا اور اغزاز کے لوگ جب دیکھے کہ ایسا بڑا راہب اسلام قبول کیا اسنے اکثر لوگ داخل اسلام ہوا اور تھوڑے باقی رہگئے پس فضل بن عباس اور مالک اشتر حلب کی طرف روانہ ہوے - اور یوقنا نے کہا کہ مین انطاکیہ کے طرف ہرقل کے پاس جاتا ہون کچھ تدبیر کرتا ہون شاید اللہ تعالی مسلمانونکی فتحمندی کی کچھ صورت کردے **روانہ ہونا یوقنا رح کا انطاکیہ کے طرف** نقل ہے کہ یوقنا کے قرابتی ایک جدی لوگون سے دو سو آدمی جو ہمراہ تھے یوقنا نے انسے چالیس چہار شخص کو چنکے اپنے ساتھ لیا باقی لوگون سے کہا کہ تم عم اور ارتاح کی راہ سے چلو صبح پر کہ گویا عرب کے لوگون سے بھاگتے اور مین اُن چہار شخص کو ساتھ لیکے حارم کی راہ سے روانہ ہوتا ہون - انشاء اللہ تعالی تم ہم انطاکیہ مین ملینگے - پس ویسا ہی روانہ ہوے جب یوقنا نے انطاکیہ مین داخل ہوا اور ہرقل سے ملاقات کی ہرقل نے کہا مین نے سنا تھا کہ تم نے عرب کا دین اختیار کیا - یوقنا نے کہا اے بادشاہ مین نے مکر سے اس دین مین داخل ہوا تھا اور انکو فریب دیکے ایکہزار اور ایک سو سوار کو ساتھ لے کے اغزاز کی طرف گیا تا ان سب کو اغزاز کے قلعے مین قید کردون اور اسکے بعد ان قیدیونکو تیرے پاس بھیجدون لاکن حاکم اغزاز نے میرے مطلب کو نہ پاکر جلدی کی اور جو ہونہار تھا ہوا اگر مجھے نصرانیت سے محبت نہوتی مین اپنے بھائی یوحنا کو کسلئے قتل کیا ہوتا - یوقنا یہہ کلام سنکے ہرقل کی مجلس مین جو بطارقہ اور ملوک حاضر تھے اسکی تصدیق و تحسین مین زبان کھولے اور ہر ایک نے اسکی سفارش کی ہرقل نے بہت خوش ہوکے اپنا لباس بادشاہی اور تاج و پٹکا اسکو دیا - اور کہا کہ اگر حلب تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے مین تمکو انطاکیہ کا سردار بناؤنگا - یوقنا نے اسکی تحریم بجالاکے دعا کی - اور ہرقل نے یوقنا کو بڑے

اکرام سے ایک علیحدے مکان مین اُتارا - اور انکو بہت چاہتا تھا - ایسے مین ہرقل کی چھوٹی بیٹی زیتون کے طرف سے مقام عرش سے چند قاصد آئے کہ مین انطاکیہ کو آنا چاہتی ہون میری حفاظت کے لئے ایک لشکر روانہ کرین - زیتون کا مرد معاقل کا حاکم تھا اسکا نام منطورس تھا سو جنگ یرموک مین مارا گیا تھا - غرض جب زیتون کے قاصدون نے یہ پیام لایا ہرقل نے یوقنا کے ساتھ دو ہزار سوار کو دیکے روانہ کیا - یوقنا نے مرعش تک جاکے زیتون کو ہمراہ لے کر انطاکیہ کے طرف مراجعت کی اور یوقنا بھی چاہتے تھے کہ کاش کہین راہ مین مسلمانون کا کوئی جاسوس یا کوئی ذمی ملجاوے تو مین اپنا عزم ابوعبیدہ کی خدمت مین کھلا بھیجون اور لشکر طلب کرون - جب مرج الدیباج کے مقام پر پہنچے وہان جبلہ بن ایہم غسانی کا لشکر ملا وہ ملعون نے دو سو مسلمانونکو قید کر کے لاتا تھا اُن مین ضرار بن الازور بھی داخل تھے انکا قصہ یہ ہے کہ جب فضل بن عباس اور مالک اشتر حلب مین جا پہنچے اور فتح اعزاز کا سب ماجرا اور یوقنا کی روانگی انطاکیہ کی طرف ظاہر کئے ابوعبیدہ بہت خوش ہوے اور فرمائے کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یوقنا کو فتح دیگا پس ضرار بن الازور کے ساتھ دو سو سوار کو دیکے ملک شام کے اطراف و نواحی مین تاخت و تاراج کرنیکے لئے روانہ کئے - ضرار جب مرج دابق تک پہنچے کے نزول کئی شب کے وقت سب سوئے تھے اسے مین جبلہ بن ایہم غسانی ایک لشکر لیکے غمہ کے طرف سے جو آتا تھا ان پر گذرا جب کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان اترے ہین یکبیک ان پر جا گرا پھر تو مجاہدین بیدار ہو کے جنگ پر قیام کئے ایک ایک سو من کئی کافر کو قتل کیا ضرار بھی بہادری سے جنگ کر رہے تھے جبلہ نے انکی دلیری دیکھ کے حیران ہو گیا آخر حکم کیا کہ انکے گھوڑے کو زخمی کرو جب انکا گھوڑا گرا ضرار پیدل ہو گئے کفار انکو گھیر کے پکڑ لئے ایسا ہی دوسرے مجاہدین بھی پکڑے گئے ان سب کے مشکیان باندھکے انطاکیہ کی طرف لیچلے تھے سو مرج دیباج کے پاس یوقنا اور جبلہ کے ہراول لشکر ملا تھے ہوے جبلہ نے یوقنا سے دل کے سب احوال ظاہر کیا یوقنا دل مین بہت غمگین ہوے لاکن بظاہر اس سے خوشی کے ساتھ گفتگو کی پس یہ ہراول لشکر انطاکیہ کی طرف چلدیے آگے ایک شخص جا کے ہرقل کو یہ خوشخبری دی کہ دو سو قیدی اور بیتری بیٹی آتی ہے ہرقل بہت خوش ہوا اور اپنے لشکر کو استقبال بھیجا اور حکم کیا کہ کنیسہ آراستہ کرین اور لباس فاخرہ پہن کے حاضر ہوون پس آپ بھی کنیسہ مین جا بیٹھا اور مجمع عام کیا پس جبلہ اور یوقنا مع لشکر ہرقل کے پاس آئے اس نے اُن ہر دو کو خلعتین دیئین اور اسکی بیٹی اپنے باپ کے قصر مین داخل ہوی اور وہ دو سو قیدیون کے مشکیان باندھے ہوے ہرقل کے پاس لے آئے اسکے مصاحبون اور خدام نے چلانے لگے شاہی ادب بجا لاؤ بادشاہ کے روبرو زمین بوسی کرو ضرار نے کہا کہ مخلوق کے روبرو سجدہ کرنا جایز نہین ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام منع فرمائے ہین - ہرقل نے چاہا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احوال شریف بلا واسطہ مترجم آپ ہی پوچھے تا اپنے سب بطارقہ اور مصاحبون کو معلوم ہووے - کیونکہ ہجرت سے چھٹوین سال حضرت کا منشور فیض گنجور جب اسکے نام سے پہنچا اور اس مین دعوت اسلام مرقوم تھی ہرقل نے اسکو دیکھتے ہی کہا کہ یہ وہی نبی ہین کہ مسیح نے جنکی بشارت ہمکو دی تھی اس پیغمبر کا دین مشرق و مغرب مین پھیلیگا اور وہ عالم کو

ہونیکے قریب ہے کہ یہ مملکت بھی لیوینگے بہتر ہے کہ ہم تابع ہو جاوین یہ بات سنتے ہی روسیون نے ہرقل کو مارڈالنا چاہا تھا سو اسنے ہرقل نے اپنے قول کی سچائی بتلانا چاہا اور صحابہ سے سوال کیا کہ تم سے کون ہے کہ میرے سوالات علمی کا جواب دے صحابہ کرام نے فقیہ بن عامر انصاری کی طرف اشارہ کیا کیونکہ وہ سب سے زیادہ حضرت کے حالات و معجزات سے خوب آگاہ تھے پس ہرقل نے ابتدا سے نزول وحی کا سوال کیا تب فقیہ نے وحی نازل ہونے کے آگے چھ مہینے حضرت رویا صادقہ کا دیکھنا اور جیسا خواب مین دیکھے ہین ویسا ہی بیداری مین پانا اور حضرت ان دنون خلق سے کنارہ لینا اور غار حرا مین خلوت کرنی اور شروع سورۂ اقرا کی پانچ آیتون کا نزول پھر سورہ مدثر کا نزول بتفصیل بیان کیا - اسکے بعد معجزات کا سوال کیا تو فقیہ نے چند معجزات بینات کا بیان فرمایا پھر ہرقل نے کہا کہ ہم اپنے کتابون مین پاتے ہین کہ ان کا امتی اگر ایک گناہ کیا تو ایک ہی لکھا جائیگا اور اگر ایک نیکی کی تو دس نیکیان لکھے جائین گے - فقیہ نے کہا کہ ہان کہ یہ بات ہمارے نبی کی امت کی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا پھر ہرقل نے کہا وہ نبی کہ سچے جنکی بشارت دی ہے وہ دنیا و آخرت مین گواہ ہونگے فقیہ نے کہا ہان وہ ہمارے نبی ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا اور آخرت کی گواہی کے باب مین فرمایا وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا اور آخرت مین حضرت کی امت جو دوسرے امتون پر گواہ ہوگی اسکے باب مین فرمایا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ہرقل نے کہا آیا حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر درود بھیجنے کا ان کی حالت حیات اور بعد ممات کے فقیہ نے کہا ہان اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا - ہرقل نے کہا وہ نبی کہ جنکا ذکر مسیح نے کیا ہے وہ آسمان پر جاوینگے اور اپنے پروردگار سے ہم کلام ہونگے فقیہ نے کہا ہان یہ منصب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب مین فرمایا سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا فقیہ بن عامر سے منقول ہے کہ ایک بطریق جو حاضر تھا ہمارا کلام سنکے کہا ای شاہ تو نے جس نبی کا ذکر کیا وہ آخیر مبعوث ہونگے - یہ بات سنتے ہی ضرار بن الازور نے غصے ہوکے اس بطریق سے کہا کہ جھوٹی ہے یہ تیری داڑھی ناپاک اسے رکھ کے کتے - بلاشک یہ وہی نبی عربی مشہور ہین کہ جنکے صفات تورات و انجیل اور زبور اور قرآن مین مذکور ہین مگر یہ وہ کفر تمہارے آنکھونکو ڈھانپ لیا ہے اسلئے تم انکو نہین پہچان سکتے ہو ہرقل نے کہا کہ تم نے ہمارے بطریق سے بڑی بے ادبی کی ہے تم کون ہو - فقیہ نے کہا - یہ ضرار بن الازور بن طارق المجازی صناجے ہاے مشہور ہین ہرقل نے کہا کیا یہ وہی ہین کہ جنکا حال مین یون سنا ہے کہ وہ کبھی پیدل لڑتے ہین اور کبھی سوار اور کبھی برہنہ لڑتے ہین اور کبھی ہاتھ مین تلوار لیتے ہین کہا ہان - کہتے ہین کہ ضرار نے جس بطریق کے ساتھ درشتی کی اس بطریق نے غصہ

انکا حال دیکھکے ہرقل نے اپنی ہلاکت کا خوف کیا اور اسنے کہا کہ تم اپنی تلوارون سے ضرار کو کاٹ ڈالو پس ان ناکسون نے ضرار پر تلوارون سے چودہ وار کیا لاکن جب اللہ تعالی نے انکو بچانا چاہا کسی کی تلوار بھی کارگر نہوئی - تب اس بطریق ملعون نے کہا کہ اسکی زبان کو کاٹ ڈالو - یہہ بات سنتے ہی یوقنا اٹھے اور زمین کو بوسہ دیکے کہنے لگے کہ اے بادشاہ یہہ بات مناسب نہین بلکہ بعید ہی ہی کہ اس جوان کو اسکے حال پر چھوڑدین اگر یہہ آج کی رات زندہ رہے تو کل علی الصباح اسکو شہر کے دروازے پر گردن مارین - یوقنا کا مطلب یہہ تھا کہ ضرار بالفعل بچ جاوے اور ان ظالمون کا غصہ بھی تھم جاوے - غرض بادشاہ کو یوقنا کی راے پسند آئی انہین کو حکم کیا کہ تم اور تمہارا بیٹا ہر دو مل کر آجکی رات اس جوان کو اپنے پاس نگاہ رکھو - پس یوقنا انکو اپنے گھر لیگئے وہ اور انکا بیٹا ہر دو ملکر ان کی غمخواری کی ان کے زخمون کو دیکھا تو عنایت الٰہی سے انکی کوی رگ اور پٹھا نہین کٹا تھا پس انکی زخم بندی کئے کھانا کھلایا اور پانی پلایا جب ضرار کو ہوش آئی اپنی آنکھین کھول کے دیکھے یوقنا کی تدبیر سے وہ آگاہ نہین تھے بلکہ یہہ سمجھے تھے کہ وہ مرتد ہوگیا - اسلیئے ضرار نے کہا کہ اگر تم ہرو کافر ہو پس بتحقیق اللہ نے فرمان بردار کیا ہی تمکو میرے واسطے اور اگر تم دونو مسلمان ہو پس شمالی اور مبارکی ہی تمکو - میری ایک بہن ہمارے لشکر مین ہین ان پر میرا حال پوشیدہ ہی اگر ممکن ہو تو ان کو میرا سلام پہنچاؤ اور میرے حال سے آگاہ کردو اور میری بہن میری ماں کو لکھ بھیجگی میری ماں حجاز مین ہی وہ میرے حق مین دعا کریگی - یوقنا نے قبول کیا تب ضرار نے چند دردانگیز بیتین لکھائے - تب یوقنا ایک ایلچی کے ہاتھ دیکے روانہ کیا **واقدی** رح نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی انہون نے کہا کہ مین ابوعبیدہ کے لشکر کے ساتھ زمین بلاط پر تھا اسوقت ایک رومی نے آیا اور کہا کہ مین ایلچی ہون ضرار کا خط لے آیا ہون جب ابوعبیدہ نے اس خط کو کھول کے ضرار کے اشعار پڑہے سب مسلمان بے اختیار رو دئے اور سب سے زیادہ خالد بن ولید کو غم ہوا اور ضرار کی بہن خولہ بھی یہہ خبر سنکے ابوعبیدہ کے پاس آئین اور کہا کہ میرے بھائی کے اشعار سناؤ - تب وہ بیتین پڑہنے لگے ابھی تمام نہین کئے تھے کہ خولہ آئہ اِنَّا لِلّٰہِ پڑہین اور کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَاللّٰہِ لَاَخْذَنَّ بِثَارِہٖ پس ابوعبیدہ نے اپنا لشکر لے کے الفاکیہ کی طرف نکلے اور اثناے راہ حازم اور راوندان اور عم اور اراتاح اور سواے اسکے کئی شہر اور قلعے ازروی صلح کے فتح کیا - اور جب لوہے کے پل تک پہنچے ہرقل کو یہہ خبر ہوی بہت گھبرایا اور اپنے بطارقہ کو حکم کیا کہ لشکر آمادہ کرین اور اپنے جیمے لوہے کے پل کے قریب لگاوین اور خزانہ اپنے ہتھیارون کا کھول کے لوگون مین تقسیم کیا اور یوقنا کو خلعت دی اور کہا کہ یہہ سب لشکر پر تم کو حاکم کیا پھر سب بطارقہ اور ملوک اور رجاب اور اساقفہ کو لیا ہوا کنیسہ قسطسین مین آیا اور حکم کیا کہ ان مسلمان قیدیون کو لے آوین تا انکی قربانی کرین پس جب صحابہ کو لے آوے یوقنا نے اٹھا اور ہر قل کے ہاتھ کو بوسہ دیکے کہنے لگا ای بادشاہ عرب نے یہہ قصد کیا ہی معلوم نہین کہ غلبہ کس کے لئے ہی اگر تو ان قیدیون کو مار ڈالیگا بڑا اندیشہ اسبات کا ہی کہ ہمارے لشکر سے بھی کوئی پڑ جاوے تو وے بھی اسکو مار ڈالینگے بہتر ہے کہ ان کے حال پر چھوڑدین اور

دیکھیں کہ معاملہ کس جانب رجوع کرتا ہے یہ بات سنتے ہی سب ارکان دولت نے کہا کہ ای بادشاہ یہی مناسب ہے۔ اور ایک بطریق نے کہا کہ ای بادشاہ آج یہ کنیسہ بہت آراستہ ہے جوان خوبصورت عورتیں اور لڑکیاں بہت جمع آئے ہیں اب اُن قیدیوں کو یہاں لانیکا حکم کیجئے شاید ان عورتوں کا حسن وجمال اور انکا زرق وبرق دیکھنے اور انکی خوشبوئی کی مہکار سونگھنے سے ان قیدیوں کا دل ہمارے دین کی طرف مائل ہوا اور انکو نصرانیت کی طرف دعوت بھی کیجئے پس بادشاہ نے حکم کیا کہ قیدیوں کو لے اویں جب صحابہ کو لے آئے نصارا کے قسیسوں نے انجیل پڑھنے لگے اور آوازوں کو بلند کرنے۔ اور خوشبودار چیزیں جلانے لگے۔ صحابہ انکو دیکھتے ہی تکبیر تہلیل اور درود وسلام سے آواز بلند کئے اور کہا انہوں نے۔ كذب العادلون بالله وضلوا ضلالا بعيدا وخسروا خسرانا مبينا ما اتخذ الله ولدا وما كان معه من اله

اور صحابہ میں رفاعہ بن زہیر جو میں کے عالم اور فصحاے مشاہیر سے تھے اور کتب حمیریہ سے آگاہ تھے جب انہوں نے دیکھا کہ نصارا نے صلیبوں کی بڑی تکریم بجالاتے اور تصویروں کو سجدہ کرتے ہیں بہت ہی غضب میں آئے اور کمال فصاحت سے اللہ تعالی کی برائی وحدانیت اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اس طرح پر ظاہر کئے کہ کنیسہ جنبش میں آیا اور سب لوگ جو عصاؤں کو لئے ہوے کھڑے تھے جھک گئے۔ ہرقل نے کہا ای برادر عربی تمہارا کیا نام ہے۔ رفاعہ نے کہا ای بادشاہ تو میرے نام سے کیا چاہتا ہے میں تمہارے جنس سے نہیں ہوں یہ بات سنکے ایک بطریق نے پڑھ لیا اور کہنے لگا ای بادشاہ یہ شخص سچ کہتا ہے کہ ہمارے جنس سے نہیں کیونکہ وہ علم ومسایل حکمت سے آگاہ نہیں تاہم اس سے پوچھیں بلکہ وہ بدوی ہے جنگلیوں کی سکونت اور بدوں کی صحبت کے سوائے کچھ نہیں جانتا ہے۔ فن حکمت جو شش یونانیوں سے اور بھر لیا اسکو سریانیوں کے سینوں نے۔ پس کہاں ہے عرب میں علم حکمت اس طرح کے بزرگان ہمارے عالموں میں ہے اور عدالت ہمارے بادشاہوں میں۔ اور ہماری ہی قوم سے ہوے ہیں اسکندر اور بطلیموس اور ارسطو اور سطالیس اور فیساغورس توحیدی جس نے الطاکیہ کو بنایا تھا۔ اور ارسیوس جو نبی اور بادشاہ تھے اور طاغورس جو رہا اور بیتھ کو بنایا تھا اور افلیس جو کاہن تھا اور اس نے بادشاہ عہد کو خبر دی تھی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا اور وہ اپنے پروردگار سے کلام کریگا اور ایک حال اور ایک پیغمبر بزرگ رکھیگا اور فیلاطون یعنے فرعون اسکے ہاتھ پر ہلاک کیا جائیگا۔ اور سنا فیطس حکیم کہ معنی اس لفظ کا دریا سے عوام ہے۔ اور امینو ہماری ہی قوم سے ہے جس نے روتہ الکبری بنایا اور وہ اسیکے نام سے منسوب ہوا۔ اور سیطانوس جس نے پہلی کتاب لکھی جس میں زمین کی صورتیں اور پہاڑوں اور دریاؤں اور جانوروں اور درختوں کی شکلیں ہیں اور اس میں ہر اقلیم کا اور اسکے رنگوں کا حال اور ہر اقلیم کے معدنیات کا بیان ہے اور زمین کے سمندر اور انکے ناموں کا اور اسکے عجائبات کا بیان کیا ہے۔ **واقدی** رح سے منقول ہے کہ جب رفاعہ نے اس بطریق کا کلام سنا ہنسا اور کہا کہ ای تبرک تو نے ایسی قوم کی تعریف کی کہ ان کے لئے کچھ بزرگی نہیں اور ان میں نہ کوئی فاضل ہوا نہ کوئی اللہ تعالی کی توحید کا قایل

پس ایسون کا کیا حساب - ہان بزرگی ہی تو اولاد اسمعیل ابن خلیل علیہما السلام کو ہی اور ہم انہین سے ہین - اور انہین کے واسطے بیت الحرام اور زمزم اور مقام اور مشعر الحرام ہی - اور انہین سے ہین تبالعہ اور اقبال اور حماۃ اور انسال جو عرض و طول زمین کے مالک ہوے - اور انہین سے ہی ملک الصعب ذو مراثد اسکندر جو دنیا کے مالک ہوے اور ظلمات مین گئے تھے - اور آفتاب کے طلوع و غروب تک پہنچے اور سب زمین کے اور انکے سلاطین و ملوک انکے مطیع و منقاد ہوے - اور اللہ تعالیٰ انکا نام ذوالقرنین رکھا - اور انہین سے ہوے شداد ابن عاد اور شدید بن عاد اور ذو المنار اور لقمان بن عاد اور بدہاد اور عمرو ذوالادغار اور برزاربن مسک اور ہازیل بن عیان کہ جس نے حکمت کا کلام کرتا تھا - اور ہم سے ہی ہی سبا بن یشجب کہ جس نے پہلے تاج پہنا - پھر انکے بعد انکے بیٹے حمیر نے والی ہوا پھر انکے بعد جسکا وہ بھی صاحب تاج تھا پھر مالک بن حمیر پھر ہادد بن حمیر ہوے - پھر ہم سے ہی ہوے نبی اللہ حنظلہ بن صفوان پھر ہم سے ہی ہوے نفیلہ بن عبدالمذان بن حشرم جو پانسو سال زندہ رہی اور انہین نے بنایا مضبوط قلعے اور نکالا انہون نے خزانے اور تابع کیا تھا بہت سے لشکرون کو - اور انکو اللہ تعالیٰ نے نبی حنظلہ بن صفوان کے علم کا وارث کیا اور جب اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری قوم سے مبعوث کیا ہماری بزرگی کو ختم کی اور ہمارا مرتبہ بلند کیا - پس ہم لوگ رئیس ہین اور تم غلام ہو رفاعہ نے جب اس طرح اس ترک کو الزام دیا اور کمال فصاحت و بلاغت سے کلام کیا - ہرقل نے دیکھ کے نقش دیوار بن گیا - اور اسسے کہنے لگا کہ ہم نے سنا ہی کہ تمہارے خلیفے کا لباس مرقع ہے حالانکہ انکو ہمارا مال اور خزانہ اسقدر پہنچا ہی کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا ہی پس کس چیز نے مانع ہے کہ وہ لباس شاہانہ پہنین - رفاعہ نے کہا کہ خوف خدا اور عالم آخرت ان کو شان و تجمل اور ناز و نعم سے باز رکھا ہی - ہرقل نے کہا کہ انکے دار الامارے کا کیا حال ہی - رفاعہ نے کہا کہ وہ مٹی سے بنایا گیا ہی ہرقل نے کہا کہ انکے مصاحب اور دربان کون ہین - رفاعہ نے کہا انکے دربان محتاج اور غریب مسلمانین - ہرقل نے کہا کہ انکا فرش کیا ہی رفاعہ نے کہا کہ ان کا فرش عدالت اور تکمین ہے ہرقل نے کہا کہ انکا تخت کیسا ہی - رفاعہ نے کہا کہ انکا تخت یقین اور پاکدامنی ہی ہرقل نے کہا کہ خزانہ انکا کیا ہی - رفاعہ نے کہا پروردگار عالم کے ساتھ اعتماد ہی ہرقل نے کہا کہ انکا لشکر کون ہی - رفاعہ نے کہا کہ انکا لشکر دلیران موحدین و شہسواران مسلمین ہین آیا نہین سنا تو نے ای بادشاہ کہ ایک جماعت نے اسسے کہا تھا کہ یا عمر تجھے سلاطین روم کے خزانون کے مالک اور بطارقہ اور اکاسرہ کو ذلیل کیا پس کیسلئے اچھا لباس نہین پہنتے ہو - حضرت نے فرمایا تم لوگ دنیا کی آرائشین اور تکلفات کو چاہتے ہو اور مین دنیا و آخرت کے پروردگار کی رضامندی چاہتا ہون سبحان اللہ حضرت عمر اس آیت قرآنی کے مصداق ہین الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ و اٰتوا الزکوۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر ہرقل نے یہ احوال سنکے حیران ہو گیا - پس اٹھا اور حکم کیا مسلمانون کو قید خانے مین لیجاوین - اور آپ کنیسے سے لشکر کے طرف نکلا بطارقہ کے تخت کھڑے کئے گئے تھے اور ان کے سامنے لکڑی کے کنیسے بنے تھے جن پر سونیکا کام ہوا تھا جو سفرون مین رکھتے

ہرقل نے لشکر مین گشت کر رہا تہا کہ ایسے مین چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوے آئے اور خبر دے کہ عرب کا لشکر یرموک کے پل تک آپہنچا - یہ خبر سنتے ہی ہرقل کو اپنی زوال مملکت کا یقین ہو چکا سو مضطر ہو گیا - لشکر اسلام کی تکریان ایک کے پیچھے ایک نشان اٹھائے ہوے اور تکبیرین کہتے ہوے نمودار ہوے - سب کے پیچھے عورتون کی جماعت تھی خولہ بنت الازور اپنے بہائی کے غم مین دردآمیز اشعار پڑھتے تھے جب لشکر اسلام آکر نزول کیا ہرقل نے قسطنطین کے کنیسہ مین گیا اور سب البطارقہ اور بلوک کو جمع کر کے درمیان کھڑا رہا اور کہا کہ مین نے آگے ہی تم کو ان باتون سے خبردی تھی تم نے میرا کہا نمانا بلکہ میرے مار ڈالنے کا قصد کیا اب دیکھو عرب یہانتک پہنچ گئے اور ملک شام کے بہت سے قلعے ان کے ہاتھ آے تمہارے عورتون اور لڑکون کو اپنی باندی غلام بنالیا پس تم اب بزدلی نہ کرو اور مردانہ جنگ کرو - القصہ دوسرے روز ہرقل کا لشکر آمادہ ہو کے میدان پر آیا جبلہ ملعون نے جو عرب تنوخ کا سردار تھا اپنی فوج لیا ہوا ہمراہ تھا جناب ابو عبیدہ بھی اپنا لشکر لئے ہوے میدان پر آے - سب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا شور مچائے تھے جسکے سنتے ہی نصارا کے دلون مین لرزہ پڑ گیا - ربیعہ بن عمر بڑے شاعر اور فصیح اور بلند آواز تھے ابو عبیدہ نے انکو حکم کیا کہ تم اسوقت وعظ کرو غازیونکو ترغیب جہاد کی دو - تب انہون نے ایسا وعظ فرمایا کہ جس کے سننے سے مجاہدون کے دلون کو تحریک ہوی اور انکی شجاعت بڑہگئی - ایسے مین لشکر روم سے بسطورس جوانون مین براہبادر تھا میدان پر آیا لشکر اسلام سے اسکے مقابلے کے لئے دامس جو حلب کے قلعے کو فتح کئے تھے نکلے ایک نے دوسرے پر حملہ کیا ناگاہ دامس کا گھوڑا ٹھوکر کھایا سوار گھوڑے سے جدا ہوے - بسطورس نے قابو پاکر بڑی جلدی سے انکو پکڑ لیا اور کھینچتا ہوا اپنے خیمے کے پاس لے گیا اور اپنے لوگون کے سپرد کر کے پھر آیا تب ضحاک بن حسان طائی جو خالد بن ولید کے مشابہ تھے اسکے مقابلے کے واسطے نکلے رومیون نے سمجھا کہ خالد ہین ان کے دیکھنے کے لئے رومیونکا ایسا ہجوم ہوا کہ بسطورس کے خیمے کی رسیان ٹوٹ گئین اور خیمہ گر پڑا فراشون نے گھبرایا کہ کہین بسطورس ہم کو سزا دے اور فراش تین ہی شخص تھے اور خیمہ اٹھانے کے لئے انکی اعانت کرنیوالا بھی کوئی نہ تھا کیونکہ لشکر روم کا ہر شخص جنگ کے مقام پر جاکے بسطورس اور اسکے خصم کی لڑائی دیکھنے مین مشغول تھا - اسواسطے ان فراشون نے دامس سے کہا کہ ہم تمہارے مشکیان کھولدیتے ہین اس شرط پر کہ خیمہ اٹھانے مین ہماری اعانت کرین پھر اسکے بعد ویسا ہی تم کو باندہ دینگے اور بسطورس آیا بعد تمہاری سفارش کرین گے البتہ وہ تمہین چھوڑ دیگا - جب دامس کے بند کھولدئے انہون نے قابو پاکے ایک فراش کو دائین ہاتھ مین اور دوسرے کو بائین ہاتھ مین لے لیا اور ہر دو کو ایکدی کہ ہر دو مر گئے اور تیسرے کو بھی پکڑ کے مار ڈالا - اور خیمے مین کئی صندوق تھے ایک کو کھولا تو اس مین بسطورس کے کپڑے تھے اسکو پہن لے اور بسطورس کے گھوڑون سے ایک تیز گھوڑے پر سوار ہو کے عرب منتصرہ کے لشکر مین جا ملا حازم بن عبد یغوث غسانی جو جبلہ کا بھتیجا تھا جبلہ نے اسکو لشکر کا پیش رو سردار بنا کے آپ اپنے بیٹے اور چند سردارون کے ساتھ لشکر کے بائین جانب مین تھا دامس نے حازم کے پاس جاکر کہا - اور بسطورس جو ضحاک کے

ساتھ مقابل ہوا تھا ہر دو مین بہت سے حملے ہوے لاکن ایکدوسرے پر غالب نہوا آخر بسطورس تھک جاکے آرام پانے کیلئے اپنے خیمے کی طرف آیا یہان تو گل دیگر شگفتہ تھا یعنے اسکا خیمہ تو سرزمین اور تینون فراش اور قیدی اور اسکا خاص گھوڑا کم ہین یہ حال دیکھ بسطورس نے آتش پر کباب کے مانند پیچ کھایا اور مضطر اور بیجواس ہرقل کے پاس دوڑا اور کہا ای دشاہ نہین ہین عرب مگر شیطان پھر قیدی کا قصہ بیان کیا یہ حادثہ سنتے ہی سب لشکر روم جنبش مین آیا اور اکثر لوگ کہنے لگے کہ غالبًا یہ قیدی عرب متنصرہ کی فوج کی طرف ہی گیا ہوگا کیونکہ وہ انکا ہمجنس ہے ۔غرض جب لشکر روم مین جنبش ہوئی داسن نے سمجھا کہ یہ شور و غل میرے ہی سبب سے ہوگا پس جلد وہ تلوار جو بسطورس کے خیمے مین لیا تھا کھینچا اور حازم پر ایک وار ایسا کیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوگئے اگرچہ یعقوب غسان اسکا قصد کئے لاکن اللہ تعالی ان کے شر سے اس کو بچایا پس گھوڑے کو خیز کر کے لشکر اسلام مین آملا مسلمانون نے انکو دیکھکے تکبیر و تھلیل سے اپنی آوازین بلند کیین ۔اور داس ابو عبیدہ کے سامنے آکے سلام کئے اور اپنا ماجرا بیان کئے ابو عبیدہ بہت خوش ہوکے اسکے حق مین دعا کئے ۔کہتے ہین کہ جبلہ نے جب اپنے بھتیجے حازم کا مارا جانا سنا بہت ہی خشمناک ہو ہرقل کے روبرو آکے زمین بوس ہوا اور کہنے لگا کہ ای بادشاہ یہ عرب حد سے تجاوز کئے ہین اب مجھے صبر کی طاقت نہین ہمارے لشکر کو اجازت دیجئے تا سب ملکر ان پر حملہ کرین ہرقل اجازت دینی چاہتا تھا کہ ایسے مین چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوے آئے ہرقل نے پوچھا کہ کیا خبر ہی انہون نے کہا کہ ای بادشاہ رومۃ الکبری کا حاکم فلیطانوس تیری کمک کیلئے آیا ہی

رومۃ الکبری کے طلسم کا بیان

کہتے ہین فلیطانوس کے دادا کے نام پر رومۃ الکبری کا شہر بنایا گیا تھا ۔اور اس شہر مین ترسایون کا ایک مکان تھا اس کا نام ابوسوفیا کہا گیا تھا ۔اور تانبے کی ایک تصویر بنائی گئی تھی اس پر سونے روپے کا کام ہوا تھا ۔اور اس مکان کو سونے کے سات دروازے لگے تھے اور ہر دروازے پر ایک بنا تھی اس کے سر پر ایک مرد تھا وہ گردش کر رہا تھا اور اس مرد کے ہاتھ مین سونے کے سات تختیان تھین ہر سال مین وہ مرد ایک تختی کو اس بنا پر آفتاب کی طرف کرتا تھا اور ہر چیز جو اس بنا سے ثابت ہوتی تھی اس تختی مین دیکھتا تھا اور اس اقلیم مین جو چیز واقع ہوتی جو اس تختی سے خاص اور متعلق تھی اسکو وہ مرد معلوم کر لیتا تھا ۔ہر بنا کا یہی حال تھا پس جو چیز عالم مین واقع ہوتی تھی ۔رومۃ الکبری کے لوگ اس طلسم کے ذریعے سے معلوم کر لیتے ۔یہ بات ان کے اگلے حکیمون کے علوم کے سبب سے ہاتھ آئی تھی ۔اور ان مکانون کے درمیان ایک گنبد ہشت پہلو تانبے کے ستونون پر تھی جس پر سونے کا کام تھا اور اسکو ایک دیوار گھیری تھی اور اس دیوار کو اس قبے پر ایک بڑا قسان پھراتا تھا اور اسکے سر پر پتھر کی ایک صورت تھی جسمین معلوم ہوتا تھا کہ وہ کیا بلکہ وہ ایک سیاہ پتھر سپیدی کے ساتھ پیوند کیا ہوا معلوم ہوتا تھا ۔جب شرق و غرب کی زمین مین زیتون کے اعتدال ازہار کا موسم آتا تھا لوگ اس قسان سے ایک ایسی آواز مہیب سنتے تھے کہ انکی عقل مین فتور آنیکا خوف ہوتا ۔جب دوسرا دن آتا ایک قسم کے پرندے کہ جنکو زاوزیر کہتے ہین ۔اس قسان کی طرف آتے ان کے پاؤن مین زیتون رہتے وے اس کے سر پر ڈالدیتے یہان تک کہ

طلسم کا بیان

قسان جو دیوار کو پھرتا عظیم ہو جاتا - پس لوگ آکے اس تیون سے روغن نچوڑ لیتے وہی روغن اس شہر والون کو ایک سال تک کفایت کرتا تھا - اور اس مکان بلند کے اندر ایک گھر مقفل تھا جب سے کہ شہر رومۃ الکبری کی بنا ہوی تھی اسکا کوئی نہین کھولا تھا جب فلیطانوس نے ہرقل کی مدد کے لئے نکلنا چاہا اسکو خرچ لشکر کے واسطے مال کی ضرورت ہوی تب اس مقفل گھر کے پاس آیا اور اس کو کھولنے کا قصد کیا عطاؤس نامی ایک شخص جو اس مکان کا مہتمم تھا کہنے لگا ای بادشاہ اس گھر کو جو قفل لگا ہی سات سو سال گذرے ہین عیسی مسیح کے آنے کے پیشتر سے ایسا ہی بند ہی - اور اس زمانے سے اب تک جو اس مکان کا مہتمم ہوتا اس نے اپنے دوسرے کو یہی وصیت کرتا آیا کہ اس کو نہ کھولے اگلے حکیمون نے اسکو بنایا تھا اس مدت تیرا دادا مسمی اس شہر کی بنا کی اور ان مکانات کو مضبوط کیا اور تین سو سال بادشاہ رہا اور اس گھر کو بند ہی رکھنے کی وصیت کی - پھر تیرا باپ قسطانیوس نے تین سو ستر سال سلطنت کی اس نے بھی وہی وصیت کی تھی اور تو بھی ایک سو برس سے اس ملک کا حاکم ہی - پس اس حکمت اور طلسمون کو جو اگلون نے بنایا باقی رکھ - لاکن فلیطانوس نے ہرگز نہ مانا اور کھولنے پر ہی اصرار کیا - جب کھولا تو اس مین کچھ مال وزر نہین پایا ہان اس کے اندر ایک گھر تھا اس مین کئی تصویرین تھین - بیت المقدس اور بلاد شام کی صورت اور ملک شام کے ملک کا شمار اور صفت اور تاریخ ہرقل کی صورت تھی اور اس کے روبرو ایک تختی تھی گویا وہ اسکو دیکھ رہا ہی - اور اس تختی پر یونانی زبان سے یہ مضمون لکھا تھا کہ اے دیہونڈ ہنے والے علم کے تجھ کو لازم ہے کہ علم بہت پڑھے اسواسطے کہ جب اچھی اور بری بات بابا کا لون مین گذرین گے اور کان انکو سنینگے تو یہ امر قوت علم کو مضبوط اور محکم کریگا - اور علم کی دست اندازی کے واسطے حکم کرنیوالا ہوگا - کیونکہ سب علوم عقل سے ہی نکالے گئے ہین اور اندازہ کرنا ہو سکتا نہین مگر بسبب کثرت کوشش اور محنت کے جو علم مین ہو - اور علم زیرکی اور دانائی یا کار دیکھنے کی ہی - اور پایان کار دیکھنے کی جگہ اور محل علم کا ہی - اور علم جگہ عقل کی ہی - اور عقل پوری کرنیوالی علم کی صورتون کی ہی اور مقرر ہم نے دیکھا ہی حکمت اور اسرار پوشیدہ مین یہ امر کہ ابر کوری کا اور سایہ گرمی کا جب صفحہ زمین پر چھا جائیگا تو زمین تمام سے ایک ہدایت کا چراغ نکلیگا - جہل کی اندھیری کو جو حس و ادراک کو تاریکی کرنی والی ہی دور کریگا - اور وہ صاحب چراغ ہدایت لوگون کو اپنے دین کی طرف بلا دین گے جس سے حق تعالی کی توحید ٹھیک ہو - اور وہ صاحب شمشیر کہو چشم ہونگے - اور وہ دینون کو نسخ کرین گے اور زمین زم اور پہاڑ انکی اطاعت کرین گے - پھر جب اس نور کی پاکی ہر موئی اور زبون چیز پر بلند ہوگی اور انکی روح معظم روحانی عالم کی طرف جاوین گی - تو اسکے بعد ایک مرد دلاغر جسم کہ جسکا دل نور راستی کے ساتھ روشن ہوگا حاکم ہونگے اور ان کے دین و شریعت کو مضبوط اور محکم کرین گے ایک مرد سیاہ جو ملک قیصر سے دور کرنیوالے ہوگے اسنے ملک شام پر سختی آویگی اور وہ بدیہ اور حملہ اس مرد کا سخت اور زبردست ہوگا اور انکی صورت کشادہ اور فراخ ہوگی اور عدالت انکی صفت اور پابندی حق کی انکا ہمشیر ہوگا - اور انکا مرقع انکو آرایش دیوگا اور انکی تلوار انکا دُرّہ ہوگا - اور انکے زمانے مین دولتین دور کئے جائینگے اور دل

جائینگے۔ اور اکا سرہ نیست و نابود ہو جائیگے۔ اور وہ دور کئے جاوینگے اور یہ معاملہ اسوقت ہوگا کہ جب یہ گھر کھولا جائیگا جس مین تصویرین حکمت کی گھر خوالے نسمت کے ہین۔ پس پاکی اور خوشی اس شخص کو کہ جس کے دلمین حکمت نے یہ مضبوطی قیام کیا اور چراغ حکمت کے اسکی عقل خالص مین روشن ہوے ہین اور اس نے حق کی پیروی کی ہی اور اس کو پہچانا ہی اور باطل سے کنارہ کیا اور اسکا خلاف کیا ہی انتہی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب فلیطانوس نے اس مضمون سے آگاہ ہوا بہت تعجب کیا اور اس مکان کے معتمم عظماوس سے کہا کہ ای پدر مہربان تو اس حکمت کے باہین کیا کہتا ہی اس نے کہا ای بادشاہ بتحقیق مین جانتا ہون کہ ہرقل کی دولت گذر گئی اور اسکی عزت کے ستون گر پڑے اور زمین سوریہ سے اسکے ملک کا قبضہ کھو دا گیا اور روم کا ملک اس زمین سے آنبول یعنے قسطنطنیہ کی طرف اسیطرح مہراس حکیم نے اپنی تصنیف اسلاروس یعنے جواہر الحکمت مین خبر دی ہے۔ اور اس نے یہ بھی کہا ہی کہ جب یتیم کا نور پاک فاران یعنے کہ مضر کے پہاڑون پر ظاہر ہوگا تو اس نور کی حکمت سے اذہان تاریک روشن ہو جائینگے۔ اور آسمان نادانستگی کی جمنے والی اندھیری اس صاحب نور کے عزم و قوت کے سبب سے روشن ہوگی اور وہ لوگون کو اللہ تعالی کی طرف اچھی طرح سے اور نرمی سے بلاوین گے۔ اور نیکی اور نرمی کے ہارون سے انکو اپنے طرف کھینچینگے۔ اور وہ آسمان پر جائینگے اور انکی صحابی اور انکے ساتھی لوگ جو ہیبت کے ہاتھ سے آرستہ زمین گے ان کے دبدبہ سے زمین ایسا پر سختی آوینگی اور وہ زمین کے مالک فتوحات اور سلاطین کے ذلیل کرنیوالے ہوگے انکا تراز و عدل کا ترازو ہوگا اور انکے لباس ہوگا اور انکے زمانے مین مصایب اور بلا ہی ہو جائیگی اور ترسایون کے گھر اور انکے تصویرین ویران ہو جائینگے اور انکے قربانی کی جگہین ناپدید ہو جائینگے اور معمورے کے لوگ ذلیل ہوینگے۔ پس انکے حملے اور دبدبے سے نجات ہوگی مگر ان کے لئے اور سردار کے شریعت کی پیروی کرنے سے۔ راوی لکھتا ہی کہ جب فلیطانوس نے یہ احوال سنا اس نے اپنے حال کو اپنے دلمین پوشیدہ رکھا اور ظاہر مین کہا کہ عرب کو دیکھنا اور ہرقل کو مدد دینا مجھے ضرور ہی۔ پس اپنے بیٹے اسقیلوس کو اپنا قایم مقام کیا۔ اور بیت الحکمۃ سے اسکندر یونانی کا نشان نکالا جس کو سیم و زر اور جواہر سے آرستہ کئے تھے۔ اور اسی نشان کو اسکندر نے فتح راحات کے دن بلند کیا تھا فلیطانوس نے اس نشان کو اور تیس ہزار سوار کو ہمراہ لے کر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ ہرقل نے اسکے استقبال کے واسطے نکلا ہر دو کے خیمے برابر ہوے اور ہرقل کے لشکر مین کھٹے بجانے اور ناقوس پھونکنے لگے۔ بڑا ہی شور و غل ہوا۔ جب ابو عبیدہ اس حال سے آگاہ ہوے بارگاہ الٰہی مین اپنے ہر دو ہاتھ اٹھا کے یہ دعا کئے اَللّٰهُمَّ مَشِّتْ شَمْلَهُمْ وَفَرِّقْ كَلِمَتَهُمْ وَدَمِّرْ عُيُوْنَهُمْ وَذَلِّلْ اَقْدَامَهُمْ وَاجْعَلْ كَلِمَتَنَا الْعُلْيَا وَكَلِمَتَهُمُ السُّفْلٰى وَانْصُرْنَا كَنَصْرِكَ لِنَبِيِّكَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ اَللّٰهُمَّ رُدَّ كَيْدَهُمْ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ اور سب مسلمانون نے آمین کہا۔ واقدی رح منقول ہی کہ

جب ہرقل لشکر کی آمادگی کا حکم کیا اور آپ سوار ہو کے لشکر گاہ کے پاس آیا اطراف وجوانب کے لوگ بھی سوار ہو کے
اس کے پاس آئے وے سب بارا بادشاہ تھے جب غلبہ عرب اور تباہی اہل روم کا ذکر آیا۔ غلیطانوس نے ہرقل کی طرف
متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ یہہ شامت تمہارے اعمال کی ہے خلاف حق کی متبعیت اور رعایا پر ظلم وجفا اور کثرت زنا اور ایسے ہی بدیوں
کے سبب سے تم کو مدد نہین ہوتی ہے۔ غلیطانوس کی یہہ گفتگو سنتے ہی ہرقل کا ایک حاجب نے اسپر ہانک ماری اور کہا کہ ای سردار بادشاہ
کے دل پر ایسی گفتار سے بار انداز ہو سکتے ہین کہ اُن بادشاہون کے روبرو اس حاجب کا زجر کرنا اور ہرقل خموشی سے کے اس کو
منع نکرنا غلیطانوس کی خاطر پر دشوار گذرا آگے تو بعثت پیغمبر آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور حضرت کے دین
متین کی حقانیت کا مضمون اُس تختی پر دیکھا تھا اور وہ بات اس کے دل مین جاگزیں تھی پھر اس حاجب کی حرکت اور ہرقل کا
سکوت اس کو مکدر کیا یہہ سب اسکی ہدایت کا اسباب ہوا۔ پھر اسی شب اپنی قوم کو ان باتون سے آگاہ کر کے دین اسلام
کی طرف ترغیب دی۔ آخر یہہ تدبیر ٹھہری کہ شبانہ شب اپنا سب لشکر لے کے نکلے اور لشکر اسلام مین داخل ہووے۔ اور ابو عبیدہ
کے ہاتھہ پر اسلام لاوے۔ یہہ تدبیرین ہین کہ اور بھی ہدایت کا سامان یہہ ہوا کہ اسیوقت یوقنا بھی ہرقل کی طرف سے کچھہ پیام
لے آئے۔ غلیطانوس نے اسنے کہنے لگا کہ مین سنا تھا کہ تم اسلام قبول کئے پھر اس سے بدلنے کا کیا سبب ہے یوقنا نے اپنے
مقصود کو پوشیدہ کر کے کہا کہ نصرانیت کی محبت اور اپنے خویشون کی پاس قرابت مجھے اس سے پھیری پھر غلیطانوس نے اسلام اور
مسلمانون کا حال دریافت کی تو یوقنا نے اسلام کی خوبی اور مسلمانون کی راستی اور کثرت عبادت وصداقت کا بیان کیا۔ غلیطانوس
بھی اس تختی کا جو مضمون تھا ظاہر کر دیا آخر ہوتے ہوتے ہر ایک نے اپنا اصل مدعا کہدیا اور ہمراز ودمساز ہو گئے پس یوقنا
نے کہا کہ اب تم لشکر اسلام کی طرف جانیکا قصد نکرو دو سو صحابی قید مین آئے ہین سو میرے ہی قبضے مین ہین علی الصباح
مین اُنکو چھوڑ دونگا ادہر سے لشکر اسلام حملہ کریگا ادہر سے تم حملہ کرو اور شہر مین وے دو سو صحابی جو ہزارون پر بھاری
ہین جنگ شروع کرین گے انشاء اللہ تعالی ہمکو فتح نصیب ہوگی اور لشکر اسلام کے جاسوس ذمیون سے میری تکڑی مین ہین
مین اسنے ابھی سیکو ابو عبیدہ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون اور ہمارے ارادے سے ان کو اطلاع دیتا ہون یہی گفتگو تھی کہ ایسے
مین عمرو بن امیتہ الضمیری جو ایک معمر صحابی تھے ابو عبیدہ کی طرف سے آئے اور یوقنا کو سلام کئے اور کہا کہ سردار عرب ابو عبیدہ
کہتے ہین کہ اللہ تعالی تم کو جزاے خیر دیوے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا حضرت نے انہین خبر
دی کہ حاکم روم نے اسلام سے مشرف ہونیکا قصد کیا ہے اور اپنی قوم کو اسلام کی ترغیب دینے کے لئے ایسی باتین کہین
ہین بشارت ہو تجھکو اے ابو عبیدہ کہ انشاء اللہ تعالی شہر انطاکیہ کل فتح ہو جائیگا۔ اور رومی اس سے دور ہو جائینگے۔
کہتے ہین کہ غلیطانوس نے جب یہہ حال سنا تھر تھرانے لگا اور کہا کہ مین گواہی دیتا ہون اس امر کی کہ وہ سچے پیغمبر ہین اور بھی

دین اسلام دین حق ہی۔ القصہ اسی شب ہرقل ایک وحشتناک خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص اترا اور اس کے تخت کو الٹ دیا اور اس کا تاج اس کے سر سے اڑگیا۔ اور اس شخص نے کہا کہ تیری مملکت کا زوال نہایت قریب ہوا۔ اس کے بعد اس شخص نے ہرقل کے لشکر میں پھونک کے آگ سلگھا دیا۔ ہرقل نے جب اس خواب سے جاگا بہت ہی گھبرایا اور اپنی زوال مملکت کا یقین کیا۔ اسکا ایک خاص غلام بالینس نام ہرقل کے ساتھ بہت مشابہ تھا سو ہرقل نے اپنا لباس اسکو پہنایا اور کہا کہ میں شب شب نکل جاتا ہوں کیونکہ عرب کے ساتھ مکر و فریب کا ارادہ رکھتا ہوں تو میری جگہ پر ٹھہر پس ہرقل نے اپنا مال و زر اور اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر پوشیدہ نکل گیا اور کشتیوں میں سوار ہو کے روانہ ہوا جب صبح ہوئی لشکر اسلام جنگ پر آمادہ ہو کے نکلا اور لشکر کفار بھی بڑے ساز و سامان سے نکلکے مقابل ہوا لشکر اسلام میں خالد بن ولید اپنی ٹکڑی لئے ہوئے سب سے آگے تھے اور دوسرے سرداران کے پیچھے تھے۔ پھر فلیطانوس اپنا لشکر لئے ہوئے نکلے۔ اور یوقنا بھی دے دو سو صحابی کو قید سے چھوڑ دئے جو طرفسے اہل اسلام لشکر کفار کو گھیرے لئے بڑا ہی جنگ ہوا ضرار اس جنگ میں عجب بہادری کے کرشمے دکھلا رہے تھے ناگاہ عین جنگ میں ان کے بہن خولہ ملاقی ہوئیں۔ اور سلام کیا کلام کرنا چاہا تو ضرار نے کہا کہ ای بہن تم کلام کرنے کافروں کے قتال میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ راوی نے خبر دی ہے کہ ضرار جب اپنی بہن سے کلام کر رہے تھے اسیوقت یوقنا نے ایک ایسا حملہ کیا کہ بالینس غلام پر قابض ہو گیا ایک شخص پکار کے کہہ دیا کہ یوقنا حاکم روم نے ہرقل کو پکڑا پھر آتش قتال بہت ہی زور و قوت سے شعلہ زن ہوئی۔ رومیوں نے اسکا تاب نلا کے پیٹھ پھیری اور بھاگنے لگے اتنے کافر مارے گئے کہ سوائے اجنادین اور یرموک کے اور کسی لڑائی میں اس قدر مقتول نہیں ہوئے تھے۔ عرب متنصرہ سے بارانہار نفر کے قریب تہ تیغ ہوئے جبلہ اور اسکا بیٹا ہر دو فرار ہو گئے غسان کے پلید نشین ملین نہ ان کا نشان کسی کو ملا انہین کے ساتھ پانسو آدمی جو اس کے قدیم رئیسون سے تھے بھاگے اور کشتیون میں سوار ہو کے ہرقل سے جا ملے۔ انہین سے ہی عرفطہ بن عصمہ اور عروہ بن وائق اور مرحف بن داقد اور ہجام بن سالم اور سوائے ان کے اور لوگ بھی تھے۔ کہتے ہین کہ ان فرانج انہین کی نسل سے ہین۔ پھر رومیون کے خیمے اور کپڑے اور گھوڑے اور ساز و سامان کہ جس کا شمار اللہ تعالی کو معلوم ہی مسلمانون کے ہاتھ آئے اور رومیون سے بیس ہزار آدمی قیدی ہوئے اور ستر ہزار مارے گئے اور جو بھاگے ان سے بعضے روحی اور متنصرہ الطاکیہ کی طرف اور بعضے قیساریہ کے طرف قسطنطین ابن ہرقل کے پاس اور بعضے دریا کے کنارے کے طرف گئے۔ جب غنیمت کا مال و اسباب اور قیدیون کو حضرت ابو عبیدہ کے روبرو لے آئے انہون نے شکر سجدہ ادا کیا اور ضرار ان کے ساتھی دو سو اصحاب کہ جو مقید ہو گئے تھے مع یوقنا اور ان کے تابعدار بھی آئے انکو دیکھتے ہی ابو عبیدہ اور سب صحابہ بہت خوش ہوئے اور انکی رہائی پر شکر الٰہی بجالائے اور فلیطانوس جب اپنی قوم کو

ملنے ہوئے آئے - ابو عبیدہ ان کو دیکھتے ہی بہت خوش ہوے اور ان کا استقبال کیا اور تمام صحابہ کرام ان کی تعظیم کے لئے اٹھے اور بڑے بڑے صحابہ ان کا اکرام کر کے آگے بڑھے - خلیطانوس نے انکی یہ تواضع دیکھ کے تحیر ہوا اور کہا قسم ہے اللہ تعالی کی یہ وہی قوم ہے کہ مسیح نے جن کی بشارت دی تھی - پس ابو عبیدہ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور اس کی قوم بھی مسلمان ہوی - اور بالیس غلام کو یوقنا جو اسیر کئے تھے ابو عبیدہ کے حضور مین لے آئے انہون نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اس ملعون نے انکار کیا تب ابو عبیدہ کے حکم سے اس کو قتل کر دئے - اور جب ابو عبیدہ نے انطاکیہ کی مضبوطی طرف نظر کی آپنے ہاتھ اٹھا کے یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا اِلَیْھِمْ سَبِیْلًا وَافْتَحْ لَنَا فَتْحًا مُّبِیْنًا کہتے ہین کہ اس وقت انطاکیہ مین بادشاہ کے طرف سے صلیب بن قطس حاکم تھا اس نے ارادہ کیا کہ شہر کی دیوار پر سے لڑے لاکن دوسرے رئیس لوگ اس کو منع کئے اس نے تین لاکھ دینار دیکے صلح کی - پھر ابو عبیدہ انطاکیہ مین تشریف لے گئے ان کے روبرو وہی نشان تھا جو صدیق اکبر نے ان کو عنایت کی تھی ان کے دائین طرف خالد بن ولید تھے اور بائین جانب میسرہ بن مسروق اور قاری سورہ فتح خوش الحانی سے پڑھتا تھا - باب انحان پر آپھنچے اپنے گھوڑون سے اترے اور اسجگھ ایک مسجد کی بنا کئے ابتک وہ مسجد موجود ہے - میسرہ سے منقول ہے کہ جب شہر انطاکیہ بہت پاک اور صاف تھا اور اس مین ہر طرف پانی کی نہرین جاری اور اچھے چیزین میسر تھین ہم سب اس بات کو دوست رکھتے تھے کہ کاش ایک مہینہ وہین ٹھہرین اور آرام پاوین لاکن حضرت ابو عبیدہ نے تین روز سے زیادہ وہان کی اقامت کا حکم نہ دیا - اور اس فتح و نصرت کی بشارت مین یکنامہ حضرت عمر کی خدمت مین زیدبن وہب کے ہاتھ سے روانہ کر کے آپ انطاکیہ سے کوچ کیا - زید سے منقول ہے کہ جب مین نے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا دیکھا کیا ہون کہ حضرت عمر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمراہ لئے ہوے حج بیت اللہ کے واسطے نکلے ہین - اور ان بی بیون کی عماریان آگے ہین ان کے دائین جانب حضرت علی ہین اور بائین جانب حضرت عباس - اور حضرت عمر عماریون کے پیچھے پاپیادہ چلے تھے اور ان کے غلام کو کہ جسکا نام برقا تھا آپ کی اونٹنی کی مہار لئے ہوے ان کے پیچھے چلتے تھے اور اسکو گلیم قطوانیہ سے آراستہ کیا تھا اور انکا توشہ اور کالسہ بھی اسی پر تھا مین نے جلد اپنی اونٹنی سے اترا اور حضرت عمر کے روبرو آکر سلام کیا انہون نے سلام کا جواب دیکر پوچھا کہ کون ہے مین نے کہا یا امیر المومنین مین زیدبن وہب ہون - جناب ابو عبیدہ کے پاس سے خوشخبری لے آیا ہون کہ اللہ تعالی نے شہر انطاکیہ پر انکو فتح دی حضرت عمر یہ بات سنتے ہی سجدے مین گر پڑے اور اپنے منہ کو خاک پر رگڑتے تھے دیر کے بعد سر سجدے سے اٹھائے تو انکا چہرہ اور داڑہی خاک آلودہ تھی اور کہے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ عَلٰی نِعْمَتِکَ السَّابِغَۃِ مین نے ابو عبیدہ کا نامہ دیا اسکو پڑہے اور کمال خوشی سے رو دئے - پس وہ نامہ حضرت علی کے ہاتھ دئے انہون نے پڑہکر سب کو سنایا

پس حضرت عمر اسی جگہ کاغذ اور دوات اور قلم منگائے اور اسکا جواب لکھ کے میرے ہاتھ دئے اور اپنے تو شہ سے ایک صاع خرما اور ایک صاع ستو عنایت کئی اور فرمائے کہ مجھے معذور رکھو کیونکہ ان کے مکان مین اسیقدر تھا پس میری پیشانی پر بوسہ لیا مین نے رو دیا اور کہا کہ یا امیر المومنین مین اس حد کو نہین پہنچا ہون کہ آپ میرے سر کو بوسہ دین حالانکہ آپ مسلمانون کے سردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی مقرب اور متم الاربعین ہین حضرت عمر یہ بات سنکے رونے لگے اور فرمائے کہ مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ تمہاری گواہی کے سبب سے عمر کو بخشدے - زید وہب کہتے ہین کہ جب مین نے اپنی اونٹنی پر سوار ہوا حضرت عمر نے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ احملہ علیھا واطوله البعید وسھل له القریب انك علی کل شی قدیر مین نے بہت خوش ہوا کیونکہ حضرت عمر کی دعا رد نہین ہوتی تھی - پس مین چلنے لگا تو زمین لپیٹی جاتی تھی تیرھوین دن ابو عبیدہ کی خدمت مین جا پہنچا - انہون اسوقت حازم مین آکے اترے تھے اور وہانسے خالد بن ولید کو دریائے فرات کی طرف روانہ کئے تھے انہون نے منبج اور براعہ اور تالیس فتح کیا تھا اور بہت سے غنایم اور مال کثیر ان کے ہاتھ آیا تھا - پھر وہانکے لوگون نے ڈیڑھ لاکھ دینار دیکے مصالحہ کیا خالد نے ان کے غنایم اور مال پھیر دیا اور اپنے طرف سے منبج پر عبادہ بن زافی کینی کو اور بل پر نجم بن مقرن النہری کو اور براعہ پر اوس بن خالد ربعی کو اور تالیس پر پدر ابن عون الحمیری کو حاکم ٹھہرا کے جسدن زید بن وہب حازم کو پہنچے تھے اسی روز خالد بھی مع مال کثیر وہان آپہنچے سو مسلمانونکو بڑی خوشی حاصل ہوئی شکر الٰہی بجا لائے

مرج القبایل کی فتح کہتے ہین کہ ہرقل جب انطاکیہ سے بھاگا قسطنطنیہ مین جا کے ٹھہرا اور عرب کا لشکر وہان بھی آنے کے اندیشہ سے پہاڑون کے درون پر تیس ہزار سوار کو مقرر کیا تا انکو راہ ندین حضرت عمر کے حکم سے ابو عبیدہ نے چہار ہزار سوار پر میسرہ بن مسروق کو سرداری دیکے روانہ کیا انہون نے پانچ روز بڑی مشقت اور رنج اٹھا کے اس کوہستان کے تنگ راہ مین پار ہوے - جب مرج القبایل مین پہنچے ہر دو لشکر ایک جگہ ملے پھر جنگ شروع ہوا لشکر روم کی تین صفین تھین ہر صف مین تین ہزار سوار تھے اور لشکر اسلام مین چہار ہزار سوار پہلے دن بڑی لڑائی ہوی - ابو الہول داماس نے بڑی جوانمردی ظاہر کی بہت سے کفار مارے گئے اور مسلمانون سے دس شخص اسیر ہو گئے - ان مین داماس بھی داخل تھے میسرہ کو انکا بڑا رنج درد ہوا - جب رات آئی لڑائی موقوف ہوی پھر دوسرے دن جب جنگ شروع ہوا اہل اسلام ایسی شدت سے قتال کرنے لگے کہ تلوارین ٹوٹ گئین اور میسرہ کا نشان خون سے رنگین ہو گیا اثنائے جنگ مین دیکھتے کیا ہین کہ داماس بھی ایک طرف سے کافرون کو قتل کر رہے ہین - عطیہ بن ثابت نے انکو دیکھ کے میسرہ کے پاس دوڑا اور داماس کے آنے کی خوشخبری دی - انہون نے سنکے بہت خوشی کی اور شکر الٰہی بجا لایا - اس روز لڑائی سے تین ہزار شخص اہل اسلام اور مسلمانون سے دو کم پچاس شخص شہید ہوے جب لڑائی موقوف ہوئی اور داماس نزدیک ہوئے میسرہ ان کو دیکھتے ہی اپنے گھوڑے سے اترنا چاہے داماس نے انکو تم دیکے پیادہ ہو سینے سے لگایا - پھر میسرہ نے اسنے معانقہ کیا اور انکے ہاتھ کو بوسہ دیا اور انکا حال دریافت

کیا واس نے کہا اے سردار کافرون نے جب ہمکو اسیر کیا اور ہمارے پیرون مین بیڑیان ڈالے اور سخت قید کئے تھے جب رات آئی مین نے سوگیا اور عالم رویا مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت سے مشرف ہوا کمال مرحمت سے ارشاد فرمائے لَا بَاسَ عَلَيْكَ يَا دَامِسُ وَاعْلَمْ اَنَّ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا پھر اپنے دست مبارک سے میری بیڑیونکو کھینچ لئے میرے طوق و زنجیر کھل گئے ایسا ہی میرے ساتھیونکے بیڑیان بھی کھل گئین پھر حضرت نے فرمایا اِبْشِرُوْا بِنَصْرِ اللّٰهِ فَاَنَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ یہ خواب سنتے ہی سب مسلمان تکبیر و تہلیل کا غل مچاے اور حضرت پر درود و سلام بھیجے۔ جب کفار کو اس دشکست فاحش ہوئی اطراف و نواحی کے دیہات سے مدد طلب کئے دو دن کے عرصے مین رومی اور ارمن بتیس ہزار تک جمع آئے مسلمانون نے انکا کچھ پروا نہ کیا لاکن بعضے صحابہ کے مشورت سے میسرہ بھی سب احوال ابو عبیدہ کی خدمت مین لکھ کے اسنے مدد طلب کئے سو انھون نے خالد بن ولید کو روانہ کیا خالد نے یلغاران پر جا پہنچا۔ جب خالد کی آمد کی خبر لشکر کفار مین شایع ہوی وے گھبرا کے اسی شب فرار ہوے لاکن جس روز خالد کا آنا ہوا اس روز کی لڑائی مین عبداللہ بن حذافہ جو بڑے جلیل القدر صحابی تھے ایک بطریق کو مار ڈالے دوسرے بطریق کو اسکا بڑا غم ہوا اور اسکا بدلہ لینے نکلا جب ہر دو مقابل ہوے اس ملعون نے فریب سے ایک جست کر کے عبداللہ بن حذافہ کو اسیر کر لیا اور اسیوقت انکو بٹھا لی گھوڑون پر ہرقل کے پاس روانہ کر دیا۔ ایسے معظم صحابی کا اسیر ہونا اور کفار شاد شب بھاگ جانا خالد بن ولید کو بہت ملول کیا آخر کفار کا مال و منال ہمراہ لئے ہوے ابو عبیدہ کی خدمت مین لوٹ آئے اور سب ماجرا ظاہر کئے انہون نے اسیوقت یہ احوال حضرت عمر کی خدمت مین لکھ بھیجا عبداللہ بن حذافہ کا قید جناب خلافت مآب کو بھی غمگین کیا سو فرمائے کہ مین ہرقل کو خط لکھونگا اگر وہ عبداللہ کو بھیجدیوے بہتر والا مین فوجین روانہ کرونگا پس بڑی ہنڈیا سے اسکو خط لکھے ہرقل نے گھبرایا اور عبداللہ کو چھوڑ دیا۔ اور ایک بڑا موتی حضرت عمر کو ہدیہ کے طور پر پہنچانے کے لئے عبداللہ کے سپرد کیا اور اپنے لوگون کی ایک جماعت کو ان کے ہمراہ دیکے تاکید کی کہ ان کو کوہستان سے پار کر دین۔ پس عبداللہ جب ابو عبیدہ کی خدمت مین حاضر ہوے سب مسلمان بہت خوش ہوے اور شکر الٰہی بجا لاے اور ابو عبیدہ نے انکو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا جب حضرت عمر نے ان کو دیکھا سجدہ شکر بجا لایا سب اہل مدینہ خوش ہوے اور انکی سلامتی پر مبارکباد دیا گئے اور وہ موتی جو بہت عمدہ اور بے بہا تھا حضرت عمر نہین لئے بلکہ اس کی قیمت سب مسلمانون کے لئے بیت المال مین داخل کئے۔ **واقدی** رح نے بیان کیا ہے کہ ہرقل جب انطاکیہ سے نکلا بھاگا زمین سوریہ کی جدائی کا اس کو بڑا ہی درد لاحق ہوا انہین دنون اسی درد مین مر گیا۔ اور عبداللہ بن حذافہ کے ساتھ یہ معاملہ جو کیا وہ ہرقل کا بیٹا قسطنطین تھا اس کے باپ کے بعد اسکا لقب بھی ہرقل ہی رکھا گیا تھا۔ **واقدی** رح سے ہی منقول ہے کہ ہرقل نہین نکلا انطاکیہ سے مگر یہ کہ مسلمان ہو گیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ اسنے اپنی قوم سے پوشیدہ

حضرت عمر کی خدمت مین لکھا تھا کہ میرے سر مین ہمیشہ درد رہتا ہی۔ تب حضرت عمر نے ایک کلاہ روانہ کی جب ہرقل نے اسکو اپنے سر پر رکھا درد موقوف ہوا پھر جب سر سے اتارا درد لاحق ہوا اسکو بڑا تعجب ہوا درد یا اسکو کھلوا کے دیکھا تو اس مین لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہرقل نے کہا کیا اچھا اور بزرگ ہی یہ دین کہ شفا دی ہمکو اللہ تعالی نے ایک آیت سے انتہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے چھٹوین سال اس کو دعوت اسلام کا ایک نامہ روانہ فرمائے ہرقل نے سیوقت حضرت کے حالات سے واقف ہوکے آپکی نبوت کا اقرار کیا لاکن اپنی قوم بدل جانیکے خوف سے اسلام ظاہر کرنیسے محروم رہا اور حضرت کے بعد آپکے صحابہ سے جنگ کا ساز و سامان کیا اس نے اسلام قبول کرنے مین اپنی قوم سے ہلاکت کا اندیشہ رکھتا تھا افسوس ہی کہ اسکی نظر خلق پر تھی نہ حق پر پس اسکا اسلام لانا مردود ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **قیساریہ کا جنگ**

عمر بن سالم سے روایت ہی کہ فتح الفاکیہ کے بعد حضرت ابو عبیدہ حلب مین اقامت کئے اور ان کو اس امر کا انتظار تھا کہ عمرو بن العاص پانچہزار کے لشکر سے جو قیساریہ کے طرف ہرقل کے بیٹے قسطنطین سے جنگ کرنیکے لئے روانہ ہوے ہین انکا معاملہ کیا ہوتا ہی دیکھین کہتے ہین کہ جب عمرو بن العاص قیساریہ پر جاکے نزول کئے قسطنطین نے بیس ہزار سوار کو لیکے نکلا اور عمرو بن العاص وہی پانچہزار کا لشکر جرار لئے ہوے چلدئے مجاہدون نے تکبیر و تہلیل اور درود و سلام بلند آواز سے پڑہنے لگے اللہ تعالی نے ایسی تاثیر ظاہر کی کہ اس بیابان کے سنگ و شجر اور بالو کنکر ڈہیلے اور پہاڑ انکی تکبیر و تہلیل کا جواب دینے لگے یہ حالت دیکھتے ہی کفار دہشت ناک ہوے اگرچہ انکی بہ نسبت مسلمانون کی جماعت قلیل تھی قدرت الہی سے ان کو کثیر نظر آئی۔ یہانتک کہ ہرقل کے بیٹے قسطنطین نے کہنے لگا کہ مین نے پہلے جاسوسون سے خبر منگایا اور بچشم خود نظر کی تو مسلمان پانچہزار سے زیادہ نہین تھے اب دیکھتا ہون تو تعداد مین کہین بڑہ گئے ہین شک نہین کہ اللہ تعالی نے انکو ملایک کے ساتھہ مدد دی ہی اور میرا باپ ان عرب کے حال سے خوب واقف تھا اور میرا لشکر پانچان کے لشکر سے زیادہ نہین کہ وہ دس لاکھ سے زیادہ تھا ایسا لشکر مقام یرموک مین لشکر عرب پر غالب نہ آیا پس مین نے اپنے نکلنے پر پشیمان ہوا۔ مین نے قریب ان عرب کے ساتھہ ایک مکر و فریب کی فکر کرونگا۔ یہ بول کے قیساریہ کے ایک قس کو جو نصارا مین بڑے مرتبہ والا تھا بلوا کے عمرو بن العاص کے پاس روانہ کیا تا صلح کا پیام کرے اور ان کے ملاقات کی خواہش کی۔ پس عمرو بن العاص تشریف لے گئے قسطنطین مجلس کو بہت آراستہ کرکے اپنے بطارقہ کو لیا ہوا بیٹھا تھا اور فرش تکلف بچھایا تھا جب عمرو بن عاص نزدیک آئے قسطنطین کشادہ رو ہوا اور کہا مرحبا ای سردار عرب تخت پر آکے بیٹھئے۔ عمرو بن عاص نے اسکے فرش سے انکار کیا اور کہا کہ یہ زمین بمرش رب العالمین ہے اللہ نے اسکو ہمارے لئے بچھونا بنایا اور ہمارے حق مین اس کو مباح ٹہرایا یہ اللہ تعالی کا فرش تیرے فرش سے پاک ہی مین اسی پر بیٹھون گا یہ فرما کے زمین پر چہارزانو بیٹھ گئے اور اپنے نیزے کو اپنے آگے اور تلوار اپنے زانو پر رکھے قسطنطین نے پوچھا

ای سردار تمہارا کیا نام ہے انہوں نے کہا کہ میرا نام عمرو ہے میں عرب معظم اور ارباب بیت الحرام سے ہوں کہ خلق جس کی تعظیم کرتے ہیں قسطنطین نے کہا تم عرب سے ہو ہم روم سے ہیں تم اور ہم نسب میں ملتے ہیں پس جب نسب میں ملتے ہیں نچاہئے کہ ایکدوسرے کی خون ریزی کریں۔ عمرو بن عاص نے کہا ہمارا بڑا نسب دین اسلام ہے۔ جب دین میں ایک بھائی دوسرے بھائی سے جدا ہوا تو اس کو مار ڈالنا حلال ہے۔ اور نسب منقطع ہو جاتا ہے۔ اور تو نے جو کہا تیرا اور ہمارا نسب ملتا ہے کیونکر ہو گا حالانکہ تم قریش بزرگ سے ہیں اور تم روم سے قسطنطین نے کہا آیا نہیں ہیں باپ ہمارے آدم پھر ابراہیم اور عرب نسل اسمٰعیل سے ہیں اور روم اولاد روم بن عیص بن اسحٰق سے اور وے ہر دو اولاد ابراہیم سے ہیں۔ پس ایک بھائی دوسرے بھائی پر ظلم کرنے کو دوست نہیں رکھتا ہے اسباب میں جو ان کے باپوں نے انکے درمیان تقسیم کر دیا ہو۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ تو اس کلام میں سچا ہے کہ عیص اسحٰق کے بیٹے ہیں اور اسمٰعیل عیص کے چچا ہیں۔ اور ہم ایک باپ کے اولاد ہیں ہمارے باپ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اگرچہ نوح اپنی اولاد پر زمین کو تقسیم کئے تھے لاکن وہ تقسیم اس وقت جب انکی اولاد حد سے گذرے اور نوح اپنے بیٹے حام پر غصے ہوئے تھے۔ اور ان کی اولاد اس تقسیم پر ایکمدت تک راضی نہیں ہوئی تھی اور انکے بعض بعض غالب ہو گئے اور جس زمین میں تم رہتے ہو تمہاری نہیں بلکہ عمالقہ کی ہے جو تم سے پیشتر تھے کیونکہ نوح علیہ السلام نے اپنے تین فرزندوں یعنے سام اور حام اور یافث پر زمین کو تقسیم کیا تھا۔ بطریق کہ شام کا ملک اور اسکا چوگرد سام کو۔ یمن اور حضرموت سے عمان اور بحرین تک اور سب عرب سام کی اولاد سے ہیں۔ اور وہ قحطان اور ظلسم اور جدیس اور عملاق ابو العمالیق جہاں کہیں رہتے اور یہ وہی جبابرہ ہیں جو شام میں تھے۔ پس یہ عرب اور نوح علیہ السلام سے عرب اور سواحل کی زمین حام کو دی تھی اور یافث اس زمین پر زوال کے جو مشرق و مغرب کے تھی۔ اور زمین تو واقع میں اللہ ہی کی ملک خاص ہے۔ اپنے بندوں سے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور عاقبت کی خوبیاں پرہیزگاروں کے واسطے ہے۔ غرض جب ملک شام سام کا ہے اور عرب اولاد سام سے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ تو یہ تقسیم پھیر دیوے قسطنطین نے یہ تقریر سنکے حیرت سے ایک تصویر بن گیا اور سمجھا کہ یہ بڑا بزرگ عالم ہے پس کہا ای سردار عرب تم اپنے کلام میں سچے ہو۔ پھر اپنی قوم سے کہا کہ یہ عربی سچے ہیں۔ تب عمرو بن العاص نے کہا کہ ای اہل روم اگر تم چاہتے ہو کہ یہ ملک تمہارے تصرف میں رہے تو اسلام قبول کرو۔ قسطنطین نے کہا کہ جب ہمارے باپ دادے ہماری ہی دین پر گئے ہیں ہم اس کو چھوڑ سکتے نہیں۔ عمرو بن العاص نے فرمایا اگر اسلام نہیں لاتے ہیں تو ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ گذار ہو۔ قسطنطین نے کہا کہ اہل روم اسباب میں میری اطاعت نکریںگے۔ کیونکہ میرے باپ نے اسنے یہ امر چاہا تھا تو وے اس کو مار ڈالنا چاہا۔ عمرو بن العاص نے کہا جب جزیہ نہیں دیتے ہو تو تمہارے ہمارے درمیان تلوار حاکم ہے۔ اب جانو تم کہ جہان تک کہنا تھا میں نے تم سے کہدیا اور جس بات میں تمہاری

نجات تھی اس طرف بلایا لاکن تم نے نافرمانی کی جیسے تمہارے باپ عیص نے اپنی ماں کی نافرمانی کر کے اپنے بھائی یعقوب کے آگے اپنی قرابت سے نکل گئے - اور اگرچہ تم نسب مین قریب تر ہو لاکن جب تم اللہ تعالی کے ساتھ ناسپاسی اور کفر کرتے ہو ہم اللہ سبحانہ وتعالی کے طرف تمہاری قرابت سے دوری اور بیزاری ظاہر کرتے ہین - اور تحقیق ہم اسحٰق علیہ السلام کی اولاد سے ہین اور ہم اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے اللہ تعالی نے اسمٰعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور انکو عربی کلام فصیح سکھلایا - اور اسحٰق علیہ السلام کو ان کے باپ کی زبان پر رکھا - اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد عرب ہین اللہ نے عرب کو سب خلق سے بہتر کیا اور عرب سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے عبدالمطلب کو اور بنی عبدمطلب سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برگزیدہ کیا اور وحی کے ساتھ جبرئیل کو بھیجا اور انکو نبوت ورسالت دیکے سب خلق کی طرف مبعوث کیا - اور جبرئیل نے کہا کہ یا محمد مین مشرق مغرب مین پھرا پھر آپ سے زیادہ کسی کو معظم ومکرم نہین پایا - عمرو بن العاص کہتے ہین کہ جب مین نے اسطرح حضرت کے ذکر شریف تک پہنچا سب بدن ہمارا کے بدن پر بال کھڑے ہوا اور ان کے اعضا فرو تنی کئے اور انکے دل مین جنبش مین آئے اور قسطنطین کے دل مین خوف غالب ہوا - عمرو بن العاص نے کہا کہ تم اپنے کلام مین سچے ہو بیشک ایسے ہی بزرگ خاندان سے بھیجے جاتے ہین پس عمرو بن العاص اس مجلس سے اُٹھے اور اپنے لشکر مین آئے قسطنطین نے اپنی قوم سے مشورہ کیا وے جزیہ دینے پر راضی نہین ہوے - آخر جنگ ہی مقرر ہوا - ہر دو لشکر میدان پر آئے بڑی سختی سے لڑائی شروع کئے کئی دن قتال ہوا کہتے ہین کہ ہرقل نے اپنے بیٹے قسطنطین کو جب قیساریہ کی طرف بھیجا اسکے ساتھ ایک بطریق کو جسکا نام تیذان تھا اور وہ بادشاہ کا مامون تھا روانہ کیا تھا وہ بڑا قوی ہیکل اور سخت تھا جب وہ میدان پر آیا اس کے مقابلے کے لئے عمر جمل بن حسنہ نکلے وہ کثرت صوم وصلوات ومجاہدات سے لاغر تھے ہر دو مین شمشیر بازی ہوی ایسے مین بیچہ بڑی شدت سے پر لنے لگا - میدان مین بہت کیچڑ ہو گیا تب ہر دو پیادہ ہو کے کشتی کرنے لگے ناگاہ وہ دشمن خدا نے شرجیل کی پیٹھ کی تمام جگہ پر پار کے زمین پر گرا دیا اور انکے سینے پر چڑھا انکو مارڈالنا چاہتا تھا کہ شرجیل نے کہا یا غیاث المستغیثین اب ہمیں فقرہ تمام ہوا تھا کہ لشکر کفار سے ہی ایک سوار آپہنچا وہ سنہری زرہ پہنا تھا اپنے گھوڑے سے جلد اُتر کے اس بطریق کو شرجیل کے سینے سے کھینچ لیا اور تلوار کا ایک وار کیا کہ اس بطریق کا سر جدا ہو گیا - پس شرجیل سے کہا کہ ای بندہ خدا اے لو تم اس کے اسباب کو - شرجیل نے کہا واللہ مین نے تیرے کام سے کوی معاملہ عجب تر نہین دیکھا کہ تو لشکر مشرکین سے آیا اور مشرک کو قتل کیا پس کہہ دیجئے کہ تو کون ہے - اس نے ایک آہ سرد کھینچ کے کہا کہ مین وہی بدبخت راندہ گیا طلیحہ بن خویلد اسدی ہون جو حضرت کے بعد نبوت کا دعوی کیا تھا اور اللہ تعالی پر جھوٹ باندھا تھا نعوذ باللہ منہا - شرجیل کہتے ہین کہ مین نے اس کو کہا کہ اللہ تعالی

طلیحہ نے نبوت کا دعوی کیا تھا

کی رحمت فراخ اور کشادہ ہی جس نے اپنے گناہ پر پشیمان ہووے اور توبہ بصوح کرے اللہ تعالی قبول کرتا ہی طلیحہ نے کہا کہ مین خالد بن ولید سے ڈرتا ہون کہ وہ مجھے مار ڈالین گے۔ مین نے کہا کہ خالد بن ولید ہمارے ساتھ نہین بلکہ بھیشکر عمرو بن العاص کا غرض مین نے لشکین دیکے اسکو اپنے لشکر مین لے گیا۔ جب عمرو بن العاص کے روبرو ہوا سلام کیا انہون نے پوچھا کو یہ کون ہی مین نے کہا یہ طلیحہ ہی اور اپنے کئے سے باز آیا ہی اور تایب ہوا اور میرے ساتھ یہہ نیکی کی عمرو بن العاص نے خوش ہوا اور مرحبا کہا۔ طلیحہ کا قصہ یہہ ہی کہ ابوبکر صدیق کی خلافت مین بعضے اشقیا جو نبوت کا دعوا کئے تھے خالد بن ولید نے انسے بڑا ہی جنگ کیا۔ مسیلمہ کذاب اور سجاع اور اسود عنسی کو مار ڈالا۔ تب طلیحہ نے شام کے طرف بھاگا چنانچہ یہہ بار اصدیق اکبر کی خلافت کے بیان مین بتفصیل مذکور ہی۔ غرض طلیحہ شام مین پناہ لیا تھا جب خالد بن ولید کے ہاتھ پر شام کے اکثر بلاد و قصبات مفتوح ہوے اور بہت سے کفار مارے گئے طلیحہ کو بڑا ڈر ہوا کہ کہین خالد بن ولید مار ڈالین گے اسلئے قیساریہ مین جا کے رہنے لگا جب قسطنطین مسلمانون پر جنگ کے لئے لشکر لیکے نکلا تب طلیحہ نے سوچا کہ مین بھی اس کے ساتھ نکلون اور لشکر کفار کو رنج مین ڈالون اور مسلمانونکی خیرخواہی کرون تو شاید کہ اللہ تعالی میری خطا بخشدے اور میرا توبہ قبول کرے اسی نیت سے شرجیل کے ساتھ وہ نیکی کی لاکن خالد بن ولید سے ایمن نہین تھا سوکھتے لگا کہ مجھکو ان کا بڑا خوف ہی کہ وہ مار ڈالین گے۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ مین تجھکو ایک دستاویز مسلمانون کے گواہی کے ساتھ لکھدیتا ہون اور تیرے سے یہہ نیک کام جو ظہور مین آیا اس مین ظاہر کرتا ہون تو اس کو لیکے حضرت عمر کی خدمت مین جا اور انکے ہاتھ پر توبہ کر وہ قبول کرین گے اور پھر تجھے مشرکون کے جہاد پر روانہ کرین گے پس طلیحہ نے وہ دستاویز لیکے مدینہ طیبہ کو گیا حضرت عمر نہین تھے مکہ معظمہ کو گئے تھے پھر طلیحہ وہان جا پہنچا حضرت عمر کعبے کا پردا پکڑے ہوے کھڑے تھے۔ طلیحہ بھی جا کے بیت اللہ کا پردا پکڑا اور کہا یا امیر المومنین مین توبہ کرتا ہون اور رجوع لاتا ہون اللہ عزوجل کے طرف۔ حضرت عمر پوچھے کہ تو کون ہی کہا مین طلیحہ بن خویلد اسدی ہون۔ امیر المومنین یہہ سنتے ہی کراہت سے پیچھے ہٹے اور کہے کہ سختی ہو تجھپر مین تو معاف کرونگا لاکن عکاشہ محصن الاسدی کا خون جو تیرے سے واقع ہوا فردائے قیامت حضرت رب العزت کے روبرو کیا جواب دیگا۔ طلیحہ نے کہا کہ یا امیر المومنین عکاشہ ایک پاک مرد تھے کہ اللہ تعالی نے ان کو میرے ہاتھ پر شہادت کیا اور مین اُن کے خون کے سبب سے بدبخت ہوا۔ مین امید رکھتا ہون کہ اللہ تعالی مجھے بخشدیوے اسکے سبب سے جو میرے سے ہوا پھر عمرو بن العاص کا خط پہنچا یا حضرت عمر اوس کو پڑھکے خوش ہوے اور کہے کہ تجھے خوشی ہو اللہ تعالی غفور و رحیم ہے پھر اسکو اپنے ساتھ رہنے کا حکم کئے۔ جب وہان سے مدینہ منورہ مین آپہنچے چند روز کے بعد طلیحہ کو ملک فارس کے جنگ پر روانہ فرمائے **واقدی** رح نے کہا کہ اب ہم اگلے بیان کی طرف رجوع کرتے ہین یعنے جب قیدیون بطریق طلیحہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور شرجیل نے اسکو لیجا کے عمرو بن العاص سے ملوایا اسی روز بارش بڑی شدت سے ہونے لگی مسلمانون کو

بڑی تعدیع تھی کیونکہ بہتوں کو چشمے نہیں ملتے اسلئے جابیہ کی طرف جاکے پناہ لیئے اور قسطنطین کی حالت یہ ہوئی کہ اس کے دل مین بڑا ہی خوف آگیا سو اپنی قوم کو جمع کرکے مشورت کی اور کہا کہ ہمارا ویسا بڑا لشکر مقام یرموک مین عرب کے ساتھ مقابلہ نہ کرسکا اور میرے باپ نے قسطنطنیہ کیطرف منھ پھیرا عرب تو تمام ملک شام کے مالک ہوگئے سوائے اس ساحل کے باقی رہا اب تمہارا کہنا ہے کہ ہم یہانسے نکل جائین پس شب باشب سب کے سب چلے گئے اور بارش پیہم تین دن تک ہورہی تھی چوتھے روز موقوف ہوی لشکر اسلام لڑائی پر آمادہ ہوکے نکلا تو دیکھتے کیا ہین کہ لشکر کفار فرار ہوگیا ہے پس عمرو بن العاص نے اس مضمون کا نامہ حضرت ابو عبیدہ کی خدمت مین روانہ کیا اور لکھا کہ مین آپکے جواب کا منتظر ہون ابو عبیدہ نے اس کا جواب لکھا کہ تمہارا خط پہنچا سب ماجرا معلوم ہوا مسلمانون کی فتح و نصرت اور قسطنطین کی ہزیمت پر مین نے شکر الٰہی بجالایا یہ میرا نامہ پہنچتے ہی تم قیساریہ پر جاکے نزول کرو مین بھی صور اور عکہ اور طرابلس کی طرف نکلنے والا ہون - کہتے ہین کہ ابو عبیدہ جب ساحل کا قصد کئے تب عبداللہ یوقنا رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ ای سردار مجھے ساحل پر آگے روانہ کرو ابو عبیدہ نے قبول کیا طلب کے لوگ یوقنا کے ساتھ اسلام لانے سے چار ہزار تھے اور ان کے سوا اطارقہ سے جو مسلمان ہوے تھے وہ بھی تین ہزار سے زیادہ تھے سب یوقنا کے ہمراہ ہوے - اور قسطنطین نے جب شکست کھاکے بھاگا اور قیساریہ مین جاکے پناہ لی طرابلس والون نے اس سے کمک طلب کی تا مسلمانون پر غلبہ حاصل کرین اسلئے اسنے تین ہزار سوار بطارقہ کو روانہ کیا تھا اور انکا پیشرو جرفاس تھا اس نے طرابلس کے نزدیک ایک چراگاہ مین اُترکے گھوڑونکو دانہ چارہ دینے کا حکم کیا تھا ایسے مین یوقنا بھی مع فوج جا پہنچے یوقنا اور ان کے ہمراہی ہنوز لباس رومی نہین بدلے تھے جرفاس نے انکو دیکھتے ہی پیشقدمی کی اور سلام کیا اور مرحبا کہا اور انکا احوال پوچھا - یوقنا نے کہا کہ ہم وے لوگ ہین جو عرب کی پناہ لئے تھے تا انکی بدی سے بچین - پھر جب ہم نے قابو پایا تو اپنے دین کی طرف رجوع کیا اور اب ہم قسطنطین کے پاس جاتے ہین پھر یوقنا نے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو - جرفاس نے کہا کہ قسطنطین نے ہم کو اہل طرابلس کی مدد پر بھیجا ہے یوقنا نے کہا کہ تم بہت ہوشیار رہو کیونکہ سردار عرب ابو عبیدہ کو ہمنے راہ مین چھوڑا ہے - جرفاس نے یوقنا سے امین ہونیکا اور یہی یہ سبب ہوا کہ جب یوقنا نے وادی ابن احمر کے پاس پہنچے تو وہان حارث بن سلیم کو انکے بنی عمام سمیت پایا کہ وہان اونٹون کو چرا رہے ہین وہ مقام مسلمانون کی صلح مین آیا تھا دو سو عرب وہان موجود تھے یوقنا نے ان پر تاخت کی اور ان کی مشکین باندھکے قید کرلیا اور انکا مال بھی لے لیا اور ان قیدیون کو اپنے ہمراہ لیا جب شب آئی انسے پوشیدہ کھدیا کہ مین دین اسلام سے نہین بدلا ہون بلکہ اس مصلحت کے واسطے تمہین قید کیا ہون تا رومیون کو یقین ہو کہ مین انہین سے ہون اور اس وسیلے سے اپنے مطلب کو پاؤن ان قیدیون نے یہ بات سنکے خوش ہوے اور انکے حق مین نصرت کی دعا کی - القصہ یوقنا اور جرفاس ہر دو اپنے اپنے لشکر کو لئے ہوے وہان سے کوچ کئے یوقنا نے قسطنطین کے پاس جانیکا ارادہ ظاہر کرکے روانہ ہوا اور جرفاس نے طرابلس کی راہ لی تھوڑی

طی کرکے یوقنا نے نزول کیا اور برجرفاس بھی ایک مقام مناسب دیکھ کے اترا جب رات ہوئی یوقنا نے جرفاس کے لشکر پر جاگرا اور ان کو لڑائی کی فرصت نہ دی اور سب کے مشکیں باندھکے قید کیا اور ان سب کو ہمراہ لیکے چلا جب طرابلس کے نزدیک پہنچا ایک بیابان مین جرفاس کی فوج کو جو قید کیا پوشیدہ کردیکے تین ہزار سوار کو انکی نگہبانی پر مقرر کرکے سے دوسو عرب کو جو قیدین آئے تھے ہمراہ لیا ہوا طرابلس کے طرف متوجہ ہوا - طرابلس والونکو قسطنطین لکھ چکا تھا کہ جرفاس کے ہمراہ تین ہزار سوار تمہاری مدد پر روانہ کیا ہون یوقنا کے لشکر کو دیکھکے اہل طرابلس سمجھے کہ یہ جرفاس کا ہی لشکر ہے سو شہر کے اکابر دو عماید استقبال آکے لیگئے یوقنا دارالامارہ مین داخل ہوے اور حکم کیا کہ شہر کے اکابر اور بطارقہ جو آئے ہین ان کو قید کردو - جب سب قیدی ہوگئے سمجھے کہ یہ اہل اسلام ہین - پس یوقنا نے ان کو دعوت اسلام کی بعضے مسلمان ہوگئے اور بعضے جزیہ دینے پر راضی ہوے اس کے بعد یوقنا جرفاس کو اور اسکے لشکر کو جو پوشیدہ قید کرکے رکھائے تھے بلوا کے ان پر اسلام ظاہر کیا ان ملعونون نے انکار کیا تب یوقنا انکو قتل کروائے اور حضرت ابوعبیدہ کی خدمت مین یہ سب ماجرا لکھ بھیجے ابوعبیدہ بہت خوش ہوے اور دعا کی - لکھتے ہین کہ اس کے بعد ساحل طرابلس پر پچاس کشتیان آئین یوقنا نے حکم کیا کہ ان کو پکڑلو اور ان مین جو لوگ ہین ان کو لے آؤ جب انکو حاضر کیے یوقنا پوچھے کہ تم کون ہو اور کشتیون مین کیا چیز ہے انھون نے کہا کہ ہم جزیرہ افریطش سے آتے ہین ہماری کشتیون مین غلہ اور ہتھیار ہین بادشاہ قسطنطین کے پاس لیجاتے ہین - یوقنا نے یہ سنکر ان پر بھی قبضہ کیا اور وے کشتیون کا سب مال و اسباب لیا اور حارث بن سلیم کے بنی عم کو جو وادی احمر سے مصلحتاً قید کرکے لایا اور روتہ الکبری کا حاکم فلیطانوس بھی جو ہمراہ تھا طرابلس انہین کے سپرد کرکے وہی پچاس کشتیون مین اپنا ضروری اسباب چڑا کے یوقنا روانہ ہونے کے ہتے مین تھے کہ لیسے مین خالد بن ولید کا لشکر وہان آپہنچے یوقنا نے سجدہ شکر بجالایا اور سب سرگذشت ظاہر کیا اور شہران کے سپرد کرکے آپ شہر صور کی طرف روانہ ہوا - شہر صور مین ایک بڑا مستحق رہتا تھا اور وہ لشکر قسطنطین کا پیش دستھا اور اسکا نام ازمویل بن قسطہ تھا اسکے ساتھ چہار ہزار سوار تھے جب یوقنا شہر صور پر جا پہنچے ازمویل نے ایک قاصد کو بھیجکے انکا احوال دریافت کیا یوقنا نے کہا کہ ہمارے ساتھ غلہ اور ہتھیار ہین ہم قیساریہ کی طرف بادشاہ قسطنطین کے پاس جاتے ہین - ازمویل نے یہ خبر سنکے خوش ہوا اور انکی ضیافت کی خلعتین دین یوقنا اپنے ہمراہ نون سو آدمی کو لاکے باقی لوگونکو کشتیون مین چھوڑے تھے - جب یوقنا اور ان کے ساتھی کھانے سے فارغ ہوکے سو رہے یوقنا کے بنی اعمام سے ایک شخص ہو منافق تھا پوشیدہ ازمویل سے جاکے کہا کہ یوقنا کے کلام پر اعتماد نکرو وہ مسلمان ہوگیا ہی اور عرب کی اعانت کرکے بادشاہ سے لڑا ہے طرابلس کو فتح کیا اور جرفاس کو اسیر کرلیا - ازمویل یہ بات سنتے ہی ہوشیار ہوگیا اور یوقنا کو اور ان کے رفقا کو قید کردیا اور انکی حفاظت پر اپنے چچا کے بیٹے بابیل کو مقرر کیا تا بادشاہ کے پاس انکو لیجاوے اور وہ جا ہی کرے - ایسے مین یزید بن ابی سفیان دو ہزار سوار کے ساتھ جو قیساریہ سے

عمر بن العاص نے بھیجا تھا آپہنچے - ازمویل نے قیدیون پر باسیل کو نگہبان ٹھہرا کے ان کے جنگ کے واسطے نکلا - باسیل بن منجائیل نے کتب گذشتہ اور اخبار ماضیہ سے آگاہ تھا - اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف جب بیس برس کی تھی اور ابو طالب کے قافلے کے ہمراہ شام کی طرف سفر کئے اور اثنائے راہ بحیرا راہب کے صومعے پر آپکا گذر ہوا بحیرا نے جب دیکھا کہ حضرت کے سر مبارک پر ابر سایہ گستر ہے اور سنگ و شجر آپکو سجدہ کرتے ہین اور مبارک بدن پر مکھی نہین بیٹھتی ہے - اور ایک سوکھے جہاڑ کے نیچے تشریف رکھتے ہی وہ جہاڑ سرسبز ہوگیا بحیرا یہ حالت دیکھتے ہی حضرت کی حضور مین آیا اور اسلام قبول کیا اور پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھکے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور کہا کہ مسیح نے پیغمبر آخر الزمان کی جو بشارت دیتی تھی آپ ہی کی ہے بحیرا نے جب یہہ خبر دی اس وقت باسیل بھی حاضر تھا - اس روز سے اپنے معاملے مین حیران تھا جب ازمویل نے اس کو یوقنا پر نگہبان مقرر کرکے چلا گیا اس کو توفیق رفیق ہوئی مسلمان ہوا یوقنا کے پاس آکے انکا احوال پوچھا اور اپنا احوال ظاہر کیا اور ان کو قید سے چھوڑ دیا - اور یہہ خبر یزید بن ابوسفیان کو اور کشتیون مین تھے سو مسلمانون کو بھی ہوگئی پھر سب مل کے بڑا بھی جنگ کئی آخر ازمویل اور اس کے چہار ہزار سوار فرار اختیار کئے مسلمان انکا پیچھا کرکے سب کو مار ڈالے اور انکا مال و متاع اور جنیمے مسلمانون کے ہاتھ آئے پھر یوقنا شہر صور کا دروازہ کھلوا دئے سب مجاہدین داخل شہر ہوئے - جو لوگ شہر مین باقی تھے یوقنا نے ان کو دعوت اسلام کی اکثر مسلمان ہوگئے اور بعضے جزیہ گذار ہوے - عمر بن العاص کا قصہ جو باقی رہا یہہ ہے کہ جب قسطنطین ان کے مقابلے کی طاقت نہ رکھکے شبانہ بھاگا اور قیساریہ مین جاکے پناہ لی عمر بن العاص نے یہہ ماجرا ابو عبیدہ کی خدمت مین لکھا انہون نے یہہ جواب روانہ فرمایا کہ تم قیساریہ پر محاصرہ کرو - سو وے محاصرہ کئے ہوے تھے قسطنطین تنگ آگیا تھا جب اسکو یہہ خبر پہنچی کہ شہر صور بھی اہل اسلام کے ہاتھ آگیا یہہ سنتے ہی بہت گھبرایا اور تاب و توان نہ رہا تھا جب درمست ہاتھ دئی وہانسے قسطنطنیہ کے طرف بھاگا قیساریون کے لوگون نے عاجز آگئے آخر دو لاکھ درہم اور قسطنطین کا چھوڑا ہوا مال و متاع دیکے مصالحہ کرلئے - پس عمر و بن العاص نے باسیل بن عون بن مسلہ کو جو ایک صحابی معمر تھے اور حضرت کے ہمراہ رکاب غزوۂ حنین اور بدر مین حاضر تھے شہر صور کی حکومت دے کے روانہ کیا **واقدی** رح نے خبر دی ہے کہ جب یہہ خبر اہل رملہ اور بیسہ اور عکہ اور بانا اور عسقلان اور غزوہ اور نابلس اور گھرگو اور اہل جبلہ اور بیروت اور لاذقیہ کو پہنچی ایسا ہی ان مقامات کے لوگ سبقت کرکے آگئے اور مصالحہ کرلئے - اللہ تعالی نے مسلمانون کو کل شام کے ملک دیا بعونہ و بحرمت حبیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **جناب خالد بن ولید کا عزل و وفات** مکتے ہین کہ جب جنگ حمص کی فتح و نصرت خالد بن ولید کی جلادت و شجاعت سے واقع ہوی تھی چوطرف سے لوگ شہر قنسرین کی طرف خالد کی خدمت مین جاکے تہنیت بجا لانے لگے - از انجملہ اشعث بن قیس کندی نے ایک قصیدہ غرا انکی مدح مین لکھکے گذرانا جب اسکے لفظون کی سلاست

اور سخاوت کی بلاغت بہت ہی پسند آئی خالد نے اسیوقت اس کے صلے مین دس ہزار درہم اسکو دیا تب بعضے حاسدون نے حضرت عمر کی خدمت مین ایسا لکھ بھیجا کہ خالد نے مسلمانون کے بیت المال مین جیسا چاہئے ویسا تصرف کرتا ہی کبھی ایک شاعر کو دس ہزار درہم دیتا ہی۔ کبھی لاکھ درہم کے مہر سے کسی کو نکاح مین لاتا ہی۔ اس کے آگے خالد نے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد مجاعہ کی بیٹی کو لاکھ درہم کے مہر سے جو نکاح مین لایا تھا یہ بات تو حضرت عمر کی خاطر مین جما کی تھی۔ یہ خبر سنتے ہی بہت برہم ہوکے اسیوقت ابو عبیدہ کے نام سے ایک مکتوب اس مضمون کا روانہ کیا کہ خالد بن ولید نے مسلمانون کے بیت المال مین اسراف جایز رکھا ہی اور ان کے حقوق تلف کر رہا ہی سو تم یہ مکتوب ملاحظہ کرتے ہی اس کو قید مین سے بلوا کے اسکے منصب سے معزول کردین اور اسکا نصف مال لے لین اور اس کو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کرین جب یہ نامہ ابو عبیدہ کو پہنچا انہون نے ویسا ہی انکو بلوا کے انکا نصف مال لے لیا یہان تک کہ ایک نعل آپ لی دوسری نعل ان کے لئے چھوڑ دی اور خالد کو اسباب مین کچھ آزردگی نہوی بلکہ کمال خوشی سے اپنا نصف مال ابو عبیدہ کے سپرد کیا اور کہنے لگے کہ مین ان لوگون سے نہین ہون کہ اپنے نفس کی متابعت کرکے امیر المومنین کی مخالفت جایز رکھون غرض جب ابو عبیدہ نے انکا آدھا مال لیکے خزانہ بیت المال مین داخل کیا خالد حسب الحکم مدینہ منورہ کے طرف روانہ ہوے جب مدینہ آئے جناب خلافت مآب مین حاضر ہوے حضرت عمر نے دریافت کی کہ تم نے اس قدر وسعت و ثروت کہان سے پائی اور یہ مال کس کی ملک سے تھا جو ایک شاعر کو دس ہزار درہم دیا۔ خالد نے کہا کہ وہ میری ملک سے ہی جو قبضہ تلوار و غنیمت حلال سے میرا حصہ پہنچا تھا امیر المومنین کا حکم ہوا کہ خالد کے مال کا حساب کرین جب شمار کئے تو اسی ہزار درہم ہوے تب حکم کیا کہ ساٹھ ہزار درہم انہین کے لئے چھوڑ دین بیس ہزار درہم داخل بیت المال کرین جب یہ خبر شام و عراق کے لشکر کے امیرون نے سنی نہایت محزون و ملول ہوے اور ملامت مین زبان کھولی کہ یہ کام امیر المومنین سے مناسب واقع کے مطابق نہوا جب جناب خلافت مآب ان کے ملال و ملامت سے واقف ہوے۔ خالد کو بلوا کے غدرخواہی کی اور دلداری پیش آئے۔ اور دیار و امصار کے امیرون کو ایسے مکاتب لکھے کہ خالد کو ہم نے جو معزول کیا اسکا سبب کچھ یہ نہین تھا کہ اس سے کچھ خیانت ہوی یا ہم کو اس کے ساتھ کچھ ناخوشی اور کراہت ہو۔ لاکن جب لوگون نے اسکی تعظیم و تکریم حد سے زیادہ کرنے لگے اور یہ خیال کیا کہ فتح و نصرت اسیکی قوت و بازو سے ہوتی ہے۔ سو مین نے چاہا کہ وے اس فتنہ مین نہون اور نیک و بد کو اللہ ہی سے جانین۔ ؎ کلید گنج ہا ہم ہی اسیکے پاس ہے کوئی نہ قوت بازو سے اپنے کھولا ہی حضرت عمر کی خلافت سے پانچوین سال خالد بن ولید مرض موت مین گرفتار ہوے۔ کہتے ہین کہ اسوقت آہ و افسوس کرتے اور کہتے تھے کہ مین سالہا جنگ و جہاد مین مشغول رہا اور بہت کوششین بجا لائین اور بڑی آرزو رکھتا تھا کہ شربت شہادت نوش کرون اگرچہ بہت سے زخم تیر و تبر کے مجھے لگے پر وہ دولت میرے

ہاتھ نہ آئی اب اپنی ایسی موت پر تاسف کرتا ہوں اور اس وقت وصیت کی کہ میرا گھوڑا اور غلام اور ہتھیار مجاہدون کو
دیجئے کیونکہ میرے پاس جہاد کفار اور اعلای کلمۃ اللہ سے کوئی چیز محبوب تر نہین جب ان کے وفات کے بعد ان کے ترکہ
کا جایزہ لیے تو سوائے اس گھوڑے اور ہتھیار کے کوئی چیز نہ پائے جب یہ بات حضرت عمر پر ظاہر ہوی کمال تاسف سے
کہنے لگے کہ اللہ تعالی ابو سلیمان پر رحمت کرے کہ ہم نے اسکا حال برخلاف اس کے سنا تھا جو اب ظاہر ہوا۔ القصہ جناب خالد
خالد کا جنازہ اٹھاے ان کی بہن فاطمہ بنت ولید بنت مغیرہ نے اپنے بھائی کو مفارقت مین بے اختیار آہ وزاری کرتی
تھی۔ حضرت عمر نے ایسے رونے کو جو نہایت مکروہ رکھتے تھے باوجود اس کے فاطمہ کے متعرض نہ ہوے آپ بھی گریان و نالان
ہوکے فرمایا کہ بنی مغیرہ کی عورتون کو پروا نہین کہ خالد کے لیے اپنی آنکھون سے پانی بہاوین۔ جب پیرین چاک نہ کرین اور اپنے
رخسار پر نہ ماریں کچھ مضایقہ نہین۔ **نقل** ہے کہ ایکدن جناب فاروق اعظم نے خالد کی والدہ کو دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف
مین بیتین پڑھ رہی ہے اور آنکھون سے اشک بہا رہی ہے دریافت فرمائی کہ یہ کون ہے اور کس لیے روتی ہے لوگون نے کہا کہ یہ خالد بن ولید
کی والدہ ہے اپنے فرزند ارجمند کے فراق مین رو رہی ہے فرمایا کہ مین کسی عورت کو نہ دیکھا کہ خالد سا بیٹا جنی ہو رضی اللہ عنہ۔ اسی سال
۱۷ھ جب مین حضرت عمر نے عمرے کی نیت سے کعبہ کی زیارت کا قصد کرکے روانہ ہوے۔ مکہ معظمہ مین اکیس رات دن رہکے بیت اللہ
کی تعمیر کی اور اسکو وسیع اور کشادہ کیا۔ پھر مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت کی اور حکم کیا کہ حرمین شریفین کے درمیان جو منزلین واقع ہین
ان مین رباطات اور مکانات بناکرین اور جن منزلون مین پانی کی تملت ہو وہان کنوین اور چشمے کھودین تا مسافرون کو راحت و آرام کا
سبب ہو۔ اور اسی سال امیر المومنین نے حفص بن مغیرہ کی دختر کے ساتھ اپنی تزویج کی۔ لاکن معلوم ہوا کہ وہ عقیمہ ہے پس دخول
کے آگے اس کو طلاق دیا۔ اور اسی سال گوہر دریاے خاندان رسول اختر اوج دودمان بتول قرۃ العین علی مرتضی جناب ام کلثوم
رضی اللہ عنہا کے ساتھ چالیس ہزار درہم کے مہر سے اپنی تزویج کی عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن عباس حسن بن امام حسن وعقبہ بن
عامر روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر نے کئی بار جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی حضور مین صاحبزادی ام کلثوم کی خواستگاری کا پیغام
بھیجا۔ تو حضرت علی نے صاحبزادی کی کم عمری کا عذر لایا۔ جناب فاروق اعظم نے گذارش کی کہ نکاح سے میرا مطلب نہین جو اور لوگ
ہو بلکہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے کہ فرماتے تھے کُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ وَصِهْرٍ يَنْقَطِعُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا نَسَبِيْ وَسَبَبِيْ وَصِهْرِيْ سو مین چاہتا ہون کہ حضرت کی شرف صحبت کے ساتھ شرف قرابت بھی مجھے حاصل ہو
روایت ہے کہ حضرت علی نے کبھی یہ عذر کیا ہے کہ یہ دختر عبداللہ بن جعفر کے واسطے ہے۔ تب عمر فاروق نے یہ جواب دیا کہ یا ابو الحسن
اس دختر نیک اختر کا جیسا مین مشتاق ہون ویسا کوئی مشتاق نہوگا۔ اور جناب امیر نے کبھی ایسا فرمایا کہ مین اسباب مین حسنین
کریمین سے راضی ہون سوا ایک روز ہر دو صاحبزادگون کو فرمایا کہ عمر فاروق نے تمہاری ہمشیرہ کے ساتھ ازدواج چاہتے ہین

امام حسن خاموش رہے امام حسین کہنے لگے کہ یا ابی اب عمر فاروق کے مانند دوسرا کون ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے انہون ہمیشہ آپکی ملازمت اور فیض صحبت مین رہے اور کبھی حضور نبوی سے جدا نہوے - اور جب حضرت نے وفات فرمائی اسسے راضی رہے - اور جب انہون نے مسند خلافت کو زینت دی تو عدل و انصاف مین بے نظیر ہوے حضرت علی نے یہ بات سنکے فرمایا کہ ای لڑکے تم نے سچ کہا لاکن مین نے یہ بات نہین چاہی کہ تمہارے بلا مشورت اس کام مین اقدام کرون غرض جب صاحبزادون کی رضامندی اور خوشنودی سے یہ نسبت مقرر ہوی اور اکابر صحابہ کی حضور مین نکاح منعقد ہوا حضرت عمر کو بڑی خوشی حاصل ہوی - سو حضار مجلس کو فرمایا کہ میرے ساتھ اس امر مسرت اثر کی تہنیت کیجیے کیونکہ مین نے حضرت سے یہ حدیث سنی ہے پس اسی حدیث کی روایت کی جو اوپر گذری - اور عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد بزرگوار عمر فاروق نے منبر پر سوار ہوکے فرمانے لگے کہ لوگو واللہ اس امر نکاح مین مجھے اس قدر عجز و الحاح جناب مرتضی علی کے ساتھ ضرور نہین تھا - لاکن مین نے حضرت جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ حدیث سماعت کی ہے پس وہی حدیث پوری ہوناکو رہی ہے - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ اسباب مین مین نے اسقدر جد و جہد کیا اس سے میرا مقصود یہی تھا کہ حضرت کا ایک عضو مبارک میرے پاس ہے - کہتے ہین کہ ام کلثوم کے بطن سے ایک فرزند ارجمند کہ جسکا نام زید ہے متولد ہوا اور صد جوانی کو پہنچ کے رحلت کی رضی اللہ عنہ وعن ابیہ امین - اور اسی سال مین ملک اہواز سے بعضے بلاد مفتوح ہوے از انجملہ شہر نصیبین ہے وہان کے لوگ بڑے سخت تھے شہر کا دروازہ بند کر دیتے - اسلیئے اہل اسلام کو آٹھ مہینے تک اس کے دروازے پر توقف واقع ہوا - ہمسر شہر کے کفار نے جنگ و پیکار آتے نہ اسلام لاتے نہ شہر کا دروازہ کھولتے تھے جب غازیان اسلام بہت ہی تنگ ہوگئے - تب لشکر اسلام کے امیر نے حکم کیا کہ سیاہ بچھو جو اس نواح مین بہت ہوتے ہین پکڑکے کوزون مین ڈالدین اور ان کے منھ بندکر کے منجنیق پر سے اس شہر مین پھینکدین مجاہدون نے اس شب مین ویسا ہی عمل کیا - جب کوزے مین پڑکے بچھو ٹوٹتا بچھو منتشر ہوتے اور جب بچھو کسی کو نیش مارتا وہ اسیوقت مرجاتا - اہل شہر مین ایک غل اٹھا اہل اسلام فرصت کو غنیمت جان کے شہر کی طرف متوجہ ہوے اور دروازہ کو پارہ پارہ کر کے داخل شہر ہوے - اور بچھو کو جہان پاتے مارتے تھے جب اللہ تعالی کی تائید سے وہ شہر ہاتھ آیا شعرای عرب سے ایک شاعر نے اسکی فتح کے بیان مین ایک قصیدہ غرا انشا کیا اسکا مطلع یہ ہے ؎ شَهِدْتُ فُتُوحًا فِي بِلَادِ كَثِيرَةٍ * فَلَمْ أَرَ فَتْحًا مِثْلَ فَتْحِ الْعَقَارِبِ

کہتے ہین کہ نوشیروان اپنے زمانے مین شہر نصیبین کو محاصرہ کیا تھا اسکو بھی فتح نہوی آخر عاجز آکے چلا گیا تھا آخر حضرت عمر کی خلافت مین مسلمانون کی تسخیر مین آیا واللہ اعلم - اس سال مین بلاد اہواز سے جو مفتوح ہوے ہرمزاروشیر ہے - اہواز کا حاکم نے لشکر اسلام کو بصرہ سے صلح کی اس شرط کے ساتھ کہ مجھے امیرالمومنین کی حضور مین بھیجدین انکی رائے مبارک مین جو

آنیکی سو کرین - پس وہ جب جناب خلافتمآب کے دربار مین حاضر ہوا نصیحت فاروقی اسکو اثر کی اور کفر و شرک سے باز آکے
اسلام سے مشرف ہوا - **ہجرت سے اٹھارون سال کے وقایع** - اس سال مین ابوعبیدہ کا ایک مکتوب ادرنہ مین
کی خدمت مین اس مضمون کا پہنچا کہ لشکر اسلام مین شامیون سے چند شخص جیسے ضرار اور ابوجندل وغیرہما شراب پینا شروع کیے
ہین جب ان کو منع کرین تو کہتے ہین کہ شراب کے پینے اور نہ پینے مین ہم کو اختیار ہی سو ہم نے شق اول اختیار کیا ہی اسبات سے انکا
مقصود اس آیت قرآنی کا استفہام تھا جو اللہ تعالی نے فرمایا ہی فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ سے اپنی کج فہمی سے یہ گمان کیا
کہ یہ استفہام اختیار پر محمول ہے - حضرت عمر نے ان کے جواب مین تحریر فرمایا کہ اس آیت مین استفہام تقریری ہی اختیاری سو وہ
بہت اچھی وجہ سے نہی اور حرمت کا افادہ دیتی ہی تم کو چاہئے کہ ان لوگون کو مسلمانون کے مجمع مین حاضر کرین اور ان سے پوچھین
کہ شراب حلال ہی یا حرام اگر وے حرمت کا اقرار کرین ہر ایک کو اسی کوڑے مارین اگر اسکی حلیت کی قایل ہون تو قتل کردین ابوعبید
نے ویسا ہی انکو حاضر کرکے دریافت کی تو انہون نے شراب کی حرمت کا اقرار کیا - ابوعبیدہ نے انکو حد مارکے بعد نصیحت کی کہ اللہ
اللہ تعالی نے بہت سی نعمتین تم پر ارزانی فرمائین سو اسکا شکر بجا لانا تمہین لازم ہے تم نے اسکے برخلاف گناہون پر جو اقدام
کرتے ہو مین نہایت اندیشناک ہون کہ تمہارے فسق و فجور کی شامت سے کہین ایک حادثہ عام اہل اسلام مین پیدا نہو بدکارون کی
بدی کی شامت سے نیک لوگ بھی ہلاک ہوسکتے ہین سنت اللہ اسطرح جاری ہوی ہی - آخر ویسا ہی ہوا جیسا وہ صاحب گمان کیا تھا کہ اہل شام قضائے طاعون مین اور اہل مدینہ بلاے قحط مین مبتلا ہوے قحط سال اس درجے کی تھی کہ آسمان سے
ایک پانی کا قطرہ نہین ٹپکتا تھا اور زمین سے کوئی سبزہ نہین اگتا تھا صحرائی وحوش و طیور شہر اور انسان سے اُنس لیتے اور انسان
صحرا کے طرف جاتے گھاس اور پتے پر اکتفا کرتے تھے - کہتے ہین کہ اندنون تندآ چلتی گرد و غبار جو رک کی سی تھی لوگون کے
منھ پر پڑتی تھی اور جانور بھی بہت سے ہلاک ہوے اسواسطے اس سال کا نام عام الرماده ہوا **نقل** ہے کہ حضرت عمر نے
محتاجون اور مسکینون کو طعام دو وقتہ کھلواتے اور لوگون پر بہت شفقت فرماتے تھے اور غلہ فروشون کو تاکید اکید کرتے تھے
کہ احتکار کرین یعنے اناج گران بیچنے کی نیت سے بند کرکے نہ رکھین - اور حدیث اَلْجَالِبُ مَرْزُوقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ کے حکم کی تشہیر دیتے
تھے - اور آپنے اپنی ذات کے لئے یہ قرار دیا تھا کہ جبتک یہ قحط سالی دفع نہو تب تک گوشت و روغن تناول نکرین اور
دودھ نوش نہ فرماوین اور اطراف و جوانب کے امیرون کو حکم روانہ کیا کہ جس قدر ہو سکے اناج مدینہ کیطرف بھیجا کرین یہ حکم پہنچتے ہی
اول جو غلہ روانہ کیا سو ابوعبیدہ تھے کہ چہار ہزار شتر بار اناج مدینے کو لے آیا - جناب خلافت مآب نے بہت خوش ہوکے دینے والون
اور اس کے نزدیک کے قریے والون پر تقسیم کی - اور عمرو بن عاص ایک سو کشتی اناج مصر سے دریا پر روانہ کیا جب وہ غلہ مدینہ کو
پہنچا ارزانی مین وہانکا نرخ مصر کے نرخ کے برابر ہوا **نقل** ہے کہ اسی قحط سال کے ایام مین بلال بن حارث مزنی کے اہل و عیال

ایک روز بھوک کی شدت سے بڑی شکایت کی اور چاہا کہ ایک بکرا ذبح کرین تا فاقے کی آتش اس سے بجھا دین - بلال نے اپنے بکرون کی لاغری اور ناتوانی کا عذر لایا - جب ان کے اہل وعیال نے بہت ہی جد وجد کیا آخر بلال نے ناچار ایک بکرا ذبح کیا جب قصاب نے اسکو چھیلا تو سرخ بال کے سوائے کچھ نہ پایا - یہ حال دیکھتے ہی بلال کو بڑی رقت آئی سو رونے لگے اور بے اختیار استغاثہ کیا کہ یا محمداہ - اسی شب اس نے خواب دیکھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور مینھہ برسنے کی بشارت دی اور فرمایا کہ عمر بن خطاب کو یہ اسلام پہنچا اور بولنے کہ میرے ساتھ جو عہد باندھا ہے کس لئے اس کو وفا نہین کرتا ہے لِعَهْدِيْ وَشَدِّدْ لِعَقْدِيْ فَالْكَيْسُ الْكَيْسُ بلال نے علی الصباح عمر فاروق کی خدمت مین آیا اور اپنا واقعہ کہا جناب خلافت مآب نے سب اصحاب کرام کو جمع کرکے اس کے رویا صالحہ سے اعلام کیا سب کے سب متفق ہوکے کہے کہ اس واقعہ کی تعبیر یہی ہے کہ سنت استسقا کے زندہ کرنے مین کس لئے سستی کرتا ہے - پس امیر المومنین نے روزہ رکھا اور پرانے کپڑے پہنے ہوئے جماعت صحابہ وعوام اہل مدینہ کو ہمراہ لئے ہوئے پیادہ کمال عجز سے مدینے کے باہر عیدگاہ کی طرف تشریف لیگئے عباس بن عبد المطلب کا وسیلہ لاکے بارگاہ الٰہی جاشانہ مین اسطرح دعا کرنے لگے کہ خداوندا تیرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین جب ہم نے بلاے قحط مین مبتلا ہوتے تھے تیری بارگاہ مقدس مین حضرت کا توسل لاکے دعا کرتے تھے تو نے اپنی کمال عنایت سے ہم بیچارون کی دعا قبول فرماتا اور بارش برساتا تھا - اب تو ہم اس وسیلت سے بے نصیب ہین پس حضرت کے عم معظم عباس بن عبد المطلب کو تیری درگاہ مین شفیع لاتے ہین اور دعا کرتے ہین ہماری دعا قبول کیجئے بارش بھیجئے اور دعا مین بہت آہ وزاری اور تضرع کی - اسکے بعد حضرت عباس نے با دل دردآمیز وچشم اشک ریز رو بقبلہ دست التجا اٹھاکے کمال تضرع وزاری سے دعا کرنے لگے کہ بار خدایا تیرے بندگان بانیاز تیری درگاہ پاک مین مجھے شفیع لاکے بارش کے لئے التجا کر رہے ہین الٰہی تیرے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو مجھے قرابت قریبہ ہے اسکی یمن وبرکت سے ان بیچارون کی دعا قبول کیجئے اور بارش دیجئے - حضرت عباس نے جب یہ دعا کی ابھی زمین سے قدم نہین اٹھائے تھے کہ ابر کے اونٹون کی قطار کہ جن پر آب خوشگوار کے مشک لدے ہوئے تھے آسمان سے نمودار ہوے اور رعد کا خطیب بلند آواز ہوکے منبر پر کھڑا ہو آواز کرنے لگا - یعنے مینھہ شروع ہوا کہ پیہم سات روز تک برستا ہی رہا ایک ہفتہ کے بعد موقوف جنگل اور بیابان سرسبز وخندان ہوگیا باغ وبہار کا نظارہ دینے لگا اور ہر باغ وگلزار رنگ بہار لیا قحط سالی جاتی رہی - جب حضرت عباس کی دعا سریع الاجابت ہوئی اسی وقت مینھہ شروع ہوا - لوگ یہ کرامت دیکھتے ہی انکے بہت ہی معتقد ہوکے انسے مصافحہ کرنے لگے اور حسان بن ثابت اور ابن عباس اسبار بن چند بیتین بنائین - اور اسی سال شام مین جو طاعون عام واقع ہوئی وہی پہلی طاعون تھی جو اہل اسلام مین حادث ہوئی - اور اسکو طاعون عمواس کہتے ہین کہ عمواس ایک قریہ کا نام ہے جو سرحد شام مین واقع ہے

وہ طاعون اسی قریہ سے شروع ہوی۔ نقل ہے کہ اس طاعون مین صحابہ و تابعین وغیرہم رضی اللہ عنہم سے پچیس ہزار شخص رحلت کئے۔ کہتے ہین کہ ان دنون ابوعبیدہ نے ایک خطبہ بلیغہ پڑہا اور اس مین حمد الٰہی و صلوات جناب رسالت پناہی اور کلمۂ شہادت کے بعد فرمانے لگے کہ حضرت نے بارگاہ الٰہی مین دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ طاعون کو اس امت کے صالحون کے حق مین عین رحمت و شہادت کرے۔ اور ابوعبیدہ نے صدق نیت سے دعا کی کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس مرض طاعون سے اپنے جسم کا بھی حصہ کرے اور اپنی روح کو طرف اعلاے علیین کے لیجاوے یہہ بول کے منبر سے اترے اور اسی وبا طاعون مین مبتلا ہوکے جنت ماوا کی طرف سدہارے۔ اپنی رحلت کے آگے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ ٹھہرایا تھا سو ان کے بعد معاذ اور انکے فرزند عبدالرحمن بھی اسی طاعون کے صدمے سے رحلت کئے۔ معاذ نے اپنی موت کے وقت عمرو بن عاص کو امارت دی عمرو بن عاص نے خطبہ پڑہا کہ اس مرض کے صدمات شعلہ ہاے آتش کے مانند پہنچ رہے ہین سو چاہئے کہ لوگ پہاڑون پر چڑہین تا رفع حرارت اور حصول راحت کا سبب ہو۔ تب لوگون نے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور اسی طاعون مین معاویہ کے برادر یزید بن ابی سفیان اور حارث بن ہشام اور سہل بن عمرو اور عتبہ بن سہیل اور ابوجندل اور عاص بن سہیل انتقال کئے جب ابوعبیدہ و یزید بن ابی سفیان کی موت کی خبر کدورت اثر حضرت عمر کو پہنچی بہت ہی مغموم و دلگار ہوے اور کمال فرقت سے زار زار روے انا للہ وانا الیہ راجعون پس لشکر شام کی امارت معاویہ بن ابی سفیان کو دیکے اس فواح مین ان کو عامل خراج ٹھہرایا اور شرحبیل بن حسنہ کو اردن کی حکومت دی۔ اور اسی سال عمر فاروق نے جہاد کی نیت سے شام کی طرف نکلے تھے بلاد شام سے یرموک کے قریب قریہ سرغ پر پہنچے لوگون نے عرض کی کہ شام کے ملک مین بڑی وبا واقع ہے اکثر دیہات و امصار ویران ہوگئے ہین اسطرف تشریف لیجانا مناسب نہین۔ تب حضرت عمر نے مہاجرین اولین کو جو ہمراہ رکاب تھے جمع کرکے اس باب مین مشورت کی کہ شام کی طرف روانہ ہونا مناسب ہی یا مدینہ کی طرف مراجعت کرنی۔ بعضون نے کہا کہ جب ہم جہاد کی نیت سے نکلے ہین اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے آپ آگے چلنا اور اس کام کو سرانجام کو پہنچانا بہتر ہے۔ اور ایک جماعت کہنے لگی کہ جب ملک شام مین وبا پہیلی ہے بہتر ہے کہ ادہر نجاوین اور کریمہ وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ کے موافق آپکو آپ ہلاکت مین نڈالین بلکہ مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ جاوین۔ یہہ بات سنکے امیرالمومنین نے حکم کیا کہ اس جماعت کو مجلس سے باہر روانہ کرین اور دوسرے مہاجرین کو کہ جن کی ہجرت فتح مکہ کے بعد ہوی تھی بلواکے انسے بھی مشورت کی تو وے سب کے سب متفق ہوکے کہے کہ وطن کی طرف پھر جانا ہی انسب ہے۔ عبدالرحمن بن عوف نے جناب خلافت مآب مین آکے ایک حدیث کی روایت کی کہ مینے حضرت سے سنا ہے کہ جس شہر مین وبا پیدا ہوی ہو وہان کے جانے مین اقدام نکرو۔ اور تم جس شہر مین رہین اگر وہان وبا ظاہر ہوی ہو اس بلا سے بہاگنے کی نیت سے اس شہر سے مت نکلجاو۔ پس حضرت عمر نے حکم کیا کہ لشکر مین ندا کردین کہ علی الصباح اس منزل سے کوچ کرکے مدینہ کی طرف سدہارین

پس مع لشکر وہان سے کوچ کرکے داخل مدینہ ہوے - اور اسی سال امیرالمومنین نے حج کے لئے مدینہ سے مکہ کیطرف روانہ ہوے حج کے مناسک سے فارغ ہوکے مقام ابراہیم جو کعبہ کی دیوار سے لگا تھا اب جس جگہ واقع ہے مقرر کیا - اور اسی سال کوفے کی قضارت شریح بن حارث کندی کو - اور بصرے کی قضارت کعب بن سوار کو دی - اور اسی سال حضرت علی کو مدینے مین خلیفہ ٹھہرا کے آپ شام کی طرف روانہ ہوے تا جو لوگ طاعون اموا س مین موے ہین انکا مال ان کے وارثون پر تقسیم کرین اور لشکر اسلام کے امیرون اور ملک کے رعیتون پر تصدق فرماوین جب بلاد شام سے شہر رملہ پر پہنچے لشکریون کے واسطے تابستان اور زمستان کی غذا سمین کی اور ممالک کے سرحدین بھی مقرر فرمائین اور شرجیل بن حسنہ کو اردن کی امارت سے معزول کرکے عمرو بن عبسہ کو انکی جاے پر نصب کیا - پھر ایک خطبہ اس مضمون کا پڑہا کہ شرجیل بن حسنہ کو جو مین نے معزول کیا اسکا یہ سبب نہین تھا کہ اس سے کچھ قصور ظہور مین آیا ہو بلکہ مین نے چاہا کہ ایک امیر شرجیل سے قوی تر اس سرحد مین رہے اور ابوسبرۃ الاشعری کو سوحمل پر امیر ٹھہرایا اور یلیا و شام مین جابجا مراد اور حکام مقرر کردے - اور طاعون مین جو لوگ موے تھے بڑی تحقیق اور تفحص کے بعد جسکے ورثہ باقی تھے - متروکہ ان کے تسلیم کیا اور جن کے وارث نہین تھے حکم کیا کہ انکا متروکہ بیت المال مین داخل کرکے مسلمانون پر تقسیم کرین - جب ان مہمات سے فراغت حاصل ہوی مدینہ منورہ کی طرف معاودت فرمائی - **ہجرت سے انیسوین سال کے وقایع** - ہجرت کے انیسوین سال حضرت عمر نے جب مسجد نبوی کو نمازیون کی کثرت سے تنگ ہوتی تھی کشادہ کیا حضرت عباس کا اور مروان کا گھر خرید کرکے داخل مسجد فرمایا - اور اسی سال مسلمانون نے جو بلدہ رملہ مین تھے کرہ لبنان مین ایک غار پر اطلاع پائی کہ اس غار مین ایک تخت زرین نصب کیے تھے اور ایک مرد جو سوا تھا اس تخت پر تکیہ لگایا ہوا تھا اور اس کے ایک جانب پر ایک لوح زرین رکھے تھے اور اس پر لغت رومی سے چند سطرین لکھی تھین - ان سطور کا مضمون یہی تھا کہ میرا نام سبا ہے اور مین نواس کا بیٹا ہون مین نے عیص بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام کی شرف خدمت و ملازمت سے مشرف ہوا ہون اس کے بعد بحکم مَنْ خَدَمَ خَدَمَ کے ایک مدت دراز تک مین نے بادشاہی کی ہے اور بہت کچھ خدم و حشم رکھتا تھا اور بہت سے عجائب و غرائب جیسے برق اور تگرگ اور دجلہ کی طغیانی کئی بار مین نے دیکھے اگر تم بھی ایسی چیزین دیکھو گے تو تعجب نہ کیجیے بلکہ ان باتون سے زیادہ عجب یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ دادون اور آشنا و دوستون کے قبور دیکھا کرتا ہے اور اپنی موت سے غافل رہتا ہے اور اپنے گلستان زندگی سے ایسے پھول نہین چنتا ہے جو اسکو آخرت مین کام آوے اور اسکی خوشبو اسکی دماغ کو معطر کرے اور اس سے زیادہ حساب آخرت کا دغدغہ اور اس سے زیادہ روز مظالم کا خطرہ ہے اور مجھے یہ بات بھی یقین ہے کہ ایک قوم باوجود خداوند تعالی کی ربوبیت پر اقرار کرنے کے مال و زر کی طمع کرکے مجھے اس غار سے نکالیگے اور اس تخت سے جدا کرکے اس کو اپنا مال سمجھین گے - جب ایسی حالت ظاہر ہوگی تو زمانہ شغب اور فساد - اور بازار دنیا

اور امانت کا بے رونق اور کاسد ہو دیگا - اور نئے نئے حادثے اور بلائین نزول کرین گے اور لوگ اس سے بہت ہی محزون و ملول ہوین گے تھمتین اور بہتان اور جھوٹ اور افترے زیادہ ہونگے جب کسیکے دلسے زمانہ پاویگا بہت رو دیگا اور اسکا معیش اس پر تلخ اور ناگوار ہو جائیگا - پھر جو کچھ واقع ہونا ہی ہو دیگا ہر دو جہان کی سعادت اور خاتمہ کی خیریت اور حسن عاقبت انہین کے نصیب ہوگی جو صالح اور متقی ہین - ہجرت سے بیسوین سال کے وقایع

جب ہجرت سے بیسوان سال آیا مصر کی فتح عمرو بن عاص کے ہاتھ پر واقع ہوی - ایک قول سے سولھوین سال اور ایک سترہوین سال وہ فتح ہاتھ لگی - اور قول صحیح اور راجح یہی ہی - کہ فتح مصر عام الرمادہ کے آگے ہے کیونکہ اسکے آگے واضح ہو چکا کہ عمرو بن عاص نے عام الرمادہ مین مصر سے کشتی اناج مدینہ معظمہ کی طرف روانہ کیا - غرض فتح مصر کا سبب یہ ہوا کہ جناب خلافت مآب کو بھید خبر پہنچی کہ رطبون ایک لشکر جمع کر کے جنگی سامان کے تھیہے مین مشغول ہی سو لوگ شام سے دور کے اس کے لشکر مین داخل ہو رہے ہین - یہ بات سنتے ہی جناب فاروق اعظم نے عمرو بن عاص کو حکم لکھا کہ ایرن پر لشکر کشی کرین - پس عمرو بن عاص نے حکم کے موافق اس پر لشکر کشی کی دونون مین بڑا جنگ ہوا آخر اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت دی ملک مصر ہاتھ آیا عمرو بن عاص نے مسند شاہی کو رونق دیکے اس مملکت کے ضبط و نسق پر کمر ہمتی اور مصر والون کو بڑی تسلی دیکے یہ بشارت پہنچائی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو حکم فرمائے ہین کہ جب ملک مصر تمہارے ہاتھ آویگا تب وہان کے لوگون سے نیکی کرو اور حسن سلوک سے پیش آؤ - حضرت یہ حکم فرمانیکا وجہ یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیل جو پدر عرب ہین ان کی والدہ ماجدہ ملوک مصر کے دختروں سے ہے - مصر والون نے یہ بشارت سنتے ہی نہایت شادان و فرحان ہوے اور کمال طوع و رغبت سے دین اسلام قبول کیا - کہتے ہین کہ عمرو بن عاص کے ایام حکومت مین ایکبار دریاے نیل کا پانی کم ہو گیا - تب مصریون نے متفق ہو کے عمرو بن عاص کی خدمت مین آکے عرض کی کہ ہمارے یہان رسم قدیم چلا آیا ہے کہ جب نیل کا پانی کم ہوتا ہی تب ایک جوان لڑکی جو جمیلہ اور شکیلہ ہو تلاش کرین اور اس کے مان باپ کو مبلغ خطیر دیکے خرید کرلین - پھر اس لڑکی کو زیور عمدہ اور لباس فاخرہ سے آراستہ کر کے اس کو نیل مین ڈالدین عمرو بن عاص نے یہ سنکے فرمایا کہ یہ جاہلیت کا رسم شنیعہ ہی - دین اسلام تو سب جاہلیت کے رسوم اٹھا دیا ہی - اور شریعت محمدی ایسے بدعات کو منع کرتی ہے اہل مصر یہ سنکے مغموم و ملول ہو کے پھر گئے - دوسرے روز سب متفق ہو کر آکے کہنے لگے کہ ایہا الامیر اس ہمارے رسم قدیم کو جاری کیجئے یا ہم کو جلاے وطن ہونے کی اجازت دیجئے - تب عمرو بن عاص نے جناب خلافت مآب مین ایک عریضہ بڑی جلدی سے بھیجا اور سب احوال کما ینبغی ظاہر کیا - جناب فاروق اعظم نے اسکا جواب اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ تم نے وہ رسم جاہلیت جو منع کیا بہت اچھا کیا - اب تم دریاے نیل کو ایک شقہ لکھا ہوا سب اہل مصر کو

اپنے ہمراہ لیکے دریاے نیل پر جائے اور وہ شقہ اس مین ڈالدیجئے اس شقہ کی عبارت یہی تھی کہ من عبد اللہ عمر امیر المومنین اما بعد یا ایھا النیل ان کنت تجری من قبلک فلا تجری وان کان اللہ الواحد القھار یجریک فاسئل اللہ الواحد القھار ان یجریک یہ شقہ طرفسے عبد اللہ عمر کے ہے جو اسپر ہے مومنون کا امیر ای رود نیل اگر تو خود بخود جاری ہوتی تھی تو بہت ہو۔ اور اگر تجھے اللہ واحد قہار جاری کرتا تھا اللہ تعالی سے سوال کر کہ اپنی قدرت کاملہ سے تجھے جاری کردے انتہی۔ جب یہ نامہ عمرو بن عاص کو پہنچا انہون نے اسیوقت مصر کے سب اکابر و اشراف اور عوام کو جمع کیا اور اپنے ہمراہ لے کے رود نیل پر آیا اور وہ شقہ اس مین ڈالدیا۔ اسیوقت رود نیل جوش کرنے لگی یہان تک اس کو طغیانی ہوی کہ سولہ گز پانی بلند ہوا۔ یہ کرامت دیکھنے سے مصر والون کے ایمان کو بڑا قوت ہوا اس روز سے وہ جاہلیت کا رسم بد اٹھ گیا۔ اور اسی سال اسکندریہ کی فتح صلح کی راہ سے عمرو بن عاص کے ہاتھ پر واقع ہوی۔ اور اسی سال کوفے کی ایک ایک جماعت سعد بن ابی وقاص کی شکایتین لکھکے جناب خلافت پناہ کی حضور مین بھیجین تب امیر المومنین ان کو بلواکے دریافت کی تو ان کا کوئی ایسا قصور ثبوت کو نہ پہنچا کہ وہ عزل کے لایق ہو۔ لاکن جب رعایا بدیل ہوے تھے اور رعیتون کی رعایت انتظام مملکت کا سبب ہے مصلحت وقت اسی مین سوچ کے جناب فاروق اعظم نے کوفے کی امارت سے ان کو معزول کیا انشاء اللہ تعالی اس اجمال کی تفصیل سعد بن ابی وقاص کے احوال مین آویگی اور کوفے کی امارت عمار بن یاسر کو عنایت کی۔ اور ساحت حریب اور خراج کے عمل پر عثمان بن حنیف کو اور خزانہ بیت المال کی حفاظت پر عبد اللہ بن مسعود کو مقرر فرمایا۔ اور اسی سال خیبر اور وادی القری اور اس کے توابع ولواحق کے بلادین اور نجران مین جو یہود متوطن تھے حضرت عمر نے ان سب کو جلا کا حکم کیا اور کوفے کی طرف بھیجدیا۔ اور اسی سال ابو بحر نے یزدجرد کے غزا پر روانہ ہوا مسلمانون سے اول جو داخل روم ہوا وہی تھا۔ ایک قول سے پہلے جو روم مین قدم رکھا میسرہ بن مسروق عنسی تھا۔ پس سالم و غانم لوٹ آیا۔ اور اسی سال قیصر روم ہرقل مرا اور اسکا بیٹا قسطنطین تخت نشین ہوا۔

ہجرت سے اکیسوین سال کا احوال اور نہاوند کی فتح

جب ہجرت سے اکیسوان سال آیا محرم الحرام کا ہلال اُفق غربی پر نمایان ہوا کئی وقائع رو دئے۔ از انجملہ نہاوند کی فتح ہے۔ کہتے ہین کہ جب جلولا کا جنگ ہوا یزدجرد نے کسی مقام مین توقف کرنے کی طاقت نہ پائی۔ اپنے خواص اور مقربون کی ایک جماعت کو ہمراہ لے کے غازیان اسلام کے شمشیر کے اندیشے سے گریزان ہوا۔ قطع مسافت کرکے شہر ری تک جا پہنچا۔ اور چندے اس شہر مین آرام پایا۔ ایسے مین ابو موسی اشعری نے فاروق اعظم کے حکم کے موافق ایک لشکر لیکے خوزستان پر بھیجا اور اس بلاد کو وجود مشرکون کی نجاست سے پاک کیا احنف ہرمز کو جو اس دیار کا والی تھا اسیر کرکے مدینے کی طرف روانہ کردیا جب یہ خبر یزدجرد کو پہنچی نہایت ملول ہوا اور سمجھا کہ عرب

اپنا دست تصرف سب ممالک عجم کی طرف دراز کرین گے - اسی فکر مین تھا کہ ایسے مین سعد بن ابی وقاص کے عزل کی خبر سنی سو بہت ہی خوش ہوگیا - اسیوقت اصفہان اور قم اور کاشان اور طبرستان اور قومس اور دامغان اور دوسرے بلاد کے حاکمون کو جو اس کے زیر حکم تھے خطوط لکھ کے بڑی جلدی سے روانہ کیا کہ عرب اپنا دست تصرف بنی ساسان کے ملکون پر دراز کرکے ہمارے آبا و اجداد کے تخت گاہ چھین لیکے ہم کو اخراج کردے - اور بھی عزم رکھتے ہین کہ باقی ممالک بھی ہاتھ لاوین سو تم کو چاہئے کہ انکو دفع کرنے کے باب مین کمر حیت باندہین ہر ہر حاکم ایک ایک لشکر جمع کرکے فیروزان کے پاس جو کوہستان کا بادشاہ ہی چلا آوین - مین نے اسکو خراسان اور عراق کے سب افواج کا سپہ سالار بنایا ہے - یہ خطوط پہنچتے ہی ان حاکمون نے یزدجرد کے حسب الحکم جنگی اسباب اور بڑی بڑی فوجین فراہم کرکے نہاوند کے طرف کوچ کیا تھوڑے عرصے مین ایک لاکھ پچاس ہزار پیادہ اور سوار فیروزان کے پاس جمع آگئے - فیروزان جو انمردی و دانائی مین بہت مشہور تھا جب اسکے پاس ایسا بڑا لشکر جمع آنے کی خبر اطراف و نواحی مین شہرت پائی - عمار بن یاسر نے جو سعد بن ابی وقاص کے عزل کے بعد کوفے کی مسند امارت پر مقرر تھے یہ خبر سنی - اسیوقت امیر المومنین کی خدمت مین ایک عریضہ لکھ کے ایک قاصد کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا - جب اس نے حضرت عمر کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلام کیا پوچھے کہ تیرا کیا نام ہے اس نے عرض کی کہ قریب بن ظفر ہے - جناب امیر المومنین یہ سنکے خوش ہوے - اور اس سے فال نیک لیکے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی فتح و ظفر قریب ہے - ایک روایت ہی کہ سعد بن ابی وقاص کی اقامت ہنوز فواح کوفے مین تھی کہ فیروزان کے پاس ایسا لشکر انبوہ فراہم آنے کی خبر ان کے گوش گذار ہوی - جب انہون نے جناب خلافت مآب کی مجلس مین داخل ہوے - اول جو عرض جناب کی سو یہی خبر تھی - اسکے بعد عمار بن یاسر کا مکتوب بھی اسی مضمون کا پہنچا - ایک روایت ہی کہ وہ عریضہ عبداللہ بن عتبان نے جو سعد بن ابی وقاص نے مدینہ کی طرف آنیکے وقت اپنی نیابت دی تھی لکھا تھا قصہ کوتاہ امیر المومنین جب وہ نامہ ملاحظہ فرمایا منبر نبوی کی طرف تشریف لائی اور منادی کی حکم کیا کہ مدینہ مین ندا کردے کہ تمام اصحاب کرام حاضر ہوون - جب منادی نے ندا کی اور سب صحابہ جمع آئے آپ منبر پر سوار ہوے حمد الٰہی اور نعت و درود جناب رسالت پناہی اور کلمہ شہادت کے بعد فرمانے لگے کہ ای معشر عرب اللہ تعالی تم کو دولت اسلام سے مشرف اور سرفراز کیا پھر اپنے دین کے دشمنون پر تم کو غلبہ دیا اب عمار کے خط سے ظاہر ہوا کہ عجمیون نے ایک لشکر عظیم جمع کرکے مسلمانون سے جنگ و جدال کا قصد رکھتے ہین - بالفعل کوفے اور بصرے کا ارادہ کئے ہین - عجب ہے ہر دو شہر ان کے نظر مین آوین حرمین شریفین کی طرف بھی آوینگے سو مین اسباب مین تم سے مشورت چاہتا ہون کہ ہر ایک کی راے مین جو بات آوے بیان کرے - یہ بات سنکے اول جو اٹھے سو طلحہ بن عبداللہ تھے اور کہنے لگے

کہ یا امیر المومنین آپ کو امور عالم مین بڑا تجربہ ہوا ہے۔ بہت سے وقایع ظاہر ہوے ہین۔ اپکی راے مبارک مین جو بات آوے ہم سمجھتے ہین کہ اسی مین صلاح و فلاح ہوگی۔ آپ جس طرف کہ حکم کرین ہم جانیکے لئے بسر و چشم حاضر ہین اگر آپ ہی بنفس نفیس تشریف لے چلین ہم ہمراہ رکاب ہونگے اور اپنی خوشی سے جان نثاری کرین گے۔ حضرت عمر نے یہ سنکے انپر آفرین و تحسین کی۔ جب طلحہ بیٹھ گئے جناب خلافت مآب نے پھر مشورت طلب کی۔ تب عثمان ذوالنورین اٹھے اور کہے کہ میری راے مین یہ بات آتی ہے کہ آپ اہل شام اور اہل یمن کو لکھین کہ اپنی نواح کی فوجین لیکے کوفے اون کی مدد پر روانہ ہوون۔ اور حرمین شریفین کے غازیان اسلام جو بارگاہ خلافت مین حاضر ہین ان کو آپ ہمراہ لے کے کوفے اور بصرے کی طرف توجہ لاوین۔ مین امید کرتا ہون کہ دوست دشمن کو مغلوب اور غالب نظر آوین گے۔ اور جسم کلام امیر المومنین کی مدح و ثنا پر کیا اور بیٹھ گئے تب جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے اٹھے اور کہنے لگے کہ یا امیر المومنین اگر آپ یمن اور شام کی فوجون کو بلاوین اس مین یہ قباحت ہے کہ جب اہل روم ان ملکون کو خالی دیکھین گے اس قابو کو غنیمت جان کے مسلمانون کے اہل و عیال کا قصد کرینگے اور انکا ہوبندی پکڑینگے اور انکا مال لوٹ لیوین گے جو ممالک کہ مجاہدون کی بڑی سعی و کوشش اور بڑی جوانمردی سے مسلمانون کے ہاتھ آئے تھے جاتے رہین گے اور اگر آپ اہل یمن کو لکھوگے کہ اپنی فوجین لیکے آجاؤ۔ جب اہل حبش یمن کو خالی دیکھینگے تو رومیون کے شاملیون کے ساتھ جس بدی سے پیش آینگے اہل حبش بھی یمنیون کے ساتھ وہی بدی سے پیش آوینگے۔ اور اگر آپ غازیان اسلام کی ایک فوج ہمراہ لے کے نکلوگے حرمین شریفین کے اطراف و نواحی جو اعراب کہ نومت پذیر ہین اس فرصت کو غنیمت جانکے دے سر اٹھاوین گے اور مدینہ کی تاراجی پر کمر باندھینگے۔ اور آپ بغض تعین جب شمنون کی طرف متوجہ ہوین گے جن لوگون کی نظر زیب و زینت اور شان و تجمل پر منحصر ہے۔ اور انکی ظاہری نظر جب خصایل باطنی کا ادراک نہین کر سکتی ہے جب آپ کو اس بے تکلفی کے ساتھ دیکھین گے آپکی صلابت اور مہابت جو غالبا نہ سنے تھے اور بڑا خوف رکھتے تھے آپکو دیکھتے ہی وہ مہابت انکے دل سے جاتی رہیگی بلکہ جنگ مین انکو جرات اور دلیری آجائیگی۔ اور اہل عجم یہ سمجھینگے کہ ہم بادشاہ عرب کو قتل کر دیوین تو آپ ہر دغدغہ سے چھوٹ جانینگے۔ خدانخواستہ جب آپکو کچھ مضرت پہنچیگی تو کسی وجہ سے اسکا تدارک نہو سکیگا اور آپنے جو فرمایا کہ انکا لشکر نہایت کثرت کو پہنچا ہے۔ اب جانا چاہئے کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے سے ابتک جو کفار کے ساتھ جنگ و جہاد کرتے اور فتح پاتے آئے وہ فتح و نصرت کچھ کثرت لشکر پر موقوف نہین تھی بلکہ فضل ربانی و تائید آسمانی سے تھی۔ اب بھی جب غازیان اسلام فضل الٰہی پر تکیہ کرکے اسی سنت سنیہ کی پیروی بجا لائینگے اور جنگ و جہاد مین کوشش کرکے مد بیضا دکھلائینگے وہی تائید الٰہی دستگیر ہوگی اسباب مین میری راے یہی ہے کہ مین اور شام اور دوسرے ملاد اسلام کے فوجون کو آپ حکم لکھین کہ ہر لشکر کے تین ثلث کرین۔ ایک ثلث اپنی جگہ مین ہی رہ کے مسلمانون کے اہل و عیال کی حفاظت

کریں - دوسرا فرقہ فریقین میں سکونت کرکے دیکھتے رہیں کہ وے اپنے عہد پر قایم رہتے ہیں یا نہ - اور تیسری گروہ کو فریقین کی مدد کے لئے روانہ ہووین - اور ان پر ایسے شخص کو امارت دین کہ زیرک فراست اور لباس شجاعت سے آراستہ ہو - اور جنگ و قتال میں بڑا ہوشیار اور تجربہ کار ہووے - اگر فتح و ظفر کی صورت آئینہ مطلوب میں جلوہ گر ہو بہتر ورنہ جب آپ سریر صحت پر سلامت رہیں اسکا تدارک ممکن ہو کہ دوسرا لشکر بھیجکے بدلہ لے سکتے ہیں - جب جناب خلافت مآب نے حضرت علی سے یہ کلام فراست انجام سنا نہایت خوشی سے تبسم کیا اور فرمانے لگے کہ یا ابوالحسن آپنے جو فرمایا ہی راست بات اور ٹھیک تدبیر ہے واللہ میری خاطر میں بھی یہی بات گذرتی تھی اور میں چاہتا تھا کہ پہلا مشورت کروں اسمیں آپ کی رائے میں بھی وہی تدبیر آئی - اور عباس بن عبدالمطلب بھی جو بڑے مدبر تھے حضرت علی کی رائے ہی پسند کی - پھر سب مہاجرین نے حضرت علی سے پوچھا کہ اس لشکر کی امارت کے لئے آپکس کو مناسب جانتے - فرمایا کہ نعمان بن مقرن اسکام کے لائق ہی پس سب مہاجر و انصار بھی اسیکو پسند کیا - پس اسی مجلس میں کوفے کے لشکر کی امارت نعمان بن مقرن کے نام پر مقرر ہوئی انہوں نے شجیعان و دانشمندان صحابہ سے تھے اور اس لشکر کے غنایم کی حفاظت اور تقسیمت پر سائب بن اقرع کو مقرر کیا اور کرنے والوں کے نام سے ایک مکتوب بمضمون کا لکھا کہ سلام علیکم - امابعد اہل کوفہ تمکو معلوم ہو کہ میں نے لشکر اسلام کی امارت نعمان بن مقرن کو دی ہی اور اس کو تمہاری طرف روانہ کیا ہوں تم ان کا فرمان سے جو سرحد نہاوند میں جمع آئے ہیں جنگ کرے - اگر نعمان شہادت پاوے حذیفہ بن الیمانی امیر ہے اگر وہ بھی شہید ہووے ابوموسی اشعری امیر ہے - اگر وہ بھی شہادت نوش کرے - جریر بن عبداللہ بجلی امیر ہے - اگر وہ بھی جام شہادت پیئے مغیرہ بن شعبہ امیر ہے - اگر اسکو بھی درجہ شہادت نصیب ہو - اشعث بن قیس کندی امیر ہے - پس نعمان کے ساتھ ایک فوج دیکے روانہ فرمایا - پھر نعمان کے نام ایک نامہ اس مضمون کا بھیجا کہ لشکر عراق میں دو مرد بڑے نامور ہیں اور جنگی امور میں بڑی مہارت رکھتے ہیں ایک عمرو معدیکرب مرجبی ہے دوسرا طلیحہ بن خویلد اسدی سو تم کو چاہئے کہ ان ہر دو کو مہمات جنگی اور کار و بار بادشاہی میں اپنے صاحب مشورت بھیجو اور ان کو دوسرے کام پر مامور کرے کہ لِکُلِّ عَمَلٍ رِجَالٌ - اور وہ نامہ سائب بن اقرع کے ہاتھ دیکے کوفے کی طرف روانہ کیا اور بعضے تواریخ میں لائے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر نے اپنے فرزند ارجمند عبداللہ کے ساتھ پانچہزار سوار دیکے انکی مدد پر مدینہ طیبہ سے روانہ فرمایا - جب عبداللہ بن عمر حلوان کے سرحد میں پہنچے اور اطراف و نواحی سے دس ہزار مرد جمع آئے پس بڑی جلدی سے قطع منازل کرنے لگے - لکھتے ہیں کہ جب امیرالمومنین کا نامہ نعمان کو پہنچا انہوں نے اسیوقت جنگی اسباب کے تیاری میں مشغول ہوے - جب دینور اور بصرے سے مدد کی فوجیں آپہنچیں جو دو ہات کی تو تیس ہزار مرد جان باز شمار میں آئے پس نعمان نے جب یہ لشکر انبوہ کامل شان و شکوہ سے ہمراہ لے کے کوچ کیا لوگوں کی کثرت سے بیابان اور کوہستان تنگ ہو گیا

جب فیروزان نے لشکر اسلام آنیکی خبر سنی خندق کھدوانے اور قلعے اور برجون کے استوار کرنے مین مشغول ہوا جب لشکر اسلام سرحد نہاوند مین پہنچا لشکر عجم سے آدھے فرسنگ کی مسافت پر نزول کیا۔ دو مہینے تک طرفین سے تیرین چل رہین تھین نہ کوئی ادہر سے اُدہر گیا نہ اُدہر سے اوہر آیا آخر فیروزان تنگ آکے نعمان کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا اور یہہ پیغام بھیجا کہ مسلمانون سے کسی کو بھیجے تا وہ اپنا مافی الضمیر اس سے بیان کرے تب نعمان نے مغیرہ بن شعبہ کو جو بڑی شجاعت اور جسامت اور فصاحت رکھتے تھے درکریمہ زادہ بسطۃ فی العلم والجسم کے مصداق تھے اور یزدجرد اور رستم کی مجلس مین جس نے کلام کیا تھا روانہ کیا جب مغیرہ اسکی مجلس مین داخل ہوے فیروزان کہنے لگا کہ روی زمین پر کوئی طائفہ عرب سے زیادہ بدبخت اور زیادہ بھوکے نہین تم نے کیسے اس ملک کا قصد کیا اب جاکے اپنے امیر دربارون سے کہدیجیے اگر تم طعام ولباس کی تنگی کے سبب سے ادہر آئے ہون تو کھانے پہننے کی چیزین اسقدر دلوائونگا کہ تمہارے سب لشکر کو کفایت کرین اور سب کے سب خوش ہوجاوین۔ اور زراعت کے لئے اتنی زمین بخشدونگا کہ سب آرام سے گذر کرین۔ یہہ سنکے مغیرہ نے کہنے لگے کہ سچ ہے کہ ہم اس کے آگے فقیر تھے لاکن اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت سے ہمکو غنی کردیا۔ اور ہم ناتوان وذلیل تھے لاکن ملت اسلام کے دخل کرنے سے ہمکو قوی وعزیز بنادیا۔ اب تم جانو کہ خسرو جو تمہارا بادشاہ تھا جب رسول خدا علیہ الصلوات والسلام کا نامہ مبنی شمار چاک کیا۔ دولت وریاست بنی ساسان کے خاندان سے کنارہ لی۔ جب قادر علی الاطلاق کا ارادہ کرا دین محمدی کے بلند کرنے پر آوے۔ سنان کو کیا امکان کہ مخالفت پر کمر باندہین۔ جب دولت اسلام کا آفتاب صدق وحق کی بلندی پر طلوع کرے۔ آتش پرستون کا ستارہ کب فروزان رہیگا۔ عجب ہی کہ تم پچھلے جنگون مین بارہا اہل اسلام کو آزمائے ہو اور شکست فاحش کھائے ہو۔ باین اپنی ضد ونفسانیت پر آتے ہو۔ اب بھتر یہی ہی کہ تم دین اسلام قبول کرین تا دین ودنیا کی سعادت نصیب ہو۔ اگر اسلام نہین قبول کرتے ہو ذلت وخواری کے ساتھ جزیہ دینا پڑیگا۔ جزیہ دینے پر راضی نہین ہوتے ہین تو جنگ پر تیار ہوجاو۔ مغیرہ نے یہہ بول کے اٹھے اور اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی۔ جب یہہ سرگذشت نعمان کی خدمت مین عرض کی انہون نے صحابہ سے مشورت کی۔ تب طلیحہ بن خویلد وغیرہ نے عرض کی کہ بمقتضا الحرب خدعۃ کے مناسب ہی کہ ہم یہان سے کوچ کرین تا اہل عجم کو گمان ہو کہ مغیرہ کی خبر سے لشکر عرب کو خوف ہوا اسواسطے یہان سے فرار ہوے۔ تب کفار ہمارا پیچھا کرینگے۔ نعمان کو یہہ رائے پسند آئی سو حکم کیا کہ کوچ کرین جب لشکر اسلام وہان سے کوچ کرکے ایک منزل پر جا اترا کافرون نے سمجھا کہ یہہ گھبراکے فرار ہوے ہین پس سب انکو غنیمت جان کے انکا پیچھا کیا یہہ بات نہین سوچھی کہ شیران بیشہ شجاعت دریران عرصہ مشہامت کمین گاہ مین منتظر ہین غرض شب کا وقت تھا کہ ان کے منزل مین جا پہنچے اور لشکر عرب کے مقابلے مین اترے وہ شب جو ہول قیامت سے خبر دیتی تھی سپاہ عجم کو اندیشہ جان اور مجاہدان عرب کو آرزوے شہادت اور دخول جنت

ہرگز نیند نہ آئی جب رات گذر گئی چہار شنبہ کے دن علی الصباح نقارہ دغا کا شہسوار خونین تلوار اپنے ہاتھ میں لیا ہوا آیندہ
میدان میں تاخت کیا ہر دو لشکر میدان میں آکے ایکدوسرے کے مقابل ہوے نعمان نے اپنے برادر نعیم بن مقرن کو تقدم
پر اور حذیفہ بن الیمانی کو میمنہ پر اور اپنے دوسرے برادر سوید بن مقرن کو میسرہ پر مقرر کیا قیس بن ہبیرہ مراری کو کمین گاہ میں رکھا
اور نقارہ جنگ کا بجا ہر دو لشکر مانند بحر اخضر کے بجوش خروش میں آے قتال وجدال شروع ہوا اس دن شام تک جنگ کی
چکی گردش میں تھی ایسا سخت جنگ ہوا کہ خون کی نہر رواں ہوی جب کندۂ آفتاب ظلمت وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ میں نزول
کیا ہر دو لشکر جنگ سے ہاتھ رکھے اور اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف چلا گئے - اہل اسلام تمام شب تسبیح وتہلیل اور قرأت قرآن میں مشغول
رہے اور تضرع وزاری سے جناب باری عز اسمہ میں دعا کر رہے تھے - اور کافروں نے شراب وکباب اور چنگ ورباب میں
رات بسر لے گئے - جب چراغ شب ناپدید ہوا اور طاؤس خرشید اپنا پر کھینچا یعنے صبح ہوی وہ پنجشنبہ کا دن تھا ہر دو لشکر میں مقاتلہ
شروع ہوا شام تک ہاتھ نہ رکھے اس روز کا جنگ پہلے روز کے جنگ سے زیادہ تھا عرصے ہوا مزدوں نے عجم کے ہاتھوں پر تیرین چلائیں
اور انکے سونڈھوں پر شمشیر زنی کر کے بہت سے ہاتھوں کو گرا دیا اور بہت سے عجمیوں کو زخمی کر دیا - تیسرے روز جو روز جمعہ تھا صبح کے وقت
نعمان بن مقرن سفید لباس پہنے ہوے اور سفید طاقیہ سر پر رکھے ہوے ایک ترکی بھتر گھوڑے پر سوار ہو کے میدان میں
آنے اور اپنی شہادت کے لئے کمال تضرع سے بارگاہ الٰہی میں دعا کی - پھر لشکر کی صفیں درست کر کے لوگونکو جہاد کی ترغیب
وتحریص دی - اور فرمایا کہ میں نے آج کے دن تین بار لواے اسلام کو حرکت دونگا سو تم کو چاہئے کہ پہلے گھوڑوں کی زین
اور تنگ درست کریں اور دوسری بار اپنے نیزونکو برابر دشمنوں کے سینے کے مقابل کریں - اور تلوارون کو نیام سے کھینچ لیں جب
تیسرے بار تکبیر کہونگا سب کے سب ایکبار کفار پر حملہ کریں یہہ بات سنکے غازیون نے کہا کہ ہم نے آپکی وصیت قبول کی لاکن آپ
کونسی ساعت میں یہہ کام کروگے - فرمائے کہ میں اس ساعت کا انتظار کرتا ہون کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداے
جہاد کے لئے جس ساعت کا انتظار کرتے تھے - وہ نماز ظہر کا وقت ہی اور فرماتے تھے کہ وہ وقت نزول رحمت ربانی ونصرت
تائید آسمانی کا ہی - پس جب آفتاب زوال پایا نعمان نے اپنے جھنڈے کو حرکت دی - سب غازیون نے اپنے گھوڑون
کی زین اور تنگ اور لگام درست کئے اور ہر مسلمان نے ایک دوگانہ نماز ادا کی - جب دوسرے جھنڈے کو جنبش دی ہر غازی نے اپنے
گھوڑے پر سوار ہوا بعضون نے اپنے نیزونکو گھوڑون کے ہر دو کان کے درمیان راست کیا - اور بعضے تلوار کو کھینچ کے
داہنے ہاتھون میں اور ڈھالین بائین ہاتھون میں لئے اور ہر سوار پیادہ کو جو سوار کے آگے رہتا یہہ مذاکرتا تھا کہ ای فلان دو -
ہو جاتا کہین گھوڑے کا پامال نہو - اور میں تو نہ پھروںگا جب تک کہ مار اینگا ون یا اللہ تعالے مسلمانون کو فتح ونصرت بخشے
جب نعمان نے تیسرے بار جھنڈے کو حرکت دی سب دلاور قرار دے کہ سب کے سب ایکبار حملہ کریں جب نعمان نے تکبیر کہی اللہ اکبر

نے اس تکبیر کی آواز کا خوف اور رعب کافرون کے دلون مین ایسا ڈالا کہ ان کے بدن مین لرزہ پڑ گیا۔ اور میدان مین ان کے پیر ثابت نہ رہے اور ان کے ہاتھ اور بازو مین اسقدر قوت نرہا کہ کمانون کو زہ کرین۔ کہتے ہین کہ نعمان جو اس روز اپنی شہادت کے لئے دعا کی تھی اثنائے جنگ مین بار بار ان کی خاطر مین یہ گذرتی تھی کہ میری دعا قبول ہوی ہوگی اللہ مین آج شربت شہادت نوش کرونگا اور سعید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے حضور فیض گنجور مین پہنچونگا سو وصیت کی کہ حذیفۃ الیمانی میرے بعد امیر ہے۔ ان کے بعد جریر بن عبداللہ البجلی اور انکے بعد معقل بن شعبہ۔ القصہ جب نعمان کی تکبیر کی آواز سب غازیون کے کان مین پڑی سب کے سب تکبیر کہتے ہوے ایکبار حملہ کئے جنگ نہایت گرم ہوا ایسے مین ایک تیر نعمان کے سر پر لگی سو شہادت پائی۔ تب انکا برادر سوید بن مقرن نے نعمان کی نعش کو خیمہ مین لے گیا اور انکا پوشاک پہن لیا اور ان کی تلوار حمائل کرکے انہین کے گھوڑے پر سوار ہوکے معرکے مین آیا لوگون نے سمجھا کہ یہ نعمان ہے سوید بن مقرن کی اس حسن تدبیر سے لشکر اسلام مین نعمان کی شہادت سے کسی طرح کا خلل نہ آیا۔ کہتے ہین کہ لشکر عجم کے سرداروں سے ایک شخص کہ جسکا نام نوشجان تھا ایک ہاتی کو بہت ہی آراستہ کرکے اس پر سوار ہوکے آیا۔ تب عمرو بن معدیکرب نے اس ہاتی کا قصد کرکے اپنے چچیرے بھائیون سے کہا کہ مین ہاتی پر حملہ کرتا ہون اگر میری شمشیر سے اسکی سونڈ کٹ جاوے بھتر والا اگر مخالفین میری جنگ پر آوین تم میری مدد کرو عمرو یہ وصیت کرکے اس ہاتی کے طرف متوجہ ہوے۔ نوش جان تیر چلانے لگا سو عمرو زخمی ہوے۔ تب ان کے چچیرے بھائیون نے انکی مدد پر کر باندھین نوش جان کے تابعدار دوڑے انکا مقابلہ کیا۔ عمرو نے اس فرصت کو غنیمت جان کے اس ہاتی پر تلوار چلائی سو اسکی سونڈ کٹ گئی وہ ہاتی منھ پھیرا اور چند قدم چل کے گر پڑا اور اسیوقت ہلاک ہوا۔ تب مسلمانون نے نوش جان کو قتل کرکے جہنم کیطرف روانہ کیا۔ جریر بن عبداللہ بجلی اور طلیحہ بن خویلد اسدی غازیون کو جنگ پر ترغیب دینے لگے یہان تک کہ قتال کی آتش نہایت شعلہ زن ہوی۔ اس اثنا مین عمرو بن معدی کرب نے اپنے یارون سے کہا کہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ مین آج شہادت پاؤنگا اور مسلمانونکو فتح و نصرت ہاتھ دیوگی مین اللہ تعالیٰ کی راہ مین اپنی جان عزیز نثار کرتا ہون ان بالتون سے سب دوستون کو بڑی وقت ہوی پس عمرو نے اپنے اپنے گھوڑے سے اترکے تنگ اور زین درست کرکے سوار ہوے اور تلوار کو علم کرکے گھوڑے کو حرکت دی ایک جست کرکے میدان مین آئے اور ایک شعر پڑھکے تکبیر کہتے ہوے دشمنون پر حملہ کیا قبیلہ بنی مدحج کے لوگ ان کے موافق ہوے لشکر کفار سے بہت سے لوگ مارے پڑے۔ الیسی مین عمرو بن معدی کرب کا گھوڑا ٹھوکر کھاکے سبز زمین ہوا عمرو پیادہ ہوے اور گھوڑا اچھک کے بھاگا کافرون نے اس فرصت کو غنیمت جان کے ان کو گھیر لیے تب عمرو نے انکی طرف متوجہ ہوکے یہان تک جوانمردی کی داد دی کہ تلوار ٹوٹ گئی۔ ان کے پاس دوسری ایک تلوار بھتر تھی اسکا نام ذی النون تھا اسیوقت بنام انتقام سے کھینچ کے یہان تک

تیغ زانی کی کہ وہ ٹوٹ گئی - آخر بھرام نے اپنی شمشیر چلائی عمرو نے اسی کے ضرب سے شربت شہادت نوش کیا - اسکے بعد غازیان اسلام ایسی کچھ جد وجہد کی کہ لشکر کفار مین بڑا ہی تزلزل آگیا اہل عجم سے ایک لاکھ شخص مقتول ہو کے داخل جہنم ہوے اور فیروزان نے اپنے ساتھ چہار ہزار شخص کو لے کے ایک پہاڑ کی طرف جا کے پناہ لی - تب قعقاع بن عمرو نے ایک ہزار مجاہد کو اپنے ہمراہ لے کے اسکا پیچھا کر کے فیروزان کو اور اس کے سب تابعون کو قتل کیا اور بہت سی غنیمت ہاتھ آئی - کہتے ہین کہ جب سائب بن اقرع غنایم کے جمع کرنے مین مشغول تھے عجم کے دہقانون سے ایک شخص نے ان کے پاس آکے کہنے لگا کہ مجھے اور میرے گھر والون کو جان و مال کی امان دیوے تو مین نے تم کو ایک گنج عظیم سے نشان دیتا ہون کہ جس مین بہت سا مال نفیس اور جواہر اور بیش قیمتی پارچے ایسے موجود ہین کہ جو ہر ایک بصر اسکی قیمت سے عاجز اور قلم اسکے بیان سے قاصر ہین سائب بن اقرع نے اسکی التمس قبول کر کے فرمایا کہ مین امان دیا ہون اس نے اسی وقت انکو لیجا کے وہ گنج بتلایا جب اسکو کھلوائے تو ایسے زر و زیور اور پارچے بھرے اور جواہر زواہر نکلے کہ ستارے کے مانند درخشان تھے - سائب بن اقرع اس گنج عظیم کے سوائے جو غنایم جمع کئے تھے اس سے خمس نکال لے کے بعد سب مجاہدان پر جو چالیس ہزار تھے قسمت تقسیم کئے تو ہر سوار کو چھے ہزار اور ہر پیادے کو دو ہزار درہم پہنچے - اور وہ خزانہ جو ہاتھ آیا تھا اس سے خمس نکالے حذیفہ بن الیمانی کی صوابدید سے بجنسہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا سائب بن اقرع نے وہ خزانہ لیکے وارد مدینہ ہوا اہل مدینہ لشکر نہاوند کی خبر کچھ معلوم نہونے سے حضرت عمر کی خاطر مبارک متعلق تھی امیر المومنین کی نظر سائب پر پڑتے ہی آنکھ مین پانی لاکے پوچھنے لگے کہ ای سائب جلد خبر دیجئے کہ لشکر کا کیا حال ہے - سائب نے عرض کیا کہ اللہم مطلع لکم بشرا کم بشرا کم یا امیر المومنین آپ کو بشارت ہو کہ اللہ تعالی نے مشرکون کو شکست و ہزیمت اور مسلمانون کو فتح و نصرت عنایت کی جناب خلافت مآب نے نعمان بن مقرن کو خبر دریافت کی تو عرض کی کہ وہ شہید ہوے یہ سنتے ہی حضرت عمر کو بڑی رقت ہوی سو آپکے آنکھون سے اشک روان ہوئین نعمان کے حق مین دعا کر کے پھر پوچھے کہ اور کون کون شہادت پائے سائب نے شہیدون کے نام بتلائے اور وہ خزانہ جو ہاتھ آیا تھا اسکا قصد ظاہر کر کے وہ جواہر وغیرہ پیشکش کئے امیر المومنین اسکو ملاحظہ فرما کے حضرت علی مرتضی اور عبد الرحمن بن عوف اور اکابر صحابہ کو بلوایا - واقدی نے لکھا ہے کہ جب اصحاب کرام حاضر ہوے اور مشورت ہوی مین نے اس مجلس سے باہر آیا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کے بڑی جلدی سے روانہ ہوا اور قطع منازل کر کے کوفے تک جا پہنچا واللہ ہنوز میرے اونٹ کا پسینہ خشک نہین ہوا تھا کہ امیر المومنین کا قاصد آیا اور انکا نامہ میرے ہاتھ دیا اس مین مرقوم تھا کہ ای سائب مین نے تجھے اللہ تعالی کی قسم دیتا ہون کہ اگر تو بیٹھا ہی تو دوسرے کام کے واسطے نہ اٹھے مگر میرے طرف آوے - اور کھڑا ہی تو نہ بیٹھے بلکہ اسیوقت اپنے مرکب پر سوار

ہو کے جلد آ کے میرے لیے لے۔ پس مین نے حسب الحکم اسیوقت سوار ہو مدینہ منورہ کی طرف راہی ہوا اور قطع منازل کر کے جناب خلافت مآب کی حضور مین جا پہنچا۔ جب امیرالمومنین کی نظر مجھ پر پڑی اور مین نے سلام کیا جواب دیکے فرمانے لگے کہ ای سائب جسدن تو نے میرے جدا ہوا اسی شب مجھے عالم رویا مین تبلائے کہ ملائکہ کرام کی ایک جماعت آسمان سے اتری اور یہ سنگ پارے جو تو نے لا دیا تھا میرے طرف پھینکتے ہین اور وہ آتش کے چنگاریون سے منقلب ہو کے میرے جیب مین آتے ہین مین نے یہ حالت دیکھ کے نہایت مضطر ہوا اور اسیوقت اللہ تعالی سے عہد کیا کہ وہ گنج میرے رنج کا سبب ہے اسی لشکر کی طرف روانہ کردونگا تا انہین پر تقسیم کیا جاوے پس مین نے اسکو اپنے ہمراہ لے کے نکلا جب کوفے کی مسجد مین داخل ہوا حذیفہ بن الیمانی کی مشورت سے اس کو فروخت کرنا چاہا تب عمرو بن حریث مخزومی نے دو لاکھ درہم سے خرید کیا اور انہون نے اسکو اپنا سرمایہ ٹھہرا کے دیار عجم کے طرف لیجا کے چہار لاکھ درہم سے بیچا۔ **نقل** ہے کہ جب نہاوند کے سبایا کو مدینہ طیبہ کی طرف لائے مغیرہ کا غلام ابولولو نام وہ سبایا کو دیکھ کے بہت غمگین اور مضطر ہوا خصوص کم عمر بچون اور یتیمون کو اپنے گلے سے لگا کے رونے لگا۔ اور حضرت عمر سے کہتا تھا کہ یا امیرالمومنین ان کے دیکھنے سے میرا جگر کباب ہوا۔ کہتے ہین کہ اسکا اصل بھی نہاوند سے ہی تھا۔ فیصر کے لشکر کو نے اس کو قید کر کے شام کے طرف لایا اور وہان مسلمانون کے قید مین پڑا سو مدینہ کی طرف آیا تھا۔ قصہ کوتاہ فتح نہاوند اعظم فتوحات سے ہوا اہل اسلام اسکا نام فتح الفتوح رکھے کیونکہ اس کے بعد اہل فارس کو پھر ایسی جمعیت ہاتھ نہ دی بلکہ ان کے اکثر دیار و امصار مسلمانون کے تصرف مین آے۔ کہتے ہین کہ جب یزدجرد نے فیروزان کی ہلاکت اور اسکے لشکر کی تباہی کی خبر سنی نہایت سراسیمہ و حیران ہو گیا عرب کے دلاورون اور لشکر اسلام کے بہادرون کا خوف اس پر ایسا غالب ہوا کہ شہری مین ٹھہر نہ سکا اور عراق عجم کا قصد کیا بڑی جلدی سے خراسان کی طرف جانا چاہتا تھا ایسے مین طبرستان کا حاکم بہت سے تحفے اور ہدیے لیکے اس کے پاس آ کے کہنے لگا کہ مین جس ملک مین رہتا ہون اس مین بہت سے قلعے اور حصار اور بہت سے جنگی لوگ حاضر ہین اگر ادہر کا قصد کرے تو ہم نے لایق خدمتین بجا لاینگے اور حتی الامکان مدد کرین گے یزدجرد اسکی بات پر خیال نہ کر کے ملک نیمروز کی طرف متوجہ ہوا ایکمدت دراز بجستان مین سکونت کی پھر وہانسے طوس کی طرف جا کے قلعے مین رہا پھر وہان سے شہر مرو کی طرف گیا وہین اسکا کام تمام ہوا انشاء اللہ تعالی اسکا قصہ حضرت عثمان کی خلافت مین آویگا۔ **نقل** ہے کہ اسی سال حضرت عمر نے عمرہ بجا لانیکے لئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوے۔ اور اسی سال دیار اسلام مین درہم و دینار پر اللہ تعالی کے نام کا سکہ جاری کیا اور بعضون پر نقش تھا لا الہ الا اللہ اور بعضون پر الحمد للہ کا نقش تھا اور ایک روایت ہے کہ بعضے دینار اور درہم پر قل ھو اللہ احد منقوش تھا اور انکا نام و نامبر و ابراہیم احدی

رکھے - اور ایک قول آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے نیچے عمر فاروق کا نام کندہ کئے تھے - اس کے آگے کسریٰ کے نام کا سکہ تھا - اور اسی سال میں عمرو بن عاص کے ہاتھ پر صلح کی طور پر برقہ اور طرابلس کی فتح ہوئی - اور عقبہ بن رافع فہری کو روانہ کیا تا مصالحت کی راہ سے زویلہ کی فتح کرے - کہتے ہیں کہ اہل برقہ نے زر سرخ کے بارہ ہزار دینار صلح کے بدل قبول کئے - اور اسی سال حضرت عمر نے زید بن ثابت کو مدینہ میں اپنا خلیفہ ٹھہرا کے آپ حج کعبۃ اللہ کی نیت سے روانہ ہوئے حج کے مناسک ادا کر کے پھر مدینہ کی طرف مراجعت کی - اور اسی سال عبداللہ بن عثمان کے ساتھ ایک لشکر عظیم رکھ کے اصفہان کی طرف روانہ فرمایا - انہوں نے اصفہان کی تسخیر کی اور حاکم اصفہان پر جزیہ ٹھہرایا اور اسی سال حکیم بن عمیر تمیمی کو کرمان کی طرف اور مجاشع بن مسعدی کو کرمان اور عاصم بن عمرو کو سیستان کی طرف روانہ کیا - اور بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ ان امیروں کو ہجرت سے اٹھارویں سال روانہ فرمایا تھا ہر دو قول کی تطبیق یہ ہے کہ ان امیروں کو جو ان ملکوں کی طرف روانہ کرنا اٹھارویں سال میں ٹھہرائے ہوں اور کو اسباب سفر اور سامان جنگی کا تہیہ کر کے نکلے لاکن انکا وصول اس یار میں سترہ سال ہوا واللہ اعلم - اور اسی سال کوفے والوں نے امیر المومنین کی جناب میں عمار بن یاسر کی شکایت لائی کہ وہ نماز اچھی طرح سے اور انہیں کرتے ہیں نماز کے سنن و آداب جیسا چاہئے ویسا نہیں بجا لاتے - عمار بن یاسر کو اس بات کا نہایت عار ہوا مانند کباب کے بیچ کھایا سو امارت سے دست بردار ہو کے حکومت سے استعفا چاہا امیر المومنین انکی التماس قبول کر کے اپنے دل میں یہ بات ٹھہرائی کہ جبیر بن مطعم کو انکی جگہ پر روانہ کریں اور خلوت میں انسے فرمایا کہ تمہیں کوفے کی امارت پر بھیجنا چاہتا ہوں تم سامان سفر کا تہیہ کیجئے اور کوفے کو پہنچنے تک یہ بات کسی سے نہ بولئے جبیر نے اپنی زوجہ سے یہ بات ظاہر کی اور اسنے مغیرہ بن شعبہ کی بی بی سے کہی مغیرہ کو اس آگہی ہوئی بفحوائے کُلُّ سِرٍّ جَاوَزَ الْاِثْنَیْنِ شَاعَ کے یہ خبر شائع ہو گئی - جب مغیرہ کی وساطت سے یہ بات امیر المومنین تک پہنچی جبیر سے رنجیدہ ہوئے اور انہوں کشف راز کرنے سے ان کو سرداری سے محروم رکھ کے مغیرہ بن شعبہ کو کوفے کی امارت پر روانہ فرمایا - اور اسی سال معاویہ بن ابی سفیان نے سرحد روم میں جا کے بعضے دیہات و امصار کی تسخیر کی —

ہجرت سے بائیسویں سال کے وقایع - اس سال میں مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر آذربائیجان کی فتح مصالحت کی طور پر واقع ہوئی - اس شہر کے لوگ صلح کے بدلے میں آٹھ ہزار درہم تسلیم کئے - اور اسی سال میں امیر المومنین کو معلوم ہوا کہ ہمدان کے لوگ حذیفہ بن الیمانی سے عہد توڑ کے تمردی اختیار کی - سو نعیم بن مقرن کے ساتھ ایک لشکر دیکے اپنے روانہ کیا انہوں نے جا کے ہمدان کے سردار کو قتل کیا پھر وہ ملک مسلمانوں کی تسخیر میں آیا اور لشکر عجم کے تھوڑے لوگ جو ہمدان کے سرحد میں رہتے تھے نہایت پا کے ری کی راہ لئے اور اسکو جائے پناہ مقرر کئے نعیم ان کا

پیچھا کرکے اس ملک کے نزدیک پہنچے اس شہر کے ساکنون سے ایک بقال نے انسے متفق ہوکے انکے لشکر کی ایک ٹکڑی کو راہ بتلاکے شہر رئی مین لے گیا - پس وہ شہر اہل اسلام کے تصرف مین آیا پھر قومس اور دامغان بھی آسانی کی راہ سے مفتوح ہوے - اور اسی سال مین احنف بن قیس نے امیر المومنین کے حکم سے ایک بڑا لشکر ہمراہ لے کے خراسان کی طرف آیا یزدجرد یہ خبر سنکے اسکی ہیبت سے بھاگا - خاقان کو اس پر بڑا رحم آیا سو ایک بڑا لشکر جمع کرکے یزدجرد کے ہمراہ خراسان مین آیا - احنف نے بصرے اور کوفے وغیرہا کے لشکر سے بیس ہزار مرد کو فراہم کرکے مرو مین اقامت کی تھی - خاقان اور یزدجرد کے آنے کی خبر سنکر جنگ کے ارادہ سے نکلے اثناے راہ مین لشکر خاقان کے قراول کے تین سو سوار لے دمنیون مسلمانون کے ضرب شمشیر سے داخل جہنم ہوے - جب خاقان کو یہ خبر پہنچی بہت ہی گھبراکے اسیوقت ماوراء النہر کی طرف بھاگا - یزدجرد بھی نادم اور ترسان اسی کے ساتھ چلا اور طبرستان مصالحت کے طور پر مسلمانون کے تصرف مین آیا - وہاں کے لوگ صلح کے بدلے مین پانچ لاکھ درہم پیشکش کئے - اور اسی سال ابوموسی اشعری نے شہر تستر فتح کی الحمدللہ علی ذلک

ہجرت سے تیئیسوین سال کے وقایع - اس سال مین عسقلان کی فتح مصالحت کے طور پر معاویہ کے ہاتھ پر ہوی اور روم کے بعضے بلاد جیسے عمودیہ وغیرہ ان کے تصرف مین آئے - اور کرمان سہیل بن عدی کے ہاتھ پر عبداللہ بن عسان کی مدد سے - اور سیستان عاصم بن عمر تمیمی کے ہاتھ پر - اور کران حکم بن عمر تغلبی کے ہاتھ پر مفتوح ہوے اور ایسے مین مدینہ طیبہ کو یہ خبر پہنچی کہ حاکم فارس نے سرحد فارس مین اہواز کی طرف شہرک مین بہت سے فارسیون کو جمع کرکے اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا ہے - تب امیر المومنین نے بہت سی فوجین آراستہ کرکے فارس کی اطراف روانہ کین ملک فارس کے ہر ہر شہر پر اپنے لشکر کے ہر ہر امیر کو حکومت دی - اور فرمایا تم جب اس نواح مین جا پہنچین لشکر گاہ شہرک کو معطل چھوڑ دیجیے بلکہ اس کے طرف التفات نہ کرکے اس ملک کے شہرونکی تسخیر پر کمر باندہیے - پس جب لشکر اسلام اس نواح مین جا پہنچا حسب الحکم مجاشع بن مسعود نے توج کی تسخیر کی اور عثمان بن ابی العاص نے شیراز کی تسخیر کے بعد اصطخر کے قلعے کو جو سلیمان پیغمبر علیہ السلام کا دارالملک تھا اپنے حیطہ تصرف مین لایا - اور اسی سال مین امیر المومنین نے سماریہ بن زنیم کو فسا اور دارابجرد کی طرف روانہ کیا - انہون نے بڑی جلدی سے وہان جا پہنچے اس ملک کے کافرون کو مقابلہ کی طاقت نرہی سو شہر کا دروازہ بند کردیا اہل اسلام دو مہینے تک انکا محاصرہ کئے تھے آخر وے کافرون نے فارسیون سے مدد طلب کی جب اہل فارس کا لشکر ان کی مدد پر آیا وے قلعے سے باہر آئے اور طرفین سے جنگ شروع ہوا بہت مسلمان شہید ہوے اتفاقا وہ جمعے کا روز تھا - بہت سے کفار اشرار کمین گاہ مین چھپے ہوے قابو طلب تھے کہ لشکر اسلام کے پیچھے سے آکے دو نا کرین اور چوطرف سے تنگ کردے تھے اس روز حضرت عمر نے مدینہ کے درمیان مسجد نبوی مین منبر مصطفوی پر جو

خطبہ کے لئے قیام کیا تھا سو اللہ تعالیٰ نے وے ہر دو لشکر کا حال ان پر کشف کیا سو ناگاہ بالای منبر ندا کی کہ یا ساریۃ
بن الرسم الجبل الجبل یعنے ای ساریہ بن رستم پہاڑ کا آسرا لے پہاڑ کا آسرا لے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت
عمر کی وہ ندا اس لشکر کے غازیون کو جو دو مہینون کی مسافت پر تھے اسیوقت پہنچا دی - ساریہ معرکے مین جو ایک
بڑا پہاڑ تھا اس کو اپنی پیٹھ پر لے کے لشکر کفار کے مقابل ہوے - امیر المومنین کی آواز سننے سے مجاہدونکو بڑا قوت حاصل
ہوا سو بڑی جوانمردی سے جنگ کرنے لگے بہت سے کفار مارے پڑے باقی گھبرا کے فرار ہوے اللہ تعالیٰ اپنے
لطف وکرم سے مسلمانونکو فتح ونصرت دی - اور اسی سال امیر المومنین نے حج کے ارادے سے نکلے اور حکم کیا کہ حضرت کاملات
علیہ الصلواۃ والتسلیمات کے ازواج مطہرات بھی ہمراہ رہین - اور انکا سامان سفر اور اخراجات خزانۂ بیت المال سے
دین - اور اس سفر مین حضرت کے بی بیون کا بڑا اکرام واحترام بجالاتے تھے اور بی بیون کے ہمراہ کئی اونٹون کی جرقطار چلتی
تھی اسکے شروع مین عبد الرحمن بن عوف کو اور آخر مین عثمان کو متعین فرمایا تھا جب مکہ معظمہ پہنچے اور حج کے مناسک
ادا کئے کعبتہ اللہ کے پردے کو پکڑ کر کمال عجز وانکسار اور تضرع وزاری سے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ قَدْ کَبِرَتْ سِنِّیْ وَرَقَّ
عَظْمِیْ وَضَعُفَ قُوَّتِیْ وَکَثُرَتْ رَعِیَّتِیْ وَاَنَا اَخْشٰی وَاَنَا اَعْجَزُ عَنْھُمْ اَللّٰھُمَّ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ قَبْلَ
اَنْ اُدَیِّ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ مَا اَکْرَہُ یعنے ای بار خدایا میری عمر بڑی ہوی اور میرے بدن کے ہاڈ زم ہوگئے
اور میرے قوے ضعیف ہوے اور میرے رعایا زیادہ ہوے سو مین ڈرتا ہون کہ انکی حفاظت اور ادای حقوق مین میرے
کچھ قصور وقتور واقع ہوا ہی جس چیز سے مین کراہت رکھتا ہون اس امت مین ظاہر ہوگیکے آگے میری روح کو اپنے جوار
رحمت کی طرف قبض کیجئے - ہر چند یہ امر جب ظاہر امیر المومنین سے حدیث صحیح کے مخالف واقع ہوا جو حضرت نے
فرمایا ہے لَا یَتَمَنَّیْ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ یعنے چاہئے کہ تمہارے کوی موت کی تمنا نہ کرے کسی ضرر کے اترنے سے لیکن
جب حقیقت مخالفت نہین کیونکہ وہ حدیث ضرر دنیوی پر محمول ہے - امیر المومنین کو جس ضرر کا اندیشہ تھا وہ ضرر دینی
تھا واللہ اعلم **امیر المومنین عمر فاروق کی شہادت** - نقل ہے کہ حضرت عمر جب حج کعبتہ اللہ
سے فارغ ہوے ایک روز مدینہ طیبہ مین مسجد نبوی کے درمیان خطبہ پڑھتے تھے اثنائے خطبے مین فرمایا کہ مین نے خواب
مین دیکھا کہ گویا ایک مرغ دو بار یا تین بار مجھے ٹھونگ مارا مجھے اسکی تعبیر کا گمان بھی آتا ہی کہ میری اجل نزدیک آن پہنچی ہی - اور
ایک روایت ہی کہ فرمایا اگر میری موت جلدی کرے امر خلافت چھے مرد قریشی پر مشترک ہی - عثمان وعلی وسعد وطلحہ
وزبیر وعبد الرحمن بن عوف - ایک روایت ہی کہ فرمایا لوگو مین نے تمہارے واسطے فرایض اور وظایف کی تعیین ومتدین
اور شہرون کا تقرر اور سنن واحکام کی تبیین مقرر کی - اب تم کو ایسے طریقہ واضحہ اور حجت لائحہ پر چھوڑ جاتا ہون کہ

مدینے مین بالاے منبر حضرت کو عین خطبے مین جو عمر کے لشکر کا حال انکشف ہونا -

جس سے زیادہ متصور نہین چاہئے کہ میرے بعد کوی نہ کہے کہ مین نے کتاب اللہ مین دو حدین نہین پائین - ایک حد شراب دوسری حد زنا - مین نے حضرت کی مجلس اقدس مین حاضر تھا اپنے نظر سے دیکھا کہ حضرت نے حد خمر جاری فرمائی اور ایک بھی ایکبار حضور پر نور مین حاضر تھا کہ ایک زانی کو رجم کیا سو اس کے بعد ہم بھی رجم کئے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہین کہ عمر نے کتاب اللہ مین کوئی چیز زیادہ کیا - حکم کرتا کہ آیت رجم قرآن مجید مین لکھین - مقرر ہم نے حضرت کے مبارک زمانے مین آیت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما نکالا من اللہ پڑھتے تھے لاکن اب اس آیت کی تلاوت منسوخ ہوی اور اسکا حکم باقی ہے - ایک روایت ہی کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ مین اپنا واقعہ اسما بنت عمیس سے بیان کیا انہون نے بتقریب تفسیر کہی کہ اہل عجم سے ایک شخص تمہین قتل کریگا **نقل** ہے کہ حضرت عمر نے جب مکہ معظمہ سے مراجعت کی ایکروز مدینہ کے بازار مین عبداللہ بن زبیر پر کمیہ کئے ہوے تھے اس وقت مغیرہ بن شعبہ کا غلام کہ جس کی کنیت ابو لولو اور فیروزان نام تھا اور وہ مجوسی اور ایک روایت سے نصرانی تھا آکے عرض کیا کہ یا امیر المومنین میرا آقا مغیرہ نے میرے اوپر ہر روز دو درم اور ایک روایت سے چہار درم طلب کرتا ہی مین اسقدر ادا کرنے سے عاجز ہون مین یہ چاہتا ہون کہ آپ اس سے کچھ کام کرنے کا حکم فرمادین امیر المومنین یہ سنکے پوچھے کہ تو کیا ہنر جانتا ہی - اسنے کہنے لگا کہ نجاری اور حدادی اور نقاشی جانتا ہون - جناب خلافت مآب نے فرمایا کہ باوجود اتنے صنعتین جاننے کے تو کمی چاہتا ہی تیرے آقا نے جو یومیہ مقرر کیا ہی ان صنعتون پر نظر کرتے نہایت اعتدال اور انصاف سے پایا جاتا ہی - اس باطل پرست کو حضرت عمر کی یہ حق بات بہت گران آئی سو وہ بدشمن جانی وعدوے نہانی بن گیا - کعب الاحبار جو کعبہ اسرار و محرم اخبار احیار تھے خفیہ امیر المومنین کی خدمت مین گذارش کی کہ اس یہان مین جسکا کام کا بندوبست آپکے ساتھ علاقہ رکھتا ہو اسکا بندوبست جلد کیجئے کیونکہ توریت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی عمر شریف تین دن سے زیادہ باقی نہین رہی ہے - جب حضرت عمر کے جسم مبارک مین کوئی علت نہین تھی بسبات سے استبعاد کیا القصہ وہ غلام بدانجام نے ایک ہتھیار کو جو دو سر رکھتے اور اسکا دستہ درمیان تھا زہر آب پلایا اور بہت تیز کرکے رکھا اور قابو ڈھونڈھتا تھا - ایکدن جناب خلافت مآب نے نماز صبح کے لئے مسجد مین تشریف لائی - صحابہ کبار و مجاہدان نامدار دشمن غدار کے جنگ پر کہ جس کو لسان شرع مین جہاد اکبر کہتے ہین تیار ہوے اور نماز کے واسطے صفین باندھکے کھڑے رہے - امیر المومنین کا دستور یہ تھا کہ اول وقت نماز پڑھتے اور صفون مین کجی ہو تو درست کرتے - غرض جب محراب مین تشریف لائی جماعت پر حکم کیا کہ استووا پس تکبیر تحریمہ کہکے قرات مین مشغول ہوے سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یوسف آغاز کی وہ غلام ناہنجار نے مری ہتھیار لیا ہوا صف اول مین کھڑا تھا یک بیک آگے بڑھکے جناب خلافت مآب پر تین ضرب کیا ایک مونڈھی پر دوسرا پہلو پر متیسر الشہادت پر ایک ضربت

ہو کہ پیچھے ضرب کیا پشت مبارک پر جو ضرب کیا تھا وہ ناف تک پہنچا موت کا سبب بھی وہی ہوا - تب حضرت عمر کی زبان پر یہہ آیت جاری تھی وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا اس حالت مین بیٹھ گئے اور کمال صبر و ثبات سے عبدالرحمن بن عوف کو نماز مین خلیفہ لیا کہتے ہین کہ انہون نے نماز کو خفیف کیا ایک روایت ہو کہ پہلی رکعت مین بعد فاتحہ سورۂ والعصر اور دوسری رکعت مین سورہ کوثر پڑہی - جب نماز سے فراغت حاصل ہوی دیکھتے کیا ہین کہ زخمون سے خون بہت جاری ہو گیا ہے کے سبب سے آپ کو غشی آگئی ہے تب اٹھا کے گھر لے آئے - اور اس غلام شقی کا یہہ حال تھا کہ جو شخص اس پر گذرتا وہ مردود اسی ہتھیار سے اس کو زخمی کرتا ایسا ہی اٹھارہ مرد کو زخمی کیا آخر ایک مرد عراقی نے ایک بڑی طاقیہ جو اپنے سر پر رکھتا تھا اسکو نکال کے اس شقی کے منھہ پر ایسی سختی سے پھینکا کہ وہ زمین پر گر پڑا تب وہ مرد عراقی نے جلد اسکے سینہ پر چڑھکے ایسی قوت سے دبایا کہ اس کو چھوڑانیکی طاقت نرہی - اس لعون نے جب دیکھا کہ بہت بُری طور سے اسکو مارینگے ناچار وہی ہتھیار اپنے حلق ناپاک پر رکھکے دبایا اور اسیوقت داخل جہنم ہوا - اور بعضے مورخون نے لکہا ہے کہ جب اس ملعون سے وہ حرکت ناپسندیدہ سرزد ہوی مسجد سے نکل کے بھاگنے لگا عبداللہ بن عمر نے اسکا پیچھا کیا بقیع کے پاس پکڑ کے قتل کیا - نقل ہے کہ جناب خلافت مآب اخیر وقت تک بیہوش تھے آخر نماز کے واسطے ہوشیار کیئے - جب ہوش مین آئے اور یارون پر نظر پڑی پہلی یہی بات تھی کہ آپکے زبان پر گذری کہ کیا لوگ نماز ادا کیئے حاضرون نے کہا ہان - یہہ سنکے فرمایے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِسْلَامَ لِمَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ تب وضو فرمایا اور نماز پڑہی - پہلی رکعت مین بعد فاتحہ کے سورۂ عصر اور دوسری رکعت مین قل یاایہا الکافرون پڑہی جب نماز سے فارغ ہوے ابن عباس سے پوچہے کیا تم نے پہچانا کہ کس شخص نے یہہ کام کیا انہون نے کہا کہ مغیرہ کا غلام ابولولو فرمایا کہ مین نے جو اس کے ساتھ امر معروف اور نہی منکر سے پیش آیا اسیواسطے اس نے یہہ کام کیا - نقل ہے کہ جب عبدالرحمن بن عوف جناب خلافت مآب کے گھر آئے ان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تم نے خوش آیا مین چاہتا ہون کہ مسلمانون کی خلافت اور امارت تمہارے قبضہ اقتدار و اختیار مین دون - عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ واللہ مین اس بار گران کا حامل نہین ہو سکتا ہون - تب فرمایا کہ ایک ساعت میرے ساتھ خلوت کیجئے تا ان لوگون کے باب مین تمہارے مشورت کرون جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن سے راضی تھے یہان تک کہ رحلت کی - پھر فرمایا کہ عثمان بن عفان و علی مرتضیٰ و زبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص کو بلواؤ - اور ان دونون طلحہ بن عبداللہ اپنے بعضے کامون کے لئے کسی جگہ گئے تھے - جب وے بزرگان حاضر ہوے حضرت عمر نے انکی طرف خطاب کر کے فرمانے لگے کہ مین نے مسلمانون کے کام مین نظر کی اور بہت تامل کیا تو تم کو ہی لوگون کے سردار و پیشوا پایا - اب سزاوار یہی ہو کہ امر خلافت تمہارے اہتمام کے سوا سے دوسرے کی طرف نجاوے چاہئے کہ میرے وفات کے بعد تین روز تک طلحہ کا انتظار کرو اگر آجاوے بہتر

والا خلیفہ مقرر کرنے مین مشغول ہوؤ - جماعت مذکورہ کی رائے جس کی خلافت پر اقتضا کرے وہ میرا خلیفہ ہے
ایک روایت ہی کہ میرا گمان یہ ہے کہ مسلمانون کا والی نہو دیگا مگر ان ہر دو مردوسے ایک عثمان ذوالنورین یا علی مرتضیٰ
اگر عثمان خلیفہ ہووے اس مین لینت اور نرمی ہی - اگر خلافت علی پر قرار پاوے اس مین رعایت اور مطایبہ ہے
سب لوگون مین وہ خلافت کے لئے زیادہ تر سزاوار ہے ہے وے امر خلافت کو اچھی طرح سے سرانجام دیوین گے
ایک روایت ہی کہ فرمایا کہ اگر سعد بن ابی وقاص کو خلیفہ ٹھہراؤن وہ اسکا اہل اور لایق ہے والا جو شخص کہ مسند
خلافت پر بیٹھے کفار و مشرکین کی استیصال مین اس سے استعانت اور استغاثہ کرین اسباب مین اس لئے جو کہ کھے
بجان و دل قبول کرے اور اس کو کوفے کی حکومت دے مین نے جو اس کو معزول کیا تھا وہ اس سے کوئی خیانت
صادر ہونیکا سبب نہین تھا - تب حاضرون نے کہا کہ یا امیر المومنین اگر ایسا ہی تو کس لئے انہین کو خلیفہ نہین ٹھہراتے ہو تا
نزاع و خلاف درمیان سے اٹھ جاوے - فرمایا کہ مین مکروہ رکھتا ہون کہ حالت حیات اور ممات مین اس بار گران
کا حامل ہوؤن - ایک روایت ہی کہ جب اسنے چاہی کہ کسی کو خلیفہ ٹھہراوے تو فرمایا اگر ابو عبیدہ زندہ رہتے مین خلافت
انہین کی تفویض کرتا اگر حقتعالی میرے پاس سوال کرتا کہ ان کے ساتھ تخصیص خلافت کا کیا سبب تھا - مین عرض کیا ہوتا
کہ حضرت نے فرمائے ہین کہ امین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ اور اگر سالم مولاے ابو حذیفہ زندہ رہتے ہین اسکو خلیفہ ٹھہراتا ہوتا
اگر پروردگار میرے پاس سوال کرتا مین عرض کیا ہوتا کہ مین نے حضرت سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ ان سالما شدید الحب
فی اللہ یعنے مقرر سالم سخت محبت رکھنے والا ہی اللہ تعالی کے ساتھ - تب حاضرون سے ایک شخص نے کہنے لگا کہ یا
امیر المومنین کس لئے اپنے فرزند ارجمند عبد اللہ کو خلیفہ نہین ٹھہراتے ہو حالانکہ لوگ ان کو خلافت کے واسطے بہت
لایق اور سزاوار جانتے ہین فرمایا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ آل عمر سے کوی حامل اس بار گران کا ہووے - پھر اسنے اس باب مین
سبالغہ کیا تو فرمایا کہ نہ سمجھے عبد اللہ پر رحمت ہی نہ امت پر شفقت مین اسلام کے مہمات کس طرح اس شخص کے تفویض
کرون کہ جس نے اپنی عورت کو طلاق دینے کا مسئلہ نجانتا ہو کس طرح اس کو مسلمانون کا والی ٹھہراؤن - یہ بات اسواسطے
کہی کہ عبد اللہ بن عمر نے حضرت کے زمانے مین اپنی زوجہ کو حالت حیض مین طلاق دی تھی تب حضرت نے فرمایا کہ رجوع
کرے اور حالت طہر مین طلاق دیوے - پھر فرمایا کہ وے چھے شخص مذکور ہوے حضرت نے انکو جنت سے بشارت دی
ہے - وے خلافت کے لئے لایق ہین ان چھے سے پانچ شخص جسکی خلافت پر اتفاق کرین اس کو خلیفہ جانئے اگر کوی
مخالفت کرے اسکو قتل کیجیے اگر اسنے بعضے بعضون کے مخالف ہووین اکثر کو حکم کل کا دیجیے اگر تین شخص ایک طرف
اور تین شخص دوسرے طرف ہووین - اگر عبد اللہ بن عمر کے حکم پر راضی ہووین اسکو حکم ٹھہرائے والا عبد الرحمن بن عوف

جس جانب مین رہی اسی جانب کو راجح اور معتبر جانتے پھران چھے صحابہ کرام سے ہرہر کی طرف خطاب کرکے امر خلافت کو اچھی طرح سے سرانجام دینے کے باب مین وصیت کی - اور ابوطلحہ انصاری کو فرمایا کہ میرے بعد اصحاب شوریٰ کو ایک گھر مین جمع کرکے امر خلافت کو ایک پر قرار دو - اور میرا فرزند عبداللہ بھی اس مجلس مین حاضر رہے لاکن خلافت کے باب مین اسکو کچھ دخل نہین - اور مقداد بن اسود کندی اور ابوطلحہ کو متحصل کیا تا بلا علت و بلا تاخیر امر مذکور کو سرانجام دیوین - ایک روایت ہی کہ اکابر صحابہ سے ایک جماعت عرض کی کہ امیر المومنین جس کو مناسب جانے اسکو خلیفہ ٹھہراوے تو نہایت انسب ہے فرمایا کہ اگر امر خلافت کسی پر مقرر نہ کردون اور مہم چھوڑ دون تو مین نے حضرت کی پیروی کی کہ آپنے کسی کو متعین نہ فرمایا اور اگر کسی کو متعین کردون تو ابوبکر صدیق کا پیرو ہوا کہ وہ میرے سے بہتر تھے - لاکن امر خطیر کے باب مین متفکر ہے خواہ حالت حیات مین ہو یا حالت ممات مین - تم آگاہ رہو کہ اللہ تعالی کی تائید سے اب بلاد کثیر اسلام کی تسخیر مین آچکے اور دواوین کی تدوین اور وظائف کی تعیین ٹھہرائی گئی - اور حق سبحانہ تعالی شانہ کی توفیق سے ایمان کی بنا اور ارکان اسلام کا پایہ بلند اور استوار ہوا کہ مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ اس مین تزلزل نہین آئیگا - تم پر اللہ تعالی میرا خلیفہ ہے تم کو معلوم ہی کہ طریقہ واضحہ اور سنت لائحہ پر تم کو چھوڑ جاتا ہون مجھے دو شخص کا خوف ہی ایک وہ شخص کہ اس کو یہہ گمان ہو کہ خلافت کے واسطے مین احق ہون اسواسطے وہ خلیفہ برحق کے ساتھ مخالفت کرتا ہی - دوسرا وہ شخص کہ اپنی مدعا کے واسطے تاویل حقیقی اور معنی مراد کے سوائے کتاب اللہ کی تاویل کرتا ہی پس کاغذ اور دوات و قلم منگا کے یہہ وصیت نامہ لکھے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد فمن عبداللہ عمر الی خلیفۃ بعدہ سلام علیکم انی احمد الیکم اللہ الذی لا الہ الا ھو اس کے بعد اللہ تعالی سے ڈرنے اور تقوی کرنے اور مہاجرین اولین اور انصار با وقار کی تعظیم و تکریم بجا لانے اور بندگان خدا کے مہمات مین عدل و انصاف کی رعایت اور اپنی رحم و شفقت سبدول رکھنے پر وصیت کی اور بہت سے مواعظ و نصایح اس صحیفے مین رقم کروائے - ایک روایت ہی کہ صحابہ انکی عیادت کے لئے آتے تھے - اول بنی کے لوگ اسکے بعد اہل شام اس کے بعد اہل عراق - ہر قوم جو انکی خدمت مین آتی عیادت کے بعد انکی مدح و ثنا زبان پر لاتی اور انکی جدائی پر آہ و زاری کرتی تھی - حضرت عمر نے جو وصیتین کین - از انجملہ یہہ وصیت بھی تھی کہ جو خلیفہ کہ میرے بعد مسند خلافت پر بیٹھے چاہیئے کہ ایکسال تک عاملون کو انکی جگہون پر برقرار رکھے اور تغیر نہ کرے - اور اپنے فرزند ارجمند عبداللہ کو یہہ وصیت کی کہ تجھ کو لازم اور ضرور ہے کہ خصال ایمان پر مداومت کرے - انہون نے پوچھا کہ یا امیر المومنین خصال ایمان کیا ہی - فرمائے کہ حرارت کے ایام مین روزہ رکھنا اعدا دین کے دشمنون کے ساتھ تیزی سے اور شمشیر سے جنگ کرنا - اور رنج و مصیبت مین صبر کرنا - اور سردی کے موسم مین پورا وضو کرنا کہ سب اعضا کو پانی پہنچے - اور نماز اول وقت ادا کرنا -

ایک روایت ہی کہ اپنے فرزند ارجمند کو یہہ وصیت کی کہ میرا حق پدری جو تیرے پر ثابت ہی - تیرے ذمہ سے تب ادا ہوگا کہ لوگونکا قرض جو مجھ پر ہے تو ادا کرے - ایک روایت ہی کہ امیر المومنین نے اسی ہزار درم بیت المال سے قرض کیا تھا جب اسکے ادا کرنے کے لئے عبداللہ کو وصیت کی - عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم بیت المال سے ادا کرتے ہین کیونکہ آپ نے اس مال کو فقرا و مساکین اور مہمان و مسافر پر خرچ کیا ہی حضرت عمر نے نہین قبول کیا اسکے ادا کرنے کے لئے اپنے فرزند کو ہی مامور فرمایا یہہ وصیت ان کے فرزند ارجمند نے قبول کی اصحاب شوری اور اکابر صحابہ کی ایک جماعت کو اس کا گواہ ٹھہرایا پس عبداللہ بن عمر نے امیر المومنین کی وفات کے بعد جب ایک ہفتہ گذرا وہ سب مبلغ جو دانیون کو دینے کا اور بیت المال مین پہنچا یا تھا حضرت عثمان کے دربار خلافت مین لیگیا اور سب کا قرض ادا کیا - اور عدول اصحاب ثقات حاضرین کی ایک جماعت کو وہ مال پہنچانے اور برات حاصل کرنے پر شاہد رکھا **نقل** ہی کہ اپنے خلف الصدق عبداللہ کو ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین بھیجا اور حکم کیا کہ ایسا بولئے کہ عمر نے آپ کو سلام کہا ہے اور لفظ امیر المومنین زبان پر نہ لائیو کیونکہ میری امارت اب انقطاع کا حکم رکھتی ہے اور بی بی کو یہہ پیام پہنچا کہ اپنے حجرے کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار شریف مین صدیق اکبر کے پہلو پر مجھے دفن کرنے کے لئے اجازت دیجئے کیونکہ مین یہہ تمنا رکھتا ہون کہ قیامت کے دن جب قبر سے اٹھون تو حضرت کے سایہ عاطفت و ظل رافت مین رہون بی بی نے انکی التماس قبول فرمائی اور کہنے لگین کہ میرے والد ماجد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو مین ایک قبر کی جگہ جو باقی ہی مین نے اسکو اپنی قبر کیلئے ذخیرہ کی تھی اب عمر فاروق کو آپ پر ایثار کی - جب عبداللہ بی بی کے دولت سرا سے لوٹ آئے اور یہہ بات ظاہر کی - حضرت عمر نہایت خوش ہوے اور شکر و ثنائے الٰہی بجالایا اور فرمایا کہ کوئی مہم میرے پاس اس سے زیادہ نہین تھی - لاکن عبداللہ کو پھر فرمایا کہ جب میرے غسل اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئین میرا جنازہ تابوت مین رکھکے حجرہ شریف کے دروازے پر لیجاو - اور بی بی سے پھر اذن جدید چاہو اگر رخصت دیوین حجرہ مین دفن کرو والا مسلمانون کے مقبرہ مین مدفون کردو - کہتے ہین کہ انصار کرام سے ایک جوان آیا اور کہنے لگا کہ یا امیر المومنین خوش ہو کہ اللہ تعالی کے فضل سے آپنے اوایل اسلام مین اسلام سے مشرف ہوا اور حضرت سید انام علیہ الصلوات والسلام کی دولت ملازمت و صحبت حضرت کی رحلت تک پائی - پھر مسند خلافت کو رونق دیا اور عدالت اور ایالت کا حق بجالایا اور اب رتبہ شہادت سے مشرف ہوا - حضرت عمر نے یہہ بات سنکے فرمایا کہ ای میرے بھتیجے تو امر خلافت سے میری توصیف کرتا ہی حالانکہ مین نے تمہاری امارت جسکی اس کا اس قدر مجھے ڈر ہے کہ اتنا خطر اور کسی امر مین نہین ہان یہہ بات ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے شرف اسلام اور صحبت حضرت سید انام علیہ الصلوات والسلام سے مشرف کیا - اور حضرت میرے سے خوشنود رہی اور اسی

خوشنودی کی حالت مین اس عالم فانی سے طرف عالم باقی کے رونق افزا ہوے اور اسکے بعد حضرت کے یار غار و رفیق باوفا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت مین رہا اور انکی اطاعت اور متابعت کی وہ بھی اپنی رحلت تک میرسے راضی رہے الحمد للہ علی ذالک روایت ہی کہ جب یہہ ضروری وصیتین کرچکین ان پر رقت غالب ہوی سو رونے لگے صحابہ نے پوچھا کہ کیا چیز آپ کو درد و رقت مین لائی کہنے لگے کہ مین اسلئے روتا ہون کہ کہین میرا قدم نہ پھسلا ہو کہ کوی کام مین نے محض جان کے کیا اور وہ اللہ تعالی کے پاس گناہ عظیم ہو **نقل** ہو کہ صحابہ نے کہا کہ ہم ایک طبیب کو بلاوین تا دیکھے کہ یہہ زخم علاج پذیر ہی یا نہ - پس ایک طبیب کو لے آیا اس نے ایک شربت پلایا تو وہ شربت پیپ سے مخلوط ہو کے اس جراحت سے نکلا اس کو مدعا اچھی طرح سے معلوم نہوا طبیب نے کہا یا امیر المومنین کچھ یاس نہین - فرمایا اگر قتل موجب یاس ہی مین خود مقتول ہون اور اسی خبر سے دلخوش و خوشنود ہون - کیونکہ یہہ زخم جب شہادت و باعث سعادت ہی - اور ایک روایت ہی کہ دوسرے طبیب کو لایا اس نے تھوڑا دودھ پلوایا تو وہی دودھ زخم سے نکلا - طبیب نے کہا یا امیر المومنین جو وصیت کرنی ضرور ہو کر لو کہ آپ کی موت مین دو روز سے زیادہ تاخیر نہوگی - ایک روایت ہی کہ کہا جلد وصیت کیجئے کیونکہ میرا گمان ہے کہ آپ آج کی شام کو نہ پاوگے - فرمایا کہ مین نے اس جہان کے سب کاروبار سے فارغ ہوا ہون اور عالم آخرت کی طرف توجہ لایا ہون - ایک روایت ہی کہ حضرت علی کی دختر جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت عمر کی بی بی تھین اس طبیب کی بات سنتے ہی بے اختیار آواز بلند کی کہ واعماہ ان کے ساتھ جو عورتین بیٹھی تھین سب کے سب ایکبار رونا شروع کیا - امیر المومنین وہ سنکر ناخوشی سے منھ پھیر لیا اور کہا کہ روئی مین پر جتنا مال ہی اور وہ سب سیری ملک ہو اور وہ سب کو فدا کردون اس روز کے ہول کو کفایت نکریگا - ابن عباس نے کہا کہ یا امیر المومنین قسم ہی اللہ تعالی کی کہ مین امید رکھتا ہون کہ آپ دوزخ کو نہ دیکھوگے مگر اس مقدار جو اس آیت مین وارد ہی **وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا** کیونکہ آپ امیر المومنین اور مسلمانون کے مقتدا ہوا ور کتاب اللہ کے موافق حکم کرتے آئے اور غنایم کی تقسیم کمال راستی سے کرتے تھے - اور آپکا اسلام دین کی عزت اور مسلمانون کی نصرت کا سبب اور آپکی خلافت بلاد و امصار کی فتح کا موجب ہوا اور آپکی امارت تمام روے زمین مین عدل بھر دی - کوئی دو شخص لڑتے ہوے آپکے پاس نہین آے مگر ہر دو آپکے حکم سے راضی ہوے - جب جناب خلافت مآب نے ابن عباس سے یہہ باتین سنی فرمایا کہ مجھے سیدھا بٹھلاؤ جب سیدھا بیٹھے کہنے لگا کہ یہہ تیرا کلام میرے جراحت کا مرہم ہے کیا ہوگا کہ پھر اسکی تکرار کرے - تب ابن عباس نے حکم کے موافق اپنے کلام کا اعادہ کیا امیر المومنین پوچھے کیا فرماے قیامت بارگاہ رب العزت جل مجدہ مین تو نے اس بات کی گواہی دیگا - ابن عباس نے قبول کیا امیر المومنین نہایت شاداں و فرحان ہوے اور اپنا ہاتھ ابن عباس کے کھاندے پر رکھ کے دعا خیر کی - روایت ہی کہ اس وقت حضرت مرتضی علی بھی حاضر تھے سو کہنے لگے یا امیر المومنین فردای قیامت بارگاہ ایزدی جلشانہ مین شہادت کی مین

بھی گواہی دونگا - جناب خلافت مآبنے بہت ہی خوش ہوکے دوات اور قلم اور کاغذ منگائے اور حضرت علی سے التماس کی کہ یہ ہر دو شہادت اپنے دست مبارک سے اس کاغذ پر ثبت کرین - جب حضرت علی نے ہر دو شہادت رقم کین حضرت عمر نے وصیت کی کہ یہ مکتوب میرے ساتھ قبر مین دفن کردینا فردائے قیامت اللہ تعالیٰ کی جناب مین اپنی نجات کے لئے وسیلہ لاؤن - کہتے ہین کہ نزاع کی حالت مین حضرت عمر کا سر مبارک ان کے فرزند ارجمند عبداللہ کے گود مین تھا فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھو عبداللہ نے کہا کہ میرا گود اور زمین برابر ہین ہے امیرالمومنین پھر فرمایا کہ ہین میرا سر زمین پر رکھ عبداللہ موافق حکم کے انکا سر مبارک زمین پر رکھا تب حضرت عمر نے کمال تضرع وزاری سے بارگاہ الٰہی مین التجا کی

ظُلُوْمٌ نَفْسِیْ غَیْرَ اَنِّیْ مُسْلِمٌ ۔ اُصَلِّیْ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا وَاَصُوْمُ ایک روایت ہے کہ مین بارگہ ویل کا ہی ان لا یغفر اللہ لی مقدم ابن سدیکرب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر کی موت قریب ہوی ان کی دختر ام المومنین جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ اور زاری شروع کی کہ ای پدر و صاحب و صہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وای امیر مومنین وای مقتدای مسلمین ایسا طرح آپکے فضایل و مناقب کا ذکر کرنے لگین تب حضرت عمر نے عبداللہ سے کہا کہ مجھے سیدھا بٹھلاے کیونکہ جو سنتا ہون اس پر صبر نہین رکھتا ہون - عبداللہ سے مروی ہے کہ تب مین نے اپنی پدر بزرگوار کو اپنے سینہ پر لیا جناب حفصہ سے کہنے لگے کہ ای جان پدر جو حق تیرے پر رکھتا ہون اس پر نظر کرتے ہار دیگر مجھ پر ایسا مذبوحہ کیجیئے اور نہار نہار میرے لیے جزع و فزع اور گریبان چاک کرنیکی راہ نہ لیجیئے اور اس مصیبت عظمیٰ پر شکیبائی کا جو اجر و ثواب تحقیق ہے اسکو ہاتھ سے نہ دیجیئے ایک روایت کہتے ہین کہ فرمایا کہ جو امر کہ شریعت مطہر محمدیہ کے مخالف ہو قولاً و فعلاً تیرے سبب سے ناخوشی اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب نہو لاکن مین تیری آنکھو کا مالک نہین ہون یعنے تجھے رونے سے منع نہین کرتا ہون کیونکہ یہ بات آدمی کے اختیار مین نہین ہے - کہتے ہین کہ حبیب رومی نے آیا اور امیرالمومنین کو سکرات مین پایا بے اختیار زار زار رہوا اور کہنے لگا وا اخاہ و اصفیاہ و اخلیلاہ اور ان کے خصال حمیدہ و افعال پسندیدہ بیان کرتا اور ان کی فوت پر حسرت کھاتا تھا - جناب خلافت مآبنے کہا کہ ای اخی برادری کا حق اب یہی اقتضا کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب و عقاب مین نہ ڈالے مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُکَاءِ الْحَیِّ عَلَیْہِ یعنے مقرر میت زندگون کے بعضے غم سے عذاب پاتی ہے

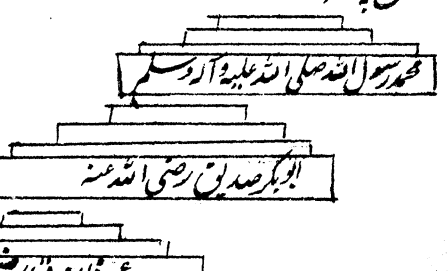
نقل ہے کہ اپنے فرزند عبداللہ کو حکم کیا کہ جب میرا ہم آخر ہو مجھے قبلہ کی طرف چتالٹا دے اور اپنے ہر دو زانو کو میری پیٹھ پر بحکم کیجیئے اور اپنا داہنا ہاتھ میری پہلی پر اور بایان ہاتھ میری نقدی پر رکھے - اور جب روح قبض ہو دے میری تکفین مین اختصار پر کفایت کیجیئے - اگر مجھے بارگاہ الٰہی مین کچھ فضیلت ہو اس سے بہتر کفن پہنایگا - اگر میرا حال اس کے برخلاف ہو یقین جان لیا چاہیئے کہ وہ کفن بھی میرے سے چھین لیوین گے اور قبر کے کھودنے مین بھی یہی بات پیش نظر رکھا چاہیئے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے پاس مجھے قرب حاصل ہو میرے مدبر کے مقدار میری قبر کو وسیع کرینگے والا میری گور کو ایسی تنگ کردیوینگے

یہ حدیث صحیح بخاری مین ہے اور اس کے راوی عمر بن الخطاب ہین

کہ میرے پہلو کے استخوان باکیدیگر بجا دینگے - اور جب میرا تابوت اٹھاوین کوئی عورت ہمراہ نرہے اور جو صفت میری ذات مین نہو اس سے میری توصیف نکرے کیونکہ میرا حال دوسرے شخص سے میرا پروردگار بہت جانتا ہی - ایک روایت ہی کہ زیارت کرکسی میت کی ذات مین نہین ہی سو چیز سے کوئی زندہ مذبہ نہین کرتا ہی مگر یہہ کہ آسمان کے ملایک اس پر لعنت کرتے ہین اور میرا جنازہ بھی جلد جلد لیچلو کیونکہ اللہ تعالی کے پاس اگر مجھے کچھ قرب و عزت ہو جلد مجھے اسکی درگاہ مین پہنچانا بہتر ہے اگر میرا حال اس کے برعکس ہو ایک بری چیز جو اپنے کمندون پر اٹھائے ہون اسکو جلد اتار دینا بہتر ہے - کعب الاحبار سے منقول ہی کہ بنی اسرائیل مین ایک بادشاہ تھا مین جب اسکے اوصاف و شمایل یاد کرتا عمر فاروق کا خیال گذرتا - اور جب عمر فاروق کے اوصاف و شمایل دیکھتا تو بیک وہ بادشاہ یاد آتا - یعنے سب اخلاق و افعال مین اور عدالت و اوصاف مین ہر دو کے درمیان پوری مشابہت حاصل تھی - اور اس بادشاہ کے وقت ایک پیغمبر صاحب وحی بھی تھا ایکبار اللہ تعالی نے اس پیغمبر پر وحی کی کہ اس بادشاہ کو آگاہ کر دیجئے کہ اسکی عمر سے تین روز سے زیادہ باقی نہین ہی جو وصیت کرنا ہی جلد بجالاوے - تو وہ پیغمبر موافق حکم ربانی و وحی آسمانی کے اسکو تنبیہ کی جب وعدے کا وقت قریب آیا وہ بادشاہ اپنے تخت سے جو ہمیشہ بیٹھا کرتا تھا از اکمال تضرع و زاری سے اپنا منہہ زمین پر رکھا اور عجز و نیاز کے ہاتھ بارگاہ الہی مین اٹھا کے عرض کرنے لگا کہ خداوندا تو جاننے والا اسرار کا ہی تیرے علم قدیم پر پوشیدہ نہین کہ مین نے تیرے بندون مین عدل و انصاف سے پیش آیا اور رعایا کے ساتھ راستی کا پیشہ لیا اور ہر کام مین تیری رضا اور خوشنودی پیش نظر رکھی اب تیرے کرم قدیم اور لطف عمیم سے یہہ امید رکھتا ہون کہ اور ایک مدت میری عمر مین مہلت از راہ فرماوے تا میرے اطفال حد بلوغ کو پہنچین اور تائب ہو دین اللہ تعالے نے اسکی دعا قبول کی اور اس پیغمبر پر وحی بھیجی کہ اس بادشاہ نے ہماری درگاہ مین تضرع و زاری سے چند باتین عرض کین ہم نے ان باتون مین اس کو سچا پایا سو اس کی دعا قبول کی اور اس کی عمر مین پندرا سال بڑہا دیئے تا اس کے لڑکے حد بلوغ کو پہنچین اور تائب ہو دین - جب حضرت عمر زخمی ہوے — کعب الاحبار نے گذارش کی کہ بارگاہ ایزدی جل شانہ مین عرض کرین تا آپ کی عمر مین کچھ ترقی عنایت فرماوے - لاکن امیر المومنین نے یہہ بات قبول نہ کی بلکہ یہہ دعا کی کہ بارخدایا مین عاجز اور رسول ہونے کے آگے میری روح کو جلد اپنے روح و رحمت کی طرف قبض کیجئے - لاتے ہین کہ جب ان کی روح پاک کو قبض کرکے بالاے افلاک لے گئے اور غسل و تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل ہوی ان کا جنازہ اٹھا کے مسجد نبوی مین لے آئے حضرت کی قبر شریف اور منبر منیف کے درمیان جو اس بقعہ مبارک کی فضیلت مین حدیث

صحیح مابین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ وارد ہوا ہے۔ حضرت عثمان اور حضرت علی ہر دو باہم ہاتھ پکڑے ہوئے نماز پڑھنے کے لئے آئے اور عبدالرحمن بن عوف کی طرف اشارہ کئے تا نماز پڑھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کام نہ تمہارے سے علاقہ رکھتا ہے نہ میرے بلکہ اس کام کے لئے دوسرا شخص انہیں کے طرف سے معین ہوا ہے۔ ایک روایت ہے کہ جب انکا جنازہ نماز پڑھنے کے لئے آگے گئے ایک شخص نے کہا کہ جناب خلافت مآب نماز ادا کرنے کے لئے صہیب رومی کو وصیت کی ہے۔ پس ان بزرگوں نے انہیں کی طرف خطاب کیا کہ ای ابویحیی آگے آئے اور وصیت بجا لائے۔ تب صہیب رومی نماز پر قیام کیا اور بلا کم وزیاد چہار تکبیریں کہیں۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام جو اکابر اصحاب اور فضلائے اہل کتاب سے تھے نماز ادا کئے بعد آئے اور کہنے لگے کہ واللہ تم نے اگرچہ نماز میں مجھ پر سبقت کی لاکن ان کی مدح وثنا میں سبقت نہ کروگے۔ پس اسکے جنازے کے نزدیک آکے کھڑے رہے اور کہنے لگے کہ ای عمر تم نیک براد رتھے اہل اسلام کے۔ اور جواد تھے حق کے لئے۔ اور بخیل تھے باطل کے لئے۔ اور جس وقت غصہ کرتا تھا آپ غصہ کرتے اور جب شفقت کرتا تھا اس وقت لطف ورافت کے دروازے لوگوں پر کھولتے تھے اور عفیف الطرف لطیف العرف تھے۔ اور مدح وثنا کی کثرت اور سلاطین کی غیبت سے اجتناب رکھتے تھے۔ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب انکو غسل دینے کے لئے تختہ پر سلائے۔ ایک روایت ہے کہ نماز کے بعد جب جنازہ اٹھانے کے لئے صحابہ جمع آئے مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ای عمر اللہ تعالی کے سحاب موہبت سے ابر رحمت تم پر برسے تم نے اپنے بعد کسیکو نچھوڑا کہ وہ تم سے ادنی درجہ ہو میرے پاس سبحان اللہ تمہیں یہ دولت نصیب ہوئی کہ اپنے صاحبین معظمین یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھلو میں

مدفون ہوے - اور کتاب موافقۃ الصحابہ مین مذکور ہے کہ حضرت عمر کی رحلت کے بعد اور غسل کے آگے حضرت علی نے ان کے گھر تشریف لائی اور انکی نعش کے پاس کھڑا رہکے کہنے لگے ای عمر اللہ تعالی تم پر رحمت کرے مین تمہارے سوا کسیکو نہ دیکھا کہ اسکا صحیفۂ اعمال اس کے جریدہ افعال کے برابر ہو مین تمنا رکھتا ہون کہ اللہ تعالی کے ساتھ میری ملاقات ایسی ہو جیسی تمہاری ملاقات ہوگی - میرا ظن یہہ ہے کہ اللہ تعالی تمکو اپنے حبیب یعنے حضرت سے اور اپنے خلیل یعنے ابو بکر صدیق سے جدا نہ کرے کیونکہ مین نے حضرت سے بہت سنا ہون کہ فرماتے تھے کہ مین اور ابو بکر اور عمر ایسا کئے اور ایسا گئے اور تم ہمیشہ ذکر مین ان کے ثالث تھے تم کو اللہ تعالی بخشدے ای پس خطاب تم اللہ تعالی کے آیات بینات کے عالم تھے اور اللہ تعالی کے سوائے کسی کا خوف نہین رکھتے تھے اور اللہ تعالی کا امر آپکے پاس نہایت عظیم تھا اور اسکا حکم جاری کرنے مین کسیکا پروا نہین رکھتے تھے اور دنیا مین فقیر تھے اور آخرت کے غنی لائے ہین کہ جب انکا جنازہ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر لے آئے اور وصیت کے موافق پھر اجازت چاہے بی بی نے فرمایا کہ مین اپنی بخشش سے نہ پھرون گی اور اپنے انگلیون کو مشتبک کرکے اپنے سر پر رکھے اور فریاد کی کہ وا محمداہ وا ابوبکراہ تمہارا دوست عمر تمہاری زیارت کے لئے آیا ہے اور باریابی کی رخصت چاہتا ہے - بی بی سے یہہ بات سنتے ہی سب حاضرون پر رقت غالب ہوی ایسی آہ وزاری کرنے لگے کہ سب مدینے مین زلزلہ پڑگیا پس بی بی نے اجازت دی جب جنازہ قبر کے کنارے پر رکھے ان کے فرزند ارجمند عبد اللہ اور سعد بن زید عمرو بن نفیل اور صہیب بن سنان رومی ایک روایت سے عثمان ذوالنورین اور علی مرتضی و عبد الرحمن بن عوف و سعد و عبد اللہ بن عمر قبر مین اترے انکو صدیق اکبر کی پہلو مین دفن کیے قبور ثلثہ کی صورت اسطرح پر ہے



حسان بن ثابت ان قبور ثلاثہ کی فضیلت کی تعریف مین یہہ شعر کہا ہے ؎ ثلثۃ بن زادہم فضلہم ۞ کل ھم ربنا وقد ذکروا ۞ عاشوا بلا فرقۃ حیوتھم ۞ واجتمعوا فی الممات اذ قبروا ۞ رسول رب العلی وصاحبہ ۞ صدیقہ ثم بعدہ عمر ۞ مغیرہ بن شعبہ سے منقول ہے کہ جب عمر فاروق

کے دفن سے فارغ ہوے اور لوگ اپنے اپنے گھر گئے - مین نے بلا توقف علی مرتضیٰ کے مکان پر گیا - تا عمر فاروق کے شان مین آپسے کیا کلمہ صادر ہوا ہی سنون - حضرت علی نے گھر سے باہر تشریف لائی اور اس وقت غسل فرمایا تھا اپنے سر مبارک کے اور ریش مبارک کے بال سے پانی پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرزند خطاب پر رحمت کرے کہ اپنی خلافت مین بالیات اور عدالت کی داد دی - اور امور خلافت کو کمال خوبی سے سرانجام دیا - اللہ تعالیٰ نے اس کو ہر شر اور بدی سے نجات بخشی - کہتے ہین کہ جنات ان کی رحلت سے غمگین ہوے نبیہ پر کہ بی بی عائشہ صدیقہ سے ان کے اشعار کی آوازین سنکے حکم کیا کہ یہا اشعار کون پڑہتے ہین دریافت کرن - لوگون نے ہر خبیدتا لاش کی پر کہین قایل کا سراغ نہ لگا - ابو طلحہ انصاری سے مروی ہی کہ عرب کا کوی گھر خواہ شہری کا ہو یا بدوی کا ایسا نہین تھا کہ جس مین حضرت عمر کی رحلت سے ایک نقصان و ضرر نہ پہنچا ہو - کہتے ہین کہ جس روز ان کی شہادت ہوی کعبہ معظمہ کے در و دیوار سے گریہ وزاری کی ندا مسموع ہوی - ابو عبیدہ بن الجراح سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ جب عمر فاروق کی عمر آخر ہوگی اسلام ضعیف ہو جائیگا جس وقت کہ وہ زندگون مین نرہے مین نہین چاہتا ہون کہ زندہ رہون لوگون نے اسکا سبب پوچھا تو فرمایا کہ اگر تب تک تم زندہ رہوگے اور عمر فاروق کی موت دیکھوگے تو میری بات کی صداقت تم پر ظاہر ہوگی ان کے بعد جو تمہارا والی ہوگا اگر اسکی سیرت کا اقتدا کریگا اور عمر فاروق جن باتون مین لوگون سے مواخذہ کرتے ہین نہین امور مین ویسا ہی مواخذہ کریگا لوگ اسکی اطاعت نکرین گے - اور اس بار کے حامل نہوین گے کیونکہ فاروق اعظم کمال حقانیت اور مہابت و عدالت سے امرای احکام کرتے ہین اور لوگ جان و دل سے قبول کر لیتے ہین - اور اگر تمہارا والی نرمی اور ضعف سے پیش آویگا کما ینبغی عہدۂ خلافت و حکومت سے باہر نہ آسکیگا - آخر اسکو قتل کر دینگے تب مسلمانون مین بڑا اختلال اور فتنہ رو دیگا پس جیسا کہ اُس امین امت نے کہا تھا ویسا ہی واقع ہوا - لاسے ہین کہ جب حضرت عمر مقتول ہوے مدینہ مین اس قدر تاریکی پڑگئی کہ لوگ حیران اور سرگردان ہو گئے نہ گھر مین رہنے کی طاقت تھی نہ باہر آنیکا مجال سب امیر و فقیر گریان و نالان تھے اور تمام صغیر و کبیر پریشان و حیران - رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت سے سب مہاجر و انصار کے دل پر جو زخم لگا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے وہ تازہ ہوا بلکہ اس خلیفۂ زمان کی موت سے سب جہان و جہانیان کے امور مین اختلال عظیم رو دیا اور یہہ درد و الم ایک عالم گھیر لیا - ایک روایت ہی کہ مدینے مین اس روز جو اندھیری اور ظلمت چھا گئی تھی - لڑکے نہایت گھبرا کے پوچھتے تھے کہ کیا قیامت قایم ہوی ہی الحق کہ جب ایسے خلیفۂ عادل و جانشین پیغمبر کی موت اس امت پر قیامت سے کم نہین - انا للہ وانا الیہ راجعون - **حضرت عمر کی تاریخ ولادت و رحلت و مقدار عمر اور انکے**

حاجب و کاتب اور عاملون کا عدد - جمہور اہل سیر و تواریخ متفق ہین کہ حضرت عمر واقعہ فیل کے تیرا سال
آگے پیدا ہوے - اور بعثت کے چھٹے برس ایمان سے مشرف ہوے چہارشنبہ کے دن ذیحجہ کی تئیسوین یا چھبیسوین
ایک روایت سے شب یکشنبہ اول ماہ محرم سنہ تئیس ۲۳ ہجری مین آپنے رحلت کی - ان کی وفات کے بعد تیسرے یا چوتھے
روز ذیحجہ کا ہلال تھا حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت واقع ہوی - اور ان کی مقدار عمر مین مختلف روایتین آئے ہین
ایک قول سے چوبین سال ایک قول سے اٹھاون سال کی عمر تھی لاکن جمہور اس پر ہین کہ سن شریف ترسٹھ سال کی
تھی واللہ اعلم اور انکا عامل مکہ معظمہ پر اول عتاب بن اسید - اور اسکے بعد نافع بن عبد الحارث - اور یمن پر یعلی بن امیہ
اور بحرین پر عثمان بن ابی العاص - اور عمان پر حذیفہ بن محصن - اور طایف پر سفیان بن عبد ثقفی اور دمشق پر اول مین
ابو عبیدہ اور ثانیا مین یزید بن ابی سفیان اور آخر مین ان کے برادر معاویہ - اور حمص پر عمیر بن سعد - اور اردن پر اول
مین شرحبیل بن حسنہ - اور ثانی مین عمرو بن عاص - اور کوفے پر اول سعد بن ابی وقاص - اور انکے بعد عمار بن یاسر - اور
ان کے بعد مغیرہ بن شعبہ - اور بصرے پر اول مین مغیرہ - اور آخر مین ابو موسی اشعری - اور انکا حاجب ابنین کا مولا فا
اور انکا کاتب زید بن ثابت - اور مکے مین ربیعہ بن مخروم تھا - اور انکا نقش نگین کفی بالموت واعظا یا عمر تھا اور حضرت
عمر کی خلافت مین ممالک عرب و عجم سے اہانتک مسلمانون کی تسخیر مین آئے کہ مشرق کی طرف سد سکندر تک اور نواح
مغرب سے مصر اور اسکندریہ اور حد روم تک اور جانب جنوب سے سرحد ہند و سند تک انکا حکم جاری اور اسلام کے جھنڈے
برپا ہوے - القصہ اس جناب کا احوال کرامت اشتمال جو اس قدر بین التفصیل والاجمال ہے مرقوم ہوا لاکن اسکی
تشریح و تفصیل جو نہایت تطویل چاہتی ہی اسکے عرصہ تحریر مین شدید زحامہ لنگ ہی اور میدان نامہ تنگ - حضرت عمر کے
ازواج و اولاد کا ذکر جو بھہ فقیر روضۃ الابرار مین لایا ہی وہی عبارت یہان نقل کئے جاتے ہین ؎

تھے اڑکے اسکے دو اور چار اڑکیان	ہی عبد اللہ اکبر عبد رحمان	جو ام المومنین حفصہ ہی جانو	ہی مادر انکی زینب بنت مظعون
بھی عبد اللہ و زید اصغر فخر دم	ہی ان دونو کی مادر ام کلثوم	بھی چوتھی فاطمہ یک اسکی خہر	سمجھ ام حکیم ہی اسکی مادر
تھی وہ ام حکیم حارث کی بیٹی	وہ زوجہ تھی یقین حضرت عمر کی	تھے زید الاکبر و رقیہ جو مرحوم	یے دو کی والدہ تھی ام کلثوم
تو اسی تھی وہ خامس مصطفی کی	وہ دختر فاطمہ اور مرتضی کی	بھی زینب عبد رحمن چوتھا خہر	فکیہہ تھی سمجھ دونو کی مادر
بھی اوسط عبد رحمن بکی کنیت	ابو شحمہ سے جو پائی ہی شہرت	تھی مادر اسکی لہیا ی خوشدہ	عیاض یک تھا عمر کا جو کہ فرزند
مقرر حاکمی ہے اس کی مادر	کہ زید ابن عمرو کی تھی دختر	جو عبد اللہ پسر تھا اسکا پہلا	ہوا ہی آگے وہ بعثت سے پیدا
ہی دسلر قول بعثت بعد سے سال	ہوا پیدا وہ با اکرام و اجلال	بھی ہمراہ والد ماجد کے دمسان	ہوا ہی فخر ایمان سے سرفراز

جو گذرے سال تر ہجرت — کیا ہے کہ اشرف میں رحلت — ہوا ہے وہی طوس میں دفن پس — مہاجر کا تھا اشہر مقبرہ جو
تھی اسکی عمر تب اسی اور چار — ستے آسی کھے میں بعضے نامدار — بھی جو تھا عبدالرحمن لینے کا بر — مشرف ہے زیدار پیمبر
ابو شحمہ بھی در عہد پیمبر — ہوا پیدا یقین از بخت یاور — عمر بن عاص عامل مصر کا تھا — اسے مارا تھا بیشک حد خمر کا
یہودی ایک طبیب اس سے دغا — پلایا تھا خمر اس کو دوا کر — مدینے کو وہ پہنچا جب تبر سے — پدر بھی اس کو مارا حد ادیب
عمر جب حد کیا ہی اسنے قائم — غشی اس کو ہوی فی الحکام — وہ بعد یک ماہ کے بیمار ہو کر — سدھارا دار باقی کو سفر
ولیکن مشتہر ہے بات یہ جو — کہ در دن سے سوا ہی ضرب اور — بھی جو باقی رہے در تے تقرر — عمر مارا ہے اس کی قبر اوپر
غلط ہی یہ غلط ہے یہ غلط ہے — بہ اثنا عشریہ اسمیں نمط ہی — نہین یہ بات مشروع ای برادر — کہ مارین سد کسیکی قبر اوپر
جناب حضرت فاروق برہان — روافض کا مقرر ہے یہ بہتان — بھی عبداللہ در عہد پیمبر — ہوا پیدا بفضل رب اکبر
برس چھبیوان تھا جب ہجرت — ہی یا یا جنگ صفین مین شہادت — کی جس روز رحلت اسکی مادر — بھی پایا آہ رحلت زید اکبر
بھی پایا جبکہ اصغر نے ولادت — بعہد اشرف شاہ رسالت — بوقت رحلت سالار عالم — اٹھی دو سال اسکی عمر اکرم
سن ہجری تھا جب تر اپنا تن — کیا رحلت سمجھ وہ حامی دین — رہے ان سب سے راضی حق تعالے — کرے جنت مین اُن کا رتبہ بالا

مطاعن عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عمر پر شیعہ جو کئی طعن کرتے ہین اُن مین بڑا طعن یہ ہے کہ حضرت نے اپنے وفات کے چہارون آگے پنجشنبے کے روز اپنے حجرے مین جو صحابہ کے حاضر تھے ان کو خطاب کرکے فرمایا کہ کاغذ اور دوات وقلم لے آؤ تا تمہارے واسطے ایک وصیت نامہ لکھدون کہ میرے بعد تم گمراہ نہوون - یہ سنکے حاضرون نے کاغذ لانے مین اختلاف کیا تب عمر فاروق نے کہا کہ ہم کو قرآن مجید بس ہے اس وقت مین حضرت کو تو درد نہایت شدت سے ہے - جب حاضرون مین اختلاف آیا اسلئے مجلس مین شور وشغب زیادہ ہوا ایسے مین کسی نے یہ بھی کہا کہ آیا اسوقت حضرت کو ہذیان اور اختلاط کلام رو دیا ہے - اسلئے بعضون نے حضرت سے پھر اس کلام کا اعادہ چاہا - آپنے فرمایا کہ اس وقت میرے نزدیک سے اٹھو کہ پیغمبرون کے پاس تنازع اور شور وشغب لائق نہین ہے پس اس کاغذ کی تحریر اسی لئے موقوف رہگئی - پس عمر نے الخطاب نے جو وصیت لکھنے کا مانع ہوا امت کی حق تلفی کی - اگر وہ وصیت لکھی جاتی امت گمراہی سے محفوظ رہتی - اور انہون نے پیغمبر کا رد قول کیا - بدلیل کہ یہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کے حضرت کا قول تو وحی ہے اور رد وحی کفر ہے - اور کہا کہ حضرت کو ہذیان اور اختلاط کلام رو دیا ہے حالانکہ انبیا ایسے باتون سے معصوم ہین - اور حضرت کی حضور مین رفع صوت اور تنازع کی - حالانکہ بحکم کریمہ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ کے آپکے حضور مین آواز بلند کرنی کبیرہ ہے -

جواب فرطاس کی خبر جو صحیحین میں آئی ہے جسکی روایت سعید بن جبیر نے ابن عباس سے کی ہے یہی ہے لما اشتد
وجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا
لن تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند النبی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر
استفہموہ فذھبوا یردون علیہ فقال دعونی فالذی انا فیہ
خیر مما تدعونی الیہ واوصاھم بثلاث قال اخرجوا المشرکین من
جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم وسکت عن الثالثۃ او قال
فنسیتھا وفی روایۃ وفی البیت رجال منھم عمر بن الخطاب قال علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا
کتاب اللہ

اس روایت سے صاف مستفاد ہوا کہ حضرت عمر کلام کرنے کے آگے حاضرین نے تنازع کیا اور جو کچھ کہنا تھا کہا۔ اور دوسرے
یا حضرت سے پوچھے تو آپ نے کاغذ اور دوات وقلم منگانے سے سکوت فرمایا اگر وہ امر ضروری اور موافق وحی کے ہوتا حضرت
اسکو ترک نہ فرماتے کیونکہ حکم وحی کا جاری نہ کرنا عصمت کا منافی ہے اور وہ آپسے محال ہے اور حضرت اس قصے کے بعد شیعہ
کے اقرار سے بھی پانچ چھے روز زندہ رہے پس کے دن رفیق ملاء اعلیٰ کے ہوئے تبلیغ وحی کی تو فرصت اس مدت میں
بہت تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نے جو تحریر چاہی اسو دین سے کچھ لکھنا منظور نہیں تھا بلکہ سبب دنیوی مصالح
ملکی وتدبیرات دنیوی منظور تھی چنانچہ حضرت نے اپنی زبان فیض ترجمان سے اُن چیزوں کی وصیت فرمائی۔ اور تیسری چیز جو
اس روایت میں فراموش ہوئی وہ لشکر اسامہ کی تیاری تھی کہ دوسری روایت سے ثابت ہے۔ اور اس عامی کی بڑی دلیل یہ
ہے کہ جب دوسرے صحابہ نے کاغذ اور دوات وقلم لانے کی بات پوچھی تو حضرت نے جواب میں فرمایا کہ فالذی انا فیہ
خیر مما تدعونی الیہ۔ یعنے تم چاہتے ہو کہ وصیت نامہ لکھوں اور میں تو اللہ تعالیٰ کے قرب وشہود میں اور
مناجات میں مشغول باطن ہوں۔ اور اگر امور دینیہ کا لکھنا یا وحی کا پہنچانا منظور ہو خیریت کا معنا درست نہ ہوتا۔ کیونکہ
اجماع سے انبیاء کے حق میں وحی کی تبلیغ اور احکام دینی کی ترویج سے کوئی عبادت بہتر نہیں ہے۔ اور پھر اس روایت سے
ظاہر ہوا کہ جب حضرت نے دوسرے بار اس عالم سے بے تعلقی اور بیزاری کا جواب ارشاد فرمایا حاضرون کو بڑی
اور حسرت امن گیر حال ہوئی۔ تب عمر بن الخطاب نے ان کی تسلی کے لئے یہ عبارت رکھی کہ حضرت نے تم کو جو یہ جواب
ترش فرمایا کچھ عتاب اور غضب کی راہ سے نہیں ہے بلکہ درد کی شدت اور مزاج کی تنگی کا موجب ہے۔ اور اس عالم سے
حضرت کی بیزاری جو قریب معلوم ہوتی ہے تم اس سے مایوس نہ ہو جاؤ کیونکہ تمہاری تربیت اور تمہارے دین وایمان
کی حفاظت کے واسطے کتاب اللہ کافی وشافی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا یہ کلام اس گفت وشنید کے بعد

صحابہ کی تسلی کے مقام مین واقع ہوا - نہ تحریر وصیت کی ممانعت کے مقام مین اور مقطع کلام کا اس مقام مین یہ ہی کہ جناب امیر بھی اس قصے مین حاضر تھے - اور طرفین کے اجماع اہل سیر سے اصلا یہ بات ثابت نہ ہوی کہ کبھی جناب امیر نے عمر فاروق پر یا دوسرے حاضرون پر جو مانع کتابت ہوے تھے انکار کیا ہو - نہ انکے حین حیات نہ انکے بعد وفات جو حضرت امیر کے خلافت کا زمانہ تھا - یہ بات نہ شیعہ کی روایت سے منقول ہی نہ اہل سنت کی روایت سے پس اگر اس کام مین عمر بن الخطاب خاطی ہین تو حضرت امیر نبی اسکام کے مجوز ہین یعنے کس لئے آپ کاغذ حاضر نہ کیا - اور ابن عباس کے سوا جو اس زمانے مین کم عمر تھے اور کسی سے اس قصے پر حسرت و افسوس منقول نہ ہوا - اگر اسباب مین کسی امر ضروری کا فوت ہونا روا دیتا کبراے صحابہ خصوصا حضرت امیر اسکو مذکور فرماتے اور حسرت کرتے اور اس ممانعت کی شکایت اپنی زبان پر لاے ہوتے - اگر اس جگہ کسیکی خاطر مین گذرے کہ اس وصیت نامے کے لکھنے مین مہمات دین سے کوئی امر حضرت کے منظور نظر رضوی تو یہ فقرہ کس لئے فرماتے کہ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِیْ کیونکہ یہ لفظ صریح دلالت کرتا ہی کہ اس وصیت نامے کے لکھنے سے تم گمراہ ہوگے اور گمرہی کے معنے یہ ہین کہ دین مین کچھ خلل پڑے - جواب اس شبہے کا یہ ہے کہ ضلال عرب کی لغت مین جیسا دین مین گمرہی کے معنے مین آتا ہی ویسا ہی دنیوی مقدمات مین سو تدبیری مین بھی اکثر مستعمل ہوتا ہی - یہ بات بھی قرآن مجید سے ہی ثابت ہی چنانچہ حضرت یوسف کے برادرون کا قول حضرت یعقوب علی نبینا و علیہم الصلواۃ والسلام کے حق مین جو سورۂ یوسف مین مذکور ہے - قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓی اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اور اسی سورے مین دوسری جگہ آیا ہے کہ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ظاہر ہے کہ حضرت یوسف کے برادران کافر نہ تھے کہ اپنے پدر بزرگوار کو جو پیغمبر عالی مرتبہ تھے دین مین گمراہ جانے معاذ اللہ من ہذا الظن الفاسد - بلکہ انکی مراد دنیا کی بے تدبیری سے تھی کہ اپنے بڑے فرزندون کو جو کارآمدنی ہین اور خدمت بجالانے پر حاضر ہین چندان دوست نہین رکھتے ہین اور چھوٹے فرزندون کو جو خرد سال اور کم محنت اور قاصر الخدمت ہین ایسا دوست رکھتے ہین کہ عشق کی نوبت پہنچی ہے - پس اس جگہ بھی جو حضرت نے لَنْ تَضِلُّوا فرمایا اس سے تدبیر ملکی کی خطا مراد ہے نہ دین مین گمرہی کی - اور اس ارادے پر دلیل قطعی یہ ہے کہ تیئیس سال کی مدت مین جو رسول رحمن کا زمانہ تھا قرآن کریم اور اکثر احادیث کی تبلیغ جب ہدایت کے لئے کافی نافع گمرہی کے رفع کے لئے وافی نہ ہوی ہو اس وصیت کے دو تین سطر کی تحریر مین کیا ہوسکیگا - اور بھی اگر کچھ بعضون کی خاطر مین آتا ہے شاید کہ حضرت کو امر خلافت مین کچھ لکھنا منظور تھا سو حضرت عمر کی ممانعت سے یہ امر ضروری موقوف رہگیا اس کا جواب یہ ہے کہ خلافت کی بات لکھنی منظور ہوتی تو وحی سے خالی نہین یا خلافت

ابوبکر صدیق کی ہوگی یا جناب امیر کی ۔ تقدیر اول مین حضرت کی اسی بیماری مین دوسرے بار اپنی خاطر مبارک مین یہہ بات لاکے خود بخود موقوف کی ۔ نہ عمر بن الخطاب نے منع کیا تھا نہ دوسرے اصحاب بلکہ حضرت نے اللہ پر اور اجماع مومنین پر حوالہ فرمایا اور سمجھے کہ یہہ مقدمہ ہونے والا ہی لکھنے کی حاجت نہین ۔ چنانچہ صحیح مسلم مین موجود ہے کہ حضرت نے اسی مرض مین جناب عائشہ صدیقہ کو فرمایا کہ اُدْعِیْ اَبَاکِ وَاَخَاکِ اُکْتُبْ لَهَا کِتَابًا فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَیَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا وَلَا وَیَاْبَی اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ یعنے بلا اپنے باپ اور بھائی کو نامین ایک وصیت نامہ لکھدون کیونکہ مجھے اسبات کا اندیشہ ہے کہ آرزو کرنیوالا آرزو کریگا اور کہنے والا کہیگا کہ مین ہون اور دوسرا نہین ۔ اللہ تعالی اور سب مسلمان سوا ابوبکر کے دوسرے کو قبول نکرین گے ۔ اس جگہ عمر فاروق کہان تھے ۔ کہ وصیت نامے کی تحریر سے ممانعت کی ہو ۔ اور تقدیر ثانی پر بھی لکھنے کی حاجت نہین تھی کیونکہ حضرت نے اس واقعے کے آگے ہزارون شخص کے روبرو غدیر خم کے میدان مین جناب امیر کی ولایت کا خطبہ پڑہا اور ان کو ہر مومن اور مومنہ کا مولا ٹھہرایا ۔ اور وہ قصہ مشہور آفاق اور زبان زد خلایق ہوچکا تھا ۔ اگر با وصف تقیید و تاکید اور تشہیر و تواتر کے اسکے موافق عمل نہ کرین ۔ اس تحریر خانگی سے کہ جہان چند شخص سے زیادہ حاضر نہین تھے کیا ہوتا حاصل کلام اس تحریر کی ممانعت سے کسی صورت سے بھی امت کی حق تلفی نہوی اور دینی مہمات پر وہ اعتقاد نہ رہے ۔ یہہ خیال باطل بعینہ اس خیال کے مانند ہے جو کہتے ہین کہ امام مہدی غائب ہین ایسے خیالات وسواس کے سوا اور کچھ نہین مرض وسواس کا کیا علاج ۔ اور حضرت کے قول کو رد کرنے کی نسبت جو عمر فاروق کی طرف کرتے ہین خلاف واقع ہے انہون نے یہ قول کہان کیا ۔ بلکہ حضرت کی راحت و آرام ان کو منظور تھی سو اس معاملے کو بالعکس و حکم پیغمبر سمجھنا کمال تعصب و عناد ہے ۔ ظاہر ہے کہ ہر کسینے اپنے بیمار عزیز کو محنت اٹھانے اور رنج کھینچنے سے منع کرتا ہے ۔ اگر اجمالاً وہ بیمار حاضرون کے فایدے اور مصلحت کے لئے محنت اٹھانا چاہے حضار بھی لطیف حیلون سے مانع آتے ہین اور وہ بیمار مشقت اٹھاکے جو کام کرنا چاہے اس کام سے استغنا اور عدم احتیاج اور عدم ضرورت بیان کرتے ہین خصوصاً ایسا معاملہ بزرگون کے بہ نسبت زیادہ مروج و معمول ہے ۔ پس جب جناب فاروق نے دیکھا کہ حضرت نے اپنے صحابہ اور امت کے فایدے کے لئے چاہتے ہین کہ ایسی مرض کی شدت مین وصیت نامہ لکھنے کا بار اٹھاوین اور رنج کھینچین یہہ حرکت قولی و فعلی ایسی حالت مین کمال خرچ و مشقت کا سبب ہوگا اور یہہ تقدیع گوارا نفرمانے کی بات بھی کمال ادب ہے حضرت کی طرف خطاب کرکے نہ کہی بلکہ حضرت کو بھی

حرج دینے سے جو استغنا حاصل ہو یہ بات آیۂ قرآنی سے ثابت کر کے حاضرین سے بیان کی تا حضرت بھی سینہ اور جان لیں کہ اسحالت میں مشقت کھینچنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ فی الواقع اس مقدمے میں عاقلوں کے پاس حضرت عمر کی وقت نظر پر سو آفرین اور ہزار تحسین ہے کیونکہ اس واقعے سے تین مہینے آگے کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا نازل ہوئی تھی اور دین میں نسخ و تبدیل اور زیادت و نقصان کے دروازے بند کر دیئے اس پر مہم ختم کر چکی تھی فاروق اعظم نے اسی کے آیت کی طرف اشارہ کیا کہ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ یعنے حضرت اس حالت میں کوئی نئی بات جو کتاب و شریعت میں نہ آئی ہو تجویز کرو گے۔ پس آپکا مقصد اس وقت میں نہیں مگر تاکید انہیں احکام کی جو آگے قرار پا چکی۔ تاکید آئی تو ہمارے واسطے وحی منزل میں آچکی ہے پس ایسے وقت میں کیا ضرور کہ حضرت مشقت زاید کہ چنداں درکار نہیں اپنی ذات پر گوارا فرماویں۔ بہتر ہے کہ آرام و راحت میں گذاریں۔ اور یہ لفظ کہ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَہُ الْوَجَعُ صریح اس مقدمہ پر گواہ ہے پس معلوم ہوا کہ اس قصے میں رد حکم پیغمبر کی نسبت حضرت عمر کی طرف کرنی کمال غلط فہمی و نادانی یا کمال بغض و عناد کا سبب ہے اس قسم کی مسالع اور مشہورت کرنی حضرت کا معمول صحابہ کے ساتھ اور صحابہ کا معمول حضرت کے ساتھ جاری تھا علی الخصوص عمر فاروق کو اس باب میں بڑی خصوصیت اور جرات حاصل تھی۔ جیسے منافق کے جنازے پر نماز پڑھنے اور ازواج مطہرات کو پردہ نشین کرنے اور غزوہ بدر کے قیدیوں کو قتل کر دینے اور مقام ابراہیم کو مصلے لینے کے باب میں اور ایسے ہی مقدمات میں انہیں کی رائے کے موافق وحی آئی تھی اور اکثر مقدمات میں مقبول رسول بلکہ مقبول الٰہی ہوتی تھی۔ اگر اس قسم کی عرض مصلحت کو رد وحی اور رد حکم پیغمبر کہا جاوے تو حضرت امیر بھی کئی جگہ فاروق اعظم کے شریک ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ صحیح بخاری میں جو اصح الکتب اہل سنت ہی طرق متعددہ پر مروی ہے کہ حضرت نے شب کے وقت جناب امیر اور حضرت زہرا کے گھر تشریف ارزانی فرمائی۔ اور ان کو خوابگاہ سے اٹھا کے نماز تہجد ادا کرنے کے لئے بڑی تاکید کی اور فرمایا قُوْمَا فَصَلِّیَا یعنے تم ہر دو اٹھو اور نماز پڑھو جناب امیر نے کہا وَاللّٰہِ لَا نُصَلِّیْ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا یعنے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہم نماز پڑھینگے مگر اتنی نمازیں جو اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے مقدر کیں وَاِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِیَدِ اللّٰہِ یعنے ہمارے دل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ نماز تہجد کی توفیق بیوے پڑھینگے جب حضرت نے اُنکے گھر سے مراجعت کی اور اپنے زانوں کو مارتے اور فرماتے تھے وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا پس اس قصے میں پیغمبر خدا کے ساتھ مجادلہ اور بحث مقدمے میں اپنی مجبوری جو شرع میں مسموع نہیں جناب امیر سے واقع ہوئی لاکن جب قرینہ حالیہ جوان کی صدق و راستی اور قصد نیک پر گواہ تھا حضرت نے ملامت نکی۔ دوسری بھی روایت بھی صحیح بخاری میں موجود ہے کہ جب غزوہ حدیبیہ میں حضرت

ا ۔ کی وجہ دین میں نقص ۱۲

کفار قریش کے ساتھ صلح کرنیکا اتفاق ہوا اور صلح نامہ لکھا گیا جناب امیر نے حضرت کے القاب مین لفظ رسول اللہ رقم فرمایا - کافرون کے سردارون نے اس لقب کی تحریر سے لئے ہوے اور کہنے لگے کہ اگر ہم اس لقب کو مسلم رکھتے پھر جنگ پر کیسلئے کمر باندھے ہوتے - حضرت نے جناب امیر کو ہر چند فرمایا کہ اس لفظ کو محو کر دیجئے جناب امیر نے کمال ایمان کے سبب سے محو نہ کیا اور حکم رسول کی مخالفت کی یہان تک کہ حضرت نے وہ صلح نامہ جناب امیر کے ہاتھ سے لیکے وہ لفظ آپ اپنے دست مبارک سے محو فرمایا - پس اہل سنت ایسی باتون کو مخالفت رسول نہین جانتے اور اس مخالفت سے حضرت امیر پر طعن نہین کرتے ہین پھر حضرت عمر پر کس طرح طعن کرینگے - اگر شیعہ ان باتون کو بھی رد حکم پیغمبر جانین اپنے پاؤن پر آپ ہی تیشہ مارلینگے انہی کی کتاب المعتزمین شریف مرتضی جو علم الہدی سے ملقب ہوا ایسی مخالفتین جو عرض مصلحت مین جناب امیر سے واقع ہوین - محمد بن حنفیہ سے نقل کیا ہے چنانچہ اس کی عبارت طویلہ تحفہ اثنا عشریہ مین منقول ہے اندیشہ طوالت سے یہان مذکور نہوی

مَنْ شَاءَ فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهِ - اور وہ جو کہتے ہین کہ بدلیل کریمہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کے حضرت کا ہر قول وحی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا مضمون صراحۃ قرآن کریم کے ساتھ خاص ہے نہ سب اقوال پیغمبرین عام پر ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ نے اپنے طرف سے ایک رسول کو کسی ملک کی طرف روانہ کرے اس ملک کے لوگ اس کے ہر قول کو بادشاہ کا قول نہ سمجھین گے مگر وہی احکام جو بادشاہ کے طرف سے پہنچاوے یہ تو جواب عقلی تھا اب جواب نقلی بھی سنا چاہئے کہ حضرت کے سب اقوال وحی منزل من اللہ ہوتے تو حضرت نے بدر کے قیدیون سے فدیہ لے کے چھوڑ دینے پر جو اجازت دی اس پر یہ آیت اس قدر تشدد کے ساتھ کس لئے نازل ہوتی لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ - اور حضرت نے غزوہ تبوک کو جانے کے وقت جب علی کو حکم فرمایا کہ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے مدینہ منورہ مین رہے جناب امیر نے عرض کی أَتُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ پس حضرت کا ہر قول وحی ہوتا تو وحی کے مقابلے مین ایسے اعتراضات کب جایز ہوتے اور جناب امیر کس لئے ایسی عرض کرتے ہوتے طرفہ یہ ہے کہ اصول مامیہ مین دیکھا چاہئے کہ وے بھی حضرت کے سب اقوال کو وحی نہین جانتے ہین اور اس جناب کے جمیع افعال کو واجب الاتباع نہین سمجھتے ہین پس یہ مقدمہ قاعدہ جزء مطابق واقع کے ہوے موافق اپنے مذہب کے نہ مذہب مخصم کے پھر اسکو طعن مین لانا کس قدر جہالت عناد ہے - اگر ہم نظر لاکرین تو کہتے ہین کہ سنی و شیعہ ہر دو کے پاس عرض مصلحت دفع مشقت کے لئے حکم الٰہی کے برخلاف بلا واسطہ کہ قطعاً وحی منزل من اللہ ہے کئی مرتبہ امر کرنا ثابت ہے جناب

خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشورت سے
تین بار مراجعت کی اور عرض کی کہ الٰہی میری امت اس حکم کی حامل نہو سکیگی ذکر کیا ابن بابویہ نے کتاب المعراج
میں - اگر معاذ اللہ یہ بات ردو بحث ہوتی پیغمبروں سے ظہور میں نہ آتی - اس کو ردو بحث ملحد و زندیق کے سوا
کون کہیگا و حضرت موسیٰ کی مراجعت بھی اپنے پروردگار کے ساتھ بلا واسطہ حکم ہوا کہ بعد قرآن مجید میں صریح
موجود ہے قولہ تعالیٰ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ قَوْمَ فِرْعَوْنَ أَلَا يَتَّقُونَ
قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ
وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ
اور بھی شبہ کے دفعیہ میں انہی کے مقررات سے ہے کہ حکم رسول بلکہ حکم الٰہی بلا واسطہ بھی محتمل ندب کا ہے نہ مقتضی وجوب کا
پس مراجعت کیا چاہئے تا واضح ہو کہ مراد اس امر وجوب ہے یا مندوب ذکر کیا اسکو شریف مرتضیٰ نے کتاب دُرَرہ غررہ
میں - جب بات ایسی ہو عمر فاروق کو اس مراجعت میں باوجود تمسک آیت قرآنی کے تحمل مشقت سے استغنا کے
باب میں جو صاف اس امر کی مندوبیت پر دلالت کرتی ہے کیا تقصیر اور کونسا گناہ - اور وہ کہتے ہیں کہ عمر فاروق نے
ہذیان اور اختلاط کلام کی نسبت جناب پیغمبر کی طرف کی اس کا **جواب** یہ ہے کہ اول یہ کہاں سے ثابت ہوا
کہ یہ لفظ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ حضرت عمر کی زبان سے صادر ہوا بلکہ اکثر روایات میں قالوا واقع ہے احتمال ہے کہ کاتب
اور قلم لانے کے مجوزین اس کلمے سے اپنے قول کو تقویت دیئے ہوں وہ استفہام انکاری تھا یعنے ہجر اور ہذیان
تو کبھی پیغمبر کی زبان مبارک پر جاری نہیں ہوتا ہے پس جو فرماتے ہیں اسکا اچھا اہتمام کرو اور جس کے لکھنے کا ارشاد ہوتا
ہے خوب دریافت کرو اور پوچھو کہ کیا ارادہ رکھتے ہیں - اور محتمل ہے کہ اس تحریر کے مانعین بھی استفہام انکاری کے
ہی طور پر کہتے ہوں کہ آخر پیغمبر سے ہذیان ظاہر نہیں ہوتا ہے - اور ظاہر اس کلام کا ہمارے فہم میں نہیں آتا ہے سو پیغمبر
کو لانے کا کہنا حقیقۃً مراد ہے یا اور کچھ ارشاد اور اس کلمے کو فہم کرنے کا سبب صریح اور ظاہر تھا کیونکہ حضرت کی
عادت شریف یہ تھی کہ امکام الٰہی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے تھے اور اس جگہ نہیں فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ
اَنْ اَکْتُبَ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِیْ مانعین کو توہم پیدا ہوا کہ البتہ خلاف عادت نہ فرمائے ہوں یقین
ہے کہ ہم فہم نہ کئے اسلئے خوب تحقیق کیا چاہئے اور قطعاً یہ بات بھی جانتے تھے کہ حضرت تو لکھتے نہیں بلکہ املا
صفت آپسے صادر نہیں ہوئی ہے اور اس پر نص قرآنی شاہد ہے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ
بِيَمِينِكَ اور آپنے اس عبارت میں لکھنے کی نسبت اپنی ذات مبارک کے طرف کی ہے جو فرمایا اَکْتُبْ لَکُمْ کِتَابًا

اسکا کیا معنی ہی اسکو استفہام کیا چاہئے کہ آخر پیغمبر کا کلام ہذیان ہوگا اور حضرت کی یہ بھی عادت شریفہ تھی کہ قرآن کریم کے سوائے اور کچھ نہیں لکھاتے تھے سا ایکبار عمر فاروق نے توریت کا ایک نسخہ لاکے پڑھ رہے تھے حضرت نے دیکھ کے منع فرمایا پس اسوقت عادت مقرری کے برخلاف قرآن مجید کے سوائے اپنے مبارک ہاتھ سے جو لکھنا چاہے حاضرین کو کمال تعجب رہ دیا اور کچھ نہ سمجھے اسلئے ہذیان کا فکر استفہام انکاری یا استفہام تعجبی کی راہ سے بعضے صحابہ کی زبان پر گذرا - اگر انکا غرض حضرت پر ہذیان ثابت کرنیکا ہوتا ایسا نہ کہے ہوتے کہ پھر پوچھو - بلکہ اس طرح کہتے کہ چھوڑ دیجئے کہ کلام ہذیان کو اعتبار نہیں ہے - اور رفع صوت کے باب میں جو طعن کرتے ہیں یہ بھی سراسر غلط فہمی یا حق سے چشم پوشی ہے کیونکہ حضرت کی آواز پر اپنی آواز بلند کی بلاشک منوع ہے اور یہ بات اس قصے میں کسی سے بھی واقع نہ ہوئی نہ عمر فاروق سے نہ انکے غیر سے اور حضرت کی حضور میں مناظرات و مشاجرات کی تقریب سے آپس میں آواز بلند کرنے کی عادت ہمیشہ جاری تھی اصلا اسکو منع نہ فرمائے ہیں بلکہ قرآن مجید کا اشارہ اس کے برخلاف ہی اور وجہت سے پہلا یہ کہ لفظ لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ اَصْوَاتِ النَّبِيِّ ارشاد کیا اور یہ نہ فرمایا لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ دوسرا كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ پس صاف معلوم ہوا کہ ہر بعضو کا بعضو کے لئے جایز ہے اور یا ان کہان سے ثابت ہوا کہ اول عمر بن الخطاب نے رفع صوت کرکے تنازع کا باعث ہوا - اس حجرہ شریف میں تو ایک جماعت کثیر حاضر تھی اور مجمع کثیر میں تو آوازیں بلند ہوا کرتی ہیں یہ تو ضروری بات ہے اور حضرت نے جو فرمایا لَا يَنْبَغِي عِنْدِي تَنَازُعٌ یہ بھی اسی معنا پر شاہد ہے کیونکہ لَا يَنْبَغِي ترک اولا کو کہا کرتے ہیں نہ حرام و کبیرہ کو اور لفظ قُومُوا عَنِّي جو فرمایا حالت مرض میں تنگ مزاجی کے باب سے ہی کیونکہ زیادہ گفت و شنید سے بیمار تنگ دل ہوتا ہی ہماری کے حالت میں بسبب تنگ مزاجی کے جو وقوع میں آوے کسی کے حق میں بھی ہو وہ محل طعن نہیں ہے علی الخصوص یہ خطاب تو سب حاضرون کے ساتھ تھا خواہ مالیین ہون یا معصومین ایسی تنگ مزاجی جو مرض کے سبب سے لاحق ہوتی ہی اس اصلا کچھ نقصان نہیں انبیا کو اس سے معصوم اعتقاد کیا چاہئے جیسے ضعف بدن جو بیماری میں لاحق ہوتا ہی - اس قسم کے جوابات میں صاحب تحفۂ اثنا عشریہ نے جو طویل و تفصیل کے ساتھ بحث کیا ہی خوف طوالت کے سبب سے اسکے ملخصات پر اکتفا کیا گیا - دوسرا طعن یہ کہ عمر فاروق نے حضرت کی موت کا انکار کیا اور قسم کھائی کہ اپنے رحلت نہ فرمائی یہاں تک کہ ابوبکر صدیق نے ان کے پاس آکے یہ آیت پڑھی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ جواب یہ تو طرفہ طعن ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت اور اس جناب کی مفارقت سے اور اپنی مرض کی شدت و دیکھنے سے اسقدر مدہوش اور دواہل ہو کہ اپنی عقل سے گذرے اور اپنا اور اپنے باپ کا نام بھولے

اور اپنی موت وحیات سے خبر نہ رکھے مدہوشی اور بیخبری کے عالم مین بسبب کمال محبت کے موت پیغمبر کا انکار کرے نہایت عجب ہی کہ ایسے عاشق رسول کو شیعہ تیر طعن کی ہدف بنا دے ؎ چشم بماندیش کہ برکندہ باد ۔ عیب نماید ہنرش در نظر ۔ آیات قرآنی سے ثابت ہی کہ درد وغم اور جزع وفزع کی حالت مین حکم شریعت سے صبر تو کنا و فضلتین وارد ہوئے ہین یہ طعن ولامت کی جگہ نہین شیعہ کی صحیح روایتون سے آگے گذرا کہ حضرت موسی کو عین حالت مناجات مین قرب الٰہی کا علم اور گمان سے اسکی تنزیہ حاصل تھی حالانکہ حضرت موسی کو اسوقت حیرت مین ڈالنے والی یا مدہوش کرنے والے کوی عوارض سے کوئی عارضہ نہین تھا ۔ اگر حضرت عمر کو بھی ایسی حالت مین کہ ان کے پاس اہل محشر کا نمونہ تھا حضرت کی جواز موت سے خبر ہے کیا گناہ نسیان اور ذہول تو لوازم بشریت سے ہے ۔ حضرت یوشع نے کہ بالاجماع نبی معصوم تھے مچھلی کی خبر عجیب کو باوجود تقید اور تاکید کرنے حضرت موسی کے فراموش کیا اور خود حضرت موسی نے باوصف اس قول وقرار کے جو حضرت خضر سے کیا تھا کہ ہرگز سوال نہ کرونگا سوا اور عجیب حالتین دیکھنے سے اسکو فراموش کیا اور ذہول ہوا اور حضرت آدم جو ابوالبشر اور اصل انبیا ہین حقتعالی ان کی نسبت فرماتا ہے فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا اور نازمین پیغمبر کا نسیان کتاب کافی اور کلینی مین موجود ہے اور ابوجعفر کلینی اور دوسرے امامیہ اسکی صحت کا حکم کرتے ہین ۔ اور خود ابوجعفر کلینی نے ابوعبداللہ علیہ سے روایت کی ہی کہ انّ الانبیاء

ابا عبد الله عليه السلام كان يكهون في صلوته ويقولون في سجدتي السهو بسم الله وبالله وصلى الله على محمد وآله وسلم پس اگر حضرت عمر کو بھی ایک آیت قرآنی بطور ذہول کے ایسے حاشیہ قیامت نما مین خاطر سے گئی ہو کس طرح محل طعن ہوگا ۔ میتسر الطعن یہ کہ عمر فاروق بعض مسائل شرعیہ نہین جانتے تھے حالانکہ ان مسئلون کا جاننا امامت اور خلافت کے اہم مہمات سے ہی ۔ ازانجملہ ایک عورت حاملہ زنا سے حاملہ تھی اسکو رجم کا حکم فرمایا ایسے مین جناب امیر نے مانع ہوکے کہا کہ ان كان لك عليها سبيل فلا سبيل لك على ما في بطنها عمر فاروق نے نادم ہوے اور کہا لولا علي لهلك عمر ۔ اور ازانجملہ اسنے یہ بھی چاہا کہ ایک عورت مجنونہ کو رجم کرے ۔ ایسے مین جناب امیر نے ان کو خبردار کیا اور یہ حدیث پڑھی سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَعْقِلَ اور ازانجملہ یہ بھی ہے کہ انھون نے اسنے فرزند ابوشحمہ پر حد جاری کی اور وہ اس حد مین جان دیا کہ ابھی حد کے چند کوڑے باقی تھے سو سو کوڑے پر مار کے تمام کیا حالانکہ مردے پر جاری کرنی نقل وشرع کا خلاف ہی ۔ اور ازانجملہ نشہ شراب خماری کی حد سے آگے نہین تھی یہان تک کہ لوگون کی صلاح ومشورت سے حد مقرر کی ان قصون سے معلوم ہوا

کہ انکو ظواہر شریعت پر بھی علم نہین تہا - پس امامت کی لیاقت کس طرح حاصل ہوی **جواب** ان مطاعن کا یہ ہے کہ شیعہ نے ان قصون کے نقل کرنے مین خیانت کی ہے کہ کسی قصے کا ایک حرف لیا اور کسی قصے کا ایک حرف لیا اور سب قصے کا ستیاناس کر گیا تا اپنا مطلب صورت پکڑے یہ تو متعصبین اور معاندین کا خاصہ ہے جیسے یہود کا قول کہ اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ نعوذ باللہ منہا - اب سننا چاہئے کہ رجم حاملہ کا قصہ یہ ہے کہ حضرت عمر کو خبر نہین تہی کہ یہ عورت حاملہ ہے اور حمل ایسی چیز نہین کہ دیکھتے ہی معلوم ہو جاوے کہ یہ عورت حاملہ ہے - ہان حمل کی مدت تمام ہونے سے کچھ باقی رہے جب حضرت ابرنے آگے سے اس عورت کے حمل کی خبر سنی تہی سو انکو اطلاع عدی پس عمر فاروق نے اس خبر دینے پر ممنون ہو کے ادائے شکر کے مقام مین وہ کلمہ کہا یعنے اگر حد جاری کرنے اور وہ حاملہ اور اسکا بچہ مر جانے کے بعد مجھے معلوم ہوتا کہ وہ عورت حاملہ تھی اور اس پر جو حسرت و تاسف کرتا تو وہ حضرت میری موت و ہلاکت کے مقام مین ہوتی اگر جناب امیر اس وقت مجھے خبر دیتے مین اس درد و غم سے ہلاک ہوتا انتہی - شیعہ اور سنی کے اجماع سے جب عورت زانیہ اپنے زنا کا اقرار کرے یا دو کے زنا پر گواہ رہین پھر امام کو لازم نہین کہ اس عورت سے پوچھے کہ تو حاملہ ہے یا نہین - بلکہ اس عورت کو چاہئے کہ حمل رکھتی ہو تو ظاہر کر دے اور حقیقت حال پر اطلاع نہونے کے سبب سے جو حکم کہ صادر ہووے اور واقع مین حقیقت دوسری ہے کہ اس حکم کو نہ چاہتی ہو اس صورت مین اس حکم کو جہل و نادان نہین کہتے مین بلکہ حقیقت حال پر اطلاع نہونیکا سبب ہے ایسا حکم کرنے سے امامت مین بلکہ نبوت مین بھی کچھ قصور نہ آتا ہے کیونکہ حضرت موسی نے محض بے اطلاعی کے سبب اپنے بڑے برادر حضرت ہارون کی ریش پکڑی اور ان کے سر کے بال پکڑ کے کھینچا اور اہانت کی حالانکہ حضرت موسی پیغمبر کی یا بڑے برادر کی تعظیم کے مسائل سے جاہل نہین تہے اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بارہا فرماتے تہے کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ اَخِیْہِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِّنَ النَّارِ اور جامع ترمذی مین وایل بن حجر کندی سے صحیح روایت آئی ہے کہ حضرت کے زمانے مین ایک عورت نے نماز کی جماعت پانیکے لئے اپنے گھر سے نکلی ایک شخص نے گلی مین اس کو ملایا اور زبردستی سے اسکو گرا کے اس سے بدفعلی کی اور اس عورت نے رونا پلانا شروع کیا اور وہ شخص وہان سے بھاگ گیا قضارا دوسرا ایک شخص نے جو راستے سے جاتا تہا اس عورت نے اسکو زانی سمجھ کے لوگونکو بتلا دیا لوگون نے اسکو پکڑ کے حضرت کی حضور مین لے آئے حضرت نے حکم فرمایا کہ اس کو سنگسار کرین جب رجم شروع کرنا چاہتے ایسے مین وہ مرد زانی اٹھا اور اقرار کیا کہ یا رسول اللہ یہ بیچارہ بیگناہ ہے میرے سبب سے ہوا ہے حقیقت مین یہ مرد بے گناہ ہے تب حضرت نے اس مرد بے گناہ سے معذرت کی اور اس زانی کو حکم رجم کا فرمایا اور حدیث متفق علیہ مین جو امامیہ اور اہل سنت کے ہر دو کتب مین

موجود ہے آیا ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر علیا باقامۃ الحد علی امراۃ حدثتہ بنفاس
فلم یقم علیہا الحد حتی یبقطع دمہا حتی تموت فذکر ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
احسنت دعہا حتی ینقطع دمہا یعنے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نفاس والی عورت پر حد جاری
کرنیکے لئے حضرت علی کو حکم فرمایا حضرت علی نے اس کی موت کے اندیشے سے اس پر حد قایم نکی اور حضرت کی حضور مین یہہ
حال ظاہر کیا تب آپنے فرمایا کہ تو اچھا کیا اور چھوڑ دے یہانتک کہ اسکا خون بند ہو جاوے - اور نوا سے کے ڈرنے والوں نے
حضرت علی کی خطا عظیم مین اسلئے مین کہ آپنے زنا کے حد یعنے کوڑے مارنے اور رجم کرنے کو جمع کیا ہی شراحہ ہمدانیہ کے حق مین
جو زنا کی مرتکب ہوی تھی حالانکہ وہ عورت محصنہ بھی یہہ تو شریعت کا خلاف ہی کیونکہ حضرت نے ماعز اور غامدیہ کو فقط رجم فرمایا
تھا اور عقل کا بھی خلاف ہی کیونکہ جب رجم جو اشد عقوبات سے ہی جب اسپر جاری ہوا کوڑے مارنا جسمین اس سے کمتر ہے
کس لیے جاری کیا - اہل سنت جواب مین اس گمراہ فرقے کے بھی کہتے ہین کہ حضرت امیر کو اول معلوم نہین تھا کہ وہ عورت محصنہ
ہے اسلیے کوڑے کا حکم فرمایا جب کوڑے مارنے کے بعد آگاہ ہوا اطلاع ہوی کہ وہ محصنہ ہی رجم کا حکم فرمایا پس ہر دو حد کو جمع کرنا
اس جناب سے حقیقت مین واقع نہوا - بالجملہ حقیقت حال سے بے اطلاع رہنا اور ہی اور مسئلہ شرعی کا نجاننا اور اگر
کسی نے ان ہر دو باتون مین فرق نکرے وہ قابل خطاب نہین پس اس عورت مجنونہ کے رجم کا قصہ بھی اسی پر قیاس
کیا چاہیئے - کہ حضرت عمر کو اس کے جنون سے اطلاع نہین تھی - چنانچہ امام احمد نے عطا بن سائب کی روایت سے اور وہ
ابی ظبیان جہنی سے نقل کیا ہی کہ ایک عورت کو زنا کے مرتکب ہونے کے سبب سے حضرت عمر کے نزدیک لے آئے آپنے حکم فرمایا کہ اسکو
سنگسار کرین تب لوگون نے اسکو کھینچ کے لیجاتے تھے ناگاہ راہ مین حضرت علی ملے دریافت کی کہ اس عورت کو کہان
لیجاتے ہو لوگون نے عرض کی کہ اس پر زنا ثابت ہوا ہے خلیفے نے رجم کا حکم فرمایا ہی حضرت علی نے اس عورت کو ان
لوگون کے ہاتھ سے چھڑا کے حضرت عمر کی خدمت مین لے آیا اور فرمایا کہ یہہ عورت مجنونہ ہے اور یہہ فلانے قبیلے والی ہی
مین اسکو خوب جانتا ہون اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مجنونہ پر قلم تکلیف جاری نہوا تب حضرت عمر نے
رجم کو موقوف کیا پس معلوم ہوا کہ مجنونہ کو رجم نہ کرنے کا مسئلہ معلوم تھا ان وہ عورت جو مجنونہ تھی یہہ بات نہین جانتے
تھے اور ظاہر ہے کہ صاحب جنون سے جبتک بے ربط حرکات اصوات صادر نہون مین اسکا جنون کسی پر کیونکر
معلوم نہین ہو سکتا ہی کیونکہ مجنون کی صورت عاقل کی صورت سے ممتاز نہین ہو سکتی ہی اور امور حسیہ اور عقلیہ کا نجاننا نبوت
مین کچھ نقصان نہین کرتا ہی امامت مین تو کہان - امامت کی شرط یہی ہے کہ احکام شرعیہ کی معرفت ہو نہ حسیات خفیہ یا
قیامت جزیہ کی معرفت اور بالفعل جمیع احکام شرعیہ کی معرفت نہ شرط نبوت ہی نہ شرط امامت ہان احکام شرعیہ پیغمبر کو

وحی سے معلوم ہوتے ہین اور امام کو اجتہاد سے اور بسا اوقات اجتہاد مین خطا بھی واقع ہوتی ہے چنانچہ ترمذی مین موجود ہے
عن عکرمۃ ان علیا احرق قوما ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلک ابن عباس فقال لو کنت انا لقتلہم
لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ وان لم اکن لاحرقہم لان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم قال لا تعذبوا بعذاب اللہ فبلغ ذلک علیا فقال صدق ابن عباس
یعنے عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک قوم جو اسلام سے مرتد ہوی تھی حضرت علی نے انکو آتش مین جلا ڈالا - جب یہ خبر ابن عباس کو
پہنچی تو کہا کہ اگر مین حاضر رہتا تو انکو قتل کرتا کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے دین سے بدلا اوسکو قتل کرو اور مین
نجلاتا انکو کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ تم کسی کو وہ عذاب ندو جو خدا کا ہے جب یہ بات حضرت علی کی خدمت مین پہنچی تو
فرمایا کہ ابن عباس نے سچ کہا - بالجملہ اس قسم کے خطاء اجتہادی مین طعن و ملامت کی جگہ نہین چہ جاے انکہ جس پر مطلع
اور خبردار ہونا ضرور بھی وہ ایسے مقام مین بے اطلاعی اور بے خبری ہو تو محل طعن کا ٹھہرایا جاوے - اب ہم آئے اسبات
پر جو ایک بڑا اشکال ہے کہ جس کو نواصب دستاویز ٹھہراتے ہین کہ حضرت امیر نے تین شخص مرفوع القلم رہنے کی حدیث جو
آپ ہی روایت کی ہے - باین شیعہ کے کتابون مین مروی ہے کہ ان علیا کان یامر باقامۃ حد السرقۃ
علی الصبی والابن بالوید یعنے حضرت علی نے چوری کی حد نابالغ لڑکے پر بھی قایم کرتے تھے روایت کیا اسکو ابن بابویہ یہ بات
تو روایت پیغمبر کی صریح مخالف ہی بلکہ حضرت عمر کا فعل اگر واقع ہوا مخصوص ہے کہ حضرت مجنونہ حد کے لئے کوڑے مین ماری جاتی
حضرت امیر کے قول سے تو ہزارون لڑکے ناقص الاعضا ہو جاتے ہین معلوم نہین کہ شیعہ اسکا کیا جواب دیتے ہین
اور تقیہ پر عمل کرنے کی بھی گنجایش نہین ہے کیونکہ لڑکون پر حد قایم کرنی حضرت عمر اور عثمان کا بھی مذہب نہین تھا ہان اگر
حضرت علی فرماتے کہ عورت مجنونہ کو رجم کیا چاہیے البتہ تقیہ ہوتا ایسی بات سے تو آپنے حق ظاہر کیا اور رجم ہونے دیا - ان
اہل سنت پر اس باب مین کچھ اشکال ہو نہین سکتا ہے کیونکہ لڑکون پر حد جاری کرنی کی روایت جو حضرت امیر کی طرف
منسوب ہے اہل سنت باور نہین کرتے ہین بلکہ افترا اور بہتان جانتے ہین - اگر فرض بھی جب چاہین کہ شیعہ کی معتبرات سے
اہل سنت کو الزام دیوین یہ بات بھی نہین ہو سکتی ہے - اور مردے کو حد مارنے کا قصہ بھی جھوٹ اور افترا ہے ہرگز اہل سنت
کی روایات صحیحہ مین موجود نہین پس جواب کا محتاج نہین بلکہ صحیح روایات سے اس قدر ثابت ہے کہ حضرت عمر نے جو اپنے
فرزند پر حد مارنے کے بعد از بھی وہ زندہ تھے اور انکے بدن کے زخم بھی چنگے ہوے ہان حد مارنے کی اثنا مین انکو
غشی اور بیہوشی ہوی تھی اسی لئے بعضون کو ان کی موت کا توہم ہوا - اور وہ جو کہتے ہین کہ حضرت عمر نے شراب خواری
کی حد نہین جانتے تھے یہانتک کہ لوگونکی صلاح و مشورت سے مقرر کی پس طرفہ ملعن ہے کیونکہ ایک ایسی چیز کا سنجانا کہ جسکے

آگے موجود نہوا ور شرع مین بھی معین نہ کی گئی ہو طعن کی جگہ نہین ہوتی ہے کما ان العلم تابع للمعلوم اور
شراب خواری کی حد حضرت کے زمانے مین معین نہین تھی بے تعین چند ہاتھ یا جوتے سے اور بائی ہوی چادر سے اور جوتون
سے اور ہاتھ مین پکڑنے کی چھڑیون سے مارتے تھے - جب حضرت ابوبکر صدیق کے وقت صحابہ سے چند شخص اس حد کا
اندازہ کئے تو چالیس عدد کو پہنچی جب حضرت عمر کی خلافت مین شراب خواری زیادہ ہوی تو آپنے تمام صحابہ کو جمع کرکے
مشورت کی تب حضرت امیر اور ایک روایت سے عبدالرحمن بن عوف بھی جناب امیر کے ساتھ شریک ہوکے کہنے لگے کہ
اس حد کو گالی کی حد کے مانند اسی تازیانے مقرر کیا چاہئے کیونکہ جب آدمی شراب پیتا ہی مست اور بے عقل ہوجاتا ہی جب
بے عقل ہوا ہذیان کہتا ہی اور ہذیان مین گالی بھی دیتا ہے - پس تمام صحابہ اس استنباط لطیف کو پسند کرکے اسی پر اجماع
کئے پس اسجگہ معلوم ہوا کہ حد خمر کے بانی مبانی عمر بن الخطاب ہین - حد خمر کا علم انکو نہین ہتا کہنا بڑی بیعقلی اور نادانی ہی
اور امامیہ کے پاس بھی یہہ قصہ اسیطرح سے ثابت ہی چنانچہ شیخ ابن مطہر حلی نے منہج الکرامت مین لایا ہی - اور اسی جگہ سے
دوسرے طعن کا جواب بھی معلوم ہوا جو کہتے ہین کہ حضرت عمر نے اپنی عقل سے حد خمر کے عدد کو زیادہ کیا حالانکہ حضرت کے
زمانے مین چالیس تازیانے تھے دلبس - ہم کہتے ہین کہ اگر حضرت عمر نے زیادہ کیا تو جناب امیر اور اجماع صحابہ سے کیا
پس فقط حضرت عمر کا جناب محل طعن نہوگا - اور شیعہ کے بعض کتابون مین یہہ طعن دوسرے طور سے مذکور ہے کہ کہتے ہین
کہ حضرت عمر نے ایکبار شراب کی حد اسی تازیانے سے زیادہ مارنیکا حکم کیا - اس طعن کا جواب یہہ ہے کہ اول تو یہہ روایت
صحیح نہین اور بالفرض اگر صحیح بھی ہو حضرت امیر بھی شراب کی حد سو تازیانے مارے ہین تو اسی پر اور بیس تازیانے زیادہ کئے
چنانچہ محمد ابن بابویہ نے کتاب من لایحضرہ الفقیہ مین روایت کی ہی کہ نجاشی خارفی جو شاعر تھا اور ماہ رمضان مین
شراب پیا جب اسکو پکڑ لائے حضرت امیر نے اسکو سو تازیانے مارنیکا حکم کیا رمضان کی حرمت سے بیس تازیانے زیادہ کئے
اور اہل سنت کا جواب ان ہر دو اقوال مین ایک ہی بات ہے کہ امام کو پہنچا ہی کہ سیاست کی طور پر یا خیانت کی سختی پر جب
شرعی کے مقدار سے زیادہ کرے اسکی دلیل جناب امیر کا ہی فعل ہی - پس حضرت عمر پر طعن کی جگہ نہی **چوتھا طعن**
یہہ کہ حضرت عمر نے حد قایم کرنے مین سو تازیانے کی جگہ پر اسی شاخ درخت کا حکم کیا یہہ بات شریعت کی مخالف ہی کیونکہ
اللہ تعالی فرماتا ہے اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ **جواب** اس طعن کا یہہ
ہی کہ عمر فاروق کا یہہ فعل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے موافق ہے چنانچہ مشکوٰۃ اور شرح سنہ مین
سعید بن سعد بن عبادہ کی روایت آئی ہی کہ سعد بن عبادہ نے ایک مرد بیمار ناقص الخلقت کو پکڑ کے حضرت کی حضور مین
لے آیا اور عرض کی کہ اس نے محلے کے کنیزون سے ایک کنیز کے ساتھ زنا کیا ہی حضرت نے فرمایا کہ ایک ایسی بڑی شاخ لاؤ

کہ جس میں چھوٹی سنو شاعین رہیں اور اس سے ایک بار اس کو مارو۔ اور ابن ماجہ نے بھی ایسی ہی ایک حدیث روایت کی ہے اور جس بیمار کی تندرستی
کی امید نہ ہو اسکو حد مار سکتے ہیں علمائے اہل سنت کا بھی مذہب ہے قال فی الفتاوی العالمکیریہ المریض اذا وجب
علیہ الحد ان کان الحد رجما یقام علیہ الحال وان کان جلدا لا یقام علیہ حتی یبرأ وبصح الا
اذا کان مریضا وقع الیاس عن برئہ فحینئذ یقام علیہ کذا فی الظہریۃ ولو کان المرض لا یرجی زوالہ او کان محدودا
ضعیف الخلقۃ فعندنا یضرب بالکمال فیہ مائۃ شماخ فیضرب دفعۃ ولا بد من وصول کل شماخ الی بدنہ کذا فی فتح
اور جس پر عمر بن الخطاب ایسے صاحب تدبر کی دور مرد ضعیف الخلقہ تھا اور قرآن مجید میں بھی ایسے حالات شرعیہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں مستحق حد کے
احوال کی رعایت اور حدود الٰہی کی محافظت بھی رہتی ہے قولہ تعالی وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث پانچواں طعن
یہ کہ عمر بن الخطاب نے دین متین میں احکام کا احداث کیا جو اس دین میں نہیں تھا یعنے تراویح کی نماز اسکی جماعت کا قیام جو انہیں کے اختراع سے بدعت ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے ہم کو من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد اور کل بدعۃ ضلالۃ جواب اس طعن کے اہل سنت کو الزام دینا نہ سکے گا کیونکہ کل کے
سب کتب حدیث میں یہ بات بشہرت اور تواتر کے پہنچی ہے کہ حضرت نے رمضان کی تین شبینہ تراویح جماعت سے ادا کی اور دوسرے دن اس کے ماند اس کو
تنہا ادا نہ فرمایا اور اس پر مواظبت نہ کی اور یہی بیان کیا کہ انی خشیت ان تفرض علیکم یعنے میں ان باتوں کا خوف رکھتا ہوں کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے
جب حضرت کی وفات کے بعد یہ عذر زائل ہو گیا حضرت عمر نے سنت نبوی کو زندہ کیا اصل کا قاعدہ شیعہ یعنی کے پاس مقرر ہے کہ جب حکم شرع کے ہر جزو ایک علت
کے ساتھ معلل ہو تو اس علت کے ارتفاع کے سبب سے وہ بھی مرتفع ہوتا ہے اور وہ جو کہتے ہیں کہ تراویح کہ انہیں کے اقرار سے بدعت ہے کیونکہ انہوں نے خود ہی کہا ہے
نعمت البدعۃ ھذہ پس اس کے یہ معنے ہیں کہ جماعت کے ساتھ اس پر مواظبت کرنی ایسی نو پیدا چیز ہے کہ حضرت نے تائید نہیں فرمائی اور ہم بھی اس میں
خلفائے راشدین اور ائمہ اطہار کے اجماع سے ثابت ہونے میں کہ بدعت نہیں کہتے ہیں اگر بدعت کہیں تو بدعت سیئہ نہ بدعت حسنہ ایسی صورت میں مذکورہ بالا چیز
کے ساتھ مخصوص ہے کہ شرع میں کچھ اصل نہ رکھتے ہوں اور نہ خلفاء راشدین سے اجماع سے ثابت ہوئے ہوں اور شیعہ عید غدیر اور روز کی تعظیم و توقیر جو حضرت عمر
کی شہادت کے دن کی نماز شکر پر جو رسم الاول کی نیرین میں پڑھتے ہیں اور تحفے فروج جواری اور تحفے اولاد کو کھیلنے کے لئے دختر کے سے دختر محروم کرتے ہیں ان چیزوں
کا بہانہ کیا کہیں گے کہ یہ چیزیں حضرت کے مبارک زمانے میں نہیں تھیں اور شیعہ عمر کرے تمہیں کہ ان چیزوں کو ائمہ احداث کہتے ہیں جب اہل سنت کے پاس خلفائے
راشدین بھی ہیں ائمہ کا حکم رکھتے ہیں حکم حدیث مشہور وھن یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین من بعدی عضوا علیھا بالنواجذ کے حضرت عمر کی احداث کو دیکھ کر ایسے احداث کے مانند بدعت نہیں جانتے اگر بدعت جانتے تو اسکو بدعت حسنہ کہتے ہیں
ربنا اغفر لنا ذنوبنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا
ربنا انک رؤف رحیم۔ وصل وسلم علی سیدنا محمد نبیک الخضر یم وآلہ
الطاھرین ذوی الخط الجسیم واصحابہ المھتدین الی صراط المستقیم

میسترا گلزار خلیفہ سیوم جامع القران کامل الحیاء والایمان امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے احوال مین

یہہ گلزار تازہ بہار چہار خیابان - اور دو روش - اور چہار شاخ - اور چہار گل اور دو گلدستہ پر منقسم ہے

پہلی خیابان حضرت عثمان کے نام و کینیت کے بیان مین —

انکا نسب تواریخ وانساب کے کتب مین ایسا لکھا ہی کہ ھُوَ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی القرشی الاموی عبد مناف انکا نسب حضرت کے نسب شریف کے ساتھ ملتا ہی اُن کی کینیت ابو عبد اللہ ہی - کہتے ہین کہ جاہلیت مین انکی کینیت ابو عمر تھی اسلام مین جب بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک فرزند ارجمند کی ولادت ہوی انکا نام عبد اللہ رکھے تب سے ان کی کینیت ابو عبد اللہ ہوی - اور حضرت عثمان کے والدہ کا نام آروی تھا بنت ابن ربیعہ بن حبیب بن عبد الشمس بن عبد مناف - ابن عباس سے مروی ہی کہ آروی ماد عثمان اسلام سے شرف پائی - دوسری خیابان حضرت عثمان کے حلیہ و شمایل کے بیان مین —

انکا قد مبارک اونچا اور رنگ گورا تھا - سر کے بال گردا گرد سیاہ اور ریش مبارک گھنی دراز تھی - اور ان کے بدن کا پوست نرم اور ہاتھ پاؤں سخت تھے - ہر دو کندھون کے درمیان چوڑائی تھی - اور چہرۂ مبارک مین بڑی وجاہت اور رنگ ایسا براق تھا کہ شمع کے مانند اس مین چمک تھی اور ہر دو رخسار پر تھوڑے سے چیچک کے داغ تھے اور انکا حسن جمال اس درجے مین تھا کہ ایک بار جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سے کہا کہ اگر آپ چاہین کہ ایسے شخص کو دیکھین کہ اس کا حسن خداداد یوسف علیہ السلام کے مشابہ ہو تو عثمان بن عفان پر نظر کرین - اسامہ سے مروی ہے کہ ایکبار حضرت نے میرے ہاتھ گوشت کا ایک ٹکڑا بی بی رقیہ کی خدمت مین بھیجا جب مین نے انکے گھر گیا تو دیکھا کہ عثمان ذوالنورین اور جناب رقیہ ہر دو تشریف رکھے تھے مین نے کسی مرد و عورت کو ایسے احسن و اجمل اور زیبا نہین دیکھا - اور ابن لبید سے منقول ہے کہ ایکدن مین نے عثمان ذوالنورین کو دیکھا کہ خچر پر سوار اور سر و گیسو چھپے ہوے اور دو جامہ زرد پہنے ہوے تھے - اس سے زیادہ جمیل نظر نہ آیا - تیسری خیابان حضرت عثمان بشرف ایمان سے مشرف ہونے کے بیان مین - زید بن رومان سے

منقول ہے کہ جب حضرت مبعوث ہوے اور خلق کو دین اسلام کی طرف دعوت کرنے لگے عثمان بن عفان وطلحہ بن عبداللہ تجارت کی تقریب سے شام کی طرف گئے تھے۔ جب کہ معظمہ کی طرف لوٹ آئے ابوبکر صدیق کی دلالت سے حضرت کی مجلس میں حاضر ہوے۔ حضرت نے انکو دین اسلام کے طرف دعوت کی اور قرآن مجید کی آیتین تلاوت فرمائین اسیوقت ہر دو دولت ایمان سے کامیاب ہوے۔ عثمان بن عفان کے عرض کی کہ یارسول اللہ جب مین نے شام سے مراجعت کی ایکمنزل مین جو زرقا اور معان کے درمیان واقع ہے سویا تھا اس حال مین مین نے سنا کہ ہاتف کہتا تھا۔ ایھا النیام ھبوا فان محمداً خرج من مکۃ یدعوا الی الاسلام والی دار السلام مین نے جب مدینہ مکہ یہ اور یہ خبر سنی کہ آپ نبوت کا دعوا کرتے ہین اسیوقت اس ہاتف کے کلام کو گواہ عدل جانا اور حاضر حضور ہوکے دولت اسلام حاصل کی۔ کہتے ہین کہ انکا چچا حکم بن العاص نے جب ان کے اسلام سے آگاہ ہوا ان کو مقید کیا اور اولی اعلی کو جمع کرکے ان کو ملامت کرنے لگا کہ تجھے کب سزاوار ہے کہ اپنے آبا واجداد کے دین سے پھر جاوے شاید کہ تجارت شام سے ہمارے لئے کچھ تحفہ لے آیا۔ پھر بہت کچھ تہدید کی اور کہنے لگا کہ تو دین محمدی سے تبرا نہ کریگا تو ہمیشہ بھی قید وزنجیر مین رہیگا۔ حضرت عثمان نے کہا کہ واللہ جب تک زندہ رہونگا دین محمدی سے سر نہ پھیرونگا بلکہ حضرت کی اطاعت مین جان ودل قربان کرونگا جب حکم نے ان کی استواری دیکھی بے امید ہوکے انکو قید سے چھوڑ دیا پھر ان کا متعرض نہ ہوا۔ **چوتھی حکایت حضرت عثمان لقب ذوالنورین سے ملقب ہونے کے بیان مین** مشہور یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نور العین تھے یعنے بی بی رقیہ وبی بی ام کلثوم ایک کے بعد دوسرے جب انکے نکاح مین آئین ان کو ذوالنورین کہنے لگے۔ کہتے ہین کہ زمان آدم سے زمان خاتم تک کسی امت مین کسی شخص کو یہ فضیلت نہ ملی اور کوئی کسی پیغمبر کے دو دختر کا شوہر نہ ہوا۔ روایت ہے کہ جب بی بی ام کلثوم کی رحلت ہوی حضرت نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کسی دختر کے ساتھ عثمان کا نکاح کردیتے اسکو بے جفت نہ چھوڑے مقرر اگر مجھے چالیس دختر ہوتے ایک کے بعد ایک عثمان کے ساتھ نکاح کردیا ہوتا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جب حضرت عثمان کا وجود جاہلیت اور اسلام مین جود وسخاوت اور مہمانون کی ضیافت سے مشہور تھا اس لئے ان کا لقب ذوالنورین ہوا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اکثر دن مین روزہ دار اور شب مین نماز گزار تھے۔ جب ان ہر دو عبادات کے انوار اُنسے جلوہ گر تھے انکو ذوالنورین کہتے تھے چوتھا قول یہ کہ ان کے قول وفعل ہر دو انوار سے منور تھے اسواسطے ذوالنورین سے ملقب ہوے۔ پانچوان قول یہ کہ حضرت عثمان جب فردا قیامت بہشت مین ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف رونق افزا ہونگے تو برق انوار ان کے ہر دو جانب ایسے درخشان ہونگے کہ جس سے بہشت کی سب زمینین پرنور ہوجاوینگے۔ صاحب روضۃ الاحباب کہتا ہے کہ انکو ذوالنورین اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت کے ساتھ انکو قرابت پدری ومادری حاصل تھی ہم سکے۔ کیونکہ ان کی والدہ

حضرت کی پھپی بیضا کی دختر تھی کہ حضرت کے والد عبداللہ کے توام تھے واللہ اعلم - پچھلی روش ان آیتون کی
تفسیر مین جو حضرت عثمان کی شان مین نازل ہوین - پچھلی آیت جو سورۂ بقر مین
آئی ہے اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنے جو لوگ خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی راہ مین ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ
مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی پھر خرچ کرکے فقیر پر احسان نہین رکھتے ہین اور ایذا نہین دیتے ہین - صاحب تفسیر معالم التنزیل
نے اس آیت کے تحت مین لکھا ہے کہ کلبی مفسر نے کہا کہ یہ آیت عثمان بن عفان و عبدالرحمن بن عوف کی شان مین نازل
ہوی - اس کا سبب نزول یہ ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے چھ ہزار درہم حضرت کی جناب مین حاضر کئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
میرے پاس اٹھ ہزار درہم تھے مین نے ان سے چھ ہزار درہم اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے رکھے اور چھ ہزار اللہ تعالےٰ
کے واسطے لے آئے - تب حضرت نے ان کے حق مین دعا کی بَارَکَ اللّٰہُ فِیْمَا اَمْسَکْتَ لَکَ وَفِیْمَا اَعْطَیْتَ
یعنے برکت دیوے اللہ تعالیٰ اس چیز مین جو تو نے رکھی اور اس چیز مین جو تو نے لا دی - اور عثمان ذوالنورین نے جب غنیمت و متروک
مین ہزار اونٹ ان کے جھولون اور پالون سمیت حاضر کئے - اور ہزار دینار لا کے حضرت کے گود مین ڈال دئے عبدالرحمن
بن سمرہ سے مروی ہے کہ مین نے حضرت کی طرف نظر کی کہ کمال فرحت سے وے دینار اپنے مبارک ہاتھ سے منقلب
کرتے اور فرماتے تھے کہ مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ یعنے نہین ضرر کریگا ابن عفان کو جو عمل کریگا آج کے بعد
تب یہ آیت شریف نازل ہوی اور اسی معالم التنزیل مین لایا ہے کہ منت وہ ہے کہ فقیر پر اپنی عطا سے منت رکھے اور کہے کہ مین نے
تجھ کو یہ چیز دی - اور ایذا دینی وہ ہے کہ محتاج کو شرمندہ کرے اور کہے کہ تو کب تک سوال کریگا اور مجھے ایذا دیگا اور
بعضون نے کہا ہے کہ ایذا وہ ہے کہ اپنی بخشش سے جس کو اطلاع دینی ضرور ہو اس کو معلوم کروانا کہ فلان سائل کو مین نے یہ دیا
سفیان نے کہا ہے کہ منت و ایذا کے یہ معنے ہین کہ سائل سے کہے کہ مین نے تجھکو دیا اور تو اسکی قدر نہ کی عبدالرحمن
بن زید اسلم نے کہا ہے کہ میرے باپ نے کہا تھا کہ اے لڑکے تو نے جب کسی کو کوئی چیز دی اور دیکھے کہ سائل نے تیرے سلام کو
گران جانا ہے تو اس کو سلام نہ کیجئے تا وہ تیرے سلام سے شرمندہ نہو - غرض جو لوگ اپنا مال خرچ کرکے احسان نہین رکھتے
اور ایذا نہین دیتے ہین لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ انہی کو ہے ثواب انکا اپنے رب کے یہان وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ
وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غم کھاوین گے تو اب کے فوت ہونے سے - دوسری آیت جو سورۂ بقر مین آئی
ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا یعنے اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو
باقی رہی ربا سے - صاحب معالم التنزیل نے کہا کہ عطا اور عکرمہ کہتے ہین کہ یہ آیت عباس بن عبدالمطلب اور عثمان بن
عفان کی شان مین نازل ہوی - اس کا سبب نزول یہ ہے کہ ایک شخص کے باب مین ان ہر دو بزرگون کا مقروض تھا

جب اس کے باغ میں فصل آئی اس نے کہنے لگا کہ اگر تم ہر دو اپنا حق لے لوگے جو باقی رہیگا وہ میرے اہل و عیال کے لئے کفایت نہیں کرتا ہے اگر اب تم آدھا لوگے اور نصف باقی کے لئے مہلت دوگے تو میں اگلی فصل تمکو اسکا دونا دونگا پس جب وعدے کے ایام منقضی ہوئے ان ہر دو نے اپنا قرض دونا طلب کیا۔ اور یہ بات حضرت کی حضور میں پہنچی حضرت نے انکو بلوا کے منع فرمایا اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ان ہر دو نے حکم خدا و حکم رسول مان لیا اپنا مال ہی لے کے وہ زیادتی چھوڑ دی۔ اور **تیسری آیت** جو سورہ نساء میں آئی ہے وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ یعنے جس نے اطاعت کی اللہ کی اس کے اوامر و نواہی میں وَرَسُوْلَهٗ اور اطاعت کی رسول کی دین کے احکام اور حدود میں فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ پس وے لوگ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ رہیں گے کہ انعام کیا ہے اللہ تعالے نے مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں سے معالم میں لایا ہے کہ نبیین سے ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔ اور صدیقین سے ابوبکر صدیق کی طرف اور شہداء سے عمر فاروق و عثمان ذوالنورین اور علی مرتضیٰ کی طرف اور صالحین سے سب صحابہ کی طرف اشارہ ہے

چوتھی آیت جو سورہ نحل میں ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ یعنے بتلائی اللہ نے ایک مثال کہ دو مرد ہیں ایک ان سے گونگا ہے جو گونگا مادرزاد ہو وہ بھیرا بھی ہوتا ہے لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ ایسا شخص نہیں قدرت رکھتا کسی چیز پر یعنے نہ بات کر سکتا ہے نہ کسی کا کلام سمجھ سکتا وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ باوجود ان باتوں کے وہ گران ہے یعنے بوجھ ہے اپنے صاحب پر کہ اس کے آقا نے اس کی رعایت حال میں درماندہ اور عاجز ہے اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ جس جگہ کہ اسکو بھیجے ایک کام کے لئے وہ بھلا نہ کر آوے اور نہ اپنے دل کی بات کہہ سکتا ہے نہ کسیکا سمجھ سکتا ہے هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ کیا برابر ہوئیں ایسا گونگا اور وہ شخص جو دانا اور فہیم ہو اور حکم کرتا ہو عدل کا عدل ایسی صفت ہے کہ وہ سب فضائل اور مکارم کی جامع ہے۔ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور وہ سیدھی راہ پر ہے جس مطلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے جلد اپنے مقصود کو پہنچتا ہے پس جس طرح ایسا گونگا و بیوقوف اور عاقل کے برابر نہیں ہو سکتا پس بت جو میں عاجز و بے قدرت ہیں پروردگار باعظمت کے برابر کیونکر ہو سکینگے۔ صاحب معالم نے کہا کہ کلبی نے کہا ہے کہ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ یعنے وہ دکھانیوالا ہے صراط مستقیم کو وہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں کہ حکم کرتے تھے عدل پر اور صراط مستقیم پر تھے۔ اور بعضوں نے کہا کہ عطیہ نے ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ وہ دو شخص مومن اور کافر کے واسطے ہیں۔ عطا نے کہا ہے کہ اکبم سے مراد ابی بن خلف ہے اور يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد حمزہ و عثمان بن عفان و عثمان بن مظعون ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ یہ آیت عثمان ذوالنورین اور ان کے غلام اسید بن العیص کے بارے میں

نازل ہوئی۔ کہ جناب ذوالنورین نے اس کو اسلام کی طرف دعوت کی اور وہ اسلام قبول کرنے کو مکروہ رکھتا اور زکوٰۃ فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے منع کرتا تھا۔ **پانچویں آیت** جو سورہ انعام میں آئی ہے **فَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ** یعنے اور جب آویں تیرے پاس وے لوگ جو ایمان لائے ہیں ہماری آیتوں پر تو کہہ سلام علیکم۔ عکرمہ نے کہا ہے کہ یہ آیت ان فقرائے صحابہ کی شان میں نازل ہوئی کہ انھیں سے کفار چاہتے کہ جب آپ حضور رہتے ہیں حاضر ہوویں تب ان فقرا کو جلا دیویں وے شریک مجلس رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کا کہا بتول نہ کیا اور فقرائے صحابہ کو جلا دینے سے منع فرمایا۔ اس آیت میں حکم کرتا ہے کہ جب وے آویں ان کو سلام کہیے اور اسطے حضرت کا معمول تھا کہ جب وے حاضر حضور ہوتے انپر سلام میں اقدام فرماتے۔ اور عطا نے کہا کہ یہ آیت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و علی مرتضیٰ و بلال و سالم و ابوعبیدہ و مصعب بن عمیر و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و عمار بن یاسر و ارقم بن ابی ارقم و ابی سلمت بن عبدالاسد رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں نازل ہوئی۔ **چھٹی آیت** جو سورہ فتح میں آئی ہے **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ** امام حسن بصری نے کہا کہ رحماء بینہم سے مراد عثمان ذوالنورین ہیں۔ اس آیت کی تفسیر آخر سورہ تک اوپر گذری ہوا سواسطے یہاں اسی پر اکتفا کیا گیا **ساتھویں آیت** جو سورہ زمر میں آئی ہے **اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ** یعنے یا وہ شخص جو مان بردار ہے اور عبادت میں رہتا ہے رات کے وقتوں میں **سَاجِدًا وَّقَآئِمًا** سجدہ کرنے والا پروردگار کو اور کھڑا رہنے والا نماز میں **يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ** اور ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے **وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ** اور اس میں امید وار ہے اپنی پروردگار کی رحمت کا یعنے وجود ایسی تمام علامات عبادات کے خوف و رجا میں متردد رہتا ہو کیا ایسا شخص اور جس سے ایسے اوصاف سے متصف نہو ہر دو برابر ہیں بیضاوی میں ہے کہ مقاتل نے ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کی شان میں نازل ہوئی اور ضحاک نے کہا کہ صدیق اکبر و عمر فاروق کی شان میں۔ اور ابن عمر نے کہا کہ عثمان ذوالنورین کی شان میں۔ اور کلبی نے کہا کہ ابن مسعود و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی۔ یہ سب صحابہ ان صفتوں سے متصف تھے۔ اور تفسیر حسینی میں ہے کہ مشہور ہے کہ یہ آیت عثمان ذوالنورین کی شان میں شرف نزول پائی۔ **آٹھویں آیت** جو سورہ حدید میں آئی ہے **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ** یعنے اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر وہی ہیں صدق و راستی والے۔ معالم میں لکھا ہے کہ مجاہد نے کہا کہ جس نے اللہ و رسول پر ایمان لایا سو وہ صدیق ہے اور یہ آیت پڑھی۔ اور ضحاک نے کہا کہ وے اس امت سے آٹھ شخص ہیں کہ خدا و رسول کی تصدیق کرنے میں سب اہل زمین سے سبقت کئے وے یہ ہیں ابوبکر صدیق و علی مرتضیٰ و زید و عثمان و طلحہ و زبیر و

وحمزہ اور ان کے نزدیک عمر بن الخطاب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم والشہداء عند ربھم اور گواہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک یعنے قیامت کے دن اگلے پیغمبر اور امتوں کے باب میں شاہدی دیویں گے۔ فحاکم نے کہا کہ وے شہدا بیدیقین ہیں کہ جن کے نام مذکور ہوے۔ اور مجاہد نے کہا کہ ہر سو صدیق و شہید ہے۔ لھم اجرھم ونورھم ان کے واسطے ہے انکا اجر و ثواب کہ ہم نے جس کا وعدہ کئے اور ان کی روشنی جو صراط پر ہمراہ رہیگی

دوسری روش ان حدیثوں کے بیان میں جو حضرت عثمان کی فضیلت و اخبار شہادت میں آئے ہیں۔ پہلی حدیث جو صحیح ترمذی میں آئی ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِبَیْعَۃِ الرِّضْوَانِ کَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلٰی مَکَّۃَ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے حدیبیہ میں جب اپنے صحابہ کو بیعت رضوان کا حکم فرمایا تب حضرت نے عثمان ذوالنورین کو اپنی وکالت دیکے کہ مکہ کی طرف بھیجا تھا فَبَایَعَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَۃِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ پس بیعت کی لوگوں نے سو حضرت نے فرمایا کہ مقرر عثمان تو اب اللہ و رسول کے کام میں ہے فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی تب حضرت نے اپنا ایک دست مبارک اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کے عثمان ذوالنورین کی طرف سے بیعت لی۔ یعنے اپنے ایک ہاتھ کو عثمان ذی النورین کے ہاتھ کا نائب ٹھہرا کے بیعت سے فراغت حاصل کی۔ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کا وہ داہنا ہاتھ تھا اور بعضوں نے کہا کہ بایاں ہاتھ تھا۔ منقول ہے کہ حضرت عثمان فرماتے تھے کہ حضرت کا بایاں ہاتھ میرے داہنے ہاتھ سے بہتر ہے۔ فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِّنْ اَیْدِیْھِمْ لِاَنْفُسِھِمْ پس حضرت کا ہاتھ عثمان کے لئے ان دوسرے صحابہ کے ہاتھوں سے اُن کے حق میں بہتر تھا۔ دوسری حدیث جو صحیح ترمذی و ابن ماجہ میں آئی ہے۔ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عُثْمَانُ اِنَّہٗ لَعَلَّ اللّٰہَ یُقَمِّصُکَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْکَ عَلٰی خَلْعِہٖ فَلَا تَخْلَعْہُ لَھُمْ بی بی عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا اے عثمان شاید کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک پیراہن پہنایا ویگا مراد خلافت ہے پس اگر لوگ چاہیں کہ وہ پیراہن تیرے بدن سے نکالیں پس انکے جبر پر وہ پیراہن اپنے بدن سے نہ نکالنا یعنے تجھے خلافت سے معزول کرنا چاہیں تو ہرگز تو معزول مت ہو۔ تیسری حدیث وَعَنْ اَبِیْ سَھْلَۃَ مَوْلٰی عُثْمَانَ قَالَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُسَرُّ اِلٰی عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ یَتَغَیَّرُ ابی سہلہ سین کے زبر اور ہا کے سکون سے ہے وہ حضرت عثمان کا غلام تھا سو روایت کرتا ہے کہ حضرت نے کہ حضرت

جناب عثمان سے پوشیدہ راز رکھتے تھے اس وقت عثمان کا رنگ متغیر ہوتا تھا فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا لَا نُقَاتِلُ
پس جب یوم الدار کا واقعہ رو دیا یعنے مصریوں نے حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا ہم نے کہا کیا ہم جنگ نکریں اسکے ساتھ
قَالَ لَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَھِدَ اِلَیَّ اَمْرًا فَاَنَا صَابِرٌ عَلَیْہِ حضرت عثمان نے کہا
کہ نہین یعنے جنگ نکرو کیونکہ حضرت نے میرے لیے عہد لیا اور وصیت کی ہے ایک کام کی سو مین صبر کرنے والا ہون چوتھی حدیث
عَنِ ابْنِ عساکر عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلٰی مَنْزِلِ عُثْمَانَ
قَصْعَۃٍ فِیْھَا لَحْمٌ فَدَخَلْتُ فَاِذَا رُقَیَّۃُ جَالِسَۃٌ فَجَعَلْتُ مَرَّۃً اَنْظُرُ اِلٰی رُقَیَّۃَ وَمَرَّۃً اِلٰی وَجْہِ عُثْمَانَ
یعنے ابن عساکر نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا کہ حضرت نے میرے ہاتھ ایک طرف دیکے عثمان
ذوالنورین کے گھر طرف بھیجا اس مین گوشت تھا جب مین نے ان کے مکان مین داخل ہوا بی بی رقیہ نے تشریف
رکھی تھین ایکبار مین نے بی بی کے طرف اور ایکبار جناب ذوالنورین کیطرف نظر کی فَلَمَّا رَجَعْتُ سَاَلَ النَّبِیُّ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لِیْ دَخَلْتَ عَلَیْھِمَا قُلْتُ نَعَمْ پھر جب مین نے لوٹ آیا حضرت نے
میرے پوچھے کہ کیا تو ان دونون کی خدمت مین گیا تھا مین نے کہا ہان قَالَ فَھَلْ رَاَیْتَ زَوْجًا اَحْسَنَ صُحْبَۃً
قُلْتُ لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پھر فرمایا کیا تو اس سے بہتر کوئی جوڑا دیکھا ہے مین نے عرض کی کہ نہین یا رسول اللہ
پانچوین حدیث وَعَنْ اَبِیْ عَدِیٍّ وَابْنِ عساکر عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَمَّا
شَبَّہْتُ عُثْمَانَ بِاَبِیْنَا اِبْرَاھِیْمَ ابن عدی اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تشبیہ
دیتے ہین عثمان کی ہمارے باپ ابراہیم کے ساتھ چھٹوین حدیث وَابْنِ عدی عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا زَوَّجَ
النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِنْتَہٗ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِعُثْمَانَ قَالَ لَھَا اِنَّ بَعْلَکِ اَشْبَہُ النَّاسِ بِجَدِّکِ اِبْرَاھِیْمَ
وَاَبِیْکِ مُحَمَّدٍ ابن عدی نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے کہ بی بی نے فرمایا کہ جب حضرت نے اپنی دختر ام کلثوم
کو عثمان کے ساتھ نکاح کر دیا اور ان کو فرمایا کہ مقرر تیرا شوہر بڑی شباہت رکھتا ہے تیرے جد ابراہیم اور تیرے
باپ محمد کے ساتھ۔ یہ تینون حدیثین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ الخلفا سے نقل کی گئین
ساتوین حدیث بوجہ ترمذی وابن ماجہ مین آئی ہین عَنْ ثُمَامَۃَ ابْنِ حَزْنٍ قُشَیْرِیٍّ یہ تابعین سے
ہے کہ زمان نبوت پایا لاکن اسکو حضرت کی رویت میسر نہوی قَالَ شَھِدْتُ الدَّارَ حِیْنَ اَشْرَفَ عَلَیْھِمْ عُثْمَانُ کہتا ہے کہ
مین جب حضرت عثمان کے مکان کو محاصرہ کئے تھے مین حاضر ہوا انہون نے ان لوگون کو دیکھا۔ فَقَالَ اَنْشُدُ اللّٰہَ
وَالْاِسْلَامَ پھر کہنے لگا کہ مین تمکو بیاد دلاتا ہون اللہ تعالیٰ اور دین اسلام کا۔ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم المدینۃ ولیس بھا ماء یستعذب غیر بیرحاء ومنہ کیا تم جانتے ہو کہ
حضرت نے جب مدینہ کی طرف تشریف لائی اور مدینہ مین بیر رومہ کے سوائے آب شیرین نہین تھا فقال من
یشتری بیر رومۃ یجعل دلوہ مع دلاء المسلمین پس حضرت نے فرمایا کہ جس نے رومہ کا کوا خریدلیگا اور اپنے
ڈول کو دوسرے مسلمانون کے ڈول کے ساتھ برابر کریگا یعنے اسکو اپنی ملک سے نکال کے وقف کردیگا - بخیر لہ منھا
فی الجنۃ بہتر ہے اس کے واسطے اس سے جنت مین فاشتریتھا من صلب مالی وانتم الیوم
تمنعونی ان اشرب منھا حتی اشرب من ماء البحر سو مین نے اسکو اپنے خالص مال سے خرید کیا اور تم نے آج مجھے
اسکا پانی پینے سے منع کرتے ہو یہان تک کہ مین آب دریا یعنے کھارا پانی پیتا ہون فقالوا اللھم نعم پس ان لوگون
نے کہا کہ الٰہی ہان ہم یہہ بات جانتے ہین اس بات مین ان کی تصدیق کی فقال انشدکم باللہ والاسلام
ھل تعلمون ان المسجد ضاق باھلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یشتری
بقعۃ آل فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منھا فی الجنۃ پھر وہی قسم دیکے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مدینہ کی
مسجد اپنے لوگون پر تنگ ہوی تب حضرت نے فرمایا کہ کون ہے تم سے کہ فلان شخص کے اولاد کی زمین جو مسجد کے ساتھ ہے
مین تھی اسکو خرید کے مسجد کو زیادہ کرے سو اسکے واسطے اس سے بہتر ہے جنت مین - فاشتریتھا من صلب
مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیھا رکعتین پس اسکو مین نے میرے خالص مال سے خرید کیا سو تم آج مجھے منع کرتے
ہو کہ مین دو رکعت نماز پڑھون فقالوا اللھم نعم پس ان لوگون نے کہا کہ الٰہی ہان یہہ بات ہم جانتے ہین قال
انشدکم باللہ والاسلام ھل تعلمون انی جھزت جیش العسرۃ من مالی پھر وہی قسم دیکے
پوچھے کہ لوگو تم جانتے ہو کہ مین میرے مال سے جیش عسرت کا ساز وسامان کردیا قالوا اللھم نعم ان لوگون نے
کہا کہ الٰہی ہان ہم جانتے ہین قال انشدکم باللہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کان علی ثبیر مکۃ ومعہ ابوبکر وعمر وانا نتحرک الجبل حتی تساقطت حجارتہ بالحضیض
پھر وہی سوگند دیکے پوچھے کہ آیا تم جانتے ہو کہ حضرت نے مکہ معظمہ کے کوہ ثبیر پر کھڑے تھے شیرینی کے زبردستی کے
زیر اور ہے کے سکون سے ہی اور حضرت کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور مین حاضر تھے سو وہ پہاڑ جنبش مین آیا
یہان تک کہ اس کے پتھر نیچے گرے اسکے ہلنے کا سبب بعضے شارحون نے ایسا لکھا ہے شاید کہ اللہ تعالی کے بعضے صفات
قہریہ تجلی کی ہون یا نبوت کی سطوت وعظمت ظہور کی - فقیر کہتا ہے کہ یہہ بات بھی ہو سکے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ
نے جب اس پر قیام فرمایا کمال خوشی سے اسکو وجد وطرب ہوا سو جنبش مین آیا جیسے سعد بن معاذ کی روح سے عرش معلی

کو اہتزاز ہوا واللہ اعلم - قال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہید حضرت نے فرمایا کہ ساکن رہ اور آرام لے اے ثبیر نہیں ہیں تجھ پر مگر پیغمبر اور صدیق اور شہید اللھم نعم انہوں نے کہا کہ الٰہی ہاں ایسا ہی ہے قال اللہ اکبر اشھد واورب الکعبۃ انی شہید تلا تا عثمان ذوالنورین نے کہا اللہ اکبر تم شاہد ہو قسم ہے کعبے کے پروردگار کی کہ میں شہید ہوں روایت کی اس حدیث کی ترمذی ونسائی مدارقطنی نے -

آٹھویں حدیث عن طلحۃ بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل نبی رفیق ورفیقی فی الجنۃ عثمان طلحہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہر پیغمبر کو ایک رفیق ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہے - روایت کی اس حدیث کی ترمذی اور ابن ماجہ نے - انکے سوائے اور بھی حدیثیں آئی ہیں - جب روضۃ الاحباب اور خلاصۃ السیر اور دوسرے رسالوں میں مذکور ہیں خوف طوالت سے یہاں اس قدر پر اکتفا کیا -

پہلی شاخ

حضرت عثمان کے انواع طاعات وعبادات اور کثرت خیرات وصدقات وانفاق مال فی سبیل اللہ کے بیان میں

- روایات کثیرہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمان نے کئی راتیں مقام احجار میں آکے یہاں تک نماز دینا زمین قیام کرتے کہ صبح ہو جاتی ایک دو گانہ میں ختم قرآن کرتے پھر نماز صبح کے بعد قرآن مجید دیکھ کے تلاوت فرماتے - لوگوں نے پوچھا کہ تمام شب از بر ختم قرآن کرتے ہو پھر دن میں مصحف دیکھ کے جو پڑھتے ہو اس میں کیا حکمت ہے - جواب دیا کہ قرآن کریم میرے پروردگار کا منشور ہے جو میرے طرف آیا ہے - جب کسی امیر کا منشور کسی رعیت کی طرف آوے تو اس کو لازم ہے کہ ہر روز ایکبار اس کو کھول کے نظر کرے اور احتیاط کرے کہ کس چیز کا حکم کیا ہے اور کس چیز سے منع فرمایا ہے - پس ایسا ہی بندے کو لازم ہے کہ ہر روز منشور ربانی دیکھے اور اوامر ونواہی میں غور کرے - کہتے ہیں کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرتے اور باوجود اس احتیاط کے ان سے منقول ہے کہ میں نے کوئی نماز نہیں پڑھی - مگر اس نماز میں جو قصور میرے سے صادر ہوا ہو اس سے استغفار کیا - **ان کے روزے کا بیان** یہ ہے اکثر اوقات روزہ رکھتے اور کوئی برس ایسا ہوتا کہ سال بھر سالم رہتے غرض کہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے **اور ان کے حج وعمرے کا بیان** یہ ہے کہ ان کے حج وعمرے کا اعداد عشرہ کاملہ کو پہنچا تھا - **اگر فی سبیل اللہ ان کے مال خرچنے کا بیان** یہ ہے کہ حضرت نے ارشاد کیا مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ یعنے جس نے جیش عسرت کا تہیہ کیا اس کے واسطے جنت ہے - راوی کہتا ہے کہ حضرت عثمان نے یہ حدیث سنی پیچھے سو پچاس اونٹ ایک روایت سے نو سو پچاس اونٹ اور پچاس گھوڑے حاضر کئے - اور ایک روایت ہے کہ ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے اور ساتھ روپے کے ادھیہ مجاہدین کو لشکر دیا - عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے اس روز دیکھا کہ حضرت تشریف لاتے اور

یہہ دعا کرتے تھے کہ اللھم اغفر لعثمان ما اقبل وما ادبر وما اخفی وما اعلن وما اسر وما اجھر
لاسے ہین کہ جب مہاجرین کی جماعت وارد مدینہ ہوی ان پر پانی کی بڑی تنگی رہ دئی کیونکہ مدینہ طیبہ مین کنون کھارے
پانی کے تھے اور آب شیرین بہت دور تھا ان کو اس قدر مقدور نہین تھا کہ آب شیرین دور سے منگاوے اور
ان کے پاس اونٹ بھی نہین تھے اور اونٹ رکھنے کی طاقت بھی نہین تھی بنی نجار کے قبیلہ سے ایک یہودی کے
ملک مین آب شیرین کا ایک کنوا تھا اس کو بیر رومہ کہتے تھے اس نے پانی گران قیمت سے بیچتا تھا ایک مُدّ ناج لیکے
ایک مشک پانی دیتا تھا مالداروں کے سوائے کوئی خرید کر نہین سکتا تھا۔ حضرت نے اس یہودی کو بلواکے دعوت
اسلام کی اور فرمایا کہ اگر اس کنوے کو آج رضاے آہی کے لئے سبیل کردیگا مین ضامن ہوتا ہون کہ خدا اسے قیامت
جنت مین آپ خوشگوار کا ایک چشمہ تجھے عنایت ہو۔ اس یہودی نے ضعف یقین سے اس کنوے کو وقف کرنے
پر راضی نھوا چشمۂ آب جاودانی پر اس چاہ فانی کو ترجیح دی اور کہنے لگا کہ میرے اہل کی معیشت اسی کنوے پر
موقوف ہی۔ حضرت عثمان نے وہ کنوا اس سے خرید کرنا چاہا جب قیمت دریافت کی تو اس نے بتیس ہزار درہم
پر راضی ہوا پس اس قیمت سے خرید کرکے للہ وقف کر دیا اور حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ کہ وہ چشمہ جنت
تجھے عنایت ہونیکے لئے آپ ضامن ہو۔ فرمایا کہ ہان۔ ایک روایت ہے کہ اس یہودی نے وہ چشمہ نصف بیچنے
پر راضی ہوا اور آپس مین ایسا قرار دیا کہ ایکدن حضرت عثمان کا تصرف رہے دوسرے دن اس یہودی کا جس دن
حضرت عثمان کی نوبت پہنچی جب پانی بلا قیمت ملتا مدینے والون کا اس قدر ہجوم ہوتا اور اتنا پانی کھینچتے کہ دو روز
کفایت کرے۔ یہودی کی نوبت کے دن کوئی اس کی خریدی کی طرف التفات نہین کرتا۔ یہودی تنگ آگیا آخر ناچار
وہ آدہا بھی بیچ دیا۔ حضرت عثمان نے بڑی خوشی سے خرید کرکے اسکو وقف کیا۔ اس کام سے سب اہل مدینہ
نہایت خوش ہوے اور حضرت عثمان کی رفعت شان کا سبب ہوا تنبیہ صحاح ستہ مین یہہ حدیث مذکور ہے
کہ حضرت نے فرمایا مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ یعنے جس نے رومہ کا کنوا کھودا اس کے واسطے جنت ہے
راوی کہتا ہے فَحَفَرَهَا عثمان یعنے پس اسکو کھودا عثمان نے۔ اگرچہ یہہ حدیث پہلی روایت کی مخالف ہے لیکن ہر دو کی تطبیق
بھی ہے کہ کہتے ہین کہ اس حدیث مین حفر سے مراد اس کو خرید کرنے کے بعد اسکی تجدید و تعمیر ہے۔ اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جب
اسکا پانی کم ہوا اسی کے نزدیک دوسرا کنوا کھودا گیا اسکا نام بیر رومہ ہے واللہ اعلم۔ اور مروی ہے کہ حضرت عثمان کی خلافت مین
لوگون کی کثرت سے جب مسجد نبوی تنگ ہوی لوگون نے انکے پاس شکایت لائی تب انہون نے مسجد کے ہمسائے مین جو
مکانات واقع تھے قیمت کثیر سے خرید کر کے داخل مسجد کئے اور اسکی تعمیر مین بڑا تکلف کیا اور اسکی دیوارین سفید پتھر سے بنائین

لکھتے ہین کہ اس نواح مین میسر نہین آتی تھی سو بطن نخلہ سے جو مدینے سے کئی میل کی مسافت تھی لاتے تھے اور رحل سے مخاطب کرکے چڑانے اور اس کے ستون تراشے ہوے سنگ منقوش سے اور اسکا سقف چوب ساج سے بنوایا اور اسکا طول ایک سو ساٹھ گز اور عرض ایکسو پچاس گز کا رکھوایا اور اسکا فرش رصاص کا بنوایا اور اس کے در و آہنی جیسے حضرت عمر کے زمانے مین سدس تھے اسی کو بحال رکھا - اور حضرت عثمان خود بنفس نفیس راحلہ پر سوار ہوکے مسجد کے طرف پھرتے تھے اور معمار و نگی داداری اور انعام و اکرام کا وعدہ کرتے اور اس کے استحکام و آرایش مین جہد بلیغ کرنے کے لئے ترغیب دیتے اور کبھی وہین قیلولہ فرماتے اور کبھی اسکے اہتمام مین عشا کے بعد وہین شب گذارتے یہان تک کہ اس خلیفہ مظلومان کی حسن سعی سے مسجد کا کام حسن انجام کو پہنچا اور عمارت نہایت مستحکم اور دلنشین ہوی سب خواص و عوام ان کے لئے دعا کئے - روایت ہی کہ انکی خلافت مین جب بڑا قحط ہوا اہل مدینہ بتقدیم کھینچ رہے تھے ایسے مین حضرت عثمان کے توابع اور خدام ہزار بار شتر گھیون بیحد کے لے آئے - مدینے کے تاجرون نے آکے خریدنا چاہا - آپنے پوچھا کہ ایک تغیر تم کس قیمت سے لوگے ایک جماعت کہی کہ ایک دینار زر سرخ سے - اور بعضے دو دینار اور بعضے تین دینار مانگے - حضرت عثمان نے پھر سوال کیا کہ تم سے کوئی ایسا ہی کہ اب قیمت بڑہا وے - کوئی زیادہ نہین کہا - آپنے فرمایا کہ تم تین دینار سے نہین بڑہا سکتے ہو اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرماتا ہی

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ

دیکھئے کہ حق تعالی نے ایک کے بدل دس بلکہ سات سو بلکہ اس سے زیادہ کا وعدہ فرماتا ہی - پس حکم کیا کہ وہ سب گھیون مدینہ طیبہ کے فقرا و مساکین پر تصدق کر دیوین سو سب وقت خیرات کر دئے - دوسری شاخ حضرت عثمان کے **زہد و تواضع اور حیا و بکا و خوف و خشیت کے بیان مین** - لکھے ہین کہ حضرت عثمان اپنی خلافت مین اکثر اوقات مسجد نبوی مین روے زمین پر قیلولہ فرماتے جب بیدار ہوتے آپ کے مبارک بدن پر سنگریزون کا نشان ظاہر رہتا - عبداللہ بن شداد سے منقول ہے کہ عثمان ذوالنورین کو انکی خلافت مین دیکھا ہون کہ حضرت کے منبر پر خطبہ پڑہنے مین مشغول تھے ان پر ایک ایسی موٹی چادر عدنی تھی کہ اسکی قیمت پانچ درہم سے زیادہ نہو - لکھتے ہین کہ اپنی خلافت مین لوگون کو الوان نعمت سے سیر کرواتے اور آپ سرکہ و نان پر قناعت فرماتے - اور خچر پر سوار ہوتے اور اپنے غلام کو ردیف بناتے **ان کی کثرت حیا کا بیان** یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی شان مین فرماے ہین کہ

احیاھم عثمان اور عبداللہ بن عمر نے حضرت سے روایت کی ہی کہ فرمایا اَحْیَاھُمْ عُثْمَانُ اور انہین سے منقول ہے کہ قریش سے تین مرد ایسے ہین کہ اَصْبَحُھُمْ وُجُوْھًا وَاَحْسَنُھُمْ اَخْلَاقًا وَاَشَدُّھُمْ اَحْیَاءً وے صدیق اور ذوالنورین

وابو عبیدہ بن الجراح ہین - اور حسن بصری سے مروی ہے کہ عثمان ذوالنورین کی شدت حیا اس مرتبے مین تھی کہ جب غسل کرتے تو حمام کے دروازے پر قفل ڈلواتے اور پیرہن بدن سے نہین نکالتے اسی پر غسل کرتے - اور اللہ تعالی کا خوف اس یہان تک غالب تھا کہ ایکبار قبر کے پاس کھڑے تھے اور ایسا رو رہے تھے کہ ریش مبارک تر ہوگئی تھی رفیقون نے سوال کیا کہ جنت و دوزخ کے بیان مین آپکا حال ایسا ہوتا نہین یہ کیا سبب ہے کہ برسگور اس قدر روتے ہو فرمایا کہ مین نے حضرت سے سنا ہے کہ آخرت کی منزلون سے قبر پہلی منزل ہے جس نے اس منزل سے سالم نکلا اور نجات پائی تو اس کے بعد جو منزلین ہین اُنسے بھی آسانی کے ساتھ گذر جائیگا اور اگر اس منزل سے سالم نہ گذرا تو دوسرے منزلون مین زیادہ سختی دیکھیگا اللہ کی پناہ - **پھلا گل عثمان ذوالنورین کے خصوصیات کا بیان** - پھلا خصیصہ یہ ہے کہ حضرت کی دو دختر نیک اختر کے وہ شوہر ہین - یہ فضیلت زمان آدم سے خاتم تک کسی امت مین بھی کسیکو نصیب نہوی - اور وہ جامع قرآن ہین اس ترتیب پر جو لوح محفوظ پر ہے - اور مروی ہے کہ حضرت عثمان کہتے تھے کہ مینے دس خصلتین ذخیرہ کی ہے پھلی یہ کہ سابقین اسلام سے مین چوتھا مومن ہون - دوسری تغیر نہین کیا ہون - تیسری کبھی جھوٹھ نہین کہا ہون - چوتھی یہ کہ جس وقت سے کہ مین نے اپنا ہاتھ بیعت اسلام کے لئے حضرت کے ہاتھ دیا تب سے کبھی وہ ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ کو نہ لگایا - پانچوین جب سے کہ اسلام لایا تب سے کوی ہفتہ ایسا نہین کہ جس مین ایک غلام کو آزاد نکیا مگر جب میری ملک مین نہوا یا اس اقتدار کے بعد اسکا تدارک کیا ہون - چھٹوین یہ کہ کبھی اپنی عمر مین زنا کا مرتکب نہوا نہ جاہلیت مین نہ اسلام مین - ساتوین شراب کی قباحت سوچ کر کبھی نہین پیا ہون - اور تین خصلتین کہین کتب حدیث و سیر اور تواریخ مین نظر نہ آئین لاکن مسجد نبوی کا زیادہ کرنا - اور جیش عسرت کا ساز و سامان مہیا کر دینا - اور بیر رومہ کا خرید کرنا ان تینون خصلتون سے دس کامل ہوتے ہین واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب اور عبد الرحمن بن مہدی جو لقا و علما حدیث سے ہی کہتا ہے کہ عثمان ذوالنورین مین وہ فضیلتین ایسی ہین کہ شیخین معظمین مین نہین پہلی فضیلت یہ کہ متعدد قرآن مصحفون مین لکھا کے آفاق مین منتشر کئے جس سے قران کریم کے اختلافات کا سدباب ہوا - دوسری یہ کہ طالبون کے فتنہ و فساد مین صبر کیا اور اپنی جان عزیز راہ حق مین قربان کی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا - **دوسرا گل عثمان ذوالنورین کے تعداد مرویات کے بیان مین** - ایک سو چالیس پرچھے حدیث انسے مروی ہین جنسے بخاری و مسلم مین متفق علیہ مین حدیث ہین - اور فرد بخاری آٹھ ہین - اور فرد مسلم پانچ ہین - باقی دوسرے معتبر کتابون مین آئی ہین - صحابہ کی ایک جماعت کثیر جیسے زید بن خالد جہنی و ابن عباس و ابن عمر و ابن زبیر و سائب بن یزید و ابو قتادہ انصاری و ابو ہریرہ و موسی و انس بن مالک و عبد اللہ بن مسعود و زید بن ثابت و مغیرہ بن شعبہ و عبد اللہ بن

وسلمہ بن الاکوع - وعمران بن حصین - وابو امامہ وطارق بن اشیم وعبداللہ بن الحارث وابن نوفل ومروان بن الحکم
ومحمد بن لبید انصاری - وعبداللہ بن عدی بن الخیار وسعد بن العاص اور تابعین سے ایک بڑی جماعت جیسے ابان
وعمرو وسعید وزید بن وارہ وعمران وسعید بن المسیب واحنف بن قیس وطارق بن شہاب وثمامہ بن حزن قشیری
وابو جاد وغیرہم رضی اللہ عنہم حضرت عثمان سے روایت کرتے ہین - انسے جو حدیثین مروی ہین از انجملہ یہ حدیث
جو انہون نے کہی کہ مین نے سنا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جہاد مین ایک شب کی
حراست کریگا ہزار راتین عبادت مین قیام کرنے اور ہزارون روزہ رکھنے سے افضل ہے از انجملہ یہ حدیث ہی
کہ کہی کہ مین نے حضرت سے سنا ہی فرماتے تھے کہ جس نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑہے ایسا ہی کہ آدہی
رات نمازمین قیام کیا - اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پاوے ایسا ہی کہ تمام شب نمازمین گذارا از انجملہ
یہ حدیث ہی کہ حضرت نے فرمایا مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ
از انجملہ یہ حدیث ہی کہ حضرت نے فرمایا خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَ از انجملہ یہ حدیث ہی مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ
انه لا اله الا الله دخل الجنة **بیسر اگل حضرت عثمان کے بعضے مواعظ و آثار کے**
بیان مین - از انجملہ یہ قول ہی تاجروا اللہ تُرْبَحُوا یعنے تجارت کرو اللہ تعالی کے ساتھ تا فائدہ پاو - یعنے
قرآن مجید کی تلاوت کرو اور نیک کامون مین مال خرچ کیا کرو تا آخرت کے فائدے تمہارے نصیب ہون اس قول پر آیا
آیہ کریمہ کا مضمون دال ہے اِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ از انجملہ یہ قول ہے يَكْفِيكَ مِنَ الْحَاسِدِ أَنْ
يَغُمَّ وَقْتَ سُرُورِكَ یعنے تیرے حاسد سے تجھے اس قدر بس ہی کہ تیری خوشی کے وقت وہ غمگین ہوتا ہی - از انجملہ
یہ قول ہے اَلْعُبُودِيَّةُ مُحَافَظَةُ الْحُدُودِ وَالْوَفَاءُ بِالْعُهُودِ وَالرِّضَى بِالْوُرُودِ وَالصَّبْرُ عَنِ الْمَقْصُودِ
یعنے عبودیت نگاہ رکھنا ہی حدون کا اور وفا کرنا عہدون کا اور راضی رہنا وارد ہونے پر قضا کے اور صبر کرنا مقصود سے
یعنے مقاصد بر آنے مین تاخیر ہو تو صبر کرنا - از انجملہ یہ قول ہے بَادِرُوا آجَالَكُمْ بِخَيْرٍ مَا تَقْدِرُونَ عَلَيْهِ
یعنے جلدی کرو تم تمہاری موت کے لئے اُن نیکیون کے ساتھ کہ جن پر تم قدرت رکھتے ہو - از انجملہ یہ قول ہے
اِنَّمَا الدُّنْيَا طُوِيَتْ عَلَى الْغُرُورِ فَلَا يَغُرَّنَّكُمُ الدَّنِيُّ یعنے مقرر دنیا لپیٹی گئی ہے کر و فریب پر پس تم کو فریب نہ دیوے
دنیا اور تم کو دھوکا نہ دیوے اللہ تعالی کے ساتھ دھوکا - از انجملہ یہ قول ہی هُمُ الدُّنْيَا ظُلْمَةٌ فِي الْقَلْبِ وَهُمُ الْآخِرَةِ
نُورٌ فِيهِ یعنے غم دنیا کا دل کی تاریکی کا سبب ہے اور آخرت کا غم دل کی روشنی کا موجب - از انجملہ یہ قول ہی

خیرکم من عصم واعتصم بکتاب اللہ یعنے سب لوگون سے بہتر وہ شخص ہے کہ گناہون سے پاک رہے اور قرآن کریم کے احکام اور آداب واخلاق کو دست آویز کرے۔ ازانجملہ یہ قول ہے من علامات العارف ان یکون مع الخوف والرجاء ولسانہ مع الحمد والثناء وعیناہ مع الحیاء والبکاء وارادتہ مع الترک والرضا یعنے علامات سے عارف کے یہ ہے کہ وہ ہووے ساتھ خوف ورجا کے اور رہووے اس کی زبان پر حمد وثنا اور آنکھون مین اس کے حیا وبکا اور ارادہ اس کا ترک ورضا۔ ازانجملہ یہ قول ہے ومن علامات المتقی انہ یری الناس فی نجوا ویری نفسہ قد ھلکہ یعنے متقی کے علامات سے یہ ہے کہ دیکھے لوگونکو وے نجات پاوے اور دیکھے اپنے نفس کو کہ وہ ہلاک ہوا ومن کان الدنیا سجنہ فالقبر راحتہ یعنے جو شخص کہ دنیا اسکا بندیخانہ ہو پس قبر اسکی راحت کی جگہ ہوگی۔ ازانجملہ یہ قول ہے کہ لو طھرت قلوبکم ما شبعت من کلام اللہ یعنے اگر تمہارے دل گناہون سے پاک ہووے قرآن مجید کی تلاوت سے سیر نہوگے۔ چوتھا گل حضرت عثمان کی اولیات کے بیان مین۔ خلق کی کثرت کے سبب سے جمعے کے دن دوسری اذان حضرت عثمان ہی ٹھہرائی۔ اور ہر دو خطبون کے درمیان جلسہ انہین سے شروع ہوا۔ اور عیدگاہ مین منبر کی بنا بھی انہین سے ہوی اور مسجد مین اول مصلا بچھانا اور چراغ روشن کرنا بھی انہین سے رواج پایا۔ پھلا گلدستہ حضرت عثمان اپنی خلافت مین قرآن مجید جمع کرنے اور دور دراز ملکون مین روانہ فرمانے کے بیان مین۔ خذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ مین نے عثمان ذوالنورین کی خلافت مین جہاد کے لئے جو شام کی طرف گیا فتح آذربائیجان کی ایام مین بعضے صحابہ کو دیکھا کہ قرأت قرآن مین جھگڑتے ہین بعضے ابو درداء اور مقداد کو استاد جانتے اور بعضے ابوموسیٰ اشعری وعبداللہ بن مسعود کو پیشوا مانتے ہین اور ہفت لغت پر قرآن پڑہتے ہین ایک نے کہتا ہے کہ میری قرأت بہتر ہے اور دوسرے نے بولتا ہے کہ میری قرأت بہتر۔ مین نے یہہ حال دیکھکے نہایت تزلزل اور ہراسان ہوا اور امیر المومنین عثمان بن عفان کی خدمت مین آکے انکا اختلاف بیان کیا اور کہا کہ یا امیر المومنین آپ اس امت مین اختلاف پڑنے کے آگے جلدی کیجئے قرآن مجید کو جمع کرنے اور یہہ اختلاف الحاد دینے کے باہمین بجمیع ہمت مصروف ہونا چاہئے تا اس امت مین ویسا اختلاف نہ پڑے جیسا تورات وانجیل مین یہود ونصارا کے درمیان پڑا۔ تب جناب خلافت مآبنے اکابر مہاجرین وانصار کو جمع کرکے مشورت کی۔ اور فرمایا کہ میری خاطر مین یہہ بات آتی ہے کہ حضرت کے سال وفات تک جبرئیل علیہ السلام نے حضرت قرآن مجید جس لغت پر سنایا اسی لغت پر جمع کرین۔ سب صحابہ نے اس رائے کو نہایت پسند کیا۔ تب ابوبکر صدیق کے

جو قرآن جمع کئے تھے وہ انہین کے پاس تھا ان کے بعد عمر فاروق کے پاس ان کے بعد انکے دختر ام المومنین بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا سو حضرت عثمان نے اس کو اور دوسرے صحابہ بھی جو جمع کئے تھے وے سب مصحف منگوایا - اور صحابہ سے زید بن ثابت انصاری و عبد اللہ بن زبیر و سعید بن العاص و عبد الرحمن بن الحارث و ہشام کو بلوا کے اور اسکام کے لئے ایک مکان علیحدہ مقرر کر کے حکم کیا کہ سب لغات کو متروک کر کے لغت قریش پر لکھین - سو سات عدد قرآن مجید لکھے گئے پس جناب خلافت مآب نے اُنسے ایک قرآن کریم مکہ معظمہ کے طرف روانہ کیا اور دوسرا مدینہ طیبہ مین رکھا تیسرا کوفے کو چوتھا بصرے کو پانچوان یمن کو چھٹا شام کو ساتوان بحرین کو روانہ کیا انہین سات قرا کو امام کہتے ہین کہ قرات اور کتابت مین وہی پیشوا ٹھہرے لوگ اسی لغت پر تلاوت کرنے اور انہین سے نقل لینے لگے اللہ تعالے کے فضل سے انہین کی نقول ساری جہان مین پھیل گئے - اور دوسرے قرآن جو مختلف لغات پر تھے ان سب کو جلا دیا بعضے لوگون نے اسکام پر اعتراض کیا - حضرت علی نے انکو جواب دیا کہ عثمان ذوالنورین نہ جلاے ہوتے تو مین جلایا ہوتا تا سد باب فتنہ کا ہو سبحان اللہ حضرت عثمان کے ہاتھ سے یہہ بڑا کام ظہور مین آیا رضی اللہ تعالے عنہ -

دوسرا گلدستہ عثمان ذوالنورین کے بعضے اوصاف و اخلاق و فتوحات کے بیان مین

حضرت عثمان مشاہیر قریش سے تھے جاہلیت اور اسلام مین عفیف و شریف معظم و مکرم تھے - اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف خصوصاً جود و سخا اور حلم و حیا مین مشہور و معروف تھے - اور صاحب ہجرتین و مصلی قبلتین اور رنج و بلا مین بڑے صابر اور نعمتون مین شاکر تھے - اور رضاے الٰہی مین مال کثیر خرچ کرنے والے اور سخت عبادت اور ریاضت بجالانے والے - اور رفق و ملایمت اور حلم و تقوی مین ان کو بڑی شہرت تھی - اور اکثر دن مین صیام اور شب مین قیام کرتے تھے - اور حضرت کے ساتھ سب مشاہد مین حاضر مگر غزوہ بدر مین - اور مجمع الرضوان کے وقت تو حضرت کے حکم سے بعضے مکیون کے پاس پیغام لے گئے تھے - حضرت نے انکو اس دو محل والون سے شمار کیا - اور حضرت انکی تعظیم و تکریم کرتے اور امانت و حیا کی صفت سے ان کی تعریف فرماتے انکی ایام خلافت مین بہت سے بلاد و امصار بقدم اسلام مین آئے چنانچہ ہمدان و آذربیجان و افریقیہ و اسکندریہ و قیران و اندلس و قبرس و کازرون و قلعہ سفید و سیرجان و نوقان و نیشاپور و طوس و باذغیس و ہرات و بیخ و مصیصہ و قسطنطنیہ و فریطہ و غیلان - کہتے ہین کہ انکے زمانے مین فتوحات و غنایم کی کثرت سے حلے کی قیمت ہزار درم کو پہنچی تھی - صحابہ کی ایک جماعت کثیر سے مروی ہے کہ کہتے تھے کہ عثمان ذوالنورین کے ایام خلافت عدالت مین عمر فاروق کے ایام کے مانند تھے بلکہ رفق و ملایمت اور لوگون کے ساتھ مواسات مین زیادہ تھے یہانتک کہ فتنہ ظہور مین آیا اور غوغاے عام ہوا - قرار پانا خلافت کا عثمان ذوالنورین پر مشورت سے

اصحاب شوریٰ کے - آگے ہی مذکور ہوا کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم زخمی ہوے امر خلافت مہاجرین
چھے صحابہ پر مشترک رکھے اور شورت کا حکم فرماے وے چھے اصحاب ہین عثمان ذوالنورین وعلی مرتضیٰ وطلحہ وزبیر وسعد بن
ابی وقاص وعبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم - کہتے ہین کہ وصیت کے وقت طلحہ حاضر نہین تھے پھر حضرت عمر کے دفن
کے بعد آئے اور شورت مین داخل ہوے - القصہ جب اہل مدینہ جناب فاروق اعظم کی تدفین اور تعزیت سے فارغ ہوے
وے چھے اصحاب کہا شورت کے لئے جمع ہوے - عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ اے گروہ اصحاب تم آگاہ رہو کہ مجھے
تمہارے مقابلہ کچھ منازعت نہین اور خلافت وحکومت کی طرف مجھے رغبت نہین تم چاہتے ہو تو مجھکو اختیار دو تا کہ
واسطے خلیفہ مقرر کرون سب کے سب راضی ہوے - پھر اصحاب شوریٰ کے طرف توجہ لاکے کہا کہ تم اپنا اختیار تین شخص کو بجنسہ
زبیر نے کہا کہ مین نے اپنا اختیار علی مرتضیٰ کو دیا طلحہ نے کہا کہ مین نے اپنا اختیار عثمان ذوالنورین کو بخشا سعد بن ابی وقاص
نے کہا کہ مین نے اپنے کام کا متولی عبدالرحمن بن عوف کو ٹھہرایا عبدالرحمن نے کہا کہ مین نے اپنی گردن اور میرے برادر
سعد کی گردن ربقۂ خلافت سے خالی کیا پس تمام اصحاب کرام عبدالرحمن بن عوف کی حوالہ دید پر راضی ہوکے اپنے مکانات کی
طرف سدھارے عبدالرحمن نے ایک معتمد کے زبانی حضرت کی خدمت مین یہ پیغام بھیجا کہ اگر مین آپسے بیعت نکرون تو آپکی
مرضی کس کی خلافت پر ہے - جناب امیر نے فرمایا کہ عثمان ذوالنورین کی خلافت پر - پھر حضرت عثمان کے پاس پیغام
بھیجا کہ مین آپسے بیعت نہ کرون تو آپ کس کی خلافت پر راضی ہو - جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ کی خلافت پر
پھر زبیر وطلحہ کو بلواکے پوچھا کہ خلعت خلافت تم کو نہ ملی تو خلافت کے لئے تم کس کو سزاوار جانتے ہو زبیر نے حضرت علی کا
نام لیا اور طلحہ نے حضرت عثمان کا نام - عبدالرحمن نے کہا کہ اب امر خلافت ختنین یعنے علی مرتضیٰ وعثمان ذوالنورین مین دایر
ہے - روایت ہے کہ عبدالرحمن نے تین روز تک سب مہاجرین وانصار سے ملکر ہر ہر سے مصلحت ومشورت کی طور پر استمزاج
کی کہ اب امر خلافت ختنین مین دایر ہے تم کس کو سزاوار جانتے ہو اکثر لوگ حضرت عثمان کی حلم وحیا اور جود وسخا اور ورع وتقا
اور حسن معاش اور مدارا اور سہل گیری وسہل انگاری پر نظر کرتے انہین کی خلافت کی طرف مائل ہوے اور ایک جماعت
حضرت علی کے وفور علم وکیاست اور فہم وفراست وغایت شجاعت وجلادت ونہایت زہد وقناعت وکرم ومروت و
جوانمردی وفتوت اور کمال عدالت وصلابت وہیبت ونجابت پر نظر کرتے آپ کی بھی خلافت پر راغب ہوی - سودہ
بن مخرمہ جو عبدالرحمن بن عوف کا خواہرزادہ ہے روایت کرتا ہے کہ اس شب مین جس کے علی الصباح عثمان ذوالنورین کے ہاتھ
پر بیعت واقع ہوی میرے ماموں عبدالرحمن نے میرے گھر آیا اس وقت مین نے خواب مین تھا سو بیدار کیا اور کہنے لگا کہ پہر تین
شب سے مین خواب نہین کیا ہون اب تو جاکے زبیر اور سعد کو بلا لائے مین نے جاکے ان ہر دو کو بلوا کے لایا - ان ہر دو سے مشورت

کی طور پر کلام کرکے انہین رخصت دی - ایک روایت ہو کہ ان دونون نے کہا کہ منصب خلافت علی مرتضی کے نام پر قرار پاوے تو انسب ہے کیونکہ انہون علم و حلم اور کرم و شجاعت اور امانت و دیانت اور حصانت و صیانت سے متصف ہین اور علم قضا اور قطع و فصل و قایع اور حکومت و دفع خصومت مین مہارت تمام رکھتے ہین اور ان کو حضرت کی قرابت کا شرف حاصل ہے - القصہ راوی لکھتا ہو کہ جب سعد وزبیر روانہ ہوے میرے ماموں نے کہا اب تو جاکے علی مرتضی و عثمان ذوالنورین کو بلالے آ - مین پوچھا کہ پہلے کس کے یہان جاؤن - تو فرمایا تو جس کے یہان چاہے - پھر مین نے پوچھا کیا ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بلالے آؤن یا باہم ہر دو کو - کہا کہ ہر دو کو باہم بلالے آ - جب میری خاطر جناب امیر کی طرف زیادہ مایل تھی اول انہین کی خدمت مین گیا وہ نماز مین مشغول تھے جب فارغ ہوے مین نے اپنے ماموں کا پیغام پہنچایا - میرے استفسار کی کہ میرے سوا اور بھی کسی کو طلب کیا ہی مین نے کہا ہان عثمان ذوالنورین کو بھی بلوایا پوچھا ہم ہر دو سے آگے کس کو بلوایا مین نے کہا کہ اسبات مین مجھکو اختیار دیا پھر پوچھے کیا ہم ہر دو ملکر چلین یا جدا جدا مین کہا کہ مل کر چلیے آپ چلنے مین جلدی نہ کیجیے کہ مین انکو بھی بلا لیکے آتا ہون - پھر مین نے جلدی سے جناب ذوالنورین کے یہان گیا جو سوال و جواب کہ جناب امیر کے ساتھ واقع ہوے تھے ان کے ساتھ بھی وقوع مین آئے پھر ہم دونو جلد نکلے اثناے راہ مین جناب امیر کے ساتھ ملحق ہوے جب ہم تینون میرے ماموں کے پاس جا پہنچے - انہون نے جناب امیر کے ساتھ بہت سے باتین کرکے سوال کیا کہ یا ابوالحسن اگر خلافت آپکے نام پر قرار پاوے کیا آپ کتاب و سنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کروگے - جناب امیر نے جواب دیا کہ میری طاقت کے موافق عمل کرونگا - پھر عثمان ذوالنورین سے بھی وہی بات پوچھی تو انہون نے وفور رغبت سے اس کو قبول کیا - تب میرے ماموں نے ان ہر دو کو رخصت دی - راوی نے لکھتا ہو کہ اسی مین صبح کی اذان ہوی مجھکو گمان بھی تھا کہ عبدالرحمن جناب امیر کے ہاتھ پر بیعت کرین گے ان کے قراین سے بھی بات پائی جاتی تھی - غرض جب نماز صبح کے لئے مسجد کی طرف گئے اور سب مہاجرین و انصار اور تابعین کبار جمع آئے اور نماز سے فراغت حاصل ہوی عبدالرحمن نے حضرت کے منبر مطہر پر سوار ہوکے حمد و ثناے الہی اور درود و سلام جناب رسالت پناہی کے بعد سوال کیا کہ اے اہل شوری کیا خلیفہ ٹھہرانیکا کام میری راے پر مفوض ہے یا نہ سب کہے کہ ہان پھر جناب امیر سے کتاب و سنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کرنے کے باب مین وہی سوال کیا جو آگے کیا تھا آپ نے وہی جواب دیا جو آگے دیا تھا پھر جناب امیر کا ہاتھ پکڑلے کے کہنے لگا کہ یا ابوالحسن اللہ تعالی آپکا قریب ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرب قرابت اور اسلام مین تقدم اور سبقت آپ کو ثابت ہی اگر خلافت کے لئے آپکو اختیار کردون البتہ عدل و انصاف سے آپ عدول نکروگے - اگر عثمان ذوالنورین کو خلیفہ ٹھہراؤن آپ مخالفت کی راہ نہ لوگے - پھر کہنے لگا کہ لوگو باوجود فاضل کے مفضول کو خلیفہ نہین ٹھہرانے کے باب مین مین نے ہر چند

کوشش کی - اور خلق کا استفسار احوال کیا لاکن اکثر لوگ کی رغبت عثمان بن عفان کی طرف پائی - پس مین لاعلاج ہون یہہ بول کر جناب ذوالنورین کے ہاتھہ پر بیعت کی - ایک روایت ہی کہ عبدالرحمن نے داخل مسجد ہونے کے آگے ہی راہ مین حضرت علی سے سوال کیا کہ یا علی اگر مین آپ کو خلافت کے لئے اختیار کرون کیا آپ کتاب وسنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کروگے تو حضرت علی نے فرمایا کہ مین جزم نہین کرتا ہون لاکن میری طاقت کے مطابق عمل کرون گا عبدالرحمن نے تین بار اس سوال وجواب کو سو کہدیا - پھر جب حضرت عثمان سے بھی سوال کیا انہون نے بلا توقف وبلا قید قبول کیا - تب پھر عبدالرحمن نے سر پر دستار اور کمر پر تلوار باندہا ہوا مسجد نبوی مین آیا اور منبر پر سوار ہوکے اللہ تعالی کی حمد وثنا ادا کی اور حضرت پر درود سلام بھیجا اور کہنے لگا کہ یا علی مین نے اصلاح مسلمین مین نظر عمیق اور بہت کوشش کی تو اکثر لوگون کا میلان عثمان بن عفان کی طرف پایا سو اب ناچار انہین کے ہاتھہ پر بیعت کرتا ہون خداوندا تو گواہ رہ کہ مین عثمان کو خلیفہ ٹھہرایا اور انکے ہاتھہ مین ہاتھہ دیکے بیعت کی پھر لوگ حرکت مین آئے اور بڑا اژدہام ہوا سب کے سب بیعت کئے اور سب کے بعد حضرت علی اور ابن عباس بھی بیعت کرچکے - ابووائل شقیق ابن سلمہ جو اکابر تابعین سے ہے روایت کرتا ہی کہ مین نے عبدالرحمن بن عوف سے پوچھا کہ تم نے حضرت علی کو چھوڑکے حضرت عثمان سے بیعت کیا اسکا کیا سبب ہی جواب دیا کہ اوا ہر اقصد جناب امیر کے ہی بیعت پر تھا ہرگز عثمان کی بیعت کا عزم نہ تھا لاکن جب مین نے کتاب وسنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کرنیکے باب مین ان سے سوال کیا تو فرمایا کہ میری طاقت کے موافق عمل کرونگا - اور جب عثمان سے بھی سوال کیا تو بلا قید ابتدا کیا

اُن وقایع کا بیان جو حضرت عثمان کی خلافت مین ظاہر ہوے - حضرت عثمان کی خلافت مین اول جو قضیہ رونما ہوا عبداللہ بن عمر کا ہی کہ اُن کو دربار خلافت مین لاکے اُن سے قصاص طلب کئے اُسکا قصہ یہہ ہی کہ حضرت عمر کے زمانے مین ہرمیزان جو اہواز اور خوزستان کا حاکم تھا - اور کسریٰ کی طرف سے اسکو تاج وتخت کی رخصت تھی اہل اسلام اس کے ساتھہ بہت سے جنگ وجدال کئے کے بعد اس کو اسیر کرکے مدینہ کی طرف روانہ کئے - جب اس نے حضرت عمر کے حضور مین حاضر ہوا آپ کی زبان فیض ترجمان سے چند باتین سنی اسلام لایا اور مدینہ طیبہ مین اقامت کی بنی ہاشم کی ظل رعایت مین آرام لے کے بیت المال سے جو تھوڑا کچھہ اسکو دیتے تھے اسی پر گذران کرتا تھا - اور ابولولو جو جہینہ نصارا کے ساتھہ دوستی واختلاط رکھتا تھا جب ابولولو نے حضرت عمر پر خنجر چلائی اور مسلمانون کی ایک جماعت کو زخمی کرکے مسجد سے بھاگا بنو تمیم سے ایک شخص نے پیچھا کرکے اس کو قتل کیا اور خنجر دوسرا اس کے ہاتھہ سے چھین لے کے عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق کے تحویل کی - انہون نے وہ خنجر عبداللہ بن عمر کے ہاتھہ دیکے کہا کہ مین نے ایکروز دیکھا کہ ابولولو یہہ خنجر لیا ہوا ہرمیزان کے گھر گیا ہرمیزان اور جہینہ نصارا اور ابولولو یہہ تینون مل کے خفیہ باتین کرتے تھے مجھہ کو دیکھتے ہی

متفرق ہو گئے یہ سنتے ہی عبداللہ بن عمر کو گمان غالب ہوا کہ وے جب اپنے والد ماجد کے قتل مین شریک تھے اور عبدالرحمن کو یہ گمان نہین تہا کہ عبداللہ بن عمر صحابہ کے بلا مشورت ان کے قتل مین جلدی کرین گے غرض عبداللہ نے وہی خنجر لے کے ہرمزان کے گھر گئے اور اسکو قتل کیا اور جفینہ نصارا جو ذمی تھا اسکو بھی مار ڈالا اور یہ عزم رکھتا تھا کہ عجم کے قیدیون سے کسیکو بچھوڑے سب کو مار ڈالے جب مہاجرین والنصار ان کے ارادے سے واقف ہوے بلا توقف اُن کے پاس جا کے خنجر ہی کی راہ کرتے زجر و توبیخ مین زبان کھولی اور تہدید کی عبداللہ نے کہا کہ جب امیرالمومنین کا قتل ابولولو کے خنجر سے ہوا اور جو لوگ اس کے ساتھ اسکی شورت مین شریک رہین مین ان سبکو قتل کرونگا جب عبداللہ نے شبہے سے یہ بات کہی سعد بن ابی وقاص نے ان کے جواب مین آیا ہر دو مین بڑی سختی سے کلام ہوا یہان تک کہ حضار مجلس نے ہر دو کو جدا کیا۔ جب عثمان ذوالنورین مسند خلافت پر بیٹھے صہیب نے اکابر مہاجرین والنصار کو جمع کر کے سوال کیا کہ عبداللہ بن عمر کے باب مین تم کیا کہتے ہو ایک جماعت کہی کہ اس نے دین محمدی مین ایک قتل احداث کیا۔ اور اس امت مرحومہ پر فتنہ کا دروازہ کھولا ایک مرد نمازی کو اور اس شخص کو جو ذمے مین خدا و رسول کے تھا اور ایک لڑکی جو حد بلوغ کو نہین پہنچی تہی بے جرم اور بے دلیل فقط گمان سے قتل کیا سو اب اس کو بھی ان کے قصاص مین مار ڈالا چاہئے۔ اور ایک جماعت کثیر جو عبداللہ بن عمر کے طرف تھی جفینہ نصارا و ہرمزان کو بدی سے یاد کر کے کہنے لگے کہ تم چاہتے ہو کہ عبداللہ کو ان کے والد کے پیچھے دنیا سے عقبیٰ کی طرف روانہ کرین پھر محکمہ مین طرفین سے آوازین بلند ہوئین۔ جب عمرو بن عاص نے دیکھا کہ فتنہ کی آتش شعلہ مار رہی ہے جلد اس کے بجھانے مین کوشش کر کے جناب ذوالنورین سے کہنے لگا کہ یہ امر آپ کی خلافت کے آگے واقع ہوا النسب یہی ہے کہ اس سے زیادہ آسین خوض نکرین بلکہ اس سے اعراض اور اغماض کر جاوین۔ اور بعضے صحابہ نے کہا کہ لوگ کہین گے کہ کل خلیفۂ رسول کو قتل کیے اور آج ان کے فرزند کو مار ڈالے بہتر یہی ہے کہ اس قصاص سے گذر جاوین۔ تب عثمان ذوالنورین نے اسیکو مستحسن جانکے اُن مقتولون کا خون بہا خاص اپنے مال سے دیکے عبداللہ بن عمر کو مطلق العنان کر دیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفے کی امارت سے معزول کر کے ان کی جائے پر پھر سعد بن ابی وقاص کو روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ مجھے عمر فاروق نے وصیت کی تہی کہ میرے بعد جس نے خلیفہ ہو دیگا اسکو چاہئے کہ پھر سعد کو کوفے کی امارت پر نصب کرے اور اسکی دلجوئی سے پیش آوے کیونکہ مین نے برا اسکو معزول کیا وہ کچھ خیانت کا سبب نہین تہا۔ اور اسی سال مدینہ طیبہ مین اور اس کے اطراف و نواحی مین رعاف کی بیماری پیدا ہوی ہر شخص کی ناک سے خون جاری ہوا۔ اور کوی اس بیماری سے نہین چھوٹا۔ وہ مرض متواتر تین مہینے تک جاری رہا اسیواسطے اس سال کو سنہ رعاف کہتے ہین۔ اور حضرت عمر کی شہادت سے جب چھے مہینے گذرے ہمدان والون نے جو مسلمانون سے عہد و پیمان کیا تہا عہد شکنی کر کے باغی ہوے۔ بعونہ تعالیٰ شانہ اس شہر کی فتح پھر مغیرہ بن شعبہ کے

ہاتھ پر واقع ہوی - اور شہر رے والے بھی ہمدان والوں کا شیوہ اختیار کیا - سو ابوموسیٰ اشعری اور برائن عازب اور حرقوص بن کعب کی سعی و اہتمام سے پھر مسلمانوں کے ہاتھ آیا - اور جناب ذوالنورین نے عبدالرحمن بن عوف کو امیر حاج کر کے روانہ کیا تا حج کے مناسک قایم کریں - اور ایک روایت ہو کہ آپ ہی مکہ معظمہ کی طرف تشریف لیگئے اور مناسک حج ادا کر کے بہت سے فقرا و مساکین کو کھانا کھلوایا اور خیرات کی - **ہجرت سے پچیسویں سال کے وقایع اور اسکندریہ کی فتح** اس سال مین اسکندریہ والون نے اہل اسلام سے اول جو عہد کیا تھا توڑ دیا - تب حضرت عثمان کے حکم سے عمرو بن عاص ایک لشکر جرار کے ساتھ ان اشرار پر جا پہنچے اور جنگ و جہاد مین بڑی داد دی - اللہ تعالیٰ کی مدد سے انہین کے ہاتھ پر وہان کی فتح میسر ہوی اور اسی سال عبداللہ بن سعد کو جو بیت المال کی حکومت پر مقرر تھے سعد بن ابی وقاص کے ساتھ ناخوشی رونمائی اسلئے جناب ذوالنورین سعد کو کوفے کی حکومت سے معزول کر کے اپنے برادر مادری ولید بن عتبہ بن ابی معیط کو ان کی جاے پر نصب کی حضرت عمر کے زمانے سے اس وقت تک جزیرے کا عامل تھا موحضرت عثمان کے حکم پر کوفے کی طرف متوجہ ہوا کوفیون کو اسکی حکومت ناملایم اور ناگوار ہوی کیونکہ سعد بن ابی وقاص مرد دانا و عاقل و فہیم اور شجیع و کریم تھے اور زہد و صلاح سے موصوف اور خیر و فلاح سے معروف تھے - اور ولید کا فسق و فجور کوفیون سے پوشیدہ نہین تھا - لاکن اس نے جب کوفے کی امارت پر تمکن ہوا اپنے فسق و فجور سے باز آ کے اخلاق حمیدہ و افعال پسندیدہ اختیار کیے پانچ سال جو کوفے کی حکومت کی ایسے امکان مین رہتا تھا کہ جس کو دروازہ نہین تھا تا حاجتمند لوگ جب چاہین آیا کرین کوی مانع و مزاحم نرہے اور اولی و اعلی کے ساتھ کمال شفقت اور ملایمت سے پیش آتا تھا سب لوگ اس سے خوش تھے یہانتک کہ اس سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوی کہ لوگ کے دل مین اس سے کراہت پیدا ہوی انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آگے آویگا - **فتح آذربایجان کی - بعد اسکے کہ وہان کے لوگون سے عہد شکنی واقع ہوی - اور صلح ارمینہ والون کے ساتھ اور روانہ کرنا سلمان بن ربیعہ باہلی کو معاویہ کی مدد پر - اور فتح پانا روم کے بعضے شہرون پر** لائے ہین کہ جب حضرت عثمان نے ولید بن عتبہ کو کوفے کی حکومت دی - اور عتبہ بن فرقد کو آذربایجان کی حکومت سے معزول کیا - اس ملک کے لوگون نے عہد شکنی کر کے بغاوت کی راہ لی - تب ولید کو حکم لکھا کہ انسے جنگ کرین اس نے تھوڑے عرصے مین ایک بڑا لشکر اور سامان جنگی مہیا کر کے کوفے سے کوچ کیا - اثناے راہ مین جس قوم کو پاتا کہ وہ دایرہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہو اسکو غارت کرتا ایسا ہی کئے قلعے اور بلاد مسخر ہوے سبایا اور غنایم ہاتھ آئے - جب آذربایجان پر جا پہنچے اس ملک کے لوگون نے لشکر اسلام کو دیکھ کے گھبرائے جب مقابلے کی طاقت انہین تھی جیسا آگے حذیفہ بن الیمان کے ساتھ عہد و پیمان کیا تھا ویسا ہی آٹھ لاکھ درہم دیکے صلح کی - پھر ولید نے اطراف و نواحی مین فوجین روانہ کین سلمان بن ربیعہ باہلی کے ساتھ بارہ ہزار فوج

مرد کو دیکے ارمینہ کی طرف بھیجا - انہون نے کئے شہر فتح کئے غنایم اور سبایا جو حساب اور اندازہ سے زیادہ تھے ہاتھ آئے پھر کمال خوشی سے مراجعت کر کے لشکر ولید کے ساتھ جا کے ملحق ہوے - اور ولید نے مظفر و منصور سالم و غانم مراجعت کر کے موصل کی راہ لی جب اس فتوح کے قریب پہنچا امیر المومنین عثمان کی طرف سے ایک نامہ اس مضمون کا پہنچا کہ معاویہ بن ابی سفیان کا مکتوب میرے نام سے آیا ہے کہ اہل روم سرحد شام مین ایک بڑا لشکر جمع کر کے اہل اسلام سے جنگ کرنیکے ہتیے مین ہین سو مسلمانون کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیجئے - اسواسطے میری راے اسبات پر آئی ہے کہ کوفے کے لشکر سے انکی مدد روانہ کرین - اسلئے لکھا جاتا ہے کہ لشکر عراق کے سردارون مین جو شخص کہ شجاعت و صلابت مین مشہور ہو اس کے ساتھ آٹھ ہزار یا نو ہزار یا دس ہزار جوانمرد کو دیکے معاویہ کی مدد پر شام کی طرف روانہ کیا چاہیے والسلام - جب یہہ نامہ ولید کو پہنچا اسیوقت سب اعیان و اکابر کو جمع کر کے اس نامے کا مضمون سنایا اور زور و مبالغہ کے جنگ پر ترغیب و تحریص دی - اور سلمان بن ربیعہ کے ساتھ آٹھ ہزار مرد کو دیکے روانہ کیا - جب یہہ لشکر معاویہ کے لشکر کے ساتھ جا ملا انہون نے لشکر شام سے بارا ہزار تیغ زن ہمراہ لے کے نواح روم کی طرف توجہ لائی بہت سے بلاد و حصار تسخیر مین آئے حصول مقصود کے بعد پھر شام کی طرف مراجعت کی - اور بعضے تواریخ مین مسطور ہے کہ حضرت عثمان کے حکم سے معاویہ نے اپنے لشکر سے حبیب ابن مسلمہ فہری کے ساتھ چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادون کو دیکے ارمینہ کے طرف بھیجا حبیب نے اثناے راہ مین جب شہر شمیساط پر پہنچا یہہ خبر سنی کہ روم کے سردارون سے ایک شخص کہ جس کا نام مزربان تھا اسی ہزار کا لشکر لیکے ادہر آیا ہے کا قصد رکھتا ہے حبیب نے یہہ خبر سنتے ہی معاویہ کو لکھا اور معاویہ نے امیر المومنین عثمان کے خدمت مین ایک عریضہ روانہ کیا تب حضرت عثمان نے ولید بن عتبہ کو حکم لکھا کہ کوفے کے لشکر سے اور اسکی اطراف و نواحی کی فوجون سے دس ہزار دلاور کو انتخاب کرے اور سلمان بن ربیعہ باہلی کو انپر امیر ٹھہرا کے حبیب بن مسلمہ کی مدد پر بھیجے - جب یہہ فرمان ولید کو پہنچا حکم کے موافق ویسے ہی دس ہزار مردان جنگی کو چن لے کے سلمان کو ان پر امیر ٹھہرا کے شمیساط کی طرف روانہ کیا جب یہہ خبر لشکر شام مین پہنچی شامیون نے آپس مین یہہ کہنے لگا کہ سلمان کی فوج ہمارے سے ملحق ہونی پر اگر ہمارا لشکر قتال آغاز کرے اور فتح و ظفر میسر نہووے وے کہین گے کہ ہماری اعانت سے فتح و نصرت نصیب ہوی تب ہمارا کام شوکت نہ پاویگا بہتر یہی ہے کہ وے یہان آنے کے آگے ہی لشکر روم پر ہم شبخون کرین انشاء اللہ تعالی جو کچھ مقصود اس آئینہ تدبیر مین نظر آئیگا - پس اسی تدبیر کے موافق ایک شب ناگاہ دشمن کے لشکر پر جا گرے بہت سے کفار مارے پڑے اور باقی ہزیمت کھائی اسلام کے جھنڈے کمال شان و شوکت سے بلند کئے - رومیون کا مال و متاع جو غنیمت مین آیا دوسرے روز چاہتے تھے کہ تقسیم کرین ایسے مین یک بیک کوفے کا

لشکر بھی آپہنچا کوفیون نے چاہا کہ اس غنیمت کے حصہ مین آپکو بھی شریک کرین اور کہنے لگا کہ ہماری ہی بہل و دہشت سے رومیون کو قوت نرہا اور تم کو بھی بہتور زیادہ ہوا سو فتح و نصرت حاصل ہوی اب غنیمت مین ہمکو بھی شریک کیجئے - حبیب نے جواب دیا کہ بمقتضا سے کریمہ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کے اس مین تم کو کچھہ حصہ نہین - ہر دو لشکرین رد و بدل زیادہ ہوا آخر جنگ کی نوبت پہنچی ایک دوسرے پر تلوار کھینچا ہر دو طرف بہت سے لوگ تلف ہوے جب کوفے کا لشکر عدد مین زیادہ اور قوی تھا غلبہ پایا یہی پہلی عداوت ہے جو شامیون اور کوفیون مین حادث ہوی - اسکے بعد حبیب سلمہ نے عاجز ہو کے صلح کرنے پر آیا اور ایک قاصد کی زبانی سلمان کے پاس یہہ پیغام بھیجا کہ بحکم اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ تم ہم آپس مین بھائی ہین ایکدوسرے کی رعایت کیا چاہئے اب تو ہم دین کے دشمنون کے ملک مین ہین دنیاے دنی کی حطام فانی کے لئے آپکو بدنام اور زبون کرنا کب سزاوار ہے اب مصلحت اسی مین ہے کہ ہم اپنا معاملہ امیر المومنین عثمان ذوالنورین کی طرف رجوع کرین دربار خلافت سے جیسا حکم صادر ہوتا ہے اس پر عمل پیرا ہو دین - سلمان نے قبول کیا ہر دو لشکر تلوار سے ہاتھہ رکھا - جب یہہ واقعہ حضرت عثمان کی خفیہ طور پر ہوا حبیب بن مسلمہ کو لکھا کہ جب کوفے کا لشکر تمہاری امداد کے ارادے سے نکلا اور جنگل بیابان قطع کیا اور سفر کا رنج و تعب کھینچا مروت یہی تقاضا کرتی ہے کہ مال غنیمت مین انکو بھی شریک کرین - یہہ حکم پہنچتے ہی حبیب بن مسلمہ نے کوفے کے لشکر والون کو مال غنیمت سے حصہ دیا اور آپ مع لشکر اسی نواح مین اقامت کی - اور سلمان بن ربیعہ کو جناب خلافت مآب کا حکم آیا کہ جو لشکر کوفے سے لے آیا تھا اسی کو ہمراہ لیکے ارمینہ کی طرف کوچ کرے اور اس ملک کی تسخیر پر کمر باندہے **جنگ آفریقہ کا ابتدا** اسی سال مین حضرت عثمان کا حکم حاکم مصر عمرو بن العاص کے نام سے شرفصدور پایا کہ عبداللہ بن سعد کے ہمراہ ایک لشکر دیکے آفریقہ کی اطراف و نواحی مین روانہ کرین عمرو بن العاص نے حکم کے مطابق ایک لشکر روانہ کیا لاکن دشمنون کی کثرت سے لشکر اسلام اسنے زیادہ تعرض نکر سکا آخر مع الخیر لوٹ آیا **ہجرت سے چھبیسوین سال کے وقایع** اس سال مین حضرت عثمان نے عمرے کی نیت سے مکہ معظمہ کا قصد کیا شب کے وقت مسجد الحرام مین داخل ہو کے طواف اور سعی بجا لائی - اور طلوع صبح صادق کے آگے حلال ہو کے عمرے سے فارغ ہوے - اور مسجد حرام کو کشادہ کرنیکا حکم کیا اور مسجد کے ہمسایہ مین چند مکان واقع تھے انکو خرید کرنا چاہا تو بعضے لوگ اپنی خوشی سے فروخت کئے اور ایک جماعت بیچنے پر راضی نہوی - جناب ذوالنورین نے ان پر غصہ ہو کے حکم کیا کہ مکانات اسنے چھین لیکے گرادین اور ان کو قید کرین - اور فرمایا کہ عمر فاروق کے زمانے مین جب ایسا ہی مسجد کو کشادہ کرنیکا کام پڑا تب کیسا راضی ہو کے فروخت کئے اب کسیلئے نہین بیچتے ہین - آخر عبداللہ بن خالد کی سفارش سے انکو قید سے رہائی بخشی - اور اسی سال عثمان بن العاص کو حکم کیا کہ شابور الجنود کو فتح کرنے کے لئے جاوے - جب انہون نے وہان

جا پہنچے وہان کے لوگون نے تین ہزار تین سو مثقال روپا دیکے صلح کی - اور قلعہ بحیرہ جو اس دیار مین قلعہ السوح سے مستحکم تھا اور اسکو بُرسفید بھی کہتے تھے اور سب قلعون مین بہت ہی بلند تھا عثمان بن ابی العاص نے ہرم بن حبان عدی کو اس قلعے پر روانہ کیا - جب ہرم کی فوج اس قلعے کے پاس جا اُتری وہ قلعے والون نے اطراف حصار سے جنگ شروع کیا پھر لشکر اسلام کے دلاورون نے مقابلہ کرکے ایسی سخت لڑائی کی کہ اللہ تعالی کی تائید سے وہ قلعہ ہاتھ آیا - اور اسی سال حضرت عثمان نے عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت سے معزول کرکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو ان کی جاے پر بغضب کیا پر فوجونکی امارت بدستور سابق عمرو بن العاص پر ہی بحال تھی - لاکن جب دو شمشیر ایک نیام مین اور دو امیر ایک مقام مین جمع ہو نہین سکتے ہین - عمرو بن العاص اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے درمیان مخالفت اور منازعت آگئی سو اکثر امور مین خلل واقع ہونے لگا ہر دو نے ایکدوسرے کا گلہ حضرت عثمان کی خدمت مین لکھ بھیجا - آخر جناب ذوالنورین نے عمرو بن العاص کو بالکل حکومت سے معزول کرکے عبداللہ بن سعد کو تمام مصر اور اسکندریہ پر مطلق العنان کر دیا - تب عمرو بن العاص نے مصر آکے مدینہ طیبہ مین طرح اقامت ڈالی حضرت عثمان کے ساتھ جو نقاض آگیا تھا روز بروز زیادہ ہونے لگا جناب ذوالنورین کی خواہر مادری ہو عمرو بن العاص کے نکاح مین تھی انہون نے اسی سبب سے اسکو طلاق دیا انشاء اللہ تعالی باقی احوال آئندہ آئیگا - اور اسی سال آفریقہ کی فتح ہوئی اسکی تفصیل یہہ ہے کہ سالگذشتہ مین عمرو بن العاص نے جناب خلافت آب کے حکم عبداللہ بن سعد کے ساتھ ایک لشکر دیکے آفریقہ پر بھیجا تھا اس کے بعد عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس و عبداللہ بن الحارث کو ایک ایک کی سرداری پر امارت دیکے حکم کیا کہ جلد جاکے عبداللہ بن سعد کے ساتھ ملحق ہو دین - تب یہہ تینون سردار جب آفریقہ کی سرحدین جا پہنچے دشمنون کے لشکر کی کثرت اور ان کے حکام کی شوکت پر نظر کرکے مقابلہ کرنا مناسب نہ جان کے واپس آئے تھے - جب اس سال مین عبداللہ بن سعد نے مسند حکومت پر تمکن ہوا حضرت عثمان کے حضور مین ایک عریضہ بھیج کے آفریقہ پر لشکر کشی کرنیکے باب مین پروانگی چاہی اور دشمنون کی کثرت ظاہر کرکے مدد طلب کی - حضرت عثمان نے اکابر مہاجرین و انصار کو جمع کرکے اس باب مین مشورت کی اکثر صحابہ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ عبداللہ بن سعد کو آفریقہ کے جنگ پر اجازت دیجئے - اور یہان سے مدد بھی روانہ کیجئے - تب جناب خلافت آب نے ایک بڑا لشکر جمع کرکے عبداللہ کی مدد پر مصر کی طرف روانہ فرمایا - اس لشکر مین اشراف صحابہ جیسے عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمرو وغیرہما داخل تھے جب یہہ لشکر مصر پہنچا عبداللہ نے اپنی فوج کے ساتھ یہہ لشکر اپنا ہوا لیا ہوا آفریقہ کی طرف کوچ کیا - اور عقبہ بن نافع بھی جو اہل اسلام کی ایک ٹکڑی کے ساتھ اسی نواح مین اقامت کی تھی وہ بھی اپنی فوج سمیت عبداللہ کے لشکر سے ملحق ہوا - جب یہ فوجین شہر طرابلس تک جو مغرب کی سرحد مین واقع ہے آئین تو وہان لشکر روم کی ایک ٹکڑی جو رہتی تھی اسکو غارت کرکے آفریقہ تک جا پہنچین اور

اطراف ونواحی مین فوجین روانہ کین - اور اندنون اس ملک مین قیصر روم کے طرفسے جرجر نام ایک حاکم تھا طرابلس سے حدود
ملنخہ تک اسیکی حکومت تھی اس نے اس ملک کا خراج بادشاہ روم کے پاس بھیجا کرتا تھا - جب لشکر اسلام کی آمد اس نے سنی اسوقت
اپنا لشکر جمع کرنے مین مشغول ہوا تھوڑے عرصہ مین ایک لاکھ بیس ہزار مرد فراہم آگئے - پس جرجر نے وہ لشکر ہمراہ لے کے لشکر
اسلام سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلا شہر شنطلہ سے ایک روز کی مسافت پر ایک جگہ ہر دو فریق ملنے کا اتفاق ہوا ہر دو لشکر نزول
کئے - عبداللہ بن سعد نے جرجر کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا تا اس کو اسلام کی طرف دعوت کرے اگر اسلام لاوے فہو المراد والا جزیہ
دیا کرے اگر جزیہ بھی قبول نکرے جنگ پر تیار ہو جاے - قاصد نے اسکے پاس جاکے دعوت کی وہ بدبخت نہ اسلام لایا نہ جزیہ قبول
کیا آخر جنگ وقتال ہی قرار پایا پہیم چالیس دن تک ہر روز مقابلہ ہوا ہر دو لشکر جب سست ہوتے اپنے لشکر گاہ مین آکے
آرام پاتے عرصہ دراز تک لشکر اسلام کی خبر جناب خلافت آب مین نہین پہنچی اسلئے عبداللہ بن زبیر کے ہمراہ ایک جماعت
کثیر دیکے اس لشکر کی مدد پر روانہ کی - عبداللہ بن زبیر بڑی جلدی سے قطع منازل کرنے لگے تھوڑے عرصے مین عبداللہ
بن سعد کی لشکر گاہ تک جا پہنچے اتفاقاً اس وقت لشکر اسلام جنگ کے لئے تیار کھڑا تہا - جب مسلمانون کی نظر عبداللہ بن زبیر کی
فوج پر پڑی نہایت مسرور ہوے اور جرجر تنگدل ہوا عبداللہ بن زبیر نے لشکر گاہ مین دیکھا تو عبداللہ بن سعد کہین نظر نہ آئے
دریافت کی تو لوگون نے کہا کہ جرجر نے اپنے لشکر مین منادی کروائی ہی کہ جس نے عبداللہ بن سعد کا سر کاٹ کے اسکے پاس
لاوے تو زر سرخ کے لاکھ دینار اسکو انعام دونگا اور اپنی دختر کو اس کے ساتھ نکاح بھی کر دونگا اسلئے اس نے مخفی رہتا ہے
تب عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن سعد سے جاملے اور دلداری کی اور کہا کہ تم بھی اسکا تدارک کیا چاہئے یعنے برسر میدان
منادی کروائے کہ جس نے جرجر کا سر کاٹ کے میرے پاس لایگا اُس کو مال غنیمت سے لاکھ دینار بخشونگا اور اسکی دختر کو بھی
بندی کر کے اسیکو دونگا - اور اسکے ملک کی حکومت اسیکے تحویل کر دونگا - عبداللہ بن سعد اور سب حواشی یہ بات بہت ہی
پسند کی ویسا ہی ندا کروائی جب وہ آواز جرجر کے کان مین پڑی بہت ہی گہبرایا بڑا ہی خوف وخطر اس پر غالب ہوا اس لئے
قتال کے وقت لشکر کے پیچھے بہت دور رہتا تا اپنے لشکر کو شکست ہو جاوے تو آپ فرار کرے - پھر عبداللہ نے بحکم
حدیث اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ کے ایک تدبیر سوچی - اور عبداللہ بن سعد سے کہا کہ تم اپنے ملک سے دور پڑے ہو اور سفر کی تصدیعین
کھینچ رہے ہو - اور مخالفین اپنے ملک مین فارغ البال اور مرفہ الحال ہیں ہم مین ہر روز ان کو تازی مدد پہنچتی ہے اسلئے دلیر ہوتے
ہین اور ہم اپنے بھائی مسلمانون سے دور پڑے ہین ہم کو انسے مدد دیر سے پہنچتی ہے مین نے مصلحت اس امر مین دیکھتا ہون
کہ تم ہمارے لشکر کے جوانمرد دن کی ایک جماعت کو حکم کرین کہ ہاتھیار ہو کے جنگ کے واسطے اپنے خیمون مین ہی تیار رہین
اور ہم دوسرے غازیون کے ساتھ کافرون کے جنگ مین قیام کرین - جب فریقین تھک جاکے جدال سے ہاتھ رکھین اور اپنی اپنی جگہ

آکے ہتھیار اتارکے آرام پاوین - ایسے مین ہماری ایک جماعت جو خیمون مین تیار ہی جلد سوار ہوکے یکبیک لشکر کفار پر جا گرے شاید کہ یہہ تدبیر موافق تقدیر کے ہو فضل ربانی و تائید آسمانی سے فتح و ظفر حاصل ہو - عبداللہ بن سعد نے جب یہہ تدبیر سنی سب اکابر صحابہ کو جمع کرکے اسباب مین مشورت کی سبھون نے اس تدبیر کو پسند کیا اور عبداللہ بن زبیر کے موافق ہوے پس اپنے لشکر کے اکثر شجیع اور جوانمرد کو حکم کیا کہ باہتھیار ہوکے اپنے خیمون مین جنگ پر آمادہ رہین - اور اپنے گھوڑون کو بھی زین کرکے خیمون کے دروازون پر کھڑا کرین - اور آپ باقی لشکر کے ساتھ جنگ مین مشغول ہوے - کہتے ہین کہ اس روز عبداللہ بن سعد قلب لشکر مین تھے اور میمنہ پر عبداللہ بن عمر اور میسرہ پر عبداللہ بن زبیر اور مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن عباس تھے - صبح سے زوال آفتاب تک بڑا ہی سخت جنگ ہوا جب لشکر اسلام کے موذن نے اذان کہی اور جنگ سے پھر جانیکا نقارہ بجا ہر دو لشکر اپنے اپنے مقام کی طرف مراجعت کی کفار اپنی ہتھیارین کھول کے تھکے ماندے اپنے بچھانون پر پڑے ہوے تھے کہ ایسے مین لشکر اسلام کے شجیعون نے جو اپنے خیمون مین تیار تھے گھوڑون پر سوار ہوکے یک بیک کافرون پر جا گرے کفار کو اپنی ہتھیار باندھنے کی فرصت نہ رہی سو بے اختیار بھاگنے لگے - اہل اسلام پیچھا کرکے جو ملتا اسکو قتل کرتے تھے جرجیر جو انکا سردار تھا عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ سے مارا پڑا - عبداللہ بن سعد نے شہر شطلہ کے دروازے پر اترکے اس شہر کو محاصرہ کیا تھا جب وہ شہر مفتوح ہوا تو مال وزر ہاتھ آیا کہ ملک روم کے فتوحات سے کہین اسقدر مال و متاع نہین ملا تھا اور غنایم کی کثرت اس درجے کو پہنچی کہ ایک سوار کو تین ہزار اور پیادے کو ایک ہزار دینار زر سرخ حصے مین آئین - اور آفریقہ کے لوگ عاجز ہوکے مصالحت پر آئے پانچ لاکھ دو ہزار دینار دیکے صلح کی - عبداللہ بن سعد نے وعدے کے مطابق جرجیر کی دختر کو عبداللہ بن زبیر کے تحویل کیا اور غنیمت کا خمس اونٹون پر لاد کے مع فتحنامہ امیرالمومنین عثمان ذوالنورین کی خدمت مین روانہ کیا - اہل مدینہ بہت خوش ہوے اور شکر الٰہی بجالایا - عبداللہ بن سعد نے ایکسال تین مہینے تک آفریقہ مین اقامت کی تھی پھر جناب خلافت مآب کے حکم سے آفریقہ کی حکومت عبداللہ بن نافع کو دیکے آپ مصر کی طرف معاودت کی - ہجرت سے ستائیسوین سال کے وقایع لکھے ہین کہ جب آفریقہ کا ملک مسلمانون کی تصرف مین آیا امیرالمومنین عثمان ذوالنورین نے عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو حکم لکھا کہ مغرب کی طرف لشکر کشی کرے انہون نے حکم کے موافق جب جنگ کا تھیہ کیا تو دس ہزار سوار جمع آے سو اس لشکر کو لیکے دریا کی راہ سے کوچ کیا جب شطحر بر پر پہنچا وہان کے لوگون کے اتفاق سے اندلس پر جاکے جنگ آغاز کیا کئی دن تک قتال جاری تھا بہت سے کفار مارے پڑے آخر اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت بخشی جب اندلس کا ملک اہل اسلام کی تسخیر مین آیا مسلمانون کی شوکت زیادہ ہوی بہت سا مال و متاع اور سبایا ہاتھ لگے ملک مغرب مین جابجا اسلام کے جھنڈے برپا ہوے غنیمت کا خمس مع فتحنامہ

مدینہ طیبہ کے طرف روانہ کیا اہل مدینہ بہت خوش ہوکے شکر الٰہی بجالایا امیرالمومنین عثمان ذوالنورین نے اندلس کی حکومت عبداللہ بن نافع بن الحصین کو عنایت کی - **ہجرت سے اٹھائیسوین سال کے وقایع** اس سال مین اور ایک قول سے تیتیسوین سال مین **معاویہ** کے ہاتھ پر قبرس کی فتح میسر ہوی - کہتے ہین کہ معاویہ نے حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا کہ دریاے روم کے سواحل پر بہت سے قریے اور شہر واقع ہین اور اس ملک مین داخل ہونا دریا کی راہ سے ممکن ہی اجازت ہو تو ہم دریا کی راہ سے کوچ کرتے ہین - جناب فاروق اعظم کے زمانے مین بھی یہ بات لے اس بات کی رخصت طلب کی تھی لاکن جب دریا کے سفر مین جانکا خطرہ ہے حضرت عمر نے اجازت ندی - عثمان ذوالنورین نے بہت ہی غور و تامل کے بعد معاویہ کو لکھا کہ اس سفر مین لیجانیکے لئے لوگون کو حکم نہ کیجئے اور قرعہ نہ ڈالا جاہیے بلکہ انکو اختیار دیجئے کہ جس نے اپنی خوشی و رغبت سے راضی ہو اسکو اختیار کرے - غرض جب معاویہ نے ماذون ہوا ایک لشکر گران ہمراہ لیکے کمال شوت و شوکت سے روم کی طرف متوجہ ہوا - ابوذر غفاری و عبادہ بن الصامت اور انکی زوجہ ام حرام بنت ملحان الفاریہ اور دوسرے صحابہ کبار ہمراہ تھے ام حرام نے اپنے خچر سے گر کے شہادت پائی حضرت نے اس بی بی کو اس لشکر سے خبر دی تھی جب وہ خواہشمند ہوی آپنے اسکے حق مین دعا کی کہ اسکو اس لشکر مین داخل کرے سو ویسا ہی ہوا پس وہ قبرس مین مدفون ہوی غرض اس لشکر کے غازی جب اللہ تعالی کا نام لیکے دریا مین روان ہوے وسط دریا مین کئی کشتیون مین اقسام کے ہتیار اور ظروف اور مال نفیس بھرے ہوے جزیرۂ قبرس کے حاکم کی طرف سے ہرقل کے پاس قسطنطنیہ کے طرف لیجاتے تھے معاویہ نے حکم کیا کہ انکو پکڑلین القصہ مسلمانونکو رومیون کے ساتھ بحر و برمین پچاس جنگ واقع ہوے بہت اسے سبایا ہاتھ آئے ہر سال بہلغ کثیر دینے پر راضی ہوکے رومیون نے صلح کی - معاویہ نے ایک جماعت کو اس ملک مین چوطرف روانہ کیا تا مسجدین بناکرین - جب سالم و غانم اس ملک سے مراجعت کی سبایا اور غنیمت کا حساب کیجئے تو غلام اور کنیز ساٹھ ہزار سے زیادہ تھے انمین اکثر بڑا حسن و جمال رکھتے تھے انسے سات سو کنواریان تھین - جزیرہ قبرس مفتوح ہوے کے بعد جزیرۂ ذودوس کی فتح ہوی - اس جزیرے کے سبایا اور غنایم اگلے جزیرے غنایم اور سبایا کے ساتھ مساوات کا دم مارتے تھے خمس غنیمت جدا کرکے سب غازیون پر تقسیم کی بعد خمس مع فتحنامہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا جناب خلافت مآب اور مدینہ طیبہ کے سب اصحاب نہایت خوش ہوے اور شکر الٰہی بجالایا - اور اس سال مین حضرت عثمان نے مکہ معظمہ کے طرف جاکے مناسک حج ادا کرکے پھر مدینہ کی طرف مراجعت کی - **ہجرت سے انتیسوین سال کے وقایع** اس سال مین بصرے کے لوگ ابوموسی اشعری کی شکایت جب دارالخلافت مین لے آئے حضرت عثمان نے عبداللہ بن عامر کو جو ان کے خالہ کا فرزند تھا اور اسکی عمر پچیس سال کی تھی ابوموسی اشعری کی جاے پر روانہ فرمایا اور

بعضون کے قول سے یہ عزل و منصب چوبیسوین سال مین واقع ہوا واللہ اعلم اور اسی سال حضرت عثمان کا حکم ہوا کہ ابوموسی اشعری کے اور عثمان بن ابی العاص ثقفی کے ہر دو لشکر جو عمان اور بحرین مین رہتے تھے عبداللہ بن عامر کے محکوم رہین - اور اسی سال مدینہ مین یہ خبر پہنچی کہ فارسیون نے مسلمانون سے جو عہد و پیمان کیا تھا اسکو توڑ کے عبداللہ بن سمیر یہودی والی فارس تھے خروج کر کے اسکو قتل کیا اور اسلام کی فوجین جو فارس کے نواح مین تھین فرار کی ہین - اور فارس کا لشکر اصطخر کے پاس اقامت کیا ہے یہ خبر سنتے ہی جناب ذوالنورین نے عبداللہ بن عامر کو حکم لکھا کہ بصرے اور عمان کے لشکر کو ہمراہ لے کے جلد فارس کا قصد کرے - تب عبداللہ نے حکم کے موافق ہر دو لشکر لیکے نکلا جب اصطخر کے پاس آن پہنچا ہر دو فریق ملنے کا اتفاق ہوا جب جنگ شروع ہوا صبح سے دوپہر تک ہر دو طرف سے تلوار چلی اور بڑی خونریزی ہوی آخر اللہ تعالی اپنے فضل سے مسلمانونکو غلبہ دیا اور لشکر فارس کو ہزیمت ہوی اکثر کفار مارے گئے اور جو باقی رہے مقید ہوے اصطخر کا قلعہ مفتوح ہوا پھر عبداللہ بن عامر نے وہان سے کمال شوکت و مکنت کے ساتھ دار بجرد کی طرف کوچ کیا کیونکہ وہانکے لوگ بھی عہد شکنی کر کے بغاوت اختیار کی تھی سو آسانی کے ساتھ اس ملک کی فتح بھی حاصل ہوی پھر وہانسے شہر جور کی طرف کہ شیراز کا فیروزآباد ہے توجہ لائی - ایسے مین یہ خبر پہنچی کہ اصطخر والون نے پھر عہد شکنی کر کے تمرد اختیار کیا ہے چون کہ جور کے سرحد مین پہنچ گیا تھا مراجعت نہ کر سکا جب اللہ تعالی کی تائید سے ملک جور کی فتح حاصل ہوی جلد اصطخر کیطرف لوٹ آکے اس شہر کا محاصرہ کیا - اور منجنیقین کھڑا کر کے جنگ کی بناڈالی بڑا ہی جدال و قتال رو دیا اللہ سبحانہ و تعالی پھر فتح و نصرت نصیب کی - فارس کے بڑے بڑے سردار جو شرارت اور بغاوت پر کمر باندھی تھی تیغ سیاست سے اسے پڑے اور فارس کے اکثر حصار و دیار طوعاً و کرہاً مسلمانون کے تصرف مین آئے اور کفار بہت خوار و ذلیل ہوے پس ان فتوحات کی بشارت مع خمس غنیمت مدینہ کے طرف روانہ کی - سب اہل مدینہ کو بڑی خوشی کا سبب ہوا شکر الٰہی بجالائے پھر جناب خلافت مآب نے عبداللہ بن عامر کو حکم لکھا کہ حرم بن حیان و خریب بن راشد و ترجمان بن حجمی کو بلا و فارس مین عامل ٹھہراوین - اور اسی سال حضرت عثمان نے مسجد نبوی کو کشادہ کر کے بنوائی سنگ منقوش سے اسکی بنا کی اور پتھر کے کھام لگائے اور اسکا ثقف اور اسکا طول ایک سو ساٹھ گز اور عرض ایک سو پچاس گز کا رکھا - اور اسی سال کعبہ اللہ کے حج کے لئے مدینہ سے روانہ ہوا اکابر مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی ہمراہ ہوی - جب منا مین نزول کیا حکم فرمایا کہ ایک سراپردہ نصب کرین اور حجاج کو اس مین جمع کر کے ضیافت کرین اور فقرا و مساکین کو صدقات و خیرات سے سرفراز کیا - لاکن اسکام کو لوگون نے پسند نہ کیا کیونکہ یہ طریقہ ایام جاہلیت کا تھا - اور زمان بعثت سے کوی آپ اقدام نہ کیا تھا - اور صحابہ سے اس باب مین حضرت سے رخصت چاہی تھی کہ آپکے لئے کیا ہم خیمہ نصب کرین تو آپنے اجازت

نہ دی تھی - اور اسی سال قبیلہ جہنیہ سے ایک عورت کو حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر کر کے کہا کہ اس عورت نے اپنے عقد نکاح اور خلوت صحیحہ کے بعد جب چھے مہینے گذرے ایک فرزند جنی ہی - حضرت عثمان نے اس کو رجم کرنیکا حکم فرمایا - جب یہ بات حضرت علی کے خدمت مین پہنچی دار الخلافت مین آکے فرمایا کہ اسباب مین تاخیر کرنے تو بھتا کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا سو آیت مسوق ہی مدت حمل اور مدت فصال کے بیان مین اور حمل و فصال کی اقل مدت موافق آیۂ کریمہ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ کے دو سال ہین پس حمل کی اقل مدت چھے مہینے ہوے اور اس عورت پر زنا یقین کی راہ سے ثابت نہین ہوتا ہی جب حضرت عثمان نے یہ تقریر سنی جلد ایک شخص کو دوڑایا کہ اس عورت کے رجم مین جلدی کرین لاکن وہ شخص جا کے پہنچنے کے آگے کام ہاتھ سے جاتا رہا اس کو رجم کر چکے تھے - جناب خلافت مآب نے اس پر تاسف کیا - **ہجرت سے بتیسوین سال کے وقایع** - اس سال مین عثمان ذوالنورین نے ولید بن عتبہ کو کوفے کی حکومت سے معزول کر کے سعید بن العاص کو اسکی جاے پر نصب کیا - اس کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ لوگون مین اسبات کی شہرت ہوی کہ اس نے شراب پی ہی تب کوفے سے دو شخص حضرت عثمان کے حضور مین حاضر ہو کے یہ احوال ظاہر کیا - جناب خلافت مآب نے ولید کو حکم لکھا کہ بہت جلدی سے حاضر ہووے جب ولید نے مدینہ پہنچا اور آپنے دریافت کی تو یہ بات مظنون ٹھہری اسلئے حد جاری کرنے مین توقف کیا تا دم یقین کو پہنچے - پر لوگون نے اس توقف کو سہل انگاری پر حمل کر کے حضرت عثمان کے طعن مین زبان کھولی آخر جناب ذوالنورین ان ہر دو شخص کو بلوا کے استفسار کیا کہ ولید کی شراب خواری کیا تم نے اپنے آنکھون سے دیکھی ہے انہون نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم نے اپنی آنکھون سے نہین دیکھی لاکن اس نے بے شعور پڑا تھا اور انگور کا پانی اسکی داڑھی کے بالون سے ٹپکتا تھا - حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی حاضر تھے حضرت عثمان نے جناب امیر کی طرف اشارہ کیا کہ اجراے حد فرمائے امیر المومنین حضرت امام حسن بھی اس مجلس مین حاضر تھے جناب امیر نے انکی طرف اشارہ کیا شاہزادے نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کی وَلِيُّ جَارِهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَهَا جناب ولایت مآب نے عبد اللہ بن جعفر کو فرمایا کہ ولید کو چالیس کوڑے مارے اور بعضے مورخون نے لکھا ہی کہ ولید نے ایک شب شراب پی تھی مستی کی حالت مین جب صبح کی نماز کے لئے داخل مسجد ہوا اور امامت پر قیام کیا فرض چہار رکعت پڑھا یہ بات کوفے والون پر نہایت شاق گذری - سو ایک جماعت حضرت عثمان کی خدمت مین آکے اسکی شکایت کی امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے یہ سنتے ہی بہت ہی ملول اور برہم ہو کر ولید کو کوفے سے بلوایا جب شرعاً یہ گناہ اس پر ثابت ہوا

حد جاری کرکے اسکو معزول کر دیا اور سعد بن العاص کو کوفے کی حکومت ارزانی فرمائی - اور اسی سال مین سعد بن العاص نے ایک بڑا لشکر ہمراہ لیکے طبرستان کی طرف روانہ ہوا - اس لشکر مین امام حسن و امام حسین و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر عاص و حذیفہ بن الیمان اور دوسرے اکابر صحابہ حاضر تھے جب جرجان پر جا پہنچے وہان کے لوگ دو لاکھ دینار دیکے صلح کی اور صحابہ مذکورین کی حسن تدبیر اور یمن اقدام سے دوسرے بلاد بھی مفتوح ہوے - اور اسی سال کریمہ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ کے معنے مین ابوذر غفاری اور معاویہ کے درمیان مخالفت آئی - اس اجمال کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مطاعن عثمان کے جواب مین آئیگی - اور اسی سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری مبارک گم جانیکا حادثہ عظیم واقع ہوا - اسکا قصہ یہ ہے کہ حضرت کے بعد آپ کی مبارک انگوٹھی جناب عائشہ صدیقہ کے پاس تھی جب صدیق اکبر خلیفہ ہوے بحکم کریمہ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا کے بی بی نے اس انگشتری کو اپنے پروردگار کے تسلیم کیا تا یمن و برکت کے لئے مکاتیب پر اسی سے مہر کیا کرین - ابوبکر صدیق کے بعد وہ خاتم عمر فاروق کو پہنچی سوا انہون بھی پروانون کو اسی سے مزین کیا کرتے تھے - جب حضرت عمر نے امر خلافت کو اصحاب شوریٰ مین مشترک رکھا وہ نگین معظم ام المومنین جناب حفصہ کے سپرد کی تا جو شخص کہ مسند خلافت پر بیٹھے اسکو پہنچا دے جب عثمان ذوالنورین خلیفہ ہوے بی بی حفصہ نے وہ خاتم ان کے تحویل کی سو ناگاہ حضرت عثمان کے یا انکے مولی معیقیب کے ہاتھ سے دو انگشتری ایک کنوے مین کہ جس کو بیر اریس کہتے ہین اور وہ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے چھوٹ پڑی - ہر چند اسکا سب پانی کھینچ دیا اور بہت جستجو کی پر اسکا سراغ نہ ملا — حضرت عثمان کو بڑا تاسف ہوا بہت ہی محزون و ملول ہوے اسیوقت سے ان پر فتنے کے دروازے مفتوح اور سخت حادثے رو دیے - جب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتم اس عالم سے غیب ہوی اور اسکے نہ ملنے سے ابوبکر و عمر و عثمان جناب ذوالنورین نے دوسری انگشتری اسی مقدار و شکل اور نقش پر بنوائی - لاکن وہ مشابہت صوری و صورت ظاہری کچھ فائدہ نہ دی - اور اسی سال مدینے مین جمعہ کے دن جب لوگون کی کثرت حد سے گذری اور اذان کی آواز سبکو نہین پہنچ سکتی تھی جناب خلافت پناہ نے حکم کیا کہ موذن مقام زوراء پر کہ بہت اونچا اور بلند ہے چڑھکے اذان کہے آجتک وہ طریقہ مستحسن باقی ہے - **ہجرت سے اکتیسوین سال کے وقایع** اس سال مین عبداللہ بن عامر نے ملک خراسان کی طرف آیا اسکا قصہ یہ ہے کہ جب ابو عامر نے ملک فارس کو فتح کیا - حبیب بن مسلمہ نے انکے پاس جاکے کہنے لگا کہ اے امیر خراسان کے لوگون نے امیر المومنین فاروق اعظم کی بعد عہد شکنی کرکے غدر کا شیوہ اختیار کیا ہے - اگر تم اس طرف کوچ کرین امید ہے کہ تائید الٰہی سے بسہل و آسان فتح و نصرت ہاتھ دیگی - تب عبداللہ بن عامر نے حضرت عثمان سے

اسباب مین اجازت چاہی - جب خراسان کے سفر پر امور ہوا ایک بڑا لشکر مہیا کرکے کرمان کی راہ سے عازم خراسان ہوا - جب کرمان تک جا پہنچا وہان کے لوگ بھی عہد شکنی کی تھی اسواسطے مجاشع بن مسعود کے ساتھ ہزار سوار جرار کو دیکے وہین چھوڑا اور اس خراج کی حکومت اسیکو دیکے حکم کیا کہ کرمان کا محاصرہ کیجئے فتح ہوی تک نہ چھوڑئے - اور ربیع بن زیاد حارثی کو ملک سجستان کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہان کے لوگ بھی عہد شکن ہوے تھے اور آپ خراسان کی طرف متوجہ ہوا راستے مین دو قلعے ہاقداے پھر قہستان کی طرف قصد کرکے وہان کے لوگ سے جنگ کیا وے عاجز آکے صلح پر راضی ہوے اور اپنے جبال وحصار سے نشان دیا اور چھے لاکھ دینار دیکے صلح کی - پھر عبداللہ بن عامر کئی تومن چھین خراسان کی اطراف ونواحی مین روانہ کین بعضے بلاد صلح سے اور بعضے جنگ سے مسلمانون کی تسخیر مین آئے اور مرزبان ملو سی جلدی کرکے عبداللہ بن عامر کے پاس آیا اور سب طوسیون کی وکالت سے چھ لاکھ درہم دیکے صلح کی - پھر عبداللہ نے نیشاپور کی طرف جاکے اس شہر کے متعلقات کو دو مہینے تک محاصرہ کیا - اور مرزبان طوسی نے اس شہر مین داخل ہونے کے راہین بتلائین - نیشاپور کے اطراف تین فرسنگ تک زمین کے نیچے شیش بھر کے محکم کئے ہین اور شہر مین داخل ہونیکا راستہ بھی زمین کے نیچے سے تھا - عبداللہ نے اس شہر والون پر پانی بند کردیا تب سبکے سب نہایت تنگ آے اور ناچار امان چاہی لاکھ درہم دیکے صلح کی - ایک قول ہے کہ عبداللہ نے اس صلح پر راضی نہ ہوا بلکہ جنگ وجدال کرکے شہر نیشاپور فتح کیا - اور اس شہر کے بڑے بڑے سردارونکو تیغ سیاست سے قتل کیا - آخرالامر مرزبان طوسی کی سفارش سے انکے انتقام سے درگذر کرکے لطف وشفقت سے پیش آیا - جب نیشاپور کی آب وہوا نہایت معتدل اور لطیف تھی وہین اقامت کی اور ایک بڑا لشکر تیار کرکے سرخس کی طرف روانہ کیا - سرخس والون نے جب جنگ مین عاجز ہوے ناچار صلح کی - پھر عبداللہ بن عامر ایک لشکر جرار ہمراہ لیکے آپ ہی ہرات کی طرف متوجہ ہوا اس شہر والون نے اول تو میدان جدال مین قدم رکھا - جب مقابلے کا مجال نپایا آخر لاکھ درہم دیکے صلح کی اور ہرات کے پرگنے بہت سے بطور صلح اہل اسلام کے تصرف مین آئے - جب اللہ تعالی نے عبداللہ بن عامر کو بلاد مذکورہ پر غلبہ دیا اسکی شجاعت وہیبت کی بڑی شہرت ہوی اکثر حاکمون کو بڑی گھبراہٹ ہوی - ابن اذرجو مرد کامرزبان بھا سبقت کرکے ایک قاصد کو عبداللہ عامر کی خدمت مین بھیجکے امان چاہی اور دو لاکھ درہم دیکے صلح کی اور یہ اقرار کیا کہ ہر سال تین لاکھ درہم بیت المال مین داخل کرنیکے لئے روانہ کیا کرونگا - پھر عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کے ساتھ ایک لشکر عظیم دیکے طبرستان کی طرف بھیجا سو اس نے وہان پر جاکے جو جان طالقان وفاریاب فتح کئے - پھر بلخ کی طرف متوجہ ہوا اس شہر کے لوگ چار لاکھ درہم دیکے صلح کی - اور یہ اقرار کیا کہ ہر سال لاکھ درہم اور ایک مقدار معین غلہ مسلمانونکو پہنچایا کرین - پھر

خوارزم کی طرف متوجہ ہوکے اسکو محاصرہ کیا اسکی فتح میسر نہین ہوی اسلئے بالفعل مراجعت مین مصلحت جان کے عبداللہ بن عامر کے پاس لوٹ آیا۔ کہتے ہین کہ جب فارس اور کرمان اور سجستان اور خراسان کی فتح عبداللہ بن عامر کے ہاتھ پر واقع ہوی۔ لوگ اس کی آفرین وتحسین مین زبان کھولی اور دعا کرنے اور تہنیت بجا لانے لگے اور یہی کہتے تھے کہ اس عرصۂ قلیل مین اتنے فتوحات کثیرہ کسی کو میسر نہوین۔ غرض عبداللہ بن عامر نے قیس بن ہشیم کو نیشاپور اور خالد بن عبداللہ کو ہرات اور ولایت غور وغرجستان پر اپنے نائب ٹھہرا کے آپ حج یا عمرہ کا احرام باندھکے مکہ معظمہ کے طرف راہی ہوا عمرے سے فارغ ہوکے مدینہ طیبہ کے طرف آیا اور امیرالمومنین عثمان ذوالنورین سے ملاقات کی۔ اور اسی سال یزدجرد ہرمز اولاد وارا سے اخیر فرزند اور سلاطین عجم سے اخیر بادشاہ تھا مارا گیا۔ اسکی ایام سلطنت بیس سال تھے اس چہار سال رفاہیت اور عیش وعشرت کے ساتھ حکومت کی اور سولا برس مسلمانون کے جنگ مین گرفتار اور بے آرام وقرار رہا۔ آخر ولایت مرو مین ایک آسیابان کے گھر مین مارا گیا۔ اولاد دارا کی آتش سلطنت جو دو سو پچاس سال اور ایک قول سے چہار سو سال کی مدت سے سلگھی ہوی تھی اور روز بروز اس کے شعلے بلند ہورہے تھے اور وے لوگ آتش پرستی چھوڑکے حق پرستی اختیار نہ کی تھی۔ آخر صحابہ کرام ومجاہدین اسلام کی آب تیغ آبدار سے انکی آتش کفر منطفی ہوگئی اور ان کی دولت وابہت کی نشانی بے نام ونشان ہوی الحمدللہ علی ذلک۔ یزدجرد کی ہلاکت کا قصہ موبخون نے ایسا لکھا ہے کہ اس نے جب جنگ نہاوند سے فرار کرکے خراسان گیا اور وہین طرح اقامت ڈالی عجم والون سے چہار ہزار شخص جو بہت سمت کھائی تھی اس کے پاس آن کے جمع پڑے یزدجرد نے شراب ورباب اور اقسام کے مزامیر اور لہو ولعب اور فسق وفجور آغاز کئے عیش وعشرت اور بیجا خرچ حد سے بڑہا دیا اسکا اسراف اس درجے کو پہنچا کہ اس کے ملک کا محصول اس کے خرچ کے لئے کفایت نہین کرتا تھا ماہویہ جو حکام کفار سے اور یزدجرد کے تابعون سے تھا اور خراسان کی اسیکے سپرد تھی۔ یزدجرد نے کئی سال کے حساب مین اسکو تنگ کیا حالانکہ یزدجرد آنیکے آگے ہی ماہویہ نے اس سے پردل ہوکے خاقان کے ساتھ ساخت کیا تھا اور ماہویہ اسکا داماد بھی تھا۔ خاقان کو ایسا لکھا تھا کہ اگر تو ایک لشکر اس طرف روانہ کرے یزدجرد کے شر کو لوگون سے دفع کرتا ہون یہ خط پہنچتے ہی اس نے سات ہزار سوار کا ایک لشکر روانہ کیا جب یہ خبر یزدجرد کو پہنچی ماہویہ سے استفسار کیا کہ یہ لشکر آنیکا کیا سبب ہے۔ اس نے کہنے لگا کہ غالبا خاقان سنا ہوگا کہ عرب تیرے ساتھ جنگ وقتال کا قصد رکھتے ہین اسلئے یہ لشکر تیری مدد کے لئے بھیجا ہوگا۔ یزدجرد نے اس کلمۂ فریب آمیز پر مغرور ہوکے پھر عیش وطرب مین زیادتی کی ایک شب ماہویہ کے اشارے سے خاقان کا لشکر یکبیک تیار ہوکے اور یزدجرد کے دارالامارے کے

یزدجرد کا خراسان مین آنا اور ماہویہ کا اسکو تنگ کرنا

یزدجرد کا مارا جانا

دروازون کو بند کرکے ایسا گھیر لیا کہ کسی دروازے سے بھی سکو نکلنا ممکن نہین تھا جب یزدجرد نے حقیقت حال سے واقف ہوا اپنے بعضے خدام کو حکم کیا کہ بہرصورت آپکو پہاڑی سے اتار دیوین تب اس کے خادمون نے کمند لگاکے اسکو پہاڑی کے پیچھے زمین پر اتارا سو خفیہ شہر سے نکل گیا و در فرسنگ کے فاصلے پر ایک قریے مین ایک آسیابان جو رہتا تھا اسکے گھر مین جاکے پناہ لی - تلوار کا کمربند کہ جس کی قیمت ایک اقلیم کا خراج تھا اپنی کمر پر باندھا ہوا اور بیش قیمتی لباس پہنا ہوا تھا سو اس آسیابان نے اسکی طمع کی جب یزدجرد سو رہا آسیابان نے اسکو قتل کرکے وہ کمربند اور پوشاک نکال لیا اور اسکی نعش پانی مین ڈال دی اور شہر مرو مین خاقان کا لشکر یزدجرد کی حویلی کو جو محاصرہ کیا جب صبح ہوی مرو کے سپاہی اور رعیت جمع ہوکے اس پر ہجوم کیا خاقان کا لشکر متوہم ہوکے بیابان کی راہ سے بخارا کی طرف روانہ ہوا - پھر جب لوگ یزدجرد کی جستجو مین نکلے اس کی نعش کو پانی مین اور اسکا پوشاک آسیابان کے پاس پایا اس آسیابان کو پکڑکے بہت بری طور سے قتل کیا - ماہویہ نے چاہا کہ تخت خراسان پر آرام و راحت سے گذرانے - لاکن منتقم جبار جل عظمتہ نے اسکے غدر اور بیوفائی کو جو اپنے منعم کے ساتھ کی تھی پسند نہ کی سو اس نے خراسان کی مملکت سے کچھہ فایدہ اٹھانے نہ پایا احنف بن قیس لشکر اسلام کو اپنے ہمراہ لیکے مرو پر آپہنچا ماہویہ نے مقابلے کی طاقت نہ پاکے فرار کیا اور خاقان کے پاس گیا تو وہ بھی اسکی عزت نہ کی - وہان سے بھی نکلا سو تھوڑے عرصے مین مفلسی مین ہلاک ہوا - اور اسی سال یا ہجرت سے بائیسوین یا چوبیسوین سال مین علی اختلاف الاقوال روم کی نواح مین غزوہ صواری واقع ہوا اسکا قصہ یہہ ہے کہ جب مسلمانون کو آفریقہ کی فتح ہاتھہ دی اور بہت سے کفار تہ تیغ ہوے - اور ایک جماعت کثیر اسیر ہوی قسطنطین جو ہرقل کا بیٹا تھا ایک بڑا لشکر جمع کرکے بڑی شوکت کے ساتھہ اپنے ملک سے نکلا چھے سو کشتی مین اپنے لوگون کو سوار کرا کے دریا کی راہ سے اہل اسلام کے جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور اس کو یہ داعیہ تھا کہ مصر اور اسکندریہ اور اندلس اور آفریقہ جو اس کے ہاتھ سے جاتے رہے تھے مسلمانون کی طرف سے نکال لیوے - جب یہہ خبر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو پہنچی مصر اور اسکندریہ سے ایک لشکر انبوہ جمع کرکے اپنے ہمراہ لیا ہوا نکلا چالیس کشتیون مین سوار ہوکے روان ہوے دریا مین ایک مقام پر کہ جس کو ذات الصور کہتے ہین جا پہنچے وہان ہر دو فریق ملے عبداللہ نے دیکھا کہ مخالفین کی کثرت و شوکت بڑی ہے - ایسے مین ایک ہوا تند بھی چلنے لگی اور وہ ہوا لشکر اسلام کی طرف زیادہ تھی ناچار کشتیون کو لنگر دیا جب شام ہوی سب مجاہدین اسلام تلاوت قرآن و تسبیح و استغفار و ذکر و دعا آغاز کی تمام شب کمال تضرع و زاری سے نماز اللہ نیاز مین مشغول رہے جب صبح ہوی اور آفتاب بلند ہوا - غازیون نے بمقتضاے کریمہ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ کے اللہ تعالی پر توکل کرکے کافرون پر حملہ کیا ہر دو فریق کی کشتیان یہان تک نزدیک ہوگئین کہ تیر اور نیزے سے بات گذر کے تلوار سے جنگ ہونے لگا ایک دوسرے کے جیب و گریبان تک ہاتھ پہنچنے لگا

دریا مین مسلمانون سے جنگ کرنے کا بیان

سنہ بائیس یا چوبیس ہجری

اللہ تعالی کی مدد سے مسلمانون کو فتح

ایسا جنگ عظیم ہوا کہ طرفین کے مقتولون کا لہو دریا کے کنارے تک پہنچا اور دریا کے سوجین انکی نعشین کنارے ڈالنے لگین بہت سے کفار آب دریا سے آتش دوزخ مین داخل ہوے - اور مسلمانون کی ایک جماعت خلعت شہادت پہن کے رحمت ایزدی و گلزار جنت ابدی کی طرف خراماں ہوئی - آخرالامر دولت کفار کی کشتی در ظلمت شکست و شکست مین غوطے کھانے لگی - اور مواہب رحمت الٰہی سے فتح و نصرت کی ہوا موحدان اسلام و محمدیان ذوی الاحترام کے سفینے پر چلنی لگی - اور مشرکین سے بہت سے لوگ مارے پڑے اور بعضے قیدین آئے قسطنطین لعین ہزیمت پاکے روم کی طرف منھ کالا کیا اور وہ داخل روم ہوے کے بعد اس کے اور جماعت نصارا کی درمیان ایک خلاف واقع ہوا سو اسی جماعت نے اس کو مار ڈالی - غرض اہل اسلام اس غزوے مین غنیمت اور سبایا ہاتھ لگے کے اپنے منازل کی طرف مراجعت کی - لکھتے ہین کہ اس غزوے مین عبداللہ بن سعد کے ساتھ محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر اور ان کے اتباع سختی سے کلام کر یکجا اتفاق پڑا آخر ہوتے ہوتے عثمان ذوالنورین پر طعن تک نوبت پہنچی چنانچہ محمد بن ابی حذیفہ کہنے لگے کہ ابن عفان نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور شیخین کریمین کی سیرت کے برخلاف عمل کرتا ہی دیکھیے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ایسا شخص ہی کہ حضرت کو اس سے یہان تک رنج و کدورت پہنچی تھی کہ آپنے اس کا خون مباح کیا تھا - اور قرآن اس کے کفر پر نزول پایا سو عثمان نے ایسے شخص کو ممالک اسلام کا والی ٹھہرایا - اور بنی امیہ کو جا بجا بلاد اسلام مین حکومتین دین - ہر چندان سے ظلم و ستم واقع ہوا پر انکو معزول نہین کرتا ہی اور مال غنیمت سے یہان تک ان پر انعام کیا کہ وہ ان کے مرتبہ سے زیادہ ہی اور جس قوم کو حضرت نے مردود و مطرود فرمایا تھا اس قوم والونکو اپنے کاروبار مین مطلق العنان کر دیا اسکا ضرر اسیکی طرف عاید ہوگا - جب یہ باتین عبداللہ بن سعد کو پہنچین بہت غصے ہوا اور ان پر تہدید کی اور انکو اپنی کشتی سے نکال دیا **ہجرت سے بتیسوین سال کے وقایع** اس سال مین قارن نے جو عجم کے سرداروں سے تھا جب دیکھا کہ شیعیان اسلام کی ایک جماعت کثیر عبداللہ بن عامر کے ہمراہ کا حج بیت اللہ کے واسطے روانہ ہوی - ملک خراسان کا میدان خالی ہی سو اس نا ہنجار کو حکومت خراسان کی ہوس پیدا ہوی ہرات اور باد غیس اور قہستان وغیرہا بلاد سے لوگونکو جمع کیا اور چالیس ہزار نفر کے ساتھ مسلمانون سے جنگ کرنے کے نیشاپور کی طرف متوجہ ہوا اس وقت عبداللہ بن عامر کے طرف سے نیشاپور کا حاکم قیس بن ہیثم سلمی تھا - جب اسکو یہ خبر پہنچی عبداللہ بن حازم سے جو خراسان کے سرداروں سے تھا مشورت کی کہ اسباب مین مصلحت کیا ہی - ابن حازم نے کہا کہ دشمن کی کثرت و شوکت پر نظر کرتے ہم کو تو مقابلے کی طاقت نہین ہی - مین مناسب بھی جانتا ہون کہ تم عبداللہ بن عامر کے پاس جلد جاوے اور لشکر دشمن کی کثرت ظاہر کر کے اس سے مدد طلب کرے - اور مدد کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے یہان جلد آوے اور مجھے اپنا نائب ٹھہرا کے یہان چھوڑ دیجیے تم آنے تک مین یہان کی نگہبانی کرتا ہون - قیس کو یہ تدبیر پسند آئی سو اس پر عمل کر کے بصرے

کی طرف متوجہ ہوا جب عبداللہ بن عامر کے پاس جاکے سب احوال ظاہر کیا ابن عامر نے حکومت خراسانی کی سند عبداللہ
بن حازم کے نام سے روانہ کی سب رعایا اس کے مطیع و منقاد ہوے پھر اسنے چہار ہزار مرد جرار کا لشکر تیار کرکے حکم کیا کہ بہت
سی چرنی جمع کرکے اونٹون پر لادین پس ابن حازم نے وہ لشکر ہمراہ لیکے نخلا قارن کا لشکر جو آرہا تھا اسکی طرف توجہ لائی
جب لشکر قارن کے نزدیک پہنچا اپنے لشکر کے سپاہ کو حکم کیا کہ اپنے نیزون کو کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ کر اسکو چرنی لگادین
پھر شام کے قریب اپنا لشکر لیکے کوچ کیا جب رات آئی چھے سو نیزہ دارونکو مقدمۃ الجیش ٹھہرا کے حکم کیا کہ نیزے چرنی لگے
ہوے سلگادین اور قارن کے لشکر پر جاگرین اور باقی فوج کو لے کے آپ پیچھے رہا جب مقدمۃ الجیش کے سوار جا پہنچے قارن
کے لشکر کو غافل پایا سو بلا تاخیر تیغ چلانے لگے اور ان کے پیچھے ابن حازم بھی باقی لشکر کے ساتھ آپہنچا قارن کے لشکری
جب خواب غفلت سے بیدار ہوے متحیر ہو گئے نہ فرار کی فرصت تھی نہ جنگ کرنیکی طاقت غرض لشکر اسلام ان
کافرون کو چوطرف سے گھیر لیکے قتل کرنے لگا - بہت سے کافر مارے پڑے اور باقی اسیر ہوے اور تھوڑے بھاگ
نکلے سونا پدیہ ہوے انکا جنگی سامان اور جانور اور بہت سا مال و متاع اور ہتھیار وغیرہ اہل اسلام کے ہاتھ آے پس ابن
حازم نے خمس غنیمت فتح نامے کے ساتھ عبداللہ ابن عامر کے پاس روانہ کیا پس امیر المومنین عثمان ذوالنورین کے
حکم سے خراسان کی حکومت عبداللہ بن حازم پر ہے قرار پائی - اور بعضے مورخون نے لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن عامر
نے زیارت بیت اللہ کے قصد سے نخلا مجمیون سے جو باقی رہے تھے اس قابو کو غنیمت جان کے بلخ اور جوزجان اور طالقان
اور جبال اور غرجستان سے تیس ہزار شخص جمع ہوے بلاد خراسان مین اسلام کی فوجین جو متفرق تھین انسے جنگ کرنیکے
ارادے سے نکلین جب یہہ خبر احنف بن قیس کو پہنچی وہ بھی ایک لشکر فراہم کرکے ان کے مقابلے کے لئے نکلا ایک بیابان
مین ہر دو لشکر نے نزول کیا - احنف بن قیس نے متفکر اپنے لشکر کے اطراف پھرے اور سپاہ کا احوال دریافت کرتے تھے
اتفاقاً اسکا گذر ایک خیمے پر ہوا - ایک غلام نے اپنے آقا سے کہتا تھا کہ اس لشکر کی امارت مجھے ہوتی تو مین اس میدان
مین ایسی جگہہ لشکر گاہ ٹھہراتا کہ ایک طرف پانی اور دوسرے طرف پہاڑ رہتا لشکر اسلام کی پشت پہاڑ کی طرف ہو
اور دشمن کی تعرض سے محفوظ رہے - جب احنف نے یہہ بات سنی اس کو نہایت پسند آئی جب شب گذر گئی اور صبح
ہوی حکم کیا کہ لشکر اپنے فرودگاہ سے نقل کرے اور دوسرے مقام پر جاکے پہاڑ کو پیٹھے سے لیکے اترے لشکریون
نے اسیوقت نقل مکان کیا - غرض جب لشکر کفار تیس ہزار مرد جرار کے ساتھ جنگ کے واسطے تیار ہوکے نکلا اور احنف
کے لشکر والے انکی کثرت کو دیکھہ کے فکرمند ہوے قریب تھا کہ اس کے لشکر مین تزلزل آوے پس احنف نے اپنے لشکر کو
دلدہی اور طمانیت دی اور اللہ تعالے پر توکل کرنے اور جہاد مین ثابت قدم رہنے پر نصیحت کرکے کفار پر حملہ کیا ایک ہی

حملے مین کافرون کے پیر اکھڑ گئے قیس ہزار کافر چھ ہزار مومن سے بھاگنے لگے عرب کے دلاورون نے عربی گھوڑون کے سوار اُن کفار اشرار کا پیچھا کیا بہت سے کافر مارے پڑے اللہ تعالی نے مسلمانونکو فتح و نصرت عنایت کی بہت سا مال و متاع ہاتھ آیا اور اس ملک مین جابجا اسلام کے جھنڈے برپا ہوے احنف بن قیس کی کوشش سے اس نواح مین اسلام کا چرچا ہوا والحمد للہ علی ذلک **ہجرت سے تیتیسوین سال کے وقایع** اس سال مین بعضے کوفے کے رہنے والے جیسے مالک بن حارث نخعی جو مالک اشتر سے مشتہر ہے اور زائدہ بن قیس المقنع اور صعصعہ بن صوحان عدی اور اس کا برادر زید بن صوحان اور عروہ بن جعد و عمرو بن الحمق خزاعی اور عامر بن قیس اور کمیل بن زیاد اور عمیر بن ضابی وغیرہم۔ جب سعید بن العاص کی شان مین طعن کی زبان کھولی اور کمال درشتی سے اسکے ساتھ متعرض ہونے لگے بلکہ امیر المومنین عثمان ذوالنورین کی خدمت مین اپنے حد سے باہر کرنے لگے۔ سعید بن العاص اور کوفے کے بعضے اکابر و اشراف حضرت عثمان کی خدمت مین عرایض لکھکے بھیجا حال ظاہر کیا کہ اس فتنے کی آتش بجھانے مین زیادہ کوشش کیا چاہئے اور التفات کلی فرماے والا کام ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ حضرت عثمان کا یہہ دستور تھا کہ جو لوگ انکی دایرۂ اطاعت سے قدم باہر رکھتے ان کو جلا وطن کا حکم فرماتے۔ پس ان کے باب مین یہی حکم لکھا کہ انکو کوفے سے شام کی طرف معاویہ کے پاس بھیجدین۔ اور ان کا روزمرہ کوفے کے دفتر سے نکال کے دفتر شام مین داخل کیا اور معاویہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ کوفے کی ایک جماعت جو فتنہ و فساد آغاز کی تھی اوس کو تمہارے پاس روانہ کیا ہون اگر تمہاری نصیحت سے ان کے سینے سے کینہ کا زنگ دور ہووے فبہا والا اطلاع دیجئے تا ان کے باب مین دوسری فکر کی جائے۔ جب وہ گروہ دمشق کو پہنچی معاویہ نے انکی تعظیم و تکریم کی اور انہین ایک مناسب مکان مین اُتارا اور بہت سا انعام دیا اور اکثر اوقات طعام دو وقتہ انہین کے ساتھ کھایا کرتے پھر رفتہ رفتہ انکو نصیحت کی لاکن کچھہ فایدہ نہ دی اور بھی ان کا انکار زیادہ ہوا معاویہ کے ساتھ بھی خشونت کی راہ لے کے اس کے حق مین بھی عیب و طعن کی زبان دراز کی۔ تب معاویہ نے حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا کہ یہہ جماعت جو میرے پاس آئی ہی عقل و فراست سے عاری ہی امام کی متابعت سے بیزار بلکہ مخالفت و انکار کے درپی ہی۔ کسی وجہ سے بھی حق کے تابع ہوتی نہین فتنہ و فساد پر کمر باندھی ہے۔ جب یہہ نامہ حضرت عثمان کو پہنچا انہون نے معاویہ کے جواب مین لکھا کہ ان کو حمص کے طرف عبدالرحمن بن خالد کے پاس روانہ کیجئے کہ اس نے عدم التفات اور سختی و درشتی سے پیش آئیگا پس معاویہ نے حکم کے موافق اس جماعت کو حمص کے طرف بھیجدیا جب وہ گروہ داخل حمص ہوی عبدالرحمن نے ایک مدت تک بارنداد

جب پروانگی دی اور وے مجلس مین آے تو بیٹھنے کی رخصت نہ دی پھر اسکے بعد بھی جب وے مجلس مین آتے انکو نہین بٹھلاتا اور جب سوار ہوتا انکو پیادہ اپنی سواری کے ساتھہ رکھتا چند روز مین وے تنگ آگئے آخر کئی سبب درمیان لاکے کوفے کی طرف مراجعت کرنیکی رخصت لی - اور ایک روایت ہے کہ جب سعید بن العاص مدینے کی طرف روانہ ہوا کوفے کے اشراف وعمایدکی ایک جماعت مالک اشتر کے نام پر ایک مکتوب اشعث وغیرہ روانہ کیا کہ کوفے کے تیرے یار و برادر تیری ملاقات کے نہایت آرزومند اور تیرے مقدم کے بہت ہی منتظر ہین چاہئیے کہ سعادت کو سب چیزون پر مقدم رکھہ کے اس طرف جلد آوے تا سعید بن العاص مدینے سے مراجعت کرنیکے آگے تو یہان آپہنچے کیونکہ یہان کے لوگ اسکے ظلم سے بہت ہی تنگ آئے ہین پھر اسکو کوفے مین داخل ہونیسے منع کرنا چاہتے ہین - جب یہہ نامہ مالک اشتر کو پہنچا اسیوقت کوفے کی طرف روانہ ہوے - جب سعید بن العاص نے جانیکے وقت اپنا سب مال متاع کوفے مین ہی چھوڑ گیا تھا سو کوفے والون نے مالک اشتر کے اشارے سے اسکو غارت کیا جب اس نے حضرت عثمان سے رخصت لیکے نکلا کوفے کی ایک جماعت آگے جاکے اس کو داخل شہر ہونے سے منع کیا تب سعید نے ناچار مدینہ کی طرف مراجعت کی اور جناب خلافت مآب حضور مین سب ماجرا ظاہر کیا - جناب ذوالنورین بہت ہی تامل اور تدبیر کے بعد ابوموسیٰ اشعری کو سعید کی جائے پر نصب کرکے کوفے کی طرف روانہ کیا اور وہانکے لوگون کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ لوگون کی زبانی معلوم ہوا انہا کہ تمہارا مقصود سعید کی معزولی اور ابوموسیٰ اشعری کی بحالی تھا سو ہم نے ویسا ہی کیا ہے اب تمکو چاہئے کہ ابوموسیٰ کو اپنا امیر جانین اور اس کے دایرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین - غرض جب ابوموسیٰ اشعری کے قدوم کی خبر کوفے والون کو پہنچی بہت خوش ہوکے ان کے استقبال گئے اور تعظیم وتکریم کی شرایط بجا لائین - جب ابوموسیٰ اشعری داخل کوفہ ہوے اول مسجد جامع مین جاکے بر سر منبر ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ امام برحق کی اطاعت واجب ہے جس نے اس کا خلاف کریگا اور مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ ڈالنا چاہیگا بحکم حدیث شریف الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ علی من ایقظھا کے اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب کا مستحق ہوگا - سب اہل کوفہ نے بایں سبب کے بجان ودل قبول کین اور کہا کہ ہم سب امام برحق عثمان ذوالنورین کے مطیع ومنقاد اور تمہاری سرداری پر شاد ہین پس ابوموسیٰ اشعری منبر سے اتر کے دارالخلافت مین نزول کیا - کوفیون کی اطاعت اور رضامندی کی اطلاع مین ایک نامہ لکھہ کے حضرت عثمان کی خدمت مین روانہ کیا - **حضرت عثمان کی ابتداے قتل کا بیان** اسی سال مین بعضے صحابہ مدینہ مین جمع ہوکے حضرت عثمان کی طعن مین زبان کھولی کہ انہون نے بلاد اسلام پر ایسے لوگون کو عامل

بنا کے بھیجا ہی کہ انسے انواع کا ظلم وستم جاری ہی اور وے بڑا فتنہ وفساد کرتے ہین اسلئے لوگ اُنسے تنگ آگئے ہین آخر سبھون نے متفق ہو کے حضرت علی کی خدمت مین آئے اور کہا کہ آپ جناب ذوالنورین کے پاس جاکے نصیحت کیجئے کہ انکی خیرخواہی اسی مین ہی تا آپ کی نصیحت سے وہ ہوشیار ہو جاوین سستی اور تغافل سے باز آوین تب حضرت علی نے انکے گھر تشریف ارزانی فرما کے کہنے لگے کہ تمہارے عاملون کے ظلم وستم سے جابجا لوگ بہت تنگ آگئے ہین اسی لئے تمہاری شکایت نقل ہر مجلس ہو رہی ہی۔ اور لوگ کہتے ہین کہ بار بار ہم نے درباً خلافت مین استغاثہ کیا امیرالمومنین نے اس طرف التفات نہ فرمائی۔ اور اُن عاملون سے دفع ظلم وجفا نہ کیا۔ اسلئے کہا جاتا ہی کہ اس جماعت کو کیا آپ دوست سمجھتے ہین یا نہ اگر اپنے دوست جانتے ہین انکی نصیحت کو غنیمت جانئے۔ اور اگر انکو دشمن سمجھتے ہین تو ملاحظہ فرمائے کہ جو کہتے ہین واقعی ہے یا خلاف واقع۔ اگر خلاف واقع ہوا سکا کچھ پروانہ کیجئے اگر مطابق واقع کے ہی انسب یہی ہی کہ ان کی منت جان کے اُن امور کو جو بمقتضائے لَسْتَ فِي الْحِرْصِ عَلَى عُيُوبِكَ كَحِرْصِكَ کے جو اپنے نقصان وعیب کا موجب ہو بدل وین اور اُن عاملون کو معزول کرین۔ الحمدللہ آپکو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرف صحبت اور قرب قرابت حاصل ہی اور حضرت کا کلام نجستہ فرجام آپ سُنے ہو۔ آپ کے آگے وہ خلیفے جو گذرے جو وے جانتے تھے آپ ہی جانتے ہو انمین جو کچھ شرف اور فضیلتین تھین آپ اُن کے جامع ہو بلکہ حضرت کی رشتہ داماوی جو آپ کو حاصل ہی انکو نہین تھی آپ جانتے ہو کہ بندگون مین افضل بادشاہ عادل ہی جس سے اماتِ بدعت واحیاے سنت ظہور مین آوے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس شرالناس بادشاہ ظالم ہے جو احیاے بدعت واماتِ سنت کرے اور محدثات کے دروازے خلق پر کھولدے۔ غرض جناب امیر نے عدل واحسان کی تحریص وترغیب اور ظالمونکی اعانت کی تحذیر وترہیب اور رعایا پروری وشفقت گستری کے باب مین ایسی ہی تقریر دلپذیر کی۔ جب جناب ولایت مآب کا کلام تمام ہوا۔ جناب ذوالنورین نے آغاز کلام کیا اور کہا کہ یا علی آپنے جو فرمایا سب صحیح اور راست ہی قسم ہی اللہ تعالیٰ عزشانہ کی کہ اگر آپ میری جاے پر ہوتے اپنے خویش واقارب کے ساتھ صلہ رحمی اور محتاج ومساکین کے ساتھ سلوک واحسان سے پیش آتے مین ہرگز آپ پر عتاب نہ کیا ہوتا اور مین سوگند دیتا ہون آپ کو کیا آپ نہین جانتے ہو کہ میرے عاملین سے ایک مغیرہ بن شعبہ ہی کہ اسکی سیرت اچھی نہین حالانکہ عمر فاروق نے اسکو حکومت دی تھی باوجودیکہ اس نے ایک برے کام سے متہم ہوا پھر بھی اوسکو کوفے کی امارت دیکے روانہ کیا کسیے نے انکو ملامت نکی پھر مجھے کسلئے ملامت کرتے ہو اور عبداللہ بن عامر وغیرہ کو صلہ رحمی اور احسان کی رو سے کہ شریعت مطہرۂ محمدیہ

سلہ یہ عبارت جو قوسین کے اندر ہی حاشیہ مین لکھی ہی اصل نسخہ مین نہین ہی

مین جسکی تاکید اکید آئی ہی اگر یہ امارت دون محل اعتراض کیا ہی جناب امیر نے فرمایا کہ ہرچند عمر فاروق نے بعضونکو امارت دی تھی حالانکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین امارت کے لئے انسے اولی واحق موجود تھے لاکن اپنے عاملون پر تہدید شدید کرتے تھے کہ ظلم وجفا سے بہت پرہیز کرین اور ان سے اگر کسی نے ایک امر نالایق کا مرتکب ہوتا فی الحال اسکو بلوا کے دریافت کرتے اس پر جرم ثابت ہوے کے بعد حد جاری کرکے اسکو اس مقام سے بدل دیتے تھے ۔ اور تم اس کے برخلاف حد جاری کرنے اور بدل دینے مین سستی کرتے ہو اور اپنے اقربا کو عطیات وانعامات سے مخصوص کرکے کبار صحابہ کو محروم چھوڑ دیتے ہو جناب ذوالنورین نے کہا کہ یا علی جو لوگ میرے اقربا سے ہین آپسے بھی قرابت رکھتے ہین ۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ہان اگرچہ میرے سے بھی قرابت رکھتے ہین لاکن بحکم کریمہ[1] اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور حدیث شریف[2] مَنْ بَطَّاَ بِہٖ عَمَلُہٗ لَمْ یُسْرِعْ بِہٖ نَسَبُہٗ کے اولسے دوسرے افضل ہین ۔ عثمان ذوالنورین نے کہا یا علی کیا آپ نہین جانتے ہو کہ عمر فاروق معاویہ کو شام کی امارت دی تھی سو مین اسکو بحال رکھا ہون حضرت علی نے جواب دیا کہ مین آپ کو سوگند دیتا ہون کیا آپ نہین جانتے ہو کہ رافع جو عمر فاروق کا غلام اور حاجب تہا اوس کو عمر فاروق کا جس قدر خوف تھا معاویہ کو اس سے زیادہ تہا حضرت عثمان نے کہا کہ ہان مین یہہ بات جانتا ہون پھر جناب امیر نے فرمایا کہ معاویہ نے عظایم امور مین دخل دیتا ہی اور افعال قبیحہ اسسے ظہور مین آتے ہین ۔ اور لوگ پوچہین تو تمہاری حمایت ظاہر کرتا ہے اور تمکو تو یہہ بات معلوم ہی یا ان تم اس سے اغماض کرتے ہو جناب ذوالنورین نے یہہ بات سنکے خموشی لی کچہہ جواب نہ دیا حضرت علی اُٹہکے اپنے گہر کی طرف تشریف ارزانی فرمائی ۔ اور حضرت عثمان نے مسجد کی طرف آکے ایک خطبہ اس مضمون کا پڑہا کہ لوگو عیب وطعن کی زبان بند کرو فتنہ وفساد مت مچاؤ جب عمر فاروق کی خلافت مین زجر وتوبیخ اور درّے کی تعزیر وتادیب جاری تھی فتنہ کا دروازہ بند تہا اور تم مطیع ومنقاد تھے اور مین تمہارے ساتہہ نہایت نرمی اور شفقت سے پیش آتا ہون اسلئے تمہارے ایسے رنج وکربت کھینچتا ہون جب اپنے ہاتہہ اور زبان کو تم سے روکا ہون اسلئے تمہاری زبان میرے حق مین دراز ہورہی ہی اور جنے گستاخی پر کمر باندہی ہی دیکہئے کہ مین نے بیت المال سے ایکدام ودرہم اپنے خرچ مین نہین لایا ابوبکر صدیق آپنی اور اپنے اہل وعیال کی وجہ معیشت بیت المال سے لیا کرتے تھے اگر کہوگے کہ مین نے عطیات وانعامات کثیرہ بیت المال سے اپنے خویش واقارب کو دئے تو اسکا جواب یہہ ہی کہ امام کو پہنچتا ہی کہ بیت المال مین

اپنی راے کے موافق تصرف کرے اس سے زیادہ مجھے رنج و آزار نہ دو اور آپ شوریدہ حال مستشیر جب حضرت عثمان کا کلام یہان تک پہنچا مروانِ شقی نے لوگون کے ساتھہ سخت باتین کرنے لگا جناب ذوالنورین نے زجر و توبیخ سے اسکو ساکت کیا - اور اس سال عادت معہود پر حج بیت اللہ کے لیے تشریف فرمائی ادائی مناسک کے بعد بخیر مدینہ کی طرف مراجعت کی - **ہجرت سے پینتیسوین سال کے وقایع** - **اور اوباش لوگ فتنہ کی بناڈالنی اور حضرت عثمان کو منصب خلافت سے عزل اور قتل کرنے کے درپے ہونا** - اس سال مین مصر اور بصرے اور کوفے کے بعضے اشرار نے جو فتنہ و فساد انکا شعار تہا مدینہ کے طرف آنکے حضرت عثمان کو منصب خلافت سے معزول کرنے پر کمر باندہی **تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے** کہ عبداللہ بن سبا جو احبار یہود سے تہا تورات و انجیل اور انواع علوم حاصل کرکے کریمہ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا کا مصداق ہوا تہا حضرت عثمان کی خلافت مین دنیا کے اغراض پر ہاتہہ مارنیکے لئے صفا سے آکے اسلام لایا جب اسکا مطلب حاصل ہوا حضرت عثمان سے بغض و عداوت پیدا کی اور ملت اسلام مین خلل اندازی چاہی - جب حضرت عثمان نے اس حال سے واقف ہوے اس کو مدینے سے اخراج کا حکم کیا - اس شقی نے حجاز سے بصرہ اور بصرے سے کوفہ کوفے سے شام کی طرف اپنا منہہ کالا کیا جب اہل شام اس بدانجام کے فتنہ و فساد سے آگاہ ہوے اس کو شام سے بھی نکال دیا - جب اس ناہنجار کو معلوم تہا کہ حضرت عثمان کے مخالف مصر مین بہت ہین مصر کے طرف گیا اور منافقی سے اپنا علم و تقوی ظاہر کرکے وہان کے لوگ کو اپنے دام فریب مین جب سے لوگ اس کے معتقد ہوگئے فتنہ کی بناڈالی - کہ نصارا کہتے ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دنیا مین نزول کرینگے یہہ بات تو واقع کے مطابق ہی - اور سب پر ظاہر ہے کہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہین پس حضرت کی مراجعت بطریق اولی ہوگی اور اللہ تعالے حضرت کے ساتہہ اس بات کا وعدہ بھی کیا ہے چنانچہ قرآن مجید مین فرماتا ہی اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ غرض مصر کے احمقون نے اسکے فریب مین آگئے کہنے لگے کہ ہر پیغمبر کو ایک خلیفہ اور وصی ہوا کرتا ہی پس خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفے اور وصی حضرت علی ہین کہ علم و فتوی اور زہد و تقوی سے آراستہ اور کرم و شجاعت و امانت و دیانت سے پیراستہ ہین

لوگون نے بخلاف نص محمدی انکی حق تلفی کی منصب خلافت کا استحقاق جو انہین کو ثابت تھا دوسرے کو دیا
اب انکی مضرت دیداری سب مسلمانون پر واجب ہی مصر کے سفیہون نے ابن سبا کے یہ فسادی باتین سنتے ہی حضرت
عثمان سے بدل گئے اور قدم ان کے دایرۂ اطاعت سے باہر رکہا - اور کوفے مین بعضے اشرار جو حضرت عثمان
سے کینہ رکہتے تھے مصر والون کی یہہ حالت سنتے ہی وے بھی دلیر ہوگئے پس مخالفون کے فتنے کی آتش روز بروز
تیز ہونے لگی اور ان کا کام دوبالا ہوا - حضرت عثمان نے عمار بن یاسر کو مصر کے اور محمد بن مسلمہ کو کوفے کی طرف
روانہ کیا تا دریافت کرین کہ وے کون لوگ ہین کیا سفہا ہین یا عقلا عمار نے جب مصر پہنچا مصریون کے اغوا سے وہ بھی
سست ہوکے کچہہ نہ لکہا - اور محمد بن مسلمہ جب داخل کوفہ ہوا اُن فتنہ گرون کی حالت دریافت کرکے حضرت
عثمان کی خدمت مین لکہہ بھیجا کہ چند عقلا بھی سفہا کے ساتھ ملے ہین اسبات سے جناب خلافت مآب کی خاطر مکدر
ہوی - کہتے ہین کہ انہین دنون معاویہ نے کعب الاحبار سے ملاقات کرکے کہا کہ مجھے اسبات کا بڑا خطر ہی
کہ کہین گروہ باغیہ سے جناب ذوالنورین کو کچہہ مضرت پہنچے - کعب الاحبار نے کہا کہ یہہ حادثہ تو ناگزیر ہی معاویہ
نے کہا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ عثمان ذوالنورین کے بعد مسلمانون کی حکومت کس کو پہنچتی ہی تا اسکی ملازمت پر
قیام کرون - کعب الاحبار نے کہا کہ حکومت آخر تمہارے طرف آویگی لاکن بہت سی خون ریزی کے بعد - معاویہ
کو اسبات سے حکومت کی تمنا غالب ہوی پھر مراجعت کے وقت حضرت عثمان سے عرض کی کہ دشمنون نے
چہار طرف سے سر اوٹھایا ہی اور آپکی بدخواہی پر کمر باندہی ہین - بہتر ہی کہ آپ شام کا قصد کرین کہ اس ملک مین آپکے
یار و مددگار بہت ہین حضرت عثمان نے فرمایا کہ معاذ اللہ حضرت کے منبر اقدس و روضۂ مقدس کی مفارقت
اختیار کرون - معاویہ نے کہا کہ اجازت ہو تو ایک لشکر مدینہ کی حوالی مین رکہتا ہون تا آپ کی محافظت کرے
حضرت عثمان نے کہا کہ اکثر خمس اور غنیمتین جو ان پر مصروف ہوئین کیا اسیواسطے ہی کہ ہمسایگان رسول کو ملول
کرین معاویہ نے کہا کہ یا امیر المومنین دشمنون سے پرحذر رہا چاہئے کہ اس سرزمین کی اقامت آفات کا موجب معلوم
ہوتا ہے حضرت عثمان نے کہا کہ مین آفات و بلیات پر صبر کرونگا دولت باقی کو راحت فانی پر ترجیح دونگا جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسایگی جو دولت بے بدیل ہی کبھی نہچھوڑون گا -

کوفے کے فتنہ بازون کا آنا مدینہ کی طرف - کہتے ہین کہ سن پینتیس ہجری ربیع الاول کے مہینے مین ہر شہر
کی ایک چھوٹی فوج جو اپنے حاکم سے شکایت رکہتی تھی مدینہ منورہ کی طرف آئی - مدینہ والون نے اس سے دریافت کیا
کہ تمہارے آنیکا کیا سبب ہی - وے کہنے لگے کہ ہم عثمان ذوالنورین سے سمجہتے ہین کہ حکام ظالم کا شہر ہمارے سے

دور کرے یا امرائے عادل کو ہم پر سونپے اور بھی آفتیں باتین کین - جب حضرت عثمان کو یہہ خبر پہنچی چاہا کہ مدینہ والون سے کوئی ان کے ساتھ متفق ہوے ہین یا نہ معلوم کرین - تب اپنے دو شخص معتمد کو حکم کیا کہ اس جماعت کے ساتھ اختلاط پیدا کرکے اسبات سے آگاہ ہووین ان دونون نے ان لوگون سے ملاپ حاصل کرکے خبر لائی کہ عمار بن یاسر و قیس بن رافع انصاری انکے ساتھ ملے ہین - تب حضرت عثمان نے حکم کیا کہ سب اکابر مہاجرین و انصار و تابعین عالی اقدار کو مسجد مین حاضر کرین جب سب فراہم آئے جناب خلافت مآب نے حمد و صلواۃ و سلام کے بعد کہنے لگے کہ ایک جماعت اطراف و نواحی سے یہان جمع آئی ہی انکا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ اگر عثمان خلافت سے معزول ہو جاوے بہتر ورنہ ہم اسکو قتل کرینگے - صنادید مہاجر و انصار کہنے لگے کہ وہی لوگ واجب القتل ہین کیونکہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ جس نے لوگونکو اپنی طرف بلاوے اور امام زمان کی مخالفت پر کمر باندہی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس کو قتل کر و حضرت عثمان نے فرمایا کہ اب تو انکے خون سے ہاتھ دراز نہین کرتا ہون آئندہ ان کی مخالفت جب درجہ تحقیق کو پہنچے تب ان کے ساتھ جو کیا چاہئے کیا جائیگا - اور فتنہ گرون نے جو ان پر تہمتین کی تہین جناب ذوالنورین نے ان سب کو دفع کیا - سب لوگون کو معلوم ہوا کہ جناب خلافت مآب ان بہتانون سے پاک ہین - پھر حضرت عثمان اس کے بعد اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے - اہل خروج آپس مین کہنے لگے کہ مدینہ مین عثمان کے دوست اور ہوا خواہون سے بہت ہین - اور ہم بے تہیہ اور بے استعداد آئے ہین اب مصلحت یہی ہے کہ ہم مراجعت کرین پھر شوکت اور قدرت کے ساتھ آوین تا ہمارا جو مطلوب ہی میسر ہو - مخالفین روانہ ہوے پر بعضے خیر خواہون اور مخلصون نے ہر چند جد و جہد کیا کہ اپنے عاملون کو معزول کرین پر حضرت عثمان نے قبول نہ کیا اسلئے دوستونکی آزردگی کا سبب ہوا **مصر کے مخالفون اور فتنہ گرون کا آنا مدینہ کی طرف اور برپا کرنا فتنے کا** جب مصر کے اوباشون نے فتنے کے ارادے سے آنکے مدینہ کے باہر آئے - اور شب کے وقت ایک قاصد کو حضرت علی اور عمار بن یاسر اور طلحہ کے پاس بھیجکے اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کیا حضرت عثمان بھی جناب امیر کی خدمت مین آکے کہنے لگے مجھے آپ کے ساتھہ قرابت قریبہ متحقق ہے اور بہت سے حقوق آپکے ذمے پر ثابت ہین اہل خروج جو مدینے کے باہر آکے اُترے ہین اور میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہین آپکی قدر و عزت ان کے نزدیک ثابت ہو اب التماس یہی ہو کہ آپ انکو تسکین دین اور نہ چھوڑین کہ میرے مکان تک آوین تا اس سے دوسرے مفسدونکی جرأت کا سبب نہو - حضرت علی نے کہا کہ مین بخیر خواہی کی راہ سے بار بار جو کہتا تہا کہا جس بات سے اس فتنے کی آتش بجھ سکتی تھی آپ کو جتا دی پر آپنے اسکی طرف التفات نہ کی اور اس پر عمل پیرا نہوے جناب ذوالنورین نے

کہا کہ یا ابو الحسن جو گذرا سو گذرا آیندہ اہل غرض کی باتون کی طرف التفات نکرون گا اور آپکی صوابدید سے باہر نہو ونگا - جناب ولایت مآب حضرت عثمان کی التماس قبول فرما کے اکابر مہاجرین و انصار کی ایک جماعت ہمراہ لئے ہوے مصر کے عاید کے پاس تشریف لیگئے اور ایسی دلکش تقریر کی کہ وے فتنے کے ارادے سے باز آئے تب حضرت علی جناب ذو النورین کے گھر تشریف فرما کے حقیقت حال ظاہر کی اور فرمایا کہ وے لوگ تو اب راہ پر آئے ہین انکی استمالت اور دلجوئی کیا چاہئے - حضرت عثمان نے خوش ہو کے حکم کیا کہ سب لوگون کو مسجد مین حاضر کرین - جب تمام لوگ حاضر ہوے حضرت عثمان نے منبر پر سوار ہو کے ایک خطبہ پڑہا اور اس مین خلق کی ایسی دلجوئی کی اور ایسا رقت آمیز کلام کیا کہ سب لوگون کو بڑی رقت ہوی یہان تک روئے کہ انکی داڑہیان تر ہوئین حضرت عثمان کو بھی رقت ہوی حضرت علی نے لوگون سے فرمایا کہ عثمان ذو النورین کے ذمے پر اس سے زیادہ کیا ہوگا - انہون نے جو ظاہر کیا اللہ تعالی انکو اس پر ثابت رہنے اور استقامت کرنیکی توفیق دے - پس جناب ذو النورین نے منبر سے اتر کے اپنے گھر تشریف فرمائی اور لوگ از روے صدق و ارادت کے جمع ہو کے انکے دروازے پر گئے تا ملاقات کر ان کی شکر و تحسین مین زبان کہولین ایسے مین مروان شقی اور سعید بنی امیہ کی ایک جماعت جو خطبہ کے وقت حاضر نہین تھی حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر ہوی - مروان نے مبادرت کر کے کہنے لگا کہ یا امیر المومنین بات کرون یا خاموش رہون - نائلہ بنت فرافصہ حضرت عثمان کی بی بی جو بڑی عاقلہ تہین پردے کے پیچھے سے کہنے لگین کہ اے مروان خاموش رہ کہ تو جو کہنا چاہتا ہے مین جانتی ہون شاید امیر المومنین کو آج کے خطبہ کے باب مین ملامت کرنا چاہتا ہے - یقین جانئے کہ آج کے دن جو خطبہ پڑہا گیا نہ پڑہا ہوتے تو امیر المومنین مقتول اور انکے بچے یتیم ہو جاتے واللہ انہون نے ایسا خطبہ پڑہا کہ اسکے سوا کے گزیر نہین تھا - مروان نے کہا اے نائلہ تجھے اسبات سے کیا سروکار قسم ہے اللہ تعالی کی کہ تیرے باپ نے رحلت کی حالانکہ وہ ہٹیک دعمہ کرنا نہین جانتا تھا - نائلہ نے کہا اے مروان خاموش رہ اس عبارت کو موتے کے عیب و طعن کے مقام مین نہ لا تیرا باپ بھی میرے باپ پر کچھہ زیادتی نہین رکہتا تھا - اگر تیرے باپ کو امیر المومنین کے ساتھہ نسب کی قرابت نہوتی تجھے اسکی حقیقت حال سے مین خبر دئی ہوتی - جب تو علم و عقل سے نہایت دور ہے تیرے ایسے احتراز اور دوری نہایت ضرور - جب اس بی بی کے جواب سے مروان عاجز ہوا اُن سے اعراض کر کے پھر اپنے کلام کا اعادہ کیا کہ یا امیر المومنین کیا بات کرون یا خاموش رہون

حضرت عثمان نے اسکو کلام کی رخصت دی تب اس نے عرض کی کہ یا امیر المومنین آج کے روز آپنے جو خطبہ پڑہا مناسب نہین تھا اس مین آپنے اپنی کسر حرمت کی ابو طالب کے فرزند کو یہہ بات مطلوب تھی کہ آپکو لوگون مین ذلیل کرین اور آپ کی زبان سے خطا کا اقرار کرادین سو وہ مطلب حاصل ہوا - اب مناسب یہی ہے کہ یہہ لوگ جو دروازے پر جمع آئے ہین انکو اندر آنے کی پروانگی نہ دین بلکہ انکو وہین سے پھیرین تا آپکے حضور مین کوئی کلام گستاخانہ نکرے کہ موجب فتنہ کا ہو جناب ذوالنورین نے کہا کہ تو ہی جاکے انکو پھیر دے کیونکہ مین شرم رکھتا ہون کہ ان سے بات کرون تب مروان باہر آیا اور کہنے لگا کہ لوگو تم یہان کس لئے آئے ہو کیا لوٹا چاہتے ہو یا ہمارے سے حکومت چھین لینے کا ارادہ رکھتے ہو - پھر کلام مین درشتی اور سختی شروع کی لوگ سنکر نا چار پھر گئے - انسے ایک جماعت حضرت علی کی خدمت مین جاکے یہہ ماجرا ظاہر کیا - جناب امیر سنکے بہت رنجیدہ اور ملول ہوے - اور اسوقت عثمان ذوالنورین کے پاس جاکے کہنے لگے کہ افسوس ہی کہ آپ سے ایسے حرکات سرزد ہوتے ہین مروان چاہتا ہی کہ آپ کو جادۂ عقل سے لغزش دیکے شتر کے مانند جدہر چاہے ادہر کھینچے - واللہ تو ارباب دانش وتدبیر سے نہین ہی - مین سمجھتا ہون کہ تم کو ہلاکت مین ڈالیگا مَنْ یَمْشِیْ مَعَ الْغُرَابِ سَیَرْجِعُ اِلَی الْخَرَابِ تم نے مروان کی خاطر سے آپ کو مطعون کیا - اب مجھے معاف رکھو پھر مین تمہارے معاملہ مین دخل نہ دونگا اور تمہارے یہان آنا جانا بھی موقوف کردونگا پس یہہ کہکے مجلس سے اُٹھے اور اپنے مکان کی طرف سدہارے - حضرت عثمان کی زوجہ نائلہ یہہ حال دیکہکے نہایت مضطر ہوئین اور کہا کہ جناب امیر کی باتین مین نے سنی کمال صواب پر کلام کیا حق بجانب انہین کے ہی - انہون نے بڑی رنجیدگی کے ساتھ آپ کی مجلس سے تشریف لیگئے اب پھر انکا آنا بہت دشوار ہی - مروان کی خاطر سے اپنے معاملہ کو اس درجہ تک پہنچانا کیا ضرور تھا - جب حضرت علی کی یہہ حالت ہو سب اکابر آل واصحاب بھی متغیر ہوجائینگے - حضرت عثمان نے کہا اب کیا تدبیر کرون - نائلہ نے کہا کہ اللہ تعالی سے ڈرا چاہئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور شیخین کریمین کی سیرت کی اتباع کیا چاہئے اور ستمگر عاملون کو معزول کرنے مین ہرگز تاخیر نہ کیجئے - القصہ جب نائلہ نے نہایت باعث ہوئین حضرت عثمان نے جناب امیر کی خدمت مین جاکے بہت معذرت اور دلجوئی کی - حضرت عثمان نے غور وتامل کے بعد سمجھا کہ جناب امیر کی رائے نہایت صواب پر ہے - غرض حضرت علی نے پھر جناب ذوالنورین

کے گھر کی طرف قدم نہ رکھا یہان تک کہ مصر کے اوباشون اور فاجرون نے حضرت عثمان پر بیٹھا پانی بند کیا
تب حضرت علی نے بنفس نفیس انکے گھر کے دروازے پر آکر کھڑے رہے اور پانی کے چند مشک گھر مین روانہ کئے ایک دفعہ
کہ اندرون حضرت علی نے اپنے ایک کام کیلئے خیبر کی طرف رونق افروز ہوے تھے فتنہ گر اوباشون نے طلحہ
عبید کے پاس جمع ہوکے اس کی استصواب سے فتنہ شروع کیا تھا - جناب ولایت مآب نے جب خیبر سے مراجعت
کی حضرت عثمان نے انکے گھر جاکے کہنے لگے کہ آپ پر میری برادری کا حق اور حضرت کی مصاحبت و مصاہرت کا حق
ثابت ہی - فرضاً یہہ کچھ نہو تو بھی بنی عبد مناف کو اس بات کا نہایت ننگ و عار ہوگا کہ بنو تیم سے ایک شخص یعنی طلحہ
انکا حق انسے چھین لے اور طلحہ کی بہت شکایت کی - جناب امیر نے انکو دلداری اور تسکین دیکے فرمایا کہ فکر نکرو
خاطر جمع رہو انشاء اللہ تعالی کہ اب تم سنوگے کہ مین آپکی اعانت کس طرح کرونگا - پس اسیوقت اسامہ بن زید
اپنے ہمراہ لیکے طلحہ کے گھر گئے دیکھتے کیا ہین کہ اوباشون اور غوغائیون سے انکا گھر معمور ہے یہہ حالت دیکھ
انکی ملامت مین زبان کھولی - طلحہ نے کہا کہ ای علی اب کام ہاتھ سے جاتا رہا ہی - جناب امیر نے سمجھا کہ الحال
فایدہ ندیگی - وہانسے خزانہ بیت المال کی طرف تشریف لائی اور حکم کیا کہ دروازہ کھولین کیلی حاضر نہین تھی آخر
کی زنجیر توڑ کے دروازہ کھولا اور پیسون کی تقسیم شروع کی جب یہہ خبر ان لوگون کو پہنچی جناب امیر کی خدمت
دوان دوان آئے اور طلحہ کو اکیلا چھوڑ دیا جناب ذوالنورین بہت مسرور اور حضرت علی کے ممنون و مشکور ہوے
ناچار طلحہ نے حضرت عثمان کے پاس آکے معذرت شروع کی حضرت عثمان نے فرمایا کہ واللہ تو نے تاخیر
نادم ہوکے نہ آیا بلکہ جب مغلوب و مخذول ہوا لاعلاج ہوکے آیا ہی اسے طلحہ مین اللہ تعالی پر سونپتا ہون تا دیر
اور محمد بن شہاب زہری سے منقول ہی کہ مین نے سعید بن المسیب سے سوال کیا کہ عثمان ذوالنورین کس لئے مقتول
ہوے اور صحابہ کس لئے ان کی تائید نہ کی - لوگ اُن پر خروج کرنیکا کیا سبب ہی - سعید بن المسیب نے جواب
ذوالنورین نے مظلوم شہادت پائی اور قاتل انکا بلاشک ظالم ہی اور صحابہ کو انکی اعانت نہ کرنے مین
صحیح ہی - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ امیرالمومنین جناب ذوالنورین نے جب سریر خلافت کو زینت دی
کے چھے سال مین ایسی خوبی سے حکومت کی کہ اس ایام مین کسیکے اُن پر حرف نہ رکھ سکا اس کے بعد
اوضاع و اطوار مین تغیر آیا مثل مشہور ہی کہ اِذَا تَغَیَّرَ السُّلْطَانُ تَغَیَّرَ الزَّمَانُ اپنے اقربا کے ساتھ
رکھتے تھے پاس قرابت کے سبب سے انہین کو حکومتین دینی لگے - معاویہ کو توفیق آفریقہ کے بعد
شام پر امیر بنایا - اور بصرے کی امارت سے ابوموسی اشعری کو معزول کرکے ان کی جگہہ پر عبداللہ

بھیجا - کوفے کی امارت مغیرہ بن شعبہ سے نکال لیکے ولید بن عتبہ کو اور اس کے بعد سعید بن العاص کو دی - جب باوجود صحابہ کبار کے اسلام بلاد و امصار کی حکومتین بنی امیہ کے جوانون کو دین اور اُن عاملون سے ناشایستہ حرکتین اور ان کے ظلم و ستم کی خبرین مدینہ کو پہنچنے لگین صحابہ رسول نہایت محزون و ملول ہوتے تھے آخران کو معزول کرنیکے باب مین صحابہ کی ایک جماعت ہر چند بہت کوشش کی پر کچھہ فایدہ نہوا - انہین کے عاملون سے عبداللہ بن ابی سرح جو مصر کا والی تھا لوگون پر جب ظلم و ستم شروع کیا تھا کے لوگون کی ایک جماعت دارالخلافت مین اسکی شکایت لے آئی - اور اس کے آگے حضرت عثمان سے عبداللہ بن مسعود اور ابو ذر غفاری اور عمار بن یاسر کے ساتھہ بے التفاتی ہوی تھی سو ابن مسعود کے واسطے ہذیل اور بنو زہرہ کی قوم اور عمار بن یاسر کے لئے بنی مخذوم کے قبیلے کے لوگ اور ابو ذر کی سبب سے بنو غفار کے قبیلے والے اور اُنکے حلیف بھی آزردہ تھے فی الجملہ جب جناب ذوالنورین کو بن ابی سرح کے حالات سے اطلاع ہوی اسیوقت اس کے نام سے ایک مکتوب کمال تہدید اور تاکید سے روانہ کیا کہ اپنی رعیتونکو راضی کرین اور آیندہ ان کے ساتھہ حسن معاشرت سے پیش آوین - لاکن جب اسکے دل مین ایک سختی اور رعونت آگئی تھی وہ نصیحت کچھہ فایدہ نہ دی ابن ابی سرح نے جناب ذوالنورین کے نصایح سے تجاہل اور تغافل کیا بلکہ اس جماعت کو جو دارالخلافت مین اپنی شکایت لیگئی تھی ضرب کرواکے قیدمین رکھا اور انسے ایک شخص کو قتل کرڈالا - تب مصر سے سات سو شخص نکل کے مدینہ آئے اور سب ماجرا اکابر مہاجر و انصار کی خدمت مین ظاہر کیا - انکا مقصود ابن ابی سرح کی معزولی اور اس مقتول مظلوم کی قصاص طلبی تھا - پس مصریون کی التماس سے حضرت علی نے جناب ذوالنورین کے پاس جاکے کہا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ مصر سے جن لوگون نے فریاد لائی ہی انکا معاملہ دریافت کرین اگر وے کسی پر حق ثابت کرین ان کی فریاد کو پہنچین تا فی الجملہ فتنے کی آتش لشکین پاوے - طلحہ بن عبداللہ و ام المومنین عایشہ صدیقہ بھی حضرت عثمان کے پاس ایسا ہی پیام بھیجا - اور دوسرے صحابہ نے بھی ایسا ہی کہا جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ مصر کی امارت کے لئے تم کسی شخص کو ٹھہرائے تا مین حکومت کی سند اس کے نام سے لکھدون - تب تمام صحابہ کرام کی رائے اسبات پر آئی کہ محمد بن ابی بکر جو حسب و نسب کے زیور سے آراستہ اور فطانت و شجاعت کے لباس سے پیراستہ ہین سزاوار امارت کے ہین - اہل مصر بھی انہین کے خواہان ہوے - تب جناب ذوالنورین نے حکومت کی سند ان کے نام سے لکھدی اور مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی انکے ہمراہ دیکے مصر کی طرف روانہ کیا

اور یہہ حکم فرمایا کہ عبداللہ بن ابی سرح اور اہل مصر کے درمیان جو خلاف رو دیا ہی اسکو تحقیق کرکے حکم شرع جاری کرین - جب محمد بن ابی بکر اس جماعت کو ہمراہ لیکے مصر کی طرف روانہ ہوے اور تین منزل طی کین راستے مین ایک حبشی غلام کو دیکھا کہ اشتر تیز رفتار پر سوار ہو کے بڑی جلدی سے دوڑاتا ہوا مدینہ سے مصر کی طرف چلا ہے - لوگون نے اسکو بلا کے دریافت کیا کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اسنے کہا کہ مین امیرالمومنین عثمان ذوالنورین کا غلام ہون مجھے مصر کے عامل کے پاس بھیجا ہی - پھر جب اس سے دریافت کیا تو کہا کہ مین مروان کا غلام ہون - حاضرون نے کہا کہ تو کہتا ہی کہ عامل مصر کے پاس جاتا ہون عامل مصر تو یہی ہی پس محمد بن ابی بکر کے طرف اشارہ کیا - اس نے کہا کہ میرا مقصود عامل مصر سے ابن ابی سرح ہی یہہ بول کے اپنے اونٹ کو آگے بڑہایا تب محمد بن ابو بکر کو خبر دی انہون یہہ سنتے ہی چند شخص کو اس غلام کے پیچھے دوڑایا تا اسکو پھیلاوین جب اسکو لوگون نے حاضر کیا تو آپ ہی اس سے استفسار کیا اس غلام نے وہی جواب دیا جو آگے اس جماعت کو دیا تھا پھر محمد بن ابی بکر نے پوچھا کہ کوی مکتوب تیرے ساتھ ہی اس نے کہا کہ نہین حکم کیا کہ اس کے اسباب کی ٹہٹری لین کہین سراغ نہ ملا مگر اس کی چھاگل مین کوی چیز ہلتی تھی ہر چند اس کو متقلب کیا اور اس سے نکالنا چاہا پر وہ چیز نہین نکلی - آخر اس کو چیرے تو اس سے ایک مکتوب سربمہر نکلا اسکے لفافہ پر لکہا تھا کہ مِنْ عُثْمَانَ اِلَی ابْنِ اَبِی سَرْح تب محمد بن ابی بکر نے ان مہاجرین والنصار کو جو اپنے رفیق تھے بلوا کے انکو روبرو وہ نامہ کھولا اس مین یہ مضمون تھا کہ جب محمد بن ابی بکر اور فلان فلان وہان آپہنچین ان کو قتل کر اور مصر والون نے جو تیرے ظلم سے شکایت لائی تھی ان کو قید کر دے یہانتک کہ ہمارا دوسرا حکم پہنچے - ایک روایت ہی کہ اس مین یہہ لکہا تھا کہ یہہ لوگ فتنہ ڈالنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ کو آئے تھے پر انکا مدعا حاصل نہوا اب لاعلاج اپنے وطن کی طرف مراجعت کی ہین تو انکو خوب جانتا ہی پس جو سزا کہ لایق ہو خواہ قتل سے یا ہاتھ پاؤن کاٹنے سے پہنچایا چاہیے تا آیندہ کوی ایسی حرکت نکرے - جب محمد بن ابی بکر اور ان کے رفیق اس نامے کے مضمون سے آگاہ ہوے نہایت ملول اور مضطر ہو گئے - محمد بن ابی بکر پھر اس مکتوب کو بند کرکے اپنے رفیقون سے جو اکابر اور عماید تھے اس پر انکی مہرین کردین اور ایک معتمد کے تحویل کرکے سب مدینہ منور کی طرف مراجعت کی - جب داخل مدینہ ہوے اکابر صحابہ جیسے حضرت علی اور زبیر اور طلحہ اور سعد وسعید کو جمع کرکے وہ نامہ ان کے حضور مین کھولا - اور اس غلام کا قصہ بھی ظاہر کیا وہ نامہ دیکھتے ہی صحابہ رسول نہایت متعجب اور ملول ہوے حضرت علی وطلحہ وزبیر وسعد وعمار اور صحابہ کی ایک جماعت جو سب اہل بدر تھے اس اونٹ

حضرت عثمان کے نام ابن ابی سرح کا خط

اور غلام اور مکتوب کو ہمراہ لئے ہوے جناب ذوالنورین کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہہ غلام اور اونٹ کیا آپکا ہی کہا ہان - پھر پوچھا کہ یہہ مکتوب کیا آپ لکھا ہی کہ اس مکتوب کی مجھے خبر نہین نہ مین لکھا ہون نہ اس کے لکھنے کا حکم کیا ہون نہ اس غلام کو مصر کے طرف بھیجا ہون - تب سوال کیا کہ یہہ کس طرح ہوگا کہ غلام اور اونٹ آپکا ہو اور اس مکتوب پر آپکی مہر بھی چپکی ہو اور آپ کو اسکی خبر نہو تب حضرت عثمان نے اللہ تعالی کی قسم کھائی کہ نہ اس خط کی مجھے خبر ہی نہ اس غلام کو مین روانہ کیا ہون اور صحابہ نے پہچانا کہ وہ خط مروان کا ہی سو اسکی شکایت کی اور کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کیجئے تاہم اس سے اس مکتوب کا قصہ دریافت کرین - اس وقت مروان حضرت عثمان کے ہی گھر مین تھا لاکن انہون نے اسکے دینے سے ابا کیا اور فرمایا کہ اتنی ہی بات پر مین اس کو تمہارے حوالہ کر نہین سکتا ہون کہ تم اسکو قتل کروین شاید کہ کسی نے دشمنی سے لکھا ہو اور میرے بے اطلاع اس پر مہر کرکے اس غلام کو فریب دیکے روانہ کیا ہو دشمنون اور فتنہ گرونمین تو ایسا کام ہوا کرتا ہی اگر ابن ابی سرح کو مین نہ لکھا ہوتا دریا کی راہ سے بھیجا ہوتا تا جلد پہنچے حضرت عثمان مروان کو دینے سے ابا کرنا صحابہ کو ہرگز پسند نہ آیا اور بہت ہی ناگوار ہوا سب کے سب آزردہ خاطر انکی مجلس سے اپنے مکانات کی طرف چلے گئے - مدینہ مین کوئی ایسا شخص نہین تھا جو حضرت عثمان سے ناخوش اور دلگیر نہوا ہو - پر سب یہی کہتے تھے کہ حضرت عثمان سے ہرگز جھوٹی قسم نہوگی - لاکن جب تک مروان کو ہمارے تحویل نکرین ہمارا دل صاف نہوگا نامروان سے دریافت کرین کہ یہہ مکتوب کون لکھا ہی اگر حقیقت مین عثمان لکھا یا ان کے حکم سے مروان لکھا ہو تو خلیفہ کو معزول کرین کہ کس لئے ناحق دو صحابی کا قتل روا رکھا - اور اگر مروان ان کے بے اطلاع لکھا ہی تو ایسے فتنہ انگیز کو جناب خلافت مآب کس لئے اپنے کاروبار مین مطلق العنان چھوڑا ہی وہ تو سزا دینے اور سریر گاہ خلافت سے دور رکھنے کے لایق ہی - القصہ جب اس مقدمے کی خبر شہر ہوی مدینہ مین کوی ایسا شخص نہین تھا کہ حضرت عثمان پر طعن نہ کیا ہو - اور جب یہہ خبر بصرے اور کوفے کے فتنہ گرونکو پہنچی وے بھی قابو پاکے اپنے شہرون سے مراجعت کی بنو زہرہ اور بنو مخذوم اور بنو ہذیل کے قبیلے والے جو آگے سے رنجیدہ خاطر تھے ان کی دشمنی اور بھی زیادہ ہوی - اور محمد بن ابی بکر جب اپنی قوم یعنے بنو تیم سے نصرت چاہی تو انہین کے قبیلے سے ایک جماعت جو مدینے مین تھی انکی تائید پر کمر باندہی اور مصر کے اوباش تو بہت تھے یہہ سب مل کے حضرت عثمان کے گھر پر چالیس پرون روز یا دو مہینے آٹھ روز یا چھے مہینے تک علی اختلاف الاقوال محاصرہ کیا ان کو نہین چھوڑتے تھے تا مسجد نبوی تک نماز کے لئے آوین اور میٹھا پانی بھی ان کے گھر مین جانے نہین دیتے تھے تا تنگ آکے خلافت چھوڑ دین - جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافت

نہ چھوڑنیکے باب مین ان کو وصیت کی تھی اسلئے خلافت نہین چھوڑ سکتے تھے - اور مروان پر بہت رحم وشفقت بیذول رکھنے کے سبب سے اسکو انکے تحویل بھی کرنہین سکتے تھے غرض جب ظالمون نے پانی بند کردیا - حضرت علی نے تشریف لاکے اُن فتنہ گرون سے کہنے لگے کہ تم نے جو کام اختیار کیا ہے نہ عادت مسلمانون ہی نہ کافرون کی - کفار روم جب کسی کو اسیر کرکے قید مین رکھتے ہین تو اسکو آب وطعام دیا کرتے ہین بھوکا پیاسا رکھنا مروّت نہین جانتے ہین - پس تم خلیفۂ وقت کے ساتھ ایسے سلوک سے پیش آنا ہرگز سزاوار نہین اسباب مین ہرچند مبالغہ کیا لاکن کچھہ فائدہ نہدیا - ان ظالمون کے دلون مین نصیحت کچھہ کارگر نہوی - کہتے ہین کہ محاصرے کے ایام مین جب موذن حضرت عثمان کے دروازے پر آتا اور کہتا اَلصَّلٰوۃَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ تب جناب خلافت مآب تو باہر آنہین سکتے تھے لاعلاج امر امامت کا حوالہ کبھی ابوہریرہ کبھی ابن عباس پر فرماتے تھے آخران فتنہ گرون نے موذن کو زجر وتوبیخ کی کہ انکو امیر المومنین نہ کہے تب موذن نے فقط لفظ الصلوٰۃ الصلوٰۃ پر اکتفا کرنے لگا - آخر انکا ظلم اس درجہ کو پہنچا کہ ابن حرب جو مصر کے سردارون سے تھا مسلمانون کی امامت کرنی شروع کی - منقول ہی کہ محاصرے کے ایام مین حضرت عثمان نے ایکدن اپنی مہاڑی پر چڑہکے آپ کو ان ظالمون پر ظاہر کیا - وے ناعاقبت اندیشون نے آپس مین ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ اس سے بہتر قابو نہین کہ اب انکو مار ڈالین تاہم اس دغدغے سے نجات پاوین حضرت عثمان نے سُنکے فرمایا کہ واللہ خدا اور رسول نے میرا خون مباح نہین کیا ہی - ایک روایت ہی کہ جب آپکو اُن پر ظاہر کیا کہا السّلام علیکم کوی شخص جواب نہ دیا - تب آپنے پوچھا کہ تمہارے مین طلحہ بن عبداللہ ہی انہون نے کہا ہان جناب ذوالنورین نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ میرا اسلام اس قوم پر واقع ہووے جو اسلام کا دعوی کرتی ہے اور ان مین طلحہ بھی داخل رہی جو عشرۃ المبشرہ سے ہی اور میرے سلام کا جواب نہ دیوے یہ بھی ایک مصیبت ہی کہ جس پر استرجاع کیا جاوے - طلحہ نے سلام کا جواب دیکے کہا کہ سلام مین سنت یہی ہی کہ آپکا سلام مین سنونگا اور میرا جواب آپ سینین - اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کا سلام طلحہ نے بارادل نہ سنایا طلحہ نے جواب دیا لاکن حضرت عثمان کو مسموع نہوا - القصہ جناب ذوالنورین کہنے لگے کہ ای طلحہ مین قسم دیتا ہون اللہ تعالی کی کیا تم نے حضرت سے نہین سنا ہی کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہین مگر اس شخص کا کہ تین کام مین سے ایک کیا ہو - پہلا یہہ کہ ایمان لائے بعد کافر ہوا ہو - دوسرا یہہ کہ احصان کے بعد زنا کیا ہو - تیسرا یہہ کہ ناحق کسی مومن کو مار ڈالا ہو - الحمدللہ مین توان تین کامون سے کسی کام پر اقدام

نہین کیا ہون - پھر حضرت عثمان نے سب فتنہ گرون کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ مین تمکو قسم دیتا ہون اللہ تعالی کی اور حقوق اسلام کی سچ کہو انصاف سے نہ گذرو کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ شریفہ کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی تب اس شہر مین میٹھا پانی نہین تھا مگر ایک کنوان کہ جسکو بیر رومہ کہتے ہین وہ کنوان ایک یہودی کے ملک مین تہا وہ اسکا پانی گران قیمت سے دیتا تھا اسلئے فقرائے مہاجرین پانی کی شکایت حضرت کی حضور مین لائی - تب حضرت نے ارشاد کیا کہ جس نے اپنے خالص مال سے وہ کنوان خرید کرے اور اپنے دلو کو دوسرے مسلمانون کے دلو کے ساتھ وقف کریگا اس کے واسطے اللہ تعالی بہشت مین ایک کنوان عنایت فرمادیگا مین نے یہہ ارشاد سنتے ہی اپنے خالص مال سے وہ کنوان خرید کرکے اس کو مسلمانون پر وقف کردیا سو تم آج کے روز وہ پانی پینے سے مجھہ کو منع کرتے ہو اور مین ناچار کہارا پانی پی رہا ہون - حاضرون نے یہہ بات سنکے اس کی تکذیب نہین کی اور انکو سچے جان کے خاموش رہے پھر سوال کیا کہ آیا تم جانتے ہو کہ خلق کی کثرت سے مسجد نبوی مین گنجایش نہین تھی حضرت نے فرمایا کہ تم سے کون ہے کہ فلان کی زمین خرید کرکے داخل مسجد کرے اللہ تعالی اس سے بہتر ایک جگہہ اسکو بہشت مین دیگا مین نے صرف اپنے مال سے وہ زمین خرید کرکے مسجد کے ساتھہ منضم کیا - تب مسجد کشادہ ہوئی اب تم مجھہ کو اس مسجد مین نماز پڑہنے سے منع کرتے ہو - سب اسکی بھی تصدیق کرکے خاموش رہے - پھر فرمایا کہ ایکبار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور مین مکہ معظمہ کے کوہ ثبیر پر تھے یکبیک وہ پہاڑ اس قدر زلزلے مین آیا کہ اس کے بعضے پتھر گر گئے - تب حضرت نے اپنا مبارک قدم اوس پہاڑ پر مار کے فرمایا کہ اُسْكُنْ يَا ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدٌ یعنے ساکن ہوای کوہ ثبیر کہ نہین ہین تجھہ پر مگر نبی اور صدیق اور شہید تب وہ پہاڑ ساکن ہوا جب ان لوگون نے یہہ سنا کہا ہان - حضرت عثمان نے کہا اللہ اکبر قسم ہے کعبے کے پروردگار کی تم نے میری صداقت پر گواہی دی تین بار اس کلمہ کی تکرار کی - کہتے ہین کہ جناب ذوالنورین کے لیے باتین جب حضرت علی کی خدمت مین پہنچین بہت درد و رقت کی اسیوقت آب شیرین کے تین مشک خدام کی ایک جماعت کے ساتھہ دیکے حضرت عثمان کے گھر روانہ کئے فتنہ گرون نے مانع ہوکے اندر جانے نہین دیتے تھے تب بنی ہاشم اور بنی امیہ کی ایک جماعت نے تائید کرکے وہ پانی گھر کے اندر لے گئے امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لایا ہے کہ امام احمد نے مغیرہ بن شعبہ سے نقل کی ہے کہ جب حضرت عثمان پر محاصرہ تہا مین نے انکے گھر مین داخل ہوا اور کہا کہ تم مسلمانون کے امام ہو اب آپ پر ظالمون نے بڑا فتنہ مچایا اور نہایت تنگ کردیا ہے ایسے وقت مین تین

کا مون سے ایک اختیار کیجئے - یا انکے جنگ پر آمادہ ہو جائے کہ آپکو قوت اور تابعونکی کثرت حاصل ہی اور آپ حق پر ہین اور وے باطل پر - یا آپکے دروازے پر جو اوباشون نے گھیرا ہی ہم اسکے سواے دوسرا دروازہ بنا دیتے ہین آپ بلا توقف اپنے مرکب پر سوار ہو کے مکہ معظمہ کا قصد کیجئے آپ جب حرم مین رہین کوئی آپکے خون کا ارادہ نہ کریگا یا شام کی طرف تشریف لیجاؤ کہ وہان معاویہ حاضر ہے - جب حضرت عثمان نے فرمایا کہ انکے قتل پر کمر باندھی مین نہین چاہتا ہون کہ حضرت کے بعد آپ کے امت مین خونریزی میرے سے شروع ہووے اور مکہ معظمہ کے طرف جانیکی بات جو تو نے کہی مین نے حضرت سے سنا ہون کہ فرماتے تھے کہ قریش کے ایک شخص کے سبب سے مکے مین الحاد یعنے ظلم شروع ہوگا سو اوس پر عالم کا آدھا عذاب ہے پس مین نہین چاہتا ہون کہ وہ شخص مین ہؤن - اور شام کی طرف جانا مین نہین چاہتا ہون کہ دار ہجرت کی اقامت اور روضہ نبوی کی قربت اور مجاورت ترک کرون - اور ابن عساکر نے ابی ثور الفہمی سے نقل کیا ہی کہ جب حضرت عثمان پر محاصرہ تھا مین انکی خدمت مین گیا فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے مجھے دس چیزین عنایت کین - مین سابقین اسلام مین چوتھا ہون - اور حضرت نے اول اپنی دختر کے ساتھ میری تزویج کردی جب اس بی بی کی رحلت ہوی پھر دوسری صاحبزادی کے ساتھ میرا نکاح کردیا - اور جب سے مین نے حضرت کے مبارک ہاتھ مین اپنا ہاتھ دیکے شرف بیعت سے مشرف ہوا پھر اس ہاتھ سے اپنے زیر ناف کو مس نہ کیا - اور جب سے مین نے اسلام لایا کوئی جمعہ مجھپر ایسا نہین آیا کہ جس مین مین نے ایک بردہ آزاد نکیا - اور اگر اس وقت غلام حاضر نہ رہتا تو اس کے بعد آزاد کردیتا - اور کبھی مین نے زنا نہین کیا ہون نہ جاہلیت مین نہ اسلام مین - اور کبھی چوری نہین کی مین نے نہ جاہلیت مین نہ اسلام مین - اور مین نے قرآن مجید کو جمع کیا انتہی - جب محاصرے کے ایام منقضی ہوے مالک نے حضرت عثمان کی خدمت مین عرض کی کہ یا امیر المومنین تین کامون سے ایک کام اختیار کیجئے پہلا یہہ کہ منصب خلافت چھوڑ دیجئے تا منحالفین جس کو چاہتے ہین اسکو مقرر کرلین - یا آپنے قصاص کا حکم فرماوین - اگر آپ ان ہر دو کام سے ایک بھی قبول نکرین - جانئے کہ وے آپکو قتل کرین گے - جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے جس خلعت سے مجھے عزت دی ہی اسکو کس طرح نکالون حالانکہ وہ خلعت نہین نکالنے پر حضرت نے مجھے وصیت فرمائی ہی اور تہدید شدید کی ہو قسم ہے اللہ تعالی کی کہ مجھہ پر ظلم وجفا کی تیغ بھی چلاوین تو مین اپنے قتل کو دوست رکھتا ہون اسبات سے کہ امت مرحومہ محمدیہ کی امامت سے ہاتھہ اوٹھاون - اور تم نے قصاص کی بات جو کہی واللہ میرے ایسا کام نہوا کہ موجب قصاص کا ہو - اور میرے قتل کی بات جو کہی مین بھی معائنہ کرتا ہون کہ انکا مقصد وہی ہی - لاکن یقین جانئے کہ اگر وے میرے قتل پر اقدام کرین باہم ان مین بھی دوستی باقی نرہیگی بلکہ ان مین بڑا ہی اختلاف حادث ہوگا پھر ان کو دین محمدی کے دشمنون پر بطریق اجتماع جنگ وقتال میسر نہوویگا پھر یہہ آیت تلاوت کی

ویا قوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ھود او قوم صالح وما قوم لوط
پھر فرمایا کہ عنقریب ہم اور یہہ لوگ عرش معلے کے پاس جمع آئینگے ہمارے اور انکے درمیان خود اللہ تعالیٰ حکم کریگا ہر فریق اپنی سزا و جزا پائیگی - اور قریب ہی کہ یہہ لوگ اس کے بعد دیکھینگے کہ ان پر کس قدر ضعف اور سختی رُو دیوگی اور وے آرزو کرینگے کہ مین اُنہین زندہ رہا ہوتا - واللہ مین انکی امارت و حکومت کی رغبت نہین رکھتا ہون اگر حضرت کی یہہ وصیت نہوتی کہ اے عثمان اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنوائیگا اور لوگ چاہینگے کہ اس کو تیرے نکال لین - زنہار اس پر رضا نہ دیجیے اور وہ پیرہن اپنے سے دور نہ کیجیے - اور سہاب مین جو بلا تجھے لاحق ہو اس پر صبر و شکیب کیجیے - اگر یہہ وصیت نہوتی البتہ یہہ امارت چھوڑ دیکے اپنے گھر بیٹھا ہوتا - واللہ اگر انکی تیغ جفا سے نہ مارا جاؤن تو بھی عنقریب مین مرجاؤنگا کیونکہ اب تو میری عمر نہایت کو پہنچی اور میرے اعضا ضعیف ہوگئے جب مرنا یقین ہی تو صابرون اور باغیون کے ہاتھ سے مارے جانا بہتر اور انکی تلوار سے شربت شہادت چاکھنا نہایت خوشگوار اور خوش تر اور ایسی مظلومی اور بیچارگی سے شہادت پانے مین رضای الٰہی زیادہ ہے - پھر دعا کی کہ خداوندا میرا حال تو اس درجے کو پہنچا ہی اور یہہ جماعت میرے قتل کا ارادہ رکھتی ہی انکا داعیہ انہین پر پھیر دے اور انکی جماعت کو پریشان اور متفرق کردے اور میرا انتقام انسے لے - راوی کہتا ہی کہ قسم اللہ تعالیٰ کی کہ جناب ذوالنورین مظلوم کی دعا اکثر ان ظالمون کے حق مین مستجاب ہوی - نقل ہی کہ عبداللہ بن عمر نے ان اوباشون کے پاس جاکے کہنے لگے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین عثمان ذوالنورین سے جنگ احد مین ایک بڑا گناہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے عفو کیا چنانچہ فرمایا ولقد عفا اللہ عنھم اب تم نے ایک صغیرہ پر چاہتے ہو کہ ان کو قتل کرین - روایت ہی کہ عبداللہ بن سلام نے محاصرے کے ایام مین مدینہ والون سے کہنے لگے کہ اے مسلمانو زنہار عثمان ذوالنورین کے قتل کو گوارا نکرو اور فتنہ کا دروازہ نہ کھولو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تمہارے فتنے کی شمشیر خلاف شریعت مین ہی اور امام زمان کے قتل کا ارادہ خلاف طریقت ہی اور بحکم حدیث نبوی مدینہ کی راہون پر نگہبانی کے لئے فرشتے کھڑے ہین اس شہر مین فتنے کو داخل ہونے نہین دیتے ہین تم خلیفہ وقت کے قتل سے ان فرشتون کو آزار نہ دو اپنی بُرے فعلون کے سبب انکو اپنے شہر سے مت چلاؤ اور فتنے کی تلوار کو غلاف سے مت نکالو اور جماعت مسلمین مین تفرقہ نڈالو - ایک روایت ہی کہ یہہ بھی فرمایا کہ اگلی امتون مین سنت اللہ ایسی جاری ہی کہ جس امت نے اپنی پیغمبر کو قتل کرتی اس کے بدلے مین ستر ہزار مرد مارے جاتے - اور جب کسی پیغمبر کے خلیفے کو قتل کرتی اس کے عوض مین تیس ہزار مرد مقتول ہوتے - پس تم خلیفہ برحق کے قتل پر اقدام نہ کرو کہ فتنے کے دروازے تم پر کھل جائینگے

اور تمہارے مین خونریزی جاری ہوجائیگی - واللہ تمہارے جسنے ان کی قتل مین شریک ہوویگا قیامت کے روز اپنا ہاتھ کٹا ہوا درگاہ الٰہی مین آویگا جانئے کہ اس شیخ یعنے امیرالمومنین عثمان ذوالنورین کے حقوق تمہارے ذمے پر ایسے ہین جیسے باپ کے حقوق فرزندون کے ذمے پر ہون تم اس کو عقوق سے بدل نہ کرو اور شریعت محمدیہ کی محافظت بجالاو - جب عبداللہ بن سلام کا یہہ کلام فیض التیام وے نجار بدانجام نے بھی سنا انکے ساتھ بے ادب ہوے اور سختی سے پیش آئے اور کہنے لگے کہ تو جھوٹھا کہتا ہی یہودیت اور نفاق رکھتا ہی - عبداللہ بن سلام نے جواب دیا کہ تم کذب اور بہتان کی راہ چلتے ہو معصیت اور مخالفت کے دروازے خلق پر کھولتے ہو امام برحق سے بغاوت کرتے ہو مین یہودی اور منافق نہین بلکہ موحد اور مومن مخلص اور محمدی ہون اسبات پر خدا اور رسول گواہ ہین اور ماہران قرآن بھی اسبات سے آگاہ ہین - اللہ تعالے نے کئی آیات قرآنی سے میری شان کو بلند فرمایا ہی چنانچہ ارشاد کیا قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ جو لوگ تفسیر اور تاویل و تنزیل سے آگاہ ہین انسے دریافت کرو کہ اس آیت مین شاہد من بنی اسرائیل - حوالہ وہی اس سے مین ہی مراد ہون اور دوسری آیت مین فرمایا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ کہ اس آیت مین ومن عندہ علم الکتاب سے مراد کون ہی القصہ یہہ نصایح شافیہ و مواعظ کافیہ اس گروہ باغیہ مین کچھ تاثیر نہ کی - روایت ہی کہ مدینہ والون کی ایک جماعت نے حضرت عثمان کی خدمت مین پوشیدہ پیام بھیجا کہ ہم کو اذن دیجئے کہ آپ کی طرف سے اس قوم کے ساتھ جنگ کرین - جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت ندی - ایک روایت ہی کہ زید بن ثابت انصاری نے حضرت عثمان کے حضور مین حاضر ہوے اور کہنے لگے کہ انصار کرام سلام پہنچاتے ہین اور عرض کرتے ہین کہ ہم کو اجازت ہو تو ان ظالمون سے قتال کرتے ہین اور دوسرے بار انصار اللہ ہوتے ہین - جناب ذوالنورین نے ان کے حق مین دعاے خیر کی اور یہہ جواب کہلا بھیجا کہ تمہاری تائید و نصرت کو مین نے بڑی نعمت اور منت سمجھتا ہون - لیکن جنگ و جدال اسکو نہین جانتا ہون کیونکہ مین نہین چاہتا ہون کہ میرے سبب سے مسلمانون کی جان و مال تلف ہووے - کہتے ہین کہ حضرت عثمان کے مکان مین انکے ہمراہ سات سو مرد تک حاضر تھے امام ہمام امام حسن بن علی و عبداللہ بن زبیر اور مدینہ کے اصحاب و اشراف کی ایک جماعت ان کے ساتھ اتفاق رکھتی تھی اگر جناب ذوالنورین سے جنگ و جدال کی رخصت ہوتی - انہون نے ان ظالمون اور فاجرون کو اسیوقت مدینہ کی سرحد سے

نکال دئے ہوتے ۔ دے ہر چند اون چاہی اور اس باب مین بہت ہی الحاح اور مبالغہ کیا لاکن حضرت عثمان نے ہرگز انکو رخصت نہ دی اور فرمایا کہ مین تمکو قسم دیتا ہون کہ میری طرف سے قتال نہ کرو بلکہ مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو اللہ تعالی میرے حق مین جو مقدر کیا ہی ہر آئینہ وہ ظہور مین آئیگا واللہ در من قال ؎ الخیر للہ ان الامر لیس لنا ۔ وما یفید سوی التسلیم للقدر حبیبہ جو موسی بن عتبہ کی جدہ ہی روایت کرتی ہی کہ محاصرے کے ایام مین زبیر بن العوام نے مجھے حضرت عثمان کی خدمت مین روانہ کیا اس وقت امام حسن بن علی و ابوہریرہ و عبد اللہ بن عمر اور صحابہ کرام کی ایک جماعت ان کے پاس بیٹھی تھی مین نے عرض کی کہ مجھے زبیر بن العوام نے آپکی خدمت مین بھیجا ہی تحیہ سلام پہنچاتا ہی اور کہتا ہی کہ مین نے تمہاری محبت اور اطاعت مین ثابت قدم ہون اور آپکے ہاتھہ پر جو بیعت کی ہی اس مین تغیر و تبدل راہ نہین پایا ہی ۔ اگر فرماتے ہو آپکی خدمت مین حاضر ہوتا ہون یا حکم دیتے ہو تو اسی جگہہ آپکی خدمت اور اعانت بجالانے پر کمر باندہتا ہون بنو عمر اور بنو عوف کے ہر دو قبیلے والون نے میرے سے وعدہ کیا ہی کہ کل علی الصباح میرے دروازے پر حاضر ہونگے اور مین جو حکم کرون بجالاوینگے ۔ جب امیر المومنین عثمان ذو النورین نے یہہ پیام سنا نہایت خوشی سے تکبیر کہی اور کہنے لگے شکر و سپاس ہی اللہ عز و جل کا کہ میرے برادر کو عصمت کی جگہہ مین ثابت قدم رکھا اور یہہ قوم جو خلاف و شقاق مین گرفتار ہین اس سے اسکو بچایا ۔ پھر قاصد سے کہنے لگے کہ میرے برادر زبیر کو میرا اسلام پہنچا اور کہدیجئے کہ میری خوشی اسی باب مین ہی کہ تم اپنے مقام مین مقیم رہین اور جو شخص کہ اسلام کا دعوا کرتا ہو میرے واسطے اس پر تلوار نہ کھینچین مین اللہ تعالی سے یہہ امید رکھتا ہون کہ اس بلا کو میرے سے دفع کردے اور ابوہریرہ جو اس جماعت مین حاضر تھے اٹھے اور کہنے لگے کہ یارو کیا مین تمہین اس بات سے خبر دون جو میرے کان جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہی حاضرون نے کہا کہ فرمائیے ۔ تب کہنے لگے کہ قسم ہے اللہ تعالی کی کہ مین نے حضرت سے سنا ہی جو فرماتے تھے کہ میرے بعد بہت سے فتنے اور منکرات اور بڑے حادثے میری امت مین پیدا ہونگے تب صحابہ نے عرض کی کہ ان بلیات سے نجات کس طرح حاصل ہو ۔ فرمایا کہ تمہارا مرجع اور مصیر یہہ مرد ہین اور اس کے تابعین ہون ۔ حاضرون نے جب یہہ حدیث سنی حضرت عثمان سے عرض کی کہ ابوہریرہ خبر دینے سے ہمکو تو حقیقت الامر اور آپکی حقانیت معاینہ ہوگئی اب اذن دیجئے تا اس گروہ سے مقاتلہ کرین ۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ مین تم کو سند سوگند دیتا ہون کہ ان لوگون کے ساتھ جنگ نہ کرو کہ جو اسلام کا دعوی کرین ان پر تیغ چلاؤن بلکہ اس بلا مین صبر کرنا حضرت کی وصیت ہی بجا لانا میرے

حق مین بہتر ہے - نقل ہی کہ محاصرے کے ایام مین سعید بن عاص نے جناب ذوالنورین کے پاس آکے کہنے لگا
کہ یا امیرالمومنین میری راے مین یہہ بات آتی ہی کہ آپ حج بیت اللہ کا احرام باندہکے تکبیر کہتے ہوے گھر سے
باہر نکلین مین امید رکہتا ہون کہ جب آپ زیارت بیت اللہ کا قصد رکھتے ہین آپکو کچہہ آسیب پہنچائینگے اور
جب آپ مکہ معظمہ کی سکونت اختیار فرماوین تکلم کریمہ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا آپ کو حرم محترم مین امن حاصل
ہو دیگا اور کوئی شخص آپکے ساتہہ تعرض نہ کرسکیگا جب لوگ اس شہر مین آپکی ایذا رسانی پر کمر باندہین پہر یہانکی
اقامت مناسب نہین ہے - حضرت عثمان نے فرمایا کہ یہہ بات عقل سے نہایت دور معلوم ہوتی ہے کہ یہہ قوم
دغاباز و فتنہ انداز جب میرے کو مباح جانین مجھے کعبۃ اللہ کے حصے سے منع نکرین بلکہ کعبۃ اللہ کی زیارت
سے بھی منع کردیوین گے اور سواے اس کے دار ہجرت کی اقامت اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ہمسایگی کو چھوڑکے دوسری جگہہ کیسا اختیار کرون - کہتے ہین کہ حضرت عثمان کے غلامون نے کمر باندہی ہوئی
تلوارین کھینچے ہوے کھڑے تھے اور ارادہ یہہ رکھتے تھے کہ اس گروہ اوباش کے ساتہہ جنگ پر خاش کرین
جناب ذوالنورین کی نظر جب ان پر پڑی فرمایا کہ تمہارے جس نے اپنی ہتھیار ڈالدے اور جنگ نہ کرے اسکو
مین للہ آزاد کیا ہون اور صحابہ کی ایک جماعت اور مدینے والون کی ایک گروہ ہاتھہیار ہوکے جنگ پر آمادہ ہوگئی
حضرت عثمان نے انکو قسم دی اور بڑے مبالغہ سے فرمایا کہ ہتھیار آپسے دور کرو کیونکہ مسلمانونکی صلاح وفلاح
اسی مین ہی تب اوباشون کی ایک جماعت سنگساری شروع کی حضرت عثمان نے آواز کی کہ لوگو یہہ سنگ
اندازی کیا ہی - ان خارجیون سے ایک ظالم نے کہا کہ ہم پتھر نہین پھینکتے ہین لاکن خدا تعالی نے غضب مین آکے
یہہ پتھر برساتا ہی - حضرت عثمان نے فرمایا کہ تم جھوٹہ کہتے ہو اللہ کی پناہ اگر خدا تعالی کا غضب میرے طرف
متوجہ ہوتا اور وہ پتھر برساتا یقین ہے کہ پہلا پتھر خطا نکیا ہوتا - حضرت عثمان کی حرم محترم نائلہ سے مروی ہے
کہ جب اوباشون نے محاصرہ کیا اندنون اکثر حضرت عثمان روزہ رکھتے تھے اور وے ظالمون نے میٹھا پانی
اُن پر یہان تک بند کردیا تہا کہ کسی کو طاقت نہین تہی کہ تھوڑا پانی روانہ کرے شہادت کے آگے ایک روز
اپنی عادت کے مطابق روزہ رکھا مین نے اُنکے افطار کے لئے ایک پیالہ میٹھا اُن بے مروتون سے مانگی یہہ ظالم
لے تمسخر اور استہزا کے طور پر کہا کہ تیرے مکان مین تو پانی کا کنوان موجود ہے حالانکہ اس کنوے کا پانی نہایت
کہارا تہا - غرض حضرت عثمان افطار نہ کرکے سو گئے اسلئے مین بیقرار تہی اور پانی کے لئے بہت دوا دوی کررہی
تہی آخر صبح کے قریب اپنی مہاڑی پر چڑہکے اپنے ہمسایگون سے ایک کے پاس پانی طلب کیا تو آپ شیرین

کا ایک کوزہ میسر ہوا۔ تب مین نے حضرت عثمان کو بیدار کیا تا تھوڑا پانی نوش فرماوین تب انہون نے آسمان کی طرف نظر کرکے فرمایا کہ اب تو صبح ہو چکی اور مین نے روزے کی نیت کی ہے بی بی نے کہا کہ جب آپنے کل کا روزہ افطار کیا یہان تک کہ ایک گھوٹ پانی بھی نہ پیا پھر آج کس طرح روزہ رکھوگے جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ اس گھر کے چھت کے اوپر سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھہ پر ظاہر ہوے اور حضرت کے ساتھہ آب شیرین کا ایک دیگ تھا فرمایا کہ اِشْرَبْ یَا عُثْمَانُ مین نے اس کو نوش کیا تین بار ایسا ہی اسکو پانی کا حکم ہوتا تھا اور مین نوش کرتا تھا یہان تک کہ مین سیراب ہوا پھر اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اے عثمان یے لوگ کل کے دن تجھہ پر ہجوم کرین گے اگر تو انکے ساتھہ قتال کریگا اللہ تعالی تجھکو ان پر فتح و نصرت دیویگا اگر تو جنگ نہ کرکے صبر کریگا کل کی شب ہمارے پاس آکے افطار کریگا اے نایلہ مین نے اس کو اختیار کیا ہون کہ اس دنیا سے فانی سے رخت سفر باندہون اور حضور نبوی مین جاکے افطار کرون۔ پس اپنی بی بی کو وداع کیا دوسرے دن جو روز جمعہ تہا حضرت علی کی خدمت مین یہہ خبر پہنچی کہ اوباشون نے آج کے روز حضرت عثمان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہین یہہ خبر وحشت اثر سنتے ہی نہایت محزون و ملول ہوے اور ان ظالمون کو بدکہا اور فرمایا کہ مروان کو طلب کرنا انہین پہنچتا ہے نہ قتل عثمان پس اسیوقت امنے قرۃ العین ریحانتین رسول الثقلین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کے ساتہہ اپنے غلام قنبر کو دیکے حکم کیا کہ تم اپنی شمشیرین حمایل کئے ہوے عثمان ذوالنورین کے دروازے پر جاکے کھڑے رہو اور ان ظالمون سے کسی کو گھر کے اندر جانے نہ دو وہان عثمان ذوالنورین سے اس قدر التماس کرو کہ مروان کو پکڑکے انکے تحویل کردین تا فتنے کی آتش بجھہ جاوے۔ طلحہ اور زبیر اور دوسرے صحابہ کرام نے جب سنا کہ حضرت مرتضی علی نے اپنے جگر گوشون کو جناب ذوالنورین کی مدد پر روانہ کیا ہے آپ بھی انکا اقتدا کرکے اپنے فرزندون کو روانہ کیا تا ان شہزادگون کی ملازمت مین رہین جب ان ظالمون نے دیکھا کہ حضرت عثمان کی مدد پر شرفا کی ایک جماعت آکھڑی ہے بالکل گستاخ ہوکے تیر اندازی و سنگساری شروع کی یہان تک کہ حضرت امام حسن کا چہرۂ مبارک خون آلودہ ہوا اور محمد اور طلحہ بھی زخمی ہوے اور قنبر کا سر پھوٹ گیا جب اوباشون نے حضرت امام حسن کا چہرۂ مبارک خون آلودہ دیکھا نہایت گھبرائے کہ کہین یہہ خبر سب بنی ہاشم کو نہ پہنچے اور وے سب کے سب متفق ہوکے انکی مدد پر آوین تو ہماری سعی باطل ہو جاویگی اسلئے ایک ساعت تیر اور پتھر سے ہاتھہ رکھا۔ اور ایک روایت ہے کہ حضرت عثمان کے دروازے پر سے آتش پھینکنی شروع کی تو لوگون نے دور ہونے لگے تب اس

۱۲ بیان حدیث عثمان رض

فرصت کو غنیمت جان کے دروازے پر سے چڑھکے اندر ہو گئے - اور کہتے ہین کہ حضرت عثمان کے ہمسائے مین ایک انصاری کا جو گھر تھا اس کی دیوار توڑکے بعضے اس راہ سے حضرت عثمان کی سرا مین داخل ہوے تب جناب ذوالنورین نماز مین مشغول تھے اور سورہ طٰہٰ کی قرات انکی زبان مبارک پر جاری تھی ایسا شور وغوغا اور اژدہام ہوتے پر بھی آپ کی نماز مین خلل نہ آیا - جب نماز سے فراغت حاصل ہوی قرآن مجید اپنے گود مین لیکے کھولتے ہی یہہ آیت شریف نکلی الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ غرض حضرت عثمان نے تلاوت قرآن مین مشغول ہوے ایک ظالم نے ایک اینٹ پھینک کے انکے چہرہ مبارک کو زخمی کیا - کہتے ہین کہ محمد بن ابی بکر نے اول حضرت عثمان کے گھر مین داخل ہوکے اس جناب کی مبارک داڑہی پکڑی جناب ذوالنورین نے کمال ملایمت اور نرمی کے ساتھ فرمایا کہ اے میرے بھائی کے فرزند داڑہی چھوڑ دیجیے قسم ہے اللہ تعالی کی اگر تیرے پدر بزرگوار زندہ رہتے تو اس امر نا فرجام پر اقدام نفرماتے کیونکہ انہون نے میری داڑہی کا اکرام کرتے تھے یہہ کلام سنتے ہی محمد بن ابی بکر کے دل مین بڑی ہی رقت پیدا ہوی اسیوقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور نہایت نادم و شرمندہ ہوکے پھر گئے - پھر اس کے بعد ایک شخص پست قد گارے آنکھ والا کہ جس کا نام رومان بن سرجان تھا خنجر کھینچا ہوا نزدیک آیا اور کہا کہ اے نعثل تو کیا دین رکھتا ہی جناب ذوالنورین نے کہا کہ مین نعثل نہین بلکہ عثمان بن عفان ہون ابراہیم خلیل کی ملت حنفی اور پیغمبر آخر الزمان محمد عربی کے دین متین پر ہون اور مشرکون سے نہین ہون بلکہ موحدون اور مخلصون سے ہون - اس بدبخت نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہی پھر اپنی خنجر اُن پر چلائی - اور ایک روایت ہی کہ سودان بن حمران اصبہی جب حضرت عثمان پر شمشیر چلائی تب انکی بی بی نائلہ نے درمیان حایل ہوکے اپنا ہاتھ سپر کیا سو اس ضرب مین انکی انگلیان کٹ گیین اور حضرت عثمان نے شہادت پائی اور انکا خون مبارک آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر ٹپکا قرآن مجید رنگین ہوا - کہتے ہین کہ اس حالت مین مصریون سے ایک مردود نے تلوار علم کیا ہوا گھر مین آیا اور چاہا کہ حضرت عثمان کو مثلہ کرے انکی بی بی نائلہ نے اپنے شوہر اور اسکی شمشیر کے درمیان حایل ہوگیین اور بڑی شجاعت سے اسکو روکنے لگین ایسے مین حضرت عثمان کا ایک غلام کہ جس کا نام رماح تھا جلد آپہنچا اور اپنی تلوار سے اس مردود کا سر جدا کیا - نقل ہی کہ حضرت عثمان کی بی بی نے اپنی مہاڑی پر چڑھکے ندا کی کہ لوگو امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے شہادت پائی اور آہ وزاری شروع کی یہہ خبر کہ درت اثر سنتے ہی حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور

اولاد صحابہ کی جو ایک جماعت حاضر تھی بے اختیار دوان دوان گھر کے اندر آئی اور جناب ذوالنورین کو مقتول و مذبوح پایا دیکھتے ہی انا للہ پڑہی اور بہت ہی درد و رقت کی اور روتی ہوی باہر آئی - اور جب یہہ خبر حضرت علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص اور دوسرے صحابہ کو پہنچی وے بھی بے اختیار اپنے گھروں سے دوان دوان نہایت جلدی سے حضرت عثمان کے گھر آئے خصوصاً حضرت علی نے جب جناب ذوالنورین کو اس حالت پر دیکھا بہت افسوس کیا ہر دو صاحبزادگون پر نہایت غصہ ہوکے فرمایا کہ یہہ بات کب سزاوار تھی کہ عثمان ذوالنورین سے بیکا مرد اس طرح مقتول ہووے اور تم اسکے دروازے پر حاضر رہین اور اسکے قاتلون کو اندر جانیسے نروکین اور اس درد و الم سے اس قدر بیطاقت و بے اختیار ہوے کہ حضرت امام حسن کو ایک طمانچہ اور حضرت امام حسین کے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر پر بہت ہی غصہ ہوکے زجر و توبیخ کی تب انہون نے عرض کی کہ یا علی ہمکو اصلا خبر نہوی کیونکہ وے اوباش ہمسائے کی دیوار توڑکے اندر داخل ہوے جناب امیر نے پھر گھر مین تشریف لیجاکے حضرت عثمان کی بی بی سے دریافت کی کہ تمہارے شوہر کو کون قتل کیا اسنے کہا یا ابوالحسن وہ شخص اجنبی ایسے آئے کہ مین انکو پہچانتی نہین ہون اور انکے ساتھ محمد بن ابی بکر بھی تھے پر مین نہین جانتی ہون کہ کس نے قتل کیا جناب امیر نے محمد بن ابی بکر کو بلاکے استفسار کی تو انہون نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھاکے کہا کہ یا علی مین نے ان کے قتل کے ہی ارادے سے نزدیک گیا جب حضرت عثمان نے میرے والد کا نام لیا مجھے ایک رقت پیدا ہوئی سو بھر گیا مین توبہ کرتا ہون اللہ تعالیٰ کی طرف واللہ مین نے ان کو قتل نکیا تب عثمان کی بی بی نے کہا کہ محمد بن ابی بکر اپنے قول مین سچا ہے - القصہ حضرت علی نے انا للہ پڑہتے ہوے اپنے گھر تشریف لائی - کہتے ہین کہ جناب امیر کو یہہ گمان تھا کہ حضرت عثمان کے قتل مین طلحہ کی تائید و اعانت ہوی ہوا سلئے اس نے حضرت امیر سے ملاقات کرکے کہنے لگا کہ یا ابوالحسن کس لئے آپ اس قدر قہر و غضب فرماتے ہوا در حسنین کریمین کو بے تقصیر کس لئے آزردہ کیا جناب امیر نے فرمایا کہ کس لئے غصہ نکرون حالانکہ امیرالمؤمنین عثمان ذوالنورین جو حضرت کی شرف صحبت سے مشرف اور آپکی قرابت قریبہ اور دولت مصاہرت سے معزز و مفتخر رہے اور بلا حجت شرعی ایسا مظلوم مارا جاوے - طلحہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین نے اگر مردان کو ان لوگون کے تحویل کردیتے تو انکا مہم اس درجے کو نہ پہنچا ہوتا - جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ مروان پر جرم ثابت ہونے کے آگے کس طرح انکے تحویل کرین اور کس طرح اس کے قتل کو جواز رکھین پس حضرت علی نے نہایت ملول و محزون کمال رقت سے آیۂ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑہی اور بارگاہ الٰہی کی طرف رجوع لاکے کہنے لگے

کہ بارخدایا جنہون نے عثمان ذوالنورین کو قتل کیا اور جنہون نے اس باب مین سعی کی مین انسے بیزار ہون اور ان کے قاتل کو تیرے قہر و غضب کا مستحق جانتا ہون غرض جب جناب امیر نے مغموم و دلگیر اپنے مکان کی طرف مراجعت کی لوگون نے ان کی خدمت مین دوڑے اور کہنے لگے کہ آپکا ہاتھ دراز کیجیے تاہم بیعت کرین کیونکہ مسلمانون کو سوا اسے امیر کے چارہ نہین حضرت علی نے فرمایا کہ کسی کو امیر بنانا تمکو نہین پہنچتا ہی بلکہ یہہ بات اہل بدر کو سزاوار ہے کہ وے جس کو چاہین خلیفہ ٹھہرائین پس اہل بدر سے بھی باقی نرہا مگر حضرت علی کی خدمت مین آکے یہی کہتا تھا کہ خلافت کے لئے آپکے سوائے کوئی احق نہین ہے آپکا ہاتھ دراز کیجیے تاہم بیعت کرین تب حضرت علی نے فرمایا کہ قسم ہی اللہ تعالی کی کہ مین شرم رکھتا ہون اسبات سے کہ جن لوگون نے عثمان ذوالنورین کو قتل کیا ان سے بیعت لون - اور مین شرم رکھتا ہون اللہ تعالی سے کہ مین لوگون سے بیعت لون حالانکہ عثمان ابھی مدفون نہو - منقول ہی کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ان اوباشون نے حضرت عثمان کا گھر لوٹنے پر کمر باندہی ابوہریرہ کا گھر اور چند مکانات حضرت عثمان کے قرب جوار مین تھے ان کو بھی غارت اور تاراج کیا بلکہ خزانہ بیت المال کا دروازہ توڑکے لوٹ لیا دو خرجیان بھر درہم ان ظالمون کے ہاتھ آئے - کہتے ہین کہ حضرت عثمان کے گھر مین ایک صندوق مقفل تہا اس کو دیکھ کے کہنے لگے کہ شاید بیت المال سے خیانت کیا ہوا مبلغ اس مین ہوگا جب اس کو توڑکے دیکہا تو ایک ڈبہ سربستہ اس مین موجود تھا اس کو دیکھ کے یہہ گمان کیا کہ اس ڈبے مین البتہ جواہر نفیس ہونگے کہ جس کی قیمت ایک مملکت کا خراج ہوا وس کو بھی کھول کر دیکھا تو ایک رقعہ تھا کہ جس پر حضرت عثمان نے اپنے خط خاص سے لکھا ہی اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور علیہ أحیی وعلیہ أموت وے اوباش اوسکو دیکھ کے شرمندہ ہوے - کہتے ہین کہ حضرت عثمان کی نعش مبارک اس روز شام تک ویسا ہی بے دفن و ہری رہی تھی کسیکو مجال نہین تھا کہ ان کو اٹھا کے دفن کرے آخر حضرت علی کی سعی سے لوگون نے شب کے وقت انکی تجہیز و تکفین کی اور جنازہ میسر نہ آنے سے حضرت عثمان کے گھر کا ایک دروازہ نکال کے جسد مبارک کو اس پر لٹایا اور وے اوباش مانع ہونے اور غوغا کرنے کے اندیشے سے اندہیری شب مین مغرب و عشا کے درمیان انکا جنازہ اٹھا کے بقیع کے طرف لیچلے تب بھی بعضے فتنہ انگیزون نے انکا پیچھا کر کے سنگ اندازی شروع کی جبیر بن معطم نے روتے تھے اور یہہ کہتے تھے کہ یا امیر المومنین

اس قدر ترحم اور حلم جو اسسے صادر ہوا باوجود اسکے یہ لوگ کس لئے بیرحمی کرتے ہین - روایت ہی کہ جب یقین غرقد کو پہنچے ہاتف غیب سے ایک آواز آئی کہ اسکو دفن کرو اور نماز نہ پڑھو اللہ تعالی نے اس پر نماز پڑہی ہی یعنے اس پر رحمت کی - اور ایک روایت ہی کہ حکیم بن خزام اور خویطب بن عبدالعزی اور جبیر بن معظم اور زبیر بن العوام نے ان پر نماز پڑہی - اور ایک روایت ہی کہ جناب ذوالنورین نے وصیت کی تھی کہ زبیر مجھہ پر نماز پڑہے غرض چاہتے تھے کہ آپکو مقبرے مین دفن کرین ایسے مین بنی مازن کا ایک شخص آکے سامنے ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تم اس مقبرے مین دفن کرین مین اوباشون کی جماعت کو خبر دونگا تا قبر کھود کے نکال دین جب اس ناہنجار نے یہہ بات کہی ناچار وہان سے اٹھا کے اس مقام مین لے آئے کہ جس بخشش کوکب کہتے تھے اور اسی جگہہ دفن کیا اور وہ انکی پہلی قبر ہے جو اس جگہہ ہوی حضرت عثمان کی شہادت ہجرت کے پینتیسوین سال ایام تشریق کے اوسط مین واقع ہوی - ایک قول ہی کہ جمعے کا دن ذیحجہ کی تیرہوین یا اٹھارہوین تھی تب انکی عمر شریف اکاسی یا بیاسی کی تھی اور انکی خلافت کے ایام دس روز کم بارہ سال تھے کہتے ہین کہ حضرت عثمان نے ایکمدت مدید اس واقعے کے آگے جب بخش کوکب پر گذرتے فرماتے تھے کہ اس مقام مین ایک مرد نیکوکار کو دفن کرینگے - روایت ہی کہ حضرت عثمان کی روح مقدس جب اعلی علیین کی طرف پرواز کیا اس مکان کے اس مکان کے چہار جانب سے چار آوازین آئین - ایک طرف سے یہہ ندا ہوی کہ یَا ابْنَ عَفَّانَ اِبْشِرْ بِجَنَّاتٍ ذَاتِ اَلْوَانٍ دوسرے طرف سے یَا ابْنَ عَفَّانَ اِبْشِرْ بِرُوْحٍ وَرَیْحَانٍ تیسرے طرف سے یَا ابْنَ عَفَّانَ اِبْشِرْ بِنَعِیْمِ الْجِنَانِ اور چوتھے طرف سے یَا ابْنَ عَفَّانَ اِبْشِرْ بِرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ اور جب یہہ خبر مکہ معظمہ مین ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین پہنچی بی بی نے نہایت غمگین اور بیقرار ہوکے اپنے گھر سے باہر تشریف لائی اور فرمانے لگی واحسرتا کہ عثمان ذوالنورین نے مارا گیا اور بہت حسرت وافسوس کھائی اور یہہ بیت پڑہی ؎ لَوْ کَانَ فِی الدُّنْیَا کَرِیْمٌ مُخْلَدٌ ۔ خَلَدَتْ وَلٰکِنْ لَیْسَ حَیٌّ بِخَالِدٍ یعنے اگر کوی کریم دنیا مین ہمیشہ رہتا تو تو بھی ہمیشگی پاتا لیکن کوئی زندہ ہمیشہ رہنے والا نہین

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تاریخ الخلفا مین لایا ہی کہ ابن عساکر نے حذیفہ سے نقل کی ہی کہ فتنہ اول حضرت عثمان کا قتل ہے اور فتنہ آخر دجال کا خروج قسم ہے اس پروردگار کی کہ جس کے ہاتھ مین میری جان ہی نہین مرگا وہ شخص کہ جس کے دل مین ایک رائی کے دانے برابر قتل عثمان کی محبت ہو مگر وہ تابع ہوگا دجال کا اگر اسکو پایا ہوگا اور اس کو نہ پایا ہو تو اپنی قبر مین اس پر ایمان لائیگا - اور ابن عباس سے

منقول ہی کہ فرمایا جس دن لوگون نے عثمان کا قتل چاہا وے لوگ اس بات کے مستحق ہوے کہ آسمان سے ان پر پتھر برسے - اور قیس بن عباد سے منقول ہی کہ مین نے حضرت علی سے سنا کہ جنگ جمل کے روز فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَاءُ اِلَیْکَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ یعنے الٰہی مین جو قتل عثمان سے ناراضی اور بری ہون تیرے طرف ظاہر کرتا ہون - اور ابن عساکر نے ابی خلدۃ الحنفی سے نقل کی ہی کہ مین نے حضرت علی سے سنا ہی جو فرماتے تھے کہ بنی امیہ زعم کرتے ہین کہ مین قتل عثمان سے راضی تھا قسم ہے اس پروردگار کی جو یگانہ ہے مین انکے قتل سے راضی نہین تھا بلکہ مین نے منع کیا لاکن لوگون نے میری بیفرمانی کی - اور سمرہ سے منقول ہی کہ کہا مقرر اسلام ایک مضبوط قلعے مین تھا لاکن لوگون نے قتل عثمان سے اس مین سوراخ ڈالا سو وہ روزن قیامت تک بند نہوویگا خلافت تو مدینے والون مین تھی جب انہون نے اس کو نکالا پھر ان مین وہ عود نکی - منقول ہی کہ حضرت عثمان کی بی بی نایلہ نے ان کے خون آلودہ پیراہن کی آستین سے اپنے کٹے ہوے انگلیان باندہکے معاویہ کے پاس روانہ کین - معاویہ نے اس کو لیکے منبر پر چڑہے اور بہت رقت وزاری کے بعد سب شام کے اشراف اور عاید کو سوگند دی کہ جب تک قاتلان عثمان سے قصاص نہ لین اپنے عورتون سے نزدیکی نہ کرین اور فرش راحت پر نہ سوؤن کہتے ہین کہ معاویہ اور ان کے اقران ایکسال تک اس پیراہن کو دیکھ کے ہمیشہ رویا کرتے تھے - اور مروی ہی کہ سعید بن زید جو عشرۃ المبشرہ سے ہے قاتلان عثمان کو بہت زجر و توبیخ کی اور کہا واللہ تم نے جو ذوالنورین کے ساتھ بدی سے پیش آے ہو اگر اس کے بدلے مین احد کا پہاڑ تمہارے سر پر گرے - سزاوار ہی - اور ابوبکر سے مروی ہی کہ کہا واللہ اگر آسمان مجھ پر گرے اور میرا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہووے مین اسبات کو دوست رکہتا ہون قتل عثمان مین شریک ہونیسے اور ابن عباس سے منقول ہی کہ کہا اگر لوگ خون عثمان کا بدلہ نہ لینگے ہر آئنہ آسمان سے پتھر برسینگے - کہتے ہین کہ جسنے قتل عثمان مین سعی کی یا اس سے راضی تھا اللہ تعالی نے اس پر کوئی نہ کوئی بلا نازل کی کہ بہت بری طرح سے اسکا سر کٹا - یا اسکا ہاتھ خشک ہوا یا اس نے آتش مین جلا - یا دیوانہ ہوا - یا اور کسی بلاے عظیم مین مبتلا ہوا نعوذ باللہ منہا - منقول ہی کہ حضرت عثمان کی شہادت کے وقت ان کے عاملون سے مکہ مین عبداللہ بن حضرمی - اور طایف مین قاسم بن ربیعہ ثقفی - اور یمن پر یعلی بن امیہ - اور بصرے مین عبداللہ بن عامر - اور کوفے مین ابوموسی اشعری - اور شام مین معاویہ بن ابی سفیان - اور حمص

مین عبدالرحمن بن خالد - اور فلسطین مین علقمہ بن حکیم - اور حرقیسیہ مین جریر بن عبداللہ بجلی - اور آذربائیجان مین اشعث بن قیس کندی - اور اصفہان مین سائب بن اقرع - اور ہمدان مین بشیر بن امیہ - اور رے مین سعید بن قیس - اور خراسان مین احنف بن قیس - اور قاضی مدینہ زید بن ثابت تھے - روایت ہو کہ لوگون نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ عثمان کے باب مین تم کیا کہتے ہو اس نے کہا وہ مظلوم مارا گیا اور اس کا قاتل بلاشک ظالم ہو اور جس نے انکے واسطے مقاتلہ کیا وہ اشتباہ احوال کے سبب سے معذور ہے - اور اللہ تعالی عثمان ذوالنورین سے راضی تھا کیونکہ آپ خلیفہ حلیم و رحیم اور بزرگ و کریم اور اہل عفت و صلاح کے پیشوا اور ارباب رشد و فلاح کے مقتدا تھے اور نیکون کے امیر اور بدکارون کے قاتل تھے اور اللہ تعالی کی عبادت مین تمام شب بیدار رہتے اور ایک رکعت مین ختم کلام اللہ کرتے تھے - اور اپنی جان سے جوانمردی کی - اور اپنے دوستونکو دشمنون پر جنگ کرنے کی اجازت نہ دی تا مسلمانون کا خون بیٹا نجاوے - انکی شہادت کے بعد فتنے کی تلوار بے غلاف ہوی اور عزذات و فتوحات موقوف اور مال غنیمت کی تقسیم منقطع ہوی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور مروی ہو کہ حضرت علی سے کسی نے سوال کیا کہ عثمان کے باب مین آپ کیا کہتے ہو جواب دیا کہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی جن لوگون کی شان مین وارد ہی عثمان ذوالنورین انکا پیشوا ہی اور کریم الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا جن لوگون کا بیان کرتی ہے عثمان ذوالنورین انکا مقتدا ہے - رضی اللہ تعالی عنہ وعن جمیع الصحابہ

ذکر ازواج اولاد و امجاد حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ

پسر تھے اس کے کیارا بیٹی ہے اول انمین عبداللہ اکبر تھی رقیہ شاہزادی اسکی مادر رسول اللہ کی پاکیزہ دختر تھے سب ازواج اس کے آٹھ اشہر تھی بنی کے خاص انمین تھے دو دختر ہے رقیہ ایک دوسری ام کلثوم ہوا اسکے ہی انکا ذکر مرقوم ہے یہہ خاتون اور عثمان باکرامت حبش کو جب گئے مکے سے ہجرت یہہ شاہزادہ وہین پیدا ہوا ہے بھی جب وہ تین برسون کا ہوا ہی تب اسکی آنکھہ مین ایک مرغ ناگاہ ہی مارا ٹھونگ کھینچا رنج وہ آہ اسی رحمت مین کی ہو اس نے رحلت سیجھہ وہ سال اول تمام ہجرت پسر دوسرا تھا عبداللہ اصغر تھی بی بی نبت عزوان اسکی مادر عمر و تسرا بھی خالد چاروان ہی ابا فرزند اسکا پانچوان ہے عمر و سرا بھی مریم ایک دختر تھی نبت ازویہ سبکی مادر ولید اسکا پسر ہے جان چھٹوان سعید اسکا پسر ہی ساتوان جان کہ تھی نبت ولیدان دو کی مادر تھا دادا اسکا عبد شمس اشہر پسر عبدالملک تھا اسکا ہشتم ہی تھی مان ام البنین اسکی سنو

ف ۱ اور ابن سعد نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے

ف ۲ اور ابن عساکر نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے

ف ۳ اور ابن اسحاق نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے

وہ بی بی تھی یقین عتبہ کی دختر تھا اس سے اور ایک فرزند دیگر تھی دختر عائشہ ام ابان بھی تھی سمجھہ ام عمر دختر تھی لتسری تھی بنت شیبہ ان دونو کی مادر بھی مریم عنبسہ تھی اور مودود دختر مقرر نائلہ دونو کی تھی مان تھی ہوان سب پر سدا سولاسے رضوان مطاعن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پہلا طعن یہہ کہ عثمان بن عفان نے مسلمانون پر ایسے لوگون کو حکومت دی کہ جس نے ظلم و خیانت وقوع مین آئی اور افعال شنیعہ کے مرتکب ہوے جیسے ولید بن عقبہ نے شراب پی کے مستی کی حالت مین نماز کی امامت کی اور صبح کی نماز چہار رکعت پڑہی - اور معاویہ کو شام کے چارون صوبون پر حاکم ٹھہرایا اور اس کو اس قدر مال وزر دیا کہ انہون نے اسکے قوت سے حضرت امیر کی عہد خلافت مین جو کچھہ عمل مین لایا پوشیدہ نہین ہے اور عبداللہ بن سعد ابی سرح کو والی مصر ٹھہرایا اور اس نے وہان کے لوگون پر بڑا ہی ظلم کیا آخر وے لوگ ناچار ہوکے مدینہ مین آکے بلوا کرنے لگے - اور مروان کو اپنا وزیر اور منشی بنایا اس نے محمد بن ابی بکر کے حق مین صریح غدر کرکے اقبلوا کی جاے پر اقتلوا لکہا - اور عثمان ذوالنورین نے اپنے عاملون کے حال پر باوجود مطلع ہونیکے انسے سکوت فرمایا اور جلد انکو معزول نہ کیا یہان تک کہ لوگون نے انسے بہت تنگ آکے عثمان بن عفان سے بڑی نفرت پیدا کی پھر انکو معزول کرنا کچھہ فایدہ نہ دیا آخر فساد اور انکے قتل کی نوبت پہنچی سو اسکا تدارک نہ کرسکے جس نے ایسا بڑی تدبیر والا ہو اور عادل کو ظالم سے جدا نکرے اور مردم شناس مخدوے قابل امامت نہین **جواب** اس طعن کا یہہ ہے کہ امام کو یہی چاہئے کہ جس شخص کو ایک کام کے لائق جانے وہ کام اس کو سونپ دے علم غیب تو اہل سنت کے بلکہ جمیع طوایف مسلمین کے پاس شیعہ کے سوا شرط امامت نہین - اور عثمان ذوالنورین نے جس کے ساتہہ حسن ظن رکہتے اور اسکو کام آنے والا سمجہتے تھے اور امین و عادل اور اپنا مطیع و منقاد رہیگا کرکے گمان کیا اس کو ریاست و امارت بخشی اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع حضرت عثمان کے عاملون نے حضرت عثمان کی محبت و انقیاد اور فوج کشی اور دور دور کے فتح بلاد و معرکہ آرائی اور پستی و چالاکی مین اور سستی اور آرام طلبی نکرنے مین نادرۂ روزگار تھے اسی جگہہ سے قیاس کیا چاہئے کہ مغرب کی جانب اندلس کے قریب تک اور مشرق کی طرف کابل اور بلخ تک اسلام کا سرحد پہنچایا اور روم مین داخل ہوے اور بحر و بر مین رومیون کے ساتہہ قتال کرکے غالب آئے - اور خلیفہ ثانی کے وقت عراق عجم اور خراسان مین جو ہمیشہ فتنہ و فساد ہوا کرتا تھا اس ملک کو ایسی جاروب دی اور غربال کیا کہ وہان کے لوگون نے پھر سر اٹہانے اور فتنہ مچانے کی طاقت نہ پائی - پس ایسے لوگون سے بعضے کامون مین حضرت

عثمان کے گمان کے برخلاف ظاہر ہوا تو حضرت عثمان کی کیا تقصیر غیب کی بات انکو کس طرح معلوم ہوتی انہون نے اس پر بھی سکوت نکیا مگر اس قدر کہ بدگویون کی تہمت تحقیق کو پہنچے کیونکہ عاملون اور حاکمون کے دشمن بہت ہوا کرتے ہین خصوصاً رعایا کی زبان بے صرفہ ان کے حق مین جاری ہوتی ہی عاملون اور کارکنون کو معزول کرنے مین جلدی کرنی ملک و سلطنت کی خرابی کا سبب ہی جب بعضون کی خیانت اور شناعت تحقیق کو پہنچی جیسے ولید سو اسیوقت اس کو معزول فرمایا اور معاویہ تو حضرت عثمان کے زمانے مین فساد اور بغاوت نہ کی تھی تا اس کو معزول کرین بلکہ غزوہ روم اور کئی فتوحات اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوئین اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان کی شہادت کے کنارہ گزین ہوا اور اصلا ان جنگون مین جو جناب امیر کے مخالفون سے ہوے دخل نہ دیا اسی جگہہ سے اس کے حسن حال و صلاح مآل پر لیے لیجا سکتے ہین - اور اسکی شکایتین خود مدینے مین پہنچی تہین دے سب عبداللہ بن سبا کے اور اس کے یارون کے طوطے تھے اور محمد بن ابی بکر نے جب عبداللہ بن سعد کو پکڑا حضرت عثمان بھی البتہ ابن سعد کی تذلیل و اہانت کی بالجملہ جناب ذوالنورین کے ذمے پر جو باتین واجب تھی انہون نے ادا کی - جب تقدیر انکی تدبیر کے موافق نہین تھی فتنہ و فساد کا دروازہ بند نہو سکا - ان کا حال قدم بقدم جناب امیر کے حال کا سا ہی کہ آپ بھی ہر چند ریاست و خلافت کے انتظام مین بڑی تدبیرین عمل مین لائین لاکن جب تقدیر مساعد نہوی وے تدابیر کرسی نشین نہوئین - اور عاملون کے باب مین بھی حضرت امیر اور حضرت عثمان کا حال ایکہی طور پر ہے - ہان اس قدر فرق ہے کہ حضرت عثمان کے عاملون نے انکے ساتھہ تسلیم و انقیاد اور محبت و وفا کے ساتھہ پیش آتے اور بڑے بڑے عمدہ کا موںکا سرانجام دیتے تھے اور خمس و غنایم کی درپی دارالخلافت مین اس قدر روانہ کرتے تھے کہ سب اہل اسلام اسی مال و زر کے سبب مستغنی ہوکے عیش و تنعم کی داد دے رہے تھے آخر وہی ثروت و مالداری وفساد و بغاوت کی سبب ہوی - اور حضرت امیر کے عاملون کی یہہ حالت تھی کہ ہرگز آپکے مطیع و منقاد نہین تھے اور اکثر ہر طرف سے شکست کھاتے اور باوصف ظلم و خیانت کے دارین کی رسوائی حاصل کرکے بہاگتے تھے جناب امیر کے اقارب اور بنی اعمام کا حال بھی بھی تھا دوسرون کا تو کیا ذکر - اگر یہہ بات باور نہو کتاب نہج البلاغت مین جو شیعہ کے پاس اصح الکتب ہوا ہے حضرت امیر کا نامہ جو اپنے ابن عم کو رقم فرمائے ہین دیکہا چاہیے اور یہہ نامہ حضرت امیر کے اشہر نامجات سے ہی جو امامیہ کے اکثر کتابون مین موجود ہے اس نامہ کرامت شمامہ کی عبارت یہہ ہی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَشْرَکْتُکَ فِیْ اَمَانَتِیْ وَجَعَلْتُکَ

امّا بعد فانی اشرکتک فی امانتی وجعلتک شعاری وبطانتی ولم یکن
فی اهلی رجل اوثق منک فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانة الی آخر اس عبارت
مین تامل کیا چاہیئے کہ جناب ایسکے حسن ظن اس روسیاہ کے حق مین کس مرتبے مین ہی فلما رایت
الزمان علی ابن عمک قد کلب والعدو قد حرب وامانة الناس قد خربت وهذه الامة قد
فتکت وشغرت قلبت لابن عمک ظهر المجن ففارقته مع المفارقین وخذلته مع الخاذلین
وخنته مع الخائنین فلا ابن عمک واسیت ولا امانة ادیت وکان لم تکن الله تریده بجهاد
وکان لم تکن علی بینة من ربک وکانک هذه الامة عن دینها وتنوی غرهم عن فیئهم فلما
املکتک السدة فی خیانة الامة اسرعت الکرة وعاجلت الوثبة واختطفت ما قدرت
علیه من اموالهم المصونة لارامله وایتامهم اختطاف الذئب الازل دامیة المعزی
الکسیرة فحملته الی الحجاز رحب الصدر بحمله غیر متاثم من اخذه کانک لا ابالک
احرزت الی اهلک تراثک من ابیک وامک فسبحان الله اوما تومن بالمعاد
اوما تخاف من نقاش الحساب ایها المعدد ممن کان عندنا من ذوی الالباب
کیف تسیغ طعاما وشرابا وانت تعلم انک تاکل حراما وتشرب حراما و
تبتاع الاماء وتنکح النساء من اموال الیتامی والمساکین والمومنین والمجاهدین
الذین افاء الله علیهم هذه الاموال واحضرهم هذه البلاد فاتق الله وارددد
الی هولاء القوم اموالهم فانک ان لم تفعل فامکنی الله منک لاعذرن الی الله
فیک ولاضربنک بسیفی الذی ما ضربت به احدا الا دخل النار
اس نامے کے تمام مضمون مین تامل کیا چاہیئے اس عامل روسیاہ کی خیانت وخیانت دیکھنا چاہیئے
کہ ہرگز خیانت وخیانت حضرت عثمان کے کسی عامل سے بھی منقول نہوی خصوصاً عامل کہا جانا اور

سے بھاگ جانا۔ اور حضرت امیر کے عاملون سے منذر بن جارود عبدی بھی بڑا چور اور خاین نکلا اسکی خیانت ظاہر ہوی پر جناب امیر نے اسکے نام سے بھی ایک پسندنامہ رقم فرمایا وہ نامہ بھی اس جناب کے مشاہیر کتب سے ہی نہج البلاغت مین اور امامیہ کی دوسری کتابون مین مسطور ہے اس ارشادنامے کی عبارت یہہ ہی اَمَّا بَعْدُ فَاصْلَحْ اَیْکَ غَرَّنِیْ مِنْکَ وَظَنَنْتُ اَنَّکَ تَتَّبِعُ هَدْیِیْ وَتَسْلُکُ سَبِیْلِیْ فَاِذَا اَنْتَ فِیْمَا اِلَیَّ عَنْکَ لَا تَدَعُ لِهَوَاکَ اِنْقِیَادًا وَلَا تُبْقِیْ لِاٰخِرَتِکَ عَتَادًا تَعْمُرُ دُنْیَاکَ بِخَرَابِ اٰخِرَتِکَ وَتَصِلُ عَشِیْرَتَکَ بِقَطِیْعَةِ دِیْنِکَ اِلَی الْکِتَابِ الْمُکَرَّمِ حاصل کلام اہل سنت کے پاس اس باب مین حضرت عثمان اور حضرت علی کے درمیان کچھ فرق نہین ہے کیونکہ ان ہر دو خلیفہ برحق کے ذمے پر جو بات واجب تھی انہون نے ادا کی اور اپنے حسن ظن سے ان لوگونکو عامل ٹھہرایا علم غیب تو خاصہ خدا تعالی ہی اور جو لوگ کہ ظاہر مین اچھے اور باطن مین خراب اور نفاق پیشہ تھے جب تک وحی خدا آئی انبیا بھی انسے دہوکا کھائے ہین قولہ تعالی وَلِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی مَا کَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَا اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ یعنے خدا ایسا نہین کہ مومنون کو چھوڑ دے جس پر تم ہو یہان تک کہ تمکو جدا جدا کرے بد کو نیک سے ۱۲

اور امامیہ کو حسن ظن ضرور نہین ہے کہ حسن ظن مین خطا نکرے اور ہر شخص سے جو کچھ اس سے آیندہ صادر ہونیوالا ہی جان لے لیکن شیعہ کے پاس ایک فرق عظیم ہے وہ یہہ ہی کہ حضرت امیر تو خیانت ظاہر ہونے اور عمل پر مسلط کرنیکے آگے جانتے تھے کہ فلان خاین ہی اس سے خیانت ظاہر ہوویگی کیونکہ شیعہ کے پاس ائمہ کو ماکان ومایکون کا علم ہونا ضرور ہے اس مسئلہ پر انکا اجماع ہوا ہے اور محمد بن یعقوب کلینی اور انکے دوسرے علماون نے روایت متنوعہ وطرق متعددہ سے اس مسئلہ کو ثابت کیا ہی پس حضرت امیر نے شیعہ کے پاس دیدہ ودانستہ خاینون اور مفسدون کو مسلمانون کے والی ٹھہرایا آخر وے مال کھاجاکے اور مسلمانون کے حقوق لیکے بھاگ گئے سواے پندنامے کے اسکا تدارک نہو سکا بخلاف عثمان بن عفان کے تو نادیدہ اور نادانستہ محض اپنے حسن ظن سے لوگونکو عامل دی اور ان سے خیانتین ظاہر ہوین اور عثمان ذوالنورین نے اپنے کیے پر پشیمان کھینچی اور زیاد زنازاد جو حضرت امیر کا عامل تھا آخر اس جناب سے اور ہر دو صاحبزادہ معلی القاب سے بڑی نمک حرامی کی اور اسیکا پوتہ بنہاد عبداللہ بن زیاد جب یزید کے وقت کوفے کا حاکم ہوکے آیا صدمہ کربلا مین حضرت امام ہمام حسین رضی اللہ عنہ پر کیا کیا ظلم وستم کیا مشہور آفاق ہے۔ غرض اس زیاد زنازاد کا قصہ دراز ہے صاحب اثنا عشریہ نے اس مقام مین بفصل لکھا ہی اندیشہ طوالت سے یہان مذکور نہوا جس کو مطلوب ہو اس مین دیکھہ لے۔ **دوسرا طعن** یہہ کہ مروان کا باپ حکم ابی العاص ایک تقصیر کرنیکے سبب سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مدینہ سے اخراج کا حکم فرمایا تھا عثمان بن عفان نے اپنی خلافت

مین پھرانی کو مدینے مین بلوایا - جواب اس کا یہہ ہی حکم نے حضرت کے زمانے مین منافقون کے ساتھہ دسیسہ کاری اور مسلمانون مین فتنہ انگیزی اور کافرون کی اعانت کرنیسے حضرت نے اس کو اخراج فرمایا تھا حضرت کی وفات کے بعد شیخین کریمین کی خلافت مین اسلام کا غلبہ اور کفر کا زوال اور نفاق کا بطلان اس درجے کو پہنچا کہ کفار و منافقین کا نام و نشان عموماً بلاد حجاز مین خصوصاً مدینہ منورہ مین بحیثیت شیطان سے بھی کمیاب ہوگیا - اصول کا قاعدہ ہی ہی کہ اَلْحُکْمُ الْمَعْلُوْلُ بِالْعِلَّۃِ یَرْتَفِعُ عِنْدَ اِرْتِفَاعِھَا پس حکم کے اخراج کا بھی مرتفع ہوا - اور شیخین کریمین نے اپنی خلافت مین اسلئے اس کو مدینے مین آنے نہ دیا کہ ہنوز فتنہ و فساد کا احتمال قایم تھا کیونکہ حکم بنی امیہ سے تھا اور شیخین معظمین بنی تیم اور بنی عدی سے - کہین جاہلیت کی عداوت سے اسکا عرق حمیت جوش مین نہ آوے اور مسلمانون مین موشگ دوانی نکرے - عثمان بن عفان تو حکم کے بھتیجے تھے جب انکی خلافت کی نوبت پہنچی ان کو اطمینان کلی ہاتھہ آیا اس لئے پھر اس کو مدینہ منورہ مین بلوایا اور صلہ رحمی کی اور خود عثمان ذوالنورین سے لوگون نے سوال کیا کہ حکم کو آپ نے پھر مدینے مین کس لئے بلوایا - تب انہون نے ایسا جواب شافی دیا کہ مین نے اسکو مدینہ منورہ مین بلوانے کے لئے حضرت کی مرض موت مین آپسے اجازت لی تھی - جب ابوبکر صدیق خلیفہ ہوے یہہ بات انسے کہی تو انہون نے اس پر شاہد طلب کیا جب مین نے شاہد نہین رکھتا تھا خاموش رہا - جب عمر فاروق مسند خلافت پر بیٹھے انکی خدمت مین بھی یہہ مقدمہ ظاہر کیا اس ارادے سے کہ شاید تمھا میری بات قبول کرین انہون نے بھی ویسا ہی گواہی چاہی مین نے سکوت کیا جب مین ہی خلیفہ ہوا اپنے علم یقینی پر عمل کیا اور عثمان ذوالنورین کے اس مقولے کی شہادت صحیح روایت سے اہل سنت کے کتابون مین موجود ہے وہ یہہ ہے کہ حضرت نے اپنے مرض موت مین فرمانے لگے کہ کاش اسوقت میرے پاس ایک مرد صالح آوے تا اس سے کلام کرون تب ازواج مطہرات اور محل کے دوسرے خدام عرض کیے کہ یا رسول اللہ کیا صدیق اکبر کو بلایا چاہتے فرمایا نہین پھر عرض کی کیا عمر فاروق کو حاضر کرین فرمایا نہین - پھر عرض کی کہ کیا علی مرتضی کو طلب کرین فرمایا نہین پھر عرض کی کہ کیا عثمان ذوالنورین کو بلواوین فرمایا ہان - جب عثمان ذوالنورین حاضر ہوے انسے خلوت کی اور دیر تک انسے آہستہ باتین کین عجب نہین کہ اس سرگوشی مین جو لطف و کرم کا وقت تھا جناب ذوالنورین نے اس گنہگار کی سفارش کی ہو اور حضرت قبول فرمائے ہون اور دوسرا اس پر مطلع نہوا اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ حکم نے اپنی آخر عمر مین نفاق اور فساد سے توبہ کیا تھا چنانچہ اسکے بعد اس سے کوئی بیجا حرکت وقوع مین نہ آئی - اور جب وہ پیر فرتوت بھی ہوگیا تھا اسکے قویٰ بے قوت ہوگئے تھے سو فتنے کا خوف بھی باقی نہ رہا پس ایسے

اسکو مدینہ مین بلوانا ایسا ہی کہ جیسا اجنبیہ زال فرتوت دیوثکل پر نظر کرنے کہ اصلا محل طعن کا نہین بلکہ تیر طعن عثمان بن عفان نے اپنے گھر والون اور قرابتدارون کو مال خطیر دیا اور اسراف حد سے گذرانا اور بیت المال کو خراب کیا - جب حکم بن العاص کو مدینہ مین بلوایا اس کو ایک لاکھ درہم دیا - اور مدینے کے بازار و نخاعشر اور محصول وغیرہ اس کے بیٹے حارث بن الحکم کے تحویل کیا - امر افریقیہ کا خمس مروان کو دیا - اور عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العاص بن امیہ جب مکہ معظمہ سے اسکے پاس آیا اسکو تین لاکھ درہم انعام دیے اور اپنی ایک دختر کو ایسے دانہ مروارید عنایت کیے کہ جنکی قیمت تاجرون اور جوہریون کے حساب سے گذری تھی اور دوسری دختر کو ایک حقیری مجر جو یاقوت وجواہر سے مرصع تھی اور اسکی قیمت نہایت گران تھی بخشش کی - اور اکثر بیت المال سے اپنی عمارتین بنانے اور باغات اور زراعت کی زمین لینے مین صرف کیا - عبداللہ بن ارقم و معیقیب دوسی نے جو عمر بن الخطاب کے زمانے سے بیت المال کی خدمت داروغگی رکھتے تھے اس سے استعفا کرکے چھوڑ دی - تب ناچار ہوکے وہ خدمت زید بن ثابت کو دی - اور ایک روز بیت المال کی تقسیم کے بعد جو باقی رہا وہ سب زید بن ثابت کو بخشا وہ بھی لاکھ درہم سے زیادہ تھا - ظاہر ہے کہ اپنے خاص مال مین اسراف و تبذیر کرنے والا شرع مین مطعون وملام ہی پھر اسکا حال کیا پوچھیے کہ مسلمانون کے مال مین ایسی مسرفی اور حق تلفی کرے **جواب** اس انفاق کثیر کو بیت المال سے قرار دینا اور طعن کا محل ٹھہرانا صریح افترا اور بہتان ہے - حضرت عثمان ثروت اور مالداری جو اپنی خلافت کے آگے کہتے تھے سو مشہور ہے - حضرت عمر کی اخیر خلافت مین جب ہر طرف سے بہت سی فتوح آکے تقسیم پانے لگے کوئی ثروت اور وسعت ہاتھ نہ دی چنانچہ بعضے فقرائے مہاجرین جو حضرت کے زمانے مین نان شبینہ کے محتاج تھے ایسے مالدار ہوے کہ ایک ایک فرد کا زکوۃ اسی ہزار درہم نکلتا تھا - اور حضرت امیر کو بھی وسعت تمام ہاتھ دی تھی جب ہر ہر کو وسعت ہوی - سب کے سب عمارات اور زراعت و باغات پیدا کیے تھے یہ ایسی بات ہے کہ کسی پر پوشیدہ نہین - اور حضرت عثمان تو آگے ہی سے غنی تھے اور انکی بڑی تجارت جاری تھی پس اس وقت بڑے مالدار ہوے تھے اور انکا یہ خرچ و بخشش محض اپنے قبیلہ پر نہین تھی بلکہ انواع صدقات و خیرات مین بھی صرف کرتے تھے چنانچہ ہر جمعہ کے دن ایک بردہ آزاد کرتے اور ہر روز مہاجرین و انصار کی ضیافت بڑی تکلف سے کرتے اور سب کو جمع کرکے طعام تکلف کھلواتے تھے - چنانچہ امام حسن بصری سے منقول ہے کہ[1] شِدَّتُ مُنَادِی عُثْمَانَ یُنَادِی یَا اَیُّهَا النَّاسُ اغْدُوا عَطِیَّاتِکُمْ فَیَغْدُوْنَ فَیَاْخُذُوْنَهَا وَافِرَةً یَا اَیُّهَا النَّاسُ اغْدُوا عَلٰی اَرْزَاقِکُمْ فَیَغْدُوْنَ فَیَاْخُذُوْنَهَا وَافِیَةً حَتّٰی وَاللّٰهِ

لَقَدْ سَمِعْتُهُ اِذْ نَادٰی یَقُوْلُ اِغْدُوْا عَلٰی کُسُوْتِکُمْ فَتَاْخُذُوْنَ الْحُلَلَ وَاِغْدُوْا عَلَی السَّمْنِ وَالْعَسَلِ وَقَالَ الْحَسَنُ اَرْزَاقُ دَارَةٍ وَخَیْرٌ کَثِیْرٌ رَوَاہُ اَبُوْعُمَرَ فِی الْاِسْتِیْعَاب اور جناب ذوالنورین کے نفقات وعطیات اور جود وسخا کتب تواریخ سے دیکھنا چاہئے۔ جود وعطا وانفاق فی سبیل اللہ کسی نے بھی اسراف نہیں کہا حدیث صحیح میں آیا ہے کہ لَا سَرَفَ فِی الْخَیْرِ ظاہر ہے کہ اپنے خویش واقارب پر خرچ کرنے میں دو ثواب ہیں صحیح حدیث میں آیا ہے کہ مسکین کو صدقہ دینے میں ایک ثواب اور اپنے قرابتداروں کو دینے میں دو ثواب ہیں صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی اور قرآن مجید میں بھی اقارب کو دوسرے مصارف پر مقدم کئے ہیں۔ قولہ تعالیٰ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ اور امام احمد نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہ عثمان ذوالنورین نے صحابہ کی ایک جماعت کو کہ جس میں عمار بن یاسر بھی تھے بلوایا اور فرمایا کہ تم سے سوال کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ راست کہو کیا تم جانتے ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخشش وعطا میں قریش کو دوسرے لوگوں پر تقدیم وترجیح دیتے تھے پھر بنی ہاشم کو دوسرے قریش پر سب اصحاب نے سکوت کیا پس جناب ذوالنورین نے کہا کہ اگر میرے ہاتھ جنت کی کنجیاں دیوین البتہ میں بنی امیہ کو دوگنا اتنے کوئی بھی باہر نہ ہے سب کے سب بہشت میں داخل ہوویں۔ اور حضرت عثمان کے ان سب انفاقات کو بیت المال سے سمجھنا محض تعصب وعناد ہے اور خود جناب عثمان سے جب لوگوں نے اس باب میں سوال کیا تو جواب دیا کہ خلافت کے آگے جو مال میرے پاس تھا تم سے پوشیدہ نہیں اور میرا بذل وانفاق بھی تم جانتے ہو پس ایسے عیب سے اور ملنے جو عدالت اور تقویٰ سے دور ہیں کس لئے میرے ساتھ کرتے ہو۔ اب ہم شرح ان قصوں کی جو مذکور ہوئے بیان کرتے ہیں۔ **مخفی** نہ رہے کہ یہ قصے جو شیعہ نقل کرتے ہیں سراسر غلط وخبط سے خبر دیتے ہیں قصہ کچھ اور ہے وے روایت کرتے ہیں کچھ اور۔ کسی قصے کی روایت میں بھی بیت المال کا ذکر نہیں آیا جو کہ مروی ہے سو بھی ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے فرزند کا نکاح حارث بن حکم کی دختر کے ساتھ کیا سو اپنے مال سے ایک لاکھ درہم رسم ساچق کی طور پر بھیجا۔ اور اپنی دختر کا ازدواج کہ جس کی کنیت ابان تھی مروان بن حکم کے ساتھ کیا اس کے جہیز میں ایک لاکھ درہم دیا۔ یہ بھی خاص مال سے تھا نہ بیت المال سے اور رہا دنیا صلہ رحمی جو ہے جو خواص وعوام کے پاس محمود اور عند اللہ وعند الناس خوبی ونیکی کے ساتھ مشہور ہے اور خمس افریقہ مروان کو دیا جو کہتے ہیں یہ بھی غلط محض ہے اصل قصہ یہ ہے کہ حضرت عثمان نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہمراہ سوار اور پیادوں سے ایک لاکھ سپاہ کا لشکر زمین مغرب کی فتح کے واسطے بھیجا شہر افریقہ کے قریب جو مغرب کا پایۂ تخت ہے جب جنگ واقع ہوا اہل اسلام نے بڑی کوشش وکوشش کے بعد فتح پائی اور بہت سا

غنیمتین ہاتھ لائین - عبداللہ بن سعد نے اس کا خمس جو نقد پانچ لاکھ اشرفی اس ملک کے رائج الوقت تھین
خلیفے کے حضور مین روانہ کین - اور اسی خمس کی بابت سے لباس و اثاث اور اسلحہ و مواشی کی قسم سے
جو باقی رہا دار الخلافت کے بعد مسافت کے سبب سے جو کئی مہینون کی راہ تھی اور اس کی باربرداری کے لئے خرچ
کثیر کی ضرورت اور مشقت عظیم کی حاجت تھی بھیج نہ سکا اور ایک لاکھ درہم کی قیمت سے فروخت کرنا چاہا تو مروان
خرید کیا اور مروان سے اسکا اکثر مبلغ بھی وصول کر کے مدینہ کی طرف بھیجدیا اور اس اسباب کی قیمت سے تھوڑا
سا مبلغ جو مروان کے ذمے پر باقی تھا وصول نہوا اس اثنا مین مروان نے اس غنیمت کا خمس لیکر ہمراہ لیکے مدینہ
منورہ کا قصد کیا اور عبداللہ بن سعد سے اقرار کیا کہ مین داخل مدینہ ہوتے ہی اس اسباب کی قیمت جو میرے
ذمے پر باقی ہے خلیفے کے حضور مین پہنچا دیتا ہون - اور عبداللہ بن سعد کا لشکر جو مغرب کی طرف روانہ ہوا تھا
جنگ کی صعوبت اور اس ملک کی بُعد مسافت اور مدت مدید منقضی ہونے اور راہین بند ہو جانے کے سبب سے مدینے
کے لوگ نہایت تب و تاب مین تھے کیونکہ کسی کا بھائی کسی کا بیٹا کسی کا شوہر یا دوسرا قرابتی اس لشکر مین داخل تھا
اور انکی کچھہ خبر بھی نہ رکھتے تھے ہان مجملا اتنی بات سنی تھی کہ غنیم پُر زور اور جنگ نہایت سخت ہی اور بہت سے
لوگ شہید ہوے ہین اسلئے سب مدینے والون کی حواس پراگندہ اور بہت مضطر اور بے آرام تھے ایسے مین جب
مروان نے وہ مبلغ قطیر و متاع کثیر اپنے ہمراہ لیا ہوا وارد مدینہ ہوا اور اہل لشکر کے اخبار و خطوط اور بشارت
و تہنیت ہر ہر گھر کو پہنچائی - گویا سب مدینے والون کو ایک عید جدید و شادی مزید حاصل ہوی تواریخ مین دیکھا
چاہئے کہ اس روز مروان کے حق مین مدینے والون نے کیا کیا دعائین کین اور کیا کیا اس نالایق کی تعریفین اپنی
زبان پر لائین - اور وہ ناہنجار تو ابھی کوی فعل شنیع مصدر نہوا تھا اس کے ان کاموں کو ضبط کر دے لیکن
مروان نے باوجود بعد مسافت اور خطر راہ کے وہ مبلغ کثیر کمال حفاظت کے ساتھ لے آیا اور امانت کو سلامت
پہنچایا اور سب مدینے والون کو خوش کیا اس کے بدلے مین خمس بابت کا جو مبلغ اس کے ذمے پر باقی تھا حضرت
عثمان نے اسکو بخش دیا - امام کو تو یہ بات مناسب ہے کہ بشمون اور جاسوسون اور دوسرے ایسے لوگون کو
کہ جنسے مجاہدون کے دلون کو تقویت اور پس ماندگون کے خاطر کو طمانیت حاصل ہو - بیت المال سے انعام
دیوے اور معہذا یہ کام حضرت عثمان سے صحابہ کبار کے حضور مین اور سب مدینے والون کی خوشی کے موافق
واقع ہوا پس اصلا محل طعن نہین ہوتا ہے اور اس جگہہ یہ دقیقہ بھی معلوم کیا چاہئے کہ انعام و اعطا اور
بذل بخشش جس مال سے کہ وقوع مین آوے دیکھا جاتا ہے کہ اس کی نسبت اس بین کے ساتھ کیسی

اگر کسی نے لاکھ روپیون سے ایک روپیہ یا لاکھ سے ایک سو یا ایکہزار روپیہ کسیکو دیوے اسکو اسراف نہین کہتے ہین کیونکہ لاکھ کے سات ہزار کی نسبت ایسی ہے جیسے دس کی نسبت ہزار کے ساتھ اور سب امور عقلیہ وحسیہ مین نسبت کی رعایت کرنی مقتضا عقل کا بھی ہی اور حکم شرع کا بھی مثلاً اگر ایک معجون بھی دس چار چیز اور ایک سو یا دو چیزون ڈال کے ترکیب دین ہرگز اس معجون کو مفرط الحرارت نکہینگے اور شرع بھی اگر کسی جگہہ لاکھون روپیون کا خراج ہو اس جگہہ سے پچاس ہزار روپے لیوین تو عین عدل والصاف ہی اور اس کو ظلم واجحاف کہنا حکم شرع کا خلاف اور علی ہذا القیاس زکوٰۃ کے مقدارین اور دوسرے شرعی اندازون اور غنیمت کو تقسیمون مین نسبت کی رعایت ملحوظ ہے کہ ایک مبلغ خطیر کے بہ نسبت وہ مبلغ جو اس سے نکالا گیا ہے ایک چیز بے قیمت کا حکم رکھتا ہی پس اگر حضرت عثمان کے انفاقات کو بہ نسبت اس کے جو انکے وقت مین بیت المال مین داخل ہوتا اور تقسیم پاتا تھا اگر ملاحظہ کرین ہرگز اسراف نکہین گے ہان اگر اس مال مجموع کی نسبت پیش نظر نہ رکھہ کے فقط ان کے اخراجات کو دیکھین تو اسراف معلوم ہوتا ہے لاکن جب تمامی امور عقلیہ وحسیہ وشرعیہ مین نسبت کا لحاظ نہ رکھہ کے حکم کرنا جب مردود ونامقبول ہی اس جگہہ کس طرح مقبول ہوویگا۔ اور وہ جو کہتے ہین کہ حضرت عثمان نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو تین لاکھ درہم انعام دیے یہہ بھی غلط ہے۔ تواریخ معتبرہ سے ثابت ہی کہ یہہ مبلغ اسکو بیت المال سے قرض دیکے اس کے ذمے پر لکھا تاکہ پھر لیوے چنانچہ جب معزیون نے جناب ذوالنورین پر محاصرہ کیا تھا اور یہہ مذکور درمیان آیا تو حضرت ذوالنورین نے انکو یہی جواب دیا۔ اور آخر عبداللہ بن اسید نے وہ مبلغ بیت المال پہنچا دیا۔ اور وہ جو کہتے ہین کہ حارث بن حکم کو مدینے کے بازار پر مقرر کیا اسنے اسکا عشر اور محصول وغیرہ لیکے اپنے تصرف مین لایا یہہ بھی غلط ہے بلکہ صحیح بات یہی ہے کہ حضرت عثمان نے حارث کو محتسبون کے طور پر مدینے کے بازار کا داروغہ ٹھہرایا تھا تا نرخ سے خبردار رہے اور غاد خیانت اور غش وظلم وتعدی واقع ہونے اور ناپ تول مین کمی وزیادتی کرنے نہ دیوے۔ اس نے دو تین روز اس خدمت پر قیام کیا تھا ایسے مین شہر والون نے یہہ شکایت لائی کہ خرمے کے تخم اپنے ہی اونٹون کے لئے خرید کیا اور ون کو خریدنے نہ دیا اسلئے دوسرون کے اونٹ بھوکے رہگئے حضرت عثمان نے یہہ سنتے ہی اس کو بہت زجر وتوبیخ کرکے اس خدمت سے معزول کیا اور شہریون کو تسلی دی اس مین حضرت عثمان کی طرف کونسا عیب عاید ہوتا ہی بلکہ یہہ ان کا کمال انصاف ہی کہ حارث کے ساتھہ انکو باوجود قرابت قریبہ رہنے کے اسکی شکایت سنتے ہی معزول کر دیا اور ابن ارتم اور معیقیب بیت المال کی داروغگی سے دست بردار ہونیکے باب مین شیعہ جو طعن کرتے ہین اس مین بھی جھوٹ اور تلبیس داخل کی ہین صحیح یہہ ہی

کہ وے ہر دو اپنے بڈھاپے کے سبب سے اس کام کی سرانجامی ندے سکھ کے اس خدمت سے استعفا چاہی
ت حضرت عثمان نے یہہ خطبہ پڑہا کہ ایُّھا النَّاسُ اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اَرْقَمَ لَمْ یَزَلْ عَلٰی خَزَائِنِکُمْ
مُنْذُ مَاتَ اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ اِلَی الْیَوْمِ وَاِنَّہٗ قَدْ کَبُرَ وَضَعُفَ وَقَدْ وَلَّیْنَا اَمْرَہٗ زَیْدَ بْنَ الثَّابِتِ
اور وہ جو کہتے ہین کہ حضرت عثمان نے بیت المال کا مبلغ اپنی زراعت اور باغات اور عمارات مین لگادیا
یہہ بھی جھوٹ اور افترا ہے بلکہ حقیقت الامر یہہ ہے کہ حضرت عثمان کو مال کے بڑہانے مین جو علم دیا گیا تھا اس کے
بعد کسی کو یہہ بات میسر نہوی کہ وجہ حلال سے بے تعب و مشقت باعزت و حرمت اس قدر مال پیدا کیا ہوا اور
اسکو اللہ تعالی کی مرضیات مین خیرات و مبرات مین صرف کیا ہو اور نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ کا مصداق
پڑا ہو کما لایخفی - حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے آگے بھی بہت سا مال پیدا کیا تھا اور اقسام کی تجارت کرواتے
تھے اور خلافت کے بعد انکی خاطر مبارک مین یہہ تدبیر آئی کہ جس جگہ افتادہ زمین دیکھتے خواہ سواد عراق مین
ہو وے یا حجاز مین اس کو زراعت سے آباد کرنا چاہتے - اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو زراعت اسباب
و آلات دیکے اس جگہہ رکھتے تا اس زمین کو معمور کرین اور اسکے محصول سے اپنا قوت ٹھہراوین - اور باغات
تیار کرنے اور درخت میوہ دار لگانے اور کوین کھودنے اور نہرین جاری کرنے مین مشغول ہووین - یہان تک کہ عرب
کی زمین جو ویران اور بے رونق تھی انکے زمانے مین ایسی سرسبز و شاداب ہوی کہ مازندران اور کوکن اور کشمیر کا حکم
رکھتی تھی کہ ہر جگہہ مصفا چشمے اور جاری نہرین اور میوہ دار درخت اور طرح طرح کی زراعتین نمایان ہوین اور
جابجا ایسی آبادی ہوئے اور ہر جنگل مین ان کے غلام اور مواشی رہنے سے چوری اور رہزنی بالکل موقوف ہوگئی تھی
اور درندون کا ضرر جیسے باگھہ ریچھہ وغیرہ کا معدوم ہوگیا تھا - اور مسافرون کے اترنے کی جگہہ اور چارہ پانی اور اناج
میسر آنیکا مقام جابجا تیار ہوا تھا ان سببون سے مسافر اور تجار کمال امن اور خاطر جمعی سے آمد و شد کرتے تھے
اور متاع نفیس اور ہر ملک و ہر اقلیم کے تحفے کمال سہولت و آسانی سے لایا کرتے تھے اور ان ہر دو بات سے یعنے
امن اور رفاہیت میسر آنے اور ہر جگہہ آبادی و زراعت کے ہونے سے انکے مبارک زمانے مین بلاد عرب کے ویران
خرابے عادات اور عجائب واقعات نظر آتے تھے - اور پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ
لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَاٰنْھَارًا اور عدی بن حاتم طائی کو فرمایا تھا کہ اِنْ طَالَتْ بِکَ حَیَاۃٌ
لَتَرَیَنَّ الظَّعِیْنَۃَ تَسَافَرُ مِنْ حِیْرَۃَ النُّعْمَانِ اِلَی الْکَعْبَۃِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ اور جناب ذوالنورین کے زمانے مین
خزانون کی زیادتی اور مال کی کثرت اور لوگون کے تکلفات و ثروت جو واقع ہووین گے حضرت نے بہت سے

حدیثون مین اوسکی بھی خبر دی ہی اور کمال خوشی و بشاشت سے اسکا ذکر فرمایا جب حضرت عثمان اس تدبیر نیک کی بانی ہوے اکثر صحابہ کبار نے بھی اس روش پسندیدہ کو اختیار کیا - ازانجملہ حضرت امیر حوالی ینبع و فدک و زبیر اور دوسرے قریون مین - اور طلحہ غابہ اور اسکے نواح مین - اور زبیر جذف اور ذی خشب اور اسکے ضلع مین بھی عمل شروع کیا اور دوسرے صحابہ بھی علی ہذا القیاس - اور رفتہ رفتہ زمین حجاز مین خصوصًا حوالی مدینہ منورہ مین بڑی آبادانی اور معموری ہوگئی اور بھی کئی سال حضرت عثمان کا زمانہ دراز ہوا تا زمین حجاز مصلاے شیراز کی رشک گلگشت اور گاذرگاہ اور ہرات کی لالہ زار ہوجاتی - مری ہوی زمین کو زراعت سے سرسبز کرنا اور جو زمین کہ کسی کی ملک سے نہو اسپر عمارتین باندھنی جب امام کے حکم سے ہر شخص کو جایز ہے خود امام کو کیونکر جایز نہوگا اور اسکے محصول کو حلال جان کے کسلئے اس مین تصرف نہ کریگا - تواریخ معتبرہ مین روایات صحیحہ مذکور ہین کہ حضرت عثمان زمین کی آبادی اور باغات کی تیاری اور کنوؤن کا کھودنا اور نہرون کا جاری کرنا اپنے خالص مال سے کرتے تھے اور بحکم المال بجر المال کے انکے مداخل ہر روز مضاعف اور زیادہ ہوتے تھے مدینے والون سے ان کے زمانے مین کون ایسا تھا جو زراعت نہین کیا اور باغ نہ لگایا - اور وہ جو کہتے ہین کہ بیت المال سے جو باقی رہا زید بن ثابت کو دیا - یہہ بھی تلبیس اور سچ کے ساتھہ جھوٹ مخلوط ہے - روایت صحیح یہہ ہے کہ حضرت عثمان نے ایک روز مستحقون پر بیت المال کی تقسیم کا حکم فرمایا تقسیم کے بعد ایک ہزار درہم تک باقی رہگئے اور مستحقین تمام ہوکے تب وے ہزار درہم زید بن ثابت کے تحویل کئے تا اپنی صوابدید کے موافق مصالح مسلمین مین خرچ کرے چنانچہ زید بن ثابت نے اس مبلغ کو مسجد نبوی کی مرمت مین صرف کیا - اسطرح ذکر کیا ہے - محب طبری اور دوسرے مورخین اہل سنت نے اپنی تاریخون مین - غرض جس جگہ سنتے ہین کہ عثمان ذوالنورین نے اتنا مال اپنے قرابتداروں کو اور دوسرے مسلمانون کو دیا یا مسجد نبوی کی تعمیر مین اور دوسرے مواضع متبرکہ مین صرف کیا تو اپنی بدگمانی سے یہہ حمل کرتے ہین کہ یہہ سب خرچ بیت المال سے کیا اور لوگون کے حقوق تلف کرکے - اس بدگمانی اور نادانی کا علاج نہین ہے شیعہ کا یہہ کلام اس بات کے ساتھہ مشابہت رکھتا ہی کہ احمد شاہ بادشاہ کے زمانے مین جب دُرانی لوگ شہر دہلی مین آئے اور لوگون کے مال و متاع مین متصرف ہوے جب بازار مین آتے طلائی مسجدین اور منقش عمارتین اور رباطات اور مدرسے جو اس شہر کے امرا سلاطین بنا کئے تھے - دیکھتے تو بے اختیار حسرت و افسوس کے کلمات انکی زبان سے نکلتے اور بعضون کے چہرے مغموم ہوتے - اور اہل شہر سے جب انسے کوی پوچھتا کہ تم کسلئے افسوس کرتے ہو تو جواب دیتے کہ ہماری حسرت اس

اس بات پر ہو کہ بادشاہ کا اس قدر مال کس لئے ضایع ہوا اگر کاش یہ مال ذخیرہ کر رکھتے بادشاہ کے کام آیا ہوتا چوتھا طعن یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو ان کی خدمتوں سے معزول کیا جیسے ابو موسی اشعری کو بصرے کی حکومت سے معزول کر کے انکی جاے پر عبداللہ بن عامر بن کریز کو نصب کیا اور عمر بن العاص کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے انکی جاے پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بھیجا وہ ایسا شخص تھا کہ حضرت کے زمانے مین مرتد ہو کے مشرکون کے ساتھ مل گیا تھا حضرت نے فتح مکہ کے دن اسکا خون مباح فرمایا تھا یہان تک کہ حضرت عثمان ذوالنورین نے اس کو حضرت کی حضور مقدس مین لا کے بڑی کوشش سے اسکی تقصیرین معاف کروائین اور اس نے بیعت اسلام کی - اور عمار بن یاسر کو اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفے کی حکومت سے اور عبداللہ بن مسعود کو کوفے کی قضا اور بیت المال کی داروغگی سے معزول کیا **جواب** اس طعن کا یہ ہو کہ عاملونکا عزل ونصب خلفاء اور ائمہ کے ہاتھ رہا کرتا ہے اور لازم نہین ہے کہ سابق کے عاملون کو ہی بحال رکھین اگر خلفاء ائمہ یہ کام نکرین البتہ محقر ہوین گے ہان کسی عامل کو بے وجہ معزول نکیا چاہئے - اور ان اشخاص کو معزول کرنے مین ایک ایک سبب تھا کہ تواریخ مین مفصل مذکور ہے - جب ان باتونسے اطلاع ہاتھ دیوے حضرت عثمان کی بڑی حسن تدبیر معلوم ہوتی ہے اور فی الواقع انکو معزول کرنا اور انکی جگہون پر دوسرون کو بھیجنا امور مملکت کے بڑے انتظام کا سبب اور بہت سے فتوحات کا موجب ہوا - اور خلافت ایک دوسرا رنگ لی - اسلام کی فوجین اور ولایت واقالیم اور قلمرو اور مملکت مین ایسا عرض وطول پیدا ہوا کہ ہرگز اکاسرہ اور قیاصرہ کے زمانے مین خواب مین بھی نہین دیکھتے تھے - ولایت اسلام کا عرض قسطنطنیہ سے عدن تک اور اسکا طول اندلس سے بلخ اور کابل تک ہوگیا تھا اگر کاش جناب ذوالنورین کے قاتل اور دس بارا سال تک صبر کئے ہوتے ہندوسند اور ترک وچین بھی ایران وخراسان کے مانند یا علی یا علی کا نعرہ مارے ہوتے اور وے اشقیا نہ سمجھے کہ ہر چند حضرت عثمان نے بنی امیہ کو مسلط کیا اور ان ہی کے ہاتھ سے کام لیا لاکن آخر نام محمد وعلی کا ہے اگرچہ خراسان کو عبداللہ بن عامر بن کریز نے فتح کیا لاکن مشہد اور نیشاپور اور طوس اور ہرات مین سواے نعرۂ حیدری کے سنا نہین جاتا ہو - جب حضرت عثمان اور بنی امیہ ترک اور چین اور راجپوتانہ اور ہند وسند مین نہ آئے ان ملکون کے لوگون نے محمد اور علی کو نہ پہچانا دیکھئے کہ رام اور کشن اور گنگا اور جمنا کے سوا دوسرا پیر ومرشد نہین رکھتے ہین چین وخطا اور ترک مین اس قدر بھی نہین کہ ان بزرگون کا نام نامی پہچانے اور انکی تعظیم وتکریم بجا لاوے اب ناچار اس مقام مین ان بندگونکو

ابو موسی اشعری کا قصہ

معزول کردینے اور دوسروں کو نصب کرنے کے وجوہات اجمال کے طور پر بیان کئے جاتے ہیں۔ ابن خطیبہ اور ابن عاشم کوفی اور سمساطی جو شیعہ کے عمدہ مورخین سے ہیں اس افسانہ سرائی پر شاہد لائے جاتے ہیں تا انکے پاس قابل اعتبار ہو۔ ابو موسی اشعری کا قصہ یہہ ہے کہ اگر جناب ذوالنورین انکو معزول نکرتے ایسا فساد عظیم برپا ہوتا کہ اس کا تدارک ممکن نہیں تھا کوفے اور بصرے کے ہر دو لشکر میں ایک اختلاف جو واقع ہوا تھا اسکے بسبب دے ہر دو شہر خراب ہوجاتے۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ حضرت عمر کی خلافت میں ابو موسی اشعری نے جو والی بصرہ تھے فارس کے حدود نزدیک پڑنے اور وہانکے زمینداروں کی شوکت زیادہ رہنے سے جناب خلافتمآب سے مدد چاہی تب جناب فاروق اعظم نے کوفے کے لشکر کو ابو موسی کی مدد پر متعین کرکے حکم لکھا ابھی کوفے کا لشکر ابو موسی اشعری کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ اثنائے راہ سے اسکو حکم لکھا کہ راہ مہرز کے جنگ پر جاؤ۔ وہ فارس اور اہواز کے درمیان ایک بڑا شہر ہے پس کوفے کا لشکر اس طرف متوجہ ہوگیا اور اس شہر والوں پر فتح و نصرت پاکے غارت کیا اور اس شہر کو اپنے تصرف میں لایا اور قلعے کی بھی تسخیر کی اور بہت سا مال و متاع اور عورت بچوں سے بیحساب بندیان ہاتھ آئیں جب یہہ خبر ابو موسی اشعری کو پہنچی تو چاہا کہ تھا کوفے کے لشکر کو ان غنایم کے ساتھ مخصوص نکرے بلکہ بصرے کے لشکر کو جو اس ملک کے جنگ میں بارہا مشقت کھینچی تھی محروم نکرے پس کوفے کے لشکر والوں سے کہا کہ یہ مکانات جو تم نے غارت کئے ہیں میں انکو چھے مہینے کا امن دیا تھا اور مہلت منظور رکھتا تھا معاملہ نو آبی لون اور عہد شکنی بھی لازم نہ آوے۔ اور تکو محض انکے خوف دلانیکے لئے متعین کیا تھا تم نے جلدی کی جب کوفے کے لشکر والوں نے یہہ بات سنی انکار کیا اور کہا کہ امان دینے کی بات محض افترا ہی اور ان کے درمیان بہت زدوکوب واقع ہوا اور ہر دو لشکر کے فیما بین نزاع کھڑا رہا تب لوگوں نے یہہ ماجرا خلیفے کے حضور میں لکھا حضرت عمر نے فرمایا کہ لشکر ابو موسی کے صلحا اور کبرائے صحابہ جو اس جگہ حاضر ہیں جیسے حذیفہ بن الیمان اور برا بن عازب و عمران بن حصین اور انس بن مالک اور سعید بن عمر انصاری اور ایسے ہی اصحاب کرام اس قصے کی دریافت کریں اور امان دینے کی ابو موسی اشعری کو قسم دیکے پوچھیں پس دریافت کے بعد جو حقیقت واقعی ثبوت کو پہنچے لکھ بھیجیں تا اس کے مطابق عمل کیا جاوے۔ پس ابو موسی اشعری نے امان دینی کی بات پر اعیان صحابہ کی حضور میں قسم کھائی اور وے صحابہ جب یہہ حال خلیفے کے حضور میں لکھ بھیجا تب جناب خلافتمآب کی طرف سے حکم آیا کہ وہ مال اور بندی جو اس ملک والوں سے لئے ہیں پھر انہیں واپس دیں اور مدت معین تمام ہونے تک انسے تعرض نکریں اس قصے سے کوفے کے لشکر والوں کا دل ابو موسی اشعری سے اور انکے لشکر کی ایک جماعت سے نہایت

آزردہ ہوا سو خلیفے کے حضور مین پہنچکے انہون نے ظاہر کیا کہ اگر اس نے امان دیا ہوتا یہہ بات بصرے کے لشکر مین البتہ مشہور و معروف رہتی حالانکہ ابتک بصرے کے لشکر سے کسی نے بھی اسبات سے اطلاع نہین رکھتا ہی پس ابوموسی اشعری نے جھوٹی قسم کھائی حضرت عمر نے یہہ بات سنکے ابوموسی اشعری کو اپنے حضور مین بلوایا اور اس کے قسم سے سوال کیا اس نے کہا واللہ مین حق بات پر قسم کھائی ہی جناب خلافتمآب نے فرمایا پھر تو کس لئے لشکر کو ان لوگون پر روانہ کیا یہان تک کہ جو کرنا تھا وے کر چکے تو نے جھوٹی قسم نکھائی ہو تو بھی ملک رانی کی مصلحت مین البتہ خطا کی اور فی الوقت ایسا شخص بھی میسر نہین ہی کہ اس کام کے قابل ہو اور ہم اس کو تیری جائے پر نصب کرین اب تو ہی بصرے کی صوبیداری پر جائے اور وہان کے لشکر کی سرداری پر قیام کیجیئے مین نے تجھے اور تیری قسم کو اللہ تعالی پر سونپ دیا اُس وقت تک کہ دوسرا کوی شخص جو قابل اس کام کے ہو ہماری نظر مین آوے تب تجھکو معزول کر دونگا پس اس اثنا مین حضرت عمر کی شہادت ہو چکی اور خلافت کی نوبت حضرت عثمان کو پہنچی تب بصرے کے لشکر والے بھی ابوموسی اشعری کی شکایت جو داد و دہش مین تنگی کرتے ہین خلیفہ وقت کے حضور مین بار بار لکھنے لگے اور کوفے کے لشکر والے تو آگے سے ہی پر دل تھے پس حضرت عثمان نے سوچھا کہ اگر اب مین اسکو تغیر نہ کرون ہر دو لشکر برہم ہونگے - اور بڑے بڑے عمدہ کامون مین دل نہ دینگے اور ہر دو صوبے خراب ہو جائینگے پس ناچار انکو معزول کر کے عبداللہ بن عامر کریز کو انکی جائے پر نصب کیا یہہ عبداللہ قریش کے بڑے جوانمردون سے تھے اور انکو عالم طفلی مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین لے آئے تھے حضرت نے لعاب مبارک ان کے حلق مین ٹپکایا تھا اسی کے بدولت شہامت و نجابت کے آثار اور سرداری و ریاست کے لوازم و اطوار ان کی نوجوانی مین ان کے حرکات اور اقوال و افعال سے ظاہر ہوتے تھے سو ان کو نصب کرنیسے اس ملک کے کمال انتظام کا سبب اور ہر دو لشکر کے اتفاق کا موجب ہوا - احمد بن ابی یسار نے تاریخ مرو مین روایت کرتا ہی کہ لما فتح عبداللہ بن عامر خراسان قال لاجعلن شکری للہ ان اخرج من موضع ھذا لحم مما فتح من نیسابور و رواہ سعید بن منصور فی سننہ اور عمر بن عاص کو جو مصر سے معزول کیا اسکا سبب یہہ ہی کہ مصر والون نے ان کی بہت سی شکایتین و بیرا خلافت مین لے آئی تہین اور اسکے آگے حضرت عمر کی خلافت مین بھی انکی بعض شکایتین خلیفے کے حضور مین معروض ہونے سے معزول ہوے تھے - جب انہون نے توبہ کیا اور ان باتون سے باز آیا تب فاروق اعظم نے پھر انکو بحال کیا تھا بالجملہ حضرت عثمان نے ابوموسی اشعری اور عمر بن العاص کو معزول کرنیسے ان پر طعن کرنا شیعہ کو زیبا نہین

عمر بن عاص کا قصہ

کیونکہ یہ ہر دو شیعہ کے پاس تو واجب القتل ہین پس کیونکر جایز العزل نہو وینگے اور انکے پاس وہ ہر دو اسلام کی قابلیت نہین رکھتے تھے ریاست اسلام تو کہان - اسیواسطے طریقان اہل سنت اس طعن کو شیعہ کی طرف سے دوسرے رنگ پر تقریر کیا ہے کہ عثمان ذوالنورین نے ان ہر دو کے عزل پر اکتفا کرکے کسلئے انکو قتل نکیا تا تکلیم کے واقعے مین انسے بدسگالی سبب امت اور امام وقت کے ساتھہ واقع نہوتی - اور بعضے طریقان نے اس طعن کا دوسرا جواب اس روش پر دیا ہے کہ حضرت عثمان نے جانا کہ ان ہر دو کو مین قتل کرون تو میری امامت خاص وعام کے پاس ثابت ہوجائیگی کیونکہ علم غیب امام کا خاصہ ہے اور شیعہ کو انکار کی جگھہ باقی نرہیگی لاکن جب حضرت عثمان کے مزاج مین حیا غالب تھی شیعہ کی صریح تکذیب سے شرم کرکے فقط عزل پر اکتفا کیا تا یہہ بات اشارہ ہو اپنی امامت کی صحت پر - اگر یہان شیعہ کہین کہ ابوموسی اشعری جایز العزل ہوتے تو حضرت امیر انکو اپنے طرف سے کس لئے حکم ٹھہراتے تو ہم کہتے ہین کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ یہہ حکم ٹھہرانا بھی بادلی سے تھا نہ اختیار سے اگر بالفرض اختیار سے بھی ہو جب ابوموسی اشعری نے اسکام مین خطا کی معلوم ہوا کہ وہ شخص قابل عزل تھا - **فایدہ جلیلہ** اس جگھہ جانا چاہئے کہ شیخین کے مطاعن شیعہ کے سوائے کوی نہین تقریر کرتے ہین اسواسطے اہل سنت کے کتابون مین یہہ مطاعن شیعہ کے کتب سے منقول ہین اسلئے اکثر شیعہ کے اصول پر چسپان ہوتے ہین برخلاف مطاعن عثمان ذوالنورین کے کہ اکثر شیعہ کے اصول پر نہین بیٹھتے ہین اور اس غیر تطابق کا سبب یہہ ہی کہ حضرت عثمان پر طعن کرنے والے دو فرقے ہین ایک شیعہ دوسرے خوارج پس حضرت عثمان کے مطاعن بھی دو قسم پر ہین ایک قسم شیعہ کے اصول پر دوسری قسم خوارج کے اصول پر منطبق ہوتی ہی اور اہل سنت کی کتابون مین ہر دو قسم کو مخلوط کرکے لاتے ہین بلکہ شیعہ بھی مطاعن کی زیادتی کے لئے اپنے کتابون مین ان ہر دو قسم کو بے تمیز و تفرقہ ذکر کرتے ہین اسلئے حضرت عثمان کی بعض مطاعن جو اہل سنت و شیعہ کے کتب مین موجود ہین شیعہ کے اصول و مذہب پر راست نہین آتے ہین سوا ابوموسی اشعری کے عزل کا طعن بھی اسی بات سے ہے واللہ اعلم - اور عمرو بن العاص کے عزل کا طعن نہ اصول شیعہ پر منطبق ہوتا ہی نہ اصول خوارج پر کیونکہ یہ ہر دو فریق انکی تکفیر کرتے ہین سوان ہر دو فریق کے الزام کے لئے ہم کہتے ہین کہ جس وقت حضرت عثمان نے انکو معزول کیا ہر چند انسے کچھ کفر کے حرکات و کلمات صادر نہوین تھین لاکن شیعہ اور خوارج کے اعتقاد کے موافق جب وے آخر کافر و مرتد ہونے والے تھے انکو معزول کرنا حضرت عثمان کے محض کرامات سے سمجھا جائے معاویہ کو معزول کر دینا تھا کرکے حضرت عثمان سے شیعہ جو خارقہ کہ چھتے تھے انہون نے یہہ کرشمہ یہان بتلایا جو عمر

بن العاص کو معزول کیا - اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو اس کی جگہ پر نصب فرمایا - ہرچند اس نے ابتداے اسلام مین مرتد ہوا تھا - لاکن جب دوبارہ اسلام لایا پھر اس سے کوی اکثر شنیع واقع نہوا بلکہ اسکے حسن تدبیر اور حسن نیت سے تمام مغرب کی زمین مفتوح ہوی اور اس نے بہت سے خزانے حضور خلافت مین بھیجے - اور دور دست کے بلاد کو دارالاسلام بنا دیا - یہان تک کہ مغرب کے جزیرون مین بھی کئی بار غارت کی اور غنیمتین لائین - مورخون نے لکھا ہی کہ اسکے غنایم سے زبرجد کے نقد پچیس لاکھ دینار جمع آئے تھے اور اساس و پوشاک اور زیور و مواشی اور اضاف کا مال اس قدر تھا کہ جس کا شمار نہین تھا - ان سب چیزون کا خمس حضور خلافت مین روانہ کیا سو سب مسلمانون مین اسکی تقسیم ہوی - اور خمس کے چہار حصے جو باقی رہے اپنے لشکر مین بوجہ شروع تقسیم کئے - تب اس کے لشکر مین بہت سے صحابہ و اولاد صحابہ حاضر تھے سب کے سب اسکی سیرت سے بہت خوش ہوے کسی وجہ سے اس کے اوضاع و اطوار پر انکار نکیا انہین سے ہی عقبہ بن عامر جہنی و عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق - و عبداللہ بن عمرو بن العاص - پھر جب حضرت عثمان کے قتل کا فتنہ وقوع مین آیا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے کنارہ لیا اور کسی طرف بھی شریک نہوا اور کہا کہ مین اللہ تعالی سے عہد کیا ہون کہ قتال کفار کے بعد مین ہرگز مسلمانون سے قتال نکرونگا پس اپنی آخر عمر ایسا ہی گذارا - لاکن عمار بن یاسر کی معزولی کی نسبت حضرت عثمان کی طرف کرنی خلاف واقع ہے بلکہ اکثر اہل کوفہ انکی شکایت کرنیسے حضرت عمر نے انکو معزول کیا تھا اور عزل کے بعد یہ فرمائی تھی کہ مَنْ یَعْذِرُنِی مِنْ اَهْلِ الْكُوفَةِ اِنِ اسْتَعْمَلْتُ عَلَيْهِمْ رَقِيقًا اِسْتَضْعَفُوْهُ اِنِ اسْتَعْمَلْتُ عَلَيْهِمْ قَوِيًّا فَجَرَّ وَا اور انکی جگہ پر مغیرہ بن شعبہ کو والی ٹھہرایا - جب حضرت عثمان کی خلافت مین اہل کوفہ مغیرہ بن شعبہ کی بھی شکایتین لے آئین اور انکو رشوت کے ساتھ متہم کیا حالانکہ وہ سب افترا تھا تو چار و ناچار انکی بھی طرف سے حضرت عثمان نے انکو بھی معزول کیا اور ابن مسعود کا احوال انشاء اللہ تعالی عنقریب دوسرے طعن کے جواب مین آیگا کہ انکو کوفے سے مدینے مین بلانے کا کیا سبب تھا ان سب وجوہات کے قطع نظر والی امر کو عاملون کا عزل و نصب پہنچتا ہی یہہ کچھ طعن کی جگہ نہین - ایک صحابی کو بیوجہ اور بے تقصیر معزول کرنا اور غیر صحابی کو اس کی جگہ پر نصب فرمانا حضرت امیر سے بارہا وقوع مین آیا ہی - از انجملہ عمر بن ابی سلیمان ہی جو ام المومنین ام سلمہ کے فرزند اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب ہین حضرت امیر کی جانب سے بحرین کے صوبہ دار تھے سو انکو بے تقصیر اور بے وجہ معزول کیا چنانچہ یہہ بات خود حضرت امیر نے ان کے عزل نامے مین تحریر فرمائی ہے اور اس نامے کی نقل نہج البلاغہ سے حضرت ابوبکر صدیق کے مطاعن مین گذری ہے اور

اسکی جگہ پر نعمان بن عجلان زرقی کو جو صحابی نہین تھا اور علم و تقوی اور عدل و دیانت مین عمر بن ابی سلمہ کے دسوین حصے کو نہین پہنچتا تھا نصب فرمایا - اور قیس بن سعد بن عبادہ کو جو حضرت کے نشان بردار اور صحابی عمدہ اور صحابی زادہ تھے حضرت امیر نے مصر سے معزول فرما کے اس کی جاے پر ما کا اشتر کو نصب فرمایا حالانکہ مالک اشتر نہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ بلکہ فتنہ و فساد کا مصدر رہو کے حضرت عثمان کو شہید کیا - اور طلحہ و زبیر کو قتل کا اندیشہ تبلا کے بغاوت کا باعث ہوا - اور یہہ بات یقینا معلوم تھی کہ جب وہ مدینہ مین پہنچیگا معاویہ ہرگز خموشی نہ لیگا بلکہ مصر پر فوجین روانہ کریگا تب قباحتین رو دین گے اور ایسا ہی اور بھی عزل و نصب حضرت امیر کے ہاتھ سے ہوا ہے لاکن جب عاملون کے عزل و نصب مین امام کی صوابدید معتبر ہے حضرت امیر پر بھی کچھ طعن کی جگہ نہین **پانچوان طعن** عثمان بن عفان نے عبداللہ بن مسعود کا سالیانہ جو عمر بن الخطاب کے زمانے سے مقرر تھا بند کر دیا - اور ابوذر کو مدینہ منورہ سے اخراج کر کے قصبۂ ربذہ کی طرف روانہ کیا - اور عبادہ بن صامت نے معاویہ کو ایک امر معروف کرنیسے اُس پر عتاب کیا اور عبدالرحمن بن عوف کو منافق کہا اور عمار بن یاسر کو اس قدر مارا کہ فتق پیدا ہوا اور کعب بن عبدہ بہزی سے ایک کلمۂ حق صادر ہونے سے اس کی اہانت و تضلیل کی یہ سب اجلۂ صحابہ سے ہین ایسون کی اہانت اہل سنت کے پاس دیانت سے بعید ہے **تفصیل** ان قصون کی یہہ ہے کہ ابوذر غفاری شام مین گئے بعضے قاصدون نے حضرت عثمان کے بعضے کردار کو ناپسندیدہ بنا کے ان کو سنوایا تو انہون نے ان باتون کو یقین جان لیکے برا لکھنا اور ان کے کامون پر انکار کرنا شروع کیا تب معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھا کہ ابوذر نے آپ کو لوگون کے نزدیک حقیر اور لوگون کو آپ کی اطاعت سے باہر کرتے ہین اس واقعے کا مدار کی جلد گئے حضرت عثمان نے معاویہ کو لکھا اَشْخِصْهُ اِلَیَّ مَرْکَبٍ وَعِرٍ وَبِالسَّیْرِ عَنِیْفٍ معاویہ نے اسیطرح انکو مدینہ کی طرف روانہ کیا - جب ابوذر دربار خلافت مین پہنچے جناب ذوالنورین نے ان پر عتاب کیا کہ کس لئے لوگون کو میرے سے متنفر کرتے ہو اور میری اطاعت سے نکالتے ہو ابوذر نے کہا کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب حکم بن العاص کی اولاد تیس مرد کو پہنچیگی تو اللہ تعالی کے مال کو اپنی دولت ٹھہرائینگے اور اللہ تعالی کے بندگون کو اپنے غلام باندی کہینگے اور اللہ تعالی کا دین حیلہ و تزویر اور دغل سے کرینگے جب ایسا کرین اللہ تعالی اُنپر غضب فرماوے اور اپنے بندگون کو انکی بدی سے بچاوے تب حضرت عثمان نے صحابہ حاضرین سے دریافت کی کہ تمہارے سینے یہہ حدیث سُنی ہی سبہون نے کہا کہ نہین پھر حضرت علی کو

بلوا کے پوچھا تب جناب امیر نے فرمایا کہ مین نے خود یہہ حدیث حضرتؐ کی زبان سے نہین سُنی ہولاکن یہہ دوسری حدیث حضرت کی زبان فیض ترجمان سے میرے سننے مین آئی ہے کہ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ صُدِقَ بِلَهْجَةٍ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ پس حضرت عثمان غصہ ہوکے ابوذر کو فرمایا کہ تم اس شہر سے چلا جاؤ تب ابوذر مقام ربذہ مین جاکے رہنے لگے اور اپنی آخر حیات تک وہین رہے۔ اور عبادہ بن صامت بھی شام مین تھے اکیدن معاویہ کے لشکر مین دیکھا کہ اونٹون کی ایک قطار چلی ہے اور ان اونٹون پر شراب کے خم لدے ہین عبادہ بن صامت نے پوچھا کہ یہہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ یہہ شراب ہے معاویہ نے بیچنے کے لئے بھیجی ہے عبادہ نے اسیوقت ایک چھری اپنے ہاتھ مین لیکے اُٹھے اور ہر ہر اونٹ پر جو نچالین لدی تھین انکو پھاڑ دیا یہان تک کہ سب شراب ریزان ہوگئی پھر اہل شام سے حضرت عثمان اور معاویہ کی بدی کرنے لگا۔ تب معاویہ نے یہہ سب ماجرا حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا اور یہہ بھی گذارش کی کہ عبادہ کو جلدا اپنے پاس بلوائیے کیونکہ یہان رہنا ملک اور لشکر کے فساد کا سبب ہوتا ہی حضرت عثمان نے عبادہ کو اپنے پاس بلواکے ان پر عتاب کیا کہ تو کس لئے مجھپر اور معاویہ پر انکار کرتا ہے اور اولی الامر کی اطاعت واجب نہین جانتا ہے عبادہ نے کہا کہ مین حضرت سے سُنا ہون کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ اور عبداللہ بن مسعود کو جب کوفے کی قضا اور خزانہ داری سے معزول کیا اور ولید بن عقبہ کو انکی جاے پر والی ٹھہرایا تب ابن مسعود نے ولید کا ظلم دیکھکر برہم ہوے اور لوگون سے روبرو اس کے عیوب بیان کرنے لگا اور کوفے کی مسجد مین لوگون کو جمع کرکے حضرت عثمان کی بدعتین ظاہر کین اور فرمایا کہ لوگو اگر امر معروف اور نہی منکر نکروگے اللہ تعالی اُن پر غضب فرمویگا اور تم پر بدکارون کو مسلط کریگا اور نیکون کی دعا مستجاب نہوگی اور جب ابوذر کے اخراج کی خبر ابن مسعود کو پہنچی محفل عام مین خطبہ پڑہا اور یہہ آیت حضرت عثمان پر بتعریض کی طور سے تلاوت کی ثُمَّ اَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ولید نے یہہ سب ماجرا جناب خلافت مآب مین لکھا تب حضرت عثمان نے انکو کوفے سے طلب کیا جب ابن مسعود نے مسجد نبوی پر پہنچے حضرت عثمان نے اپنے غلام کو فرمایا کہ انکو مارے سواس غلام نے انکو مارکے مسجد سے باہر کیا اور انکا مصحف چھین لیکے جلاڈالا اور انکے گھر کو ہی انکا قید خانہ ٹھہرایا اور انکا سالیانہ چہار سال تک موقوف رکھا یہان تک کہ ابن مسعود کی موت قریب ہوی تب انہون نے اپنے جنازے پر امامت کرنیکے لئے زبیر کو وصیت کی اور فرمایا کہ عثمان میرے جنازے پر نماز نہ پڑہے جب یہہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی انکی عیادت کے لئے آئے

اور کہا کہ اے ابن مسعود اللہ تعالیٰ سے استغفار کیجئے ابن مسعود نے دعا کی کہ بار خدایا تو غفور ہے اور کریم لیکن عثمان سے درگذر نکر جب تک میرا قصاص اس سے نہ لیوے اور جب سب صحابہ نے عثمان ذوالنورین سے آزردہ ہوے اور عبدالرحمن بن عوف کو حضرت عثمان کی تولیت پر عتاب کیا عبدالرحمن نادم ہوے اور کہا کہ مین نہین جانتا تھا کہ ایسا ہو دیگا اب اختیار تمہارے ہاتھ ہے۔ جب یہہ مقولہ حضرت عثمان کو پہنچا کہنے لگے کہ عبدالرحمن منافق ہے اپنے کہے کا کچھ پروا نہین رکھتا ہے۔ عبدالرحمن نے یہہ بات سنکے قسم کھائی کہ مین جب تک زندہ رہون عثمان کے ساتھ بات نکرونگا پھر اپنی رحلت تک ایسا ہی رہا پس اگر عبدالرحمن منافق تھا تو عثمان کے ساتھ اسکی بیعت صحیح نہوی اگر منافق نہین تھا تو عثمان اس پر نفاق کی تہمت کی سو فاسق ہوے اور فاسق تو قابل امامت نہین۔ اور عمار بن یاسر کو مارنے کا قصہ یہہ ہے کہ صحابہ سے پچاس شخص کے قریب جمع ہوکے ایک نامے مین عثمان کے قبایح لکھے اور عمار سے کہا کہ یہہ نامہ عثمان کو پہنچاے تا شاید کہ وہ متنبہ ہووے اور ان امور شنیعہ سے باز آوے اور اس نامے مین یہہ بھی مرقوم تھا کہ اگر تم ان بدعات سے باز نہ آوین تو ہم تمکو معزول کرین گے اور تمہاری جاے پر دوسرے کو نصب کرین گے جب وہ نامہ حضرت عثمان نے پڑہا مارے غصے کے زمین پر ڈالدیا عمار نے کہا کہ اس نامے کو حقیر نہ جانئے کہ اصحاب رسول نے اسکو لکھا ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ مین آپ کی نصیحت اور خیر خواہی کی راہ سے آیا ہون عثمان نے کہا کَذَبْتَ یَا ابْنَ سُمَیَّہ اور اپنے غلامون کو فرمایا کہ اس کو مارین انہون نے یہان تک ضرب کیا کہ وہ زمین پر گرے اور بیہوش ہوے پھر عثمان خود اٹھے اور ان کے شکم اور انتین کی جگہ لات سے مارے یہان تک کہ اسکو فتق پیدا ہوا پہر وقت کی نماز تک بیہوش رہے افاقے کے بعد دے نمازین قضا کین۔ اول جو فتق کے لئے تبنان پہنا وہی تھا۔ اور بنو مخزوم غصہ ہوکے کہنے لگے کہ اگر عمار اس فتق سے مرے ہم اس کے عوض مین بنی امیہ کے ایک بڑے شیخ کو قتل کرین گے اور عمار اس کے بعد خانہ نشین ہوے یہان تک کہ حضرت امیر خلیفہ ہوے اور کعب بن عبد بہزی کا قصہ یہہ ہے کہ سب کوفے والون نے جمع ہوکے عثمان کے نام سے ایک نامہ لکھا اور انکی بدعتین اور قبایح اس مین درج کئے اگر تم ان بدعتون سے باز آوین فہو المراد ہم آپکی اطاعت سے نکل جائینگے اور وہ نامہ اہل کاروان سے ایک شخص کے ہاتھ دیکے بھیجا اور کعب بن عبدہ نے ایک نامہ علیحدہ لکھا اور اس مین سخت کلام اور درشتی کی تھی وہ بھی اس قاصد کے تحویل کیا جب یہہ دونامے عثمان کے ہدست ہوے مطالعہ کرتے ہی انہون نے غصے ہوے اور سعید بن ابی العاص کو لکھا کہ کعب بن عبدہ کو کوفے سے اخراج کرکے کوہستان کی طرف بھیج دیجئے تب سعید نے کعب کے گھر گیا اور کعب کو برہنہ کرکے بتیس تازیانے مارے

اور کوفے کے کوہستان کے سمت چلا دیا - اور یہہ وہی سعید بن ابی العاص ہے کہ اشتر نخعی کی بھی اہانت اور
ہتک حرمت کی تھی قصہ اسکا یہہ ہے کہ جب سعید مذکور نے کوفے کا صوبیدار ہوا مسجد مین آکے سب لوگ کو
جمع کیا - اور ذکر کوفے کا اور اس کے نواح کی خوبی کا درمیان آیا - اور عبدالرحمن بن جنین جو سعید کا کتوال اور اسکے
چاپدون کا رسالہ دار تھا کہنے لگا کہ کاش سب کوفے کا ملک حضرت امیر کی جاگیر ہو جاوے - اشتر نخعی نے کہا کہ یہہ
کیسا ہو کہ خدا تعالی اس ملک کو تو ہماری شمشیرون سے مفتوح کیا ہے اور ہمکو اس کا مالک بنایا - عبدالرحمن نے
کہا کہ خاموش کہ اگر امیر چاہینگے سب ممالک کو ضبط کر لین گے - تب اشتر نے اس کے ساتھ سختی اور ترش روئی
کی تمامی اہل کوفہ نے اشتر کی حمایت اور اپنی زمینون کی پاس سے عبدالرحمن پر اس قدر بلوہ کیا اور مارے کہ اپنی پہلو پر
گر پڑا - سعید نے یہہ ماجرا عثمان کو لکھا - عثمان کی طرف سے یہہ جواب آیا کہ اشتر کو ان لوگون کے ساتھ جنھون نے
اسکی اعانت کی ہے کوفے سے شام کی سمت نکالدین سو سے لوگ قتل عثمان کے فتنے تک شام ہی مین رہے اور
آخر سعید بن ابی العاص نے مدینے کی جانب بھاگ آیا اور کوفے کا بندوبست اس سے سرانجام نہ پایا کوفے کے لوگون
نے اس پر بلوا کر کے نکالدیا اس وقت کوفے کے سردارون نے اشتر کو لکھا کہ تیرے سب مسلمان بھائیون نے
ایک عہدا ور ایک قسم ہوے ہین اور سعید کو کوفے سے نکال دیا اور اب عثمان پر خروج کرنیکا ارادہ رکھتے ہین پس
اس وقت کو غنیمت جانئے اور جلد یہان تک آئے تاہم سب باتفاق اس مہم کو سرانجام دین اشتر بہت جلدی سے
وارد کوفہ ہوا نایب بن قیس کو جو شحنہ کا کوتوال تھا لوگون نے مار کے نکال دیا پس اشتر اور کوفے کے سب اہل لشکر
جمع ہو کے سوگند کھائی کہ اس کے بعد عثمان کے عاملون کو کوفے مین آنے نہ دین آخر عثمان نے ناچار ہو کے انکے
حسب فرمائش کوفے کی صوبہ داری پر ابو موسی اشعری کو روانہ کیا **جواب** اجمالی اس طعن کا یہہ ہے کہ اکثر اشخاص
جو مذکور ہوے شیعہ کے پاس تو واجب القتل تھے کچھ بزرگی و حرمت نہین رکھتے تھے کیونکہ انہون نے نص پیغمبر کو
چھپوایا اور ظالمون کی مدد کر کے اہل بیت کا حق تلف کیا اور سچی گواہی دینے سے سکوت کیا پس ان کو حضرت امیر سے جو
سزا کہ پہنچی تھی حضرت عثمان سے پہنچ چکی طعن کی کیا جگہ ہے اور ابوذر و عمار ہر چند شیعہ کے پاس بحسب ظاہر اس گروہ
سے مستثنی ہین اور اخراج و اہانت کے قابل نہین لاکن بحکم خبر صحیح التقیۃ دینی ودین ابائی تقیہ جو اونکے ذمے
واجب تھا انہون نے اپنے ہاتھ سے چھوڑا اور ترک واجب کیا اور حضرت امیر کی اقتدا نکی کیونکہ انہون نے تقیہ کی
رعایت سے ان سب امور کو حضرت عثمان سے گوارا رکھ کے سکوت فرمایا تھا اور بھی بیہ فائی ان دونو کی ثبوت کو پہنچی
کہ اپنے نفسانیت سے کمال انکار کے ساتھ حضرت عثمان کے مقابلے پر اُٹھے اور اخراج و اہانت انکے ہاتھ سے

قبول کی اور صدیق اکبر خلیفہ ہونیکے وقت حضرت امیر کی امامت کی نص جو ظاہر کرنا ضرور تھا ظاہر نکرکے دین محمدی اور حضرت امیر کے حق واجبی مین خلل ڈالا اور پنبہ در دہان ہوکے بیٹھ گئے بہت خوب ہوا جو انکی سزا انکو پہنچی اسباب مین حضرت عثمان پر اصلا طعن کی جگہ نہین کیونکہ انہون محض تقیہ چھوڑ دیکے مجاہرے کے مرتکب ہوئے حضرت عثمان نے انکی تادیب وتعزیر کی **دوسرا جواب** یہہ کہ خلافت وامامت کا کام اس جنس کا نہین کہ اس امر عظیم کی حفاظت مین اس قسم کی حرمتون کی رعایت ومساہلت کی جاوے دیکھئے کہ جناب امیر بھی حضرت کے حرم محترم ام المومنین کا پاس نکھا اور طلحہ اور زبیر کے ساتھ جو قدیم الاسلام اور ہمرہ وحضرت کے حواری تھے خصوصاً زبیر جو حضرت کے پھپی زاد بھائی تھے قتال کیا حالانکہ یہہ بات قطعاً معلوم تھی کہ طلحہ اور زبیر حضرت امیر کے جانی دشمن نہین تھے مگر یہہ کہ حضرت عثمان کے قاتلون کو چاہتے تھے اور اس قدر فوج کثیر کا لشکر سے جدا ہونا خلافت اور مملکت کے کام مین خلل ڈالتا تھا اور خلیفے کا حکم سُستی قبول کرتا تھا سو اسی جہت سے حضرت امیر نے ان کے ساتھ جنگ کیا اور ہرگز قرابت اور مصاہرت اور زوجیت وصحبت رسول کی رعایت نکی اور ابو موسی اشعری جب کوفے والونکو حضرت امیر کی رفاقت سے منع کرنے لگا اس پر سیاست جاری کی اور اس کے گھر کا جلا دینا اور اسکا اسباب غارت کرنا مالک اشتر کے ہاتھہ پر واقع ہوا اور حضرت امیر نے ان سب کامون کو گوارا رکھا دیکھئے طرفین کے تواریخ موجود ہین کہ سرمو ان مقدمات مین تفاوت نہین پس معلوم ہوا کہ خلافت کی مصلحت سب مصالح مین عمدہ ہے اسکے مقابلے مین جزئی مصلحتین فوت ہونا چندان گران نہین پس اگر حضرت عثمان بھی صحابۂ رسول سے چند شخص کی تخویف واہانت کی ہو کیا پرواکہ قتل سے کمتر ہے کہ حضرت علی کے لشکر والون سے طلحہ وزبیر کا قتل ہوگیا اور جنگ جمل کے بعد ام المومنین کی جو اہانت ہوئی تاریخ والون پر پوشیدہ نہین یہہ وہ جواب ہے کہ شیعہ کے مذاق پر تقریر کیا جائے ۔ اور وہ جو اہل سنت نے اس طعن کے جواب مین اپنی صحیح روایتون سے تنقیح کی ہے وہ دوسرا جواب ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا حضرت عثمان کو لوگون کے حضور مین اور تنہائی مین تقیید فرمایا تھا کہ اللہ تعالی نے تمہین ایک وقت خلافت کی خلعت پہنائیگا اگر منافق لوگ چاہین کہ اسکو چھین لین ہرگز نہ دیجئے اور صبر کیجئے چنانچہ اہل سنت کے صحاح مین موجود ہے کہ حضرت نے ایک روز اپنے یارون مین فتنے کا ذکر کرتے تھے اور ایسا فرماتے تھے کہ وہ فتنہ بہت نزدیک ہے تب لوگون کو سر اسیمہ پایا اور عثمان ذوالنورین کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہہ مرد اس روز ہدایت پر ہوگا ۔ صحابہ کی ایک جماعت کثیر اس قصے کی روایت کی ہے اور حضرت نے اسی فتنے کے ذکر مین دوسرے وقت فرمایا ہے کہ جس نے اس فتنے مین بیٹھا رہے وہ بہتر ہے اس شخص سے جو کھڑا رہے ۔ اور جو کھڑا ہو وہ بہتر ہے اس شخص سے جو چلے ۔ اور چلنے والا بہتر ہے

اس شخص سے جو دوڑے - اور حضرت نے اپنے مرض موت مین ایکدن فرمایا لَیْتَ عِنْدِیْ رَجُلًا اَکْمَلُہٗ اہل بیت عرض کرنے لگے کہ موانست کے لئے کیا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو بلوا دین فرمایا نہین پھر عرض کی کیا مرتضیٰ علی کو طلب کرین فرمایا نہین - پھر عرض کی کیا عثمان ذوالنورین کو حاضر کرین فرمایا ہان - جب عثمان ذوالنورین حاضر خدمت ہوے حضرت نے انکے ساتھ دیر تک سرگوشی کی کئی باتین ارشاد کیئن - اور اس وقت حضرت کو بیٹھنے کی طاقت نہین تھی جناب ذوالنورین کا سر اپنے سینے سے لگا کے چند وصیتین فرمائین تب جناب عثمان کا چہرہ متغیر ہوتا تھا اور بے اختیار بلند آواز سے انکی زبان سے نکلتا تھا اللہ المستعان اللہ المستعان - ازواج مطہرات اور حضرت کے خدام خانگی جو اس وقت حاضر تھے یہ حدیث روایت کی ہین - اور ابو موسیٰ اشعری کو حضرت سے ارشاد ہوا کہ عثمان کو بہشت کی بشارت دیجئے اور آگاہ کیجئے کہ تجھ پر بلوہ عام ہوویگا - بالجملہ اس خاص مقدمے مین قطعی دلیلین اور تاکیدی وصیتین جناب رسالت مآب کی حضرت عثمان کی پاس محفوظ و موجود تھین سو حضرت عثمان نے ان وصیتون پر استقامت کی تھی جب دیکھا کہ بعضے صحابہ بھی اس خلعت کے چھین لینے مین منافقین کے ساتھ ہم صفیر اور ہم آواز ہوتے ہین چاہا کہ حتی الامکان اس فتنے کو بٹھاوین سو فی الجملہ ان صحابہ کو چشم نمائی کی تا انکی شرکت سے فتنہ قوت نہ پکڑے اور اوباش و منافقین انکی رفاقت سے دلاور نہو دین - اور اہل سنت کے پاس عصمت تو انبیا کا خاصہ ہے صحابہ کو معصوم نہین جانتے ہین - اسیواسطے شیخین کریمین اور جناب امیر نے بعضے صحابہ کو حد ماری ہے اور خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسطح بن ثابت پر جو اہل بدر سے تھا اور حسان بن ثابت پر حد قذف جاری کی ہے - اور کعب بن مالک و مرارۃ بن الربیع و ہلال بن امیہ جو ان سے دو شخص بدریون سے تھے غزوۂ تبوک سے تخلف کرنیسے اس کی سزا مین انکو پچاس روز تک مطرود و منغضوب چھوڑا اور ماعز اسلمی کو رجم فرمایا اور بہت سے لوگون پر تعزیر اور شراب کی حد جاری کی ہے جب ہر شخص کی تعزیر اسکے منصب و مرتبے کے موافق ہے حضرت عثمان بھی چند لوگ کو ان کے حال کے مطابق چشم نمائی کی تا اوباش و منافقین کے ساتھ نہ ملین اور بلوے مین شریک نہوین - الحمد للہ ایسا ہی وقوع مین آیا کہ صحابہ کرام سے کسی شخص کا دامن بھی قتل عثمان سے آلودہ نہوا محض فساق و منافق و اوباش لوگ اس حرکت کے مصدر ہوے اور اس وقت عثمان ذوالنورین نے جب حضرت کی زبان شریف سے سنی ہرگز مدافعت نکی اور قتال پر کمر نہ باندہی بلکہ صبر عظیم کیا - اور اسیواسطے اکثر ان لوگ کو اس گوشمالی اور چشم نمائی سے راضی کیا اور عذر چاہا - اور اہل سنت کے پاس اسباب مین حضرت عثمان کا حال قدم بقدم حضرت

امیر کے حال کا سا ہو کہ حضرت نے جناب امیر کو بھی وصیت کی تھی کہ[1] یَا عَلِیُّ لَا تَجْتَمِعُ الْاُمَّةُ عَلَیْكَ بَعْدِیْ وَاِنَّكَ تُقَاتِلُ النَّاكِثِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ جس وقت کہ جناب امیر نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت راشدہ کی سریر آرا ہوے اپنی مقدور کے موافق فتنے کی آتش بجھانے اور مخالفین کے خلاف کو اٹھانے مین جو طلحہ و زبیر و ام المومنین عایشہ صدیقہ و یعلی بن امیہ و ابو موسی اشعری اور دوسرے صحابہ کرام تھے بہت سعی و کوشش بجالائی آخران کے ساتھ جنگ و جدال کرنیکا بھی کچھ پروا نہین کیا ہر چند تقدیر ساعدنہوی اور امور خلافت کے انتظام کی صورت ہاتھ نہ دی۔ پس جس صورت مین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم صریح ان ہر دو بزرگوارون پر اسباب مین متحقق ہو۔ پھر صحبت اور قرابت کا ادب نگاہ رکھنا اور پیغمبر خدا کا حکم بجالانے مین سستی کرنا کس طرح ہوسکیگا مثل مشہور ہے الْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ جب یہ جوابات اجمالی ذہن نشین ہوے۔ اب جوابات تفصیلی بھی سُن لیجئے۔ جانا چاہئے کہ یہ قصے جس طرح پر کہ طعن مین منقول ہوے تمام شیعہ کے اختراعات اور مفتریات سے ہین تواریخ معتبرہ مین اصلا انکا پتا نہین بلکہ معتبر تاریخون مین جو مذکور ہے سنا چاہئے تا خود بخود جواب حاصل ہو۔ ابوذر کے اخراج کا قصہ ابن سیرین اور دوسرے ثقات تابعین کی روایت سے جو ثبوت کو پہنچا ہی یہہ ہے کہ ابوذر کی اصل مزاج مین ایک خشونت اور زبان درازی تھی۔ چنانچہ بلال موذن کے ساتھ جو اس جناب رسالت مآب کے خدمتگار خاص اور عاشق با اخلاص تھے اور ان کی بزرگی سب طوایف اہل اسلام کے پاس ثابت ہو۔ ایکدن حضرت کے حضور فیض گنجور مین ہی، ابوذر نے بلال کے ساتھ بڑی ہی درشتی کی اور انکی ماں کا نام لیا تب حضرت نے انکی زبان درازی پر توبیخ شدید کی اور فرمایا[2] اَعَیَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ اِنَّكَ امْرُءٌ فِیْكَ جَاهِلِیَّةٌ غرض جب شام کے لشکر مین ابوذر کی اقامت ہوی اور حضرت عثمان کی عہد مین دولت و ثروت اور بہت سا مال و متاع اہل اسلام کے ہاتھ آیا تمام مہاجرین و انصار لاکھون کے مالک ہو گئے۔ ابوذر نے سب مالدارون کے طعن مین زبان درازی کی ان معاویہ کے ساتھ کلام کیا اور یہہ آیت قرآنی دستاویز ٹھہرائی[3] وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اور اس آیت سے سب مال کا خرچ کرنا فرض ٹھہرایا۔ ہر چند معاویہ اور دوسرے صحابہ نے انکو سمجھایا کہ انفاق سے مراد قدر زکوۃ ہے نہ سب مال اور اس بات پر میراث اور فرایض کی آیت شاہد عدل ہے۔ کیونکہ اگر سب مال کا خرچ کر دینا واجب ہوتا متروکہ مین تقسیم کا حکم کب آتا۔ ابوذر نے ہرگز نمانا اور اپنے معتقد پر ہی اصرار کیا۔ اور ہر شخص کے ساتھ خشونت اور سختی آغاز کی تب لشکریون نے انکو جمہور کے مخالف جان کے انگشت نما کیا۔ جہان ابوذر کا گذر ہوتا لوگ جوق جوق اور گروہ گروہ انکو گھیر لیتے

اور بلند آواز سے یہہ آیت پڑہتے - یہان تک کہ انہون نے جنون مین لڑائی شروع کرتے - جب یہہ حالت طنز و تمسخر کے درجے تک پہنچ گئی جو ان کی شان کے سزاوار نہین تھی - معاویہ نے یہہ ماجرا حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا - جناب ذوالنورین کا حکم آیا کہ انکو عزت کے ساتھ مدینے کی طرف بھیجدین سو ابوذر عزت و احترام کے ساتھ مدینے کی طرف روانہ ہوے نہ اس طرح جو شیعہ نے افترا کیا ہے کہ جناب عثمان نے مرکب عنف و سایق شدید پر روانہ کئے سا لکھا - جب مدینہ منورہ مین داخل ہوے مدینے والون نے انکا قصہ جو شام والون کے ساتھ رو دیا تھا سُنا تھا مدینے مین بھی خوش طبع جوان اور ظریف لڑکے انکے پیچھے پڑے اور انسے اس آیہ کریمہ کا معنا پوچھنے لگے تا اس کو نقل ہر مجلس کرین - اور ایسے مین عبدالرحمن بن عوف جو قطعی بہشتی اور عشرۂ مبشرہ سے تھے رحلت کی اور انکا مال اس قدر تھا کہ انکا قرض ادا کرنے اور انکی وصیتین جاری کرنے کے بعد جب ان کے ترکے کی تقسیم ہوی اور انکے مال کا آٹھوان حصہ ان کی چہار عورتون پر منقسم ہوا تو ایک ایک عورت کو اسی ہزار درہم پہنچے اور عبدالرحمن بن عوف نے ایک عورت کو اپنے مرض موت مین طلاق دیا تھا سو اسکو پورا حصہ دیکے فقط اسی درہم پر صلح کئے - مدینے کے انہی ظریفون نے ابوذر سے جابجا عبدالرحمن بن عوف کا احوال بیان کرنے لگے - تو انہون نے وہ بات فراموش کی جو حضرت نے عبدالرحمن کو جنت کی بشارت دی تھی اور اسباب مین جو نہایت تشدد رکھتا تھا عبدالرحمن کو دوزخی کہہ بیٹھا - یہہ توصاف نص نبوی کا خلاف ہوا کعب احبار نے جو علماے اہل کتاب سے تھے - اور عمر بن الخطاب کے زمانے مین ایمان سے بہرہ یاب ہوے تھے انسے کہنے لگا کہ اے ابوذر یہہ بات اجماع سے ثابت ہی کہ ملت حنفیہ سہل و اوسع الملل ہے - اور ملت ہود یہہ جو اضیق الملل ہے اس مین بھی یہہ بات واجب نہین ہے ملت حنفیہ مین کس طرح واجب ہوگی سمجھہ کے کہو - ابوذر یہہ بات سنتے ہی اپنی مزاج کی حدت سے غصہ ہوے اور کہنے لگے کہ اے یہودی تجھے ان مسئلون سے کیا کام ہے مین اپنا عصا اٹھایا تا کعب احبار کو مارے تب انھون نے بھاگنے لگے ابوذر نے انکا پیچھا کیا یہان تک کہ ہر دو حضرت عثمان کی مجلس مین پہنچے اور کعب احبار نے جناب ذوالنورین پیٹھ سے آگے پناہ لی - ابوذر نے دیوانہ کے مانند کچھ اندیشہ نکر کے اپنا عصا چلایا کہتے ہین کہ عصا کا ضرب حضرت عثمان کے پیر کو لگا - جب حضرت عثمان نے دیکھا کہ ابوذر بیخود اور بیحواس ہی مبادا کہین کعب احبار کو نہ مارے اور انکی قتل کا موجب نہو دے اپنے غلامون کو حکم کیا کہ انکو کعب احبار سے باز رکھکے انکے گھر پہنچا دین - تب انکے غلامون نے کمال آہستگی سے ان کے گھر پہنچایا - جب ابوذر کو

اس حالت سے افاقہ ہوا - پھر جناب ذوالنورین کی خدمت مین آکے کہنے لگے کہ میرا مذہب یہی ہے کہ سب مال خرچ کر دینا واجب جانتا ہون - شام کے لوگ بلکہ اب مدینے کے لوگ بھی میرے اطراف جمع آتے ہین اور چاہتے ہین کہ مجھے دیوانہ اور مسخرہ ٹھہراوین - پس میرے حق مین صلاح وقت کیا ہی - حضرت عثمان نے فرمایا کہ ہان اے اخ الواقع ایسا ہی ہے جو لوگ تم پر جمع ہوتے ہین اگر تم چاہین کہ لوگون سے کنارہ لین اور مدینے کے قصبات سے کسی قصبے مین جاکر رہا کرے تو یہہ کام کیجئے - تب ابوذر نے قصبہ ربذہ کی طرف جو مدینہ منورہ سے تین میل پر واقع ہی جانے کا قصد کیا - پس وہین جاکے اقامت کی - اسکے بعد مسجد نبوی کی زیارت اور عثمان ذوالنورین کی ملاقات کے لئے ایا کرتے تھے ان دنون ہرگز حضرت عثمان کی شکایت اُن سے منقول نہوی بلکہ انکے نہایت مطیع و منقاد تھے اس بات کی دلیل واضح سب مورخون نے لکھی ہے کہ قصبہ ربذہ مین ابوذر کا آنا ہوا اس قصبے کا عامل حضرت عثمان کی طرف سے انکا ایک غلام تھا جو مسجد جامع مین نماز پنجگانہ کی امامت کرتا تھا - جب نماز کا وقت آپہنچا اس غلام نے ابوذر کی تقدیم چاہی اور کہنے لگا کہ تم میرے سے افضل اور بہتر ہو پس امامت آپ ہی کیجئے - ابوذر نے کہا کہ تو عثمان ذوالنورین کا نائب ہی اور جناب ذوالنورین میرے سے بہتر ہین اور نائب تو منیب کا حکم رکھتا ہی پس لازم یہی ہے کہ تو ہی امام ہو وے آخر اسی غلام کو امام ٹھہرا کے اسکے پیچھے نماز پڑھی - ابوذر کا قصہ یہی ہے جو لکھا گیا ہے - عجب ہی کہ شیعہ اپنے بغض و عناد سے قصص واقعی کی تحریف کرکے ایک قصے کا سر دوسرے قصے کی دُم سے باندھ دیتے ہین اور اس سے ایک تمثال خیالی اور ایک ضم موہوم جو بجان ہو تراش کے اسکو اپنا مسبو ٹھہراتے ہین لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور عبادہ بن الصامت کا قصہ بھی محض بہتان و افترا ہے نہ معاویہ انکی شکایت لکھی نہ عثمان ذوالنورین انکو مدینے کی طرف بلوایا یہہ بات کسی تاریخ مین بھی مذکور نہین بلکہ معتبر تاریخون مین ایسا لکھا ہے کہ جب معاویہ غزوۂ قبرس کے لئے روانہ ہوے عبادہ بن الصامت بھی ہمراہ تھے کیونکہ اس غزوہ کے فضایل اور اس سفر دریا کے غازیون کی مغفرت اور شہادت حضرت کی زبان مبارک سے عبادہ اور انکی زوجہ ام حرام بنت ملحان نے سنی تھی جب وہ جزیرہ مفتوح ہوا اور اوس کی غنیمتین مسلمانون کے ہاتھ آئین معاویہ نے انکا خمس جدا کرکے دارالخلافت مین روانہ کیا اور آپ ہی بیٹھ کے باقی لشکر مین تقسیم کرنے لگے تب صحابہ کرام کی ایک جماعت علیحدہ ایک جگہ تشریف رکھتی اس تقسیم کا طور ملاحظہ فرماوین کہ سنت نبوی کے مطابق ہے یا نہ - انجملہ عبادہ بن الصامت و شداد بن اوس فہری و واثلہ بن الاسقع و ابوامامہ باہلی و عبداللہ بن بسر مازنی تھے - اس اثنا مین لشکریون سے دو شخص دو دراز گوش لیجاتے تھے عبادہ بن الصامت نے اس سے پوچھا کہ یہہ دراز گوش

کہان لیجاتے ہو انہون نے کہا معاویہ نے ہمین بخشا ہے تاہم اس کی سواری سے حج ادا کرین - عبادہ نے کہا کہ یہہ لینا نہ تم کو حلال ہے نہ دنیا معاویہ کو حلال - پس اُن لشکریون نے وے ہر دو دراز گوش معاویہ کے حضور مین واپس لے آئے اور کہا کہ عبادہ بن الصامت نے ایسا کہتا ہی - جب لینا ہمکو حلال نہین ہم کس طرح لیوین اور ان پر حج ادا کرین - معاویہ نے عبادہ کو بلوا کے صورت مسئلہ اس سے پوچھی عبادہ نے کہا کہ سمعت رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ غَزْوَۃِ حُنَیْنٍ وَالنَّاسُ یُکَلِّمُوْنَہٗ فِی الْمَغَانِمِ فَاَخَذَ بَرَّۃً مِنْ بَعِیْرٍ وَقَالَ مَالِیْ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ مِنْ ھٰذِہِ الْغَنَائِمِ مِثْلَ ھٰذِہٖ اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَیْکُمْ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یَا مُعَاوِیَۃُ وَاَقْسِمِ الْغَنَائِمَ عَلٰی وَجْھِھَا وَلَا تُعْطِ اَحَدًا مِنْھَا اَکْثَرَ مِنْ حَقِّہٖ یہہ سنکے معاویہ نے کہا کہ اب غنایم کی قسمت تم ہی کیجئے اور مجھے سبکسار کر دیجئے کہ مین تمہاری منت اٹھاؤنگا پس عبادہ تقسیم غنیمت کے وارو غہ ہوے - ابوامامہ باہلی وابو درداہبی انکے ساتھ اس مہم مین شریک و رفیق ہوے اور حضرت عثمان کی اخیر خلافت تک اسی اسلوب پر رہے اور عبادہ بن الصامت کی رحلت شام مین ہوی اور بیت المقدس مین مدفون ہوے - اور وہ جو کہتے ہین کہ انہون نے ہرگز معاویہ سے جدائی نہ لی اور مدینہ نہ آئے سراسر غلط ہے - اور وہ جو عبداللہ بن مسعود کی ناخوشی کا ذکر کرتے ہین وہ بھی غلط اور افترا ہے صحیح کتابون مین کہین اسکا پتا نہین - اس قدر صحیح ہے کہ جب حضرت عثمان نے قرأت قرآن مین لوگون کا اختلاف یہان تک ملاحظہ کیا کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ پڑہا کرتے ہین اور اختلاف قرأت کا بہانہ ڈہونڈتے ہین - تب حذیفہ بن الیمان اور دوسرے اکابر صحابہ کی مشورت سے کہ حضرت امیر بھی ان مین داخل تھے چاہا کہ عرب و عجم کے تمامی طوائف ایک ہی مصحف پر جمع آوین - اور اس کا خلاف نکرین پس ویسا ہی اور عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب نے جو بعضے نادر قرأتین اپنے مصحفون کو موقوف کرنے پر راضی نہوے - حالانکہ اُن مین بعض ادعیۂ قنوت کی عبارتین اور بعض تفسیر کی عبارتین جو حضرت نے تلاوت قرآن کے وقت مین بیان فرماتے تھے داخل تھین - اور انکے مصحفون کو باقی رکھنے سے دین مین بڑا فتنہ برپا ہوتا تھا کہ نفس قرآن مین اختلاف پڑجاتا - اور رفتہ رفتہ بہت سی قبایح کی طرف منجر ہوتا - سو حضرت عثمان کے غلامون نے ابن مسعود سے انکا مصحف لینے مین البتہ خشونت کی - اور اس کش مکش مین ابن مسعود کو صدمۂ ضرب بھی پہنچا - لیکن حضرت عثمان نے کچھ اسبات کا حکم نکیا تھا - اور ابی بن کعب اپنا مصحف بلامزاحمت ان کے سپرد کیا - اسلئے کچھ ایک جھگڑا درمیان نہ آیا اور کچھ سبب کدورت نہوا - باوجود اس کے حضرت عثمان نے مقدور

پھر ابن مسعود کی استرضا مین کوشش کی اور معذرتین کین پس اگر ابن مسعود قبول نکرے اعتراض ابن مسعود پر آتا ہے نہ حضرت عثمان پر۔ اور جب ابن مسعود بیمار ہوے حضرت عثمان ان کے گھر آئے اور انسے اپنی مغفرت کی دعا چاہی ہے۔ اور انکے واسطے کچھ ہدیہ بھی لایا۔ ابن مسعود نے کہا کہ مین تمہاری عطا نہین لیتا ہون۔ کیونکہ جب مین محتاج تھا آپنے کچھ نہ دیا۔ اب جب جہان سے بے پرا ہون اور سفر آخرت کرتا ہون مجھکو ہدیہ دیتے ہو حضرت عثمان نے کہا کہ اپنی دخترون کو دیجئے۔ ابن مسعود نے کہا کہ مین نے اپنی دخترون کو ہر شب مین سورۂ واقعہ پڑہنے کیلئے تاکید کی ہے۔ اور مین نے حضرت سے سُنا ہے کہ جس نے ہر شب سورۂ واقعہ پڑہا کرے وہ فاقے مین مبتلا نہوگا۔ تب حضرت عثمان نے اُٹھکے ام المومنین جناب ام حبیبہ کی خدمت مین آکے گزارش کی کہ آپ ابن مسعود کو میرے لیے راضی کر دائے۔ تب ام حبیبہ نے بہت بار کھلا بھیجا۔ حضرت عثمان پھر ابن مسعود کے پاس آئے اور کہا کہ اے عبداللہ جیسا یوسف نبی نے اپنے بھائیون سے کہا تھا تو بھی کہ لیے ویسا نہین کہتا ہے لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ابن مسعود نے سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا پس حضرت عثمان کی طرف سے استرضا اور استعفا مین تو کچھ قصور واقع نہوا اور درجۂ نہایت تک اسباب مین کوشش کی اور بری الذمہ ہوے۔ ابن مسعود کی یہہ حرکت حضرت عثمان کے ساتھ شکر رنجی کی قبیل سے ہے کہ باہم دوستون اور برادرون مین ہوا کرتی ہے حاشا اس مین یہہ بات نہین تھی کہ حضرت عثمان کی خلافت کے منکر یا اون کی عدم لیاقت کے معتقد ہون شقیق بن سلمہ نے جو ابن مسعود کے اخص یارون سے تھے لکھتے ہین کہ خلد

علی ابن مسعود رضی اللہ عنہ فی مرضہ الذي توفی فیہ وعادہ

قوم ینکرون عثمان فقال لھم مھلا فانکم ان تقتلوا لا تصیبون مثلہ بالجملہ ایسے مقدمات سیاست ملک کے عالم مین کثیر الوقوع ہوا کرتے ہین اگر ایسی باتون کو مطاعن مین لاوین شیعہ پر دایرہ بہت ہی تنگ ہوگا۔ حضرت امیر نے اپنے برادر عینی عقیل بن ابی طالب سے جو کنارہ لیا اور انکا روزمرہ اس قدر کم کر دیا کہ انہون جنگ صفین سے پھرنے کے بعد معاویہ کے پاس گئے۔ اور ابو ایوب انصاری کو جو اعاظم صحابہ اور جناب امیر کے مخلص شیعہ سے تھے حضرت امیر نے معزول فرمایا اور خشونت کی اور اس سے کنارہ لیا اور انکا روزمرہ بند کیا۔ یہان تک کہ ابو ایوب اس جناب سے جدا ہو کے معاویہ کے ساتھ ملحق ہوے۔ پس عقیل اور ابو ایوب کیا کم ہین ابو ذر اور ابن مسعود سے۔ اگر اسباب مین حضرت عثمان مورد طعن ہون حضرت امیر بھی انکے شریک ہین کسی اہل ایمان کو کب سزاوار ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامادون کو طعن سے

یاد کرے یا یہ امر قبیح اسکی خاطر مین گذرے یہہ اپنے قصور فہم کا سبب ہے کہ ایسے امور کو طعن کا موجب سمجھتے ہین معاذ اللہ من ذلک ع سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست ۔ اور عبد الرحمن بن عوف کے قصے کو بھی کچھہ اصل نہین ہے ۔ اگر عبد الرحمن حضرت عثمان کی تولیت پر نادم ہوتے کس لئے صراحتہً نہ کہدیتے ہان اتنی بات صحیح ہے کہ حضرت نے عبد الرحمن بن عوف اور عثمان ذوالنورین کے درمیان عقد اخوت باندہا تھا اسلئے باہم ہر دو مین مباسطات اکثر ہوا کرتی تھی ایکدن حضرت عثمان ان کی کثرت مباسطات سے تنگ آئے اور متوحش ہوے اور کہنے لگے کہ اِنِّی اَخَافُ یَا ابْنَ عَوْفٍ اَنْ تَبْسُطَ دَمِیْ ایسے امور صحبت کے یارون اور برادرون مین بہت ہوا کرتے ہین اور اس سے کچھہ کدورت دلون مین نہین رہتی ہے حضرت امیر سے بھی اس قسم کی مزاح فرمانا لوگون کے ساتھ واقع ہوی ہے چنانچہ دار قطنی نے زیاد بن عبد اللہ نخعی سے روایت کرتا ہے کہ کُنَّا جلوساً مع علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی المسجد الاعظم و الکوفۃ یومئذ بها خصاصٌ فجاءہ المؤذن فقال الصلوۃ یا امیر المؤمنین للعصر فقال اجلس فجلس ثم عاد فقال ذلک فقال علی رضی اللہ عنہ هذا الکلب یُعَلِّمُنَا السنۃ اور بھی دار قطنی نے اسی زیاد سے روایت کرتا ہے قال جاء رجل الی علی ابیطالب رضی اللہ عنہ فسالہ عن الوضوء فقال ابدء بالیمین او الشمال فاضرط علیہ ثم دعا بماء فبدء بالشمال قبل الیمین اور عمار بن یاسر کا قصہ جس طرح پر کہ نقل کرتے ہین وہ بھی صحیح نہین ہے بلکہ انکا قصہ اہل سنت کی روایات کیموافق یہہ ہے کہ ایکروز عمار بن یاسر اور سعد بن ابی وقاص نے مسجد مقدس مین آئے اور ایک شخص کی زبانی حضرت عثمان کی خدمت مین یہہ پیام کہلا بھیجا کہ ہم مسجد مین آئے ہین چاہئے کہ آپ بھی تشریف لاوین تا آپسے بعضے امور جو صادر ہوے ہین اور عوام شکایت کرنیکا سبب ہوا ہی سو ہم اسباب مین آپکے ساتھ مشورہ کرین ۔ حضرت عثمان نے اپنے غلام کی زبانی یہہ جواب کہلا بھیجا کہ مجھے آجکے روز بہت سے اشغال عارض ہین تم اس وقت پھر جائے اور فلان روز تمہارے وعدہ کا ہے آکے جو کچھ کہنا ہے کہئے ۔ یہہ بات سنکے سعد اٹھکے چلا گئے اور عمار نے پھر دوسرے شخص کو بھیجا کہ آج ہی کے روز آیا چاہئے حضرت عثمان نے پھر عذر کیا ۔ تب حضرت عثمان کے غلامون نے عمار کو مار کے مسجد سے باہر کیا اور کہا کہ شرع مین استیذان کا حد تین ہی مرتبہ ہے اب تم نے حد شرع سے تجاوز کیا سو تعزیر تم پر واجب ہوی جب یہہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی آپ ہی دوڑتے ہوے مسجد کے طرف آئے اور لوگون کو جمع کرواکے عمار کو بلوایا اور سوگند کھا کے فرمایا کہ یہہ بُرا کام میرے حکم سے نہین ہوا ہے اور اس غلام کو بہت زجر و توبیخ کی اور فرمایا هٰذِهٖ یَدِیْ لِعَمَّارٍ فَلْیَقْتَصَّ مِنِّیْ اِنْشَاءَ

تب عمار نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور راضی ہوے اور اس بات پر بڑی دلیل یہی ہے کہ حضرت عثمان کے محاصرے کے ایام مین عماران لوگون سے تھے کہ عوام بلوائیون پر حضرت عثمان کے حقوق ظاہر کرکے ان کو محاصرے سے منع کرتے تھے اور جہان ظالمون نے حضرت عثمان پر پانی بند کیا عمار اُن کے پاس آکر باآواز بلند کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ قَدِ اشْتَرَی بَیْرَ رُوْمَۃَ وَمَنَعُوْہُ مَاءَھَا پھر یول کے دوڑتے ہوے حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ آج بلوائیون نے حضرت عثمان پر پانی بند کیا ہے اور مین نے ان کو سمجھایا وے نہین سمجھے اب ایک ایسا حیلہ کیا چاہیئے کہ بھر صورت حضرت عثمان کی خدمت مین پانی پہنچے - جناب امیر نے فرمایا کہ ان بلوائیون کے از دہام مین کوی جا سکتا نہین مگر دوسری مخفی راہ سے مین سعی کرتا ہون آخر بڑی سعی تلاش سے ایک پنجال آب شیرین اونٹ پر لاد کے اس پوشیدہ راہ سے حضرت عثمان کے گھر روانہ کیا پس

عمار کے باب مین حضرت عثمان پر طعن کرنا اس مثل کے مصداق ہوتا ہی کہ رضی الخصمان ولم یرض القاضی

اور کعب بن عبدہ بہزی کا قصہ بھی ناتمام ہے شیعاؤن نے آدہا قصہ لایا ہی اور آدہا حذف کیا اُس قصے کا عجب ہے کہ جب کعب کو مارنے کی خبر حضرت عثمان کو پہنچی سعد بن العاص کو جھڑکی دیکے لکھا کہ کعب کو تعظیم و تکریم کے ساتھ میرے پاس بھیجدیجئے - جب کعب حضرت عثمان کے نزدیک آئے جناب ذوالنورین نے کہا کہ اے کعب تو نے سختی کے ساتھ مجھے نامہ لکھا مسلمان بھائیون کی مشورت اور نصیحت کا طور ایسا نہین ہوتا ہے نصیحت تو رفق و نرمی کے ساتھ لکھا چاہیئے نہ کہ درشتی اور درشتی سے خصوصاً حاکمون اور خلیفون کے بہ نسبت اس بات کی بڑی رعایت کرنی ضرور ہے فرعون سریکے ظالم اور شقی کو نصیحت کرنے کے بابین اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر اولوالعزم کو یہ ادب تعلیم فرمایا کہ فقولا لہ قولا لینا اور مین نے تمہین مارنے کا حکم نہین لکھا تھا میرے بے اجازت یہہ امر واقع ہوا ہے اب مین اپنا پیرہن بدن سے نکالتا ہون اور چابک حاضر کرتا ہون اگر تم چاہتے ہو تو میرے سے قصاص لیجئے - یہہ سنکے کعب نے کہا کہ یا امیر المومنین جب آپنے اس درجے تک انصاف کیا مین نے اپنے حق سے گذرا اور فی الواقع وے سخت باتین جو میرے قلم سے صادر ہوئین مین ہی تقصیر وار ہون - پھر اس کے بعد کعب کی اقامت حضرت عثمان کے ہی پاس ہوی اور اُن کے خاص مصاحبون سے تھے - اور اشتر نخعی کا قصہ جو شیعہ لکھتے ہین صحیح ہے وہ تو نہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ بلکہ کوفے کے اوباشون سے تھا کہ اولی الامر کا پاس نہ کیا اور عوام کو حضرت عثمان کے حاملون کی اہانت پر دلیر کیا رئیس وقت ایسے باتون سے درگذر کرے فساد عظیم کا موجب ہوتا ہی یہہ وہی اشتر نخعی ہے کہ بہت سے فتنون کا مصدر ہوا اور حضرت عثمان کے قتل کی نوبت پہنچایا اور پھر اپنی سوشک و دانی نخعی اور طلحہ اور زبیر کو انکی جان کا

خطر تبلایا یہان تک کہ وے مدینے سے مکے کی طرف دوان دوان گئے اور ام المومنین عایشہ صدیقہ کو اپنی پناہ کی
ڈہال ٹھہرائی اور جناب امیر کے ساتھ جدال وقتال واقع ہوا - اشتر نخعی کی یہ سب حرکتین جناب امیر کی خلافت کی
بے انتظامی کے باعث پڑین اور یہہ اشتر نخعی ہمیشہ حضرت امیر پر نکتہ چینی کرتا اور کماینبغی آپ کی اطاعت بجا نہین لاتا تھا
چنانچہ یہ باتین تواریخ معتبرہ مین مشہور ہین جو آئین مین مشہور ہین - اور جب حضرت عثمان نے اسکی اور اسکے یار وغکی فتنہ پردازی
کے سوابق ابوموسی اشعری کو کوفے کی حکومت اور حذیفہ بن الیمان کو خراج کی داروغگی بخشی یہہ اشتر نخعی تب بھی ساکت
نہ ہوا بلکہ کوفے کے شریرون کو اپنے ہمراہ لیکے حضرت عثمان پر آیا اور اہل مصر کو بھی اپنے رفیق بنایا یہان تک کہ حضرت
عثمان کو قتل کردیا بلکہ قتل کا مباشر وہی ہوا علی ماذکر فی بعض الروایات اور حضرت عثمان کا قتل قیامت تک فتنہ کا
سبب ہوا چنانچہ حدیث مین آیا ہے لاتقوم الساعۃ حتی تقتلوا اماما مکرما ویتخللوا ویاسیافکم ویرث دیناکم شرارکم پس ایسا شخص تو
قتل کے لایق تھا کہ اس کو مار ڈالتے تو امت کا فساد منتفی ہو جاتا اس کے اخراج واہانت کا لوگون کو ذکر - یہہ سب حضرت عثمان
کے غایت حیا کا سبب تھا کہ اسی پر قناعت کی رضی اللہ تعالی عنہ **چھٹوان طعن** یہہ کہ عثمان بن عفان نے
عبداللہ بن عمر سے قصاص موقوف رکھا حالانکہ عبداللہ بن عمر نے آہواز کے بادشاہ ہرمزان کو جو عمر فاروق کے
زمانے مین مسلمان ہوا تھا قتل کیا اس تہمت سے کہ وہ عمر فاروق کے قتل مین شریک تھا یہہ تہمت تو اسپر ثابت نہ ہوی
اور ابولولو کی ایک چھوٹی دختر کو بھی قتل کیا اور جفینہ نصرانی کو بھی اسی شرکت قتل کی تہمت سے مار ڈالا - سب صحابہ
حاضر ہو کے کہنے لگے کہ عبداللہ سے قصاص لیجئے جناب امیر بھی یہی مشورت دی لاکن عثمان بن عفان نے ان کا
خون بہا بیت المال سے دلوایا پر قصاص نہ لیا حالانکہ قصاص کا حکم کتاب اللہ سے ثابت ہوا اور جس نے کتاب اللہ کا
حکم جاری نکرے وہ قابل امامت نہین **جواب** اس طعن کا یہہ ہے کہ ابولولو کی دختر کا قصاص تو اور علماے شیعہ کے
پاس پہنچتا نہین کیونکہ وہ مجوسی کی دختر تھی - اور علی ہذا القیاس جفینہ نصرانی جو حیرہ کے ساکنون سے تھا اور مذہب
نصرانی رکھتا تھا کیونکہ مسلم اور کافر کے فیمابین قود نہین ہے - قال علیہ الصلوۃ والسلام لا یقتل مسلم بکافر
اور ہرمزان جو ظاہر مین مسلمان تھا اس کا قصاص عبداللہ سے نہ لینے مین اہل سنت تین وجہ ذکر کرتے ہین **پہلا وجہ**
یہہ کہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ تھا اور ملک فارس کے سب بادشاہون کو انکا ملک ان کے ہاتھ سے جاتا رہنے کے
بسبب اسلام وائمہ اسلام کے ساتھ نہایت بغض اور غصہ رکھتا تھا جب جنگ کی طاقت نہین رکھتے تھے اس
مکار نے ایک حیلہ کرکے خلیفہ ثانی سے امان حاصل کیا چنانچہ اسکا قصہ جو تواریخ مین مسطور ومشہور ہے یہہ ہے
کہ جب اس کو پکڑ لے آئے تمام صحابہ کی مشورت اسبات پر قرار پائی کہ اسکو قتل کرین جب خلیفے کے حضور مین

پہنچا بڑے قلق و اضطراب سے تشنگی ظاہر کی - جب خلیفے نے پانی کا ایک پیالہ اس کے ہاتھ دیا اس نے کہنے لگا کہ یہہ پانی پی کے سیر ہوے تک مجھے امان دیتے ہین تو مین پیتا ہون والا کیا حاصل کہ پانی پینے کے وقت میرا سر میرے تن سے جدا کرین - خلیفے نے فرمایا کہ پانی پیئے تک تجھے آمان ہو کہ کسینے تجھے قتل نکریگا - ہرمزان نے لوگون کے روبرو تین بار اسبات کی تکرار کی جب اقرار موکد ہوا پانی زمین پر ڈالدیا اور کہا کہ اب اگر مجھے مارو گے امان شکنی لازم آتی ہے خلیفے نے اسکی اس حرکت سے نہایت متعجب ہو کے فرمایا کہ تو مرو زیرک نظر آتا ہی بہتر ہے کہ تو اسلام سے مشرف ہووے - اس نے یہہ سنتے ہی کلمہ پڑہا اس تقریب سے مدینے مین اقامت کی اور عراق سے چند پرگنے جاگیر پائے اور خوب دیکھا کہ خلیفے کی وضع بادشاہون کی وضع کے برخلاف ہی نہ دربان ہی نہ کوئی تھا بازار مین پھرا کرتا ہی بہت افسوس کیا اس قسم کے بے احتیاط رئیسون کو مارڈالنا کیا بڑا کام ہے فارس کے امرا و ملوک نہایت غفلت مین ہین - آخر بطور خفیہ ابولولو اور جفینہ اور دوسرے کافرون کو اپنے رفیق بنا کے خلافت مین انسے اس مہم کی تدبیر کرنے لگا یہان تک کہ ابولولو اس کے کہے موافق حضرت عمر کا قاتل ہوا چنانچہ عبداللہ بن عمر نے عبدالرحمن بن ابی بکر اور دوسرے صحابہ کو شاہد لایا کہ ابولولو اور جفینہ یہہ ہرمزان کے ساتھ خلوت مین بیٹھتے اور حضرت عمر کو قتل کرنیکی مشورت کرتے تھے اور ہرمزان ایک خنجر دورو یہ تیار کروایا تھا - اور کہتا تھا کہ کون جوانمرد ہوگا کہ اپنے دین اور قوم کی حمیت سے اس شخص سے بدلہ لے کہ اسنے نہ ہمارے ناموس کو چھوڑا نہ ہماری دولت کو نہ ہمارے دین کو تب ابولولو اسکام کو قبول کیا - پس کچھ شک نہین کہ ہرمزان نے خلیفے کے قتل کے لئے حکم کیا ہو اسیواسطے صحابہ کے حضور مین یہہ بات قرار پائی کہ وہ خنجر حاضر کرین اگر وہ اسی صفت کے مطابق ہو جو گواہان کہتے ہین ان تینون شخص کی شرکت خلیفے کے قتل مین ثابت ہوتی ہو والا نہین جب خنجر لیکے سبھون نے دیکھا تو اسی صفت پر پائی اسلیئے حضرت عثمان نے قصاص لینے مین توقف کیا کہ جس نے قتل کا حکم کیا اسکا قتل واجب جانا چنانچہ یہی مذہب ہی امام شافعی اور امام مالک اور اکثر ائمہ کا اور یہہ مذہب بالعموم آدمیون سے کسی ایک کو قتل کرنے مین ہے بادشاہون اور خلیفون کا قتل کرنا تو کیا پوچھے ویسونکو قتل کرینوالون کو قصاص کے رسے نہ مارے تو بھی سیاست کے رسے مارڈالن واجب ہی دوسرا وجہ یہہ کہ یہان قصاص لینے مین فتنہ عظیم برپا ہوتا تھا کیونکہ بنوتیم اور بنوعدی مانع تھے بلکہ بنوامیہ اور بنوجمح اور بنوسہم بھی ارادہ جنگ کا رکھتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ اگر عثمان ذوالنورین عبداللہ بن عمر سے قصاص لیوے ہم خانہ جنگی کرینگے چنانچہ عمرو بن العاص جو بنوسہم کا سردار تھا مجمعے مین بلند آواز سے کہا کہ اے یارو یہہ کونسا

انصاف ہے کہ امیرالمومنین کا قتل کل کی شب مین ہوا اور انکے فرزند کو آجکے روز قتل کرین لا واللہ لا یکون ھذا ابدا اور رفع فتنے کے لئے اگر قصاص سے گذر جاوین اور مقتول کے وارثون کو راضی کرین بجا ہے دیکھئے کہ حضرت امیر نے بھی فتنہ کے ہی خوف سے حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص نہ لیا اور انکے وارثون کو خون بھابھی نہ دلوایا اور ان کو راضی بھی نہ کیا جناب ذوالنورین تو ہرمزان کے وارثون کو مال خطیر دیکے راضی کیا اور اس کے وارثون نے پھر اصلا حرف شکایت زبان پر نہ لایا - اگر فتنے کے خوف سے قصاص کا ترک کرنا نفس الامر مین طعن کی جگھ ہوتی حضرت عثمان کا قصاص نہ لینے مین حضرت امیر کے جناب مین نواصب جو طعن کرتے ہین جواب نہ بن سکتا اہل سنت شیعہ اور نواصب ہر دو کو بھی جواب دیتے ہین کہ ہر دو جگھ فتنے کا خوف تھا بلکہ حضرت عثمان کے باب مین یہ بات زیادہ ہے کہ انہون نے ہرمزان کے وارثون کو راضی کیا پس ہر دو جگھ کچھ اشکال باقی نرہا **تیسرا وجہ** بعض حنفیہ لکھتے ہین کہ محمد بن جریر طبری اور سب ائمہ تواریخ مین تصریح کی ہے کہ ہرمزان کے سب ورثہ مدینہ مین حاضر نہین تھے انسے بعضے فارس مین تھے جب امیرالمومنین عثمان ذوالنورین نے انکو طلب فرمایا تو وے گھبراکے مدینے کے طرف نہ آئے اور قصاص لینے مین تو سب وارثون کا حضور شرط ہے - پس حضرت عثمان کو قصاص لینا جایز نہین تھا اور خون بھا دینے کے سوائے چارہ نہین رہا - وہ بھی بیت المال سے نہ قاتل کے مال سے کیونکہ حنفیہ کی کتب مین اس بات کی تصریح ہے کہ جس نے امام عادل کے قتل مین اعانت کریگا گو مباشرت نہ کرے واجب القتل ہوتا ہے اور اس کے بعضے ورثہ جو مدینہ مین حاضر نہین تھے یہ بات کچھ کتب اہل سنت پر ہی موقوف نہین بلکہ شریف مرتضی کی کتاب ادر امامیہ کی دوسری کتب مین بھی موجود ہے - **ساتوان طعن** عثمان بن عفان نے سنت نبی کو تغییر دی یعنی دسوین سے چودھوین تک منی مین جو حاجیون کے رہنے کا مقام ہے نماز چہارگانہ پڑہی حالانکہ حضرت ہمیشہ سفر مین قصر کرتے تھے - خصوصا اس مقام مین چہارگانی کو دوگانی کرکے ادا فرماتے تھے عثمان بن عفان نے اس مقام مین چہارگانہ پڑہنے سے سب صحابہ نے ان پر انکار کیا **جواب** حضرت عثمان کے حقیقت حال پر اطلاع نہونے سے لوگون نے ان کے حضور مین ہی ان پر یہ طعن کیا تھا جب حضرت عثمان نے ظاہر کیا کہ مین نے مکہ معظمہ مین نکاح کیا ہون اور خانہ دار ہوا ہون اور مین نے اس مقام مبارک مین اقامت کی نیت کی ہے پس مسافر نرہا تا قصر ادا کرون - اور بالاجماع مقیم کو قصر جایز نہین اسلیئے مین چہارگانہ ادا کرتا ہون - یہ بات سنکے تمام صحابہ انکار سے باز آئے - حضرت عثمان کے اس جواب کو امام احمد اور طحاوی

اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اپنی کتب مین لایا ہے اَنَّ عثمان صَلّٰی بِالنَّاسِ بِمِنًی اَرْبَعًا فانکر النّاسُ علیہ فقال ایُّھَا النّاسُ انی تَاَھَّلْتُ بِمَکَّۃَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَاِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلم یقول مَنْ تاھل ببلدۃٍ فَلْیُصَلِّ صلوۃ الْمُقِیْمِ فیھا اخرجہ احمد عن عبد اللّٰہ بن عبد الرحمٰن بن ابی ذباب عن ابیہ وغیرہ عن غیرہ پس اصلا اشکال نرہا اس صورت مین باجماع علما رچہارگانہ واجب ہے۔ **آٹھواں طعن** عثمان بن عفان نے بیت المال سے بہت سی زمین کے قطعے اور جاگیرین اپنے یارون اور مصاحبون کو دین اور مسلمانون کے حقوق تلف کئے **جواب** حضرت عثمان نے اپنے یارون اور رفیقون کو اجازت دی تھی کہ جہان افتادہ زمین پاوین اس مین زراعت کرین اور جو زمین کہ آباد اور مزروعہ تھی کسی کو ندی چنانچہ تاریخ کی کتابین موجود ہین ویران زمین کو آباد کرنا ملک کی آبادی اور محصول کی زیادتی اور عوام الناس کے کشایش روزی کا سبب ہے۔ زمین کے ہزارون جریب افتادہ رہنے مین کیا فایدہ نہ اس سے سرکار مین محصول آوے اور نہ کوئی اس سے فایدہ پاوے۔ جب ملک آباد ہووے اور بجا کشت وکار ہوا کرے چور اور رہزن اور فسادی لوگ معطل اور بیکار رہا کرتے ہین۔ اور اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ شرفائے یمن سے ایک جماعت اپنا وطن چھوڑ کے آئی اور کہا کہ ہم محض جہاد کے لئے اپنی زمین اور زراعتین چھوڑ کے آئے ہین ہمکو اس نواح مین زمین دیجئے تاہم جہاد کار کے لئے حاضر رہین اور نوبت بنوبت غزا کے لئے نکلین۔ تب حضرت عثمان نے انکو فارس کے مقابلے مین جو صوبہ کہ زور وقوت طلب کرتا تھا اور اس مین بڑے سرکش زمین دار تھے جگھ دی اور اس زمین کو آباد کیا اور وے اپنی زمین وزراعت جو چھوڑ کے آئے تھے اسکے عوض مین حدود اور قطعات جلائے اور بعضے صحابہ سے بھی زمین کا معاوضہ کروایا مثلاً طلحہ کی زمین جو حضرموت مین تھی اسنے لیکے اسکے بدلے مین ان لوگون کی زمین دلوائی اور اشعث بن قیس کی زمین جو کندہ مین تھی لیکر اس کے عوض مین انکو دوسری زمین دی جبکہ امور باہم تراضی کی طور پر واقع ہوئے طعن وملامت کی جگھ نہین **نواں طعن** سب صحابہ انکی قتل پر راضی تھے اور انکی مذمت کرتے تھے اور انکے قتل کے بعد تین روز تک انکو دفن نکرکے چھوڑ دیا **جواب** یہہ سب کذب صریح اور بہتان ظاہر ہے یہہ بات لڑکون پر بھی پوشیدہ نہین کہ طلحہ وزبیر وبی بی عایشہ صدیقہ ومعاویہ وعمرو بن العاص نے جو طلب قصاص مین جنگ وپیکار کیا کیا وہ قصاص اسی عثمان معلوم کی۔ یا دوسرے عثمان متخیل وموہوم کی ہے سنی وشیعہ ہر دو کی تاریخین تو موجود ہین اور صحابہ نے تو ان سے دفع کرنے مین مقدور بھر قصور نہ کیا اور جہان تک امکان تھا کلمے اور کلام سے انکو سمجھایا جب صحابہ کا سمجھانا ان ظالمون کی عقل مین نہ آیا صحابہ نے حضرت

عثمان سے جنگ کی اجازت مانگی جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت ندی اور بڑے جدوجہد سے منع فرمایا تب صحابہ نے لاعلاج ہوکے خاموش رہے - اور باوجود اسکے حضرت عثمان کی خدمت میں پہنچانے اور اُنسے تنگی دور کرنے آخر تک حیلے اور تدبیریں کرتے تھے اور زید بن ثابت سب انصار کرام کو اپنے ہمراہ لے کے حاضر ہوے سب انصاروں نے حضرت عثمان سے کہا اِنْ شِئْتَ کُنَّا اَنْصَارَ اللّٰہِ مَرَّتَیْنِ اور عبداللہ بن عمر سب مہاجرین کو اپنے ہمراہ لیکے آئے اور سب کے سب کہنے لگے کہ یا امیرالمومنین جنہوں نے آپ پر بلوہ کیا ہے یہہ وہی لوگ ہین جو ہمارے ضرب شمشیر سے مسلمان ہوے اور ہماری تلوار کا خوف ابھی ان کے دل مین باقی ہے انکی یہہ سب گستاخی اور بلند پروازی اس سبب سے ہی کہ وے کلمہ پڑہتے ہین اور آپ کلمہ کی حرمت نگاہ رکھتے ہو اگر آپ اجازت دین ہم انکو حقیقت حال پر آگاہ کردیتے ہین اور انکی بھولی ہوی حالت پھر انکو یاد دلاتے ہین حضرت عثمان نے کہا کہ ازبراے خدا یہہ بات مت کہو اور فقط میری جان بچانیکے لئے اسلام مین کشاکشی نہ ڈالو - اور حسنین کریمین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور دوسرے صحابہ حضرت عثمان کے ہمراہ انکے گھر مین حاضر تھے جب بلوائیون نے ہجوم کرتے ان بزرگون نے پتھر اور لکڑی سے اور دروازے کو بند کرنے سے انکے بلوے کو دفع کردیتے تھے - اور حضرت عثمان کے غلامون کی ایک فوج کثیر حاضر تھی یہان تک کہ اگر حکم کرتے ایک ساعت مین بلوائیون کو زیروزبر کردیتے انہی غلامون نے سب باہتھیار ہوکے حاضر ہوے اور کمال آہ وزاری اور بیقراری سے عرض کی کہ ہم وہی لوگ ہین کہ خراسان سے آفریقہ تک کسی سے ہمارے تلوار کا تاب نہ لایا اگر آپ حکم فرماوین اس جماعت مغرور کو انکی سرکشی کا تھوڑا زایقہ ہم چکھا دیتے ہین کیونکہ اُن شہریون نے باتون سے راستی پر نہین آتے ہین اور انکو اسبات کی استغنائی آگئی ہے کہ کلمہ کی حرمت کے سبب سے کوئی ہمارا تعرض نہین ہوتا ہے اسیواسطے وہ راہ پر نہین آتے ہین اور دوسرے اکابر صحابہ کے کلام کو ایک جبر ابر نہین گنتے ہین حضرت عثمان نے یہہ سنکے فرمایا اگر تم میری رضا چاہتے ہو اور میرا حق نعمت ادا کرتے ہو تو آپسے یہہ ہتھیار دور کرو اور اپنے گھرون مین بیٹھ جاؤ تمہارے جسنے ہتھیار دور کرے اسکو مین آزاد کیا ہون وَاللّٰہِ لَئِنْ اُقْتَلَ قَبْلَ اَنْ اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ اَنْ اَکُوْنَ یعنے میری شہادت تو مقدر ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کی بشارت دی ہو اگر تم بلوائیون کے ساتھ قتال کروگے مین تو یقیناً مارا جاؤنگا پس اس مین کیا حاصل کہ قتل وخون بھی واقع ہووے اور مدعا بھی کرسی نشین نہووے اور تواریخ فریقین مین ثابت ہی کہ حضرت امیر بھی اپنے لڑکون کو اور جعفر طیار کے اولاد کو اور اپنے چیدہ خاص قنبر کو حضرت عثمان کے دروازے پر متعین فرمایا تھا اور طلحہ اور زبیر بھی اپنے لڑکے ان کے دروازے پر بٹھلائے تھے تا بلوائیون کے مزاحم ہون - جب اہل بلوا ہجوم لاتے تھے پھر اولاد صحابہ جنگ

رہے ہوئے اسکے ساتھ جنگ کرکے دفع فرماتے تھے یہاں تک کہ حضرت امام حسن خون آلودہ ہوے اور محمد بن طلحہ اور قنبر
نے سر پر زخم کھایا جب بلوائیوں کو دروازے سے آنا ممکن نہوا انکے گھر کے پیچھے سے بعضے انصار کے گھروں کو روزن ڈالکے
داخل ہوے اور حضرت عثمان کو شہید کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب نہج البلاغت جو شیعہ کے اصح الکتب ہے اس
زیادہ ہوا اسی کتاب مین حضرت امیر سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا واللہ قد دفعت عنہ اور نہج البلاغت کے
شارحون نے فاطمۃ حضرت امیر کا اہتمام بیان کیا ہی کہ اُن دنون جب حضرت امیر نے عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف
تشریف لے آتے بلوائیون کو چابک سے مار کے دور کرتے اور ان پر لعن وشتم بھی فرماتے تھے پس اہل ایمان کا کام نہین
کہ حضرت امیر کے ان معاملات کو نفاق اور ظاہر و باطن کے مخالفت پر حمل کرین اسی جگہ کوی منافق ہی چاہے تو یہ حکم
المرء یقیس علی نفسہ کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جناب پاک کے ساتھ کرے نعوذ باللہ منہا ع
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؟ اور اگر بالفرض والمحال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہوگا جناب امیر نے اپنی خلافت
مین کوفے مین جو خطبے پڑہا ہی ان خطبون مین قاتلان عثمان کو دفع کرنے کے باب مین کس لئے قسم کہاے ہوتے اور حضرت
عثمان کی شہادت کے بعد کس لئے آواز بلند سے فرماتے ہوتے کہ انما مثلی مثل عثمان کمثل اثوار ثلاث
کن فی اجمۃ ابیض واسود واحمر ومعھن فیما اسد وکان لا یقدر فیھن بشیء لاجتماعھن
علیہ فقال للثور الاسود والثور الاحمر لا یدل علینا فی اجتماعنا ھذہ الا الثور الابیض
فان لونہ مشہور ولونی علی لونکما فلو ترکتما فی اکلتہ وصفت لکما الاجمۃ فقالا
دونک فکلہ فاکلہ فلما مضت ایام قال للاحمر لونی علی لونک فانزلنی اکل الاسود
فقال دونک فکلہ ثم قال للاحمر الان اکلک فقال دعنی انادی ثلاثا فقال افعل فنادی ثلاثا الا انی
اکلت یوم اکل الابیض ثم رفع امیر المومنین صوتہ فقال الا انی ھنت یوم قتل عثمان
اور یہہ قصہ شہرت اور تواتر مین اس حد کو پہنچا ہی کہ فریقین کی تواریخ مین مذکور مسطور ہی کسیکو انکار کی جگہ نہین - اور عبد اللہ بن
سلام نے ہرون علی الصباح بلوائیون کے پاس جاکے کہتے تھے کہ لا تقتلوہ بعضے مت قتل کرو اس کو کیونکہ اسکے قتل کے بعد

بہت سے فتنے وفساد برپا ہونگے - اور حذیفہ بن الیمان جو حضرت سے صاحب راز اور انکو منافقون کا علم حاصل تھا
مینے منافقون کو جانتے تھے اور جناب امیر بھی انکے حق مین اس علم کی گواہی دی ہے سو حذیفہ ہمیشہ حضرت عثمان
کے قتل سے تحذیر کرتے اور فرماتے تھے کہ انکا قتل فتنے کا موجب ہوگا لاکن انکے دفن مین ہوتا خیر ہوی وہ بھی
فساد عظیم کا سبب تھا جو انکے قتل کے بعد مدینہ منورہ مین رونما ہوا تھا انہی اوباشون اور بلوائیون نے ہر جمعہ کی
وڑاتے تھے اسلئے لوگ اپنے حال مین گرفتار تھے - آخر شب کے وقت جب اہل بلوا سوگئے حکیم بن
حزام وسوید بن مخرمہ وجبیر بن مطعم وابو جہم بن حذیفہ بدری ولیسار بن کرم وعمرو بن عثمان نے جنازہ نکالا
کے مانند انہین کے خون آلودہ کپڑون سے کفن دیکے نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا - جبیر بن مطعم نے انکے جنازے
امامت کی - اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی از انجملہ حسن بصری اور مالک ہوا امام مالک کا عہد ہے - اور ملائک بھی
کے حوض مین ان کے جنازے پر حاضر ہوے چنانچہ حافظ دمشقی نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے

يَوْمَ يَمُوتُ عُثْمَانُ يُصَلِّي عَلَيْهِ مَلَئِكَةُ السَّمَاءِ راوی کہتا ہے کہ قُلْتُ أَيَا رَسُولَ اللهِ عُثْمَانُ خَاصَّةً وَالنَّاسُ
عَامَّةً قَالَ عُثْمَانُ خَاصَّةً اور اس روایت کی مویدابن عساکر کی روایت ہے جو سہم بن منیر سے لائی ہے وَكَانَ
مِمَّنْ شَهِدَ قَتْلَ عُثْمَانَ قَالَ فَلَمَّا أَمْسَيْنَا قُلْتُ لَئِنْ تَرَكْتُمْ صَاحِبَكُمْ حَتَّى يُصْبِحَ مَتْلُوًّا بِهِ
فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى غَرِيقِ الْعَرْقَدِ فَأَمْكَنَّاهُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ حَمَلْنَاهُ فَغَشِينَا سَوَادًا
مِنْ خَلْفِنَا فَهَبَنَاهُمْ حَتَّى كِدْنَا نَتَفَرَّقُ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي لَا رَوْعَ عَلَيْكُمْ اشْتَوَوْا
فَإِنَّا جِئْنَاهُ لِنُشَهِّرَهُ وَكَانَ ابْنُ جُنَيْسٍ يَقُولُ هُمُ الْمَلَائِكَةُ
اور حضرت عثمان کی ہجو اور بدگوئی کی نسبت صحابہ کی طرف کرنی محض افترا اور بہتان ہے اب اہل سنت کی روایتین سنئے
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ عَلَى مَزْدُونَةٍ
وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ مِنْ نُورٍ رَفَعَهَا بِيَدِهِ قَضِيبٌ مِنَ الْفِرْدَوْسِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ
إِنِّي إِلَى رُؤْيَاكَ بِلَا شَوْقٍ وَإِذَا كَ مُبَادِرًا فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَتَبَسَّمَ وَقَالَ إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

اصبح عندنا فی الجنة ملکا عروسا وقد عدنا الی ولیمة فاتامبادر لذلک رواہ حسین عبد اللہ الفقیہ
اور ابو شجاع شیرویہ دیلمی جو نامی محدثین سے ہے اور شیعہ بھی اسکی روایت کو معتبر جانتے ہیں کتاب
مسند الفردوس ابن عباس سے اسی خواب کی روایت بسطرح لائے ہیں اور حضرت امام حسن کا خواب بھی مشہور ہے بیہقی الزہد
ہے اور دیلمی بھی روایت کرتے ہیں عن حسن بن علی قال ما کنت لاقاتل بعد رؤیا رأیتہما
رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضعا یدہ علی العرش ورأیت
ابا بکر واضعا یدہ علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورأیت عمر واضعا
یدہ علی منکب ابی بکر ورأیت عثمان واضعا یدہ علی منکب عمر ورأیت ماذونہ
فقلت ما ہذا فقالوا ادم عثمان یطلب اللہ بہ وروی ابن السمان عن قیس بن عباد
قال سمعت علیا یوم الجمل یقول اللہم انی ابرء الیک من دم عثمان ولقد طاش
عقلی یوم قتل عثمان وانکرت نفسی وجاؤنی للبیعة فقلت الا استحیی من
ابایع قوما قتلوا رجلا قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا استحیی من رجل تستحیی منہ
الملائکة وانی استحیی من اللہ ان ابایع وعثمان قتیل فی الارض لم یدفن بعد فانصرفوا
فلما دفن ورجع الناس یسئلون البیعة فقلت اللہم انی مشفق مما اقدم علیہ ثم جاءت
عزیمتہ فبایعت قال فقال امیر المومنین فکانما صدع قلبی وروی ہو ایضا عن محمد بن الحنیفة
ان علیا قال الجمل لعن اللہ قتلة عثمان فی السہل والجبل وعنہ ایضا ان علیا بلغہ ان عائشة
تلعن قتلة عثمان فرفع یدیہ حتی بلغ بہما وجہہ فقال انا العن قتلة عثمان لعنہم اللہ فی
السہل والجبل مرتین او ثلثا وروی ہو عن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن علیہم السلام قد ذکر
عندہ قتل عثمان فبکی حتی بل لحیتہ وعن جندب قال دخلت علی حذیفة فقال لی ما فعل
الرجل یعنی عثمان فقلت اراہم قاتلیہ فمہ قال ان قتلوہ کان فی الجنة وکانوا فی النار

بیت اہلبیت کرام کے اقوال حضرت عثمان کے قتل اور قاتلون کے بارے مین ان - اور حذیفہ کی جسکو حدیث نبوی شیعہ کے پاس صادق الحدیث ہے کہ ان کی کتب مین موجود ہے ما حدث شکم حذیفۃ فصدقوہ اور اگر تمام صحابہ و تابعین جو حضرت عثمان کے قتل سے معموم ہوے اور ان کے بہتیرے خود انکے برادران کے قاتلون کے دوزخی ہونے پر جو گواہی دی اور یہ مقدمہ جو نقل صحیح سے ثابت ہے اگر ہم ذکر کرین کئی دفتر مبسوط چاہئے - اور ان روایات مشہورہ متعددہ سے ثابت ہوا کہ تین روز تک بلا دفن ان کی نعش پڑی رہنا محض دروغ افترا ہے اور سب تواریخ مین اس کی تکذیب موجود ہے کیونکہ اجماع مورخین سے ان کی شہادت جمعہ کے دن عصر کے بعد دیجہ کی اٹھارہین کو واقع ہوی اور بلا شبہ انکا دفن بقیع مین شنبہ کی شب مین ہوا - اور جب پیغمبر برحق و رسول اصدق کسی کے حق مین بلا حصول دخول جنت کی قطعی بشارت دی ہو اور وہ حدیث ہم کو تواتر کے ساتھ پہنچی ہو پھر استشہاد کی کیا حاجت رہی مناسب یہی ہے کہ ہم اسبات کو مختصر کرین - وفیما ذکرنا کفایۃ و لاھل بصیرۃ ھدایۃ والھادی ھو اللہ تعالیٰ -

چوتھا گلزار حیدر کرار ابوالاولیا خلیفہ چہارم اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے احوال مین

یہ گلزار جاوید بہار چہار خیابان - اور دو روش - اور چہار شاخ - اور چہار گل اور دو گلدستہ پر منقسم ہے

پہلی خیابان حضرت علی کے نام نامی ونسب گرامی کے بیان مین - آپکا نام نامی **علی** ہی ابن ابیطالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف - انکی والدہ کا نام فاطمہ ہے بنت اسد بن ہاشم - پس جناب امیر اپنے پدر و مادر کی طرف سے ہاشمی ہین - اور حضرت کے چچیرے بھائی ایسا نسب گرامی کسی کو میسر نہوا - روایت ہی کہ جب حضرت علی کے تولد کا وقت قریب پہنچا اور ان کی والدہ کو دردزہ شروع ہوا - اور نہایت بیقرار ہوئین ابوطالب ان کو کعبۃ اللہ مین لے آیا جب وہ بی بی داخل کعبہ ہوئین درد تخفیف پایا اور وہین تولد ہوا - کعبے مین کسی کی ولادت نہوی سبحان اللہ یہ عزو شرف انہین کو خاص ہے اور کسی کو نہ ملا - حضرت علی کے والد ابوطالب کے ایمان مین اقوال مختلف آئے ہین اگرچہ اہل سنت کے پاس انکا ایمان لانا ثابت نہوا لاکن جب انہون نے ہمیشہ حضرت کے مددگار اور خدمت گزار اور آپکے عشق و محبت مین جان نثار رہے ہین انکا حفظ ادب لازم ہے - امام سخاوی جو دیار مغرب کا بڑا علامہ تھا اس کی یہ حالت تھی کہ جب ابوطالب کا ذکر درمیان آتا تو بے اختیار روتا اور کمال درد سے کہتا کہ الٰہی تیرا کام علت پر موقوف نہین تیری رحمت غضب پر سبقت کی ہی خداوندا اگر تو اس کو عذاب دینا چاہے تو اس کے عوض مین مجھے عذاب دیجئے اور یہان تک روتا کہ غم سے بیہوش ہوتا تھا رحمتہ اللہ علیہ - اور حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد ایمان سے مشرف ہوئین سابقین اسلام سے ہین - وہ بھی ابوطالب کے مانند ابتدا سے بجان و دل حضرت کی بیحد محبت بجا لاتین اور آپ کی محبت مین جان فدا تھین - یہان تک کہ حضرت فرماتے کہ میری مان کے بعد وہی میری مان ہے روایت ہی کہ جب اس بی بی کی رحلت ہوی حضرت نے انکے کفن کے واسطے اپنا لباس عنایت فرمایا اور جب انکی قبر کھدوائی اپنے دست مبارک سے پاک کیا اور لحد اپنے دست شریف سے بنائی اور اول آپ قبر مین لیٹا اور دعا کی کہ الٰہی میری مان کو بخش اور حجت تلقین کر اور اس کی قبر کو کشادہ کیجئے بحق عبدک و جمیع انبیا تک صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپنے کسی کے ساتھ ایسا نکیا حضرت نے فرمایا کہ مین نے اپنا لباس اسواسطے دیا تا جنت کا بہتر لباس اس کو ملے اور اس کی قبر مین اس واسطے لیٹا تا اس کو قبر کا ضغطہ نہو **دوسری خیابان** حضرت علی کے حلیہ شریف و شمائل منیف کے بیان مین - حضرت علی کا رنگ مبارک گندم اور چہرہ شریف نہایت جمیل اور نورانی تھا - اور خندہ رو و اشکل العینین تھے یعنے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھون کے مانند انکی آنکھین بھی بڑی

اور دراز تھین اور ان کی ریش مبارک انبوہ تھی اور سینہ اور کھندون پر بال تھے اور قد مبارک کچھ کوتاہ و زیبا تھا اور سبک رفتار تھے اور سر اطہر پر بال کم تھے **تیسری خیابان** حضرت علی نے سید الانبیا علیہ الصلواۃ والسلام کے کنف تربیت مین آنے اور آپ پر ایمان لانے کے بیان مین - روایت ہی کہ جب امیر المومنین مرتضیٰ علی پر لڑکائی تھی عرب مین بڑا قحط آیا جب ابو طالب کثیر العیال تھے ان پر بڑی تنگی اور تصدیع رودی اسلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس سے فرمایا کہ آپ کے بڑے برادر ابو طالب پر بڑا افلاس ہے چاہئے کہ ہم مدد کرین ان کے فرزندون سے مین ایک کو لیتا ہون آپ بھی ایک کو لیجئے تا انکو تخفیف خرچ کا سبب ہو - حضرت عباس نے اس تدبیر کو پسند کیا پس ابو طالب کے پاس جاکے ظاہر کی - اسنے کہا کہ طالب اور عقیل کو میرے پاس چھوڑ دیجیو تا میری ضروریات کی سر براہی ہو ان کے سوا تم جن کو چاہتے ہو لیجیو تب جناب سرور انبیا نے علی مرتضیٰ کو اور حضرت عباس نے جعفر طیار کو لیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کمال محبت و شفقت کے ساتھ تربیت کرنے لگے سو مرتضیٰ علی اس جناب کے بجاے فرزند تھے جب ان کی عمر شریف دس سال کی ہوئی اور حضرت مبعوث ہوے جناب امیر نے ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد ایمان لایا - کہتے ہین کہ حضرت نے پیر کے روز خلعت نبوت پہنی مرتضیٰ علی منگل کے دن ایمان سے مشرف ہوے - روایت ہی کہ جناب امیر سب مشاہد مین حضرت کے ساتھ رہے اور کبھی جدا نہوے

چوتھی خیابان حضرت علی کی کنیت باکرامت اور القاب فیض نصاب کے بیان مین

حضرت علی کی کنیت ابو الحسن ہی اور ابو السبطین بھی کہتے ہین اور ابو تراب بھی انہین کی کنیت ہے یہہ کنیت ان کو حضرت سے عنایت ہوی - امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین صحیح بخاری سے نقل کی ہی کہ سہل بن سعد سے مروی ہی کہ حضرت علی کے پاس ان کے اسما سے دوست تر ابو تراب تھا اس کنیت سے ان کو پکارے تو بہت خوش ہوتے تھے - اور اس کنیت کا سبب یہہ ہے کہ حضرت نے ایکروز جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے مکان کے طرف تشریف شریف ارزانی فرمای جناب امیر حاضر نہین تھے آپنے دریافت کی کہ میرا ابن العم کہان ہے - بی بی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آج میرے اور ان کے درمیان کچھ گفتگو ہوی سو خفا ہو کے باہر گئے اور گھر مین قیلولہ نہ فرمایا یہہ بات سنکے حضرت نے حکم کیا کہ علی مرتضیٰ کہان ہے ڈھونڈھین تب ایک شخص نے جاکے یہہ خبر لائی کہ مسجد مین آرام فرمایا ہی - یہہ خبر سنتے ہی خود حضرت مسجد کی طرف روانہ فرمہ ہوے دیکھے کیا ہین کہ مسجد مین بلا فرش زمین پر لیٹے ہین اور انکی پشت مبارک کو مٹی لگی ہے حضرت نے یہہ دیکھ کے اپنے دست مبارک سے وہ مٹی جھٹک دی اور پشت مبارک کو پاک کیا اور کمال شفقت اور مسرت سے انکو پکارا کہ قم یا ابا تراب اس روز سے یہہ کنیت مشہور ہوی - اور حضرت علی کے القاب سے مرتضیٰ و حیدر و اسد اللہ و کرار

وبیسوب المومنین ہین پہلی روش ان آیتون کی تفسیر مین کہ جناب مرتضی علی کی شان مین نازل ہوئین طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کرتے ہین کہ قرآن مجید مین جہان یا ایھا الذین آمنوا کا خطاب آیا ہے اس جماعت کے امیر اور اس گروہ مین شریف حضرت علی ہین - اور ابن عساکر نے ابن عباس سے لایا ہے کہ حضرت علی کی شان مین تین سو آیتین نازل ہوئین ہین کذا فی تاریخ الخلفا للسیوطی غرض جناب امیر کی شان مین آیات کثیر وارد ہین یہان اسسے تھوڑی لکھی جاتی ہین از انجملہ **پہلی آیت** یہہ ہے جو سورہ بقرہ مین آئی ہے الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیۃ یعنے جن لوگون نے خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو اللہ تعالی کی راہ مین رات اور دن مین پوشیدہ اور ظاہر فلھم اجرھم عند ربھم سو ان کے لئے ان کے صدقات کا ثواب مہیا ہے ان کے پروردگار کے پاس ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اور نہین ہے ان کو خوف اور نہ وے غمگین ہونگے - مجاہد نے ابن عباس سے نقل کرتا ہے کہ یہہ آیت حضرت علی کی شان مین نازل ہوی اس کا سبب نزول یہہ ہے کہ حضرت علی کے پاس چہار درہم تھے انہون نے ایک درم رات مین اور ایک دن مین اور ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر صدقہ دیا تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی - رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو بلوا کے دریافت کی کہ تم نے اس طرح خیرات کرنیکا کیا وجہ تھا - جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین نے صدقے کے اطوار جب ان چہار قسمون سے خارج نہین دیکھے ان سب اقسام کو التزام کیا اس امید پر کہ اللہ تعالی ان سے ایک قسم کا صدقہ بھی اپنے کرم سے قبول کرے **دوسری آیت** جو سورہ مائدہ مین آئی ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا یعنے سوا سے اس کے نہین کہ دوست تمہارا اللہ تعالی ہے اور اس کا رسول یعنے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وے لوگ جو ایمان لائے ہین یعنے حضرت کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم - روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن سلام نے یہہ آیت سنی کہا رضینا باللہ وبرسولہ وبالمومنین اولیا پھر اللہ تعالی نے مومنون کی صفت بیان کرتا ہے الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون قایم کرتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوۃ حالانکہ وے خشوع اور فروتنی کرتے ہین اپنی نماز اور زکوۃ مین یہہ حال مخصوص ہے ساتھہ یوتون الزکوۃ کے یعنے اپنی حالت رکوع مین صدقہ دیتے ہین - تفسیر بغوی مین لایا ہے کہ ابن عباس اور سدی نے کہا کہ یہہ آیت حضرت علی کی شان مین نازل ہوی - اسباب نزول مین لائے ہین کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز حجرہ شریف سے مسجد منیف کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی - صحابہ نماز مین مشغول تھے بعضے قیام مین تھے بعضے رکوع مین حضرت کی نظر مبارک سائل پر پڑی سو دریافت کی کہ کسی نے کوی چیز تجھکو دی ہے - تب اوسنے ایک

روپے یا سیسنے کی انگشتری حضرت کو تبلائی آپنے پوچھا کہ تجھے یہہ انگشتری کس نے عطا کی - اس فقیر نے جناب مرتضی علی کے طرف اشارہ کیا حضرت نے پوچھا کہ کس حال مین تجھکو دیا سایل نے کہا اَعْطَانِیْ وَھُوَ رَاکِعٌ یعنے حالت رکوع مین مجھ کو عنایت کی حضرت نے یہہ سُنکے کمال خوشی سے تکبیر کہی **تیسری آیت** جو سورۂ آل عمران مین آئی ہے فَمَنْ حَاجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَکَ مِنَ الْعِلْمِ یعنے جس نے تیرے ساتھ خصومت اور مجادلہ کریگا اے میرے رسول اس مین یعنے عیسی کے باب مین - بعد اس کے کہ آیا تجھ کو علم اسبات کا کہ عیسی رسول اور بندہ ہے فَقُلْ تَعَالَوْا پس تو بول دے انکو یعنے نصارا کو کہ آیئو نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ بلاوین ہم ہمارے فرزندون اور تمہارے فرزندون کو اور ہمارے اور تمہارے عورتون کو اور ہمارے اور تمہارے نزدیکون کو ثُمَّ نَبْتَہِلْ پس جہد کرین تضرع اور دعا مین یا لعنت طلب کرین فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ پس کرین ہم لعنت اللہ تعالی کی جھوٹون پر - اس آیت کا سبب نزول یہہ ہے کہ نجران کے نصارا نے مدینہ منورہ کو آکے عیسی علیہ السلام کے باب مین بحث کیا حضرت نے ہر چند ان کو سمجھایا اور دلیلین قایم کین کہ عیسی علیہ السلام خدا نہین بلکہ بندۂ خدا ہین - لاکن نصارا اپنی کج بحثی اور کج فہمی سے باز نہ آئے تب یہہ آیت نازل ہوی اور مباہلہ کا حکم آیا تب حضرت نے انکو بلوا کے فرمایا کہ ہر چند ہم نے دلیلین قایم کین لاکن تم نے نمانا بلکہ عناد و منازعت بڑہایا اب آؤ کہ تم ہم مباہلہ کرین تا سچا جھوٹے سے اور محق مبطل سے جدا ہو جاوے - نصارا نے اسبات پر راضی ہو کے زمان و مکان مقرر کیا دوسرے روز حضرت رسالت پناہ علیہ الصلواۃ والسلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے گود مین لئے ہوے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوے اور جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو انکے پیچھے رکھے ہوے روانہ ہوے اور انکو حکم کیا کہ جب مین دعا کرون تم آمین کہو - جب انھا پیشوا جو بڑا اُسقف تھا حضرت کو آپکے اہلبیت کے ساتھ دیکھا بہت گھبرایا بے اختیار پکارا کہ یاروان بزرگون کے ساتھ مباہلہ کرنے سے بہت پرہیز کرو قسم ہے اللہ تعالی کی کہ ان بزرگون کے مبارک چہرے مین دیکھتا ہون تو ایسے ہین کہ یہ اگر اللہ تعالی سے چاہین کہ پہاڑون کو ان کی جگہہ سے زایل کردے یقین ہے کہ اللہ تعالی زایل کردیگا - پس مین یقین جانتا ہون کہ اگر تم انسے مباہلہ کروگے روے زمین پر نصرانی باقی نرہیگا پس نصارا گھبرا کے اس مصالحت پر راضی ہوے کہ ہر سال دو ہزار حلے اور تیس بکتر مسلمانون کو دیا کرین - حضرت نے فرمایا کہ نجران کے نصارا اگر میرے ساتھ مباہلہ کرتے اللہ تعالی ان کو بندر اور خزیر کی صورت پر مسخ کردیتا اور اُن پر آتش بیٹے جاتی سب اہل نجران اور انکے پرندے بھی ان کے مکانات مین ہلاک ہو جاتے **چوتھی آیت** جو سورۂ احزاب مین آئی ہے —

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا سوائے اسکے نہین کہ چاہتا ہی اللہ تعالیٰ نے لیجاوے تمہارے سے گناہ اے اہل بیت پیغمبر اور پاک کرے تمکو پورا پاک کرنا - زاد المیسر اور دوسرے معتبر تفسیرون مین لائے ہین کہ اہلبیت کا لفظ عام ہے حضرت کی ازواج مطہرات اور اولاد امجاد سب اہلبیت مین داخل ہین - اسباب نزول مین لایا ہی کہ ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز میرے گھر مین ایک گلیم پر جو آپکے فرش کے لئے رکھی تھی تشریف رکھی ایسے مین جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے سنبوسات کے ساتھ کچھ گوشت پکا کے حضرت کی خدمت مین لے آئین حضرت نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ اور حسنین کریمین کو بھی بلے آئے تاہم سب ہم کاسہ ہووین - تب بی بی نے آئین بلا لائین جب کھانے سے فراغت حاصل ہوی حضرت نے وہ کمبل ان پر اڑہائی اور دعا کی کہ الٰہی یہہ میری اہلبیت ہین جس کو ان سے دور کرا اور ان کو پاک کیجئے - تب یہہ آیت نازل ہوی - بی بی ام سلمہ کہتے ہین کہ حضرت دعا کرنے کے وقت مین نے بھی اپنا سر اس گلیم کے نیچے کیا اور کہی کہ یا رسول اللہ کیا مین آپکی اہل بیت سے نہین فرمایا کہ ہان انشاء اللہ تعالیٰ ایک روایت ہے کہ ارشاد کیا اِنَّکَ عَلٰی خَیْرٍ یعنے تو خیر پر ہے - تیسرا اور دوسرے معتبر تفاسیر مین انس بن مالک سے منقول ہے کہ اس کے بعد نماز کے وقت حضرت کا گذر جب خاتون جنت کے گھر پر ہوتا تو فرماتے اَلصَّلٰوۃَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا **پانچوین آیت** جو سورہ شوریٰ مین آئی ہے - قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا یعنے کہدے اے محمد مین نہین چاہتا ہون تمہارے اس پر یعنے ابلاغ رسالت پر کچھہ مزدوری - اور کوی پیغمبر دعوت کی مزدوری اپنی امت سے طلب نہ کی ہے - تبیان مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو تشریف لائی اکابر انصار آپ کی خدمت مین آن کے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ہمارے خواہر زادے اور دین مین ہمارے پیشوا اور راہ دکھلانے والے ہو ہم دیکھتے ہین کہ آپکے اخراجات کثیر ہین اگر حکم ہو ہم اپنی خوشی سے تھوڑا مال جمع کر کے خدام آستان معلی کے تحویل کرتے ہین تا اپنے حوایج مین صرف کرین - اور خاطر مبارک کو فراغت حاصل ہو تب یہہ آیت نازل ہوی کہ کہدے ای رسول مقبول کہ مین تبلیغ رسالت پر تمہارے سے مزدوری کی طمع نہین رکھتا ہون اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی مگر دوستی چاہتا ہون خویشی مین یعنے قریش کو چاہئے کہ مجھے دوست رکھین اس رشتہ قرابت کی سبب سے جو انکے ساتھ رکھتا ہون - جب ان کو اس بات کا افتخار ہے کہ ہم صلہ رحمی کی بڑی رعایت کرتے ہین سو قریش سے کوی قبیلہ نہین مگر مجھے اس کے ساتھ ایک قرابت کا رشتہ ثابت ہے پس چاہئے کہ میری

یاری مین کمر باندہین اور میرے ساتھ دشمنی نکرین یہ قول قتادہ کے بنسبت بہت واضح ہے - اور دوسرے مفسرون نے کہا ہی اس سے مراد مودت ثابتہ ہے ذوالقربی مین یعنے مین نے رسالت کی مزدوری نہین چاہتا ہون لیکن چاہئے کہ میرے خویشون کو دوست رکھین - ابن عباس سے منقول ہی کہ صحابہ اس آیت کے نزول کے بعد عرض جناب کی کہ یارسول اللہ آپکے خویشون کے ساتھ جو دوستی رکھنے کا حکم آیا وے کون ہین فرمایا کہ علی و فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم سعالم التنزیل مین لایا ہی کہ سعید بن جبیر اور عمرو بن شعیب بھی اسی بات پر آئے ہین اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کی معنی حضرت کے ارباب قرابت اور عترت کے ساتھ دوستی کرنی ہے خصوصاً فاطمہ زہرا علی مرتضی اور ہر دو صاحبزادے کہ جنکی شان مین آیت تطہیر نازل ہوی - زید بن ارقم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَاَهْلَ بَيْتِي اَذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِي قِيْلَ لِزَيْدٍ بْنِ اَرْقَمَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ قَالَ اٰلُ عَلِيٍّ وَاٰلُ عَقِيْلٍ وَاٰلُ جَعْفَرٍ وَاٰلُ عَبَّاسٍ انتہی - اور یہ حدیث مشکوٰۃ مین اس لفظ سے آئی ہی اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ یعنے مین چھوڑ جانیوالا ہون تمہارے درمیان دو چیزین بھاری اول نفیس اُوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ ان ہر دو سے پہلی چیز قرآن مجید ہے اوس مین ہدایت اور روشنی ہے یعنے اعمال کا بیان روشن ہوتا ہے فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ پس عمل کرو خدا کی کتاب پر اور دستاویز کرو اور استوار پکڑو اس کو فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ پھر حضرت نے ہمین قرآن کو دستاویز کرنے اور اس پر عمل بجالانیکے لئے بہت ترغیب و تحریص فرمائی ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِي اَذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِي اَذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِي پھر حضرت نے فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہین مین نے تمہین اللہ تعالی کو یاد دلاتا ہون میری اہل بیت کے باب مین یعنے اس کے عذاب سے ڈراتا ہون تم کو ان کے حقوق بجالانے مین تقصیر کرنے پر مخفی نرہے کہ بیت تین قسم پر ہے بیت نسب اور بیت سکنی اور بیت ولادت پس بنوہاشم اولاد عبدالمطلب نسب کی جہت سے حضرت کی اہل بیت مین داخل ہین اور جد قریب کے اولاد کو بھی اہل بیت کہتے ہین - اور حضرت کے ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہین جو حضرت کے گھر مین سکونت رکھتے تھے - اور حضرت کے اولاد امجاد آپکے اہل بیت ولادت ہین اگرچہ حضرت کے سب اولاد پر اہل بیت کا لفظ اطلاق پاتا ہے لیکن علی مرتضی و فاطمہ زہرا و امام حسن و امام حسین سلام اللہ علیہم اجمعین حضرت کی سب اولاد مین مزید فضل و کرامت کے سبب سے مخصوص اور ممتاز ہین اور ان کے فضائل اور مناقب مین بہت سے حدیثین وارد ہین - اور شیخ ولی مقتدا حکیم علی ترمذی رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے نوادر الاصول مین لکھا ہی کہ بیت دو ہین بیت تن و بیت ذکر پہلی دو بیت کے سبب سے عالم کی آبادی اور ظاہر و باطن مین دین و دنیا

کی دوستی ہوتی ہے۔ بیت جسم کے ساکن حضرت کے اہل وعیال اور آپکی اولاد صوری ہین۔ اور بیت ذکر کی ساکن علما اور اتقیا ہین جو اس جناب کی اولاد معنوی ہین خانۂ دین کا استحکام اور بناے شریعت کا انتظام انہین سے ہے اور کشتی فوج کی مثال انہین کی شان مین صادق آتی ہے۔ اور جس شخص کی ذات مین یہ ہر دو صفت یعنے نسبت دینی اور نسبت طینی جمع آوین وہ اپنے غیر سے اتم واکمل ہے جیسے بعضے اولیاے کرام جو علم اور سیادت اور ولایت کے جامع ہین باوجود اس کے نسبت طینی کی تقدیم وتعظیم اور اداے حقوق واجب ولازم ہے ھکذا قال الحکیم ذکرہ فی شرح المشکوٰۃ للدہلوی

دوسری روش ان حدیثون کے بیان مین جو حضرت علی کی فضیلت مین آئی ہین امام احمد اور نسائی اور دوسرے ائمہ لکھتے ہین کہ دوسرے صحابہ کی بہ نسبت حضرت علی کی شان مین بہت سی حدیثین آئی ہین۔ امام سیوطی نے کہا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت علی متاخر ہین اور انکے زمانے مین اختلاف رو دیا اور مخالفون نے ان پر خروج کیا۔ اسواسطے عالمون نے چاہا کہ جناب امیر کے مناقب منتشر کرین تا مخالفون کے رد کا سبب ہو اس لئے اکثر صحابہ ان حدیثون کی روایت کرتے تھے والا خلفاے ثلاثہ کی شان مین بھی بہت سی حدیثین وارد ہین۔ کذا فی شرح المشکوٰۃ

پہلی حدیث جو سعد بن ابی وقاص کی روایت صحیحین مین آئی ہے کہ جب حضرت نے غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا جناب امیر کو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لئے مدینہ مین رہنے کا حکم کیا۔ تب انہون نے مغموم ودلگیر حضور نبوی مین آئے اور عرض کی یارسول اللہ کیا مجھے عورات اور بچون مین چھوڑ جاتے ہو۔ تب حضرت نے فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ یعنے کہ آیا تو اسبات سے راضی نہین کہ تیری نسبت میرے ساتھ ایسی رہے جیسے ہارون کی نسبت موسی کے ساتھ تھی کہ جب موسی نے طور پر گئے اپنے بھائی ہارون کو اپنی قوم مین خلیفہ کیا اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مگر فرق یہی ہے کہ میرے بعد پیغمبر نہین ہارون ہی تھے تو نبی نہین شیعہ اس حدیث کو تمسک کرکے کہتے ہین کہ حضرت کے بعد خلافت جناب امیر کا حق ہے۔ علماے اہل سنت جواب دیتے ہین کہ اس حدیث سے جناب امیر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ حضرت کے بعد آپکی خلافت۔ کیونکہ ظاہر حدیث یہی ہے کہ حضرت نے جناب امیر کو غزوہ تبوک کو جانیکے وقت اپنے غیبوبت کے ایام مین خلیفہ ٹھہرایا تھا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر جانے کے وقت اپنے قوم مین ہارون کو خلیفہ کیا تھا۔ اور ہارون تو موسی کے بعد خلیفہ نہوے۔ کیونکہ ہارون کی رحلت موسی سے چالیس سال آگے ہوی علیہما السلام۔ اور حضرت نے اسی غیبت کے ایام مین عبداللہ بن ام مکتوم کو امامت نماز کیلئے

اور جناب امیر کو اپنے اہل و عیال کی تفقد کے لئے خلیفہ ٹھہرایا تھا اگر خلافت مطلق ہوتی حضرت کو ہی امامت کا حکم فرماتے بلکہ وہی اولی و اہم تھے کذا فی شرح المشکوٰۃ رزین جنبش جو کبار تابعین سے ہی جاہلیت اور اسلام کا کا زمانہ پایا ساٹھ سال جاہلیت مین رہا اور ساٹھ سال اسلام مین - اور بعضون نے اسکی عمر ایکسو بیس - اور بعضون نے ایکسو پچاس - اور بعضون نے ایکسو ساٹھ سال کی بھی کہا ہے اور وہ عبداللہ بن مسعود کے یاروں سے اور اکابر علماے قرأت سے تھا سو روایت کی ہے کہ قَالَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ جس نے شق کیا دانے کو دَبَرَ النَّسَمَۃَ اور پیدا خلق کو لَعَھِدَ اِلَیَّ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ مقرر عہد کیا اور وصیت کی مجھے حضرت نے کہ دوست نہ رکھیگا مجھکو مگر مومن اور دشمن نہ رکھیگا مجھے مگر منافق - پس حضرت علی کی محبت ایمان کی علامت اور ان کی دشمنی نفاق کی نشان ہے اعاذنا اللہ منہا روایت کی اس حدیث کی مسلم نے **دوسری حدیث** جو ترمذی مین آئی ہے

عن عمران بن حصین اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ عمران بن حصین نے جو قدما اور فضلاے صحابہ سے ہی اور ملایک جس کی زیارت کے لئے آتے تھے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر علی میرے سے ہی اور مین علی سے ہون - یہہ کنایہ ہے کمال اتحاد و اخلاص سے وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ اور علی ہر مسلمان کا ولی اور دوست اور مددگار ہے **تیسری حدیث** جو مشکوٰۃ مین آئی ہے عن البراء بن عازب وَزَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِیْرِ خُمٍّ براء بن عازب اور زید بن ارقم جو ہر دو مشاہیر صحابہ اور مخلصان جناب علی مرتضیٰ سے ہین روایت کرتے ہین کہ جب حضرت نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور غدیر خم پر جو جحفہ کے پاس حرمین شریفین کے درمیان ایک جگہ مشہور ہے نزول کیا اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ حضرت علی کا ہاتھ پکڑا ایک روایت مین آیا ہی کہ حضرت نے پالان شتر کا ایک منبر بنوایا اور اس پر سوار ہو کے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ اور فرمایا کہ ایا تم نہین جانتے ہو کہ مین بہت دوست اور بہت نزدیک ہون مسلمانون کے ساتھ ان کی نفوس سے - یعنے مین حکم نہین کرتا ہون مومنون کو مگر جس مین کہ دنیا و آخرت کی خوبی ہو بخلاف انکے نفوس کے کہ کبھی بدی کا بھی حکم کرتے ہین قَالُوْا بَلٰی سب حاضرون نے یہہ سنکے کہا کہ ہان ایسا ہی ہی جیسا آپنے فرمایا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ پس فرمایا کہ خداوندا مین جس کا مولی ہون پس علی اس کا مولا ہے اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ الٰہی دوست رکھ اس کو جو علی کو دوست رکھے وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ اور دشمن رکھ اس کو جو دشمنی رکھتا ہی علی سے - اور ایک روایت مین آیا ہی وَاَحِبَّ مَنْ اَحَبَّہٗ

حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا جواب

وَابْغِضْ مَنْ اَبْغَضَهٗ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ یعنے یاری دے اسکو جو یاری دیوے علی کو اور چھوڑ دے اور یاری نہ دے اسکو جو چھوڑ دیوے اور یاری نہ دیوے علی کو وَادِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَیْثُ کَانَ اور گردان حق کو علی کے ساتھ جس طرف کہ وہ رہے فَلَقِیَهٗ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْطَالِبٍ پس ملاقات کی عمر نے اسکے ساتھ اس کے بعد اور کہا کہ اسسے خوشی ہو تم کو اے فرزند ابی طالب اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلَی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ کہ تم مسلمانون سے ہر مرد و عورت کے مولی ہوے روایت کی اس حدیث کو امام احمد نے ف شیعہ اس حدیث سے حضرت کے بعد بلا فاصلہ جناب امیر کی امامت اور خلافت پر استدلال کرتے ہین اور اس کو اس مدعا پر نص قطعی سمجھتے ہین اور اپنی کتابون مین بڑے طمطراق سے لکھتے ہین کہ اس حدیث مین لفظ مولا جو لایا ہے اولی بتصرف کے معنے مین ہے اور اولی بتصرف ہونا عین امامت ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ مولی کا معنا ہرگز اولی بالتصرف نہین ہوتا ہے عربیت والون نے قاطبتہً اسکا انکار کیا ہے اور لکھتے ہین کہ مَفْعَلٌ اَفْعَلُ کے معنے مین کسی جگہ اور کسی مادہ مین نہین آیا ہے - اولی کو مولی کے معنے مین لیوین تو فلان اولی منك کا معنا مولی منك ہونا لازم آتا ہے حالانکہ یہہ معنی بالاجماع باطل اور منکر ہے بہلاہم نے تسلیم کیا کہ مولی اولی کی معنی مین بھی ہو لاکن اسکا صلہ بالتصرف ٹھہرانا کونسی لغت سے منقول ہے کیونکہ احتمال ہے کہ اولی بالمحبۃ و اولی بالتعظیم مراد ہو سکے اور یہہ بات کب لازم ہے کہ جہان لفظ اولی دیکھین اس سے اولی بالتصرف کی مراد لیوین تو اس آیت کا کیا معنا کرین گے قولہ تعالی اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اگر اولی کا صلہ بالتصرف ہی قرار دین تو اس آیت کا معنا اس طرح کرنا لازم آتا ہے کہ حضرت کے توابع حضرت ابراہیم مین ہے اولی بالتصرف ہین - حالانکہ یہہ بات بے معنا اور باطل ہے کما لایخفی اور بالبداہۃ کا قرینہ بھی صریح دلالت کرتا ہے کہ لفظ مولی یا اولی سے جو ولایت کہ مفہوم ہوتی ہے وہ محبت کی معنی مین ہے وهو قوله علیه الصلوة والسلام اللّٰهم وال من والاه وعاد من عاداه اگر مولی متصرف فی الامور کے معنے مین ہوتا یا اولی کی مراد اولی بالتصرف ہوتی تو ایسا فرماتے کہ بارخدایا دوست رکھ اس کو جو اس کے تصرف مین رہے اور دشمن رکھ اس کو جو اسکے تصرف مین نہ رہے - جناب امیر کی دوستی اور دشمنی کا ذکر کرنا دلیل صریح اسبات کی ہے کہ حضرت کا مقصود جناب امیر کی دوستی کو واجب ٹھہرانی اور انکی دشمنی سے تحذیر کرنی ہے نہ تصرف و عدم تصرف ظاہر ہے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادنی واجبات اور سنن بلکہ قیام موقعود اور اکل و شرب کے آداب کو اس طرح ارشاد فرماتے کہ انکے لفظون سے معانی مقصودہ بلا تکلف لغت عرب کی معرفت کے بعد حاضر و غایب سے ہر شخص کی فہم مین آتی تھین - اور حقیقت مین کمال بلاغت

بھی اسی مین ہے اور منصب ارشاد وہدایت کا مقتضا بھی یہی ہے - اگر ایسے عمدہ مقدمے مین ایسے کلام پر کفتا فرماوین کہ قاعدہ لغت عرب کے موافق اصلا اس سے وے معنے نہ نکال سکین نبی کے حق مین گویائی اور بلاغت کا قصور بلکہ تبلیغ وہدایت مین سستی ثابت کرنی ہوا العیاذ باللہ انبیا تو اس سے پاک ہین - پس معلوم ہوا کہ حضرت کو اسی معنی کا ارادہ منظور تھا جو بے تکلف اس کلام سے سمجھا جاوے - یعنے جناب امیر کی محبت فرض ہی جیسی حضرت کی محبت فرض ہے اور انکی دشمنی حرام ہے جیسی آپکی دشمنی حرام ہے یہی ہے مذہب اہل سنت وجماعت کا اور مطابق ہے فہم اہلبیت کی چنانچہ ابو نعیم نے حسن المثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لوگون نے اُنسے سوال کیا کہ آیا حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ کا حضرت کی خلافت پر نص ہی - شاہزادہ نے جوابدیا کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خلافت کا ارادہ کرتے ہرآئینہ مسلمانون کے فہم مین آنیکے لئے صاف اور واضح فرماتے کیونکہ حضرت افصح الناس اور بہت واضح گو تھے البتہ ایسا فرماتے ہوتے کہ یا ایھا الناس ھذا والی امری والقائم علیکم بعدی فاسمعوا واطیعوہ پھر شاہزادہ نے فرمایا کہ قسم ہی اللہ تعالی کی کہ اگر خدا ورسول حضرت علی کو اس کام کے لئے اختیار کرتے اور حضرت علی خدا ورسول کا حکم بجا نہ لاتے تو بڑے خطاکار ہوتے تب ایک شخص نے کہا کیا حضرت نے نہین فرمایا - مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فعلی مولاہ حسن المثنی نے جواب دیا کہ آگاہ رہو قسم ہی پروردگار عالم عرشنا نہ کی کہ اگر حضرت اس سے خلافت کا ارادہ کرتے صاف اور صریح ارشاد فرماتے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم صاف کرتے تھے ایسا کہدیتے یا ایھا الناس ان علیا والی امرکم من بعدی والقایم فی الناس بامری کذا فی اثنا عشریۃ والکلام فی ھذا المقام طویل من شاء فلیرجع الیہ چوتھی حدیث جو مشکوٰۃ مین امام احمد کی روایت سے آئی ہے عن علی رضی اللہ عنہ قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیک مثل من عیسی یعنے حضرت علی سے روایت ہی کہ مجھے حضرت نے فرمایا کہ تیرے مین حضرت عیسی علیہ السلام کی شباہت ہی ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ کہ دشمن رکھا انکو یہود نے یہان تک کہ بہتان کیا انکی ماں مریم علیہا السلام پر واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ اور دوست رکھا انکو نصاری نے یہانتک کہ لے آیا انکو اس مرتبے مین کہ ثابت نہین ان کے لئے یعنے انکو اللہ اور ابن اللہ کہا نعوذ باللہ منہا ثم قال یھلک فی رجلان پھر حضرت علی نے کہا کہ ہلاک ہوگئے دو مرد میرے سبب سے محب مفرط یفرط فی بما لیس فی پہلا مجھے دوست رکھنے والا حد سے گذرنیوالا جو میری توصیف ایسی کرتا ہی جو میرے مین نہین ومبغض یحملہ شنانی علی ان یبھتنی دوسرا دشمن کہ میری دشمنی اسکو باعث ہوتی ہی اس بات پر کہ میرے پر بہتان کرے ایسی چیز سے جو میرے درمیان نہین اور اللہ تعالی اس سے مجھے پاک رکھا ہی اس حدیث

مطابق شیعہ اور خارج ہین جو افراط و تفریط مین پڑے ہین اور حد توسط و صراط مستقیم اہل سنت و جماعت کے نصیب ہوی الحمد للہ علی ذلک **پہلی شاخ حضرت علی کے خصوصیات کے بیان مین** جناب امیر کے خصیصے بہت ہین از انجملہ یہ کہ کعبۃ اللہ مین ان کا تولد ہوا - اور انکی مواخات حضرت کے ساتھ ثابت ہوی یعنے حضرت نے جب مہاجرین و انصار مین ایکدوسرے کے ساتھ برادری باندہی جناب امیر کی برادری کسی کے ساتھ مقرر نہ کی تب انہون روتے ہوے حضرت کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ آپ نے میری مواخات کسی کے ساتھ مقرر نہ فرمائی - حضرت نے فرمایا کہ تم دنیا و عقبی مین میرے بھائی ہو - اور حضرت نے ان کی اولاد کو اپنے اولاد فرمایا - اور ان کی منزلت اپنے ساتھ ایسی ثابت کی جیسی حضرت ہارون کی منزلت حضرت موسی کے ساتھ تھی مگر اتنا ہی فرق کہ حضرت ہارون نبی تھے حضرت علی نبی نہین - اور حضرت نے اظہار کیا کہ مین جس کا مولی ہون علی اسکا مولا ہی - اور فرمایا کہ قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ - اور حضرت علی نے جاہلیت کے زمانے مین بھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا تھا - سیوا سطے لفظ کرم اللہ وجہہ انہین کے ساتھ خاص ہی **دوسری شاخ حضرت علی کے اولیات کے بیان مین** آپکے اولیات بھی زیادہ ہین - از انجملہ اپنے پدر و مادر ہر دو کی طرف سے ہاشمی ہین - اور بنی ہاشم سے جس نے اول ایمان لایا آپ ہی ہین - اور نحو کو اول جس نے وضع کیا آپ ہی ہین اور باغیون سے اول جس نے قتال کیا آپ ہی ہین اور ائمہ اہل بیت سے پہلے امام آپ ہی ہین **پہلا گل حضرت علی کے تعداد مرویات کے بیان مین** جناب امیر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حدیثین روایت کی ہین جملہ پانسو اسی پر پہنچے ہین - اور بہت سے صحابہ ان سے روایت کرتے ہین جیسے حسنین کریمین و محمد بن الحنفیہ و عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عمرو عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن الزبیر و ابو موسی و ابن سعید و زید بن ارقم و جابر بن عبد اللہ و ابو امامہ و ابو الطفیل و ابو ہریرہ و ابو سعید و صہیب و زید بن عازب وغیرہم - اور بہت سے تابعین بھی انسے روایت کرتے ہین جیسے ان کے تینون فرزند ارجمند عباس و محمد و عمر اور عبد و طارق بن شہاب وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم **دوسرا گل حضرت علی کی قوت و شجاعت کے بیان مین** سبحان اللہ جناب امیر کی شجاعت مشہور آفاق ہے اور آپکی کثرت شجاعت پر سب کا اتفاق - اللہ تعالی نے آپکی ذات مین ایسی شجاعت اور جوانمردی بخشی تھی کہ اس صفت مین کوی ان کا ثانی نہین تھا - روایت ہے کہ جب حضرت کی خدمت مین جبرئیل امین نے شب کے وقت ہجرت کا حکم لے آیا

تب حضرت نے جناب امیر کو بلوا کے فرمایا کہ اب مجھے ہجرت کا حکم آیا ہے مین ابھی یہان سے روانہ ہوتا ہون تم میری چادر اوڑھ لیکے میرے فرش پر لیٹ جاؤ - اور لوگون کی امانتین جو میرے پاس ہین دوسرے دن وے سب ان کے مالکون کو پہنچا دیجے جلد میرے پاس آملو - جناب امیر نے یہ حکم سُنکے بڑی خوشی سے حضرت کی سبز چادر اوڑھ لیکے آپ کے فرش مبارک پر آرام کیا حالانکہ اس شب مین جان کا خطر تھا کیونکہ سب کفار قریش متفق ہوکے یہ ارادہ کیا تھا کہ حضرت کے خوابگاہ مین جاکے فرش مبارک پر ہی آپ کو قتل کردین پس ویسے وقت مین جناب مرتضیٰ علی نے حضرت کے فرش پر استراحت کی اور اللہ تعالیٰ پر اس قدر توکل تھا کہ لیٹتے ہی نیند آگئی یہان تک کہ خراٹے مارنے لگے تب جناب امیر کی عمر مبارک انیس سال کی تھی باقی قصہ بسط کے ساتھ جنان السیر مین مذکور ہے - غرض یہ بات حضرت علی کی شجاعت پر دلیل ہے - اور غزوہ بدر مین ایسی جوانمردی کی کہ ایک فرشتہ نے کہ جس کا نام رضوان تھا آواز بلند سے ندا کی کہ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ یعنے نہین جوانمرد مگر علی - اور غزوہ احد مین کافرونکی ایک جماعت کثیر نے جب حضرت کا قصد کیا تب جناب امیر نے تن تنہا ان پر حملہ کرکے ان کی جماعت کو متفرق اور پریشان کردیا اور سات کافر کو قتل کیا اس جنگ مین ایسی جوانمردی کی داد دی کہ حضرت نے نہایت خوش ہوکے فرمایا اِنَّهٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ یعنے مین اس سے ہون اور وہ میرے سے ہے جبرئیل نے کہا کہ مین تم دونون سے ہون - اور غزوۂ احزاب مین عمرو ابن عبد جو عرب کے پہلوانون مین بڑا نامور اور بڑا سخت کافر تھا جب جنگ پر آیا جناب امیر نے اسکے ساتھ مقابلہ کرکے اس کو قتل کیا - حضرت نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ کا یہ جنگ افضل اعمال امت ہے - اور دوسرے غزوات مین انسے جو شجاعت ظاہر ہوی مشہور ہے خصوصاً جنگ خیبر مین جو وہ شجاعت دی اور فتح و نصرت جو انہین کے ہاتھ پر ہوی شہرۂ آفاق ہے - اس کا کچھ بیان مختصر یہہ فقیر نے جو جنان السیر مین لایا ہے یہان لکھا جاتا ہے ؎

فتح لیکن اسکی بر دست علی	جبکہ تھی موقوف بر وجہ جلی	حق یہہ رتبہ شاہِ مردان کو دیا	شاہِ مردان شیر یزدان کو دیا
نقل ہے کہ شب کہا شاہِ اُمم	مین نے کل دیونگا ایسے کو علم	حق تعالیٰ اور بھی اسکا رسول	دوست رکھتے ہین اُسے کرکے قبول
حق تعالیٰ نے اسیکے ہاتھ پر	فتح کردیونگا خیبر جلد تر	یہہ بشارت سُنکے اصحاب اُمم	منتظر تھے اور متوقع تمام
سعد کہتا ہے کہ نزد مصطفےٰ	جا دوزانو بیٹھ کر مین نے اٹھا	اس توقع پر کہ لشکر کا علم	مجھ کو دیوے شاہ ازراہِ کرم
اور کہتا ہے عمر عالی وقار	مین نہ چاہتا تھا امارت یہ نہایت	لیک مین اسی وز چاہتا تھا کہ	کہ مجھے دیوے امیر مصطفےٰ

بعض کہتے تھے قریشان الہشمی
کہ علی البتہ پاوے وہ مراد
ہر روایت چشم تب کرار کے
ایسے پر آشوب اور پُر درد تھے

کہ وہ ہرگز دیکھ سکتا ہی نہ تھا
سُن بشارت وہ پڑھا ہی بعد دعا

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ

الغرض اسکو بلا خیر البشر
رکھ کے اسکے سر کو اپنے ران پر
ڈالا اس کے چشم مین اپنا لعاب
حق نے بخشا ہی شفا اسکو شتاب

کیتر خاص اپنا شاہ انبیا
دستِ اطہر سے اُسے پھناڑ
اور علم اسکو دیا ہے باوقار

اور کہا جا جنگ کر جب تک خدا
فتح نا دیوے نہ پھر اے مرتضیٰ
پوچھا مین نے جنگ کرون کس چیز پر
یون کیا ارشاد تب خیر البشر

کلمہ طیب کی ہی اقبال پر
انکو ملوا اور اسنے جنگ کر
ایک ٹیلے پر کیا برپا علم

دیکھا کہ جیسے یہودی کا شکار
شاہ مردان کو زبالائے حصار
پوچھا تو ہی کون اسی اہل لوا
وہ کہا مین ہون علی مرتضیٰ

بولا اپنی قوم کو تب وہ پکار
اب ہی مغلوب تم اور خوار زار
ہی قسم بے شبہ توریت کی
نا پھرے بے فتح ہرگز یہ کبھی

کیونکہ اوصاف و شجاعت کا بیان
اسکے توریت مین دیکھے تھے جان
باہر آیا پہلے اس قلعے سے
سو وہ حارث تھا یہودی زشت خو

اس کے نیزہ کا سنان تھا تین من
ہو گئے مقتول اس سے چند تن
پس علی مرتضیٰ ایک ضرب کر
سرنگون اسکو کیا ہی فی الحفر

بعد اس کا بھائی حرب آگیا
وہ یہود و نین مبارز تھا بڑا
اور حمایل کر کے دو شمشیر کو

آکے چاہا تا کرے حیدر پہ وار
جلد مارا اسپہ حیدر ذوالفقار
زین و زانو تک گیا ہی جلد تر

غازیان حملہ کئے سب جبکہ زور
پاسے دے زخم سات سر دار پھر
حیدر کرار تھا پیچھے رواں

کوی کیا ایک ضرب اس کے ہاتھ پر
دست حیدر سے گری ہی تب پھر
شاہ مردان نے ہوا تب خشمگین

تب علی از قدرت ربانیہ
پایا ایسا قوتِ روحانیہ
اور در قلعے پہ پہنچا آشکار

ایک لوہے کا لگا تھا اسکو در
لیکے اس در کو بنایا ہی سپر
پس ہوا مشغول جنگ و کارزار

نقل کرتے ہین کہ از بعد قتال
اس کو ڈالا بر زمین اوپر اُچھال
اور معارج مین بھی یون مسطور ہے

کہ اٹھائے اُس کو آچالیس تن
وہ نہ ہرگز اپنی جا گے سے ہلا
کہ ہلائے اسکو آسان نفر

اور مواہب مین لکھا ہی اسی طرح
پر مشقت سے بہت ای باصفا
اسکی مردی اور شجاعت کا ظہور

نقل ہے جب فتح خیبر کی خبر
شاہ عالم نے سنا ہی اسی سفر
اور علی کے جلد استقبال جا

اور اس کو اپنے سینے سے لگا
دیکے پیشانی پہ بوسہ یون کہا
خوش بہت ہو شکر حق لایا بجا

بَلَغَنِیْ نَبَاءُکَ الْمُشَلَّی وَضَیْعَکَ الْمَذْکُوْرَ وَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ عَنْکَ

تب علی رونے لگا ہی باطرب
پوچھا شادی یا غمی کا ہی سبب
بولا روتا ہون خوشی سے مین نے

شاہ بولا مین ہی تنہا خوش نہین
اور میکائیل و جبرئیل امین
ملک بھی تجھ سے راضی ہین یقین

حضرت علی کے علم واخلاق کا بیان جو اس فقیر نے تذکرۃ الاولیا مین لیا ہی وہی ہیتین یہان نقل کئے جاتے ہین

میسر اگل حضرت علی کے علم واخلاق کے بیان مین

بحر عرفان و قرب صدق و صفا — اسد اللہ خاتم الخلفا — مہر سے مشتہر ہی جسکا نام — رضی اللہ عنہ بالاکرام

کیا لکھون اسکا علم اور اخلاق — کیہان طاقت قلم ہی طاق — باب مین اسکے علم کے آشہر — خود کہا یون خدا کا پیغمبر

کہ ہون مین شہر علم کا مجھ — اس کا دروازہ ہی علی بوجھ — اور کہا اسطرح جناب امیر — گر لکھون فاتحہ کی مین تفسیر

تو ہو ہفتا دا ونٹ کا وہ بار — نر کھے اس کی بحر علم کنار — ابن مسعود بولا اسی ہی سر — کہ ہے قرآن کو باطن و ظاہر

ہی علی جامع بطون و ظہور — اس سے رخشان ہی بس ہر دو نور — بولتا ہے امیر بحر کمال — کر و قرآن سے تم جو چاہین سوال

ہو قسم حق کی کوی آیت پاک — نہین اتری بسید لولاک — پر مجھے علم اسکا ہی حاصل — کہ وہ کس باب مین ہوی نازل

اور وہ کس مکان مین اتری — اور وہ کس کی شان مین اتری — رات مین یا وہ دن مین اتری ہے

کیا وہ اتری زمین پہ آکاش — یا کسی کوہ پر ہوی نازل — خوب مین جانتا ہون اسکو بجا — میرا رب مجھکو علم اسکا دیا

اور فاروق اعظم اسے دانا — بولتا تھا علی ہے اقضانا — ابن مسعود یون دیا ہے خبر — کہ مدینے کے لوگ ہین یکسر

ہی علی جانو افرض و اقضا — اور ایسا نہین کوی دوسرا — اور یون عایشہ نے فرمائی — کہ حدیثین جو رہ گئین باقی

جو نہ پائے ہین دوسرے اصحاب — انکا اعلم ہی مرتضی بصواب — اور یون بولتا ہے عبد اللہ — ابن عباس ایجدا آگاہ

کہ علی بسکہ سب مین فاضل ہی — علم مین اس کو حرص کامل ہے — اور احادیث کی فقاہت مین — جو رہ بخشش مین اور سخاوت مین

حق دیا اس کو ایسی شان کبیر — کہ نہین شخص کوی اسکا نظیر — الغرض ایسی ہی حدیث و اثر — آئی ہین اس بیان مین اکثر

کیا لکھون اسکا زہد و فقر جلیل — کہ نہین اسکا اسمین کوی مثیل — فقر کا ہی اسے نصاب ہا — نہ کبھو مالک نصاب ہوا

اور خلافت مین بھی یہ شان جلی — کشور فقر کا ہی تھا والی — پاس اس کے تھی خوار تر دنیا — تھا ہمیشہ وہ طالب المولی

ہے روایت وہ جب خلیفہ ہوا — تین درہم کا ایک قمیص لیا — آستین بیچ تین ورز پہنچے سے — قطع کر کے لیا ہی پہن اسے

اور جب وہ لباس پہن لیا — شکر مولا کا ہے بجا لایا — اور وہ کرتا تھا اکتف اکثر — ایک لنگ اور ایک چادر پر

اور سہی لباس سے ای یار — ہوتا رونق فروز در بازار — اور بازاریون کو صبح و مسا — امر معروف بھی وہ کرتا تھا

بولتا تھا انہین خدا سے ڈرو — ماپ اور تول مین دغا نکرو — مت قسم کھاؤ جھوٹ مت بولو — عیب شے کا چھپا کے مت بیچو

اور کبھی فی پہ اپنی بہشت — نہ رکھا وہ مکین قصر بہشت — لینے وہ بحر فقر و استغنا — عمر ساری نہ گھر کیا ہے بنا

کوی شے گر خرید فرماتا — آپ ہی گھر اٹھا کے لاتا تھا — لیا یک روز یکدرم کے کھجور — تب کیا عرض کوی اسکے حضور

مین اٹھالاون دونون پر دیکھے — کیا ارشاد یون کرم سے آپ نے — مین ہی اسکو اٹھا سجاؤنگا — مال والا ہی ہو احق اس کا
ہین مناقب وہ باصفا کثیر — اب نہین مجھکو طاقت تحریر — یک صحابی کے یک اثر پہ بیان — کرتا ہون اکتفا یہ پاک بیان
نام نامی ضرار ہے اس کا — اس سے یکدن معاویہ نے کہا — وصف کچھ مرتضیٰ کے کرنا کو — وہ کہا مجھکو اس سے رکھ معذور
پہ معاویہ جد وجہد کیا — لاجرم تب ضرار کہنے لگا — کہ علی کا مقام بس فاخر — تھا یقین عقل وفہم سے باہر
دین مین انکا قوت اعظم — حیطہ وہم سے بھی تھا برتر — قول اقدس تھا اسکا فصل خطاب — حکم تھا اس کا عدل محض صواب
تھے اسی علم کے انہا — اور حکمت بھی اسکی نطق بچا — نعمت اسکی ذلیل یاس اسکے
وحشت شب کے ساتھ تھا وہ انیس — اور مناجات حق کے ساتھ جلیس — دایم الفکر تھا بفکر دراز — اشک ریزان سدا بسوز وگداز
پہنتا تھا لباس موٹا ہی — کھایا کرتا تھا خشک ہی روٹی — تھا ہمارے مین وہ ہمارے سے — پوچھین گر کچھ جواب دیتا او
آتا تھا ہم بلاتے اس کو اگر — گرچہ رہتا وہ ہم سے مل ملکر — لیک واللہ اسکی ہیبت سے — بات ہم اس سے کر نہ سکتے تھے
کرتا تھا اہل دین کی تعظیم — تھا مساکین پہ اسکا لطف عمیم — یہ توقع کسی قوی کو نہ تھی — کہ ہو باطل پہ اسکے وہ راضی
اور کوی ضعیف بھی عاشا — نہین مایوس اسکے عدل سے تھا — اور ایک رات بیٹھنے کی یہ نظر — ریش اپنی لیا تھا ہاتھ اندر
آہ کرتا تھا اضطرار ایسا — سانپ کا ناہوا کرے جیسا — اور روتا تھا اس طرح وہ یقین — جس طرح روگی کو غمی سکین
بعد یون بولتا تھا دنیا سے — کہ مرے غیر کو فریب تو دے — آیا تو چاہتی ہے مجھ سے وفات — مین تو تجھکو دیا ہون تین طلاق
نہین رجعت ہے جس طلاق مین ہان — مین قسم کھاکے بولتا ہون جان — کہ تری عمر ہے بہت چھوٹی — اور بہت کم ہی عز وقدر تری
تھوڑے توشہ پہ بیشتر افسوس — اور طول سفر پر افسوس — جب معاویہ یہ بیان سنا — جوش رقت سے زار زار رویا
اور اس طرح سے کہا گریان — بوالحسن پر ہو رحمت ورضوان — ہے قسم حق کی وہ گرامی شان — یون ہی تھا جس طرح کیا تو بیان
جو اثر تھی ضرار کی فاخر — جانئے اب یہان ہوی ظاہر

چوتھا گل حضرت علی کے قضایا اور دانش و فراست کے بیان مین

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفا مین لایا ہے کہ امام جعفر الصادق نے اپنے والد سے اور اس نے اپنے والد سے نقل کی ہی کہ کسی شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین عرض کی کہ ہم سنتے ہین کہ آپ خطبے مین فرماتے ہو کہ اللھم اصلحنا بما اصلحت بہ الخلفاء الراشدین المھدیین یعنے الٰہی درست کر ہم کو جس سے درست کیا تو نے خلفاء راشدین مہدیین کو۔ تب حضرت علی نے فرمایا کہ ہان ابوبکر اور عمر ائمہ ہدی اور بزرگان اسلام اور قریشی مرد اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقتدا تھے جس نے انکی پیروی کی سو بچا اور جس نے انکے آثار کی تلاش

کی صراط مستقیم کی طرف ہدایت پائی اور جوان ہردو کو مضبوط پکڑا سو وہ اشکر گروہ سے ہوا - اور طبرانی اوسط مین اور ابونعیم دلایل زادان سے روایت کرتے ہین کہ حضرت علی ولی نے ایک حدیث کی روایت کی کسی نے اسکی تکذیب پر آیا حضرت علی نے اسکو فرمایا کہ اگر مین جھوٹا ہون تو تجھ پر بد دعا کرتا ہون اس نے کہا کہ کیجیے پس آپنے بد دعا کی وہ شخص ہمیشہ کا نابینا ہوگیا - اور زرین حبیش سے مروی ہے کہ کہا ایکبار دو شخص ملک صبح کا نامشتاکرنے کے لئے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیان تھین اور دوسرے کے پاس تین روٹیان دوسے ہردو کھانا شروع کرنا چاہتے تھے کہ ایسے مین ایک مبتسر شخص ان پر گذرا اور سلام کیا ان ہردو نے اس کو اپنے ساتھ بٹھلایا اور دوسے آٹھ روٹیان بھی تینون ملکر برابر کھائین نہ کوی کم نہ کوی زیادہ پس اس تیسرے شخص نے جانیکے وقت آٹھ درم ان کے روبرو ڈالے اور کہا کہ مین جو کھایا ہون اس کے عوض تم ہردو یہہ درم لو اور چلا گیا پس ان ہردو مین قضیہ رو دیا جس نے پانچ روٹیان والا تھا وہ کہنے لگا کہ مین پانچ درم لونگا اور تو جو تین روٹیان رکھتا تھا تین درم لے وہ تین روٹیان والا کہنے لگا مین اس بات سے راضی نہین بلکہ برابر آدہے درم تو لیوے اور آدہے مین لون یعنے چار درم تجھے اور چار درم مجھے پس پھر ہردو لڑتے ہوے حضرت علی مرتضیٰ کے جناب مین آکے اپنا قصہ بیان کیا حضرت علی نے اس تین روٹیان والے کو فرمایا کہ تیرے روٹیان کم تھین اور اس کی روٹیان زیادہ پس تین درم سے راضی ہوجاے اس نے کہا واللہ مین راضی نہون گا مگر اس پر کہ راہ حق پر ہو آپنے فرمایا اگر تو راہ حق سے فیصلہ چاہتا ہی تو تجھکو تین درم بھی نہین ملین گے بلکہ تجھے ایکدرہم ملیگی اور پانچ روٹیان والے کو سات درہم ملینگے یہہ سنتے ہی اس نے اٹھ کھڑا اور کہا سبحان اللہ یہہ کیا صدوت ہے اس کی وجہ از راہ حق میرے ذہن نشین کیجئے تا مین اس کو قبول کرون پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آٹھ روٹیون کے چوبیس ترک ہوتے ہین اور تم تین شخص جو برابر کھاے ہین اور کون کم کھایا اور کون زیادہ کھایا سو یہہ بات معلوم بھی نہین پس برابر کھاے ہون گے سو ہر شخص آٹھ ترک کھایا ہی تیرے جو تین روٹیان تھین اس کے نون ترک ہوتے ہین اور پانچ روٹیان کے پندرا ترک ہوتے ہین سو پانچ روٹیان والا آٹھ ترک کھایا ہی پس اس کے سات ترک باقی رہے اور تیرے تین روٹی کے نون ترک ہین تو بھی آٹھ ترک کھایا پس ایک ترک باقی رہی سو وہ تیسرا شخص جو آیا تھا تیری روٹی سے ایک ترک کھایا سو ایکدرہم لے اور پانچ روٹی والیکے سات ترک کھایا ہے سو اوس کو سات درہم ملین گے پس وہ شخص جب یہہ فیصلہ کرامت گوش کیا کہا کہ مین بدل وجان راضی ہوا - اور مدائنی سے منقول ہی کہ حضرت علی جب رونق افزاے کوفہ ہوے حکماے عرب سے ایک شخص حاضر خدمت ہوکے عرض کی کہ واللہ یا امیر المومنین آپنے خلافت کو زینت دی نہ کہ خلافت آپ کو اور خلافت آپسے سرفرازی پائی نہ آپ خلافت سے بلکہ خلافت آپکے سے

خلیفے اور امیر کی محتاج تھی - اور ابوالقسم زجاجی اپنے امالیہ مین کہا کہ ابوجعفر محمد بن رستم طبری سے اسنے ابوحاتم سجستانی سے اس نے یعقوب بن اسحاق حضرمی سے اس نے سعید بن سالم اور ہارون سے اس نے اپنے دادا ابی اسود دولی سے اس نے اپنے باپ سے روایت کرتا ہی کہ مین امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جناب مین حاضر ہوا کیا دیکھتا ہون کہ آپ سر خم کئے ہوے متفکر بیٹھے ہین مین نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین کس باب مین فکر کرتے ہو فرمایا کہ مین اصول عربیہ کے لئے قاعدہ ٹھہرا دینا اور اسباب مین کتاب بنانا چاہتا ہون مین نے عرض کی اگر آپ یہہ کام کروگے اور یہہ لغت ہمارے دان رکھدیجیڑ دوگے گویا ہم کو زندگی بخشی پھر مین تین روز کے بعد آیا آپنے ایک صحیفہ میرے روبرو ڈالا جس مین یہہ لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْكَلَامُ كُلُّهٗ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ فَالِاسْمُ مَا اَبْنَاءَ عَنِ الْمُسَمّٰى وَالْفِعْلُ مَا اَبْنَاءَ عَنْ حَرَكَةِ الْمُسَمّٰى وَالْحَرْفُ مَا اَبْنَاءَ عَنْ مَعْنًى لَيْسَ بِاسْمٍ وَلَا فِعْلٍ پھر مجھے حکم ہوا کہ تو اور تلاش کر اور جو تیرے ذہن مین آوے زیادہ کیجیے پھر فرمایا اے ابوالاسود جانئے کہ اشیا تین قسم کی ہین ظاہر اور مضمر اور وہ چیز جو نہ ظاہر ہو نہ مضمر - اور علماء اس تیسری چیز مین زیادتی کرتے ہین - ابوالاسود نے کہتا ہے کہ مین نے اس قسم کی کئی چیزین جمع کرکے آپکی جناب مین ظاہر کین انہی سے حروف ناصبہ ہین جو اِنَّ اور اَنَّ اور لٰكِنَّ اور لَعَلَّ اور كَاَنَّ ہے اور لٰكِنَّ کا ذکر نہین کیا آپنے فرمایا کہ حرف لٰكِنَّ کس لئے چھوڑا مین نے کہا کہ اس کو مین حروف ناصبہ سے شمار نہین کیا آپنے فرمایا کہ وہ بھی انہین سے ہے زیادہ کردے پس مینے اس کو بھی اَنَّ مین داخل کیا

پہلا گلدستہ حضرت علی کے مواعظ و ملفوظات فیض آیات کے بیان مین اور

حضرت علی سے مروی ہے کہ فرماتے تھے کہ لوگو اپنا عمل مقبول ہونیکے لئے عمل کرنے سے بھی اشد اہتمام کیا کرو مقرر کموی عمل بغیر تقوی کے درجہ قبولیت کو نہین پہنچتا ہے - اور یحیی بن جعدہ نے روایت کرتا ہے کہ حضرت امیر نے فرمایا کہ اے حاملان قرآن تم قرآن پر عمل کیا کرو کیونکہ عالم وہ ہے جو علم پڑہے اور عمل کرے اور اپنے عمل کو علم کے موافق کرے - قریب ہی کہ چند ایسے لوگ علم سیکھینگے کہ انکا باطن ان کے ظاہر کا مخالف ہوگا اور ان کا عمل انکے علم کے برخلاف رہیگا اور وے ایسے ہونگے کہ لوگون مین بیٹھکے بعض پر بعض فخر و مباہات کرینگے یہان تک کہ ایک ہمنشین دوسرے اپنے جلیس پر غصہ ہوگا اور اس کو چھوڑ دیگا یہ ایسے لوگ ہین کہ انکے عمل اور نجات مینگے - اور بھی حضرت علی سے مروی ہے کہ فرماتے تھے کہ توفیق نیک قاید ہی اور نیک اخلاق یار نیک ہی اور عقل صاحب نیک ہے اور ادب نیک میراث ہی اور کوی وحشت عجب سے زیادہ نہین - اور حارث کہتا ہی کہ حضرت علی کی جناب مین کسی نے آکے کہنے لگا کہ قضا و قدر کی حقیقت بیان کیجیے آپنے فرمایا کہ اندھیری راہ ہی تو یہہ راستہ

نجاے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمایا کہ دریاے عمیق ہے تو اس کا قصد نکیجئے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمانے لگے کہ بھد اللہ کا بھید ہے جو تجھ پر پوشیدہ ہے تلاش نکیجئے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمایا اے سایل کیا اللہ نے تجھے تو جب چاہا پیدا کیا یا وہ جب چاہا کہا وہ جب چاہا - فرمایا جب وہ چاہیگا یہ بات تجھے معلوم کروایگا اور خود حضرت علی سے مروی ہے کہ جب کسی نے آپسے سوال کیا کہ سخاوت کس کو کہتے ہین فرمایا کہ سخاوت وہ ہے کہ پہلے پہل بغیر کوی طلب کریکے تو کچھہ راہ خدا مین دیوے اور جو کہ سوال کیے پر دیا جاتا ہی سو وہ بزرگی کی خواہش یا حیا سے دیا جاتا ہے - اور بھی آپسے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ معصیت کا بدلہ ایسا بھی ہوتا ہی کہ عبادت الہی مین سستی اور معیشت مین تنگی اور لذت مین تنصر پیدا ہوتی ہے - لوگون نے پوچھا کہ تنصر کیا ہی فرمایا تنصر یہ ہے کہ وہ شہوت حلال کو نہ پاویگا مگر جب پاویگا تو وہ جلد گذر جاویگی - اور بھی فرماتے تھے کہ اپنا بھید کسی پر افشا مت کر کیونکہ ع یار را یار ے بود از یار یار اندیشہ کن ؛ کہتے ہین کہ حضرت علی کی مہر کا نقش اَلْمُلْكُ لِلّٰهِ تھا اور بعض کہتے ہین کہ نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰهُ لکھا تھا - اور عقبہ بن ابی الصہبا سے مروی ہے کہ کہا کہ جب ابن ملجم مردود نے جناب مرتضی علی پر تہیار چلائی امام حسن رضی اللہ عنہ نے نالان و گریان حاضر جناب ہوے آپنے فرمایا کہ اے میرے فرزند دلبند میری یہ وصیتین ہین ان پر بڑی محافظت کیجئے یعنے چار چیزون کے ساتھ چار چیزون کی رعایت کیجئے - عرض کی وے کیا ہین - فرمایا کہ بڑی غنا اور تو انگری عقل ہے - اور بڑی محتاجی و افلاسی حماقت ہے اور بڑی وحشت عجب ہو اور بڑی بزرگی اور کرم حسن خلق ہے اور دوسرے چار باتین یہ ہین کہ احمق کی صحبت سے پرہیز کرے کہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہیگا پر اس سے تجھے ضرر پہنچ جاویگا اور کذاب اور بخیل کی دوستی نکیجئے کیونکہ جو کہ جھوٹا اور بخیل ہے تیرے لیے وہ چیز دور کر دیگا جسکی تجھکو احتیاج ہے اور فاسق و فاجر کی دوستی نکیجئے اور ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کرتا ہے کہ ایک یہودی نے آکے پوچھا کہ خدا کب سے ہے یہ سنتے ہی حضرت علی نے منھ پھیر لیا اور فرمایا کہ کوی چیز نہ تھی خدا ہی تھا اور وہی ہے اور اس کی کینونت یعنے ہونا پنا اور رہنا بلا کیفیت ہے اور اس کے آگے کوئی ابتدا نہین اور اس کو نہایت نہین سب کے آگے وہی ہی یہ سنتے ہی وہ یہودی مسلمان ہوا - **دوسرا گلدستہ حضرت علی کے کلمات موجزہ کے بیان مین**

فرماتے تھے کہ ان پانچ باتونکی بڑی محافظت کیجئے یعنی کسی سے نہ ڈریے مگر اپنے گناہ سے اور کسی سے امید نہ رکھے مگر اللہ تعالی سے اور علم نہین رکھنوالا کسی کو بھی علم سیکھنے مین شرم نہ کرے اور علم رکھنوالا بھی جو بات کہ آپ نہین جانتا ہو کوئی شخص پوچھے تو بھی معلوم نہین واللہ اعلم شرم نکرے - اور یہ بھی فرمایا کہ صبر ایمان کے درمیان سے سرکے جاے پر ہی جب صبر نرہے گویا ایمان نہین جیسے سر جاوے تو گویا جسد جاتا رہا - اوبھی

فرمایا ہے بڑا فقیہ یعنے بڑا عالم وہ ہے کہ لوگون کو اللہ کی رحمت کی امید مین لگا دیکے گناہون کی رخصت نہ دیوے اوران کو عذاب الٰہی سے ایمن نکرے اور قرآن کو چھوڑکے اور چیز کے طرف متوجہ ہووے کیونکہ جس عبادت مین علم نہو اس عبادت مین خیر نہین اور جس علم مین فہم نہو وہ علم نہین اور جس قرات مین تدبر نہو وہ قرات نہین روایت کی اس کی ابن خریس نے فضایل مین اور بھی منقول ہے کہ فرمایا سات چیز شیطان سے ہوتے ہین زیادہ غصہ اور زیادہ چھینک اور زیادہ جمبائی اور ناک سے لہو بہنا اور بخیلی اور ذکر کے وقت نیند آجانا اور بھی اس جناب سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا کہ لوگون پر ایک زمانہ آئیگا جس مین مومن ایک باندی سے بھی زیادہ ذلیل رہیگا **منعقد ہونا خواص وعوام کی بیعت کا حضرت علی کے ہاتھ پر اور بیان ان وقایع کا جو آپ کی خلافت مین رو دے ارباب سیر وتواریخ تمہم اللہ نے لائے ہین**

جب حضرت عثمان کی شہادت ہوی حضرت علی نے عزلت اختیار کی اور لوگون سے ملاپ اور اختلاط بالکل موقوف کیا - تب مصر کے سردارون نے جناب مرتضیٰ علی کی آستان فیض نشان پر حاضر ہوے اور آپسے بیعت چاہی تو چند روز آپنے انکی التماس قبول نکی - ایک روایت ہی کہ شہادت ذوالنورین سے پانچ روز کے بعد مصریون نے مدینہ والون کے پاس جاکے کہا کہ حضرت علی کی خدمت مین جاکے عرض کرین کہ آپ منصب خلافت کو زینت دین اور ہم سب آپکے ہاتھ پر بیعت کرین - تب مدینے والے اتنے متفق ہوکے حضرت علی کے دروازے پر حاضر ہوے اور کہنے لگے کہ یا ابوالحسن خلق کو سواے امام کے چارہ نہین ایک خلیفہ اور پیشوا تو ضرور ہے اب خلافت اور امامت آپکے سواے دوسرے کو سزاوار نہین - اس منصب کے احق آپ ہی ہو جناب امیر نے جواب دیا کہ مین اسکام کی طمع بالکل میل نہین رکھتا ہون اور ہرگز حکومت اور امارت نہین چاہتا ہون تم جس کے لئے اتفاق کروگے مین بھی تمہارے ساتھ متفق ہوکے اس کے ہاتھ پر بیعت کرونگا - لوگون نے کہا کہ جب تک آپ زندہ رہین دوسرے کو یہ طاقت کہان کہ اس منصب کا دم مارے اور کسی کو کب سزاوار ہے کہ مسلمانون کا امام و مقتدا ہووے - اگر ہماری التماس و درخواست کو نہ پہنچے اور مسند خلافت آپکے وجود باوجود سے رونق نہ پاوے بحکم لَوْلَا السُّلْطَانُ لَقَتَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا کے مخالفت اور منازعت کی شمشیر بے نیام ہوگی اور لوگون مین باہم خرابی اور خون ریزی رہ دیگی - جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ کسی کو امام اور خلیفہ ٹھہرانا تم کو نہین پہنچتا ہے بلکہ یہ کام اہل بدر کی راے پر موقوف ہی کہ ارباب حل وعقد اور حضرت کے اصحاب رفیع القدر ہین جس کو وے ریاست وخلافت کے لئے قبول کرین وہی خلیفہ ہوگا - تب مصریون نے جناب امیر کا یہ کلام اہل بدر کی خدمت مین پہنچایا - جمہور اصحاب بدر نے یہ سنتے ہی حضرت امیر کے دروازے پر حاضر ہوے اور بیعت

کا ارادہ ظاہر کیا - انہون نے جب کبار مہاجر و انصار وہ ہجوم دیکھا اپنے دولت سرا سے نکلے اور ان کو ہمراہ لئے ہوے مسجد نبوی کے طرف تشریف لائی اور حضرت کے منبر النور پر سوار ہو کے ایک خطبہ فصیحہ و بلیغہ پڑہا - حمد و ثنا الٰہی و نعت و درود جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فرمایا کہ ای مسلمانو آیا تم اسبات پر راضی ہو کہ مین تمہارا امیر ہوؤن سبھون نے کہا کہ ہم بدل و جان راضی ہین - حضرت علی نے طلحہ و زبیر کے طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ مجھے ہرگز اس کام کی رغبت نہین تم جس کو احق و مناسب جانتے ہو اس کی طرف بیعت کا ہاتھ دراز کرو مین بھی اس سے بیعت کرتا ہون - تب ان دونون نے کہا کہ اس کام کے لئے آپ ہی احق ہو اور اولی ہو آپکے سوائے کوی اور سزاوار نہین ہم آپسے بیعت کرتے ہین پس اول طلحہ اور ان کے بعد زبیر بیعت کی - یہہ مقدمہ ہجرت کے پینتیسوین سال ذیحجہ کی پچیسوین پنجشنبہ کے دن واقع ہوا اور دوسرے دن جو جمعہ تھا علی العموم سب لوگون نے بیعت کی - دوسری روایت مین آیا ہے کہ جب طلحہ و زبیر اور اکابر مہاجرین و انصار ایک جماعت مسلمین کو ہمراہ لئے ہوے حضرت علی کی خدمت مین آئے اور کہنے لگے کہ مسلمانون کو سوائے امام کے چارہ نہین اور آپکے سوائے کوی دوسرا اس کام کے لئے انسب و اولی نہین - جناب امیر نے فرمایا لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْ اَمْرِکُمْ مَنْ اَخْتَرْتُمْ رَضِیْتُ بِهٖ یعنے تمہارے کام مین جو خلیفہ ٹھہرانا چاہتے ہو مجھے حاجت نہین تم جس کو اختیار کروگے مین بھی اس کے ساتھ راضی ہون - سب کہنے لگے کہ ہم آپ کو ہی اختیار کرتے ہین آپکے سوائے دوسرے کو اس کام کے سزاوار نہین جانتے ہین کیونکہ ذریعہ قریش و الاتبار اور بنی ہاشم کے افتخار اور سب لوگون سے افضل اور بہتر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک تر آپ ہی ہین - پھر جناب امیر نے کہا کہ مین یہی چاہتا ہون تم سب مسلمانون کے ساتھ ایک رہون اور تم جسکو اس کام کا والی ٹھہراوین مین اسکا مطیع اور وزیر اور مشیر رہون کیونکہ وزارت امارت سے بہتر ہے یہہ بات سنکے سب صحابہ نے بہت ہی عجز و الحاح کیا اور بڑے مبالغہ سے پیش آئے - تب جناب امیر نے فرمایا کہ اگر تم میرے ہاتھ سے بیعت کروگے مین حد شرع سے تجاوز نکرونگا - اور معاملات کے فیصلے مشورت پر موقوف نہ رکھونگا اور بیت المال سے ایکدرم بھی اپنے خرچ مین نہ لاونگا اور تم سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دونگا بلکہ ہر ایک کو نظر مرحمت سے دیکھونگا اور حسب کتاب اللہ و سنت رسول اللہ بندگون مین احکام جاری کرونگا - پھر فرمایا کہ مسجد کی طرف چلین کہ یہہ کام خفیہ کرنا نہین - پھر سب لوگ مسجد نبوی مین آئے اول طلحہ نے بیعت کی پھر زبیر پھر سب مہاجر و انصار گروہ گروہ شرف بیعت سے مشرف ہوے - پس جناب امیر نے جمعے کے دن حضرت کے منبر پر سوار ہو کے نہایت بلاغت و فصاحت کے ساتھ ایک خطبہ پڑہا اس خطبے کا شروع یہی تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهٖ قَدْ رَجَعَ الْحَقُّ اِلٰی مَکَانِهٖ

کہتے ہین کہ جب خطبے سے فراغت حاصل ہوی - خزیمہ بن ثابت الضاری کہ جس کو حضرت نے لقب ذوالشہادتین سے ملقب فرمایا تھا اٹھے اور منبر کے مقابل کھڑا رہکے یہ بیتین جو انہین کے نتایج افکار سے تھین پڑہین -

۵ اذا نحن بایعنا علیا فحسبنا + ابو الحسن مما یخلق من الغتن + وجدہ والناس بالناس انہ + اطیب قریش بالکتاب والسنن + وما فی القریش من یستتق عبارۃ + اذا ما حوے یوما من الطعن والابن + وفیہ الذی فیہم من الخیر کلہ + وما فیہم بعض الذی فیہ من حسن + واول من صلی ما بین الناس واحد + سوی منیرہ النسوان واللہ ذو المنن + وصاحب وجلس القوم فی کل وقعۃ تکون بما نفس اللہ الذی الدین + فذلک الذی شیئ الخاجر اسمہ + امام لنا ما نقیب فی الکفن

نقل ہی کہ امر بیعت سے انفراغ کلی حاصل ہوی کے بعد طلحہ و زبیر نے صحابہ کی ایک جماعت ہمراہ لئے ہوے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہو کے کہنے لگے کہ قاتلان عثمان سے قصاص چاہنے مین کیا چیز مانع ہے - جناب امیر نے فرمایا کہ ایک جماعت اس کام سے متہم ہین ان سبکو ایک گناہ کے بسبب کس طرح مارڈالا جائیگا - اگر تمکو یقین تم ایک شخص کو جانتے ہو تو کہو کہ اس سے قصاص لینے کے باب مین مین تمہارے ساتھ متفق ہون - یا تھوڑا صبر کرو تا صاحب قصاص آوے اور اس شخص معین پر دعوا کرے اور تم جانتے ہو تو گواہی دو کہ مین اس کے قتل کا حکم کرتا ہون - کہتے ہین کہ بنی امیہ سے اکثر لوگ فرار کر کے بعضے کہ معظمہ کے طرف اور بعضے یمن کے طرف گئے - اور بعضے حضرت عثمان کی زوجہ نایلہ کے کٹی ہوی انگلیان حضرت عثمان کے خون آلودہ پیرہن کے ساتھ لیکر شام کی طرف معاویہ کے پاس جا پہنچے - اور تھوڑے لوگ جو مدینہ منورہ مین ترسان و لرزان پوشیدہ تھے قابو دہونڈھ رہے تھے جب نوبت ہاتھ دی دے بھی کہ معظمہ کے طرف جا کے جناب ام المومنین عایشہ صدیقہ کی حضور مین پہنچے - پس بنی امیہ سے کوی شخص بھی حضرت علی کی شرف بیعت سے سعادت حاصل نہ کی ع این کار دولت است کنون تا کرا رسد - روایت ہے کہ جب حضرت علی نے مسند خلافت کو زینت بخشی حکم کیا کہ مروان کو اور چند شخص کو جو اسکے یار دن سے تھے حاضر کرین لوگون نے ہر چند بہت جستجو کی لاکن کہین ان کا سراغ نہ ملا کیونکہ وے فرار ہو گئے تھے - کہتے ہین کہ حضرت علی نے عثمان ذوالنورین کی زوجہ نایلہ سے دریافت کی کہ ذوالنورین کا قاتل کون ہے - بی بی نے کہا کہ وہ شخص میرے گھر مین آئے محمد بن ابی بکر ان کے ہمراہ تھے وہی دونون نے تلوار چلائی لاکن وے اپنے چہرے پوشیدہ کئے تھے اسلئے مجھے انکی پہچانت حاصل نہین - پھر حضرت امیر نے محمد بن ابی بکر کو بلوا کے استفسار کیا اس نے عرض کی کہ واللہ مین نے عثمان ذوالنورین کے گھر مین داخل ہوا اور ان کے

قتل کا ہی قصد رکھتا تھا لاکن انہون نے میرے والد کا ذکر کیا میری والد یاد آتے ہی نہایت متاثر ہوا اور اسکے
قتل سے ہاتھ رکھا اور مین نے ان کے قتل کا ارادہ کرکے جو ان کے گھر گیا تھا اسبات سے بہت پشیمان ہون
اور توبہ کرتا ہون پھر اللہ تعالی کی قسم کھائی کہ مین قتل نہین کیا ہون ۔سب حاضرون نے ان کی باتون کی تصدیق کی

بیان ان وقایع کا جو حضرت علی کی خلافت مین رو دے

نقل ہی کہ بیعت سے دوسرے
دن جناب ولایت آپنے حکم کیا کہ بیت المال کا خزانہ کھولین اور جو مال کہ اس مین حاضر ہے اس کو نخال کے لوگون
پر تسمت کردین یہہ حکم سنکے کارپردازون نے ویسا ہی کیا نقل ہی کہ جناب امیر مسند آرائے خلافت ہوے سو
دوسرے روز مغیرہ بن شعبہ نے جو حضرت کی صحبت سے شرف پایا تھا حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوے اور
عرض کی کہ ہم کو ضرور ہے کہ آپ کی بنسبت اخلاص اور خیرخواہی اور ہواداری بجالادین اب مجھے آپ کی اصلاح مہم مین
تین صورتین میری خاطر مین خطور رکھین ہین اگر رخصت ہو تو عرض کرتا ہون انسے جو صورت کہ مرضی مبارک کی مطابق
پڑے اختیار فرمادین ۔ جناب ولایت آپنے رخصت دی مغیرہ نے کہا کہ مین نے بعضے لوگون کو دیکھا ہون
کہ آپکے کاروبار مین سستی کرتے ہین اسلئے انکا علاج ان تین باتون سے ایک ہو سکتا ہے ۔پہلی صورت یہی ہے
کہ ایک اشتر تیز رفتار منگادین اور اس پر آپ سوار ہوکے ان لوگون سے اعراض کرکے یہان سے نکلجادین
جب یہ لوگ اس کام کے سزاوار آپکے سوائے دوسرے کو بنادین گے تب آپکے پیچھے دوان دوان
آدین گے اور کمال عجز و الحاح سے آپ کو لے آکے مسند خلافت پر بٹھلائینگے ۔ اگر یہہ بات آپ کو پسند نہ ہو تو
عثمان ذوالنورین کے عاملون کو معزول نہ کیجئے تا آپ کی خلافت بلا خلاف سب کے پاس مسلم ہو جاوے ۔کیونکہ
مین نے آپکے باب مین انکے خلاف سے ایمن نہین ہون ۔ایک روایت ہی کہ یہہ بھی کہا کہ معاویہ کے نام پر ایک
مکتوب روانہ کیجئے شام کی حکومت اسی پر بحال رکھکے اس مکتوب مین اسکو طمانیت اور دلجوئی دیجئے ۔اس کے
اسلاف کا شرف اور فخر اس نامے مین ظاہر کیجئے اور اسکو اسبات کی توقع بھی دیا چاہئے کہ عمر فاروق اور عثمان
ذوالنورین نے تیرے ساتھ جو سلوک کیا ہے مین اس سے بہتر سلوک کرون گا ۔اور عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت
پر بحال رکھکے اس کی دلجوئی مین ایلچی روانہ فرمائے اس کو اشراف و اعیان مین ممتاز کیجئے کیونکہ اس نے بڑی کیا
وفراست رکھتا ہے لاکن حکومت و ریاست کی طلب اور نام و ناموس کے بند مین پڑا ہے مین نے ان ہر دو کی مخالفت
اور بغاوت سے نہایت اندیشناک ہون ۔جب یہہ ہر دو آپکے مطیع و منقاد ہونگے آپکے کاروبار کو بڑا انتظام
ہوگا ۔یہہ سال ایسا ہی گذرا دین اس کے بعد رعایا کا احوال دریافت کرنے کے لئے عاملون کو اپنے پاس بلوا دین

اور جس کو چاہین بحال رکھین اور جس کو چاہین معزول یا بدل کر دین - اگر ان ہر دو صورت بھی مناسب نہ جانین تو اس شہر سے نکل جاوین اور دوسری جگہ اقامت فرماوین اور سیکو وطن ٹھہراوین - جناب امیر نے اس کے جواب مین فرمایا کہ تمہاری یہہ راے صواب پر نہین کیونکہ تم نے جو کہا کہ لوگون سے فرار کرون یہہ بات کس طرح ہو سکیگی حالانکہ لوگ میری بیعت مین آئے ہین - اور وہ جو کہا کہ عثمان ذوالنورین کے عاملون کو خصوصاً معاویہ اور عمرو بن العاص کو بحال رکھون یہہ بھی کس طرح ہو سکیگا کیونکہ ان کو معزول کرنیکے باب مین کئی بار مین ہی عثمان ذوالنورین سے کہا تھا کہ انکو بحال رکھنے مین مسلمانون کی اصلاح نہین عامۂ مسلمین جو انسے تنگ آگئے ہین ظاہر ہے پس عثمان نے میری بات نہ سنی اور میری راے کے موافق عمل نہ کیا پس انہون نے جو دیکھنا تھا دیکھا اور ان کو جو پہنچنا تھا پہنچا - پس اب ان عاملون کو کس طرح بحال رکھون اور فرداے قیامت بارگاہ الٰہی مین کیا جواب دون اور وہ جو کہا کہ اس شہر سے چلا جاؤن اور دوسری جگہ وطن ٹھہراؤن - ہان اس بات مین فکر و تامل کرتا ہون تا دیکھون کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے - کہتے ہین کہ مغیرہ بن شعبہ نے پھر دوسرے روز آیا حالانکہ تب یہہ عزم مصمم کر چکا تھا کہ شام کی طرف معاویہ کے پاس اقامت کرے - سو حضرت علی کی خدمت مین عرض کی کہ یا امیر المومنین مین کل کے دن معاویہ اور عمرو بن العاص اور عثمان ذوالنورین کے دوسرے عاملون کو بحال رکھنے کے باب مین جو گذارش کی تھی وہ بات آپکی حضور مین درجۂ اجابت کو نہ پہنچی - اب مین بھی بحکم قضیۂ مشہورہ الانسان الواحد یناقض لفسہ فی حینین کے اس راے سے پھر گیا اب مناسب یہی جانتا ہون کہ اپنے صواب دید کے مطابق ان سب عاملون کو معزول کر دین - تا دوست دشمن سے جدا ہو اور ضعیف سے قوی متمیز اور ہویدا ہو - یہہ بول کے مجلس سے اٹھا اور چلا گیا اتفاقاً اسی روز عبداللہ بن عباس جو سفر سے مراجعت کی تھی حضرت علی کی خدمت مین آنیکا قصد کر کے آرہا تھا راہ مین مغیرہ بن شعبہ سے ملاقات ہوی جب حضرت علی کی حضور مین حاضر ہوا اور کمال ادب سے سلام کیا اور خیریت پرسی کے بعد ابن عباس نے عرض کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے آپکے پاس کس لئے آیا تھا حضرت علی نے سب ماجرا ظاہر فرمایا - ابن عباس نے کہا کہ صدق بالاول وکذب بالثانی پہلے روز اس نے جو کہا بیشک وہ نصیحت اور خیر خواہی تھی اور دوسرے روز جو کہا اس مین فساد اور خیانت اور تباہی ہے - جناب ولایت مآب نے کہا کہ اسباب مین تمہاری راے کیا ہو ابن عباس نے عرض کی کہ تامل اور تدبیر اگر اس کے آگے ہوتی البتہ نتیجہ دیتی - اور آج کے روز راے و تدبیر مین کچھہ نتیجہ نظر آتا نہین - جناب امیر نے فرمایا کہ بھلا تمہاری خاطر مین کیا بات گذرتی ہے سو کہہ دیجئے تا سن لون ابن عباس نے کہا کہ مناسب وہی تھا کہ لوگ آپسے بیعت کرنیکے طالب

وراغب ہونیکے آکے آپ مکہ معظمہ کے طرف روانہ ہوے ہوتے اور وہان بھی خلق سے اختلاط کرکے اپنے
مکان کا دروازہ بند کردیے ہوتے - تب اکابر قریش اور دوسرے خواص وعوام اپنے مرکبون پر سوار ہوکے
منازل طے کرتے ہوے آپ کی خدمت مین آتے تھے کیونکہ آپکے سواے دوسرے کو اس کام کے سزاوار
نجانتے اور بڑے جد وجہد سے آپ کو لاکے مسند خلافت پر بٹھلاے - لاکن اب تو بنی امیہ عثمان ذوالنورین
کا قصاص چاہتے ہین بلکہ ان سے بعضے آپکو بھی متہم کیا ہوا درچاہتے ہین کہ لوگون کو آپسے پھیر دین خصوصاً
پہلے اہل شام کو آپسے بدظن کردین گے اس پر طلحہ وزبیر جو رنجیدہ ہوے ہین ان کی مخالفت کا بھی بڑا خطرہ ہے
اسواسطے مین مناسب جانتا ہون کہ معاویہ کو معزول کرنے مین جلدی نہ کرین - اب شام کی حکومت پر ایسا ہی
چھوڑدین تو مین اسبات کا متکفل ہون کہ معاویہ کو دیری اور سہولت کے ساتھ ایسا نکالون جیسے مال کو
خمیر سے نکالین - جناب امیر نے یہہ بات سُنکے ابن عباس کو وہی جواب دیا جو مغیرہ بن شعبہ کو دیا تھا - ابن
عباس نے ناچار ولا علاج ہوا - حضرت علی نے فرمایا کہ اے عبداللہ مین اپنے اصلاح مہمات مین تم سے مشورت
کرون تو اپنی خاطر مین جو بات خطور کرے میرسے کہہ دیجیے - اگر تمہارے صواب دید کے بعضے امور کا خلاف
کرون تو کیا تم میری اطاعت کروگے - ابن عباس نے کہا کہ میرے پاس اس سے کونسی بات آسان اور بہتر
ہوگی کہ فرمان برداری کرون **حضرت علی سے طلحہ وزبیر کی آزردگی کا سبب** نقل ہے کہ
طلحہ نے حضرت علی کی خدمت مین آکے بصرے کی حکومت اور زبیر نے کوفے کی امارت طلب کی جناب
امیر نے فرمایا کہ اپنے مہمات مین تمہاری مشورت اور صواب دید کی احتیاج رکھتا ہون جب تم ہر دو میرے سے
جدا ہوجاوین کس سے مشورت کرون اسبات سے وے ہر دو رنجیدہ خاطر ہوے اور جناب خلافتمآب
حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص لینے مین تاخیر کرنے سے بعضے لوگ جناب امیر کے پیچھے کہتے تھے
کہ قاتلون سے قصاص لینے مین کس لئے ڈھیل کرتے ہین - جب یہہ بات حضرت علی کو پہنچی لوگون کو جمع
کرکے منبر پر سوار ہوے اور ایک خطبہ اس مضمون کا پڑہا کہ جب عثمان ذوالنورین کے طرف سے ایک
مدعی پیدا ہووے اور محکمہ شریعت مین آکے گواہون سے اپنا دعوا ثابت کرے مین بلا شک اس سے
قصاص لونگا اس بات سے لوگون کو فی الجملہ ایک تسکین ہوی اور ان کی زبانین بند ہوئین - **ہجرت سے**
پینتیس پر چھٹوین سال کے وقایع ارباب تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ جب مسند خلافت حضرت علی
کے وجود باجود سے زیب ورونق پائی اور لوگون کی بیعت آپکے مبارک ہاتھ پر واقع ہوی یہہ خبر بصرے

کے شہر مین پہنچی - عبداللہ بن عامر نے جو حضرت عثمان کا خلیرا برادر امدان کے طرف سے بصرے کا حاکم تھا سمجھا
کہ بصرے کی حکومت اپنے سے جاتی رہیگی چاہا کہ اس ملک کے لوگون کا حال اپنے ساتھ کیسا ہی معلوم کرے
پس مسجد مین تمام خواص و عوام کو جمع کر کے ایک خطبہ پڑہا حمد و نعت کے بعد کہنے لگا کہ لوگو جانیو کہ تمہارے خلیفہ برحق
عثمان ذوالنورین تیغ ظلم سے مارے گئے اور انکی کمند بیعت ابھی تمہارے گردن مین باقی ہے اسکی تائید و نصرت
جیسی حالت حیات مین تم پر واجب تھی بعد ممات بھی واجب و لازم ہے - اور مین نے جیسا کل کے دن تمہارا
امیر تھا آج بھی تمہارا امیر ہون - اور مین سنتا ہون کہ مدینے والون نے علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے
اب ہم کو ضرور ہے کہ عثمان بن عفان کا خون طلب کرین پس جنگی سامان کا تہیہ کیجیو - جاریہ بن قدامہ سعدی جو بصرے
کے اشراف و اکابر سے تھا جب یہ خطبہ سنا اسیوقت کہا کہ اے ابن عامر تو ہمارا حاکم نہوا مگر زور و اکراہ سے
اور ہم نے اپنی صواب دید و مشورت سے تجھے حاکم نہ ٹھہرایا ہے بلکہ جب عثمان ذوالنورین کے رتبۂ طاعت مین
تھے انکے حکم سے تیری حکومت قبول کی ہین - اب جناب ذوالنورین تو اکابر مہاجر و انصار کی حضور مین مقتول
ہوے اور امر خلافت اور اہل اسلام کی حکومت جناب مرتضیٰ علی پر قرار پائی - اگر اب انہون نے تجھے اس حکومت
پر بحال رکھین ہم سواے اطاعت کے چارہ نہین رکھتے ہین - اور اگر تجھے معزول کرین ہم ہرگز تیرے فرمان پر دا
نہ ہینگے - جب عبداللہ بن عامر نے یہ بات سنی کچھ جواب نہ بن سکا خاموش رہا اور منبر سے اتر گیا - اور خفیہ اپنے
لوگون کو حکم کیا کہ اپنا مال و اسباب باندھکے تیار رکھین تا اپنے ہمراہ لیکے مدینے کی طرف سدھارے اور ایک شخص
کو جو حضرموت پر عامل ٹھہرایا تھا حکم کیا کہ تو بصرے مین اتنے روز توقف کیجیو کہ مین مدینہ پہنچ جاؤن پھر یہان جو
حقیقت رو دیتی ہو مدینہ کو لکھ بھیجیو - جب وہ روز گذر گیا اور شب آئی نیم شب کے وقت اپنا مال و اسباب ہمراہ
لیا ہوا مدینے کے طرف روانہ ہوا اور وہانکے لوگون کو بھی گمان تھا کہ ابن عامر بصرے مین مقیم ہے غرض جب
مدینہ پہنچا طلحہ و زبیر جو حضرت علی سے رنجیدہ اور ہراسان تھے خفیہ ابن عامر سے لگے کہنے کہ تو کس لئے اپنی جگہ
توقف نہ کیا تاہم بھی آکے تیرے ساتھ ملحق ہوتے تب اس نے جاریہ بن قدامہ کا قیل و قال ظاہر کیا - ایک روایت
ہے کہ ابن عامر نے طلحہ و زبیر سے کہا کہ لاکھ شمشیر سے تمہاری اعانت کرنی مجھ پر واجب و لازم ہے روانہ کرنا

عاملونکا حضرت علی اپنے طرف سے ممالک اسلام مین

لائے ہین کہ جناب ذوالنورین نے اپنے
ہجرت سے چھتیسوین سال کے شروع مین اپنے طرف سے نئے عامل مقرر کئے چنانچہ عبداللہ بن عباس کو یمن پر اور
معبد بن عباس کو بحرین پر - اور ثمامہ بن عباس کو تہامۂ - اور عون بن عباس کو یمامہ پر روانہ فرمایا - اور مکہ معظمہ

مین چاہ زمزم کی سقایت قثم بن عباس کو دی - اور ملک مصر کی حکومت قیس بن سعد بن عبادہ کو بخشی - اور عثمان بن حنیف کو بصرے کی امارت پر - اور عمارہ بن ہشام کو کوفے کی حکومت پر روانہ فرمایا - کہتے ہین کہ اول عبداللہ ابن عباس کو شام کی حکومت پر روانہ کرنا چاہا تو انہون نے عذر لایا اور گزارش کی کہ معاویہ نے جو عثمان ذوالنورین کے اقربا سے ہے ایکمدت مدید سے شام کی حکومت پر مسلط اور مطلق العنان اور فارغ البال ہے اور اسکو بڑی شوکت و ثروت حاصل ہے اور کمال عیش و تنعم سے گذرتا ہی - اور اس مدت دراز مین بہت سے خزانے بھی جمع کئے ہین اسواسطے مجھے بڑا اندیشہ ہی کہ جب اپنا عزل سنیگا میرا قتل چاہیگا کہ ایکبار قتل سے گذر جاوے آخر میری دولت و اہانت پر کمر باندہے مجھے قید و زنجیر کریگا - میری اہانت حضور کے اہانت کی مستلزم ہی اسلئے مجھے معذور رکھے جناب امیر نے یہہ کلام سنکے ان کو معذور رکھا - اور سہیل بن حنیف کو شام کی امارت پر روانہ فرمایا - جب سہیل نے مدینہ سے نکلا امد قطع منازل کرکے موضع تبوک پر پہنچا - اس ملک کے سوارون کی ایک جماعت اسکے پیش آکے اس سے پوچھی کہ تو کون ہے اور اس نواح مین آنیکا کیا سبب ہے - اس نے جواب دیا کہ امیرالمومنین علی بن ابیطالب جو خلیفہ وقت اور حاکم الزمان ہین مین ان کے امیرون سے ایک امیر ہون - سوارون نے پوچھا کہ تجھ کو کون سے ملک کی امارت دی ہی سہیل نے کہا کہ ملک شام کی امارت پر آیا ہون - سوارون نے کہا کہ تو اپنے ملک کی طرف پھر جا کہ ہمنے نہ تیری امارت قبول کی ہین نہ انکی خلافت بلکہ ہم عثمان بن عفان کا خون انسے چاہتے ہین سہیل نے کہا کیا تم ہی یہہ بات کہتے ہو یا تمہارے ملک والون سے اور بھی کوی اسبات پر ہے - وے سوارون نے جواب دیا کہ ہماری ولایت کے سب خاص و عام اسی بات پر متفق ہین اور سب کے سب علی مرتضی اور ان کے اتباع و شیعہ کے ساتھ مخالفت رکھتے ہین اور عثمان ذوالنورین کا خون طلب کرتے ہین سہیل نے جب یہہ کلام سنا اسی مقام سے مدینہ طیبہ کی طرف پھر گیا - اور جناب امیر کے حضور مین آکے سب حقیقت ظاہر کیا - اور عثمان بن حنیف جب داخل بصرہ ہوا عبداللہ بن عامر اسکے آگے ہی مدینے کی طرف فرار کیا تھا - وہان کے لوگ اس کے آنے کو غنیمت جان کر بصرے کی امارت اس کے سپرد کی - اور عبداللہ بن عباس جب یمن کی طرف روانہ ہوے تو یعلی بن امیہ جو سابق سے وہانکا امیر تھا جب انکی توجہ کی خبر پہنچی خزانہ بیت المال مین جو سونا روپا اور جنس و مواشی موجود تھے اپنے ہمراہ لیکے مکہ معظمہ کے طرف روانہ ہوا اور عمارہ بن ہشام جب کوفے کے نواح مین پہنچا طلیحہ بن خویلد اسدی اور قطاع بن عمرو راستے مین اس سے مل کے کہنے لگے کہ الصلح یہی ہے کہ تو یہان سے پھر جاوے کیونکہ حضرت عثمان کی طرف سے ابوموسی اشعری جو وہان کا حاکم تھا اب اہل کوفہ اس کے سواے دوسرے کی امارت پر راضی نہین ہین - اور قیس بن سعد جب مصر کی نواح مین پہنچا اس کو بھی درہم و برہم دیکھا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح

جوعثمان ذوالنورین کا برادر رضاعی تھا اور ان کی خلافت مین مصر کا حاکم تھا اور ان کے قتل کے بعد مصر سے شام کی طرف فرار کیا تھا موضع ایلہ مین بعضے اہالی مصر اس سے مل کے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آتا ہے اور اس دیار مین آنیکا سبب کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مین عثمان ذوالنورین کے یارون سے ہون ہم اطراف اکناف عالم مین حیران و سرگردان ہین۔ پھر انہون نے اس کو مصر کی طرف مراجعت کرنیکی ترغیب دی تو وارد مصر ہوا وہان کے لوگ سے کہنے لگا کہ دینے مین بعضے لوگ علی مرتضی سے بیعت کی ہین اور بعضے بیعت نا کرکے عزلت گزین ہوے ہین۔ اور ایک جماعت کہتی ہے کہ جناب امیر عثمان ذوالنورین کے قاتلون سے قصاص لیوین تو ہم ان کی بیعت مین آتے ہین والا توقف کرتے ہین۔ غرض قیس بن سعد جب مصر کے نزدیک پہنچا وہان کی ایک گروہ اس کی استقبال آئی اور اکرام سے شہر مین لے گئی لیکن وہان کے ارکان دولت دو فرقے ہوے ایک فرقہ اسکا مطیع و منقاد ہوا اور دوسرے فرقے والون نے کہا کہ اگر علی مرتضی عثمان کے قاتلون کو سیاست نہ فرماوین ہم انکی متابعت کرین گے والا ہم تابع نہوینگے قیس بن سعد نے جب مصریون کا یہ حال دیکھا مصلحت اسی بات مین جانا کہ ان کی مخالفت کرے تا ان سے کچھ ضرر نہ پہنچے پس اسنے بفرور مواسات کیا اور تفصیل وار سب احوال حضرت علی کی خدمت مین لکھا جب جناب ولایت مآب نے مکتوب کے ایسے مختلف حالتین ملاحظہ کین بہت محزون و ملول ہوے اور اپنے خاص یارون سے فرمایا۔ مین نے تم کو جس بات پر تحذیر کرتا تھا وہی وقوع مین آیا اب تو فتنہ آتش کے مانند شعلہ مار رہا ہے اور مین حتی الامکان اس کے بجھانے مین کوشش کرونگا اور جس نے اسلام کا دعوی کرتا ہو اس پر تیغ نہ کھینچونگا جب آخر کسی وجہ سے گزیر نہو تب ناچار ہون

معاوت کرنی بی بی عایشہ صدیقہ کا حج بیت اللہ سے اور سننا قتل عثمان ذوالنورین کا اثنا راہ مین اور وہین سے پھر جانا طرف مکہ معظمہ کے

جب حضرت عثمان پر مصریون نے محاصرہ کیا تھا انہین ایام مین جناب عایشہ صدیقہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت حج و عمرہ بجالانیکے لئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوی تھی۔ لکھتے ہین کہ مدینہ منورہ مین حضرت عثمان پر محاصرہ ہونے کے آگے چند روز سے بعضے لوگ انکی بہت سی شکایتین بی بی عایشہ کی خدمت مین اس طرح پہنچاتی تھین کہ عثمان بن عفان نے کئی سنن محمدیہ کو ترک کیا اور بہت سے امور محدثہ جو حضرت کے زمانے مین نہین تھے ایجاد کئے جیسے مسلمانون کی حقوق تلفی اور رد و بدل بنی امیہ کی ترجیح اور اکثر اسی قوم والون کو حکومتین دینی اور انکی ناہنجاری اور کج رفتاری پر اغماض کرنی اور انہین کے نواخت و پرداخت مین لگے رہنا اور بعضے صحابہ کو رنج دینا لحاظ خواہ سناتے تھے۔ اور یہ بھی ظاہر کرتے

کہ حکم بن العاص جو مروان کا باپ اور عثمان بن عفان کا چچا ہے۔ اس سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہ نسبت حرکات شنیعہ و امور قبیحہ ظہور مین آئی تہین جب وے باتین درجۂ ثبوت کو پہنچین حضرت کے حکم سے مدینہ منورہ سے نکالا گیا تھا اس جناب کے وفات تک بھی اس نے نواح طائف مین ہی بسر کیا تھا اور اس کو یہاں امکان نہین تھا کہ مدینہ منورہ کے اطراف ونواحی کے قریون سے کسی قریہ مین آوے اور صدیق اکبر و عمر فاروق کی خلافت مین بھی وہ ایسا ہی دور رہا۔ عثمان بن عفان نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی پھر اس کو مدینے مین بلوایا اور اقامت کی رخصت دی۔ اور ابو ذر غفاری کہ جس کی شان مین یہہ حدیث آئی ہے ما اظلت الخضرا ولا اقلت الغبراء من ذی لہجۃ اصدق ولا اوفی من ابی ذر ایسے صحابی معظم کو معاویہ کی خاطر کے لئے شام سے اخراج کیا اور اس کو اجازت نہ دی کہ مدینے مین اقامت کرے اور قریۂ ربذہ کی طرف بھیجدیا اور اسی پر اکتفا نکرکے مسلمانونکو فتوی دینے سے بھی اس کو منع کیا۔ بالجملہ ایسے ہی شکایتین سننے سے بی بی نے حضرت عثمان سے ناخوش اور پر دل ہوئین۔ پھر اس کے بعد تھوڑے ہی دنون مین بلوائیون نے آنکے جناب ذوالنورین پر محاصرہ کیا۔ انہین ایام مین بی بی نے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئین۔ اور ان اوباشون کے بلوے سے نہایت محزون وملول تھین۔ غرض جب مناسک حج سے فراغت حاصل کرکے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اثنائے راہ مین حضرت عثمان کا مظلوم مارا جانا اور حضرت علی سے مسند خلافت کا رونق پانا اور وہی اوباش سرکشی سے باز نہ آنا اور حضرت علی کے دربار کو گھیر لینا۔ جناب صدیقہ نے سنکے بہت ہی رنجیدہ اور مکدر خاطر ہوئین۔ اور اسی منزل سے مکہ معظمہ کی طرف پھر گئین۔ کہتے ہین کہ عبداللہ بن عباس بھی حج بیت اللہ سے فارغ ہوکے مدینہ منورہ کی طرف معاودت کی تھی اور بی بی کے ہی ہمراہ تھے سو گذارش کی کہ یا ام المومنین آپ کس لئے اثنائے راہ سے واپس ہوتے ہو۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین مظلوم مارے گئے اب مدینہ اقامت کی جگہ نرہی غرض ابن عباس نے مدینہ کی راہ لی اور بی بی نے مکہ معظمہ کی طرف واپس ہوئین۔

نقل ہے کہ عبید بن سلمہ جو بی بی عائشہ صدیقہ کے اقربا سے تھا کہنے لگا کہ یا ام المومنین عجب ہے کہ آپنے اس کے آگے عثمان ذوالنورین کے عیب وطعن مین زبان کھولتے تھے اور اب ان کی تعریف وتوصیف کرتے ہو۔ بی بی نے جواب دیا کہ ہان پہلے جب عثمان ذوالنورین سے بعضے حرکات ناپسندیدہ ظہور مین آئین اور لوگون نے بارہا وے باتین مجھ کو پہنچائین مین نے اسنے تنگدل تھی اور ان کی شکایت بھی میری زبان پر گذرتی تھی لاکن جب عثمان بن عفان نے ان حرکات سے باز آئے اور تائب ہوے طعن کی جگہ نرہی پس اس پر محاصرہ

اور پانی بند کر دینا اور تیغ جفا سے قتل کر دینا کس درجے کا ظلم ہوگا بلا شک اس کے قاتلوں سے قصاص لینا فرض ہے

طلحہ وزبیر کا طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہونا

جب ام المومنین عائشہ صدیقہ کا راہ سے مکہ معظمہ کی طرف پھر جانے کی خبر مدینہ منورہ مین مشہور ہوی - حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص لینے مین حضرت علی تاخیر کرنے کے سبب جو بعضے صحابہ تنگدل تھے اور بھی ان کے دلون کو ایک تحریک ہوی اور مدینے مین بڑا ہی اضطراب ہوا خصوصاً طلحہ وزبیر و نعمان بن بشیر و کعب بن عجرہ وغیرہم کمال حسرت اور تاسف سے کہنے لگے کہ اس امت مرحومہ مین یہہ بڑا حادثہ رو دیا جو عثمان ذوالنورین کا قتل ہوا کاش کہ ہم یہہ بات آگے معلوم ہوتی کہ یہہ حادثہ اس درجے کو پہنچیگا البتہ ہم اس کی ہوشیاری کئے ہوتے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن طلحہ وزبیر کی یہہ بات جب مصر کے اوباشون کو پہنچی چونکہ حضرت عثمان کے قتل مین وہی شامل تھے چڑھ گئے طلحہ وزبیر کو بھی قتل کرنیکے درپے ہوے اور اُن اوباشون و شریرون کا تو یہہ حال تھا کہ اپنی کثرت و قوت کے سبب سے حضرت علی کی ابتدا سے خلافت مین آپکے دربار کو گھیر لیا اور ایک غلبہ حاصل کیا تھا بالفعل اُنسے قصاص لینا بھی ممکن نہین تھا اسواسطے جناب امیر نے مصلحت کے لئے چندے تحمل و تسی اختیار کی تھی الحاصل جب ان ظالمون نے طلحہ وزبیر کے قتل کا ارادہ کیا اور رقابو مین لگے ان ہر دو بزرگون کو یہہ خبر پہنچی تو مضطر ہو گئے - اسکے سوا سے کوفے اور بصرے کی حکومت ان کو نہ دینے سے جناب امیر سے تو انکو ایک رنجیدگی تھی - اس پر مصر کے شریرون کا یہہ غلبہ اور حضرت علی کے دربار کو انکا گھیر لینا اور ناحق آپ ہر دو کے قتل کے درپی ہونا انکو بیقرار کر دیا تب مدینے کی اقامت مناسب نجانے ناچار عمرہ بجا لانے کے ذریعہ سے مکہ معظمہ کے سفر کا ارادہ مصمم کر کے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوے اور گذارش کی کہ ہم عمرہ بجا لانے کے واسطے مکہ معظمہ کی طرف جانا چاہتے ہین آپ اجازت دیجئے یہہ بات سنکے جناب امیر نے انکو رخصت دی پس وے ہر دو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوے - اس اتفاق کو بہت غنیمت جان کے عبداللہ بن عامر بھی مدینے سے نکلا اور اس سفر مین اُن ہر دو کا رفیق ہوا اور راہ مین ان ہر دو کو حضرت علی کی مخالفت پر ورغلانے لگا اور کہتا تھا کہ مال خطیر و لشکر کثیر سے مین تمہاری اعانت کرونگا - القصہ جب انہون نے مکہ معظمہ مین داخل ہوے بی بی عائشہ صدیقہ کی خدمت مین جاکے سب احوال ظاہر کیا - اور بڑی الحاح سے احوال ظاہر کیا - اور بڑی الحاح سے کہنے لگے کہ ہم آپ کی پناہ مین آے ہین کیونکہ آپ سب مسلمانون کی ماں ہین - جب بچا کسی چیز سے ڈرتا ہو تو اپنی ماں کے دامن مین آکے پناہ لیتا ہے لازم ہے کہ آپ ہمارے سر سے عرب کی شر و غوغا کو دفع کرین علی مرتضی نے

محض مصلحت وقت کی رعایت کرتے ان اشقیا کے شر کو دفع کرنے سے سکوت فرمایا ہے - اسلئے ان
ظالمون نے بہت خیرہ ہوکے ظلم و تعدی کی زبان دراز کی ہے - جب تک عثمان ذوالنورین کا قصاص لیا
نجاوے - اور ان بدکردار دون کو سیاست واجبی نہ پہنچے وے اشرار اور ان کے سے دوسرے بدکار ظالم
اور خون ریزی مین دلیر ہوجائین گے - اور ہمکو بھی اطمینان حاصل نہوویگا - یہہ باتین سنکے بی بی نے فرمایا
کہ صلاح اسی مین ہے کہ جب تک وے اشقیا مدینے مین رہین - اور امیرالمومنین مرتضیٰ علی کے دربار کو گھیرے
رہین اور انکو مجبور کر رکھین - تم مدینے کی طرف نجاوین دوسری کسی جگہ مین جوامن واطمینان کا محل ہو تراہین
اور علی مرتضیٰ کو کچھ حیلہ و تدبیر کے ساتھ اس جماعت سے نکال کے اپنے طرف کرلین - جب خلیفہ تمہارے
طرف ہووے اس وقت ان اشقیا کو تنبیہ و سیاست پہنچانے اور قصاص لینے کی جگہ کیجئے تا آیندہ
دوسرون کے عبرت کی آنکھین کھل جاوین - اور ایسے بڑے کامون کو سہل و آسان نجانین اور سب
صحابہ مذکورین اس صلاح کو پسند کیا - عراق اور بصرے کی طرف جانیکے لئے جو اس وقت عساکر اسلام کا مجمع
وہین تھا ترجیح دی - اور جناب صدیقہ کو بھی باعث ہووے کہ تب تک آپ بھی ہمارے ساتھ رہو کہ فتنہ دفع
ہوجاوے اور امور خلافت انتظام پاوے اور خلیفۂ وقت کے ساتھ ہماری ملاقات ہووے کیونکہ آپ
جوام المومنین و حرم محترم سید المرسلین ہین اور سب ازواج مطہرات سے حضرت کے بہت محبوب اور مقبول
آپ ہی تھے تا آپ کے پاس ادب سے وے اشقیا ہمارا قصد نہ کرین اور ہماری ہلاکت پر کمر نہ باندہین - بی بی نے
کہا کہ یہہ کام مردون سے علاقہ رکھتا ہے نہ عورات سے - طلحہ و زبیر ہر دو متفق ہوکے بی بی سے
کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ رہین تو اس کام کو بڑا اعتبار ہوویگا اور بڑا انتظام و استحکام پاویگا اور
زبیر کے فرزند عبداللہ نے جو بی بی عایشہ کے خواہرزادے یعنے خواہرزادے یعنے بی بی اسما کے فرزند
تھے بی بی عایشہ کے جناب مین بہت ہی الحاح و مبالغہ کرنے لگے چونکہ جناب صدیقہ کو ان کے ساتھ
بڑی الفت و محبت تھی اور ان کو اپنے فرزند کہتی تھین اسیواسطے بی بی کو ام عبداللہ بھی کہا کرتے تھے
سو عبداللہ بن زبیر کی خاطر شکنی نکرسکی اور بی بی ان کی موافقت کرنے کے سوائے چارہ نرہا - القصہ
جب طلحہ و زبیر کو ام المومنین کی موافقت اور رفاقت سے خاطرجمعی حاصل ہوی - عبداللہ بن عمر کے
پاس آئے اُن دنون انہون نے جناب امیر سے اجازت لیکے مکہ معظمہ کی اقامت اختیار کی تھی سو انہنے
پہلے طلحہ کہنے لگے کہ اے عبداللہ ام المومنین بی بی عایشہ نے محض اصلاح مسلمین اور رفع فتنہ و فساد کیلئے

بصرے کی طرف کوچ کرنے کا عزم مصمم کیا ہے ہم چاہتے ہین کہ اس باب مین تم بھی ہمارے ساتھ موافقت کرین پھر زبیر نے کلام آغاز کیا کہ اے ابو عبد الرحمن ہمارے لیے عثمان ذوالنورین کے مقدمے مین جو سستی اور علی مرتضی کی بیعت مین جو دیری واقع ہوی تم اس پر نظر نہ کیجئے بلکہ ہمارے انجام کار کی طرف دیکھئے کہ ہمارا مقصود اصلاح مسلمین کے سوائے اور کچھ نہین ام المومنین جناب صدیقہ اس سفر پر عازم ہوئین ہین ان کو تمہارے سا دوسرا مشیر نہین - عبداللہ بن عمر نے ان کی دعوت قبول نکی عذر کرکے ان کو روانہ کیا - نقل ہے کہ ام المومنین جناب ام سلمہ بھی حج کے لئے آئی تھین سو مکہ معظمہ مین ہی اقامت کی تھین - اکیدن جناب صدیقہ نے ان کے گھر تشریف لائی اور سلام سنت ادا کرکے کہا کہ عثمان ذوالنورین تیغ ظلم سے مارے گئے انکے قاتلون نے اور بھی دلیر ہوکے دوسرے صحابہ کے ساتھ بھی بدخواہی کا ارادہ رکھتے ہین - جب تک انسے قصاص نہ لیا جاوے اس فتنے کی آتش نہ بوجھیگی اور دوسرے شریرون کو بھی تنبیہ نہو ویگی نہین بہت اندیشناک ہون کہ رفتہ رفتہ یہ فتنہ کچھ اور ہی رنگ نہ لیوے اور دین وملت مین خلل پڑنے کی نوبت نہ پہنچے اب طلحہ و زبیر نے محض اصلاح امت کے لئے عراق عرب کا عزم کیا ہے اور مجھے بھی ترغیب دے رہے ہین اسواسطے میری التماس ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ تشریف لاوین شاید کہ آپکی مقدم شریف کی یمن و برکت سے یہ فتنہ وغوغا دب جاوے اور اصلاح مسلمین کا سبب ہووے - بی بی ام سلمہ نے اول جناب صدیقہ کی التماس قبول کی اور اس سفر مین ان کی رفاقت پر راضی ہوئین لاکن اس کے بعد عمر بن ابی سلمہ جو انکا فرزند تھا منع کرنے سے باز آئین اور عذر کی - روایت ہو کہ جناب صدیقہ نے ایک شخص کو ام المومنین حفصہ بنت عمر فاروق کے پاس بھیجکے پیام کیا کہ اس سفر مین اپنے ساتھ آوین بی بی حفصہ نے اول پھر بات قبول کی اور فرمایا کہ مین عایشہ صدیقہ کی تابع ہون جب ان کی مرضی اسبات پر آئی ہے مین بھی ان کی خاطر کیلئے آتی ہون - جب یہ خبر ان کے برادر عبداللہ بن عمر کو پہنچی اپنی ہمشیرہ معظمہ سے ملاقات کرکے منع کیا اور نصایح مشفقانہ سے پیش آئے - تب بی بی حفصہ نے لاعلاج ہوکے بی بی عایشہ کی خدمت مین یہ پیام بھیجا کہ میرا برادر مجھے اس سفر سے مانع ہے مین اس کی مخالفت نہین کرسکتی ہون اسلئے مجھے معذور رکھئے - نقل ہے کہ جب بی بی ام سلمہ و بی بی حفصہ اور عبداللہ بن عمر اس سفر پر راضی ہوے جناب صدیقہ کا عزم بھی سست ہوا اور اس سے باز آنیکا ارادہ کیا لاکن عبداللہ بن زبیر نے بہت ہی درد سے عرض کیا کہ یا ام المومنین اگر آپ بصرے کی طرف تشریف نہ لاوین تو مین نے اپنی جان عزیز سے ہاتھ دھوکے

صحرا و بیابان چلا جاؤنگا صحرائی درندون کا لقمہ ہوجاؤن گا لوگون نے عبداللہ بن زبیر کی یہہ حالت دیکھ کے ام المومنین کی خدمت مین ان کی بہت کچھ سفارش کی اور تسکین دی جناب صدیقہ نے جو عبداللہ پر بہت ہی مہر و شفقت رکھتی تھین بار ثانی پھر اس سفر کا عزم مصمم کیا تب یعلی بن منبہ نے یمن کی طرف سے چہار سو اونٹ اپنے ہمراہ لائے اور زرسرخ کے ساٹھ ہزار دینار طلحہ و زبیر کو بطور قرض کے دئے اور ایک بہتر اونٹ کہ جس کو زرسرخ کے سو دینار سے خرید کیا تھا جناب صدیقہ کی سواری کے لئے پیشکش کیا چنانچہ بی بی کی عماری اسی اونٹ پر باندھی ۔ اور عبداللہ بن عامر نے لاکھ درہم حاضر کئے اور بنی امیہ سے بہت سے لوگ ہمراہ ہوے کہتے ہین کہ اونٹ کے چھے سو سوار اور گھوڑون کے چہار سو جملہ ہزار سوار جمع آئے جب یہہ لشکر آمادہ ہوگیا مکہ معظمہ مین ندا کردی اور بصرے کے طرف کوچ کئے ۔ اس سفر سے جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر کو اصلاح امت اور حضرت عثمان کے قاتلون کی تنبیہ و سیاست مقصود تھی ۔ نہ حضرت علی سے کچھ دشمنی اور مخالفت لاکن جب ذوالنورین کے قاتلون نے جو حضرت علی کے دربار کو گھیر لیا اور امور خلافت مین دایر و سایر ہوگئے تھے اس قصے کو کچھ اور ہی رنگ سے جناب امیر کے گوش گذار کیا اور بہت ہی باعث ہوے کہ جلد انکا پیچھا کرین حضرت امام حسن و امام حسین و عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن عباس ہر چند مانع ہوے لاکن اُن شقیا کے غلبہ سے اُن کی مخالفت پیش رفت نہوی آخر ہزار تدبیر سے حضرت امیر کو ہمراہ لے کے بصرے کی طرف نکلے ۔ اور جناب عایشہ صدیقہ کہ معظمہ سے جو بصرے کی طرف روانہ ہوئین تھین ان کی عماری اسی اونٹ پر باندھی تھی جو یعلی نے پیشکش کیا تھا جس کا نام عسکر تھا بی بی نے اس عماری مین تشریف رکھی تھین اور وہ اونٹ لشکر کے آگے چلا تھا صبح کے قریب ایک پانی کے چشمے پر پہنچے کہ جس کو حوأب کہتے تھے جعفر کے وزن پر ۔ جب بی بی کا اونٹ اس مقام پر پہنچا وہان کے کتون نے اس اونٹ کو دیکھ کے بھونکنا شروع کیا بی بی وہان اونٹ کھڑا کرکے راہ بتلانے والا شخص جو ہمراہ تھا اس سے دریافت کیا کہ اس چشمے کا کیا نام ہی اس نے کہا کہ اس کو حوأب کہتے ہین یہہ سنتے ہی بی بی نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون اور طلحہ کو مخاطب کرکے کہنے لگین کہ اے طلحہ مین تجھے قسم دیتی ہون اللہ تعالی کی کہ مجھے جلد یہان سے حرم محترم کی طرف پھیر دیجئے ۔ طلحہ نے پوچھا کہ یا ام المومنین اس کا کیا سبب ہے تب بی بی نے اس حدیث کی روایت کی کہ مین نے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ بہت ایام و لیالی نہین گذرین گے کہ ملک عراق مین ایک چشمہ ہے کہ جس کو حوأب کہتے ہین اس مقام کے کتے میری بی بیون سے ایک بی بی

کو دیکھ کے بھوکینگے اسلئے مین پھر جانا چاہتی ہون ۔ پس اسی جگہ نزول کیا جب جناب صدیقہ کا ارادہ مراجعت پر ہی مصمم ہوا ۔ ایسے مین مروان بن الحکم اور اس لشکر کے دوسرے لوگون نے اس گرد ونواح کے رہنے والون کو جو اسی آدمی کے قریب تھے پیسے دیکے شاہد لایا سبھون نے گواہی دی کہ اس چشمے کا نام حوأب نہین ہے کہتے ہین کہ پہلی جھوٹی گواہی یہی تھی جو اسلام مین واقع ہوی ۔ پھر بی بی نے فرمایا کہ راہ بتلانے والے کو بلواؤ ۔ لوگون نے کہا کہ یا ام المومنین راہ بتلانے والے نے اس چشمے کے نام مین جو غلطی کھائی اس پشیمانی سے فرار ہوگیا ۔ اور لوگون نے اس راہ بتلانے والے کو جو مدینہ منورہ کی طرف بھیجدیا اس نے کئی منزلین طی کین راہ مین حضرت علی سے ملا اور وہ احوال جو گذرا تھا سب اپنے ام المومنین کا اونٹ چشمۂ حوأب پر پہنچا اور وہان کے کتے دیکھ کے بھوکنا اور بی بی مراجعت کا قصد کرنا لاکن لوگ جھوٹے گواہ لانا کہ اس چشمے کا نام حوأب نہین ۔ اسلئے بی بی آگے بصرے کی طرف روانہ ہونا ظاہر کیا ۔ حضرت علی نے ان کی توجہ بصرے کی طرف سنکر خوش ہوے کیونکہ آپ کو اسبات کا اندیشہ بڑا تھا کہ کہین کوفے کی طرف جاکے وہان کے لوگون کو نہ بدلا دین ۔ غرض ام المومنین اور طلحہ وزبیر آگے روانہ ہوے اور شہر بصرے تک پہنچکے موضع زوبہ مین نزول کیا ۔ لکھے ہین کہ اُن دونون بصرے کا امیر حضرت علی کی طرف سے عثمان بن حنیف تھا جب اُسنے جناب صدیقہ وطلحہ وزبیر کا لشکر آنیکی خبر سنی عمران بن الحصین والوالاسود دیلمی کو جو ہر دو افاضل علما وفقہا سے تھے اُن ہر دو کو اپنے پاس بھیجکے دریافت کی کہ اس ملک مین تمہارے آنیکا سبب کیا ہے ۔ قاصدون نے اول ام المومنین کی خدمت مین حاضر ہوکے سوال کیا ۔ بی بی نے کہا کہ کئی شہرون کے سفہا اور اوباشون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ہجرت مین جمع آکے ناحق اور بے گناہ خلیفۂ وقت عثمان بن عفان کا خون کیا اور فتنہ وفساد کی آتش سلگادی ۔ چونکہ مین سب مسلمانون کی مادر ہون اسنے اس ظلم وستم سے بے آرام ہوکے اس ملک کی طرف آئی تاہیان کے لوگون سے نصرت طلب کرکے اُن سے بدلہ لون ۔ پھر دے ہر دو قاصد طلحہ وزبیر کے پاس جاکے دریافت کی تو انہون نے بھی یہی جواب دیا ۔ اُن قاصدون نے عثمان بن حنیف کے پاس جاکے یہہ سوال وجواب سنوادیا ۔ جب حضرت عثمان کے قاتلین حضرت علی کے دربار کو گھیرے ہوے تھے عثمان بن حنیف کو یہ گمان ہوا کہ جناب صدیقہ ام طلحہ وزبیر نے امام وقت جناب امیر کی مخالفت پر کمر باندہی ہین سو بیوقت حکم کیا کہ جدال وقتال کا اسباب مہیا کرین تا معلوم ہوجاوے کہ بصرے کے لوگون سے کونسی طلحہ وزبیر کے ساتھ موافق ہے یا نہیں اسکے اثنا سے قیس بن سعد جامع مسجد جامع مین آیا بہت سے لوگ جمع آے تھے انکی طرف خطاب کرکے کہنے لگا کہ ایہا الناس

یہ جماعت جو کہتی ہے کہ ہم امن کے لئے اس نواح مین آئے ہین یہ بات کچھ عقل مین نہین آتی ہے کیونکہ مکہ معظمہ ایسی امن کا مقام ہو کہ جہان وحوش وطیور کا بھی کوئی متعرض نہین ہوتا پس ام المومنین زوجہ سید المرسلین کو وہان کس طرح امن نہوگا - اگر یہ جماعت کہتی ہے کہ عثمان ذوالنورین کا خون طلب کرنے کے لئے ہم یہان آئے ہین تو ظاہر ہے کہ ان کے قاتلون سے کوئی شخص ہمارے مین نہین ہے اب مناسب یہی ہے کہ ہم سب بالاتفاق اس جماعت کو ان کے وطن کی طرف روانہ کردین - اس وقت بن سرج سعدی جو حاضر تھا کہنے لگا کہ یہ جماعت ہمارے اور دوسرون سے عثمان ذوالنورین کے طلب خون مین استعانت کرتی ہے جسنے انکا خون مباح جانیگا اس کا خون حلال ہے یہ بات سنکے حاضرون نے برہم ہوکے قیس بن سعیرہ کو مسجد سے باہر کردیا عثمان بن حنیف کو معلوم ہوا کہ لوگ طلحہ و زبیر کی طرف مایل ہین اسکی حدت اور سختی کم ہوی - پھر طلحہ و زبیر نے اس سے پیام کیا کہ ہمارے لشکر مین بڑی تنگی ہے بیت المال تو سب مسلمانون کا حق ہے خزانہ بیت المال سے ہمارا خرچ دیدیجئے عثمان بن حنیف نے بیت المال سے ان کو دینے پر راضی نہوا اور ان کو شہر مین آنیسے بھی منع کیا بلکہ جنگ پر تیار ہوگیا - پس وے بھی دوسرے روز مقابلے پر آمادہ ہوکے نکلے جناب صدیقہ کو اسی اونٹ کی عماری مین سوار کرواکے ایک میدان مین کھڑا رہے بی بی کی سواری کے داہنے طرف طلحہ اور بائین طرف زبیر اور سب سپاہ صف کھینچے ہوے کھڑے رہے عثمان بن حنیف بھی ان کے مقابلے مین اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین - اور بصرے کے تمام لوگ اس میدان مین حاضر ہو گئے طلحہ و زبیر نے حضرت عثمان کی فضیلتین بیان کرکے انکی قصاص طلبی مین مسلمانون سے مدد چاہی - تب اُن لوگون مین دو فرقے ہوے ایک فرقہ کہنے لگا کہ طلحہ و زبیر راست کہتے ہین حضرت عثمان کی قصاص طلبی سب مسلمانون پر واجب ہی - دوسرے فرقے کو یہہ گمان ہوا کہ یہ لوگ حضرت علی کی مخالفت پر کمربند ہی ہین کہنے لگا کہ یہ دو شخص اول حضرت علی سے بیعت کرکے اب توڑتے ہین - جناب ذوالنورین کے قصاص کے حیلے سے منصب ریاست چھینتے ہین - اور بعضے صحابہ جو عثمان بن حنیف کے لشکر مین تھے بلند آواز سے کہنے لگے کہ قسم ہے اللہ تعالی کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عثمان ذوالنورین کے قتل سے بھی یہ بات نہایت سخت ہے کہ آپ کی حرم محترم کو اونٹ پر سوار کرواکے ایسے مقام مین حاضر کرین - پھر بی بی کی عماری کی طرف متوجہ ہوکے کہنے لگے کہ یا ام المومنین اگر آپ ہی اپنی رغبت سے اس طرف آئین ہون تو واپس تشریف لیجائیے کہ ہم کو بھی یہی لازم ہے کہ آپ کو وہین روانہ کردین کہ جہان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکے لئے ایک مکان خلوت و گوشہ عصمت قرار دیا ہی اگر آپ کراہت اور جبر سے یہان آئین ہون تو ہم کو اُن لوگون کے ساتھ جنگ ہی جنہون نے آپکو یہان تک لایا

اور ملت اسلام مین ایسے گران کام کو آسان سمجھا - پھر کہنے لگے اے طلحہ و زبیر تم حواریان پیغمبر ہو پر افسوس ہے کہ تم نے ادائے حقوق پیغمبر کی کچھ رعایت نہ کی اپنے عورتون کو پردہ عصمت مین محفوظ رکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محترم کو بر سر میدان لے آئے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑا کیا - یہ بات سُنکے طلحہ و زبیر خاموش تھے کچھ جواب نہ دیا - ایسے مین حکیم بن جبلہ نے جو عثمان بن حنیف کا سپہ سالار تھا یکبیک طلحہ و زبیر کے لشکر پر حملہ کیا سو کئی لوگ مارے گئے - تب ناچار انکا لشکر بھی حرکت مین آیا بصرے والون سے بھی اکثر لوگ طلحہ و زبیر کیطرف ہو گئے شام تک جدال و قتال جاری رہا جب شب آئی ہر دو فریق اپنے اپنے مقام کی طرف چلا گئے دوسرے روز بھی ناگاہ ویسا ہی جنگ شروع ہوا سو نماز ظہر تک کوئی کسیکی نہین سُنتا تھا آخر جناب صدیقہ نے مدارکوادی کہ ام المومنین کہتے ہین کہ مسلمان آپس مین کس لئے جنگ کرتے ہو محض فتنہ رفع کرنے اور مسلمانون کی جان بچانے کی نیت سے اس طرف ہمارا آنا ہوا - یہ مسلمانون کا خون بہانے اور فتنہ کھڑا کرنیکے لئے اب بہتر بات یہی ہے کہ ایکدیگر صلح کرین - عثمان بن حنیف نے کہا کہ مین ہرگز صلح نکرون گا - جب تک طلحہ و زبیر کو آپسے دور نکرین کیونکہ وہ خلیفہ بحق سے نکث بیعت کئے ہین غرض صلح تو نہوی بی بی کے حکم سے موقوف ہوا طلحہ و زبیر کے دل مین عثمان بن حنیف پر شبخون کرکے اس کے اکثر یارون کو قتل کیا اور ان کے لشکر کے اوباش داڑھی عثمان بن حنیف کے سب داڑھی کے بال توڑ دئے اور یہہ سب کام جناب صدیقہ کے بے اطلاع وقوع مین آیا قریب تھا کہ عثمان بن حنیف کو قتل کرین ایسے مین بی بی کو خبر ہوتے ہی اُن لشکریون پر غصہ ہوئین اور فرمایا کہ عثمان بن حنیف پیر مرد اور اصحاب رسول سے ہی اس کے ساتھ ایسا سلوک ہرگز سزاوار نہین تھا اور بہت زجر و توبیخ کرکے اس کے قتل سے منع فرمایا - پس عثمان بن حنیف مدینے کی طرف روانہ ہوے - اور خزانہ بیت المال طلحہ و زبیر کے ہاتھ آیا بصرے کے لوگون نے بی بی سے عرض کی کہ نماز پنجگانہ ہم کس کے ساتھ پڑہین - اور اپنے مقدمات کس کی طرف رجوع کرین مقتل کے سوائے چارہ نہین - بی بی نے حکم کیا کہ بالفعل محمد بن طلحہ یا عبداللہ بن زبیر یا عبدالرحمن بن اسید کے ساتھ نماز پڑہا کرین ویسا ہی ایکروز محمد بن طلحہ اور ایک روز عبداللہ بن زبیر نماز پڑہواتے تھے - اور عثمان بن حنیف جو بصرے سے مدینے کی طرف روانہ ہوے راہ مین حضرت علی سے ملکے سب اجرا ظاہر کیا پہنچنا حضرت علی کا مدینہ سے ذی قار تک اور اقامت فرمانا اسی مقام پر - اور روانہ کرنا محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن جعفر کو کوفے کی طرف اور طلب کرنا لشکر کا کوفے سے - اور مخالفت کرنی ابو موسی اشعری اُن ہر دو کے ساتھ پھر روانہ فرمانا شاہ زادہ والا تبار امام حسن

وعمار بن یاسر کو کوفے کی طرف مستقصی مین لایا ہے کہ جب امیرالمومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے موضع ذی قار مین شرف اقامت فرمائی اکیدن شاہزادہ دین پناہ امام حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوے آئے اور گذارش کی کہ اے پدر مین نے چند باتین خیر طلبی اور دولت خواہی کی راہ سے جن مین حضور کے مہمات کی صلاح و فلاح مندرج تھی عرض جناب کی - لاکن انسے کوئی بات بھی درجہ اجابت نپائی اب نوبت اسبات کی آن پہنچی کہ ہم اس بیابان مین بھوک اور پیاس کے صدمے سے ہلاک ہو جاوین جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند گریہ وزاری نکیجئے بلکہ ان باتون سے خبر دیجئے کہ تم نے کونسی باتین کہین جو مین نے قبول نہ کین - شاہزادے نے عرض کی کہ یا ابی جن دنون عثمان ذوالنورین پر محاصرہ ہوا تھا مین نے گزارش کی کہ ہم سبکو ہمراہ لیکے آپ اس شہر سے نکلا چاہئے تاہم اس فتنے مین نرہین مجھے اسبات کا بڑا خطر ہے کہ کہین بعضے لوگ آپکے قتل سے آپ کو متہم نکرین - آپنے میری بات کی طرف التفات نکی - اور جب عثمان ذوالنورین مقتول ہوے مین نے عرض کی کہ آپ خانہ نشین اور خلوت گزین ہو جائے جب تک سب لوگ آپکی بیعت پر اجتماع و اتفاق نہ کرین آپ گھر سے باہر تشریف نہ لایا چاہئے آپنے یہ بات بھی گوش رضا سے استماع نہ فرمائی - اور جس وقت وے لوگ ہمرے کی طرف متوجہ ہوے مین نے ظاہر خدمت کی کہ انکو چھوڑ دیجئے تا عثمان ذوالنورین کے قاتلون سے اس نواح مین کسی کو پاوین تو قتل کردین آپنے یہ عرض بھی قبول نفرمائی - جناب ولایت مآب نے جواب دیا کہ اے دلبند جس زمانے مین عثمان ذوالنورین پر محاصرہ تھا اس وقت مدینے سے مین نے جو نہین نکلا اس کا سبب یہہ ہے کہ مجھے یہہ گمان تھا کہ لوگ مجھے نہ چھوڑین گے ہرگز گوشہ مین بیٹھنے نہ دینگے - اور میرے ہاتھ پر لوگون کی بیعت جمہور صحابہ کے اتفاق سے واقع ہوی - اگر بعضے اعراض کرین اور نکث بیعت کے مقام مین آوین اس سے مجھ پر اعتراض نہ آویگا اور تم نے وہ جو کہا کہ مین ان کو چھوڑ دون تا خون عثمان طلب کرین - جانے کہ اس خون طلبی سے انکا مقصود میرے ساتھ مواخذہ کرنا ہی حالانکہ مین اس امر شنیع سے پاک ہون - اے فرزند تو میرے بجاے سمع و بصر ہے اب تامل کیجئے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے طرف عالم باقی کے رحلت فرمای مین نے امر خلافت کے لئے میرے سواے اور کسی کو احق اور سزاوار نہین جانتا تھا جب لوگون نے ابوبکر صدیق کی خلافت پر اتفاق کیا مین نے بھی انکی موافقت اختیار کی اور انکے ہاتھ پر بیعت کی اور انہون نے اپنے وقت وفات عمر بن الخطاب کو خلیفہ ٹھہرایا مین نے اس بات پر بھی راضی ہوا اور ان سے بیعت کی - اور انہون نے اپنی وقت رحلت امر خلافت کو اصحاب شوری کی راے پر موقوف رکھا شوری نے

عثمان بن عفان کے ہاتھ پر بیعت کی - تب فتنہ دفع ہونے اور خلاف سے بچنے کے لئے مین بھی انسے بیعت کی - اور جب انکا قتل ہوا مین خانہ نشین ہوا اور باہر نکلا آخر لوگ میرے طالب ہوے اور میرے بیعت کرنیکے باب مین بڑا ہی الحاح ومبالغہ کیا مین نے مسلمانون کے امور ضروری معطل رہنے کے باب مین بہت اندیشناک ہوا - اور ناچار یہہ منصب قبول کیا اور لوگون نے اپنی طوع ورغبت سے بیعت کی فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا نقل ہے کہ جب حضرت علی نے دیکھا کہ جو فوج اپنے ہمراہ رکاب ہی بصریون کے مقابلے کے لئے کفایت نکریگی تب محمد بن ابی بکر و محمد بن جعفر طیار کے ساتھ ایک مکتوب دیکے ابوموسیٰ اشعری کے پاس جو عثمان ذوالنورین کے طرف سے کوفے کے حاکم تھے روانہ فرمایا تاکوفے کے سپاہ کو فراہم کرکے جلد ایک لشکر اپنے پاس روانہ کرے - اور کوفیون کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا رقم فرمایا کہ بندہ خدا امیرالمومنین علی کی طرف سے معلوم ہووے کہ اے اہل کوفہ مین نے سب جہانیون سے تم کو اختیار کیا ہون - یہہ کام جو میرے درپیش ہی جب اس سے فراغت حاصل ہوگی مین تمہارے طرف آون گا اور تمہارے شہر مین وطن اختیار کرونگا تمہارے سے جو لوگ ہماری محبت کا دم مارتے ہون چاہئے کہ اب ہمارے طرف آوین - کہتے ہین کہ حضرت علی بعضے اہل مدینہ سے اس قدر آزردہ خاطر تھے کہ پھر اودھر سے عودت فرمانیکا ارادہ نہین تھا اور یہہ عزم بالجزم کرچکا تھا کہ مکہ معظمہ مین یا کوفے مین اقامت فرماوے - جب موضع ذی قار مین لشکر جمع ہونیکے لئے توقف فرمایا اس وقت اپنا اسباب وسامان بھی مدینہ طیبہ سے منگوالیا - القصہ جب محمد بن ابی بکر و محمد بن جعفر کوفے مین آئے اور وے ہر دو نامہ نامی پہنچائے کوفے کے لوگون نے اسباب مین ابوموسیٰ اشعری سے مشورت کی - ابوموسیٰ غصہ ہوے اور منبر پر سوار ہوکے حمد ونعت کے بعد کہنے لگے کہ لوگو علی بن ابی طالب اور طلحہ وزبیر حکومت وریاست کی طرف مایل ہین تمہارے جس نے طالب دنیا ہو اُن ہر دو سے ایک کی طرف جاوے اور جو راغب آخرت ہو اس کو چاہئے کہ اپنے گھر سے قدم باہر نہ رکھے کُنج سلامت اختیار کرے - محمد بن جعفر نے یہ باتین سنکے غصے ہوے اور ابوموسیٰ کے ساتھ سختی سے کلام کیا ابوموسیٰ نے کہا کہ عثمان بن عفان کی گمند بیعت میری گردن اور تمہارے صاحب یعنے علی بن ابیطالب کی گردن مین باقی ہے - اگر قتال کے سوائے چارہ نہو اول قاتلان عثمان سے قتال کیا چاہئے - قاصدون نے جب دیکھا کہ ابوموسیٰ اشعری نہایت سختی پر ہے اور کوفے والے بھی اس کے حکم سے عدول نہ کرینگے ناچار کوفے سے ذی قار کی طرف لوٹ آئے اور سب ماجرا امیرالمومنین کی خدمت مین ظاہر کیا - جناب امیر نے ابوموسیٰ کی سختی اور بیغیرتی سُنکے بہت تعجب کیا - یہہ بیان

بن عباس اور مالک اشتر کو روانہ فرمایا وے بھی واپس آکے ابوموسی کی وہی سختی اور مخالفت ظاہر کی۔ پھر حضرت علی نے اپنے نور البصر سبط اکبر حضرت امام حسن و عمار بن یاسر کو روانہ فرمایا۔ جب شاہزادے کے قدوم فیض لزوم کی نوید کوفیون کو پہنچی اس شہر کے عاید و اشراف استقبال آکے آپکی دولت دست بوسی سے مشرف ہوے اور ہمراہ رکاب کوفے مین داخل ہوے امام حسن اور عمار بن یاسر مسجد جامع مین تشریف لے آئے یہ خبر سنکے بعضے جو اس شہر مین حاضر تھے اور تابعین کی ایک جماعت اور اکثر علما و فقہا اور ایک خلق کثیر ملازمت کے لئے حاضر ہوے اور شاہزادے کا کلام فیض التیام گوش رغبت سے سننے لگے۔ ایسے مین جب آپ کی نظر موسی اشعری پر پڑی فرمایا کہ اے ابوموسی نہایت عجب ہے کہ تم تو ہماری تائید کی بلکہ لوگون کو ہماری نصرت سے بھی منع کیا حالانکہ ہمارا غرض سواے اصلاح مومنین کے اور کچھ نہین۔ ابوموسی نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون مین نے لوگون کو آپکی نصرت سے منع نکیا بلکہ وے جب میرے پاس مشورت چاہے مین نے انکی نصیحت اور خیر خواہی بجالائی اور جو مشورت کا حق تھا ظاہر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ یعنے جس سے مشورت طلب کرین چاہئے کہ وہ امین رہے حق امانت بجالاوے اسباب مین اس کو جو صواب نظر آوے بیان کرے۔ سو میری راے مین جو بات ٹھیک نظر آئی بیان کی اے صاحبزادے آپکے جد امجد سے مین نے سنا ہے کہ فرماتے تھے قریب ہے کہ ایک فتنہ پیدا ہوویگا اس فتنے کے موسم مین بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوے سے بہتر ہوا اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہے اور پیادہ چلنے والا راکب سے بہتر ہے مین سمجھتا ہون کہ یہی وہ فتنہ ہے عمار بن یاسر نے کہا کہ اس حدیث کی مراد اور ہے۔ یہ تو خلیفہ برحق کی نصرت طلبی ہے جو سب مسلمین پر واجب ہی اسلئے مین اسی محفل مین دو جماعت تھین ایک جماعت جو حضرت علی کے احباب سے تھی عمار کی تائید پر آئی دوسری جماعت جو عثمانی تھی ابوموسی کی نصرت پر مایل ہوی قریب تھا کہ ہر دو فریق مین تلوار چلے ابوموسی نے ان کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے ٹھلایا۔ اور آپ منبر پر سوار ہوکے خطبہ شروع کیا اور وہی بیان کرنے لگا جو محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر سے کیا تھا۔ تب شاہزادہ گرامی شان امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس پر آواز کی اور فرمایا کہ اے ابوموسی جب منصب خلافت امیر المومنین علی بن ابی طالب کے ساتھ منسوب ہی پس منبر انہین کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے جب تم نے انسے بیعت نہ کی تمہین منبر سے کیا سروکار اور منبر پر سوار ہونا کب سزاوار بلکہ تم نے اپنی حکومت سے معزولی ہوا تب منبر سے نیچے آئے۔ زید بن جعثان نے کہنے لگا کہ لوگون نے جناب امیر کی نصرت کا ارادہ مصمم کیا ہے تم اگر روک نہ سکوگے پھر بے فائدہ کس لئے مشقت کھینچتے ہو اور کوفے کے اکثر اکابر و معاید بھی اسی

پس ابو موسی منبر سے اترے شاہزادہ جلیل الشان رفیع المکان حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے منبر پر سوار ہو کے کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک خطبہ پڑہا اور حمد و صلوات کے بعد سب لوگون کو امیر المومنین کی اطاعت و انقیاد پر ترغیب و تحریص کی سب کے سب اپنی رضا و رغبت سے قبول کیا ابھی امام ہمام اور سب مسلمین مسجد مین ہی تھے کہ ایسے مین مالک اشتر نے جو موضع ذی قار سے نکلے تھے داخل کوفہ ہوے اور لوگون سے سنا کہ ابو موسی نے شاہزادے کے ساتھ بھی مخالفت کر رہا ہی چنانچہ اب مسجد جامع مین ایک خلق کثیر جمع آئی ہے - یہہ سنتے ہی نہایت برہم ہوے مسجد کا قصد نہ کر کے ویسا ہی ابو موسی کے دار الامارے پر جا پہنچے اور ان کے چند غلام جو حاضر تھے ان پر ہاتھ چلایا اور زخمی کر دیا دار الامارے مین جا کے ابو موسی کا جو خاص مال و اسباب موجود تھا اٹھا کے باہر پھینکنا شروع کیا - ان غلامون نے اسیوقت اسی تنگی اور خواری کے ساتھ مسجد کی طرف جا کے اپنا سب احوال ظاہر کیا - ایسے مین ابو موسی یہہ خبر سنتے ہی نہایت مکدر و مضطر ہو کے دار الامارے کی طرف آئے مالک اشتر نے کہا کہ اے ابو موسی یہہ سرا سے سلطانی ہے تمہین اس سے کیا سروکار یہہ دار الامارہ امیر المومنین علی مرتضی کے ساتھ علاقہ رکھتا ہو اور تم ان سے شرف بیعت حاصل نہ کی ہو پس تمہین اس مکان سے کچھ علاقہ نہین - اسیوقت اپنا اسباب لیکے اور کہین چلا جانا چاہئے - ابو موسی نے اپنی وہ شدت و حدت چھوڑ دیکے تواضع کی راہ لی اور کہنے لگے کہ مجھے آج ایک ہی دن مہلت دیجئے تا کل کے روز دوسرے مکان کی طرف نقل کرون - مالک اشتر نے کہا کہ ایک ساعت کی مہلت نہ دونگا - ایسے مین کوفے کے خواص و عوام جب یہہ خبر سنی بہت سے لوگ جمع آئے بڑا ہی اژدہام ہوا آخر بعضون نے بہت کچھ سفارش کر کے ایک روز کی مہلت دلوائی - غرض جب دوسرے روز دار الامارہ خالی ہو چکا کوفے کے اکثر معززون نے باعث ہو کے حضرت امام حسن کو لا کے دار الامارے مین اتارا - دوسرے روز امام ہمام نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کل علی الصباح مین بصرے کے طرف روانہ ہوتا ہون جو لوگ خشکی کی راہ سے آنا چاہتے ہین میرے ہمراہ آوین اور جو لوگ کشتی کی سواری سے جانیکا ارادہ رکھتے ہین انکو بھی رخصت ہی کہ کشتی پر روانہ ہوون پس دوسرے روز بعضے لوگ شاہزادے کے ہمراہ رکاب اور بعضے بر سر آب کوچ کیا جملہ لون ہزار دو سو مرد بنا تھیا موضع ذی قار مین جمع آئے - جناب امیر نے انکے استقبال جا کے کمال اعزاز و اکرام کے ساتھ لے آیا اور بہت کچھ الطاف و شفقت ظاہر کی - اور فرمانے لگے کہ اہل کوفہ اللہ تعالی نے تمکو عجم کے بادشاہون پر فتح و نصرت بخشی اللہ تمکو ایسا زور و قوت عطا فرمایا کہ جس سے اکاسرہ کی شوکت و صولت ٹوٹ گئی اور ان کا مال و متاع اور خزینے و دفینے تمہارے ہاتھ آئے اور انکی تاج و تخت اور ملک و ریاست کے مالک ہونے شکر و سپاس اس قادر متعال کو کہ کفار لئیم

پر مسلمانون کو غلبہ دیا اور جابجا دین اسلام کی عزت و شوکت ظاہر فرمائی - اب تمکو مین اسلئے بلوایا ہون کہ
ہمارے بعضے بھائیون نے جو بغاوت و عناد کی راہ لی ہی انکو صلاح و سداد کا راستہ بتلاوین - اگر وے قبول
نکرین ہم نرمی اور مدارا سیجالاوین - اگر وے پھر بھی اپنے تمرد سے باز نہ آوین تب کتاب و سنت کے مطابق
عمل کرین حسب شریعت انکو تنبیہ و سزا پہنچا دین تا وے لوگ راہ راست پر آوین مین چاہتا ہون کہ جلد اس
مہم سے فارغ ہو کے اصلاح مسلمین کے مہمات مین کمر باندہون جس امر مین انکی اصلاح مندرج رہے اس سے کوی
دقیقہ نچھوڑون بلکہ ایثار اختیار کرون اور جس بات مین فساد کا سبب ہوتا مقدور اس سے دور رہون انشاء اللہ تعالیٰ

تشریف لانا خیر التابعین عاشق سید المرسلین اویس قرنی کا اور بیعت کرنی امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے دستِ مبارک پر اور آپ کے لشکر مین داخل ہو کے جنگ کرنا باغیون کے ساتھہ

عبداللہ بن عباس سے روایت ہی کہ مین ایکدن موضع ذی قار مین امیر المومنین علی مرتضیٰ کی خدمت مین حاضر تھا کوفے کا ایک بڑا لشکر اور اسکی اطراف و نواحی کی فوجین جناب امیر کے حضور مین آنے لگین - آپ نے فرمایا کہ آج ایک ایسا مرد آویگا کہ ہزار مرد سے بہتر ہو - یہ بات مستبعد نظر آئی جناب امیر نے فراست سے میرے خطرۂ دلی پر آگاہ ہو کے حکم کیا کہ اس صحرا مین دو نیزے نصب کرین تا جو نئے لوگ آکے اس لشکر مین ملحق ہوتے ہین اُن نیزون کے درمیان سے گذرین ایسا ہی دو نیزے نصب کر دئے - اور مجھ کو حکم فرمایا کہ ہر گذرنے والے پر نظر کیجئے مین نے نظر کر رہا تھا ایسے مین دیکھتا کیا ہون کہ ایک شخص ضعیف و نحیف کھنہ لباس بکھیرے بال زرد رنگ لاغر اندام پیادہ تشریف لا رہا ہے اور اپنا زاد راہ اپنی پشت پر باندہا ہوا اور پای کا کوزہ اپنی گردن مین لٹکایا ہوا ہے جب حضرت علی کی خدمت مین آیا تحیہ سلام ادا کیا جناب ولایت مآب نے جواب دیا اور تعظیم و اکرام سے پیش آئے اور انکا نام و قبیلہ دریافت کی - اس شیخ نے کہا کہ یا امیر المومنین مین اویس قرنی ہون اپنا ہاتھ دراز کیجئے تا بیعت کرون جناب امیر نے کہا کہ تم نے کس چیز پر میرے بیعت کا ارادہ کیا ہی - اویس قرنی نے عرض کی آپ امام حق و خلیفہ وقت ہو آپ کی نصرت و یاری پر بیعت کرون - اور آپ کی یاری مین جان نثاری چاہتا ہون تب جناب امیر نے اسسے بیعت کی ف اویس قرنی تابعین کرام و اولیاے عظام سے ہین خلق سے ہرگز اختلاط نہین رکھتے تھے بلکہ خلق سے انکو وحشت تھی اکثر جنگل بیابان مین گذارتے اور فکر و ذکر مین رہتے خلق کے ساتھ ایک ساعت کا ملنا محفل اوقات سمجھتے تھے یہان تک کہ جب حضرت عمر سے ملاقات ہوی تو دو چار باتین کر کے جلد الوداع خصت لی

ایسے ولی باکمال وصاحب جذب وحال باوجود اپنے اس بے سروسامانی وضعف جسمانی کے جو قطع منازل کرکے حضرت علی کی خدمت مین آئے اور شرف بیعت سے مشرف ہوے اور آپکے مخالفون کے ساتھ جنگ کرکے شہید ہوے اس سے معلوم ہوا کہ امام برحق حضرت علی تھے - اور آپکے مخالف باغی - لاکن جناب صدیقہ اور طلحہ وزبیر نے جب ارباب اجتہاد سے تھے حضرت علی پر خروج کیا اور کچھ نفسانیت اور بعض وعداوت کا سبب نہین تھا جب اپنی خطاے اجتہادی پر آگاہ ہوے اس سے باز آے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آگے آویگا - اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر وقت احکام شریعت کو غلبہ ہے جب امام برحق کافرون یا باغیون پر خروج کرے اس زمانے کے علما فضلا زہاد وعباد صلحا واولیا کو لازم ہے کہ امام وقت کی متابعت ونصرت مین کمر باندہے کیونکہ اولی الامر کی اطاعت سب خواص وعوام اہل اسلام پر واجب ہے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

ف اویس رحمتہ اللہ علیہ کو قرنی کہنے کا سبب یہ ہے کہ قرن بن رومان بن ناحیہ بن مراد جو انکے اجداد سے ایک شخص کا نام ہے اویس اس کے ساتھ منسوب ہین قرن قاف کی فتح اور رے کے سکون سے ہے - اور قرن بلاد یمن سے ایک بلد کا بھی نام ہے اس مین قاف اور را ہر دو مفتوح ہین - ایسا ہی کہا صاحب قاموس نے - اور اویس قرنی کی فضیلت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ یہ حدیث صحیح مسلم مین آئی ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا یَاْتِیْکُمْ

یعنے روایت ہے امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر ایک مرد آویگا تمہارے پاس یمن سے کہتے ہین اسکو اویس لَا یَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرَ اُمٍّ لَہٗ نہین چھوڑیگا وہ مرد یمن مین سواے اپنی ایک مادر کے اور کہتا ہے قَدْ کَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَدَعَا اللّٰہَ فَاَذْھَبَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّرْھَمِ اَوِ الدِّیْنَارِ مقرر تھی اس کو ایک سفیدی یعنے برص اس دعا کی اس نے اللہ تعالیٰ سے - دور کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے اس سفیدی کو مگر اتنی دینار یا درہم کے مقدار باقی ہے یہ راوی کا شک کہ حضرت نے دینار فرمایا یا درہم - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ سفیدی جو اس قدر باقی رہی وہ بھی اسکی دعا کا سبب ہے کہ اس نے عرض کی خداوندا میرے جسد مین اس سے تھوڑی نشان باقی رکھ تاکہ اس کو دیکھکے تیری نعمت یاد کرون - فَمَنْ لَقِیَہٗ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ پس تم سے جس نے اس سے ملیگا تو چاہیے کہ بخشش مانگے تمہاری یعنے اس شخص کو ضرور ہے کہ اس سے یہہ دعا چاہیے کہ وہ بارگاہ الٰہی مین اپنی مغفرت طلب کرے وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ عمر فاروق نے کہا کہ مین نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو فرماتے تھے

کہ تابعین مین بہتر ایک مرد ہے کہ کہتے ہین اسکو اویس ولہ والدۃ وکان بہ بیاض فمروہ فلیستغفر لکم اور اس کو ایک سفیدی تھی پس اس سے تم چاہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ مین اس حدیث کے نیچے لکھا ہو کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل خیر و صلاح سے دعا طلب کرنی بہتر ہے اگرچہ طالب افضل ہو۔ اور بعضون نے کہا کہ حضرت نے اویس کو خوش کرنے کے لئے یہہ بات فرمائی اور لوگون سے یہہ تو ہم بھی دور ہو کہ اس نے حضرت کی فیض صحبت سے جو محروم رہا اس کا یہی سبب تھا کہ اسکی والدہ تھی اسکی خدمت گذاری کے لئے اویس کے سوائے اور کوئی نہین تھا سو اسکی خدمتگذاری کے عذر سے حاضر حضور نہو سکا۔ اور شیخ دمیری نے کتاب حیوۃ الحیوان مین اویس قرنی کے مناقب مین یہہ حدیث لائی ہے

رویٰ احمد فی الزھد عن الحسن البصری انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل من امتی اکثر من ربیعۃ ومضر قال الحسن ھو اویس القرنی

یعنے روایت کی امام احمد نے کتاب زہد مین امام حسن بصری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخل ہونگے جنت مین شفاعت سے ایک مرد کے میری امت سے زیادہ ربیعہ اور مضر کی قوم سے کہا حسن بصری نے کہ وہ مرد اویس قرنی ہی انتہی۔ اور عمر فاروق سے اویس قرنی کی ملاقات ہونے مین مختلف اور متعدد روایتین آئی ہین ممکن ہے کہ اوقات مختلفہ مین دونے سب روایتین وقوع مین آئی ہون شیخ عبدالحق دہلوی نے امام سیوطی کی جمع الجوامع سے دو روایتین شرح مشکوٰۃ مین نقل کی ہین اندیشہ طوالت سے یہان ایک دو روایت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امام حسن بصری سے روایت آئی ہے کہ جب قرن کے لوگ حج کے موسم مین آئے امیرالمومنین عمر فاروق نے انسے سوال کیا کہ لوگو کیا تمہارے مین کوئی شخص اویس نامی ہے۔ تب انسے ایک شخص نے کہنے لگا کہ یا امیرالمومنین آپ اس سے کیا چاہتے ہو وہ تو ایسا شخص ہے کہ جنگل اور ویرانون مین رہا کرتا ہے اور لوگون مین نہین آتا ہے عمر فاروق نے فرمایا کہ اس کو میرا سلام پہنچا کے کہ دیجئے کہ میری ملاقات کرے۔ اس شخص نے جاکے حضرت عمر کا سلام و پیام پہنچایا۔ پس اویس قرنی نے حاضر ہوے اور سلام کیا حضرت عمر نے کہا کیا تم ہی ہو اویس کہا ہان یا امیرالمومنین پھر پوچھا کہ کیا تمہارے بدن پر کچھ سپیدی تھی کہ تم دعا کی تو اللہ تعالے اسکو دور کیا اور پھر تم نے التجا کی تو اس سے کچھ باقی رکھا کہا ہان یا امیرالمومنین کس نے خبر دی۔ عمر فاروق نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسکی خبر دی اور حکم کیا کہ تم سے سوال کرون تا میرے حق مین تم دعا کرین تب اویس قرنی نے حضرت عمر کے حق مین دعا کی اور کہا کہ یا امیرالمومنین آپسے میری حاجت یہی ہے

کہ میرا حال پوشیدہ کرین اور مجھے اجازت دین کہ مین یہان سے چلا جاؤن - پس اویس قرنی ہمیشہ لوگون سے مخفی رہتے یہان تک کہ نہاوند مین شہادت پائی روایت کی اس کی ابن عساکر نے - اور سعید المسیب سے روایت آئی ہے کہ عمر بن الخطاب نے منبر نبی پر سوار ہو کے ندا کی کہ اے اہل قرن یہ سنتے ہی اس قوم کے پیرون نے سب اٹھ کر کھڑے رہے اور کہا یا امیر المومنین کیا حکم ہوتا ہے فرمایا کہ یمن مین کوی شخص اویس والا ہے تب انسے ایک بوڑھے نے کہا کہ ہمارے درمیان کوی بھی نام والا نہین مگر ایک دیوانہ کہ بیابان اور گستان مین رہا کرتا ہے نہ کسی کو اس کے ساتھ الفت ہے نہ اس کو کسی کے ساتھ صحبت - حضرت عمر نے کہا کہ مین اسکو چاہتا ہون جب تم قرن جاؤگے تو اس کو ڈھونڈو اور میرا سلام پہنچاو اور کہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بشارت دی ہے اور حکم فرمایا کہ مین حضرت کا سلام تمہین پہنچاؤن - پس جب ان لوگون نے قرن مین جا پہنچے اور ڈھونڈا تو ایک ریگستان مین اس کو زمین پر پڑا ہوا پایا اور عمر فاروق اور حضرت کا سلام انکو پہنچایا تب اویس قرنی نے کہا کہ امیر المومنین میری شہرت دی اور میرا نام مشہور کیا - السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ پس یہ کہہ کے حیران و پریشان جنگل بیابان کی طرف متوجہ ہوے پھر انکا کہین سراغ نہ پایا اور کوی نہ دیکھا یہان تک کہ حضرت علی کے زمانے مین آئے - اور آپ کے لشکر مین داخل ہو کے جنگ کیا اور جنگ صفین مین شہید ہوے - روایت کی اسکی ابن عساکر نے - اور ابن عباس کی روایت مین آیا ہے کہ عمر فاروق نے دس سال تک اویس قرنی کا احوال پوچھتے رہے یہان تک کہ حج کے موسم مین ایک روز فرمایا اے اہل یمن تمہارے سے مراد کے قبیلے والون سے کوی ہین تو اٹھ کر کھڑے رہین - تب مراد کے قبیلے والے کھڑے رہے اور دوسرے بیٹھ گئے - پس فاروق اعظم نے پوچھا کہ تمہارے مین اویس ہے - بیٹھے ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم نہین پہچانتے ہین اس کو مگر ایک برادر زادہ ہے کہ اوس کو اویس اوس کہتے ہین اور وہ بہت ضعیف اور خوار تر ہے ایسا شخص نہین کہ آپ اس کے احوال پرسان ہون - حضرت عمر نے کہا وہ کہان ہے اس نے کہا کہ وہ اراک مین ہے اور قوم کے اونٹ چراتا ہے - حضرت عمر اور حضرت علی اسی وقت سوار ہوے اور اراک تک جا پہنچے ناگاہ دیکھتے کیا ہین کہ اویس نماز مین کھڑے اور اپنی نظر سجدہ گاہ پر لگائی ہے - جب حضرت عمر اور حضرت علی نے ان کو دیکھا آپس مین کہنے لگے کہ ہم جس کو ڈھونڈتے ہین وہ یہی شخص ہوگا - جب اویس نے انکی آواز سنی اپنی نماز کو سبک کی اور نماز سے فارغ ہو کے ان ہر دو اصحاب جلیل القدر کی طرف متوجہ ہو کے کہا السلام علیکم انہون نے جواب دیا کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر پوچھا کہ تمہارا

کیا نام ہے اللہ تعالیٰ رحمت کرے تم پر اس نے کہا کہ عبداللہ۔ تب حضرت علی نے فرمایا کہ ہم جانتے ہین کہ جو آسمان وزمین مین ہے وہ بندۂ خدا ہے لاکن ہم تم سے دیتے ہین تم کو اس رب کی جو پروردگار ہے کہنے کا اور اس حرم کا کہ کیا نام ہے تمہارا جو تمہاری والدہ نے رکھا۔ تب کہا کہ میرا نام اویس بن مراد ہے۔ پھر بولے کہ اپنے داہنے پھلو کو برہنہ کیجئے اس نے برہنہ کیا تو ایک درہم کے مقدار پر روشنی چمکتی ہوی نظر آئی عمر فاروق اور علی مرتضےٰ نے اس پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر حکم کیا ہے کہ تمکو سلام پہنچادین اور تم سے دعا سوال کرین کہ تم ہمارے حق مین دعا کرین۔ اویس نے کہا کہ ہر نماز کی تشہد مین مین خود دعا کرتا ہون وہ بھی سب مشرق ومغرب کے مسلمانون کو شامل ہو پھر فرمایا کہ بالخصوص ہمارے لئے دعا کیجئے۔ تب اُن بزرگون اور سب مرد وزن مسلمانون کی حق مین دعا کی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ کوی چیز تمہین دون اویس نے کہا کہ یہ دو جامہ کہنہ میرے بدن پر اور یہ ہر دو نعل پیوندزدہ میرے پیرون ہین اور میرے پاس چار درہم بھی حاضر ہین جب یہ تمام خرچ ہوجاوین تب لوگونکا اور کہا کہ جس نے ایک ہفتے کی امید رکھے پھر ایک مہینے کی امید رکھتا ہی اور ایک مہینے کی امید رکھا تو ایک سال کی امید دراز کرتا ہے۔ اسکے بعد لوگون کے سب اونٹ انہین پہنچادیا اور وہان سے سدھارا تو اور کسیکو نظر نہ آیا روایت کی اسکی ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین ف یہ قصہ اخیر جو ابن عباس سے منقول ہے شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین اور امام غزالی کیمیاے سعادت مین بسط کے ساتھ لایا ہے ہان اسمین اس قدر زیادہ ہے کہ حضرت نے اپنا پیراہن مبارک عمر فاروق وعلی مرتضےٰ کے تحویل کرکے وصیت فرمائی کہ اویس قرنی کو پہنچاؤ اور کہو کہ اس امت مرحومہ کی حق مین دعا کیجئے انتہی۔ یہ فقیر جب تذکرۃ الاولیا کا ترجمہ کیا اور وہ مطبوع ہوکے جابجا مشہور ہوا۔ سننے مین آیا کہ بعضے ابناے زمان نے اس قصے سے استعباد کیا اور کتب حدیث سے مستند نکالنا چاہے نہ یکبار کہ صدبار ہاے ہ اگرچہ ان لوگون نے اسکی سندین دیکھتے ہی اپنی نیک نہادی سے مان لیا۔ لاکن اس زمان فسادنشان مین یہہ جسارت تو ہر جا کمر بستہ ہے کہ جو بات آپ نہین جانتے ہین اسکی تضعیف وتکذیب پر کمر باندھتے ہین اور جو کتابین آپ دیکھے ہین پس علم اسی مین منحصر سمجھتے ہین ؎ چو آن کرمیکہ در سنگی نہانست ؎ زمین واسمان او نہانست ؎ انصاف وسعادت کا طریقہ یہہ ہے کہ کسی معتبر کتاب کے کسی مقام مین شک ورد دیکھے تو اسکے رد وانکار مین جلدی نکرین بلکہ اس فن کے ماہرون سے تحقیق کرلین اگر ترجمہ مذکورہ نہ چھپگیا ہوتا اس مین وے سندین داخل کئے جاتین۔ اب اس کتاب مین جب اویس قرنی کا ذکر آیا فقیر نے مناسب جانکے وے حدیثین جو انکی شان مین آئی ہین اور وے قصے پر محدثین اپنی

کتب مین لائے ہین بلاکم وبیش نقل کئے - باقی رہی وہ بات جو حضرت نے اپنا پیراہن شریف ان کو عنایت فرمایا البتہ اسکی سند بھی شیخ فریدالدین عطار کو دوسری روایت سے ملی ہوگی - یہ بھی کچھ استعجاب و استبعاد کی جگہ نہین کیونکہ حضرت نے اپنی حین حیات اپنے پوشاک مبارک سے کسی کو پیراہن کسی کو چادر کسی کو کلاہ عنایت فرمائی ہے - سیر و حدیث کے ماہرون پر یہ بات پوشیدہ نہین پس ایسا ہی اویس قرنی کو بھی عطا فرمایا ہو واللہ اعلم

نامہ روانہ فرمانا امیرالمومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا طلحہ و زبیر کے نام سے

لائے ہین کہ جناب امیر مرتضیٰ کی طرف متوجہ ہونیکے وقت طلحہ و زبیر کے نام سے ایک نامہ ارقام فرمایا کا لکھا کہ تم جانتے ہو کہ مین امر خلافت کا خواہان نہین تھا یہان تک کہ تم بہت ہی جد و جہد سے پیش آئے اور اپنی طوع و رغبت سے بیعت کی پھر اب بلا حجت کس لئے نکث بیعت کرتے ہو کیا اس بات کی شناعت اور قباحت نہین جانتے ہو یا جانتے ہین اس سے غافل ہو گئے ہو - اب جانو کہ بیعت توڑنی نہایت بری بات ہے اگر تم نے بلا رغبت کراہت کی ساتھ بیعت کی ہے تو تمہین پر اعتراض آتا ہے کہ تمہین کیا ضرورت داشگیر تھی کہ اپنی اطاعت ظاہر کی اور مخالفت پوشیدہ رکھی - اول آپ ہی جد و کد کر کے بیعت کرنی پھر اپنے اغراض کیلئے توڑ دینی اور امام برحق پر خروج کرنا تمہین سزاوار نہین - اگر قتل عثمان پر راضی رہنے کی نسبت میرے طرف کرتے ہو یہہ تو برا ہی افترا اور صریح بہتان ہے اہل مدینہ اس بات پر خوب واقف ہین اگر تمہارا مقصود اصلی عثمان بن عثمان کی قصاص طلبی ہے تو ان کے فرزند تو موجود ہین وے میرے پاس آکے میری رابقہ بیعت و اطاعت مین آوین - پھر پر دعوی کر کے گواہ گذرانین تب بلا شک شریعت محمدیہ کا حکم جاری کیا جائیگا - عثمان ذوالنورین کی قصاص طلبی تم ہر دو کے ساتھ چندان مناسبت نہین رکھتی ہے تم ہر دو سے ایک تو قبیلہ بنی تمیم سے ہے دوسرا بنی عدی سے اور عثمان بن عفان بنی امیہ سے ہی افسوس ہے کہ تم نے اس غرض کے لئے نکث بیعت کیا اور اس پر اکتفا نہ کر کے سب مسلمانون کی مادر زوجہ پیغمبر کو تحریص و اغوا دیکے اپنے ساتھ لے نکلے ہو اور شہر بشہر پھراتے ہو اور تم اپنے عورتون کو گوشے اور پردے مین محفوظ رکھے ہو تمہارے سے یہہ امور جو نمرود ہوے عقل و شرع سے نہایت دور ہین تم اب اپنے کئے سے باز آنا بہتر ہے والسلام

دوسرا مکتوب روانہ فرمانا حضرت علی کا خدمت مین ام المومنین عائشہ صدیقہ کی

بعد حمد و ثناے الٰہی و نعت و درود جناب رسالت پناہی کے عائشہ صدیقہ کو سلام ہووے - کہ خدا اور رسول کی طرف سے عورات کو یہ امر ہین کہ اپنے گھرون مین پردہ نشین ہو دین لشکر کشی اور تہیہ جنگی سے انکو کیا سروکار تم نے جو خروج کیا ہے ہرگز سزاوار نہین تھا علیہ السلام

کہ تم نے مستعدی ہوئین کسی وجہ سے تمہارے ساتھ نہین رکھتا ہے - شاید کہ تم نے یہہ گمان کیا ہو کہ اس
مین اصلاح حال مسلمین مندرج ہے نہین نہین بلکہ اس مین فساد مسلمین ہے - اگر تمکو یہہ زعم ہے کہ مین عثمان بن
عفان کا بدلہ چاہتی ہون تو یہہ بات بھی تمہارے ساتھ مناسبت نہین رکھتی ہے کیونکہ وہ ایک مرد بنی امیہ سے
تھا اور تم ایک ضعیفہ عورت بنی تمیم سے ہو کیا تم اس بات سے واقف نہین کہ تم ایسے فتنے مین پڑے ہو
کہ جس کا گناہ قاتلان عثمان کے گناہ سے زیادہ ہے اے عایشہ اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنے مکان کیطرف
پھر جاؤ والسلام - لکھتے ہین کہ طلحہ و زبیر نے جواب تو نہین لکھا جناب امیر کے پاس یہہ پیغام بھیجا کہ ابوالحسن آپ
جس کام کے لئے متوجہ ہوے ہو یقین ہے کہ اس سے نہ پھروگے اور جب تک ہم آپ کی فرمان برداروں کے
زمرے مین داخل نہ ہونگے آپ ہم سے راضی اور خوشنود نہ ہونگے - عثمان بن عفان کے دشمن و بدخواہ جو
آپکے پاس جمع آے ہین ہم ہرگز ان مین داخل نہ ہونگے فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ وَالسَّلَامُ روانہ فرمانا حضرت
علی کا قعقاع بن عمر کو بصرے کی طرف اور دریافت کرنا ارادہ ام المومنین و طلحہ
اور زبیر کا لائے ہین کہ حضرت علی نے واصل بصرہ ہونے کے آگے قعقاع بن عمر کو اپنی وکالت دے کے
ام المومنین عایشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر کے پاس روانہ کیا تا دریافت کرے کہ اے مایئنا کیا سبب ہے جسکے حکم قعقاع نے
بصرے کی طرف روانہ ہوا اول جناب صدیقہ کے حضور مین حاضر ہو کے پوچھا کہ یا ام المومنین آپ اس طرف تشریف لائینگی
کیا وجہ ہے - بی بی نے جواب دیا کہ اصلاح حال مسلمین اور عثمان بن عفان کی قصاص طلبی کے ارادے سے ادھر آئی ہون
قعقاع نے کہا کہ طلحہ و زبیر بھی حاضر ہون تو جو کہنا ہے انکے روبرو کہونگا - تب ام المومنین نے طلحہ اور زبیر کو بلایا
جب وے حاضر ہوے تو قعقاع نے سوال کیا کہ اس طرف آنیکا کیا سبب ہے - انہون نے وہی جواب دیا جو بی بی نے
دیا تھا - قعقاع نے کہا کہ تمہارے کلام مین تناقض ہے کیونکہ عثمان بن عفان کی قصاص طلبی مین مسلمانون کی تباہی
اور خانہ جنگی ہے نہ انکی اصلاح و خوبی بولے اسکا کیا سبب - قعقاع نے کہا جب سے کہ تم نے اس کام کا عزم
کیا ہو تب سے اب تک کتنے شخص کا خون ہوا ہے - کہا کہ تخمیناً چھے سو شخص تک مارے گئے ہین - قعقاع نے
کہا کہ اس باب مین اور جس قدر تم زیادہ جد و جہد کروگے اور بھی لوگ زیادہ مارے جائینگے اور تمہارے مخالف
اور دشمن بھی زیادہ ہونگے پس یہہ کام مسلمانون کے فساد کا موجب ہو نہ اصلاح کا سبب - جناب صدیقہ نے کہا
کہ اے قعقاع تو سچ کہتا ہو پھر اسکی کیا تدبیر کیا چاہیے - قعقاع نے کہا کہ مصلحت اسی مین ہو کہ مخالفت
چھوڑ دیکر بصلح طلب کرین تا اس فتنے کی آتش منطفی ہو - تب مسلمانون کو عافیت نصیب ہوگی والا یہا آتش فتنہ

اس قدر مشتعل زن ہوگی کہ جسکا علاج نہایت دشوار ہوگا - انہون نے کہا کہ اے قعقاع اگر امیر المومنین علی مرتضیٰ کی رائے بھی تیرے صوابدید کے مطابق پڑے ہم بھی اسباب مین راضی ہین - قعقاع نے جب یہ سخن ملایم سنا اسیوقت مراجعت کی اور حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوکے سب ماجرا ظاہر کیا - جناب ولایت مآب نے اسکے استصواب کیا اور بڑی خوشی کی - اور اسکی تقریر دلپذیر کو فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ کے مطابق پایا اور قعقاع پر بڑی آفرین وتحسین کی - اور بصرے کے مدبرون نے اپنے عمدگون کی ایک جماعت کو حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا تا آپ کے ارادے سے آگاہ ہوون جب وہ عمدگون کی جماعت حضرت علی کے دربار مین حاضر ہوی شرف ملازمت حاصل کرکے اپنا مافی الضمیر دریافت کیا جناب امیر طلحہ وزبیر کی طرف سے ملال خاطر اور ان کے نکث بیعت کی شکایت ظاہر کی - اور فرمایا کہ مین اسلئے آیا ہون تا ان کو پھر سر عہد پر لے آون اور بیعت توڑنی اور عہد شکنی کی مذمت سے انہین آگاہ کرون اور ام المومنین عایشہ صدیقہ کو عزت و احترام کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف حضرت کی وصیت کی مطابق بھیجدون - حضرت نے جناب امیر کو جو وصیت کی تھی وہ یہ حدیث ہی جو امام احمد کی مسند مین ابن رافع کی طریق سے مروی ہے کہ ایکدن مخبر صادق پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ یا علی قریب ہے کہ تیرے اور عایشہ کے درمیان ایک امر عجیب واقع ہوگا - جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کیا ارشاد ہوتا ہے - فرمایا کہ جب وہ واقعہ رونما ہو اس کو مامن یعنے مدینہ سکینہ کی طرف روانہ کردے - القصہ جب بصرے کے قاصدون نے حضرت علی کا کلام فیض التیام سنا نہایت خوشی کی اور بجان ودل معتقد ہوکے آپ کی شرف بیعت سے مشرف ہوے ایک روایت ہی کہ جب بصرے کے قاصدون نے جناب امیر کی تقریر سنی بے اختیار کہا کہ یہی صواب ہے اس سے بہتر دوسرا کام نہین - حضرت علی نے فرمایا کہ جب تم میری بات کو راست جانتے ہو پھر بیعت کرنے مین توقف کا کیا سبب ہے - انکا سردار عاصم بن کلب نے کہا کہ ہم قاصد ہین آپکا جواب اپنی قوم مین جاکے سنوا ینگے اپنی قوم کو بھی ترغیب دیکے پھر آکے بیعت کرین گے - جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ جب حق تجھ پر ظاہر ہوا غنیمت جانئے بلا توقف بیعت کیجئے - پھر اپنی قوم کو راہ راست کی طرف دعوت کیجئے اگر قبول کرین فبہا والا بارے تو حق پر رہیگا - بصرے والون نے جو سو آدمی تھے سب کے سب عاصم بن کلب سے کہنے لگے کہ اول تو بیعت کر پھر ہم بھی کرتے ہین - پس عاصم نے اول بیعت کی اس کے بعد اس کے سب رفقا بھی داخل بیعت ہوے - جناب ولایت مآب بہت خوش ہوے

سنہ ۳۶ ہجری قوطب کا دوبارہ بغاوت کرنا اور بالفعل کا بکلی استیصال ہونا

اور حضرت کے اس ارشاد شریف کو یاد کیا جو فتح خیبر کے دن ان کو فرمایا تھا اُدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ غرض بصرے والون نے نہایت شادمان و فرحان اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی اور جو سنے تھے اپنے لوگون کو خبر دے اور کہنے لگے کہ ہم امیرالمومنین مرتضیٰ علی سے ایسے باتین سنی کہ انبیا و رسل کی باتون کی مانند تھین - پھر دوسرے روز حضرت علی نے اس منزل سے کوچ کر کے بصرے کے شہر پناہ پر جا پہنچے اور ایک بڑے کشادہ میدان مین نزول فرمایا - طلحہ و زبیر بھی اپنا لشکر جو تیس ہزار کا تھا اپنے ہمراہ لیکے بصرے کے باہر ایک میدان مین جس کو نوقہ کہتے تھے اگر اترے اور اسیکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا اور جب یہہ خبر جناب امیر کو پہنچی تو آپ نے ایک خطبہ پڑہا حمد و صلوات کے بعد فرمایا کہ مین دشمنون کے طرف سے تین باتون مین مبتلا ہوا ہون انسے پہلی بات بغاوت ہے اللہ تعالیٰ اسباب مین فرماتا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دوسری نکث بیعت ہے اللہ تعالیٰ اسباب مین فرماتا ہے فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ تیسری بات کرے اللہ تعالیٰ اسباب مین فرماتا ہے وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ اور مین چار شخص کے ساتھ مبتلا ہون - اول اشجع مردم زبیر بن العوام ہے دوسرا خدع مردم طلحہ بن عبداللہ ہے میسر اطلاع الناس مین النسا عایشہ بنت ابی بکر ہے چوتھا جمیع مخالفین کا معاون اور انکو مبلغ خطیر سے تائید کرنے والا یعلی بن منبہ ہے - تب ابن خزیمہ بن ثابت انصاری جو ملقب بہ ذوالشہادتین ہے اور جناب امیر کے احض اصحاب سے تھا اٹھا اور کہنے لگا کہ یا امیرالمومنین یہہ جماعت جو آپسے بغاوت اور نکث بیعت اور مکر پر کمر باندھی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا جو اپنی کتاب پاک مین فرمائی اسکو پہنچا دیگا - اور زبیر اگرچہ صاحب شجاعت ہے لاکن انکی شجاعت آپ کی شجاعت کی سی نہین - اور طلحہ بھی علم و دانش مین آپکے مانند نہین - اور عایشہ صدیقہ کے اگرچہ لوگ مطیع و فرمان بردار ہین لاکن وے انکی مطیعون کے سے نہین یعلی اگرچہ مال کثیر رکھتا ہے اور بے محل خرچ کرتا ہے - لاکن اللہ تعالیٰ کا خزانہ جو بے نہایت اور مجیب ہے اس سے عند الحاجت آپ کو عطا فرماویگا - نقل ہے کہ طلحہ و زبیر کا لشکر جب موضع نوقہ مین آکے منزل کیا تین روز ہر دو لشکر مین قاصد پیغام جاری رہے - چوتھے روز حضرت علی نے اپنے لشکر سے باہر آکے طلحہ و زبیر کو آواز بلند سے پکارا - جب وے ہر دو اپنے لشکر سے نکل کے قریب آکر کھڑے رہے - جناب امیر نے انسے سوال کیا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ اپنی کتاب کریم مین فرماتا ہے فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ پس قیامت کے روز ہر بندہ اپنے اعمال سے سوال کیا جائیگا - تم جو اس جنگ پر آمادہ ہو اس پر کیا حجت رکھتے ہو اگر

فردائے قیامت اللہ تعالیٰ تمہارے سے اس باب مین سوال کرے تم کیا جواب دوگے اگر ہمارے اور تمہارے درمیان علاقۂ قرابت اور حق بیعت ثابت نجانتے ہو۔ آخر اسلامی اخوت اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حق صحبت تو ثابت اور متحقق ہے پھر تم کیا چیز اسبات پر لائی ہے جو اتنے حقوق فراموش کرکے میرے جدال و قتال پر کمر باندھی۔ تب طلحہ و زبیر نے حضرت عثمان کے قتل پر راضی رہنے بلکہ غوغائیون کو اس پر تحریص دینے کی نسبت جناب ولایت مآب کی طرف کی۔ حضرت علی نے یہہ افترا سنتے ہی غصہ ہوے اور فرمایا کہ ابھی آئے تم اور ہم قبلہ کی طرف متوجہ ہو دین اور رسالے کے طور پر بارگاہ الٰہی مین دست بردار ہو کے دعا کرین۔ تا عثمان بن عفان کے قتل پر جو راضی رہا اوس پر غوغائیون کو تحریص کی ہو اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہو رسے اور ویسا شخص خلق مین ممتاز ہو جاوے۔ جب جناب ولایت مآب نے مباہلہ کرنے پر تیار ہوگئے طلحہ و زبیر نے جواب سے عاجز آ کے تغافل کیا اور لاوتعم مین زبان نہ کھولی اور اپنے اپنے لشکرگاہ کی طرف مراجعت کی کہتے ہین کہ انہین دنون احنف بن قیس نے آکر ذرا اپنی قوم سے ایک جماعت کو ہمراہ لیکے حضرت علی کی خدمت مین آ کے عرض کی کہ یا امیرالمومنین اہل بصرہ کہتے ہین کہ اگر آپ ان پر ظفر پاوین تو کیا ان کے مردون کو تیغ سیاست سے قتل کروگے اور ان کی عورت بچون کو بندی بکڑوگے۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اے ابوبحر مین ان قبیل کا نہین ہون کہ میرے حق مین ایسا گمان بد کرین کیونکہ ایسے کام روا نہین گر وہ لوگون کے ساتھ جو دین سے برگشتہ اور کافر ہو گئے ہون لعوذ باللہ منہا اہل بصرہ تو مسلمان ہین تو جو کہا ان کی ساتھ کس طرح ہو سکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ تو دیکھیگا کہ ان پر نصرت حاصل ہو تو ان کے ساتھ کیسی نیکی اور حسن سلوک سے پیش آون گا

روانہ فرمانا حضرت علی کا عبداللہ ابن عباس کو طلحہ و زبیر کے پاس مصالحت کے لئے

روایت ہے کہ انہین ایام مین یکدن حضرت علی نے عبداللہ بن عباس کو طلحہ و زبیر کے پاس روانہ فرمایا تا ان سے رفق آمیز و صلح انگیز باتین کرین اور سلسلہ مصالحت کو جنبش دین پس عبداللہ بن عباس نے ہر دو لشکر کے درمیان اور امیرالمومنین کی مدعا کو ایسی عبارت لطیف و بیان شریف کے ساتھ ادا کیا کہ ہر ہر شخص کو پسند آئی اور ہر ہر کے ذہن مین جاگیر اور دلپذیر ہوی جناب ولایت مآب نہایت خوش ہو کے علانیہ دوست و دشمن کے روبرو انکی ایسی تعریف و توصیف کی کہ مَنْ كَانَ لَهُ ابْنُ عَمٍّ مِثْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَدْ قَرَّ اللّٰهُ بِهِ عَيْنَيْهِ یعنے جس کو چچیرا بھائی ابن عباس سا ہو مقرر روشن کین اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھین۔ بالجملہ ابن عباس اور طلحہ و زبیر کے درمیان بہت سے باتین ہوئین آخر اسکے آگے تبقاع کی ملاقات مین جیسا صلح پر راضی

ہوے تھے ولیسا ہی راضی ہوے اور یہہ بات قرار پائی کہ کل علی الصباح نماز فجر سے فراغت پانیکے بعد حضرت علی اور طلحہ و زبیر کے ملاقات اور ہر دو لشکر کے اکابر و اشراف بھی راضی رہین لاکن شرط یہہ ہے کہ حضرت عثمان کے قتل مین جو لوگ ساعی تھے اس مجلس مین وے لوگ حاضر نہین حضرت علی بھی اس شرط کو قبول کر کے حکم فرمایا کہ وے لوگ اپنے لشکر گاہ سے نکلجاوین کہتے ہین کہ وے اہل غوغا جو پانسو شخص کے قریب تھے یہہ بات انکو نہایت ناگوار ہوی لاکن طوعاً کرہاً لشکر گاہ سے نکل کے دوسری جگہہ پر جا کے نزول کیا۔ اور سب مشورت کر کے ایکدوسرے سے کہنے لگے کہ جب امیرالمومنین اور طلحہ و زبیر کے درمیان صلح ہو جائیگی بلاشک ہمارے قتل کی فکر کرین گے اب ہماری فکر کیا چاہیئے۔ انسے کہا کہ علی مرتضیٰ احکام کتاب اللہ پر بہت آگاہ ہین یقین ہے کہ طلحہ و زبیر کے ہم داستان ہو کے ہم سے بدلہ لینگے اب بہتر ہے کہ ہم اپنے وطن سے ہاتھہ اٹھاوین اور دوستون سے مفارقت اختیار کر کے مغرب کی طرف جاوین اور اپنی جان بچالین۔ دوسرے نے کہا کہ پھر جہان اہل و عیال اور خویش و احباب کی مصاحبت سے خوش آتی ہو جب انسے جدا ہو جاوین زندگی مین کیا حلاوت ہوگی۔ تیسرے نے کہا کہ امیرالمومنین کی دشمنی پر کمر باندہین تا بو دیکھہ کے انکو بھی عثمان بن عفان کے ساتھہ ملحق کر دین اور اوس وسیلے سے طلحہ و زبیر کے ساتھہ ملجاوین۔ چوتھے نے کہا کہ اے عثمان بن عفان کو قتل کر کے ابھی بہت روز نہین گذرے اب علی بن ابی طالب کو قتل کرین تو طلحہ و زبیر کے پاس ہمارا کیا اعتماد رہیگا یقین ہے کہ عرصہ قریب مین ہمکو بھی مار ڈالین گے پس اس صورت مین ایک ایسی تدبیر کرین کہ ان کی دوستی دشمنی کے ساتھہ بدل جاوے اور صلح کیجاے پر جدال و قتال کھڑا رہے یہہ بات سنتے ہی سب کے سب اسپر متفق ہوے افسوس صد افسوس کہ جس صبح کو صلح مقرر تھی اسی شب وہی فتنہ انگیزون نے یکبیک سوار ہو کے بی بی عائشہ کے لشکر پر تاخت لایا ایک شورش و اضطراب پیدا ہوا اور ان کے حملے مین ایک جماعت زخمی اور ایک گروہ مارے گئی طلحہ و زبیر کو یہہ تصور ہوا کہ حضرت علی کے حکم سے ہی ان کے لشکر والون نے یہہ شبخون کیا۔ پس بی بی کے لشکر سے بالفور ایک تکڑی سوار ہو کے اُن شریرون کے ساتھہ جنگ کرنے لگی جب انہون نے ہزیمت کھائی تو وہ انکا پیچھا کیا یہان تک کہ وے حضرت علی کے لشکر مین داخل ہوے اور یہہ غل مچایا کہ طلحہ و زبیر نے ہمارے پر شبخون کیا ہے اسوقت حضرت علی نماز تہجد مین قیام کیا تھا جب یہہ غوغا سُنا نماز کو خفیف کیا اور جلد فارغ ہو کے باہر تشریف لائی۔ ان مکارون نے کہنے لگے کہ یا امیرالمومنین طلحہ و زبیر سے سواے مکر اور عہد شکنی کی دوسری امید نہین پس اِدہر حضرت علی کا لشکر تیار ہوا اور اُدہر طلحہ و زبیر کا لشکر۔ کہتے ہین کہ جناب صدیقہ کی عماری

لوہے کی پٹیوں سے از سر نو تیار کر کے اُسی شتر قوی ہیکل پر کہ جس کو یعلی بن امیہ نے ہدیہ کی طور پر گذرانا تھا باندھے جمل اونٹ کو کہتے ہین جب اس اونٹ کو اس جنگ مین لشکر کے آگے رکھا تھا اسی واسطے اس کو جنگ جمل کہتے ہین **جنگ جمل** طلحہ و زبیر اپنا لشکر تیار کر کے بی بی عائشہ صدیقہ کا اونٹ لشکر کے آگے کر کے صف میدان مین آکر کھڑے رہے - حضرت امیر بھی اپنا لشکر تیار کر کے میدان پر آئے اور ہر دو لشکر کے درمیان کھڑے رہے راوی کہتا ہے کہ اس وقت جناب ولایت مآب ایک پیرہن پہنے ہوے اور ایک ردا اوڑھے ہوے تھے اور سر مبارک پر ایک دستار تھی اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشتر خاص دلدل پر سوار تھے جب ہر دو صف کے درمیان آئے ایک ندا کی کہ زبیر العوام کہان ہے چاہیئے کہ وہ میرے پاس آوے کہ اس سے ایک بات کرنا چاہتا ہون - حضرت علی کے لشکر والون نے کہنے لگے کہ یا امیر المومنین کیا دشمن کی طرف جاتے ہو حالانکہ آپکے تن پر نہ بکتر ہے نہ دست مبارک مین ہتھیار زبیر تو سراپا آہن مین غرق ہو جناب امیر نے فرمایا کہ مجھے اس سے کچھ اندیشہ نہین اس سے کچھ ضرر نہ پہنچیگا - تم بھی اس سے ہاتھ کشیدہ رکھو اور زبان سے بھی طعن و تعریض کر کے اس کو آزار نہ دو - غرض یہ ارادل حاضر ہونے مین زبیر سے توقف ہوا جناب امیر نے پھر دوسرے بار آواز بلند سے ندا کی - تب زبیر صف سے باہر آئے اور حضرت علی کی طرف متوجہ ہوے جب جناب صدیقہ کی نظر عماری سے زبیر پر پڑی اضطراب کیا - لوگون نے کہا کہ علی مرتضی سے زبیر کو کچھ ضرر نہ پہنچیگا کیونکہ وہ بے ہتھیار اور بکتر پوش ہے - اور جناب امیر بے زرہ و ہتھیار ہے - القصہ زبیر حضرت علی کے پاس آئے یہان تک نزدیک ہوے کہ ہر دو کے مرکبون کی گردنین ایک دوسرے سے ملین حضرت علی نے فرمایا کہ ایا عبد اللہ کیا چیز تیرے قتال پر تجھے باعث ہوی - مین تجھے قسم دیتا ہون اس پروردگار جلت عظمتہ کی کہ جس نے قرآن مجید کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا کیا تمہین وہ بات یاد نہین کہ ایک روز تم اور مین حضرت کے حضور فیض گنجور مین حاضر تھے حضرت نے تمہاری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ اے زبیر کیا تو علی کو دوست رکھتا ہے تم نے کہا کہ یا رسول اللہ مین علی کو کس لیے دوست نہ رکھون حالانکہ وہ میرے ماموں اور چچی کے فرزند ہین - اور میرا اور اس کا ایک ہی دین ہے - حضرت نے فرمایا کہ واللہ ایک روز ایسا آئیگا کہ تو اس سے جنگ کریگا اور اس جنگ مین تو ظالم ہے - زبیر نے کہا کہ سچ ہے واللہ مین نے یہ حدیث فراموش کی تھی - پھر جناب امیر نے زبیر کو قسم دیکے پوچھا کیا تمہین یاد نہین کہ بنی ہاشم کے محلات سے فلان محلے مین حضرت نے تمہارے پاس کہنے لگے کہ اے زبیر گویا مین دیکھتا ہون کہ تو نے میرے بعد ریاست و حکومت

کی خواہش سے علی کی دشمنی اور منازعت مین کمر باندہیگا - زبیر نے یہہ سنتے ہی ایک ساعت سر خم کیا اسکے بعد کہنے لگے کہ یا علی تم نے سچ کہا مین نے یہہ حدیثین فراموش کین تھین اگر اس کے آگے آپ مجھ کو یاد دلاتے یا ایک ساعت کے آگے مجھے خود یاد آتے ہرگز مین اس معرکے مین حاضر نہوتا اب مین قسم کھاتا ہون اللہ تعالی کی کہ پھر ہرگز آپسے جنگ نکرونگا یہہ کہکے اپنے آنکھون مین پانی لایا اور اسیوقت اپنی تلوار کو نیام کرکے معرکے سے پھر گئے - بی بی عائشہ نے اپنی عماری سے دیکھ رہی تھین اور اسی بات کا انتظار تھا کہ جناب امیر کی طرفسے کیا پیام آتا ہے زبیر نے بی بی کی خدمت مین آکے سب ماجرا ظاہر کیا اگرچہ عبداللہ بن زبیر نے یہہ سنکے بہت آزردہ ملول ہوے کیونکہ حضرت عثمان کے قاتلون سے بدلہ لینے کے باب مین انکو بڑا ہی جد وکد تھا سو اپنے والد ماجد سے کہنے لگے کہ جناب ام المومنین کو صف میدان مین چھوڑ دیکے چلا جانا مروت نہین ہرچند باعث ہوے کہ معرکے سے نہ پھرے اور جنگ مین قیام کرے لاکن زبیر نے قبول نکیا ہر دو لشکر کے صفین چیرتے ہوے نکل گئے اور حجاز کی راہ لی - پھر حضرت علی نے طلحہ کو بھی بلوا کے کچھ فرمایا اور نصیحت کی انہون بھی مان لیکے اسیوقت اپنی شمشیر کو نیام کرکے معرکے سے نکل گئے اور لشکر سے کنارہ لیکے تنہا متفکر کھڑے تھے - زبیر باوجود پھر جانیکے بصرے کے لشکر والے متنبہ نہوے اور جنگ کے ارادے سے باز نہ آئے اپنی کثرت وشوکت پر مغرور اور مصالحت سے نہایت دور تھے اور جنگ پر ہی مستعد ہوگئے حضرت علی نے اپنے لشکر والون کو فرمایا کہ حضرت کے زمانے مین کبھی ایسے جنگ کا اتفاق نہوا تم انکی جدال مین بڑا احتیاط کرو کیونکہ یہہ مسلمان اہل قبلہ ہین جب تک وے جنگ مین اقدام نکرین تم ابتدا نہ کرو جب وے تم پر حملہ کرین اس وقت اپنے سے ضرر دفع کرنیکی نیت سے ان کے ساتھ مقابلہ کرو اور اسنے جو کہ فرار اختیار کرے تم انکا پیچھا نہ کرو اور مریض مجروح کے متعرض نہوؤ اور مقتول کا لباس وہتھیار مت نکال لو - اور جس نے ہتھیار ڈال دے اس کو مت اٹھالو اور اس کو قتل نہ کرو اور جناب صدیقہ کی عماری کی طرف خطاب کرکے آواز بلند سے ندا کی عما قلیل لیضجن نادمین - یعنے جس نے دوستون کی نصیحت نہ سنے آخر پشیمانی کھینچے - ایسے مین بصرے کے لشکر والون نے تیر اندازی شروع کی - اور جناب امیر کے لشکریون سے چند لوگ زخمی ہوے - تب اہل لشکر تنگ آکے کہنے لگے یا امیر المومنین ہم کب تک صبر کرین اب جنگ کی اجازت دیجئے تب حضرت علی نے ہر دو مبارک ہاتھ اٹھا کے دعا کی - اور اپنی زرہ منگا کے پہنی اور شمشیر حمایل کی اور سر مبارک پر دستار باندہکے دلدل پر سوار ہوے - پھر اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوکے

جنگ مین احتیاط کرنے کے لئے پہلے جو نصیحتین کی تھین ازراہ تاکید پھر اسکا اعادہ فرمایا۔ اس کے بعد اہل لشکر کے طرف ملتفت ہوکے فرمانے لگے کہ تمہارے مین کون ہے کہ اس مصحف مجید کو اپنے ہاتھ لیوے اور اپنی جان عزیز سے ہاتھ دھوکے اس گروہ باغیہ کے نزدیک جاوے اور اس کلام ربانی و کتاب آسمانی کی طرف ان کو دعوت کرے۔ تب ایک شخص کہ جسکا نام مسلم تھا صف سے آگے بڑھا اور قرآن مجید اپنے ہاتھ مین لیا ہوا صف اعدا کی طرف گیا اور ان کو اس کتاب کی طرف دعوت کی اور بغاوت سے تحذیر و تنفیر دی۔ ایک شخص نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے علی بن ابی طالب اول ہمارے سے صلح کرنے پر راضی ہوے جب وہ دن گزرا اور شب آئی ہم پر شبخون کیا۔ یہ کہکے اپنے ایک لشکری کی طرف اشارہ کیا تو اس نے مسلم پر تلوار چلائی ایک ہی ضرب مین اسکا داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ اس جوان مرد نے قرآن مجید کو اپنے بائین ہاتھ مین لیا دوسرے بار جب وار کیا تو بایان ہاتھ بھی کٹ گیا قرآن شریف کو اپنے سینہ پر لیا آخر درجہ شہادت پایا اس کی ایک والدہ ضعیفہ تھی نہایت معصوم و ملول آسمان کی طرف منہ کرکے ایک رجز پڑھنی لگی پھر آتش جدال ہر دو طرف سے شعلہ مارنے لگی جنگ نہایت گرم ہوا کہتے ہین کہ جناب ولایت مآب نے علم اپنے فرزند ارجمند نونہال بوستان شہامت سرو جویبار شجاعت محمد بن الحنفیہ کے ہاتھ دیکے لشکر مخالف پر بھیجا تو اس روز انہون نے جوانمردی اور بہادری کے ایسے کرشمے بتلاے کہ دوست دشمن جس کو دیکھ کے انگشت دیوار تھے اور آفرین و تحسین کرنے لگے۔ پھر بڑا ہی جنگ ہوا ہر دو طرف بہت سے لوگ مارے گئے نقل ہے کہ زید بن صوحان کا ایک ہاتھ کافرون کے جنگ مین جدا ہوا تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا تھا کہ زید داخل جنت ہونے کے آگے اس کے بعضے اعضا بہشت مین داخل ہونگے جناب صدیقہ نے یہ حدیث حضرت کی زبان درفشان سے سنی تھی سو اس روز زید بن صوحان جو حضرت علی کے لشکر مین تھا شربت شہادت نوش کیا جناب صدیقہ اس کی شہادت کی خبر سنتے ہی بہت تاسف کرکے کہنے لگین کہ حضرت تو اس کی شان مین یہ حدیث ارشاد کی جب وہ بہشتی ہوا مقرر ہم گروہ باغیہ مین پس جیسا طلحہ و زبیر پھر گئے ویسا ہی بی بی کا بھی میلان پھر جانیکے طرف غالب ہوا لاکن بعد سے انون نے یہ قرینہ پاکے بی بی کے اونٹ کو پچھوڑے اور جنگ سے ہاتھ نہ رکھا۔ جب ظہر کا وقت آپہنچا اور بھی آتش جنگ کو تیز کیا بی بی کے اونٹ کو بارہ ہزار پیادہ و سوار گھیرے ہوے لشکر کے پیش کیا اور جنگ کرنے لگے ایسا قتال عظیم رو دیا کہ وہ صحرا و بیابان خون سے رنگین ہوا۔ اور مقتولون کے سر تن سے

جدا ہو کے چوطرف غلطان تھے۔ جب بی بی عائشہ نے یہ حال دیکھا ایک ہول و دہشت ان پر غالب ہوی۔ اس وقت بی بی کے اونٹ کی مہار کعب بن سوار جو بصرے کا ایک سردار تھا اپنے ہاتھ مین لی تھی بی بی نے غایت اضطراب سے کعب بن سوار کو فرمایا کہ تو اونٹ کی مہار چھوڑ دے اور قرآن مجید اپنے ہاتھ مین لیکے علی بن ابیطالب کے لشکر کے پاس جا کے انکو اس کتاب اللہ کی طرف دعوت کر تا مسلمانونکی خونریزی بطرفین موقوف ہووے۔ کعب مصحف شریف ہاتھ مین لیکے آگے بڑھا۔ جب مالک اشتر اسبات سے واقف ہوے سمجھے کہ جناب امیر کمال لطف و شفقت سے مان لینگے اور دشمنون کے کمد کا گمان نکرینگے بصرے والونکی یہ حرکت بھی دغا سے خالی نہین پس کعب لشکر امیر کے نزدیک پہنچنے کے آگے آپ ہی آگے قدم بڑھا کر کعب کو قتل کر ڈالا۔ جب اس جنگ مین تیر اندازی بہت ہونے لگی حضرت علی کو بڑی فکر و تشویش روی کہ کہین پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محترم کو کچھ صدمہ نہ پہنچے مالک اشتر کو حکم کیا کہ بی بی کے اونٹ کی مہار بصرے والون کے ہاتھ سے نکال لی۔ مالک نے جا کے اونٹ کی مہار لینا چاہا۔ کعب کے بعد اسکے بھائی نے جو مہار پکڑی تھی نہین دی مالک نے ضرب شمشیر سے اس کے ہاتھ کو کوہنی سے جدا کیا۔ پھر دوسرے نے آکے مہار پکڑی اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوا ایسا ہی دو سو ستر شخص کے ہاتھ جدا ہو کے اونٹ کے آسپاس پڑے ہوئے تھے یہ حال دیکھ کے دوسرے لوگ گھبرا مئے اور اونٹ کے نزدیک نہ آسکے تب مالک نے کوفے کے لشکر والون سے ایک کو حکم کیا کہ اونٹ کی مہار لے کے کھینچے اس نے مہار پکڑ کے کھینچا تو اونٹ اپنی جگہ سے نہ ہلا دوسرے لوگ بھی مہار پکڑ کے کھینچنے لگے اور ہر چند جد و جہد کیا لاکن وہ ہرگز قدم نہ اٹھایا تب مالک اشتر نے اس پر تلوار چلائی تو اس اونٹ کا ایک پاؤن کٹ گیا۔ وہ اونٹ اپنے تین پاؤن پر ہی کھڑا رہا پھر دوسرا پاؤن قلم کیا تب بھی اونٹ اپنا سینہ زمین سے لگا کے کھڑے رہا پھر تیسرا پاؤن بھی قطع کیا پھر عمار بن یاسر نے جلد آکے عماری کی تو اور جو اونٹ سے باندھے تھے کاٹ دیا پس عماری بحفاظت تمام زمین پر اُتار لی۔ جب اونٹ زمین پر گرا بصرے والون نے یہ حال دیکھ کے فرار کیا۔ جناب ولایت مآب کا حکم ہوا کہ بھاگنے والون کا کوئی پیچھا نکرے۔ اور محمد بن ابی بکر کو جو بی بی عائشہ کے برادر تھے حکم فرمایا کہ تیرے سوائے کوئی بی بی کی عماری کے نزدیک نہ جاوے اور بڑا احتیاط کیجئے۔ تب محمد بن ابی بکر نے عماری کے پاس آیا اور ہاتھ لگایا تا معلوم ہو کہ بی بی کو کچھ آسیب پہنچا ہے یا نہین بی بی نے غصہ ہو کے اور جھڑکی سے فرمایا کہ تو کون ہے اور کس لئے ہاتھ عماری مین ڈالتا ہے مجھے ہاتھ نہ لگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

دست مبارک کے سوائے میرے بدن کو کسی کا ہاتھ نہ لگا ہے۔ محمد بن ابی بکر نے کہا لوگ تمہارا برادر محمد ہون اسے ہن ہم کو کیا چیز باعث ہوی جو اپنے امن وسکن سے باہر آئین کس لئے دوسرے ازواج مطہرات کے مانند حریم عزلت مین آسودہ نرہین۔ ایسے مین جناب امیر نے آشریف شریف ارزانی فرمائی اور اپنا نیزہ عماری کو لگا کے فرمایا عائشۃ ھکذا امرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے اے عائشہ کیا تم کو ایسا ہی حکم کیا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ بی بی نے عماری کے اندر سے جواب دیا قد ظفرت واحسن یعنے اے علی جب تم مالک ہوے پس آسانی کیجیے دوستان حرم نبوی کو آزار نہ دیجیے اور انکی جانب کی رعایت کیجیے۔ ایک روایت ہے کہ بی بی نے کہا یا علی ملکت فا بخ یعنے تم نے فتح وظفر پایا پس نیکی اور احسان کیجیے۔ جناب ولایت مآب نے محمد بن ابی بکر کو حکم کیا کہ ام المومنین کو عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان مین جو بصرے کے اشراف واکابر سے تھا اتارے انہون نے حسب الحکم اسی مکان مین لیجا کے اتارا پھر جناب امیر نے محمد بن ابوبکر کو حکم کیا کہ تیرے ہمشیرہ زادے عبداللہ بن زبیر کا کیا حال ہے معلوم نہوا کہ قتال مین اس کو تلاش کیجیے۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ اسکا حال کیا دریافت کرتے ہو جو بے ناموسی اور اذیت کہ آپکو پہنچی اسیکے سبب سے پہنچی حضرت علی نے پھر کمال لطف وشفقت سے فرمایا کہ اسکی جستجو کیجیے۔ اور بی بی عائشہ کا بھی حکم ہوا تب محمد بن ابی بکر نے اسیوقت جا کے معرکے مین بہت جستجو کی تو زخمیون مین پڑا ہوا پایا اور اس کو اٹھایا اور اپنے مرکب پر سوار کر لیکے آپ اسکا ردیف ہوا عبداللہ بن زبیر کو زخمون کی کثرت سے ایسی نقاہت تھی کہ گھوڑے پر ٹھہر نہین سکتے تھے محمد بن ابی بکر نے بڑی حفاظت واحتیاط سے بچا لیکے آے اول بی بی عائشہ کے حضور مین لے گیا انکی نظر بی بی پر پڑتے ہی کمال رقت سے رونے لگے۔ بی بی نے محمد بن ابی بکر سے کہا کہ اے محمد علی بن ابیطالب سے بول کہ میرے واسطے اس کو امان دیوے۔ پس محمد بن بکر نے اسیوقت حضرت علی کے حضور مین آکے جناب صدیقہ کی طرف سے عبداللہ بن زبیر کی امان طلب کی۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ مین نے اون سبکو امان دی جنہون نے میرے ساتھ بدی سے پیش آئے ع این کار دولت است کنون تا کرا رسد؟ اور جناب ولایت مآب نے اس شب مین ہوشیاری کی تا اپنے لشکریون سے

کوئی لشکر مخالف کے مال و اسباب کی طرف دست اندازی نہ کرے جب شب گزر گئی نماز فجر سے فارغ ہو کے اپنے اشتر پر سوار ہوے اور بصرے کی طرف متوجہ ہو کے اس شہر کے دارالسلطنت مین شرف نزول فرمایا - بصرے اور اسکے اطراف و نواحی کے عمائد و اشراف حاضر ہو کے شرف ملازمت اور دست بوسی سے مشرف ہوے - اور عقد بیعت کو موکد کر کے مراسم تہنیت بجالانے لگے - پس جناب ولایت مآب نے حکم فرمایا کہ مقتولون کو دفن کرین - اور انکا مال و ہتھیار بصرے کی مسجد جامع مین جمع کرین - اور شہر مین چوطرف ندا کر دین کہ مقتولون کے ورثہ جو اپنے مال کو پہچانے اپنی ملک ثابت کر کے لیجاوین - جناب امیر کے لشکریون نے کہا کہ یا امیر المومنین غنیمت کے مستحق ہم ہین - آپنے فرمایا کہ انکا مال تمکو حلال نہین انہون نے عرض کی کہ یا امیر المومنین کہ انکا خون مباح اور انکا مال حرام ہو سکتا ہے سبب کیا ہے - جناب ولایت مآب نے جواب دیا کہ بحکم کریمہ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ کے انکے ساتھ قتال کرنا ہم پر واجب ہے اور ان کا خون مباح ہے تو مسلمان ہین پر بسبب بغاوت اختیار کی ہے قتال ان کی سزا ہے - لاکن انکا مال لینا جایز نہین مال لینا جایز ہوا تو ان کی عورات کو بردہ لینا بھی جایز ہوگا - کونسا مومن اس بات کو روا رکھیگا کہ ام المومنین زوجہ سید المرسلین حبس لشکر مین رہے اسیری اور بردگی کا نام وہان زبان پر لاوے لعوذ باللہ منہا جب لشکریون نے یہ بات سنی اپنے دعوے سے باز آئے اور آپکا حکم بجان و دل قبول کیا - کہتے ہین کہ جنگ جمل مین حضرت علی کا لشکر بیس ہزار کا تھا انسے ایک ہزار ستر مرد مقتول ہوے اور جناب صدیقہ کا لشکر تیس ہزار کا تھا انسے نو ہزار شخص مارے گئے - نقل ہے کہ واقعہ جمل کے بعد تمیم ابن برہ نے عبدالرحمن سے پوچھا کہ بی بی عائشہ کے شتر کو پے کرنے مین کیا تو بھی شریک تھا جواب دیا کہ ہان اگر ہم پے نکٹے ہوتے بی بی کے لشکر سے ایک شخص بھی باقی نرہتا خواہ تو مجھپر غصہ ہو یا خوش رہ - نقل ہے کہ جمل کے روز مروان اور عمرو بن عثمان اور اس کے برادر سعید اور سعید بن عمرو العاص کو اسیر کر کے لوگون نے حضرت علی کے پاس لے آیا عمار بن یاسر نے کہا کہ ان کو قتل کرنا چاہیے آپنے فرمایا کہ ایسے اسیرون کو جو اہل قبلہ ہین مین قتل نہ کرون گا جب وہ پشیمان ہون - پھر مروان کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تیری اولاد سے امت کو آفتین پہنچینگی ویسا ہی اسکی اولاد سے بڑا ظلم و ستم ہوا اس کا بیان فقیر نے خلاصہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہے

من شار نظیر جع الیہ زبیر بن العوام کی فضیلت اور شہادت جانئے کہ زبیر بن العوام حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھپی صفیہ کے فرزند ارجمند ہین - عمدہ صحابۂ کبار و مشاہیر قریش نامدار و سابقین دین متین و مہاجرین اولین سے ہین - جب اپنی بار اسال کی عمر مین شرف ایمان سے مشرف ہوے انکا چچا ان کو بورئے مین لپیٹ کے دھوان دیتا تھا تب بھی اسلام سے نہ پھرے اور صاف کہدیئے کہ میرا جان جانا قبول ہے پر ہرگز کبھی اسلام سے نہ پھرونگا - تب ان کا چچا لا علاج ہو کے چھوڑ دیا - پھر زبیر نے حضرت کی ملازمت اختیار کی اور سب مشاہد مین آپکے ساتھ رہے صاحب ہجرتین اور مصلی قبلتین اور عشرۂ المبشرہ سے ہین اور اُن چھے صحابہ دانشمند سے ہین کہ حضرت عمر نے جن کی مشورت پر امر خلافت تفویض کیا تھا - اور شجاعت و جوانمردی مین فرد شہیر حضرت حمزہ اور جناب امیر کے نظیر تھے - انہون نے راہ خدا مین اول شمشیر کھینچی یعنے اوایل اسلام مین ایک روز کہ معظمہ مین شیطان لعین نے یہ ندا کی کہ قریش حضرت کو پکڑ لیگئے زبیر یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اپنی تلوار کو علم کر کے تنہا صفون کو چیرتے ہوے دوڑے اور حضرت کو کہ معظمہ کے کنارے پر پایا - جب حضرت کی نظرون پر پڑی دریافت کی کہ اے زبیر تو کس لئے ایسا مضطر آیا - زبیر داستان سبب ظاہر کیا - حضرت نے بہت خوش ہو کے ان کے حق مین دعا کی - اور فرمایا کہ ہر پیغمبر کو ایک حواری ہے میرا حواری زبیر ہے حواری کی معنی ناصر اور مخلص ہے - روایت ہے کہ ایک سفر مین جب حضرت نے استراحت کی تھی زبیر اپنی تیغ کھینچے ہوے دشمنون سے حفاظت کرنے کیلئے آپکے نزدیک بیٹھے تھے حضرت بیدار ہو کے پوچھے کہ تو کس لئے ابتک یہان بیٹھا رہا زبیر نے عرض کی کہ رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوین دشمنونکا اندیشہ سے ابتک یہان بیٹھا رہا حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل امین تجھکو سلام کہتے ہین اور بولتے ہین کہ قیامت کے دن مین تیرے ساتھ رہونگا اور آتش کو تیرے سے دور کرونگا - روایت ہے کہ غزوۂ بدر مین جب زبیر نے دستار زرد باندھے آئے ملایک بھی زرد عمامے ہی باندھے آسمان سے نزول کئے تھے کہتے ہین کہ زبیر کے ایکہزار غلام تھے اور انکو خراج دیتے تھے انکا خراج جو مبلغ خطیر ہوتا زبیر ایک ہی مجلس مین اسکو خیرات کرتے جب مجلس سے اٹھتے ایکدرہم بھی باقی نہین رہتا - فاروق اعظم کہتے تھے کہ زبیر ارکان دین سے ایک رکن ہے - غرض زبیر کی ایسی فضیلتین بہت ہین - اب انکی شہادت کا حال بھی سنا چاہئے کہ جنگ جمل کے دن جب حضرت علی نے معرکے مین زبیر کو اپنے پاس بلوا کے وہ حدیث یاد دلوائی تو انہون نے اسیوقت متنبہ ہو کے رقت کی اور تلوار کو نیام کر کے جنگ سے پھر گئے اور حجاز کی راہ لی عمر بن جرموز جو جناب امیر کے لشکریون سے تھا وہ بھی زبیر کے ہمراہ رکاب ہوا اور یکرو دغا سے انکے

ساتھ اختلاط کیا تا بود ہو نڈھ رہا تھا - جب وادی السباع مین پہنچے زبیر نماز مین مشغول ہوے تھے
تھے کہ وہ نا ہنجار پیچھے سے آکے انکو قتل کیا اور انکا سر مبارک جدا کر کے حضرت علی کی خدمت مین لا کے
رکھا ان کے سر مبارک کو دیکھتے ہی حضرت علی کو رقت ہوی اشک سے انکھین بھر آئین اس نا ہنجار سے
پوچھے کہ تو کس لئے اس کو قتل کیا - اس نے کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ ان کے قتل سے آپ خوش ہونگے
جناب امیر نے فرمایا ویحک مین نے حضرت سے سنا ہون کہ فرمایا صفیہ کے فرزند کو جس نے قتل کریگا
اس کو آتش دوزخ کی بشارت دیجئے - ابن جرموز نے یہ سنتے ہی اپنی تلوار سے ہی آپ کو مار لیا اور
آتش دوزخ کے سزاوار ہوا - جب زبیر نے شربت شہادت نوش کی ان کی عمر باسٹھ سال کی تھی
رضی اللہ تعالی عنہ **طلحہ بن عبید اللہ کی فضیلت اور شہادت** طلحہ کی کنیت
ابو محمد ہے وہ بھی سابقین دین متین اور مہاجرین اولین اور عدہ صحابہ عشرۃ المبشرہ سے ہین اور
صاحب ہجرتین اور جان فدائے سید الکونین تھے سب مشاہد مین حضرت کے ساتھ تھے کبھی جدا نہوے
جود و سخاوت سے موصوف اور کمال شجاعت مین مشہور و معروف تھے - حضرت نے انکو طلحۃ الخیر
اور طلحۃ الفیاض بھی فرمایا - یہ سب طلحہ کے القاب اور خطاب ہین - روایت ہے کہ طلحہ نے اپنی ایک زمین
فروخت کی سوا سکے چھے لاکھ دینار آئین ایک شب طلحہ کے پاس رہین ان کو اس شب ہرگز نیند نہ آئی
علی الصباح سب مدینہ والون پر تقسیم کر دین - ان کے اقربا سے ایک شخص نے آکے انکو رحم کیا قسم دیکے
کچھ مانگا تو اس کو تین لاکھ درہم دین - ان کے خویشون مین جو فقرا و مساکین تھے ان کو طعام اور لباس دیتے
اور ان کا فرض ادا کرتے تھے - اور ام المومنین عایشہ صدیقہ کی خدمت مین ہر سال لاکھ درہم تحفہ بھیجتے
تھے - روایت ہے کہ ایک روز لاکھ درہم کی خیرات کی حالانکہ اس روز جب نماز کے لئے مسجد کی طرف
چلے ان کو لباس نہین تھا - روایت ہے کہ غزوہ بدر مین حاضر نہین تھے حضرت نے انکو ایک کام کے لئے
روانہ فرمایا تھا جب حضرت نے بدر سے مراجعت کی انکو بدریون مین محسوب کیا سبحان اللہ طلحہ نے
غزوہ احد مین ایسی جان بازی کی ہے کہ زمانے کو قیامت تک یاد ہے - لشکر کفار سے جب حضرت پر تیر آتی
طلحہ اس کو اپنے بدن پر لیتے اور آپ کو حضرت کی سپر بنوائے تھے اس روز طلحہ پر ایک ایسا ضرب پہنچا کہ انکا ہاتھ
شل ہوگیا - اور انکی ایک انگلی قلم ہوگئی اور ان کے بدن پر اسی پر کئی زخم لگے - حضرت نے فرمایا کہ جس نے
چاہتا ہے کہ ایسے شہید کو دیکھے کہ وہ زمین پر چلتا ہے طلحہ پر نظر کرے - اور اس روز رسول مقبول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم بھی زخمی ہوے آپ کو بھی ستر زخم تک لگے اور دو بکتر پہنے تھے زخمون کی کثرت سے مبارک بدن مین ضعف آیا تھا اور بکتر کا بھی وزن تھا جب ایک ٹیک پر چڑنا چاہا تو نقاہت کے سبب سے چڑھ نہ سکے طلحہ آکے بیٹھے اور عرض کی کہ میری پیٹھ پر قدم رکھ کے چڑھ جاوین - ویسا ہی ان کی پشت پر قدم رکھکے اس ٹیک پر سوار ہوے اور فرمایا کہ طلحہ نے جنت کو اپنے پر واجب کرلیا - صدیق اکبر فرماتے تھے کہ اے طلحہ تو احد کے روز خاص تھا - اور جناب امیر فرماتے تھے کہ میرے کان حضرت سے سُنے ہین کہ فرماتے تھے کہ طلحہ و زبیر جنت مین میرے ہمسایہ ہین ایسی ہی احادیث و آثار طلحہ کی فضایل مین بہت وارد ہین - ان کی شہادت کا بیان یہ ہے - کہ جب زبیر جنگ سے باز آے جناب امیر نے طلحہ کو بھی بلوا کے نصیحت کی وہ بھی اسیوقت اپنی شمشیر کو نیام کرکے معرکے سے پھر گئے اور لشکر سے کنارہ لیکر کھڑا تھا مروان شقی نے جب یہ حال دیکھا سوختہ بن گیا آگے بھی طلحہ کے ساتھ اس کو عداوت تھی سو وہ ناہنجار نے ان پر تیر چلائی وہ تیر طلحہ کے پاؤن مین جالگی اسقدر خون جاری ہوا کہ بند نہین ہوتا تھا - اپنے غلام کو حکم کیا کہ مجھے گھوڑے پر بٹھلا کے شہر مین لے چل - غلام نے ان کو گھوڑے پر بٹھلایا جب ان کو بیٹھنے کی طاقت نہین تھی آپ ردیف ہوکے لے چلا - جب خون زیادہ جاری ہوا اس غلام نے اثناء راہ ایک بیابان مین اتارا طلحہ بیطاقت لیٹے ہوے تھے ایسے مین ان کی نظر ایک سوار پر پڑی کہ راہ سے چلا ہے - اس کو بلوا کے سوال کیا کہ کون سے لشکر والون سے ہے اس نے کہا کہ مین حضرت علی کا لشکری ہون طلحہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ مین دیجئے تا مین امیر المومنین علی بن ابی طالب کی بیعت کو تازی کردون - اس لشکری نے یہ بات سُنکے اپنا ہاتھ دراز کیا طلحہ نے تجدید بیعت کی - اس کے بعد ان کی روح مقدس کنگرہ عرش کی طرف پرواز کی اس سوار نے جب حضرت علی کی خدمت مین آکے خبر دی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے نہین چاہا کہ طلحہ کو میری بلا بیعت بہشت مین لیجاوے - طلحہ کی شہادت کے وقت ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی -

رضی اللہ تعالی عنہ **جناب مرتضی کرم اللہ وجہہ روانہ فرمانا ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ کی طرف** روایت ہے کہ جنگ جمل کے بعد جب بصرے کے ضبط و نسق سے فراغت حاصل ہوی - حضرت علی نے عبداللہ بن عباس کو بی بی عایشہ صدیقہ کی خدمت مین روانہ فرماکے یہ پیام کیا کہ آپ مدینہ طیبہ کی طرف تشریف لیجاوین - عبداللہ بن عباس نے یہ پیغام پہنچایا - جب طلحہ و زبیر کے مارے جانے اور عبداللہ بن زبیر کے زخمی ہونیکا اور ہزارون مسلمان کے مرنیکا

تم بی بی کو لاحق تھا سو نہایت ملول تھین کچھ جواب نہ دیا۔ اس کے بعد بنفس نفیس خود جناب امیر تشریف لے گئے اور امام المومنین سے اذن طلب کیا پروانگی کے بعد داخل سرا ہوے۔ اور کہنے لگے کہ ای عایشہ تم نے حضرت سے سنا رہا سنے ہو جو فرماتے تھے کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ پس اب تم نے میرے پر خروج کیا فوج کشی و سرکہ آرائی مردون کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے نہ عورات کے ساتھ ایسے امور تمہاری شان کے سزاوار نہین تھے خیر جو گزرا سو گزرا اب اس پر پشیمان رہا چاہیئے اور حضرت کا تجھ کو حکم ہوا تھا کہ اے علی میرے ازواج سے ایک بی بی تیرے سے قتال کرنیگی جب تو اس پر ظفر پاویگا اوس کو اس کے گھر بھیجدیجئے۔ سو اب مناسب ہے کہ تم مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو دین حضرت نے تم کو جس مکان مین چھوڑ کے دار باقی کیطرف سدھارے تم اپنی موت تک اسی مکان مین رہین۔ پس حضرت علی یہ فرمائے سوار اٹھے اور تشریف لے گئے لاکن جب بی بی کا ارادہ کچھ معلوم نہوا حضرت علی نے دختر گل سرسبد گلشن نبوت دریکتائے دریائے رسالت حضرت امام حسن کو بی بی کی خدمت مین روانہ فرمایا تا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہونیکے باب مین ترغیب دین۔ راوی نے کہتا ہے جب امام ہمام نے بی بی کے گھر تشریف لاکے یہ پیام پہنچایا اس وقت خادمہ نے بی بی کے سر پر شانہ کرتی تھی ایک طرف شانہ کر کے چوٹی بنی تھی دوسرے طرف باقی تھی۔ بی بی نے شاہزادے کی زبان مبارک سے وہ پیام سنتے ہی اسی حالت مین اٹھ کر کھڑی رہین اور بی بی کے چہرے سے ایک اضطراب ظاہر ہوا۔ اور اپنے خواص و خدام کو حکم کیا کہ میرا اسباب اسی وقت جانورون پر لادو اور اسی وقت سامان سفر مہیا کر رکھتے ہین کہ اس وقت بصرے کے سرداران اور معززین کی عورتین بی بی عایشہ کی مجلس مین حاضر تھین۔ قبیلہ بنی مہلب کی ایک عورت نے عرض کی کہ یا امام المومنین اول عبداللہ بن عباس نے آپ کی حضور مین یہی پیام پہنچایا آپنے قبول نہ فرمایا اس کے بعد اس جوان کے والد خود امیر المومنین ہی آکے آپکو یہی فرمایا تو آپنے کچھ لاولعم سے لب کشائی نکی۔ بھید کیا سبب ہے کہ اب ان کے فرزند ارجمند کے قول پر آپ مضطر ہوئین اور بلا تاخیر سفر مین مستعد ہو گئین بی بی نے جواب دیا کہ یہ جوان گرامی شان سبط رسول و فرزند بتول ہے جس نے چاہئے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مد چشم مبارک پر نظر کرے تو چاہیئے کہ حضرت کے اس فرزند ارجمند کے آنکھون پر نظر کرے مقررین سے بارہا دیکھی ہون کہ حضرت نے اس کو سو سو بوسے دیتے اور اپنے لب مبارک سے منضم کرتے تھے جب امیر المومنین نے اس شہزادے کی زبانی یہ پیام بھیجا مجھے سوائے قبولیت کے چارہ نہ رہا۔ نقل ہے کہ جب بی بی عایشہ نے مدینہ طیبہ کا عزم بالجزم کیا بعضے صحابہ کرام نے اپنے خاص مال سے سفر کے ساز و سامان مین اعانت و امداد بجالائی تحفے اور ہدیے

پیشکش کئے - از انجملہ عبداللہ بن جعفر طیار نے بار ہزار دینار اپنے یارون پر قسمت کئے اور پچاس ہزار
درہم حضرت صدیقہ کی خدمت مین ہدیہ بھیجے اور مالک اشتر نے ایک بہتر اونٹ سات ہزار درہم سے خرید
بی بی کے اونٹون کی قطار مین منسلک کیا - اور امیر المومنین کا حکم ہوا کہ بصرے کی ستر عورتین مردانہ لباس پہنین
اور باہتھیار رہوکے ام المومنین کے ہمراہ رکاب ہین اور محمد بن ابی بکر اس سفر مین اپنی ہمشیرہ عائشہ کا رفیق
وملازم رہے - ایسے ہی وے عورات باہتھیار اور مرکبون پر سوار ہوکے بی بی کی دیوڑی پر حاضر ہوے اور
عمار بن یاسر وداع کرنے کے لئے بی بی کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا السلام علیک یا ام المومنین جناب صدیقہ
نے جواب دیا علیک السلام - اور پوچھے کہ اے فرزند تو کون ہے کہا مین عمار بن یاسر ہون - بی بی نے فرمایا کہ مین
نے علی بن ابیطالب کے لئے ایک نصیحت اور خیر خواہی رکھتی ہون چاہتی ہون کہ ان کے روبرو کہون اگر تو سکتا
انکو یہان تک لے آئے - یہہ سنکے عمار نے اسی وقت حضرت علی کی خدمت مین جاکے ظاہر کیا جناب ولایت مآب نے
تشریف ارزانی فرمائی - اور کہا السلام علیک یا بنت ابی بکر بی بی نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ یا علی کیا
میرے باب مین آپ حضرت کی حرمت نہین نگاہ رکھتے ہو - جناب امیر نے فرمایا کہ ہان اس باب مین تو بڑا احتیاط
رکھتا ہون اور حفظ حرمت مین بڑی رعایت کرتا ہون آپ اس بیحرمتی کا کچھ شائبہ دیکھے ہو تو کہو - بی بی نے کہا کہ یا علی کیا
آپ اُن مردوکو نہین دیکھتے ہو جو فراہم آئے ہین اس سفر مین ہمیشہ میری عماری کے گرد پیش ہجوم کئے ہوے
رہین گے - جناب امیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ یہہ لوگ مرد ون سے نہین بلکہ آپکی سی عورات ہین - مین نے حکم کیا ہے کہ
مردانہ لباس پہنین اور باہتھیار ہوکے آپکے ہمراہ رکاب رہین تا اعراب بادیہ نشین لینے بدوی لوگ ان کو مرد اور سپاہی
سمجھ کے خوف کرین اور قافلہ لوٹنے کا خیال نہ لاوین - پھر امیر المومنین نے پوچھا کہ وہ نصیحت کیا ہے جو میرے لئے
رکھتے ہو - جناب صدیقہ نے کہا کہ یا علی معاویہ شام کی حکومت پر ہے اور آپ پر داعیہ خروج رکھتا ہے اور ممالک
شام کے بہت سے لوگ اس کے ساتھ متفق ہوے ہین ارادہ جنگ وجدال اور فتنہ وفساد کا رکھتے ہین آپ ان
پر جانا ضرور ہے پس اگر مجھ کو بھی ہمراہ لے چلین تو مناسب ہے کیونکہ جب شامیون اور اطراف واکناف کے لوگون کو معلوم
ہوگا کہ ام المومنین عائشہ بھی امیر المومنین علی کے ساتھ ہے تو انشاء اللہ تعالی اکثر لوگ معاویہ کے طرف سے بدل کے
آپ کی طرف ہو جائینگے - جناب امیر نے فرمایا کہ یا صدیقہ مین کس طرح یہہ کام کرون حالانکہ اسی سبب سے مین نے طلحہ وزبیر
پر عتاب کرتا تھا کہ تم اپنے عورتون کو پردہ حفاظت مین رکھا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محترم کو
لشکر کے ساتھ برسر میدان لے آئے ہو اب مین کس طرح وہ کام کرون جو ہی اعتراض مجھ پر آوے اب انسب

بھی ہے کہ آپ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوویں اور اپنے مکان مین قرار پکڑکے طاعت وعبادت مین مشغول ہووین یہان تک کہ اللہ تعالی ہمارے درمیان حکم کرے جو کہ چاہے۔ پس حضرت امیر نے کمال عزت واکرام کے ساتھ بی بی کو رخصت کیا بی بی کی اس قدر تعظیم وتکریم جو حضرت علی سے وقوع مین آئی بصرے کے سرداروں اور عمدگون نے دیکھکے اپنے عورات کو بھی حکم کیا ہے کہ ام المومنین کے سواری کے ہمراہ تین منزل تک جاکر پہنچا کے آوین اور حضرت علی کے دلبندون اور مقربون نے بھی کئی منزل تک ہمرہی کی۔ اور رخصت کرکے واپس آئے۔ القصہ جب بی بی عائشہ نے وارد مدینہ منورہ ہوئین اور اپنے مکان مین قرار پکڑے۔ ہمیشہ ندامت اور پشیمانی ظاہر کرتے اور بارگاہ ایزدی جلشانہ سے مغفرت مانگتی تھین۔ جس وقت کہ جمل کا روز یاد آتا اس قدر روتی تھین کہ آپ کی اوڑھنی بھیگ جاتی اور کچھ تاب وطاقت باقی نہ رہتی۔ اور فرماتین کہ کاش جنگ جمل سے بیس سال آگے اگر مین مرگئی ہوتی کیا بہتر تھا۔ اور کمال حسرت سے کہتی تھین کہ اگر حضرت سے مجھے بیس فرزند پیدا ہوتے اور ہر ایک مرد میدان ہوکے کافرون کے جہاد مین جان دیتا تو اس سے بھی بہتر بات تھی کہ جنگ جمل مین حاضر ہوتی غرض یہ حسرت وندامت بی بی کو تادم رحلت باقی تھی رضی اللہ تعالی عنہا **تنبیہ** مخفی نہ رہے کہ علی مرتضی وعائشہ صدیقہ وطلحہ وزبیر کے درمیان جو مخالفت آئی اور جو مشاجرات رو دئے یہ کچھ نفسانیت اور بغض وعناد کی سبب نہین تھا بلکہ طرفین یہی سمجھے تھے کہ ہم حق پر ہین۔ اگرچہ حق حضرت علی کے جانب مین تھا طرف ثانی سے خطائے اجتہادی ہوی۔ اور انکا قتال ہرگز ضد ونفسانیت پر نہین۔ دیکھئے کہ اول جناب امیر اپنے لشکری کو حکم فرمایا کہ یہ قرآن مجید لیکے ان باغیون کو اسکی طرف دعوت کیجئے اور ایسا ہی جناب صدیقہ بھی اپنے لشکری کو حکم کیا کہ اب قرآن کریم لیکے علی مرتضی کے لشکر کے نزدیک جاو اور ان کو اسکی طرف دعوت کرو اس سے صاف معلوم ہوا کہ طرفین سے ہر ایک کو یہی مقصد تھا کہ اس مقدمے مین ہمارا مشرب قرآن مجید کے مطابق ہے۔ اور بی بی عائشہ کے لشکر پر جب تیر اندازی زیادہ ہوی جناب امیر کو بڑا اضطراب ہوا کہ کہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ کو کچھ صدمہ نہ پہنچے سو بی بی کی محافظت کے لئے اپنے یارونکو حکم کیا کہ بی بی کے اونٹ کو اور ہر کھینچ لو اور بصرے کے لشکر والے جو اونٹ کو نہین دیتے تھے انکو یہ تصور رہتا کہ ہر دو لشکر مین تو دشمنی آگئی ہے پس اور مومنان مرد وجہ پیغمبر آخر الزمان کو کس طرح دشمنون کے حوالے کرین پس بی بی کی حفظ ونگہبانی جانفشانی کی ہر ایک شخص جب مہار پکڑتا اس کا ہاتھ قلم ہوتا ایسے دو سو ستر مرد کے ہاتھ قلم ہوگئے اور انکے کٹے ہوے ہاتھ اونٹ کے گرد وپیش پڑے تھے سبحان اللہ اب ہر دو طرف کی نیت خیر پر کیونکر نہ لیجایا چاہیے۔ پس ہر دو فریق کی موت شہادت اور وہ سزاوار رحمت وامید وار

مغفرت کیوں نہوں - محمد بن سیرین نے نقل کرتا ہے کہ خالد بن داشمہ جو اصحاب جمل کے عدگون سے تھا اور وفور عقل و کیاست اور فضل و فطانت کے سبب بی بی عائشہ کے حضور مین ایک قرب رکھتا ہے - واقعہ جمل کے دن جب ایک خلق کثیر ماری گئی بی بی نے خالد سے پوچھا کہ طلحہ کہان ہے اس نے کہا کہ مقتول ہوا پھر دریافت کی کہ زبیر کہان ہے اس نے کہا کہ صبحی اس نے لشکر سے نکل کیا پھر شام تک ان کے قتل کی خبر مشہور ہوی - بی بی نے دوسرو نحا حال نام بنام استفسار کیا - خالد نے کہا کہ وے سب مارے گئے بی بی نے کہا کہ اللہ تعالی ان پر رحمت کرے - خالد نے کہا کہ علی مرتضی کے یارون سے زید بن صوحان بھی مقتول ہوا - بی بی نے فرمایا کہ وہ بھی مرحومون سے ہے - تب خالد نے سوال کیا کہ یا ام المومنین ان ہر دو فریق کو جو ایکدوسرے کے مخالف ہوے اور ایکدوسرے پر تلوار کھینچے - کیا اللہ تعالی ایک مکان مین جمع کریگا جناب صدیقہ نے کہا کہ اللہ تعالی کی رحمت ہر چیز سے نہایت کشادہ اور وسیع زیادہ ہے کسی کو اس کے کاروبار مین مجال چون وچرا کا نہین - خالد نے جب یہہ باتین سنی متحیر ہوا اس کے بعد حضرت علی کی ملازمت اختیار کی اور جنگ صفین مین جوانمردی کی داد دی - حضرت علی کے لشکر والون نے جب بصریون کا مال لینا چاہا جناب امیر نے فرمایا کہ انکا مال تمہین حلال نہین - تب ایک شخص نے عرض کی یا امیر المومنین یہہ کیا سبب ہے کہ خون ان کا مباح اور مال ان کا حرام ہے کیا وے لوگ مشرک ہین آپنے فرمایا کہ وے مشرک نہین بلکہ شرک سے فرار کیا ہے - پھر سایل نے سوال کیا وے لوگ منافق ہین فرمایا کہ منافق نہین منافق لوگ اللہ تعالی کو بہت یاد کرتے ہین - اس نے پوچھا پھر یہہ کون لوگ ہین حضرت علی نے فرمایا اِخْوَانُنَا قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا یعنے ہمارے برادر ہین لاکن ہمارے سے بغاوت اختیار کی ہین انتہی اس سے معلوم ہوا کہ طرفین کے پیشوا ہر دو لشکر کے تابعون کو مومن و مسلمان اور سزاوار رحمت و غفران جانتے تھے اب تھوڑا پیشوایون کا حال پاک بھی سنا چاہیئے - نقل ہے کہ ایک روز بی بی عائشہ نے حضرت علی کی فضیلتین بیان کرتی تہین حاضرون نے پوچھا کہ یا ام المومنین پھر آپ کس لئے اول سے جدال و قتال کیا یہہ سنتے ہی بی بی نے کمال رقت سے رونے لگین اور فرمایا کہ بنی آدم صواب و خطا کا مصدر ہے مین نے اس سے پشیمان ہوئی اور اللہ تعالی کیطرف رجوع لائی - طلحہ و زبیر کا تو بازار آپنیکا قصہ بتفصیل آگے مذکور ہو چکا - عرض عثمان ذوالنورین و علی مرتضی و بی بی عائشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم سب بایکدیگر دوست ہین تفسیر نیشاپوری مین لایا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ مین امید رکھتا ہون کہ مین اور عثمان اور طلحہ و زبیر اُن لوگون سے ہون کہ اللہ تعالی نے جن کی شان مین فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم

مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ یعنے ہم نے نکال لی بہشتیون کے دلون سے خفگی جو دنیا
مین رکھتے تھے - اور کردے ہم انہین آپس مین بھائی بیٹھنے کے تختون پر جو جواہر سے مرصع ہین ایک
دوسرے کی طرف منہ کئے بیٹھینگے - اور اللہ تعالیٰ نے جو بعضون کو بعضے چیزون سے خاص کیا ہے اور
متفاوت درجات اور مرتبے دے ہین اس پر حسد نہ کرین گے کذا فی تفسیر بغوی و حسینی - بعضے تاریخ نویسون
نے شیعہ و سنی کی کتب مین تمیز نہ کرکے بلا تحقیق رطب و یابس جو روایتین پائی ہین اپنی مصنفات مین لائی
ہین - روضۃ الصفا والے نے اگرچہ شیعی نہین بلکہ شیعہ اور خوارج نے بعضے صحابہ و تابعین پر جو افترے
باندھے ہے اور جھوٹے قصے وضع کئے ہین انسے بہت احتراز رکھتا ہے چنانچہ اپنی کتاب مذکور کے دیباچہ
مین تاریخ نویسی کی پہلی شرط جو لکھی ہے یہ ہے - شرط اول این است کہ تاریخ نویس باید کہ سالم العقیدہ
و پاک مذہب باشد چہ بعضے بد مذہبان چون طغاۃ خوارج و غلاۃ روافض قصص و آثار ناپسندیدہ بر صحابہ و تابعین
بستہ اند و سخنان مشہور و مہجور و مردود و مقبول در تالیفات خود ایراد کردہ اند و مردم را فریب دادہ - و چون
کسی را بر اصل خداع و کید ایشان اطلاع نبود چنان پندارد کہ روایات آن جماعت مقتبس از مشکوۃ نبوت
است و بواسطہ این اعتقاد فاسد در ضلالت و گمراہی افتد انتہی - باوجود ایسا احتراز رکھنے کے اپنی
کتاب کے بعضے مواضع مین لغزش کھائی ہے چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر کو حضرت
علی مرتضیٰ کے ساتھ مخالفت روا رکھنی اس مین بعضے بے اصل باتین جو شیعہ کے مفتریات و موضوعات سے ہین
لائی ہین - شاید اس لغزش کا سبب یہ ہوگا کہ کسی شیعہ کی کتاب کو سنی کی تالیف سمجھ کے اس سے نقل
کیا ہے - اس سے زیادہ عجب یہ ہے کہ روضۃ الاحباب مین بھی شاجرات مذکورہ مین بعضے باتین ایسے ہی
مرقوم ہین یہ بھی دو حال سے خالی نہین - یا کسی ویسے ہی شیعی کی کتاب سے نقل کین ہین یا کسی شیعی نے
الحاق کردی ہے ظن غالب الحاق کا ہے واللہ اعلم - یہ تو شیعہ کا بڑا کید ہے کہ ایک کتاب آپ تصنیف
کرکے کسی سنی کے نام سے مشہور کرتے ہین اور کسی سنی کی کتاب مین الحاق بھی کردیتے ہین چنانچہ
قدوۃ المفسرین عمدۃ المحققین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ مین شیعہ کے
کیدون مین لایا ہے **کید پنجاہ و یکم** آنکہ جمعی از ایشان مجاوعہ میکنند با مورخان اہل سنت پس کتابے
در تاریخ تالیف می کنند و از اخبار و قصص چیزی موہم آنکہ مولف این کتاب خارج از اہل سنت است
درج نمی نمایند ولکن در سیر خلفا و احوال صحابہ و محاربات ایشان چیزی قلیلی از مذہب خود داخل میکنند

و بعضے مورخین اہل سنت ازان کتاب گمان آنکہ مولف آن از اہل سنت است نقل نمایند و بغلط افتند و رفتہ
رفتہ موجب ضلالت ناظران بے تحقیق شود و نقش این کنیم بر مراد ایشان نشستہ عالمی را از مصنفین تواریخ
در ورطہ غلط انداختہ و ناظران تواریخ را در ورطہ ضلالت کشیدہ حتی کہ سید جمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب
نیز در بعض جا ہا ازین قبیل تواریخ نقل آوردہ خصوصاً در قصہ بیعت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ و توقف
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ و در قصہ قتل عثمان رضی اللہ تعالی عنہ و علامت این قسم نقول در کتاب او آنست کہ میگوئد
در بعض روایات چنین آمدہ۔ اما محققین اہل سنت از نظر در تواریخ مصنفہ مجاہیل احتراز تمام واجب دانستہ اند

کید پنجاہ و دوم آنکہ مخالفین ہا در خین اہل سنت بنجہے دیگر مثلاً کتاب در تاریخ نویسند و دران
کتاب از تواریخ معتبر و اہل سنت نقل نمایند و اصلا خیانت در نقل نکنند لکن چون نوبت بذکر صحابہ و مشاجرت
آنہا رسد بعضے جزئیات ایشان از کتاب محمد بن جریر طبری شیعی کہ در مثالب صحابہ بتصنیف کردہ یا از کتاب او کہ
در امامت نوشتہ و ایضاح المستر شد نام او نہادہ نقل نمایند و نام آن کتاب مصرح نگویند پس در نجا ناظرین را
غلط افتد کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری شافعی است کہ تاریخ کبیر مشہور است واضح التواریخ است پس
مورخان نقل در نقل نمایند و موجب تحیر شود و متعین آن نقل در ورطہ ضلالت گرفتار شدند و این کتاب یعنے تاریخ
کبیر بسیار عزیز الوجود است کم کسی را نسخہ او دست آمدہ آنچہ نزد مردم مشہور است مختصر او ست کہ از محرفات شیعہ
شیعی است و سبحی حالہ انشاء اللہ تعالی و مترجمین آن مختصر نیز اکثر شیعہ گذشتہ اند پس تحریف در تحریف
دران راہ یافتہ **کید پنجاہ و سیوم** آنکہ بعضے مورخین ایشان کتابی نویسند در تاریخ و دران کتاب
اکاذیب صریح و تواریخ موحشہ صحابہ بے نقل از کسی ہی بنویسند ذکر نمایند تا بعضے بے تمیزان از وے نقل بگیرند
و در تصانیف خود و محاورات خود بکار برند و رفتہ رفتہ مشہور یابد و مردم را اختلاف روایات موجب تشکیک
شود و دل این کار را از ایشان ابو مخنف لوط بن یحیی ازدی شیعی کردہ است و اکثر قصص حروب صحابہ کہ در
کتاب او مندرج است از موضوعات و مخترعات او ست انتہی۔ غرض شیعہ کے ایسے کید بہت ہین صحابہ
ماجدین و جناب ام المومنین پر بہت سے روایات واہیہ و قصص کاذبہ مشہور کئے ہین اہل سنت مین بڑی تفتیش
و تحقیق ضرور ہے خصوصاً مصنفون اور مولفون کو لازم ہے کہ اخذ روایات مین بڑا احتیاط کرین ہان کوئی روایت
شیعہ کی کتب مین تفصیل کے ساتھ پائی جاوے اور روایت اہل سنت کے مطابق یا موید پڑے تو بیشک وہی
قصد ایسا ہو کہ جس مین تفضیل یا طعن صحابہ کا مذکور نہ ہے مذہب کی مطابقت یا مخالفت سے کچھ علاقہ نہ رکھے

مثلاً جنگ کفار کا قصہ اور غازیان اسلام کی جانمردی ایسی باتین شیعہ کی کتب سے لیوین تو کچھہ مضایقہ نہین
مجھہ حقیر بھی اگرچہ اکثر روضۃ الاحباب سے لیا ہے لاکن حضرت علی وجناب صدیقہ اور طلحہ وزبیر کی مخالفت مین جو بعضے
بے اصل روایتین مذکور ہین اور دوسے مواضع جو صاحب اثنا عشریہ نے جنکا ایما فرمایا ان سے احتراز کیا غرض
حتی المقدور بڑا احتیاط مرعی ومنظور رکھا - کوئی ایسی روایت جو شان صحابہ کے لایق نہو نہین لائی شیعہ کے
موضوعات ومفتریات سے قلم کو بہت دور رکھا مع ہذا کہین سہو بشری سے قلم چلا ہو تو حق سبحانہ وتعالی شانہ
سے امید عفو رکھتا ہے کہ اپنے لطف وکرم سے بخشدے علماے اعلام کی خدمت مین بھی ملتمس ہے کہ کہین
سہو وخطا پائی جاوین تو قلم اصلاح جاری کرکے ماجور ہوون - **مطاعن ام المومنین عائشہ صدیقہ**
زوجہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم علیہ وعلیہا پہلا طعن یہ کہ اس بی بی
نے مدینہ منورہ سے کہ مظہر تک پھر وہان سے بصرے کی طرف سفر کیا - حالانکہ اللہ تعالی نے ازواج مطہرات
کو اپنے گھرون سے نکلنا منع فرمایا اور انہین مکانات کثیر البرکات مین قرار پکڑنے کا حکم کیا قولہ تعالی وقرن
فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى الاية پس اس بی بی کو کیا مناسب تھا کہ ناموس
رسول کی محافظت نہ کی - ایک لشکر کے ہمراہ کہ جس مین سولاہزار شخص سے زیادہ اوباش وارازل جمع آے تھے
خروج کیا **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ اپنے گھرون مین قرار پکڑنا اور باہر نہ نکلنا اگر مطلق ہوتا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت شریف کے نزول کے بعد اپنے ازواج مطہرات کو حج وعمرے کا سفر
نکرواتے اور غزوات مین اپنے ہمراہ نہ لیجاتے - اور والدین کی زیارت اور بیماریون کی عیادت اور مردگون کی
تعزیت کے لئے اپنے قرابتدارون کے گھر جانے سے منع فرماتے ایسا تو نہین وہو باطل قطعاً - پس معلوم
ہوا کہ اس امر ونہی سے مراد حکم ستر اور حجاب کا ہے - تاچادر پوشون کے مانند کوچہ وبازار مین ہرزہ گردی نکریں
اور سفر کرنا منافی ستر اور حجاب کا نہین - عورات محذرہ جو نہایت ستر اور حجاب مین رہا کرتے ہین جیسے خواتین برجس
اور بادشاہون کی بیگمات بھی لشکر کے ہمراہ نکلتے ہین خصوصاً جو سفر کہ دینی یا دنیوی مصلحت پر متضمن ہو جیسے جہاد
اور حج وعمرہ - اور ام المومنین کا یہ سفر بھی جب اصلاح ذات البین کے لئے اور خلیفہ عادل کا قتل جو ظلم وجفا سے
ہوا تھا اس کے قصاص کا حکم جاری کرنیکے واسطے وقوع مین آیا - حج وعمرے کے ہی سفر سا ہوا - اگر اس
زمانے مین بھی کسی سے عرف عام مین کہے کہ فلان عورت خانہ نشین ہی باہر نہین آتی ہے - اس سے کیا مفہوم
ہوتا ہو انصاف کیا چاہیے **دوسرا جواب** یہ ہے کہ دوسرے ازواج طاہرات جیسے بی بی ام سلمہ

اور بی بی صفیہ کو شیعہ کے پاس مقبول و معتبر ہیں حج اور عمرے کے لیے اپنے گھروں سے نکلتے تھے تو
ام سلمہ اس سفر میں مکہ معظمہ تک شریک تھیں اور جناب صدیقہ کے ہمراہ بصرے تک جانا چاہتی تھیں لاکن
ان کا فرزند عمر بن ابی سلمہ اپنے کئی مصلحتوں کی رعایت کرنے منع کرنے سے نہیں گئیں۔ جب اللہ تعالیٰ ازواج
مطہرات کو ستر اور پردے کے ساتھ اپنے گھروں سے نکلنے کی تجویز فرمادے پھر اس پر طعن و تشنیع کرنا
محض خواہ مخواہ ہے۔ قولہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ
عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا
اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد فرمایا اَذِنَ
لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ ہاں عورت کے سفر میں شرط یہ ہے کہ محرم ساتھ رہے۔ اس سفر میں تو عبداللہ بن زبیر
جو بی بی کے ہمشیرہ زادہ حقیقی تھے ان کے ہمراہ تھے اور طلحہ بن عبیداللہ جو بی بی کی خواہر ام کلثوم بنت ابی بکر کے
شوہر۔ اور زبیر بن العوام ان کی دوسری خواہر اسما بنت ابی بکر کے شوہر۔ اور ان ہر دو کے اولاد بھی ہمراہ تھے
اور ابن قتیبہ کہ جس کی تاریخ پر شیعہ کو کتاب اللہ سے زیادہ اعتماد ہے اپنی تاریخ میں لکھتا ہے لما بلغنی
بیعة علی امرت ان یفعل لها هودج من حدید وجعل فیها موضعا للدخول والخروج
وابنا طلحة وزبیر معها اور پیغمبر کی ازواج مطہرات کے حق میں سب امت کے رجال محرمیت حکم فرزند رکھتے
رکھتے ہیں۔ پس اُن بی بیوں کو امت کے ہر فرد کے ساتھ نکلنا درست ہے۔ یہی مذہب ہے جمیع علمائے امت کا
اسی واسطے خلیفہ ثانی اپنے عہد میں جب ازواج مطہرات کو حج کے لئے بھیجا عثمان اور عبدالرحمن بن عوف کو
ہمراہ دیا اور فرمایا کہ وانتما ولدان باران لهن پس تم سے ایک ان کی سواری کے آگے آگے رہے اور ایک
سواری کے پیچھے۔ اور ان امور کے قطع نظر لفظ قولہ تعالیٰ تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی صریح اس بات
پر دلالت کرتا ہے کہ حق تعالیٰ نے عورات کو گھروں سے نکلنا مطلقاً منع فرمایا ہے بلکہ بے پردہ زینت و زیور
کے ساتھ رنگین لباس کو ظاہر کرتے ہوئے گھروں سے نکلنا جو جاہلیت کا رسم تھا منع کیا ہے۔ پس خود بھی
تمسک سے ساقط ہوا۔ آب ہم آئے اس بات پر کہ امر وقرن فی بیوتکن جو قرآن میں آیا ہے سابق سے
تو بارہا معلوم ہوا کہ شیعہ کے پاس صیغہ امر متعین وجوب کے واسطے نہیں تا اس کی مخالفت میں کچھ مخدور لازم
آوے **دوسرا طعن** یہ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بطلب خون عثمان کے لئے سفر کیا حالانکہ
عثمان بن حفان کے ساتھ کیا علاقہ۔ ان کے کچھ وارث نہیں تھیں اور نہ ان کے ساتھ کچھ قرابت نہیں رکھتی تھیں پس

بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تحقیق
فرزندان حسن و حسین

معلوم ہوا کہ جناب امیر کے ساتھ ان کو بغض وکدورت تھی اسی واسطے یہ سب فتنہ برپا کیا - اور آگے آپ ہی لوگونکو قتل عثمان پر تحریص کرتی اور کہتی تھین اُقتلوا نعثلاً چنانچہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب مین ذکر کیا کہ ان عایشہ اتاھا خبر بیعة علیؑ وکانت خارجة من المدینة فقیل لھا قتل عثمان وبایع الناس علیاً فقالت ما أبالی ان تقع السماء علی الارض قتل واللہ مظلوما انا طالبة بدمہ فقال لھا عبید اول من نحمش علیہ واطمع الناس فی قتلہ لانت ولقد قلت اقتلوا نعثلا فقد فجر فقالت عایشة قد واللہ قلتُ وقال الناس فقال عبید فمنک البدا ومنک الغیر ومنک الریاح ومنک المطر وانت امرت بقتل الامام وقلت لنا انہ مُحْدِث **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ جب خلیفۂ عادل سب مسلمانون کا نائب ہے - انکے مال کی حفاظت اور تقسیم غنیمت مین - اور بی بی عایشہ جو ام المومنین اور حرم رسول رب العالمین تھین احکام الٰہی کی تنفیذ کے لئے کہ قصاص جس مین عمدہ کام ہے - خصوصاً ایسے مظلوم کا قصاص جو باوصف خلافت وریاست کے جو بے وجہ شرعی مارے گئے ہو کس لئے نہ نکلے - اور ہاتھ پاؤن نہ مارے حاشا یہ بات نہین کہ جناب عایشہ کو حضرت علی کے ساتھ یا حضرت علی کو جناب عایشہ کے ساتھ کچھ بغض رہے بلکہ انسے ہر ایک نے دوسرے کے فضائل ومناقب بیان کئے ہین اخرج الدیلمی عن عایشة رضی اللہ عنہا انھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حُبُّ علیٍ عبادة اور ہمکو اس بی بی کا جناب امیر کے قتال کے لئے نہین بلکہ محض اصلاح ذات البین اور حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص لینے اور انکو حضرت امیر کے لشکر سے نکال دینے کے لئے تھا تا طلحہ وزبیر اور دوسرے صحابہ جو قاتلان عثمان کے مقولے سے متوہم ہوکے فرار کئے تھے اطمینان خاطر کے ساتھ حضرت امیر کے رفیق ہوویں - اور ان کے اتفاق سے خلافت کے امور انتظام پاوین - معاویہ اور دوسرے باغی لوگ برسرحساب رہین - اور تاریخ سے تو قطعاً یہ بات معلوم ہوی ہے کہ حضرت عثمان کے قاتلون نے اس مظلوم کے قتل کے بعد طلحہ وزبیر کے قتل کا بھی ارادہ کیا تھا - اور ان ظالمون سے نفاق کے کلمات برملا ظاہر ہوتی تھین - پس ولیون سے بدلہ لینا کیونکر ضرور نہوگا - اور وہ جو کہتے ہین کہ بی بی عایشہ حضرت عثمان کے قتل پر لوگونکو تحریص کرتی اور ان کو نعثل کہتی تھین - یہ سب مفتریات سے ابن قتیبہ اور ابن اعثم کوفی اور سمہاطی کے ہے ان کذابون کی جماعت تو مشہور ہے واقعۂ جمل مین اور دوسرے وقایع مین اُن کاذبون نے ایسی باتین ذکر کی ہین کہ شیعہ وسنی کے

اتفاق سے محض افترا اور صرف بہتان ہین پھر بڑی بے انصافی ہے کہ حضرت عایشہ صدیقہ کے باب
مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ ہین خدا و رسول کی شہادت کو ہم طاق مین رکھکے
چند کوفے کے احوان الشیاطین کے اقوال کاذبہ کی طرف جاوین اور اپنے دین و ایمان کو انکی اتباع
سے برباد کرین اللہ کی پناہ قولہ تعالیٰ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ
مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ابن قتیبہ کا وہ قول کس طرح اہل سنت حضرت صدیقہ کے
حق مین باور کرین گے - حالانکہ ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو حاتم رازی متعدد طریقون سے روایت کرتے
ہین کہ عایشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کو فرمایا
یَا عُثْمَانُ لَعَلَّ اللّٰهَ یُقَمِّصُكَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰی خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ ثَلٰثًا بیسرا طعن
یہ کہ حضرت عایشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی اور واقعہ جمل مین اس خطا
پر اصرار کیا تفصیل اس کی یہ ہے کہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن مین اور محمد بن سکونیہ نے تجارب الامم
مین اور ابن قتیبہ نے کتاب السیاسہ مین لایا ہے کہ جب بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر چشمہ حواب پر
پہنچا اس جگہ کے کتے بھونکنے لگے - بی بی نے محمد بن طلحہ سے دریافت کی کہ اس چشمے کا کیا نام ہے اس نے
کہا کہ اس کو حوأب کہتے ہین بی بی نے کہا کہ میرے اونٹ کو پھیر دو محمد بن طلحہ نے کہا کہ کس لئے حضرت عایشہ
نے کہا کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ اپنے ازواج مطہرات کو فرماتے تھے کہ کاش
ارٰی یا حمیرا لکن تنبحها کلاب الحوأب فایاک ان تکونی یا حمیرا پس باوجود یاد کرنے اس نہی کی مخالفت
پر اصرار کیا اور اس مقام سے نہ پھرے **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ حضرت عایشہ مراجعت کا قصد
کرنا ان روایتون سے بھی ثابت ہوا - چنانچہ اہل سنت کی روایات مین صراحتہ آیا ہے کہ بی بی نے فرمایا
رُدُّوْنِیْ رُدُّوْنِیْ یعنے مجھکو پھیر دو مجھکو پھیر دو - اور اس قصے کا تتمہ اہل سنت کی روایات مین اس طرح
صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صدیقہ نے مراجعت کے باب مین جب ہستاد کیا لشکر والون نے پھر وہان
پھر جانے مین انکی موافقت نہ کی باہم جھگڑ رہے تھے ایسے مین مروان بن الحکم اور دوسرے لوگون نے اس گروہ
نواح کے دیہاتی لوگون کو جو اسی آدمی کے قریب تھے گواہ لے آئے کہ اس چشمے کا نام حوأب نہین ہے تب
بی بی نے آگے روانہ ہوئین یہ ہی اس طعن کا جواب جو موافق روایت کے ہے - لاکن درایت کی راہ کرتے
جواب دوسرا ہے وہ یہ ہے کہ حدیث مذکور مین چشمہ حواب پر گزرنے کا منع نہین آیا بلکہ اس پر

اشارہ بھی نہین ہوا - ہان اس حدیث سے اس قدر مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت نے اپنی بی بیون کو خبر دی کہ تمہارے سے ایک کو مصیبت پیش آئیگی - سو فی الواقع وہ حادثہ ایک مصیبت عظیم تھا کہ حضرت کی حرم محترم کی خفت کا سبب ہوا - اور مقصود اصلی جو اصلاح ذات البین تھا سرانجام نہ پایا اور مسلمانون مین مفت مقاتلہ رو دیا - اور اس حدیث سے نہی سمجھنی اور اس کی مخالفت کے بعد پھر مخالفت پر اصرار کرنیکی نسبت بی بی کی طرف کرنی کس طرح ہوسکیگا علی الخصوص لفظ اِیَّاکَ اَنْ تَکُوْنِیْ یَا حُمَیْرَا تو اہل سنت کی معتبر کتابون مین موجود نہین اگر بالفرض موجود بھی ہو اس بات سے ہے کہ عاقلون سے ہر کسی نے اپنے اہل وعیال اور اولاد وازواج کو ان آفتون سے ڈراتا ہے کہ جنکا واقع ہونا معلوم ہو یا مظنون جیسے راہون کا خطر اور گھرون کی سوء تدبیری - ایسی تحذیر شرعی منہیات سے نہین - حضرت بھی اس قسم کے امور اپنے عمل مین لاتے تھے جب تک صراحۃً شرعی منہی نہ آوے - پس ایسے امور کی مخالفت کو معصیت کہنا کمال تعصب اور عناد سے ناشی ہے - پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایکبار شب کے وقت جناب امیر کے گھر تشریف فرما کے نماز تہجد کی تاکید فرمائی حضرت امیر نے صاف جواب دیا کہ وَاللّٰہِ لَا نُصَلِّی اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا یہ سنکے حضرت نے مراجعت کی - اور ہنستے ہوے پھرے اپنی رانون پر مارتے اور فرماتے تھے وَاللّٰہِ کَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا پس اب اس مخالفت کو اُس مخالفت کے ساتھ وزن کیا چاہیے اور اس اصرار کو اس اصرار کے ساتھ موازنہ کرکے دیکھنے حالانکہ حضرت عائشہ اس امر مین معذور تھین - کیونکہ مکہ معظمہ سے نکلنے کے وقت بی بی کو یہ بات بھی معلوم نہین تھی کہ چشمہ حوأب اس راہ مین واقع ہے اور اس راہ سے گذرنا لازم آویگا - اور جب اس چشمے پر گذر ہوا اور سننے مین آیا کہ یہ وہی چشمہ ہے مراجعت کا ارادہ مصمم کیا لاکن پھرنا میسر ہوا کیونکہ لشکر والون سے کوئی پھر جانے مین بی بی کا رفیق نہوا - اور حدیث مین بھی وہ واقعہ ظاہر ہونیکے بعد کیا کیا چاہیے کچھ ارشاد نفرمایے ہین پس بی بی نے ناچار اصلاح ذات البین کے قصد سے جو بلاشبہ امر بہ ہے آگے روانہ ہوئین پس اس امر مین حضرت عائشہ کی حالت اس شخص کی حالت کی سی ہے کہ دور سے ایک بچے کو دیکھا کہ ایک چاہ مین گرنا چاہتا ہے بے اختیار اسکے بچانیکے لئے دوڑا - اور دوڑنیکے وقت بغیر ایک نماز پڑھنے کے روبرو سے اسکا گذر ہوا - جب مصلی کے مقابل ہوا تب اسکو اطلاع ہاتھ دی کہ مین نماز پڑھنے والیکے روبرو ہون - پس لوٹ جاتا ہے تو وہ بچہ کنوے مین گرتا ہے اور یہ مرور جو واقع ہوگیا اسکا تدارک بھی ہوسکتا نہین سو وہ بیچارا شخص ناچار اس بچے کی خلاصی کا قصد کریگا اور اس مرور کو اپنے حق مین معفو سمجھیگا -

چوتھا طعن یہ کہ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر بصرے مین پہنچا - بیت المال کو غارت کیا اور حضرت امیر کے مال کو جو عثمان بن حنیف النصاری صحابی رسول تھے اہانت سے اخراج کیا **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ یہ امور جناب صدیقہ کے رضامندی سے واقع نہوے چنانچہ وہ مقدمہ واقع ہوے کے بعد عثمان بن حنیف کو راضی کرنے کے باب مین درجہ نہایت تک سعی فرمائی اور عذر چاہا - اور جناب زبیر کے لشکریون سے جو مالک اشتر وغیرہ تھے کوفے مین ابوموسی اشعری کے ساتھ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آیا کہ انکا گھر جلا دیا - اور مال ومتاع غارت کیا - اگر محل طعن ہے تو ہر دو جگہ ہے اور نہین ہے تو ہر دو جگہ بھی نہین منہدا فرق بھی ہے کیونکہ بیت المال سب مسلمانون کا حق ہے - طلحہ وزبیر نے تو اول عثمان بن حنیف سے پیغام کیا تھا کہ ہمارے ساتھ مسلمانون کی ایک جماعت کثیر خلیفہ مقتول کے طلب قصاص کے لئے فراہم آئی ہے - جسنے جو توشہ ہمراہ لیا تھا آخر ہو گیا - آخر خزانہ بیت المال تم روانہ کرین ہم ان مسلمانون مین تقسیم کرین گے - جب عثمان بن حنیف نے یہ بات قبول نہ کی اور جنگ وقتال پر مستعد ہوا - بلکہ ان کے لشکریون کو بصرے کے شہر مین آنیسے منع کر دیا اور دانہ چارہ اور اذوقہ لشکریون پر بند کیا - قریب تھا کہ آدمیونکو قوت اور جانورون کو چارہ نہونے سے لشکر ہلاک ہو جاوے - تب ناچار اس واقعہ سخت کو وقوع کیا جب لشکر کے اوباش اور عرب کے اجلاف کما ینبغی کسیکے محکوم نہین رہتی ہین بے محابا شہر مین داخل ہوے اور بیت المال کو جو اپنا حق جانتے تھے غارت کیا اس صورت مین ملامت اور عتاب کا کیا محل ہے **ولله اللتیا والتی**

اہل سنت جناب صدیقہ اور طلحہ وزبیر کو انبیا کے مانند معصوم نہین جانتے ہین - انکے لشکریون کو معصوم جاننا تو کہان - تا ایسے امور صادر ہوون تو ان کے اعتقاد مین خلل آوے جبکہ طلحہ وزبیر کا قتل اور بی بی عائشہ کی اہانت جو حضرت امیر کے لشکریون سے واقع ہوی اور ظاہر ہے کہ انکا مرتبہ اہل سنت کے پاس عثمان بن حنیف کے بہ نسبت آسمان وزمین کا حکم رکھتا ہے اہل سنت کے اعتقاد مین خلل انداز نہوا بی بی کے لشکریون سے جو امور صدور پاوے کس لئے اہل سنت کے اعتقاد مین خلل انداز ہوئین گے -

عن حمش بن زیاد الصبی قال سمعت الاحنف بن قیس یقول لما ظهر علی علی اهل الجمل ارسل الی عائشة ارجعی الی المدینة قال فابت قال فاعاد الیها الرسول، فقالت لترجعن او لابعثن الیك نسوة من بکر بن وایل معهن شفار حداد یاخذنك بما فعلت فلما رأت ذلك خرجت رواه ابوبکر بن ابی شیبة فی مصنف **پانچوان طعن** یہ کہ حضرت

صدیقہ رضی اللہ عنہا آخر حال میں کہتی تھیں کہ قاتلتُ علیًا واودّت انی کنت نسیًا منسیًا

جواب اس طعن کا یہ ہے کہ روایت اس لفظ کے ساتھ صحت کو نہیں پہنچی ہاں اس قدر صحیح ہے کہ بی بی نے جب جنگ جمل کو یاد کرتیں اس قدر روتی تھیں کہ انکی سیر مبارک اشک سے بھیگ جاتی۔ اس لئے کہ خروج میں جلدی کی اور تامل نہ کی۔ اور آگے اسباب کی تحقیق نہ فرمائی کہ چشمہ حواب اس راہ میں واقع ہے یا نہ یہاں تک کہ ایسا واقعہ عظیم رو دیا۔ اور اہل سنت کی کتابوں میں یہ لفظ حضرت امیر سے مروی اور صحیح ہے کہ جب ام المومنین کے لشکر کو شکست ہوی اور طرفین کے لوگ مارے گئے۔ حضرت امیر نے مقتولوں پر نظر کر کے کمال

حضرت نے اپنے رانوں پر مارنے اور فرمانے لگے یالیتنی متُّ قبل ھذا وکنت نسیًا منسیًا پس اگر جناب صدیقہ سے بھی ایسی عبارت ثبوت کو پہنچے اسی قبیل کی ندامت ہوگی کہ اس قسم کی خانہ جنگی میں ہر دو جانب رو دیتی ہے کہ یہ تو طرفین کا کمال انصاف اور رجوع حق اور ایک دوسرے کے مرتبوں کی معرفت ہے اور یہ کیا بلا ہوگی کہ اس کو مطاعن میں شمار کرتے ہیں **مطاعن اصحاب کرام کے عموماً**

پہلا طعن یہ کہ صحابہ دو بار مرتکب کبیرہ ہوئے۔ اول جنگ احد میں فرار کئے۔ دوسرا جنگ حنین میں یہ ہر دو جنگ کفار کے ساتھ تھے کافروں کے جنگ سے خصوصاً پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق ہو کے فرار کرنا کبیرہ ہے۔ **جواب** احد کے دن کا فرار نہی کے آگے تھا مع ہذا عفو بھی ہوا جو جب نص قرآنی کے لقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم اور منافقون کا فرار قتل کے آگے تھا اور مومنوں کا فرار قتال اور شکست اور حضرت کی شہادت کی خبر شایع ہونے کے بعد ہوا جب لشکر کے سردار اور امیر مارے جاوے اور جمعیت میں تباہی آوے پھر فرار نہی وممنوع نہیں رہتا ہے اور حنین کے روز کا فرار حقیقت میں فرار نہیں تھا۔ بلکہ بے تدبیری اور خالد بن الولید کی سبقت اور کفار کے کمین گاہ سے غفلت کا سبب تھا کہ جنگل میں چپ و راست پوشیدہ بیٹھے تھے اور گذرنے کی جگہ بھی تنگ تھی۔ اور راستے میں غار اور نشیب دراز واقع تھا۔ پس غازیوں میں بھی پس وپیشی اور نشیب و فرازی رو دی۔ اس اثنا میں بعضے لوگوں نے جو پیٹھ دی صحابہ کبار سے نہیں تھے بلکہ طلقاء کہ اور سلمۃ الفتح یعنے کہ کے فتح کے دن نیا اسلام لائے ہوئے لوگ تھے انہوں نے بھی اس پر اصرار نہ کیا بلکہ لوٹ آکے پھر جنگ پر آمادہ ہوئے دلیل سے اس آیہ کریمہ کے ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروھا اور حضرت نے بھی اس سبب سے کسی پر عتاب نہ فرمایا

کیونکہ آپ کو ان کا عذر معلوم تھا پس دوسروں کو بھی اور طعن کی جاے نرہی - اور شیعہ کے پاس تو جب ہلاکت متیقن ہو جنگ کفار سے فرار جایز ہے نص علیہ ابو القاسم بن سعید فی التہذیب اھ واس جگہ بھی یہی صورت تھی کیونکہ گذرگاہ نہایت تنگ تھی اور کفارون نے ہر دو طرف سے جو تیر چلاتے تھے اہل اسلام اغنی پورے تھے ان کا ایک تیر بھی خطا نہین کرتا تھا تب ناچار پیچھے ہٹے کہ کفار میدان مین آوین تا کشادہ راہ سے کفار پر حملہ کرین - جب بعض پیغمبرون کے حق مین کبایر کا ارتکاب شیعہ نے اپنی صحیح روایتون سے ثابت کیا ہے جیسے حضرت آدم و حضرت یونس وغیرہما حالانکہ انبیا کی عصمت قطعی اور مجمع علیہ ہے اگر صحابہ سے کبایر کا بالاجماع معصوم نہین تھے ایک گناہ صادر ہووے اور پھر زلال توبہ و استغفار اور رحمت پروردگار سے دھویا جاوے کیا عجب اور کونسا محل طعن ہوگا - اور مہنداانکی طاعتون اور جہاد کی مشقتون کو تو ٹالا نہین ہوتا ہے اور ان کے حق مین جو بشارتین کہ قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہین انسے چشم پوشی کرنی اور ایسے نادر عیوب کے تجسس مین پڑنی ایمان کی شان نہین ہے - اور ایسے شبہات سے اہل سنت کو الزام دینا اس وقت ہو سکیگا کہ ان کے اعتقاد مین خلل انداز ہو - جب اہل سنت انبیا کے سوا کسی کے حق مین عصمت کا اعتقاد نہین رکھتے ہین پس انسے صدور گناہ ہو تو کیا پروا ہین اس قدر ہے کہ اہل سنت صحابہ کے جمیع امور کو حقوق صحبت اور حضرت کی خدمت اور انکی جانبازی اور انے خانمان کا ترک کرنا اور اپنا جان و مال راہ خدا مین فدا کرنا اور دین شریعت کی ترویج دینی اور جو آیتین کہ انکی شان مین نازل اور جو حدیثین کہ انکی فضیلت مین ناطق ہین اور انکے مرتبے کی بلندی پیش نظر رکھتے ہین - اور شیعہ سوا سے چند عیوب اور گناہ کے نہین دیکھتے ہین نعوذ باللہ منہا

دوسرا طعن

یہ کہ ابن عباس سے اہل سنت کے صحاح مین مروی ہے کہ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أُصَيْحَابِي أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَنْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ

جواب اس طعن کا یہ ہے کہ یہ حدیث صریح ناطق ہے کہ مراد ان لوگون سے وے مرتدین ہین جنکی موت کفر پر ہوی اہل سنت سے کوئی شخص ویسے لوگون کو صحابی نہین کہتا ہے اور انکی عدالت و بزرگی کا معتقد نہین ہوتا ہے اکثر بنی حنیفہ اور بنی [illegible] جو حاضر [illegible]

اس بلا مین مبتلا ہوے اور اپنی عاقبت تباہ کرلی نعوذ باللہ منہا۔ اہل سنت کا کلام ان صحابہ مین ہے جو دولت ایمان اور نیک عمل کے ساتھ اس جہان سے گزرے لاکن اختلاف آرا کے سبب سے آپس مین مناقشات اور مشاجرات بھی رو دئے اور ہر دو طرف کے لوگ ایکدوسری کی تکفیر نکی بلکہ ایک دوسرے کے ایمان پر گواہی دی۔ پس شیعہ ایسے اشخاص کے باب مین کوی روایت کرتے ہین تو لے آوین مرتدین کی برائی تو فریقین کے نزدیک ثابت ہو۔ ان مرتدون کے قاتل تو حضرت کے صحابہ ہی تھے کہ انہون نے بلاشبہ دین کے جھنڈے بلند کئے اور اکاسرہ اور قیاصرہ کے ساتھ راہ خدا مین جہاد کرکے انکو خوار و ذلیل کردیا اور ہزارون لاکھون شخص کو دایرہ اسلام مین لاکے تعلیم قرآن کی اور انکو نماز اور شریعت کے احکام سکھلائے اور قطعاً یہ بات تو ظاہر ہے کہ ایک شخص کو مسلمان بنانا نماز سکھلانی یا تعلیم قرآن کرنی کس قدر ثواب ہے اور اللہ تعالی کے دشمنون سے جہاد و قتال کرنا دین مین کیا درجہ رکھتا ہے بالخصوص ان بزرگون کے حق مین اللہ تعالی نے بشارتین دین اور قرآن مجید مین نیک وعدے کئے ہین چنانچہ فرماتے ہین وعد اللہ

الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون فی شیئا اور کہین فرمایا ہے۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنات تجری تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا اور فرمایا وبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا اور فرمایا فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنات تجری من تحت الانھار

اس جگہ یہ دقیقہ جاننا چاہئے کہ انبیا کے جناب مین بے ادب ہوکے دشنام وطعن سے پیش آنا اسلئے کفر اور حرام ہے کہ سب وطعن کا وجہ یعنے کفر و معاصی ان بزرگون مین پایا جاتا نہین بلکہ تعظیم و توقیر اور ثنا کے موجبات نہایت وفور کے ساتھ ان مین موجود ہین۔ جب مذمتون کی ایک جماعت ایسی ہو کہ تعظیم و تکریم کے اسباب مین موجود رہین اور انکے گناہون کی مغفرت اور کفارہ نص قرآنی سے ثابت رہے یقیناً یہ جماعت بھی سب وطعن اور توہین و تحقیر سے ملوث ہونے مین انبیا کے حکم مین ہوگی نہایت کار یہ کہ انبیا من تحقیر کے اسباب موجود نہین اور اس جماعت مین وہ اسباب موجود ہو کے معدوم ہوے اور یہ معدوم جو بعد الوجود ہے اس باب مین معدوم اصلی کے مانند ہے بسواسطے تایب کو اس کے گناہ سے یاد کرنا حرام ہے اور صحابہ کے سب

عوام امت یہ مرتبہ نہیں رکھتے ہیں کہ ان کے گناہ بغیر کفارہ اور مغفرت ہم کو خطا وحی سے معصوم ہوا ہو اور انکی طاعت کی قبولیت اور انکے اعمال رضائے الٰہی سے متعلق ہونا بالتخصیص مرجح یقین کو پہنچا ہو پس صحابہ کا فرقہ انبیا اور امتیوں کے درمیان برزخ ہے سو سوائے مذہب منصور یہی ہے کہ صحابہ کے سوائے کوئی ہرچند مطیع اور متقی ہوا نکے درجے کو نہیں پہنچتا ہے اس نکتے کو محفوظ رکھنا چاہئے کہ نہایت نفیس ہے قرآن مجید میں اور بھی ارشاد ہوا یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنات لھم فیھا نعیم مقیم خالدین فیھا ابدا اور بھی ارشاد ہوا ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر صحابہ سے کسی نے فسق وعصیان کا مرتکب ہوا ہو تو خطا اور غلط فہمی سے ہوا ہے فسق وعصیان کی کراہت یاد رکھتے ہوئے اور جانتے ہوئے فسق وعصیان کرنا محال ہے کیونکہ شوق اور استحسان عاقلوں کی اجماع سے افعال اختیاریہ کی ابتدا میں ضرور ہے کما تقرر فی موضعہ فی الحکمۃ اور بھی ارشاد ہوا اولئک ھم المؤمنون حقا لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم پس معلوم ہوا کہ صحابہ کے اعمال ظاہری جیسے نماز روزہ اور حج وجہاد وغیرہا ہرگز نفاق اور مکر وتلبیس سے خالی نہیں تھے بلکہ انکا ایمان تحقیق ویقین کے ساتھ ثابت ہوا تھا اور بھی ارشاد ہوا کہ لکن الرسول والذین امنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم واولئک لھم الخیرات واولئک ھم المفلحون اور بھی ارشاد ہوا کہ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی۔ وقولہ للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون الی آخر الآیۃ الثانیہ اور دوسری آیتیں بھی اس جماعت کے احتمال نفاق کو کمال صراحت کے ساتھ باطل کرتے ہیں وقولہ تعالیٰ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کو آخرت میں کچھ عذاب نہ ہوگا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وفات کے بعد انکا نور ضبط اور زائل نہ ہوگا والا حضور کا ضبط ہوا اور زوال پایا ہوتا

روز کس طرح ان کے کام آویگا وقولہ تعالی ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ
یہ آیت بھی نفاق کے احتمال کو باطل کرتی ہے وقولہ تعالی واذا جاءک الذین یومنون بایاتنا فقل سلام علیکم
کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوءا بجھالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم
بھا آیت بھی صاف قطعی دلالت اسبات پر کرتی ہے کہ صحابہ کے اعمال بد مغفور ہین اس پر کچھ مواخذہ نہوویگا۔
وقولہ تعالی ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ
فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التورٰۃ والانجیل والقرآن ومن اوفی بعھدہ من اللہ
پس معلوم ہوا کہ ان کے حق مین بداء محال ہے کہ ان کو مغفرت اور بہشت کی بشارت دینے کے بعد پھر دوزخ کے
عذاب مین ڈالین کیونکہ وعدے مین بداء جائز نہین والا وعدے کا خلاف لازم آویگا وقولہ تعالی لقد رضی اللہ
عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم اس آیت سے معلوم ہوا کہ
اللہ تعالی کی رضا ان کے فقط عمل کے ساتھ نہین تھی بلکہ ان کے دلون مین جو ایمان اور صدق و اخلاص مستقر
اور ثابت تھا اور ان کے رگ و پوست مین سرایت کیا تھا اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی ان سب پر شامل تھی
اور وہ جو شیعہ کے بعض سفہا کہتے ہین کہ رضا ایک کام کے ساتھ ہر تو اس کام والے کے ساتھ بھی راضی
رہنا لازم نہین آتا ہے بھ قول بھی اسجگہ پیش رفت نہین ہوتا ہے کیونکہ حق تعالی نے رضی اللہ عن المومنین
فرمایا نہ عن بیعۃ المومنین اور پھر فعلم ما فی قلوبھم اس کے ساتھ ضم فرمایا۔ ظاہر ہے
کہ عزایم اور نیت و اخلاص کا محل دل ہے پس رضا صاحب فعل کے ساتھ متعلق ہے نہ فعل کے ساتھ اور فعل کا
جو منبع اور منشاء ہے رضا اس کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے نہ فعل کی صورت کے ساتھ بالجملہ حافظ قرآن کو ممکن
نہین کہ صحابہ کی بزرگی مین تردد رکھتا ہو اگرچہ حدیث و روایت پر نظر نکیا ہو۔ کیونکہ اکثر قرآن اسی جماعت کی
تعریف و توصیف سے مملو ہے اور قرآن دیکھ کے پڑھنے والے ایک آیت سے ایک لفظ کو دیکھتے ہین اور
اسکی سیاق و سباق کو یاد رکھ کے غور نہین کرتے ہین۔ کہ اس جگہ کیا قیود واقع ہوے ہین۔ اور اس
لفظ کا شیعہ کونسی چیز نظم قرآنی مین تصرف کی گئی ہے کہ مبطلین کی تاویل اور جاہلین کی تحریف کو کچھ دخل
نہ ہو۔ واللہ کہ اگر سراپا بزرگوار سوائے حفظ قرآن کے مجھے کچھ تعلیم نکیا ہوتا اس بزرگوار عالیمقدار کے
عہد سے باہر نہین آسکتا ؎ روح پدرم شاد کہ مگفت باستاد ؎ فرزند مرا عشق بیاموز
دگر ہیچ ؎ پھر سب حفاظ قرآن کی نعمت ہے کہ دین کے ہر مشکل مین ہم اس کے ساتھ رجوع لاکے اسکو حل کرتے ہین

والحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه ومباركاً عليه كما يحب ربنا ويرضى والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على من بلغ الينا القرآن واوضحه بالبيان ثم على اله وصحبه واتباعه وورثته من العلماء الراسخين خصوصاً مشائخنا واساتذتنا في الطريقة والشريعة رحمة الله عليهم اجمعين دوسرا طعن ابوبکر وعمر نے حضرت امیر اور جناب زہرا پر ظلم کیا تو دوسرے صحابہ انکی اعانت نکی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دختر و داماد کو ظالموں کے سپرد کردیا **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ یہ بات محض افترا اور صریح بہتان ہے شیعہ تو ایسے ہی اتہامین باندھ کے اپنے مذہب کو قوت دیا کرتے ہین معاذ اللہ ہمارا یہ اعتقاد ہونا چاہئے کہ صحابہ سے کوئی شخص حضرت امیر اور جناب زہرا کے ایذا کا درپی ہوا بلکہ ہمیشہ انکی تعظیم و توقیر اور محبت و نصرت بجا لاتے رہے جب حضرت علی نے انسے نصرت طلب کی تو نصرت و یاری اور جان نثاری سے پیش آئے عبدالرحمن بن ابزی کہتا ہے شهدنا صفين مع علي في شان مائة ممن بايع تحت الشجرة بيعة الرضوان وقتل منهم ثلثة وستون رجلا منهم عمار بن ياسر وخزيمة بن ثابت ذو الشهادتين وجمع كثير من المهاجرين والانصار وقد ذكرهم في الاستيعاب وغيره دیکھئے کہ نہج البلاغت مین حضرت امیر کے خطبے اور اس جناب کے نامے جو معاویہ کے نام سے لکھے تھے موجود ہین - مہاجرین و انصار جو آپ کی رفاقت مین حاضر تھے اسبات کو جناب امیر نے اپنی خلافت کی حقیقت پر دلیل لائے ہین - اگر معاذ اللہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے کچھ ان پر ظلم ہوتا کیا امکان ہے کہ وے مہاجرین و انصار جو جنگ صفین مین رفاقت کی داد دی خاموش رہتے حالانکہ اسوقت حضرت کا زمانہ قریب اور حضرت زہرا بضعۃ الرسول کی ذات پاک موجود تھی - ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو وہ شوکت و قوت حاصل تھی - وہی دو فرقون کے سبب سے تھا بخلاف معاویہ کے کہ لاکھ شخص کے قریب شامیون اور اوس سرزمین کے پہلوانون سے اپنے ہمراہ رکھتا تھا اور وے مہاجرین و انصار جو حضرت امیر کے ہمراہ تھے انکی کچھ پروا نکرتا تھا - سو وہ گروہ صحابہ باوصف اپنی قلت کے اسوقت جناب امیر کی رفاقت دینی - اور خلیفہ اول کے وقت جو مہاجرین و انصار بھی وفور اور کثرت کے ساتھ حاضر تھے اور نہ انسے کوئی مواخذہ شہید ہوا تھا رفاقت نکرنی غیر ممکن ہے - خصوصاً ظلم و غصب کے مقدمے مین کہ وہ خاندان رسول سے دفع مظالم کا مقام تھا برخلاف مقدمہ معاویہ کے کہ انہون نے حضرت امیر کے جنگ پر نہین آئے تھے بلکہ انکی بغاوت کے سبب سے جناب امیر نے انپر فوج کشی کی تھی - غرض باوجود قلت کے معاویہ کے جنگ مین حضرت علی کی رفاقت و نصرت پر کمر باندھی اور اپنی کثرت کے وقت رفاقت نہ دینی یہ بات

ہرگز کسی عاقل کے عقل مین نہین آتی ہے مگر جسکی عقل کو شیطان یا اخوان الشیاطین برباد دیکھے اسکو ایسی ضلالت مین بہکا یا ہوا اللہ کی پناہ یہہ حال جمہور صحابہ کا تھا جو مذکور ہوا۔ اب صدیق اکبر و عمر فاروق کا بھی حال سنا چاہیے ابوبکر صدیق تو ہمیشہ جناب امیر کی فضیلتین بیان کرتے اور لوگون کو انکی محبت و تعظیم و توقیر پر تاکید فرماتے تھے۔ چنانچہ دار قطنی نے شعبی سے روایت کرتا ہے کہ بینما ابوبکر جالس اذا طلع علی فلما راٰہ قال من سرہ ان ینظر الی اعظم الناس منزلۃ واقربھم قرابۃ وافضلھم وآکدھم غناء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلینظر الی ھذا الطالع۔ اور سیف عمر بن الخطاب بھی حضرت امیر کی تعظیم و توقیر بجا لانے اور ان سے مشورہ پوچھنے اور صلاح چہنے مین بہت مبالغہ کرتے تھے چنانچہ وہی دار قطنی سعید بن المسیب سے روایت کرتا ہے عن عمر الخطاب انہ قال ایہا الناس اعلموا انہ لا یتم شرف الا بولایۃ علی بن ابیطالب اور مودہ کے معنے مین اور ایک مہینے یا دو مہینے کا حمل جو ساقط کرتے ہین وہ مودہ مین داخل ہے یا نہین جب اسبات مین صحابہ کے درمیان اختلاف و دو دیانت بعضے متورعان صحابہ نے کہا کہ یہ بھی مودہ ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ واللہ لا تکون المودۃ حتی تاتی علیہا الثارات الدبع قال لہ عمر صدقت اطال اللہ بقاءک ابوالقاسم حریری نے درۃ الغواص فی اغلاط الخواص مین کہا ہے کان عمر اول من نطق بھذا الدعا اور عبداللہ بن عمر جو اپنے پدر بزرگوار کے خلف رشید اور صحابی بالاستقلال بلکہ عمدہ صحابہ سے ہین ہمیشہ تاسف کرتے تھے کہ مین نے کس لئے حضرت امیر کے ہمراہ رکاب ہوکے باغیون کے جنگ مین شریک نہوا اور آپ کی رفاقت نہ کی۔ اور طبرانی نے اوسط المعاجم مین روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن عمر نے حضرت امام حسین کو کوفے کی طرف روانہ ہونے کی خبر سنی نہایت مضطر ہوکے مکہ معظمہ سے دوڑے اور تین منزل پر جاکے امام ہمام سے ملے اور کہا این ترید فقال الحسین الی العراق فاذا معہ کتب وطوامیر فقال ھذہ کتبھم وبیعتھم فقال لا تنظر الی کتبھم ولا تاتیھم فقال ابی عمر انی محدثک حدیثا ان جبریل اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخیرہ بین الدنیا والاخرۃ فاختار الاخرۃ وانک بضعۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلیہا احد منکم فابی ان یرجع

واعتنقه ابن عمر فبكى واجهش فى البكاء وقال استودعك الله من قتيل

وروى البزار نحوه باسناد حسن جيد مطاعن خوارج ونواصب کے جو حضرت علی پر کرتے ہین۔ جانا چاہیے کہ حضرت علی کے مطاعن جو عبد المجید مغربی ناصبی کی کتاب مین آئے ہین دو قسم پر ہین پہلی قسم وہ ہے کہ نواصب ہی اسکی روایت مین منفرد ہین۔ اہل سنت اور شیعہ جو اس جناب کے محب ہین ان روایتون کا انکار کرتے ہین سو اس قسم کے مطاعن کا اعتبار نہین ہے کیونکہ یہہ انکا افترا و بہتان ہے ان مطاعن سے فریقین پر الزام نہین عاید ہوتا ہے جیسے حضرت عثمان کے قتل مین شرکت اور جناب عائشہ کے قذف مین شرکت والذی تولی کبره منهم له عذاب عظیم کا نزول دوسری قسم وہ ہے کہ شیعہ اور اہل سنت کے کتابون مین طریق صحیح سے ثابت ہی سو اس قسم کے مطاعن البتہ جواب طلب ہین چنانچہ شیعہ اور اہل سنت ہر دو اسکا جواب دیتے ہین۔ شریف مرتضی نے جو علماے شیعہ سے ہی کتاب تنزیہ الانبیاء والائمہ مین اور ابن حزم نے جو علماے اہل سنت سے ہے کتاب الفصل مین خوارج کے بہت سے مطاعن کو دفن کیا ہے۔ انہین مطاعن سے ہے کہ علی مرتضی نے عثمان ذوالنورین کے قتل کے بعد انکے ہتیار اور مال مین تصرف کیا حالانکہ مسلمانون کا مال کسی وجہ سے حلال نہین ہوتا ہے اور ہر چند عثمان ذوالنورین کے وارثون نے طلب کیا پر علی مرتضی نے نہ دیا۔ اور از انجملہ یہہ طعن ہے کہ جناب امیر نے امہات الاولاد کے حق مین مذاہب مختلفہ اختیار کئے اور ایک چیز پر قرار نہ لیا۔ اول انکی صحت بیع کا قایل تھا پھر عمر فاروق کے زمانے مین جب اسکے بطلان پر اجماع ہوا جناب امیر اس اجماع مین داخل ہوے پھر اپنی خلافت مین اسکی صحت بیع پر فتوی دیا اسی واسطے قاضی شریح نے بالمشافہہ جناب امیر سے بحث کیا اور کہا رأیك فی الجماعة احب الینا من رأیك وحدك حالانکہ آپ ہی فرمایا تھا الا ان ید الله علی الجماعة وغضب الله علی من خالفها اور قرآن مجید مین بھی موجود ہے ومن یتبع غیر سبیل المومنین الایة پس جناب امیر نے اجماع کی صریح مخالفت کی۔ اور از انجملہ یہہ طعن ہے تو یرث جد کے مسئلے مین مختلف صورتین ٹھہرائین اور کسی ایک صورت پر قرار

نلیا حالانکہ آپ ہی فرمایا ہے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّتَقَحَّمَ جَرَاثِیْمَ جَهَنَّمَ فَلْیَقُلْ فِی الْجَدِّ اور ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ بخاری مین وارد ہے ان علیا اتی بزنادقۃ فحرقھم بالنار اور ابن عباس نے اس مقدمے پر انکار عظیم کیا جناب امیر بھی اسپر ندامت لی اور انکو جلا دینے کا قصہ شیعہ کے کتب مین بھی موجود ہے شریف مرتضیٰ نے تنزیہ الانبیا مین روایت کی ہے کہ ان علیا احرق رجلا اَتٰی غُلَامًا فِیْ دُبُرِہٖ اور حدیث صحیح مجمع علیہ ہے کہ لَا تُعَذِّبُوْا بِالنَّارِ اور ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ جناب امیر نے ایک شخص کو حد مین اسی تازیانے مارے جب وہ شخص مرگیا انکا خون بہا دیا اور کہا انما دیتہ لان ھذا شیٔ فعلناہ برائنا حالانکہ آپ ہی حضرت عمر کے زمانے مین حد کے باب مین انکو مشورت دی کہ اسی تازیانے مقرر کرین۔ اس دلیل سے کہ انہ اذا سکر ھذی واذا ھذی افتری پس انکو اپنے اجتہاد مین شک تہا۔ اور ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ ولید بن عقبہ کو چالیس تازیانے پر اکتفا کیا پس حد الٰہی مین مداہنت کی۔ عثمان ذی النورین کی رعایت سے کیونکہ ولید بن عقبہ انسے قرابت رکھتا تہا۔ ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ ایک شخص نے اپنے حد یا قصاص پر اقرار کیا تہا جناب امیر نے باین اس سے قصاص معاف فرمایا یہہ تو حکم شرع کا خلاف ہی النفس بالنفس۔ اور ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ حاطب کی کنیز کو رجم فرمایا کنیز پر رجم نہین ہے۔ اور ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ زید بن ثابت نے مکاتب کے باب مین حضرت امیر کو الزام صریح دیا کہ ھو عبد ما بقی علیہ درھم اور جناب امیر کا مذہب یہ تہا کہ ھو بقدر ما ادی حر وبقدر ما لم یؤد عبد کما ھو منقول فی الصحاح واز انجملہ یہہ طعن ہے کہ جناب امیر نے حکمین کی تحکیم کی اور اوسکے بعد فرماتے تہے۔ لقد اثرت اثرۃ لا یجبر سوف اکیس بعدھا واستمر واجمع الامر المشتت المنتشر حالانکہ نقض تحکیم جایز نہین ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ شعبی نے روایت کی ہے کہ ان علیا قطع ید السارق من اصول الاصابع پس حد سرقت بجانی۔ اور جو شخص کہ اقامت حدود بجا نہ لائے لایق امامت نہین۔ اور ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ بعض لڑکون کی گواہی بعضون پر قبول کی حالانکہ بداھۃ لڑکون کے قول کا اعتبار نہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی واستشھدوا شھیدین من رجالکم الایہ ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ انکہ کا آدمی خون بہالینا اعور کے قصاص لینے والے سے مقرر فرمایا حالانکہ صراحۃً خلاف شرع ہی العین بالعین ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ سارق کی حد نابالغ لڑکے پر قایم کی چنانچہ شیعہ کے کتب مین موجود ہے حالانکہ آپہی روایت کی ہے کہ رفع القلم عن ثلثۃ عن الصبی حتی یبلغ الخ ازانجملہ یہہ کہ روی محمد بن بابویہ القمی فی الفقیہ انہ جاء رجل الی امیر المؤمنین واقر بالسرقۃ اقرارا یقطع بہ الید فلم یقطع یدہٗ

پس اوقات حدود میں مداہنت کیا ہے۔ از انجملہ یہ کہ جب بنجاشی حارقی نے ماہ رمضان میں شراب پیا اور اسکو پکڑ لے آئے تو اسکے حد میں بیس تازیانے زیادہ کئے کما رواہ محمد بن یعقوب عدالتی میں تو زیادہ کرنا جائز نہیں از انجملہ یہ ہے کہ شریف مرتضیٰ نے کتاب تنزیہ الانبیاء والائمہ میں لایا ہے کہ انہ علیہ السلام اتی بمال من معادن لمعایا فقال ارفعوہ حتی یجیئ عطاء غنی وباھلہ حالانکہ لمعایا کی مہم سخت اور صرف حرام ہے از انجملہ یہ ہے کہ سود کے دراہم میں مراجحۃ امر رسول کی خلاف میں حکم کیا وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیعوا الدرھم بالدرھم از انجملہ یہ ہے کہ ایسا کلام کیا جو دعوی الوہیت پر شعر ہے کما ثبت عنہ ذلک فی خطبۃ البیان التی رواھا اصبغ بن نباتۃ من رجال الشیعۃ انا اخذت العھد علی الارواح فی الازل انا المنادی لھم الست بربکم وکذا قولہ انا منشی الارواح وقولہ فی خطبۃ الافتخار کما رواہ رجب بن محمد بن رجب البرسی الحلی فی کتاب مشارق انوار الیقین فی الکشف عن امیر المؤمنین انا صاحب الصور انا مخرج من فی القبور وقولہ انا حی لا یموت انا جاورت موسی البحر واغرقت فرعون وجنودہ انا ارسیت الجبال الشامخات وفجرت العیون البحاریات انا ذلک النور الذی اقتبس موسی منہ الھدی از انجملہ یہ ہے کہ اپنے از بکو میں اور عراق وغیرہا ملکوں میں متصرف کیا اور طلحہ اور زبیر کو کوفے اور بصرے کی امارت دینے پر راضی ہوئے حالانکہ وے بردو ولایات اور امارات کے لئے احق اور اولی تھے از انجملہ یہ ہے کہ حضرت عثمان کے قاتلوں پر قصاص قایم کرنے میں توقف کیا حالانکہ عثمان ذوالنورین کو قتل کرنے کا کچھ موجب ثابت نہیں تھا از انجملہ یہ کہ ابو موسی اشعری کی اہانت کی اور اسکا مال غارت کیا اور اسکا گھر جلا دیا اور ابو سعید انصاری کی بھی اہانت کی از انجملہ یہ کہ بی بی عائشہ کے قصہ افک میں سلیمان سے تھے دلیل روایت صحیحہ کے وکان علی مسلما فی شانھا حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسھم خیرا وقالوا ھذا افک مبین پس خلاف مقتضای ایمان عمل میں لایا۔ از انجملہ یہ کہ عثمان ذوالنورین کے قتل سے ایکبار تبری کی اور جب ان کے قاتلین آزردہ خاطر ہوئے فرمایا قتلہ اللہ وانا معہ یہ تو خلاف صدق واخلاص ہی انتہی اس تماش پر ہیں تو نصب کے مطاعن علم ودیانت میں اس جناب کے جواب اجمالی ان مطاعن مذکورہ کا اصول اہل سنت کے قاعدے پر ظاہر ہے کیونکہ عثمان ذوالنورین کے مال وجتھیار میں حضرت امیر کا تصرف کرنا از قبیل سے ہو کہ جیسے الاہل

علاوہ رکھتا تھا اور خلافت کے لوازم سے تھا کہ جس نے خلیفہ ہووے اس میں تصرف کرے جیسے تخت اور چھتری اور ہاتی گھوڑے اور توپ خانے ہمارے زمانے میں لوازم شاہی سے ہے جناب امیر نے عثمان ذوالنورین کی خاص ملک میں تصرف کیا - اور اس قسم کا مال خلیفہ اول کے فوت کے بعد خلیفہ ثانی کے تصرف میں آتا ہے - خلیفہ اول کے وارثوں کے تصرف میں - جب عثمان ذوالنورین کے وارثوں نے یہ بات نہیں سمجھی تھی ان چیزوں کی درخواست کی اور بھی اہل سنت حضرت امیر کو مجتہد جانتے ہیں اور اجتہاد میں ایک پہلی بات سے دوسری بات کی طرف رجوع کرنا جایز اور واقع ہے چنانچہ حضرات شیخین اور عثمان ذوالنورین سے بھی بارہا وقوع میں آیا ہے اور وہ اجماع جو حضرت عمر کے زمانے میں امہات اولاد کو بیچنے پر منعقد ہوا تھا حضرت امیر کے پاس وہ اجماع قطعی نہیں تھا بلکہ آپکے پاس شاید وہ اجماع ہی نہ ہو اسیواسطے اسکی مخالفت کی - اجماع ظنی کی مخالفت تو کر سکتے ہیں جیسے اجماع سکوتی اور باقی رہا اہل اجماع کا اپنے قول پر اس کے حجت ہونے میں اکثر اصولیین کے پاس شرط ہے جب حضرت امیر بھی اہل اجماع سے تھے اور اجتہاد انکا متغیر ہوا اس صورت میں وہ اجماع حجت نہ رہا - اور جسکے حکم میں ابوبکر صدیق اور زید بن ثابت اختلافات رکھتے ہیں - اور حضرت عمر کے عہد میں اس باب میں مناظرے ہوئے اور راز پہاڑے رد ہوئے - مجتہدین کے اختلاف کی صورت میں اگر ایک مجتہد کو بھی مختلف وقتوں کے مطابق جوانب حکم کی ترجیح نظر میں آوے کیا مضائقہ اور جناب امیر نے وہ جو فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَتَقَحَّمَ الخ اس سے مراد وہ ہے کہ جسکا مسئلہ مختلف فیہ ہے اور ہر طرف سے ترجیح کے لئے بہت ہی وجوہات قایم ہیں اور اس باب میں کوئی نص وارد نہیں پس جس نے باوجود ان تمام باتوں کے قول جازم پر آوے وہ شخص بے باک اور بے احتیاط ہے یہی شان ہے احتیاط والے علماء کی نہیں کی کہ مختلف فیہ اجتہادیات میں ایک طرف جزم نہیں کرتے ہیں جو کہ جزم کریگا قابل عذاب ہے - اور لوطی اور زندیقوں کو جلا دینا بھی اجتہاد سے تھا - جب آپنے خبر صحیح سنی اس پر نادم ہوئے - جمیع اخبار کا استیعاب تو اجتہاد میں شرط نہیں ہے اس دلیل سے کہ ابوبکر سابق کو جدہ کی میراث معلوم نہیں تھی - جب مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ نے اس کی خبر دی انہوں نے قبول کیا حالانکہ ابوبکر صدیق نواصب اور خوارج کے اجماع سے مجتہد تھے - اور شاید خمر جب حدارت سے مرگیا جناب امیر نے جو اسکی دیت ادا کی یہ بات بھی احتیاط کے لئے تھی نہ اس

علمای اہل سنت کے اختلاف میں ترجیح ایک طرف ہمیشہ کرتے ہیں

اجتہاد مین شک کے سبب سے اور عمل بالاحتیاط کرنا کمال ورع اور تقوی ہے جو حضرت امیر کے اور
انکے امثال کی شان ہے - اور ولید بن عقبہ کے حد مین چالیس تازیانے پر اسلئے اکتفا فرمایا
کہ اس کی حد کی گواہی مین شبہہ واقع ہوا تھا کیونکہ ایک شاہد نے اس کے شراب پینے پر اور
دوسرے شاہد نے اسکے قے کرنے پر گواہی دی تھی - ہرچند خود حضرت عثمان نے اس شبہے
کو اجرا سے حد مین معتبر نہ رکھا اور فرمایا - مَا تَقَيَّأَهَا إِلَّا وَقَدْ شَرِبَهَا یعنے وہ قے نہ کیا بلکہ اس کو پیا - لیکن
حضرت امیر نے احتیاط کے لیے اقل حد پر اکتفا فرمایا معاذ اللہ کہ حضرت امیر حد قایم کرنے مین عثمان ذوالنورین
کے قرابت کی پاسداری کی ہو حالانکہ عثمان ذوالنورین کو کمال تاکید کے ساتھ پوری حد لگانے پر لے آیا چنانچہ کتب
سیر و تواریخ جو نواصب اور اہل سنت کے درمیان مختلف علیہا ہین اس پر دلالت رکھتے ہین - اور
قصاص کا معاف کر دینا حضرت امیر سے نہین بلکہ مقتول کے والیون نے حضرت امیر کی شورت سے معاف
کیا - کیونکہ یہہ قصہ معتبر کتابون مین اس طرح مروی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ساتھ جو عداوت
رکھتا تھا اسلئے اس کو ایک ویرانے مین مار کر فرار ہوا جب مقتول کے والی اسکی تلاش مین نکلے - اور
اس ویرانے کے پاس پہنچے اسی کے قریب اور ایک ویرانہ تھا اس ویرانے مین ایک دوسرے شخص نے
ایک خون بھری چاقو اپنے ہاتھ مین لیا ہوا پیشاب کر رہا تھا سو اس شخص کو پکڑ کے لے آئے اور اس کے
کپڑے بھی خون سے رنگین تھے - غرض جب وہ شخص حضرت امیر کے حضور مین پہنچا اقرار کے سوا چارہ نہ دیکھا
کہا کہ ہان مین مارا ہون جو کہ حکم شرع ہوا اس کا تابع ہون کیونکہ یوں صریح اور شاہد صحیح رکھتا ہون - اور
(خون بھری چاقو دکھا کر)
مجھے مقتول کے قتل کی جگہ سے اس حالت کے ساتھ پکڑ لائے ہین اس اثنا مین اس مقتول کا قاتل اس
قصے سے واقف ہو کے دوڑتا ہوا آیا اور حضرت امیر کے حضور مین محکمے کے درمیان اقرار کیا کہ یا امیر المومنین
اس شخص کا قاتل مین ہون - اور یہہ شخص بے گناہ مفت گرفتار ہوا قصاص میرے پر جاری کیجیے اور اس
بیگناہ کو چھوڑ دیجیے - تب حضرت امیر نے اس پہلے شخص سے پوچھا کہ تیرا قصہ کیا ہے اور تو کس نے قتل کیا
اقرار کیا اسنے عرض کی یا امیر المومنین مین اصلا یہہ جانتا نہین جانتا تھا بلکہ اپنے گھر ایک بکرا ذبح کیا تھا سو
اوس کے خون سے میرے کپڑے رنگین ہوے تھے اور خون بھی چاقو میرے ہاتھ مین تھی اس سے
بکرے کو پاک کر رہا تھا ایسے مین یک بیک مجھے پیشاب کی حاجت ہوی اپنی قضاے حاجت کیلئے
اس ویرانہ مین آیا دیکھتا کیا ہون کہ ایک شخص قتل ہو کے پڑا ہے مین نے اندیشہ کیا کہ اس ویرانے سے نکلا

اور دوسرا ایرانہ جو اس کے قریب تھا اس میں جاکے پیشاب کیا اور چاہتا تھا کہ اپنے گھر جاوں اور اس بکرے کو پاک کرنے میں مشغول ہوں ایسے میں ناگاہ اس مقتول کے وارثین آپہنچے اور مجھے پکڑ کے یہاں لے آئے جب میں دیکھا کہ قتل کی سب علامتیں میرے میں موجود ہیں سوائے اقرار کے چارہ نہ دیکھا حضرت امیر نے حمد الٰہی بجالائے اور اس قاتل نے جو اقرار کیا اس پر آفرین وتحسین کی کہ ہر چند تو نے ایک شخص کو قتل کیا لاکن دوسرے کو جان بخشی کی اگر تو جا نہ آتا اور اقرار نہ کرتا تو ہمگناہ مفت مارا جاتا تو اس بات کے سزاوار ہے کہ قصاص تیرے سے معاف ہووے۔ اس مقتول کے والیوں نے جب حضرت امیر کا یہ کلام سنا اس کے خون سے درگذر کرکے قصاص معاف کیا پس اس قصے میں ہرگز طعن کی جگہ نہیں۔ اور حاطب کی کنیز کو جو رجم کیا اس کے جواز میں کلام نہیں کہ اس کے آزاد کرنے کے بعد ہوگا یا وہ کنیز رہنے پر حضرت امیر کو اطلاع نہ ہوگی۔ اور مزید ثابت آپکے ساتھ مناظرہ کرنا اور ایک مسئلے میں ایکو الزام دینا حضرت امیر کی حقارت کا موجب نہیں کیونکہ حق بات کا تابع ہونا ایسے میں اولیاء کی شان ہے خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک عورت کے کہنے پر قابل ہوکے فرمایا کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال اور تحکیم کا نقص اس وقت لازم آتا ہے کہ ہر دو حکم فکر وتامل سے ایک چیز قرار دینے ہوتے اور انفصال کئے ہوتے جب ایک حکم جو صاحب کے طرف سے تھا دوسرے حکم کو کہ دوسرے سے پھرا دیا اور فکر وتامل کی فرصت بھی مدی تحکیم سے متحقق نہ ہوئی تو اسکا نقص لازم آوے۔ اور چور کے انگلیاں کاٹنے جلانے کی خطا نہ تھی حضرت امیر کے قرمودے سے تا اس کا جہل لازم آوے۔ اور بعض لڑکوں کی گواہی بعض پر ان باتوں میں جو لڑکوں کے فیما بین جاری ہوتے ہیں جایز ہے اب بھی امام مالک کے پاس مقبول ہے اور آیہ واستشهدوا مخصوص ہے لڑکوں کے امور کے سوا کیونکہ لڑکوں کی کھیل ملاری میں بالغ مردوں کا حضور متعذر ہے جیسے بعضے کفار کی گواہی بعض پر مقبول ہے پس جائے طعن کی نہیں کما نہ مذهب بعض المجتهدين اور چشم اعور کی آدھی دیت یعنی فقاہت کی کمال دقت اور باریکی کا سبب کیونکہ امور کی انکہ ایک فرد ہے پس حکم دو آنکھ کا رکھتی ہے پس صاحب قصاص نے کہ اس کی آنکھ کو کہ اسکے حق میں دو آنکھ کا حکم رکھتی تھی کور کیا سو گویا اپنے حق سے زیادہ ایک آنکھ کو کور کیا اسلئے اس پر دیت لازم آئی لاکن بعض قرآنی کے مطابق کہ العین بالعین وارد ہے اس کا قصاص لینا روا ہے پس اجگہ عمل بالحقیقہ واشبہہ ہر دو متحقق ہے اگرچہ مجتہدین سے کسی کا مذہب نہیں لاکن اسکی نظیر شرعی قواعد سے ثابت ہوسکتی ہے جیسے لینا بنت لبون کا

بیت مخاض کی جائے پر صد قے مین اور پھر دینا زیادہ قیمت کا - بالجملہ اجتہاد کو جائے طعن ٹھہرانا بڑی نادانی ہے - اور نابالغ لڑکے پر حد سرقت جاری کرنی صحت کو پہنچنے کی صورت مین یہہ بات سیاست اور ان کے آباکی تادیب سے مرفوع نہین اس حدیث صحیح کی دلیل سے واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین اور ابن بابویہ کی روایت حد سرقت کے باب مین زیادہ کرنا بیس تازیانے کے کہ اس شخص پر جو رمضان مین زنا کرے یا حاکم مقبول نہین تا جواب کی محتاج ہو اگرچہ دوسری بات کی توجیہہ ہوسکتی ہے کہ یہہ زیادتی سیاست کیلئے تھے نہ زیادتی حد مقرر پر اور مہور لبنایہ کی روایت اصلا اہل سنت کی کتب مین موجود نہین پس اس روایت کی تکذیب ہے اسکا جواب ہے بلکہ اہل سنت کے پاس اس روایت کا خلاف صحت کو پہنچا ہے دوسرے

روی ابوسلمہ موسی بن اسمعیل عن ابی عوانہ عن مغیرہ عن ثابت بن ھرمز قال حمل الختار مالا من المدائن من عند عمالہ الی علی بن ابی طالب فاخرج کیسا فیہ خمسۃ عشر درھما فقال ھذا من اجور المومنات فقال علی ویلک صالی وللمومنات ثم قام الختار وعلیہ مقطعۃ حمراء فلما سلم قال علی مالہ قاتلہ اللہ لوشق عن قلبہ الان لوجد ملآن من اللات والعزی ھکذا فی الاستیعاب فی ذکر الختار

پس معلوم ہوا کہ مشیعہ کو جو روایت پہنچی ہے وہ مختار کا بہتان وافترا ہے کہ اس مال کے لینے اور لینے دفع فضیحت کے لئے باندھے اپنے عمالہ للشکریون کو اور تابعون کو نشان دیا اور رفتہ رفتہ منتشر ہوگیا - اور سود کے دراہم ہین کہ غش اس پر غالب رہے اس کے انقطاع رواج کے بعد کہ آٹھوین حصے حکم زر کا ہوتا ہے - اب بھی شافعیہ کے پاس تفاضل جایز ہے حرام نہین شاید حضرت امیر نے جو تجویز فرمائی اسی باب سے ہوگا - اور دراہم سے مراد حدیث نبوی مین روپے کے خالص دراہم ہین یا دراہم رایج ہین جو ثقیت رکھتی ہون - اور خطبۃ البیان وخطبۃ الافتخار اصلا اہل سنت کے کتابون مین نہین بلکہ اس کے موضوع ہونے پر انہون نے حکم کیا ہے اور اسکے راویان بھی امامیہ سے کاذبین ہین - بہتان وافترا کو محل طعن ٹھہرانا نہایت سفاہت ہے - بالفرض اگر صحیح ہو پس یہہ کلام جذبات حقانیہ اور سکر حال سے ناشی ہے کہ اولیا اللہ کو رو دیتا ہے اور حقیقۃ الحقایق کی زبانی سے تکلم کرتے ہین اور شرع مین بھی یہہ سکر حالی اور غلبہ واردات عذر ٹھہرایا گیا ہے - اور حدیث توبہ مین واقع ہے کہ انت عبدی وانا ربک اخطأ من شدۃ الفرح اور بھی یہہ تکلم گویا حکایت ہے زبان حال کی مثل قولھم قالت الارض للوتد لم تشقنی قالت

نوٹ آئندہ ہی اوپر مین تریب خطا کا شدت خوشی سے

تساد الني واسال من يدقني ومثله في الحديث هل تدرون ماذا قال
ربكم اي بلسان الاشارة والا فالاطلاع على العبارة للامة غير ممكن حتى يستفهم عنه

اور امارت و سرداری اپنے اقربا کو دینی جو اطاعت واجبی کرین بہتر ہے ان لوگون سے جو اطاعت نکرین چنانچہ عثمان ذوالنورین نے بھی عمل مین لائی ہے - اور جناب ذوالنورین کا قصاص لینے مین توقف کرنا قاتل متعین ہونیکا سبب ہے اور قاتل کی تفتیش خلیفہ کے ذمہ پر نہین بلکہ مقتول کے وارثون کے ذمہ پر ہے اور ابو موسی اشعری کی اہانت جو مالک اشتر اور اسکے غلامون کے ہاتھ سے ہوی اور جناب امیر کے بلا حکم جو اونہون نے کوفے مین اسکا گھر جلادیا حضرت امیر کو ان باتون کی اطلاع نہین تھی چنانچہ تاریخ طبری مین ثابت ہے اور ابو مسعود انصاری کی اہانت کا وجہ یہ تھا کہ اُسنے باغیون کی طرفداری کرتا تھا - اور ام المومنین عائشہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ان کی برات نازل ہونیکے آگے تھی کہ اس مین کچھ مخدور نہین کہ ان

الخير يحتمل الصدق والكذب اور قتله الله انا معه کی عبادت توریہ کی قبیل سے تھی کہ
خبر احتمال صدق وکذب کا رکھتی ہے قتل کرے اسکو اللہ تعالی اور مین اسکے ساتھ ہون

ضرورت کے لئے عمل مین لائی جیسے هذه اختي حضرت سارہ کے حق مین حضرت ابراہیم سے سرزد ہوی اسی وہ ضرورت قاتلان عثمان سے بلوا ہونے اور لشکر مین فتنہ و فساد برپا کردینے کا اندیشہ تھا بلکہ خوف اس بات کا بھی تھا کہ حضرت امیر کو بھی قتل کردین - بالجملہ شیطان نے ہر دو فرقے یعنے نواصب اور شیعہ کی راہ ماری ہے اور دبستان خدا کے عیب جوئی مین ڈالا ہے - اس لعین کی بھی ارزو ہے اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرواتا ہے ؎ گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد ؛ میلش اندر طعنہ پاکان برد ؛ والعیاذ باللہ

تشریف فرمانا حضرت علی کا کوفے کی طرف نقل ہے کہ جب امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے بی بی عائشہ صدیقہ کو مدینہ منورہ کے طرف روانہ کیا اور بصرے کے ضبط و نسق سے فارغ ہوے - عبد اللہ ابن عباس کو اس ملک کی حکومت پر مسلط کرکے آپ کوفے کی طرف رونق افروز ہوے اور اسکو اپنا پایہ تخت ٹھہرایا اور آگے ہی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بعضے بنی امیہ حضرت عثمان کا خون آلود پیرہن - اور انکے بی بی کے کٹی ہوی انگلیان لیکے شام کے طرف معاویہ کے پاس گئے - معاویہ نے یہ بات سوچھی تھی کہ امیر المومنین علی مرتضی کے ساتھ کسی حیلہ سے اس کو ملاپ ہونیگا مخالفت پر کمر باندہی شہر مین منادی کردا کے تمام خاص و عام کو جامع دمشق مین جمع کردایا - اور وہ خون آلود پیرہن اور کٹے ہوی انگلیان سب لوگون کو بتلا کے حضرت عثمان کے تعزیس قتل کی نسبت حضرت علی کی طرف کرکے خلق کو قصاص طلبی کی ترغیب دی

آنحضرت اس وجہ کو پہنچا کہ شام کے سپاہون نے سوگند کھائی کہ ہم غسل پانی نہ پینگے اور فرش نرم پر نہ سوینگے جب تک عثمان ذوالنورین کے خون کا بدلہ نہ لینگے - پھر معاویہ نے عمرو بن العاص کو فلسطین سے بلوا کے اس سے ساخت کیا عمرو بن عاص کے ہی آنیسے معاویہ کے مزید اعتبار اور قوت کا سبب ہوا ایسے مین جزیرہ عرب کے لوگ کہ وہ چند شہرون مین مشہور ہین معاویہ سے بیعت کر کے اس کے خراج گذار ہوے - جب حضرت علی کی خدمت مین یہہ خبر پہنچی مالک اشتر کے ساتھ ایک فوج دیکے روانہ فرمایا ضحاک بن قیس جو معاویہ کی طرف سے جزیرہ عرب کا حاکم تھا مالک اشتر آنیکی خبر سنتے ہی رقہ والون سے مدد چاہی انہون نے ایک فوج سے تائید کی اسکو اپنے لشکر کے ساتھ ملحق کیا جب مالک اشتر نے نجران کے قریب پہنچا ضحاک نے وہ بڑا لشکر ہمراہ لیکے حصار سے باہر آیا - جب ہر دو فریق ملے جنگ شروع ہوا صبح سے شام تک تلوار چلی آخر ضحاک ہزیمت کھا کے قلعے مین جا کے پناہ لی - پھر مالک کا لشکر اس کو محاصرہ کیا یہہ خبر جب معاویہ کو پہنچی عبدالرحمن بن خالد کے ساتھ ایک بڑا لشکر دیکے روانہ کیا - جب یہہ خبر مالک اشتر کو پہنچی حصار سے نکل کے تھوڑی مسافت طی کی جب ہر دو فریق ملے بڑا ہی جنگ ہوا مالک اشتر کو فتح ہوی اور عبدالرحمن فرار کیا پھر مالک اشتر نے عنان عزیمت رقہ کی طرف معطوف کی وہان کے لوگون نے جو قلعے مین پناہ لی تھی ان کا محاصرہ کیا - معاویہ کو جب یہہ خبر ہوی ایمن بن حریم الاسدی کے ساتھ بہت سے سپاہ دیکے ضحاک کی مدد پر روانہ کیا - تب ضحاک اور ایمن ہر دو متفق ہو کے اطراف و نواحی کے بہت سے لوگون کو جمع کر کے مالک اشتر پر گئے بڑا جنگ ہوا آخر مالک اشتر کو ہی فتح و نصرت نصیب ہوی اور مخالفین نے ہزیمت کھا کے صف میدان سے بھاگے اور شام کی راہ لیکے معاویہ سے جا ملے - مالک اشتر نے جزیرہ عرب کو اپنے تصرف مین لا کے فتحنامے مین سب ماجرا ظاہر کر کے حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا - جب جناب ولایت مآب کو معلوم ہوا کہ معاویہ کمال مخالفت و عداوت پر کمر باندہی ہے - سب ارکان دولت و اعیان مملکت کو حاضر ہونیکا حکم کیا جب وے سب فراہم آئے فراہم کرنے لگے معاویہ نے بالکل میرسے مخالفت اور منازعت کی راہ لی ہے عثمان ذوالنورین کی تحریص قتل کی نسبت میرے طرف کر کے شام کے لوگون کو میرسے بدگمان کیا ہے اور حتی المقدور خلق کو میری اطاعت سے پھیرنے مین کوشش کر رہا ہے اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اب سننے مین آتا ہے کہ جنگی اسباب اور ایک لشکر عظیم جمع کرنے مین مصروف ہی تا میرے ساتھ آ کے مقابلہ کرے - اسلئے مین چاہتا ہون کہ ایک مکتوب بنصیحت امیر اس کے نام سے لکھون

اور طریق صواب اور راہ حق کی طرف اسکو دعوت کرون سب اکابر وحامد نے جو حاضر تھے اس رائے
کو بہت پسند کیا **نامہ روانہ فرمانا حضرت علی کا معاویہ کی طرف** بسم اللہ الرحمن الرحیم
یہ مکتوب طرف سے عبداللہ امیرالمومنین علی کے ہے طرف معاویہ بن ابی سفیان کے - اما بعد جاننا چاہئے کہ
جس روز طبقات مہاجرین وانصار نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اسے معاویہ اگرچہ تو غائب تھا لاکن میری
اطاعت تجھ پر لازم ہوی کیونکہ جو جماعت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم سے
بیعت کی اور ان کی خلافت پر راضی رہی - وہی جماعت میری امامت پر بھی راضی ہوی اور اپنی طوع ورغبت سے
میری اطاعت اپنے پر لازم کرلی ہے جب حضار مہاجر وانصار تھے انسے کوئی خلافت نہ کیا غائبین کو خلاف
اور اعتراض نہین پہنچتا ہے جس نے میری بیعت نکی وہ حق پر نہین پس مافی الضمیر سے اعلام کیا چاہیے والسلام
یہ نامہ حجاج بن خزیمہ انصاری کے ہاتھ دیکے روانہ فرمایا اس نے جب قطع منازل کرکے دمشق کو پہنچا اور وہ
نامہ معاویہ کو پہنچایا معاویہ نے اسکا جواب لکھکر یمن کے زاہدون سے ایک شخص کے ہاتھ جو دمشق مین سکونت
کی تھی دیکے روانہ کیا افسوس ہے کہ اس مین خلفاے ثلثہ کی تعریف وتوصیف کے بعد انکی بیعت مین تاخیر کرنی
اور ان پر حسد لیجانے خصوصاً خلیفہ ثالث سے زیادہ حسد کرنے اور ان کے قتل مین ساعی ہونے کی
نسبت حضرت مرتضی علی کے جناب پاک کے طرف کی تھی - اور یہ بھی لکھا تھا کہ اسبات کی دلیل یہی ہے کہ
تو خلیفہ ثالث کے قاتل تمہارے ساتھ ہین - اب مین چاہتا ہون کہ ان کو میرے پاس بھیجدیجئے تا ان کی
سزا دا جبی ان کو پہنچاؤن والا تمہارے ہمارے درمیان شمشیر چلنے کے سوائے گزیر نہین عثمان ذوالنورین
کے قاتلون کو مین بحر وبر اور سہل وجبل مین ڈھونڈونگا جب تک اُن سب کو قتل کردون یا آپ مارا نجاؤن
آرام نہ پاؤنگا والسلام - جب معاویہ کا قاصد یہ نامہ لے نکلا اور قطع منازل کرکے کوفے مین آیا - اور حضرت
علی کی شرف ملازمت سے مشرف ہوکے وہ نامہ پہنچایا - اور آپکی زبان فیض ترجمان سے چند کلمات حقانی
سنے بجان ودل آپکا معتقد ہوا - اور بے اختیار کہنے لگا کہ یا امیرالمومنین مسند خلافت وسریر حکومت
آپکے سوائے دوسرے کو سزاوار نہین مناقب ظاہری وباطنی مین کسیکو مین آپکا شریک نہین دیکھتا ہون
لاکن مین سمجھتا ہون کہ عثمان ذوالنورین تیغ جفا سے مارے گئے معاویہ نے جو آپ کی مخالفت پر کمر
باندہی ہے اب اسکو بھی حیلہ ملا ہے اور اسی بات کو دستاویز کیا ہی کہ عثمان ذوالنورین کے قاتل آپکے
لشکر مین داخل ہین - پس اگر حضور عالی کی راے مین آوے تو ان قاتلون کو اس کے حوالے کردین تا فتنے

کی غبار بیٹھ جاوے اور منازعت کا سلسلہ ٹوٹ جاوے - جناب امیر نے یہہ بات سنکے اس کو جواب دیا
کہ مین تجھکو عاقل اور فہیم دیکھتا ہون پھر عجب ہے جو تو ایسا کہتا ہے - اب سوچیئے کہ معاویہ کون ہے کہ اس کے
دعوے کے موافق عثمان ذوالنورین کے قتل کا گمان جو لوگون کے ساتھ ہے انکو اسکے تحویل کردون تاوہ
انکے باب مین حکم کرے - بلکہ معاویہ پر واجب ہے کہ جیسا سب مہاجر و انصار میری بیعت اور اطاعت مین آئے
وہ بھی انکی موافقت کرے اسکے بعد عثمان ذوالنورین کی اولاد کو جمع کرکے قصاص طلبی کے واسطے آوے
اور ان کو جن لوگون پر گمان ہے دعوا کرین - تب خلیفے کو لازم ہے کہ دریافت کرکے شرع شریف کے
موافق انکے درمیان حکم کرے - پھر چند روز کے بعد حضرت علی نے معاویہ کا جواب رقم فرمایا اسکا خلاصہ
مضمون یہی تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اے معاویہ تو نے خلفاے کرام و اصحاب عظام کے محاسن اعمال
و مکارم اخلاق جو لکھے تھے اس مین کسیکو کچھ شک و شبہ نہین اب جاننے کہ مین بھی امید رکھتا ہون کہ
اللہ تعالے مجھے اور سب اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو اپنی رحمت بنہایت سے ایک
حظ وافر اور نصیب کامل عطا فرماویگا - کیونکہ اول اس جناب کی جنہون نے تصدیق رسالت کی ہم ہین
اور ابتدا سے بعثت مین جب کافرون نے حضرت کی قتل کا قصد کیا ہم نے بھی اپنی فدجیات سے ہاتھ
اٹھایا اور اسباب مین بمحض اللہ تعالی کی رضا چاہی ہے اور جن دنون سب قریش متفق ہوکے باہم عہد کیا
اور حضرت کی دشمنی مین ایک عہد نامہ لکھ کے کعبے پر لٹکایا - تب آپ نے مکہ معظمہ سے نکل کے تین سال تک
غار مین تشریف رکھی ہم بھی ہمراہ رکاب ہوے - جب اللہ تعالی نے اس تنگی سے خلاصی بخشی ہم ولی ہی
نبوت کے ملازم رہے - پھر جب ہجرت کا حکم آیا ہم بھی گھر بار اور وطن چھوڑکے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوے
اور جب جہاد کا حکم آیا ہم اس جناب فیضمآب کے ہمراہ رکاب ہوکے کافرون کے ساتھ جنگ و قتال مین کمر
باندہی اور جان و تن نثار کیا چنانچہ میرا ابن العم عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بدر کے روز کفار کی زخم
شمشیر سے اس دار فانی سے سدہارا - اور میرے چچا حمزہ جنگ احد مین اور میرے برادر جعفر طیار جنگ
موتہ مین شہید ہوے - اور مین بھی ہمیشہ معارک و شاہد مین حضرت کے رکاب فیض انتساب کے
ساتھ رہا اور جہاد کفار مین نہایت سعی کی اور اجتہاد بجالایا اور بڑی آرزو رکھتا تھا کہ درجہ شہادت
میرے نصیب ہو کاش مین کسی جنگ مین شہادت پاتا تجھسے شخص کے ساتھ مراسلات و مکاتبات
بار اٹھانے سے چھوٹ جاتا - اور یہہ رنج و اذیت جو تجھسے مجھکو پہنچتی ہے اس سے خلاصی پاتا - اور

خلفاے کرام کی حسد کی نسبت تو نے جو میرے طرف کی ہے حاشا و کلا ہرگز وہ بات نہین بلکہ حسد میرے سے بہت دور ہے - اور خلیفہ اول کی بیعت مین میرے سے جو تاخیر ہوی اسکا عذر صحیح تو سب پر روشن ہے - پھر جناب امیر نے اس کے جواب مین وہی تقریر دلپذیر تحریر کی جو صدیق اکبر سے بیعت کرنیکے وقت جمہور مہاجرین و انصار کے حضور مین کی تھی - اور سب صحابہ بتسلیم کرلے کے معذرت سے پیش آئے تھے - چنانچہ وہ بیان مفصل آگے گذرا ہے - اور یہہ بھی رقم فرمایا کہ اے معاویہ وہی بیعت کی تاخیر کے ایام مین تیرا پدر ابوسفیان اور میرا عم مکرم عباس بن عبد المطلب نے ہرچند چاہا کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرین لاکن مین قبول نکیا تا امت مین فتنہ نہ پڑے - یہہ عجب معاملہ ہے کہ اگر مین خلافت چاہون کہتے ہین کہ یہہ ریاست کا خواہان ہے اور اگر اس سے اجتناب کردن اور گوشہ عافیت مین بیٹھون کہتے ہین کہ یہہ موت سے ترسان ہے - واللہ پسر ابوطالب موت سے ترسان نہین بلکہ موت کا آرزومند اور لقاے حق کا نہایت مشتاق ہے اور تو نے وہ جو لکھا تھا کہ عثمان بن عفان کے قتل کی تحریص مین نے کی ہے یہہ تو کذب صریح اور دروغ بیفروغ ہے بلکہ محاصرے کے ایام مین مین نے اپنے ہر دو فرزند ارجمند حسنین کو عثمان بن عفان کی حفاظت واعانت کے لئے بھیجا تھا اور انہون نے نگہبانی مین کچھ قصور نہ کیا لاکن جو مشیت الٰہی مین تھا وہی ظہور مین آیا - لاکن اے معاویہ تو نے عثمان ذوالنورین کو چھوڑ کے شام چلا گیا تا حکومت کرے اور اب انکا قصاص چاہتا ہے اور اب قصاص طلبی کو حصول مملکت کا وسیلہ ٹھہرایا ہے اگر تو یہہ بات چاہتا ہے اول میرے سے بیعت کیجئے پھر عثمان مظلوم کی اولاد کی طرف سے قصاص کا دعوا لے آئے تب شریعت غرا کے موافق حکم کیا جائیگا والسلام اور یہہ نامہ طراح بن عدی بن حاتم طائی کے ہاتھ دیکے روانہ کیا - طراح سے معاویہ کی مجلس مین عجب تقریر ظہور مین آئی اندیشہ طوالت سے یہان نہین لایا - نقل ہے کہ جریر بن عبد اللہ بجلی حضرت عثمان کی طرف سے ہمدان کی حکومت اور اشعث بن قیس کندی آذربایجان کی امارت رکھتے تھے جناب ولایت مآب نے ان ہر دو کو اپنی بیعت و اطاعت کی طرف دعوت کی سو وے ہر دو جنگ جمل کے بعد کوفے کے طرف آئے - اور جناب امیر کی خدمت سے مشرف ہو کے بیعت کی ایسے مین جب طراح نے شام سے لوٹ آیا اور صورت حال ظاہر کی - جناب امیر نے اپنے خواص اور مقربون سے فرمانے لگے کہ معاویہ اگرچہ ہماری رتبہ بیعت مین آنے سے استاد کیا ہے لاکن میری خاطر مین یہہ بات آتی ہے - کہ حضرت کے اکابر صحابہ سے اگر کسی کو وکالت دے کے بھیجون اور وہ معاویہ سے مل کے بحث کرے اور حجت قایم

کرکے اس کو الزام دیوے شاید کہ وہ راہ پر آوے - یہ بات سنتے ہی جریر بن عبداللہ کہنے لگے یا امیر المومنین یہ میرا کام ہے کیونکہ میرے اقربا اور بنی اعمام شام مین بہت ہین آئینہ معاویہ میرے مواعید سے تجاوز نہ کرینگے - تب جناب امیر نے انہی کو روانہ فرمایا - جب جریر بن عبداللہ قطع منازل کرکے داخل شام ہوے معاویہ نے ان کو کمال عزت احترام سے ایک قصر اعظم مین اُتارا جب جریر رنج سفر سے آرام پاے - معاویہ کی مجلس مین جاکے ایسے کلمات شستہ زبان پر لائے اور تقریر دل بستہ سے جناب امیر کی بیعت کی طرف دعوت کی کہ معاویہ کو سواے تسلیم کے چارہ نہ رہا آخر انہون نے اسباب مین چند روز کی مہلت طلب کی - انکا غرض اس مہلت سے یہی تھا تا معلوم کرے کہ شام کے اکابر و اشراف کا کیا حال ہے اپنے تابع مین یا نہ اور اسکے آگے شرحبیل بن شمط کو اطراف و اکناف مین روانہ کیا تھا تا لوگون کو حضرت عثمان کی قصاص طلبی پر اغوا دے جب اسکو اطمینان حاصل ہوا کہ سب اہل شام اسباب مین اپنے ساتھ متفق ہین کوئی مخالف نہوئیگا - جریر سے صاف کھدیا کہ اب کوفے کی طرف جاکے علی ابن ابیطالب کو سنا دیجئے کہ اہل شام تمہاری اطاعت مین نہ آئینگے بلکہ قصاص طلبی پر سب اتفاق کرکے جنگی اسباب اور لشکر جمع کرنے مین مشغول ہین پس تم بھی جنگ پر آمادہ ہو جایا چاہیئے - پس جریر نے شام سے نکل کے کوفہ آئے اور سب سرگذشت امیر المومنین کی خدمت مین ظاہر کیا - **خطوط روانہ کرنا معاویہ کا طرف اہل مدینہ کے اور دعوت کرنی اُن کو اپنی متابعت کیطرف**

لکھتے ہین کہ جب معاویہ کو شامیون کی اطاعت سے طمانیت حاصل ہوی مدینے والون کو بھی خطوط لکھکے اپنی متابعت کی طرف بلانا چاہا اگرچہ بار اول عمرو بن العاص نے منع کیا بعد جب اسکا عزم مصمم دیکھا طوعاً و کرہاً راضی ہوا - معاویہ نے اول سب اہل مدینہ کے نام سے کسی کو خاص نکرکے نامہ لکھا - مدینہ والون نے اس کی دعوت قبول نہ کی صاف ایسا جواب روانہ کیا کہ اے معاویہ اور اے عمرو بن العاص تم راہ خطا پر ہین بار دیگر ہم کو تصدیع نہ دیجئے - پھر معاویہ نے تین مکتوب علیحدہ ایک عبداللہ بن عمر کے دوسرا سعد بن ابی وقاص کے تیسرا محمد بن مسلمہ کے نام سے روانہ کئے - تینون مکتوب کا ملخص مضمون یہی تھا کہ تم بزرگون سے یہ امید ہے کہ عثمان ذوالنورین کے قصاص طلبی مین مسلمان بھائیون کی اعانت کرین اور جلد آکے لشکر شام مین ملحق ہوین اور آخرت مین اجر و ثواب پاوین والسلام - عبداللہ بن عمر نے اسکا جواب یہ لکھا کہ اے معاویہ تو نے جو نامہ لکھا تھا پہنچا اور اسکا مضمون معلوم ہوا - مین تعجب کرتا ہون جو تو نے مجھے

اپنی متابعت اور مہاجرین وانصار کی قتال پر دعوت کرتا ہے - معلوم ہوا کہ تجھے عثمان ذوالنورین کی قصاص طلبی سے سوائے جاہ ومنصب خواہی کے اور کچھ مقصود نہین - اگر تجھے یہہ گمان ہے کہ مین امیرالمومنین علی مرتضی کا تابع ہونے کے تیرا محکوم ہونگا تو یہہ گمان سراسر خطا پر ہے اور مین جو امیرالمومنین کی رفاقت کرکے خلعت نشین ہوا ہون - اسکو تو نے جو مخالفت پر حمل کیا ہے یہہ دوسری خطا ہے معاذ اللہ مین ہرگز جناب امیر کا مخالف نہین اگر کسیکو یاری دون تو جناب ولایت مآب ہی سزاوار تر ہین - کیونکہ اسلام مین ان کو سبقت اور حضرت کی قرابت حاصل ہے اور سب مناقب وفضایل مین کامل اور منصب خلافت کیلئے وہی احق اور سب اہل زمان سے فاضل ہین - برادر رسول وزوج بتول - اور بہترین جوانان بہشتی کے والد ماجد ہین - اے معاویہ مین نے جناب امیر کی جو رفاقت نہ کی اسکا سبب یہہ ہے کہ مین مکروہ رکھتا ہون کہ اہل قبلہ کے ساتھ جدال کرون - اسواسطے مین نے گوشہ نشینی اختیار کی ہے کاش مین ایسے مقام مین ساکن ہوتا کہ ابنائے روزگار کی بے وفائی اور نااتفاقی نہ دیکھتا اور تو نے مجھکو جو اپنی بیعت کی طرف دعوت کی ہے انصاف کیجئے کہ مین کس طرح تیرے بیعت کرون حالانکہ دین متین مین تیرے سابق تر اور فاضل تر موجود ہون اور میرے اباپ تیرے اباپ سے شریف تر اور فاضل تر تھے والسلام

روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے اپنے اخیر لیلیات مین تین چیز پر بہت تاسف کرتے تھے - ایک تو یہہ کہ مین نے جناب امیر سے بیعت نکی - دوسری ان کے مخالفون کے ساتھ جنگ کیا تیسری حرارت کے ایام مین روزے نہ رکھا اور سعد بن ابی وقاص نے معاویہ کا جواب اس طرح لکھا کہ تیرا مکتوب پہنچا اور تو نے مجھے طریق باطل کی طرف جو دعوت کی تھی معلوم ہوا - اور عثمان ذوالنورین مظلوم مارے جانیکی بات جو لکھی تھی یقین جانئے کہ اللہ تعالی احکم الحاکمین ہے اہل حق کو اہل باطل سے جدا کریگا اور ظالم کو ظلم کی سزا دیگا - اور قسم ہے اللہ کی کہ مین ہرگز علی ابن ابیطالب کے ساتھ خلاف وجدال نہ کرونگا اور انکی مخالفت پر تجھے یاری نہ دونگا جب اہل اسلام مین یہ فتنہ ظاہر ہوا مین نے گوشہ اختیار کیا اس کو امیرالمومنین کی مخالفت پر حمل نکیجئے - اور معاویہ نے سعد بن ابی وقاص کے مکتوب مین لکھا تھا کہ طلحہ وزبیر جو نسب مین تیرے عدیل اور اسلام مین تیرے نظیر ومثیل ہین عثمان ذوالنورین کے قصاص طلبی مین اٹھے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ بھی انکی موافقت کی ہے - سعد بن ابی وقاص نے اسکے جواب مین رقم کیا کہ اگر طلحہ وزبیر امیرالمومنین کے ساتھ جنگ وجدال نکئے ہوتے یہی بات انکے حق مین بہتر اور انکی شان کے سزاوار تر تھی اللہ تعالی انسے عفو کرے - اور ام المومنین سے جو صادر

ہوا ارحم الراحمین اسنے درگذر فرماوے والسلام - اور محمد بن مسلمہ نے یہہ جواب لکھا کہ ای معاویہ مین ایسا سمجھتا ہون کہ تو نے جو یہہ کام اختیار کیا ہے تیرا غرض حصول سلطنت اور شاہی ہے - نہ عثمان ذوالنورین کی قصاص نہواہی - یقین جانئے کہ مین ہرگز تجھکو علی ابن ابیطالب پر ترجیح نہ دونگا اور تیری جانب داری کرکے زنہار انکے ساتھہ خلاف نہ کرونگا - جب معاویہ نے محمد بن مسلمہ کے مکتوب مین لکھا تھا کہ عثمان بن عفان پر جب مخالفون نے محاصرہ کیا تھا تو نے انکو دفع کرنے مین کچھہ کوشش نکی - محمد مسلمہ نے اسکے جواب مین لکھا کہ تو نے اسے معاویہ عثمان ذوالنورین کی خلافت مین جب فتنے برپا ہوے انکا دفع کرنا میری مقدور سے خارج تھا اور مجھسے شخص کی امر دھنی کچھہ فائدہ نہین دیتی تھی - اسلئے مین نے اپنی تلوار کو توڑکے گوشہ بیٹھہ گیا ایسا ہی صحابہ کبار کی ایک جماعت اسباب مین میرے شریک ہوی کیونکہ وے بھی سمجھتے تھے کہ ہماری سعی سے کوئی کام سرانجام نپائیگا حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس تقاضے بسرم سے جو بہ نسبت عثمان ذوالنورین کے ہے ظہور کی خبر دیتی تھی غرض یہی عذر ہے میری لاعلاجی کا جو اس فتنے کو دفع کرنے سے مجبور اور مقصر رہا - لاکن ای معاویہ تیرے لیے نہایت عجب ہے کہ تو اسباب مین اپنے نفس کو ملامت نہین کرتا ہے - جن دنون بلوائیون نے عثمان ذوالنورین پر محاصرہ کیا تھا اور وہ مظلوم نہایت حیرانی اور پریشانی مین تھے بکرات ومرات تیرے پاس قاصدون کو بھیجا اور تیرے لیے مدد طلب کی - اور باوجود قدرت کے اپنی حکومت کی رعایت کرتے اس مظلوم کی تائید نکی اور انکا حق نعمت وحق تربیت برباد کیا اور سمجھا کہ اسکے دشمن ان پر ظفر پاوین تو تو اپنی مراد کو پہنچیگا - اور اب قصاص طلبی کے حیلے سے تو چاہتا ہے کہ حکومت کی تاج سر پر رکھے اور مملکت کی انگشتری اپنی انگلی مین ڈالے ع واے زیکبار کہ صدبار واے - والسلام - القصہ جب صحابہ کے یہ مکتوبات معاویہ کو پہنچے انکو مطالعہ کیا تو بہت ہی نادم اور پشیمان ہوا عمرو بن العاص نے اسکو بہت ملامت اور سرزنش کی - معاویہ کہنے لگا کہ حق تیرے جانب مین تھا کہ تو نے خطوط نویسی کو منع کیا تھا افسوس ہے کہ مین نے نہین سنا اب تو مدینے والون سے تائید کی امید نرہی اور علی بن ابیطالب کے ساتھہ سواے جنگ وجدال کے چارہ بھی نہین پس قتال کے تہیے مین بجمیع ہمت مصروف ہوا - اسکے بعد بھی جناب امیر اور معاویہ کے درمیان کئی مراسلات چلے اور حضرت امیر نے بہت کچھہ نصیحتین کین اور خیر خواہی سے پیش آئے لاکن کچھہ فایدہ نہوا - الغرض جب جناب ولایت مآب کو خبر ہوی کہ معاویہ ایک بڑا لشکر لیکے نکلنے والا ہے آپ بھی کوفے کی اطراف ونواحی کے

امرا و حکام کو فرامین روانہ فرمائے کہ اپنے بلاد سے کوفے کی طرف فوجین روانہ کرین - سو تھوڑے عرصے مین بہت سے سپاہ و لاور کوفے مین جمع آئے جناب امیر نے جمعے کے دن بالائے منبر خطبہ پڑہا اور سب فوجین موضع نخیلہ مین جمع آنیکا حکم فرمایا - پس ابو مسعود الفصاری کو کوفے مین اپنا نائب مقرر کرکے کوفے کے اعیان و اکابر کو ہمراہ لئے ہوے آپ بھی نخیلہ کی طرف رونق افزا ہوے اور چند روز وہین اقامت فرمائی - عبداللہ بن عباس بھی ابوالاسود دولمی کو اپنی نیابت دیکے بصرے کا لشکر اپنے ساتھ لئے ہوے وہین آکے ملحق ہوے - کہتے ہین کہ جملہ نو ہزار جوانمرد حضرت علی کے ظل رایت مین فراہم آئے - انمین اہل بدر سے اسی اصحاب کرام - اور اہل بیعت الرضوان سے آٹھ سو صحابی ذوی الاحترام داخل تھے - عارف باللہ و عاشق رسول اللہ زبدۃ الاولیا قدوۃ الاتقیا اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ رکاب ہوے اور امیرالمومنین کے قرب مین ایک خصوصیت رکھتے تھے اور اکثر اس سفر مین جناب امیر ان کے کلمات سنتے اور آپ انسے رموز و اسرار فرماتے اور اکرام سے پیش آتے تھے - غرض جب موضع نخیلہ سے کوچ کرکے اس مسجد پر پہنچے جو راہ مین واقع تھی وہان نزول کرکے نماز ظہر قصر ادا کی - اور جب آگے بڑہے دیر ابوموسی کے پاس نزول کرکے نماز عصر سے فارغ ہوے - اور ساحل فرات پر نماز مغرب گذار کے وہین شب باشی کی - دوسرے روز آگے روانہ ہوکے دارالملک کسری پر پہنچے اور ایسی ہی منزلین طی کرتے ہوے جب جزیرۃ العرب مین ایک راہب کے صومعے پر پہنچے - سب اہل لشکر پانی نہ ملنے سے تشنہ تھے اس لئے جناب امیر اس صومعے کے پاس ٹھہرا رہے اس راہب کو ایک ندا کی - جب اس نے آواز مہیب سنی صومعے کے باہر آیا نہایت نحیف البدن اور اصفر اللون اور سیاہ پوش تھا امیرالمومنین کو سلام کیا آپنے اس سے پانی دریافت کیا اس نے کہا کہ میرے پاس تھوڑا پانی حاضر ہے آپ نے فرمایا کہ سب لشکر پیاسا ہے وہ پانی کفایت نکریگا راہب متفکر ہوا اور کہنے لگا کہ اس بیابان مین پانی کہین نزدیک نہین جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اے راہب اس صومعے کے منارے کے پاس ایک پانی کا چشمہ ہے کہ اس سے انبیاے بنی اسرائیل سے چھے تن پانی پیے ہین راہب نے یہ سنتے ہی مہاڑی سے اترا اور عرض کیا کہ میرے باپنے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ اس جگہ ایک پانی کا چشمہ مسدود اور اٹہنیا ہوا ہے اسکو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوائے کوی کھول نہ سکیگا - اور میرے باپ سے مجھے ایک صحیفہ پہنچا ہے اس مین پیغمبر آخرالزمان کا اور یہ چشمہ کھولنے والے کا نام مسطور ہے - آپکا کیا نام ہے فرمایا کہ میرا نام علی ابن ابیطالب ہے راہب نے

کہا کہ آپکے ہاتھ سے یہ چشمہ ظاہر ہوا تو مین آپکے دست مبارک پر ہی اسلام لاتا ہون - تب امیر المومنین صومعے کے شرق کی جانب تشریف لاکے بیس گز کے مقدار پر ایک خط مذور کھینچ کے حکم فرمایا کہ اس کو کھودو اہل لشکر نے جب اس کو کھودا ایک سنگ اعظم ظاہر ہوا لشکر کی بڑی قوت والے پہلوانون کی ایک جماعت نے بہیات اجتماعی سے بہت کچھہ زور و قوت کیا لاکن وہ پتھر جنبش نہ کیا تب جناب امیر نے اپنا مبارک سینہ پتھر سے لگا کے قوت کیا تو وہ سنگ گیا پھر ہاتھ سے اٹھا کے دور ڈال دیا اس چشمے کا پانی نہایت صفا اور بہت ہی شیرین تھا سب اہل لشکر اور جانور سیراب ہوے - سب لوگون نے جب یہ کرامت دیکھی ان کو امیر المومنین کے ساتھ اور اعتقاد زیادہ ہوا - اور اس راہب نے اسیوقت اسلام سے مشرف ہوکے وہ صحیفہ جو اپنے آبا و اجداد سے بطور وراثت کے پایا تھا حاضر کیا اسکی عبارت سریانی تھی اسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ شمعون نے حضرت عیسی سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے میرے بعد ایک پیغمبر کو مبعوث کریگا جو سب پیغمبرون کا خاتم ہے خوشخو ہوگا نہ درشت گو بازارون مین آواز بلند نہ کریگا - اور برائی کے بدلے مین برائی سے پیش نہ آئیگا بلکہ عفو فرمادیگا اور کرم سے درگذریگا اور اسکی امت ظاہراً و باطناً اللہ تعالی کی حمد و ثنا مین مشغول ہوگی - جب وہ پیغمبر اس جہان فانی سے اس کے اتباع اختلاف کے بعد اتفاق کرینگے - پھر ایک مدت کے بعد اُن مین اختلاف آویگا اسکی امت سے ایک مرد مشرق والون کو ہمراہ لے کے مغرب والون سے جنگ کرنیکے لئے نکلے گا سو اسکا گذر اس دیر پر ہوگا اور یہان ایک چشمہ ہے سو اسیکے ہاتھ سے کہلے گا وہ مرد صورت و سیرت مین دوسرون کی بہ نسبت اس پیغمبر کی ساتھ قریب تر ہوگا اسکا حکم انصاف راستی کے ساتھ ہوگا اور مہمات کے فیصلون مین سستی نکریگا رشوت نہ لیگا دنیا کی مزخرفات اسکی ہمت کے پاس خاکستر سے بھی بے قیمت رہینگے اور موت اسکے پاس پیاسے کے حلق مین پانی جانے سے بھی آسان ہوگی - باطن مین اللہ تعالی سے ڈریگا اور ظاہر مین عدالت و راستی کے ساتھ رہیگا - جس نے اس کا زمانہ پاوے تو اس کا فرمان بردار رہے اس کی خوشنودی رضاے ایزدی کے ساتھ مقرون ہے خوشا حال اسکا جو اس کو پاوے انتہی جب امیر المومنین اس صحیفے کے مضمون پر مطلع ہوے کمال خوشی سے رووئے اور کہنے لگے کہ شکر نعمت اس پروردگار کا مین کس طرح ادا کرون کہ اس نے مجھے فراموش نکیا اپنی کتاب مین یاد فرمایا - القصہ معاویہ نے بھی اپنا لشکر لیکے شام سے جو نکلا تھا جب صحراے صفین پر پہنچے وہین نزول کرکے اسکو اپنا لشکر گاہ

ٹھہرایا - زمانہ سابق مین رومکے بادشاہون نے اس جگہ عمارتین بنا کی تھین اور وہان رود فرات بھی واقع تھی لاکن اس سے پانی لینے کے واسطے ایک راہ کے سوائے دوسری راہ نہین تھی - جب حضرت علی کا لشکر اسکے آگے معاویہ نے وہان تک پہنچ گئے تھے ابو الاعور کے ساتھ دس ہزار سوار دیکے حکم کیا کہ پانی کی نگہبانی کرین کونے کا لشکر جب آئیگا اس سے پانی روک لینا کسیکو ایک قطرہ بھی نہ دینا جب حضرت علی کا لشکر بھی مقام صفین پر پہنچ کے نزول کیا آپکے لشکریون نے کنار فرات پر جاکے پانی لینا چاہا تو ابو الاعور بالغ ہوا جب یہہ حال حضرت علی کی خدمت مین لوگون نے ظاہر کیا آپنے متفکر ہوکے صعصعہ بن سوحان کو معاویہ کے پاس بھیجا اور یہہ پیغام کیا کہ ہم ایک لشکر کے ساتھ بہت دور سے آئے ہین اس نیت سے کہ امر خلافت کو جو ملت کے معاملات اسوسے ہے قرار دین - اور ہمارا یہہ قصد تھا کہ جب تک تم کو نصیحت نہ کرین اور راہ صواب پر نہ بلاوین جنگ وجدال مین اقدام نہ کرین - اب تمہارے لشکریون نے پانی کو روک لیا ہی ہمارے رفیقون کو اسکے تصرف سے منع کرتے ہین حالانکہ پانی اللہ تعالی کی ملک سے ہے اپنے سب مخلوقات پر مباح کیا ہے کسی کو نہین پہنچا ہے کہ پانی بندگان الہی سے منع کرے اب چاہئے کہ اپنے لشکر کو حکم کرے کہ مخالفت سے باز آوین والا فریقین مین مقاتلہ کھڑا رہیگا - اے معاویہ یقین جانئے کہ اگر مین تیرے سے آگے یہان نزول کرتا ہرگز تمہارے لیے پانی نہ روکا ہوتا جب صعصعہ نے جاکے جناب امیر کی طرف سے یہہ پیام پہنچایا معاویہ نے ارکان دولت سے مشورت کی تو بعضے شریرون نے منع کیا - پر عمرو بن العاص نے کہا کہ پانی کو روکنا سزاوار نہین یہہ وحشت کا موجب ہوگا - اور قبیلہ ازد سے ایک شخص کہنے لگا کہ اے معاویہ پانی کا منع کرنا مروت نہین اگر تیرے مخالفین اہل روم سے بھی ہوتے مروت کا اقتضا یہہ تھا کہ اول آب ونان سے ضیافت کرے اس کے بعد جنگ پر آمادہ ہووے - یہہ تو اہل اسلام کا لشکر ہے اصحاب بدر اور اہل بیعت الرضوان اور اشراف مہاجرین وانصار اور تابعین اخیار اور پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام کے بنی اعمام اس لشکر مین داخل ہین اللہ تعالی سے ڈرے پانی ہرگز روک لینا نہ چاہئے - لاکن دوسرے بعضے شریرون نے معاویہ کو اغوا دیا اسلئے اسنے پانی کی ممانعت پر ہی اصرار کیا جب حضرت امیر کے لشکر کے لوگ تشنگی سے جان بلب ہوے - تب مالک اشتر اور اشعث بن قیس نے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوکے اہل لشکر کا احوال کما ینبغی ظاہر کیا اور کہنے لگے کہ اب ہمارے مین کچھہ تاب وطاقت باقی نہین اجازت دیجئے تا ہاتھہ ہتھیار ہوکے کنار فرات آپکو پہنچا دین اور پانی پیوین یا شربت شہادت نوش کرین - حضرت علی نے

لاعلاج ہو کے فرمایا کہ جو مصلحت وقت ہو کیجئے تب وے ہر دو پہلوان دس ہزار سوار کو ہمراہ لیکے بہر سو
فرات کے قریب جا پہنچے معاویہ کے لشکر والون نے پانی کو روک لیکے مقابلہ کیا مالک اشتر نے ان سے
ساتھ شخص کو قتل کیا - پھر فریقین مین ایسا مقابلہ ہوا کہ معاویہ کا لشکر بے طاقت ہو کے پیچھے ہٹا - جناب امیر
امیر کے لشکریون نے پانی سے سیراب ہوے اور جانورون کو بھی سیراب کیا اور پانی مشکون مین بھر لیا اور
ان پر غالب آکے کنار فرات پر حاوی ہو گئے - جب یہہ خبر معاویہ کو پہنچی بڑی ندامت اور پریشانی لی - تب عمرو
بن عاص نے معاویہ کو ملامت اور سرزنش کرنے لگا کہ پانی کے باب مین ہم نے علی ابن ابیطالب کے لشکر کے
ساتھ جس معاملے سے پیش آنے سے آپ کو بھی ہمارے ساتھ اسی معاملے سے پیش آوین تو کیا علاج - معاویہ
نے کہنے لگا جو گذرا سو گذرا اب علی ابن ابیطالب کے ساتھ تجھے ظن غالب کیا ہے عمرو بن عاص نے کہا
کہ تو جس معاملے سے پیش آیا علی مرتضیٰ اس معاملے سے پیش آکے ہرگز پانی منع نہ کرین گے - تب معاویہ نے
نادم اور عاجز ہو کے اپنے لشکر سے چار سردارون کو حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا تا عجز و الحاح سے پانی
کی اجازت لین جب وے سردار حاضر ہوے جناب امیر نے پوچھا کہ تمہارے آنے سے کیا مقصود ہے انہون
نے شب نے مسبقت کر کے کہنے لگا کہ یا ابا الحسن اب معاویہ کے جرم کو عفو کر کے پانی کی رخصت دیجئے
پھر مقاتل بن زید نے عرض کی کہ یا امام المسلمین معاویہ نے جو قصاص طلب کرتا ہے اسکا مقصود دنیا طلبی اور
سلطنت خواہی کے سوا اور کچھ نہین - اگرچہ مین اہل شام سے ہون لاکن اب معاویہ کی رفاقت سے باز
آیا - غرض جناب امیر نے بعد حمد و صلوات کے فرمایا اچھا اب تم جاؤ اور معاویہ کو کہدو کہ مین نے رخصت
دی ہے کہ فرات سے پانی لو اور اپنے جانورون کو پلاؤ - ابو الاعور کے خواص سے ایک شخص نے یہہ کمال
شفقت و مرحمت دیکھی اپنے کئے سے پشیمان ہو کے توبہ و استغفار کیا اور حضرت امیر کے لشکر مین داخل
ہوا - پھر ہر دو لشکر بقدر احتیاج فرات سے پانی لینے لگے اور اختلاط آغاز کیا ایک کو دوسرے سے کچھ خطر نہ تھا

مایوس ہونا فریقین کا مصالحت سے اور آخر مہم منجر ہونا جنگ و محاربت کی طرف کہتے ہین کہ پانچ مہینے یعنے ربیع الاول اور ربیع الثانی اور جمادی الاول
جناب امیر اور معاویہ کے درمیان رسل و رسایل جاری رہی لاکن کسی وجہ سے صورت صلح کی نہ ہوئی
اس امام مین اشتر نے پانچ بار ہر دو فریق سے لڑ کے مین صفین کھینچین - لاکن ہر بار زہاد و حفاظ مواعظ و نصائح
مین کتاب ہوے اور آپس مین تلوار چلنی نہ دی - جب ماہ جمادی الاول منقضی ہوا اور مصالحت کی کچھ توقع

نہی۔ جناب امیر نے جنگ کی تیاری کرکے پیغام بھیجا کہ کل کے دن جنگ پر آمادہ ہو جاوین۔ معاویہ بھی اپنے لشکر مین اعلام کروایا پھر دوسرے روز سے فریقین مین جنگ آغاز ہوا نصف جمادی الاولی سے غرہ رجب تک ہمیشہ تلوار چلتی رہی۔ جب ہلال رجب رونما ہوا جنگ موقوف ہوا کیونکہ رجب ماہ حرام سے ہے جاہلیت اور اسلام مین عرب اس کی بزرگی بجالاتے اور جنگ و جدال نہین کرتے تھے اس اثنا مین ابو درداء اور اسلام جو ہر دو صحابہ سے تھے اور دیار شام مین ساکن اور اس وقت معاویہ کے ہمراہ آئے تھے کہنے لگے کہ ای معاویہ منصب خلافت کے لئے علی مرتضی تیرے سے زیادہ احق اور اولی ہین پھر تو کس دلیل سے انکے ساتھ قتال کرتا ہے معاویہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین کا قصاص چاہتا ہون۔ ان ہر دو نے پوچھا کیا انکو جناب امیر نے شہید کیا یا دوسرے لوگون نے۔ کہا کہ عثمان بن عفان کے قاتل علی بن ابیطالب کے ساتھ ہین اگر ان کو میرے تسلیم کردین اہل شام سے علی بن ابیطالب کے ہاتھ پر اول مین بیعت کرتا ہون تب ان دونون نے حضرت علی کی خدمت مین آکے یہ احوال ظاہر کیا حضرت علی کے لشکر مین یہ خبر شہرت پاتی ہے اسی وقت بیس ہزار شخص آن کے گھر کے اور آواز بلند سے کہنے لگے کہ قاتلان عثمان ہم ہین جب اُن دونون بزرگون نے یہ حال دیکھا جناب امیر کے لشکر گاہ سے باہر گئے پھر معاویہ سے بھی نہ ملے بلکہ گوشہ عزلت اختیار کیا۔ پھر معاویہ نے شرحبیل بن سمط اور کئی شخص کو بھیج کے یہ پیغام کیا کہ عثمان بن عفان کے قاتلون کو میرے سپرد کردین تو ہم امر خلافت شورے پر رکھتے ہین تا اہل شورہ جس کو مناسب جانین خلیفہ ٹھہراوین جناب امیر نے یہ پیام سنتے ہی غصہ ہوے اور قاتلون کو سپرد کرنے کے باب مین فرمایا کہ بیس ہزار شخص کو پکڑ کے کس کے سخویل کرنے کی مجھے طاقت نہین تب اُن قاصدون نے معاویہ کے پاس جاکے صورت حال ظاہر کی لکھتے ہین کہ غرہ رجب سے سلخ محرم تک ہر دو لشکر اپنی اپنی جگہ پر ہی تھے جدال و قتال واقع نہوا جب ماہ محرم گذر چکا حضرت علی نے معاویہ کے لشکر مین ندا کروائی کہ ہم نے ہر چند تم کو طریق حق و راہ صواب کی طرف دعوت کی آخر قم ماہ راست پرنہ آئے ماہ حرام بھی گذر چکا صفر کی پہلی شب مین جنگ کی تیاری کرلے کے علی الصباح میدان مین آیا چاہئے غرض ویسا ہی دوسرے روز ہر دو لشکر جنگ پر آمادہ برسر میدان آئے اور صفین آراستہ کین اسی مین معاویہ کے لشکر سے ایک شخص نے آواز کی کہ اے اہل عراق کیا تمہارے درمیان اویس قرنی ہے۔ جناب امیر کے لشکریون نے کہا کہ ہان حاضر ہے تو کس لئے پوچھتا ہے۔ اس نے کہا کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اویس قرنی خیر التابعین ہے ابن ہبیرہ کے اس نے شام کے لشکر سے

نکل گیا اور حضرت علی کے لشکر مین آکے ملتی ہوا **عمار بن یاسر کی شہادت**
نقل ہے کہ فریقین مین جنگ ہوا کرتا تھا ہر بار حضرت علی کا لشکر ہی غالب آتا تھا اور معاویہ کا لشکر
ہزیمت پاتا۔ جنگ صفین شروع ہوا سو چھبیسوین روز عمار بن یاسر کی شہادت ہوئی اسکا مختصر قصہ
یہ ہے کہ اس روز جب عمار نے بہت ہی جد و جہد کرکے جناب امیر سے قتال کی رخصت لی اور
صف میدان مین آئے لشکر شام سے حارث نامی ایک شخص نکل کے انسے مقابلہ کیا ہر دو مین کئی مقامات
دلیرانہ ہوے۔ آخر عمار نے ایک ضرب تلوار سے اسکا کام تمام کیا پھر اپنی لشکر کی طرف مراجعت کرکے
اپنے یارون کو وداع کیا اور حضرت علی کی اطاعت و اعانت پر وصیت کی اور کہنے لگے کہ مین ایسا
سمجھتا ہون کہ آج کے دن شہادت پاونگا اور زہے سعادت ہے کہ امام برحق کی امداد و اعتضاد مین
مارا جاؤن۔ یہ بول کے اپنے گھوڑے کو تازیانے مار کے میدان مین آئے اور قتال شروع کیا علی التوالی
حملے کرتے اور رجز پڑھتے تھے شامیون نے ان کی دلیری دیکھ کے حیران ہوے۔ آخر ان کی ایک
جماعت آکے اس کو گھیر لیا۔ اور انسے ایک شخص کہ جس کی کنیت ابو الغادیہ ہے اس نے ایک ضرب کیا
سو بڑا سخت زخم لگا اسی زخم سے عمار کو بڑی بیتابی ہوی اور اس پر تشنگی بھی بہت غلبہ کی تب
اپنے لشکر کے طرف لوٹ آئے اور پانی طلب کیا تو پانی کا ایک پیالہ کہ جس مین دودھ آمیز تھا لے آئے
عمار نے اوس پر نظر کرتے ہی تکبیر کہی اور فرمایا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون نے
جب اسکی حقیقت سے سوال کیا تو جواب دیا کہ حضرت نے مجھے خبر دی تھی کہ دنیا سے اخیر چیز جو
تیری روزی ہوگی وہ دودھ ہے۔ پس وہ قدح اپنے ہاتھ مین لے کے نوش کیا اور اسی وقت
جان بحق تسلیم ہوے۔ جناب امیر نے جب خبر سنتے ہی ان کی نعش مبارک کے پاس آکے ان کا سر
اپنے زانو سے شریف پر لیا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور فرمایا کہ اللہ تعالی عمار پر رحمت
کرے۔ بارہا حضرت کی خدمت مین دیکھا ہے اگر تین شخص رہتے عمار انکا چوتھا رہتا تھا اگر چہار شخص
رہتے ان کا پانچوان رہتا۔ عمار نے ایکبار نہین بلکہ کئی بار بہشت کا استحقاق پیدا کیا اللہ تعالی
اس کو جنت عدن مین جگہ دیوے اور وہ مقتول ہوا جس حال مین کہ حق اس کے ساتھ تھا
حضرت نے اس کی شان مین فرمایا یَدُوْرُ الْحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَیْثُمَا۔ پس جناب امیر نے
عمار کے جنازے پر نماز پڑھ کے اپنے دست مبارک سے اس کو دفن کیا رضی اللہ تعالی عنہ

لیلۃ الہریر کا جنگ صفین کا جنگ اخیر جس شب مین واقع ہوا اس کو جنگ لیلۃ الہریر کہتے ہین - عمار بن یاسر کے قتل کے بعد دوسرے دن جب ہر دو لشکر برسر میدان آئے روایت ہے اس روز حضرت علی نے سر پر انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار مبارک اپنے سر پر باندہی اور حضرت کے خاص گھوڑے پر سوار تھے دس ہزار سوار کو اپنے ہاتھ لے کے شامیون پر ایک ایسا حملہ کیا کہ معاویہ کا لشکر درہم و برہم ہوگیا اتنے لوگ مارے گئے کہ گھوڑون کے چارون پیر خون سے رنگین ہوگئے - کسی شامی کو مقابلے کا قوت باقی نرہا - معاویہ نہایت مضطر ہوکے عمرو بن عاص کی طرف توجہ لاکے کہنے لگے اے ابا عبداللہ اب صبر کیا چاہیے عمرو بن عاص نے کہا کہ اے معاویہ اگر علی ابن ابیطالب دوسرے بار ایسا حملہ کرے ہمارے سے کوئی باقی نرہیگا - غرض پھر دو لشکر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے اور گرد و غبار اس قدر اڑنے لگی کہ ایک دوسرے کی معرفت مشکل ہوگئی شام تک ایسا ہی جدال و قتال جاری رہا بلکہ شب کو بھی موقوف نہوا - جناب امیر نے اس شب کئی بار بارگاہ الٰہی مین دست التجا بلند کرکے دعا کرتے اور جب دعا سے فارغ ہوتے مخالفین پر حملہ لاتے اور آپکے اہل لشکر بھی حملے کرتے تھے ہر حملے مین صدہا شامی تہ تیغ ہوتے تھے اور جناب امیر حملہ کرنیکے وقت تکبیر کہتی تھی آپکے رفیقون سے ایک شخص نے روایت کرتا ہے کہ لیلۃ الہریر مین مین نے جناب امیر سے پانسو تیئیس بار آواز تکبیر سنی - معجم کبیر مین امام ابوسعید سمنانی سے منقول ہے کہ معاویہ کہتے تھے کہ علی بن ابیطالب نے لیلۃ الہریر مین بنفس نفیس نوسے زیادہ شامیون کو قتل کیا مین نے اس شب بیطاقت ہوکے آخر ایسا ارادہ کیا کہ اب دو کام سے ایک کام کرنیکے سوائے گزیر نہین یا عبداللہ بن عباس کے پاس التجا لیجاؤن کہ تا میرے لئے علی مرتضیٰ سے اجازت چاہے کہ مکہ معظمہ کے طرف جاکے حرم مین اقامت کرون - یا قیصر روم کی پاس جاکے پناہ لون اور کسی جزیرے مین سکونت کرکے فارغ البال گذرانون - آخر اسی حیص وبیص مین شب گذر گئی جو وقوع مین آنا تھا آیا - غرض آتش جنگ ہرگز منطفی نہوی یہان تک کہ صبح ہوی - جانا چاہیے کہ ہر دو فریق نے جب سے صفین مین آن کے نزول کیا تین مہینے تک آپس مین رسل و رسایل جاری رہے جب آخر کسی وجہ سے صلح کی صورت ٹھہری جنگ شروع ہوا گیارا مہینے تک اس کا سلسلہ باقی تھا مگر حرام مہینون مین قتال موقوف رکھتے تھے اس عرصے مین نو جنگ ہوئے ہر بار جناب امیر کو ہی نصرت ہوی جنگ اخیر بھی تھا جو لیلۃ الہریر مین واقع ہوا

ان جنگون مین معاویہ کے لشکر سے پینتالیس ہزار اور جناب امیر کے لشکر سے پچیس ہزار شخص مقتول ہوے
انہین سے ہی عمار بن یاسر اور خزیمہ بن ثابت جو ذوالشہادتین سے ملقب ہے یعنے حضرت نے انکی ایک
گواہی کو دو گواہ کے مرتبے مین اعتبار فرمایا اور عبداللہ بن ہزیل خزاعی - اور ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص جو
سعد بن ابی وقاص کا برادرزادہ تھا اور ابوالہیثم شیبانی - اور عارف ربانی ولی حقانی اویس قرنی اور دوسرے
صحابہ و تابعین کہ جن نامونکی تفصیل بڑی تطویل چاہتی ہے - **مکر و حیلے سے پیش آنا
اہل شام کا حضرت علی کے لشکر کے ساتھ** جب لیلۃ الہریر مین اہل شام کو
شکست فاحش ہوی اور بہت سے سردار اور سپاہ نامدار مارے گئے انکے لشکر مین بڑی اضطراب
اور تزلزل واقع ہوا - معاویہ کو بڑی وحشت و دہشت اور نہایت عاجز آکے صلح کرنی چاہی اور کمال
عجز و الحاح کے ساتھ ایک نامہ حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا اسکا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ یا ایہا
فریقین خصوصاً ہمارے بہت سے امیر اور پہلوان مارے گئے - اب امید ہے کہ قتال سے ہاتھ رکھین
اور مجھے شام کی حکومت ارزانی فرماوین لیکن اپنی بیعت سے معاف رکھین تا فارغ البال گذرانون -
جناب امیر نے اس کی ملتمس قبول نہ کی اور جواب تحریر فرمایا کہ بلا بیعت و اطاعت تو نے شام کی حکومت
جو طلب کرتا ہے یہ التماس مقبول نہین اول بیعت کیجئے والا جنگ پر آمادہ ہو جاے یہ مکتوب معاویہ
کو بہت مستفکر کیا اسکو کچھ تدبیر سوجھتی نہین تھی - غرض جناب امیر نے لیلۃ الہریر کے مقتولون کے دفن
سے فارغ ہوے اپنے لشکر کے سردارون سے فرمایا کہ تمہارا اور تمہارے مخالفون کا کاروبار اس
درجے کو پہنچا جو دیکھتے ہو اللہ تعالیٰ ان کو بے قوت کر دیا پھر جنگ کا تہیہ کیجیو حتی یحکم اللہ
بیننا وھو خیر الحاکمین جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی اور بھی گھبرائے - اشعث بن قیس جو اس کے لشکر کے سردارون
سے تھے کہنے لگا کہ کل شب مین جیسا جنگ ہوا یقین ہے کہ پھر ہم جنگ پر کمر باندھین تو ہمارے سے
باقی لوگ بھی تہ تیغ ہو جائینگے ایک طرف سے اہل روم دوسرے جانب سے اہل فارس تا بو پا کے ہمارے شہر
و دیار کے تاخت و تاراج پر کمر باندھین گے اور ہمارے اہل و عیال کو بندی پکڑینگے - معاویہ نے اس بات کی
تصدیق کی اور عمرو بن العاص سے کہا اب تو ہم کو مقابلے کی طاقت نہین چاہیے کہ ایسا حیلہ کرین کہ جس سے
مدعا حاصل ہو - تب عمرو بن عاص نے یہ حیلہ سکھلایا کہ اہل حجاز اور اہل عراق جو علی مرتضیٰ کے لشکر مین
جمع آئے ہین انکو کتاب اللہ کی طرف دعوت کیجیے اگر قبول کرین ان مین اختلاف آجائیگا - اور اگر رد کرین

ان مین تفرقہ پڑ جائیگا - معاویہ سے بیر کو پسند کر کے اپنے لشکر مین حکم کیا کہ مصحفون کو نیزون پر باندھین - کہتے ہین کہ معاویہ کے لشکر مین پانسو پچاس مصحف تھے شامیون نے اپنے نیزون پر باندھے علی الصباح صفین کھینچین اور وہ نیزہ بردار نے لشکر کے آگے کھڑے رہے جب آفتاب طلوع ہوا جناب امیر کے لشکر والون نے دیکھ کے یہہ تصور کیا شاید کہ نیزے درست کئے ہین - پھر جب غور سے دیکھا تو کچھہ صورت نئی پائی گئی ایسے مین لشکر شام سے کئی سردار نے پیش قدم ہو کے ندا کی کہ اے معشر عرب اللہ تعالے کے واسطے عورات و اطفال پر رحم کرو اگر جنگ سے ہاتھہ نہ رکھوگے اور بھی طرفین کے لوگ جب مارے جائینگے تب روم اور فارس کے کفار جو قابو طلب ہین ہمارے اور تمہارے زن و اولاد کو اسیر کر کے لیجائینگے یہہ دیکھئے کہ تمہارے ہمارے درمیان کتاب اللہ ہے - اسکے بعد ابو الاعور نے گھوڑے پر سوار اور قرآن مجید اپنے سر پر لیا ہوا ہر دو لشکر کے درمیان آکر کھڑا رہا اور ندا کی کہ اے اہل عراق ہم نے تم کو کتاب اللہ کی دعوت کرتے ہین یہی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حاکم ہے چاہئے کہ اس پر عمل کرین - جب عراقیون نے مخالفون کے باتون پر مطلع ہوے - تب کردوس بن ہانی بکری نے کہنے لگا کہ اے اہل عراق شامیون نے مصحفون کو جو نیزون پر چڑھایا ہے اس پر فریب نہ کھاؤ یہہ صورت مکر و تزویر سے خالی نہین - ابو سفیان ثوری بکری نے کہا کہ ہم نے اول شامیون کو کتاب اللہ کی طرف دعوت کی جب انہون نے اجابت نہ کی ہم پر ان کا خون حلال ہوا - اگر ان کی ملتمس بھی ہم قبول نکرین تو ہمارا خون بھی ان پر مباح ہو ویگا - خالد بن معمر اور حصین منذر کہنے لگے کہ امیر المومنین کی رائے مبارک جو نہایت صواب پر ہے جس بات پر قرار پاوے عین مصلحت ہے - جب حضرت علی سے گذارش کی تو آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ کے حکم کو قبول کرنے مین میں سب سے زیادہ ہون اور اس باب مین تم بھی میرے شریک ہین لاکن یہہ ایک حیلہ ہے کہ مخالفون نے نکالا ہے اور یہہ ایک مکر ہے جو پیش کیا ہے مصحفون کو جو نیزون پر چڑھایا ہے اس سے ان کا مقصود یہہ نہین کہ کتاب اللہ پر عمل کرین - بلکہ جب جنگ و جدال سے تنگ آگئے اور فتح و ظفر سے مایوس ہو گئے ہین چاہتے ہین کہ اس فتنے کو تسکین دین اور اس مہلکے سے نجات پاوین - مین اسسے جنگ کرونگا یہان تک کہ اللہ تعالی کے حکم پر راضی ہو وین - لاکن اس اثنا مین لشکر عراق کے اکثر سردارون کو معاویہ کی طرف سے رشوتین پہنچی تھین اور جنگ سے تنگ آکے آرام طلب تھے سو کہنے لگے یا امیر المومنین معاویہ کی دعوت قبول کیجئے کہ وہ کتاب اللہ کی طرف بلاتے ہے اگر آپ اس کی ملتمس قبول نکرین ہم آپ کو پکڑ کے اس کے حوالے کر دینگے

جب ان کی بیوفائی اس درجے کو پہنچی جناب امیر نے کہا ان اللہ وانا الیہ راجعون و الی اللہ
اشتکی و اللہ المستعان علی نصفون اللہ اللھم انت الحاکم فیہا بیننا فانک تجوز اس اثنا مین
کے قاصدون نے مصاحف اپنے ہاتون مین لئے ہوے حاضر ہوے اور جناب امیر سے عرض کرنے لگے
کہ اے ابالحسن شامی لوگ کہتے ہین کہ آپ اور ہم کتاب اللہ پر عمل کرین ہمارے درمیان اس کتاب الٰہی
کے سوائے دوسرا حکم نہین اشعث بن قیس کہ اکثر قبایل جس کے حکم مین تھے اور معاویہ کی طرف سے بلغ خطیر
بطور رشوت کے لیا تھا کہنے لگا اے امیرالمومنین کل کے دن سے ہم نے آپ کی اطاعت کی تھی آج نہین
کرین گے - معاویہ تو انصاف سے بات کرتا ہے اللہ تعالی کی طرف بلاتا ہے - امیرالمومنین نے فرمایا کہ
معاویہ اور عمرو بن العاص سے زیادہ ترمین کتاب اللہ جانتا ہون پھر کہ عمرو کا ہے غرض اس اختلاف
کی خبر لشکر مین شہرت پائی افسوس ہے کہ کوفے کے لشکر والے مخالفون کے مقابلے سے پھرنے لگے
لاکن مالک اشتر جو میمنہ پر تھا ویسا ہی جنگ مین کوشش کر رہا تھا - جناب ولایت آپ نے جب دیکھا کہ اپنے
لشکر کے سپاہ فوج فوج ہو کے سے پھرتے ہین دست افسوس مار کے فرمایا کہ اے ہند غالب آیا ہے
مین ابن الکوا اور اس کے ساتھ والون کی ایک جماعت کہ اس کے بعد جن پر خوارج کا لفظ اطلاق پاتا ہے حضرت
امیر سے کہنے لگا کہ بالضرور معاویہ کا دعوا قبول کیجیے والا ہم آپ کے مخالف ہونگے - اور اسکی قوم کہنے
لگی کہ مالک اشتر قتال کا اشتغال رکھا ہے کہ یکو بھیج کے اس کو منع فرماوین - جناب امیر نے یہ دیکھا اور
مخالفت پر نظر کر کے یزید بن ہانی کے زبانی مالک اشتر کو پیغام بھیجا کہ مراجعت کیجیے مالک نے کہا یہ وقت
مراجعت کا نہین کیونکہ فتح و ظفر قریب ہے یزید نے لوٹ آیا اور مالک کا جواب ظاہر کیا اس پر مالک اشتر
اور اس کے تابعون کی آوازین بلند ہوئین اور ایک گرد و غبار ظاہر ہوی - سب خارجیون نے متفق ہو کے
حضرت امیر سے کہا کہ ہم ایسا گمان کرتے ہین کہ مالک اشتر آپکے ہی اشارے سے جنگ و جدال مین مشغول
ہے آپنے فرمایا کہ مین تو علانیہ یزید کی زبانی اسکو کہلا بھیجا کہ جنگ سے ہاتھ رکھے پھر دوسری بار یزید بن ہانی
کو بھیجا اور حکم کیا کہ مالک اشتر کو بول کہ جلد مراجعت کرے کیونکہ یہان ایک فتنہ عظیم برپا ہوا ہے جس
نے یہ خبر مالک اشتر کو پہنچائی اس نے سنتے ہی کہا شاید کہ یہ واقعہ مصحفون کو نیزون پر چڑہانے سے
رد دیا ہے قاصد نے کہا ہان - مالک نے کہا کہ شامیون نے جب مصحفون کو نیزون پر چڑہایا مین سمجھا
سمجھا کہ اب ہمارے لشکر مین تفرقہ آویگا غرض حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوے کوفے اور بصرے کے

سردار اور عمدہ لوگ جو حاضر تھے ان کی طرف توجہ لاکے عتاب وخطاب آغاز کیا کہ اے اہل عراق تم نے ایسی ذلت قبول کی کہ پھر ابد تک جسکا تدارک نہو سکے شامیون نے جو صحفون کو درمیان لایا یہہ انکا مکر تھا جو تم نے اس پر فریب کھایا اگر اس پر فریب نکھاتے دشمنون پر غالب آئے ہوتے - اب بھی مجھ کو چھوڑو کہ انشاء اللہ تعالی ان کا کام تمام کرتا ہون یہہ سنکے انہون نے کہا کہ ہم گناہ مین تیرے ساتھ شریک نہین ہوتے ہین پھر مالک ان کے ساتھ ایسی گفتگو کی کہ انکو جواب نہ بن آیا - آخر خارجیون نے اس کو گالیان دین اور اس کے گھوڑے کو تازیانہ مارا - مالک اشتر نے انکو زجر وملامت کی القصہ جب حضرت امیر نے خوارج کا یہہ حال دیکھا اشعث بن قیس کو حکم کیا کہ اب تو جاکے ان لوگون سے کہدیجئے جو صحفون کو نیزون پر چڑہایا ہے کہ اب جنگ موقوف ہے - اشعث یہہ حکم پہنچانے کے لئے جاتا تھا جب قوم ربیعہ پر پہنچا عمیر نے اس کو دیکھکے کہا اے اشعث کیا اہل شام سے تو اختلاط چاہتا ہے حالانکہ ہم نے ان کے خون مین غوطہ کھایا یہہ بول کے اس کے مرکب کی پچھ پر تلوار سے ایک ضرب کیا - اشعث نے کہا کہ اپنی تلوار کو نیام کیجئے کہ شامیون نے ہم کو کتاب اللہ کی طرف بلاتے ہین - ایسے مین معاویہ نے حبیب بن مسلم کو حضرت علی کی خدمت مین بھیجا اور یہہ پیغام کیا کہ ہم اور تم کتاب اللہ کے تابع ہو جاوین لاکن جب کتاب کو ناطق نہین چاہئے کہ آپ ایک شخص کو اختیار کرین اور مین ایک کو اختیار کرتا ہون تا یہہ ہر دو حکم ہوون ہم ہر دو سے جس کی خلافت پر کہ اُن کی راے آوے وہ خلیفہ ہووے اگر ہم ہر دو کے سواے وے اور کسیکو اختیار کرین تو اسیکو خلیفہ ٹھہراوین حبیب بن مسلم نے جب یہہ پیام پہنچایا - اشعث بن قیس نے کہا یا امیر المومنین معاویہ نے انصاف سے کلام کرتا ہے اور حسن بن منذر بھی اس کی تقویت کی - اور شقیق بن ثور نے کہا یا امیر المومنین ہمارے اکثر شجیع اور جوانمرد لوگ مقتول ہو گئے - اب جو باقی ہین ان پر ترحم فرمائے اور معاویہ کو یہہ بات معلوم تھی کہ جناب امیر کے لشکر یمانیہ کو غلبہ ہے اسلئے اشعث بن قیس کو جو انکا سردار تھا تسکین دیکے نامے لکھا کہ بہر حال یمنی سعی سے صلح کی صورت ٹھہریگی تو تجھ کو لاکھ درہم دونگا - اشعث طمع نے متاع دنیاے دنیہ ومزخرفات فانیہ پر فریفتہ ہوکے اسیوقت اُزد اور ربیعہ اور اشعریہ کے قبیلون کو جمع کرکے کہنے لگا کہ اس کے بعد جنگ نہ کرین - اور مالک اشتر کے باب مین اُن لوگون کو یہان تک اغوا دیا کہ اگر مالک ہماری مخالفت کرے اسکے بدن کے ریزے ریزے کردین - اس اثنا مین عبد اللہ بن الحارث طائی جو بڑا عابد تھا بیس سال عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہتا تھا - اور لیلۃ الہریر مین اس کے سولا زخم لگے

حضرت امیر کے خیمے مین آیا آپنے اسکا اعزاز و اکرام بجالایا - اور پوچھا کہ اے عبداللہ تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کی یا امیرالمومنین مین سمجھتا ہون کہ میری عمر ایک روز یا ایک روز سے کچھ کم باقی ہوگی - جناب امیر نے اپنی چشم مبارک مین پانی لاکے فرمایا کہ اے عبداللہ خوش دل رہ کہ اللہ تعالی کی رحمت پاویگا - اور تیرا حشر مہاجرین و انصار اور شہدا سے کبار کے ساتھ ہوگا - پھر عبداللہ نے عرض کی یا امیرالمومنین مین سُنتا ہون کہ آپکے یارون نے آپ کی مخالفت مین کمر باندہی ہے اور معاویہ سے صلح کرنیکے باب مین کوشش کرتے ہین نہ ہاران کے کہے پر عمل نہ کیجئے - اور جنگ سے ہاتھ نہ رکھئے - جناب امیر نے فرمایا کہ اے عبداللہ کس لشکر اور کون مددگار کے ساتھ معاویہ سے جنگ کرون رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چالیس پیغمبرون کا قوت رکھتے تھے باین ابتداے نبوت مین تین سال تک آپ کو علانیہ دعوت کرنیکا حکم نہ آیا اس کے بعد پھر دس سال مکہ معظمہ مین رہے کفار کا ظلم و ستم جاری رہا باین جہاد کا حکم نہوا جب مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے اور اعوان و انصار جمع آے تب جہاد پر مامور ہوے - پس میرے لئے جب یار و مددگار پیدا ہوون جنگ کرونگا والا صابر رہونگا جیسا انبیا اور اون کے وصی صبر کرتے رہے - اے عبداللہ یہ واقعی جو ظہور مین آتے ہین حضرت نے مجھے اسنے خبر دی تھی مین نے قوم کی شکایت بارگاہ الٰہی مین کرون گا اور ایسے فعل کا مباشر نہونگا کہ جس کے بسبب عہدہ امامت سے خارج ہوون عبداللہ نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ امام برحق آپ ہی ہوز ہے سعادت اس شخص کی جس نے آپ کی اطاعت کی اور خرابی ہے اس کی جس نے آپ کی مخالفت پر کمر باندہی - القصہ ہر دو لشکر کے حفاظ قرآن اہل شام اور اہل عراق کو جمع کرکے ہر دو صف کے درمیان بیٹھے اور قرات قرآنی مین مشغول ہوے اور مسایل پر متفق ہوے کہ امر خلافت کے باب مین ہر دو حکم حکم کرین شام والون نے کہا کہ ہمارے طرف سے عمرو بن عاص حکم ہووے اور اشعث بن قیس اور اس کے تابعون نے کہا کہ ہمارے جانب سے حکم ابوموسی اشعری رہے - جناب امیر نے کہا کہ ابوموسی اشعری کی راے پر مجھے چندان اعتماد نہین چاہئے کہ عبداللہ بن عباس کو میرے طرف سے حکم ٹھہراوین - خارجیون نے کہا کہ واللہ ہم آپ اور عبداللہ بن عباس مین فرق نہین کرتے ہین اس بات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی حکم ہونا چاہتے ہین - اور ہم یہ چاہتے ہین کہ ایسا شخص حکم ہووے کہ اس کی نسبت آپکے اور معاویہ کے ساتھ برابر رہے - جناب امیر نے فرمایا کہ پھر کیسلئے اہل شام نے عمرو بن عاص کو اختیار کیا تم جانتے ہو کہ معاویہ کے ساتھ اسکی نسبت اور خصوصیت کیسی ہے - خارجیون نے

جواب دیا کہ ہر شخص اپنی مصلحت آپ اچھی طرح جانتا ہے - اور ہماری صلاح اسی مین ہے کہ ابو موسی اشعری ہمارے جانبسے حکم ہووے - امیرالمومنین نے فرمایا کہ مالک اشتر بھی اس کام کے لائق سزاوار ہے - مین اس کو حکم ٹھہراتا ہون - اشعث بن قیس جو خوارج کا سردار تھا کہنے لگا کہ کس طرح اس کو ٹھہراوین کہ جنگ اور فتنے کی آتش اس نے سلگائی ہے - جناب امیر نے فرمایا کہ مالک حکم ہووے تو کیا مضایقہ کیا وہ کتاب اللہ کے برخلاف حکم کریگا - اشعث نے کہا کہ اسکا حکم بھی یہ ہے کہ اسکو چھوڑ دین تا تلوار چلاوے اور لوگون کو جنگ پر تحریص دے حاصل کلام جناب ولایت اور سب عقلا جیسے احنف بن قیس وغیرہ کہنے لگے کہ ابو موسی اشعری اس کام کے قابل نہین - بلکہ اہل کیاست اور ذراست سے اور کسیکو اختیار کیا چاہیئے تا عمرو بن عاص کے ساتھ مقابلہ کر سکے اور اس کے فریب مین نہ آوے خوارج مطلقا اس بات پر راضی نہوے - سوائے ابو موسی کے اور کسیکو اختیار نہ کیا - اور سب یہ وقت ایک شخص کو اس کی طلب مین روانہ کر دیا - ابو موسی نے اذنون گوشہ اختیار کیا تھا اور کسی امر مین دخل نہین دیتا تھا جب سنا کہ ہر دو گروہ باہم صلح کی کہا الحمد للہ رب العالمین اور جب بولے کہ انہون نے مجھکو حکم ٹھہرایا ہے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون غرض ابو موسی نے جناب امیر کے حضور مین حاضر ہوا اور دولت دست بوسی سے شرف حاصل کیا جب اس نے مہمات کے افضال سے خوب آگاہ نتھا صحابہ کرام سے ہر شخص اس کی مجلس مین آکے نصیحت مین اب کشا ہوا اور اس باب مین حزم و احتیاط کرنیکے لئے سب وصیت کرنے لگے انکار ابو موسی اشعری نے غصہ ہوکے کہا کہ مجھکو متہم رکھتے ہو تو اس مہم کے لئے دوسرے کو اختیار کر لو مالک اشتر نے کہا کہ تو وہی شخص ہے کہ جب امام حسن وارد کوفہ ہوے تو نے اثنائے خطبے مین لوگون کو انکی بیعت و ملازمت کی طرف ترغیب دی اور کہا کہ جناب امیر کے ساتھ اتفاق کرنے مین فتنہ ہے - ابو موسی نے اقرار کیا کہ ہان تب یہی بات وقوع مین آئی تھی لاکن آجتک اسی روز کی آتش مین جل رہا ہون اب مین اس واقعے مین تمہارا یا ہون - غرض جب امر خلافت مصلحت اور حکمین کے حکم پر قرار پایا - جناب امیر اور اعیان عراق اور معاویہ اور اکابر شام ہر دو لشکر کے درمیان مجلس کر کے جمع ہوے تا عہد نامہ لکھین - عبداللہ بن ابی رافع جو امیرالمومنین کا کاتب تھا مامور ہوا کہ اسباب بین چند سطرین تحریر کرین - اس نے تحریر آغاز کی اور اس تمہید لکھا کہ هٰذا ما صالح علیه امیرالمومنین علی بن ابیطالب معاویہ نے کہا کہ مین کیسا برا آدمی ہونگا کہ علی مرتضی کو امیرالمومنین جانون اور پھر اسسے مقابلہ کرون - عمرو بن عاص نے کہا

کہ لفظ امیر المومنین کو محو کر کے فقط ان کے نام اور ان کے والد کے نام پر اکتفا کیجئے احنف بن قیس نے
جو حضرت امیر کے لشکریون سے تھا اس باب مین استاد کیا - جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اللہ اکبر
صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی مقدمہ حدیبیہ کے روز میرے ہاتھ پر واقع ہوا تھا
جب صلحنامہ لکھنے کے لئے مجھے حضرت کا حکم ہوا - مین نے لکھا کہ یہ صلحنامہ ہے طرف سے محمد رسول اللہ
کے مکے والون کے ساتھ سہیل بن عمرو نے کہا کہ لفظ رسول اللہ محو کر کے محمد بن عبداللہ ثبت کیجئے کیونکہ
اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے مکے مین آنے سے اور عمرہ بجالانے سے مانع نہوتے تب جناب رسالتمآب
نے فرمایا کہ یا علی اُمح فان لك یوماً کیومی ھذا یعنے اے علی اسکو محو کیجئے کہ تیرے واسطے بھی ایک روز
ایسا ہی آئیگا جیسا یہ میرا روز ہے پس اے عبداللہ یہ وہی روز ہے کہ مخبر صادق نے جس کی خبر دی تھی آنجناب
کی جیسی مرضی ہے ویسا ہی لکھدیجئے - تب عبداللہ نے اس طرح لکھا کہ ھذا ما صالح علیہ علی بن
ابیطالب و معاویہ بن ابی سفیان اسکے بعد اسکا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ جناب امیر اور اہل عراق
جو ان کے دوست ہین - اور معاویہ و اہل شام جو اس کے حق گزار ہین - یہ بات قبول کی کہ حکم قرآن پر فاتحہ
سے خاتمے تک عمل کرین - اور اس کے مضمون سے نہ گزرین زندہ کرین اس کو کہ قرآن مجید جس کو زندہ کرتا
ہے اور مارین اس کو کہ قرآن کریم جس کو مارتا ہے - علی مرتضیٰ اور ان کے شیعہ یعنے ان کے اصحاب اس
بات پر راضی ہوے کہ ابوموسیٰ اشعری اسباب مین حاکم اور ناظر رہے - اور معاویہ اور اتباع اسباب
پر راضی ہوے کہ ان کے قبال سے عمرو بن عاص حاکم و ناظر رہے انتہی - علی مرتضیٰ اور معاویہ نے ابوموسیٰ اور عمرو بن
عاص سے عہد و میثاق کیا کہ قرآن مجید کو اپنا پیشوا ٹھہراوین - اور مضمون کلام ربانی سے تجاوز نکرین جو کہ قرآن مجید
مین مسطور ہے اسکے مطابق حکم فرماوین - اور جہانتک مطلوب ہو اور کتاب اللہ مین وہ پایا نجاوے سنت نبوی کی
طرف رجوع کرین اور قصداً اقتضاے سنت نبویہ کی برخلاف عمل نہ کرین - وے ہر دو حکم نے بھی حضرت
اور معاویہ سے عہد و پیمان لیا کہ انکے حکم سے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو عدول نکرین - اگر یہ ہر دو حکم
حکم کرنے کے آگے اُن سے کوئی ایک فوت ہوجاوے تو جناب امیر اور معاویہ کے توابع و دوستون مین سے کسی کو جو اہل
عدل و صلاح سے ہو اسکی جائے پر نصب کرے اور ہر دو حکم کو رمضان شریف تک مہلت ہے کہ اس مدت
مین حکم کرین اگر اس مدت مین امر خلافت کو کسی پر قرار نہ دین اور دستی کرین فریقین کو جنگ و قتال کا اختیار رہے
اور جس نے اس امر مین ظلم و فساد و خلاف کریگا سب امت اس کے دفع شر مین اتفاق کرین جب صلحنامہ تمام

ہوا اس پر گواہیاں ثبت کین کہ شہد علی ما فی ھذا الکتاب الحسن والحسین ابناء علی وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن جعفر بن ابیطالب واشعث بن قیس اور شاہیر کی ایک جماعت نے جو حضرت امیر کے ملازم تھے۔ اپنے نام لکھدئے۔ اور اہل شام کی ایک گروہ بھی اپنی گواہی ثبت کی۔ اور اخیر صحیفے مین مرقوم ہوا کہ کتب یوم الاربع ثلثة عشر من صفر سنة ثلثین وسبع روایت ہی کہ اشعث بن قیس نے مالک اشتر سے التماس کی کہ تیری گواہی بھی ثبت کیجئے۔ اس نے جواب دیا کہ مالک کا داہنا ہاتھ کٹ جاوے اور بایان ہاتھ شل ہوجاوے اگر اپنا نام اس کاغذ مین لکھے۔ اشعث نے کہا کہ جب تک تو اپنا نام اس مین نہ لکھے مین تیرے سے راضی نہوںگا۔ مالک نے کہا کہ تو کون شخص ہے اور تیری کیا رضا ہے خواہ تو میرے سے راضی رہ یا نہ اس مجلس مین تو سردار ہی ایک جماعت جیسی عدی بن حاتم طائی وغیرہ حاضر تھے اشعث نے کہا کہ عظماے عرب کی حرمت پیش نظر رکھتا ہون۔ والا جواب لایق دیا ہوتا۔ مالک نے کہا کہ میری تیغ زبان تیری زبان سے تیز تر ہے اور میری سنان تیری سنان سے نافذ تر اور میرا قبیلہ تیرے قبیلے سے بیشتر اور بن امیرالمومنین کا دوست ہون تو دشمن اور چند کلمات سخت زبان لاے۔ اشعث نے برہم ہوکے اپنی تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مالک اپنی شمشیر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ابراہیم بن مالک بھی اپنی تیغ نیام سے کھینچی مالک نے اپنے فرزند کو نصیحت کرکے اشعث کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اول تو نے اکراہ سے اسلام قبول کیا اس کے بعد اپنے کافرون اور بت پرستون کے دین باطل کے طرف رجوع کیا پھر جان کے اندیشے سے مسلمان ہوا جب مالک کا کلام یہان تک پہنچا اور یہ خبر حضرت امیر کو پہنچی مالک کو اپنے پاس بلواکے فرمایا کہ ای مالک تو اس قوم کے ساتھ مدارا کر جیسا مین کرتا ہون حضرت مخبر صادق نے مجھ کو خبر دی ہے کہ اشعث سے میرے بہ نسبت اور اوسکی اولاد سے میری اولاد کے بہ نسبت کیا کیا صدمے ہوںگے۔ جناب امیر کا یہ کلام اثبات پر شعر تھا جو اشعث نے کربلا مین حضرت امام حسین سے قتال کیا اور اس کا پوتا محمد بن اشعث نے اس جناب پر پانی بند کیا تھا غرض جب عہد نامہ لکھا گیا۔ اشعث نے اس کو اپنے ہاتھ مین لیکے قبائل عرب کے پاس جو اس لشکر مین تھے لیگیا۔ جب قبیلۂ عرب اس کے مضمون سے واقف ہوے ان سے دو برادرون نے بلند آواز سے کہا لا طاع الا اللہ (نہین اطاعت مگر اللہ کی) پھر لشکر شام کے ساتھ قتال کرنے لگا یہان تک کہ ہر دو مارے گئے۔ جب اشعث نے قبیلۂ مراد پر صلحنامہ پڑھا صالح بن شقیق نے جو ایک فاضل تھا کہنے لگا لا یحکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون (حکم نہین کرتا اللہ اگرچہ مشرکین ناراض ہون ۱۲) اور اکثر قبائل متفق ہوکے

اشعث کو بہت سرزنش کی - اور کہتے ہین جناب امیر کے لشکر سے ایک شخص نے جلد اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے پانی مانگا جب پانی لیا پیا اور معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا اور بہت سے لوگ کو زخمی کر کے مراجعت کی پھر پانی مانگ کے پیا اور حضرت علی کے لشکر پر حملہ کر کے کئی تن کو زخمی کیا ایسا ہی کبھی اُس لشکر پر کبھی اس لشکر پر حملہ کرتا اور کہتا تھا کہ ایہا الناس مین علی مرتضیٰ اور معاویہ اور حکمین سے بیزار ہون حکم نہین مگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو ولو کرہ المشرکون اور جس مرتبہ کہ حضرت امیر کے لشکر پر حملہ کیا مارا پڑا پہلا خارجی جو مقتول ہوا وہی تھا - القصہ تمام مصالحت کے بعد حضرت امیر نے کوفے کی طرف اور معاویہ نے شام کی طرف روانہ ہوے اور یہہ بات قرار پائی کہ ابو موسیٰ اشعری حجاز اور عراق کے اکابر کے ساتھ اور عمرو بن عاص شام اور عرب کے عمائد کے ساتھ دومۃ الجندل مین جو عراق اور شام کے درمیان واقع ہے آ کے جمع ہوین اور ہر دو متفق ہو کے امر خلافت مین حکم کرین - جناب امیر نے شریح بن ہانی کے ساتھ اپنے خواص سے پانچ ہزار نفر کو دیکے حکم فرمایا کہ دومۃ الجندل کی طرف جاوین - اور عبداللہ بن عباس کو حکم کیا کہ ان کے ہمراہ رہے - اور معاویہ نے ابو الاعور السلمی اور شرحبیل بن سمط الکندی کے ساتھ یک جماعت کو دیکے عمرو بن عاص کے ہمراہ کیا - اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ ہر حکم کے ساتھ چہار سو نفر تھے جملہ آٹھ سو مرد دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوے - کہتے ہین کہ اثناے راہ مین عبداللہ بن عباس اور احنف بن قیس نے ابو موسیٰ اشعری کو نصیحت کر کے کہا کہ عمرو بن عاص کی باتون پر فریفتہ ہو جاے اور حکم کے باب مین کسی طرح سے اس پر سبقت نہ کرے ابو موسیٰ نے قبول کر کے اُن ہر دو کو مطمئن کیا - لاکن جب وہ نہایت مرد سادہ تھا آخر عمرو بن عاص کے فریب مین آگیا چنانچہ اس کا بیان اب لکھا جاتا ہے **جمع ہونا فریقین کا دومۃ الجندل مین اور جو کہ واقع ہوا درمیان ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص کے** کہتے ہین کہ جب ہر دو فریق دومۃ الجندل مین آ کے قرار پا چکے - عمرو بن عاص نے ابو موسیٰ اشعری سے ملاقات کر کے اس کو آپ پر تقدیم دی - اور کہنے لگا اے برادر مفارقت بہت دراز کھینچی اب مجھے تیری نزدیکی سے بڑی خوشی حاصل ہوی - اللہ تعالیٰ اس امر مین برکت نہ دیوے جس مین تفریق کا سبب ہو - پس عمرو بن عاص نے ہر روز اس کی خدمت مین آنا اور اسکی تعظیم و تکریم مین بڑا مبالغہ کرنا اور اس کے روبرو دو زانو بیٹھنا اور مسایل پوچھا کرنا - جب ابو موسیٰ سوار ہوتا وہ اسکی رکاب پکڑتا - جب وہ مجلس سے اٹھتا نعلین اس کے آگے رکھتا - اور کہتا کہ سبقت اسلام اور علم و عمل کی فضیلت

تم کو اس درجے مین ہے کہ ابنائے روزگار سے کسی کو میسر نہین - غرض ایسے ہی حیلہ و تدبیر سے
اس کو اپنے فریب مین لایا - جب بہت ایام گذر گئے - اور ہر دو حکم سے کوئی حکم صادر نہوا - لوگ ملول
اور تنگدل ہو کے ہر دو حکم سے کہنے لگے مدت مدید منقضی ہوی اب تک خلافت کے باب مین تم نے
کچھ حکم نہ کیا ہکو اسبات کا بڑا خطر ہے کہ کہین وعدے کے ایام گذر جانیسے پھر فریقین مین قتال برپا
نہووے - تب ہر دو حکم نے لوگون کو تسکین دیکے خلوت مین تدبیر آغاز کی عمرو بن عاص نے ابوموسی
سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین تو نے میرے آگے مشرف
ہوا ہے اور زمانے کا سرد و گرم آزمایا ہے یقین جانتے کہ مین تیری صوابدید سے تجاوز نکرونگا - ابوموسی
نے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے صلاح و عصمت سے آراستہ اور علم و عمل سے پیراستہ ہی اور اندون
گوشہ اختیار کیا ہے اور جنگ و جدال سے دوری لی اور اپنی تلوار کو کسی کے خون سے آلودہ نہ کیا ہی
مین اس کو لایق خلافت کے سمجھتا ہون - عمرو بن عاص نے پوچھا کہ معاویہ کے باب مین تو کیا کہتا ہے
ابوموسی نے کہا کہ معاویہ خلافت کے لایق نہین - اور بھی کئی شخص کا نام لیا ابوموسی نے کسیکو پسند
نہ کیا آخر عمرو بن عاص نے یہ بات ٹھہرائی کہ ہم ہر دو متفق ہو کے علی مرتضی اور معاویہ کو حکومت سے
معزول کر دین اور استقرار خلافت کا مہم شوری کے تحویل کرین تا وے جس کو مناسب جانین خلیفہ
ٹھہرا دین - ابوموسی نے یہ بات پسند کی - جب اپنے مکان آیا عبداللہ بن عباس نے اس کے ساتھ
خلوت کر کے فرمایا کہ اے ابوموسی واللہ مین گمان کرتا ہون کہ عمرو بن عاص نے تجھے فریب دیا ہی اب
میری التماس یہی ہے کہ تم ہر دو جس بات پر اتفاق کرین تو ہرگز اسباب مین اقدام نہ کیجئے کیونکہ وہ
صاحب غدر ہے - مجھے اسبات کا بڑا اندیشہ ہے کہ ایک امر متفق علیہ مین تو اقدام کریگا تو وہ تیرا خلاف
کر بیٹھیگا تب ایک ایسا فساد پیدا ہو دیگا کہ کوئی اسکا تدارک نکر سکیگا - ابوموسی نے کہا کہ ہم ہر دو نے
ایک ایسی بات پر اتفاق کیا ہے کہ ایک دوسری کی مخالفت کو گنجایش نہین - غرض دوسرے روز ابوموسی
اور عمرو بن عاص اور سب لوگ مسجد جامع مین فراہم آئے ابوموسی نے عمرو بن عاص سے کہا کہ منبر پر سوا
ہو کے وہ بات جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے لوگون کو سنا دیجئے - عمرو بن عاص نے کہا کہ مین تیرے پر
تقدم نہ کرون حالانکہ تو میرے سے عمر مین طول اور افضل ہے - تب ابوموسی نے بالاے منبر آ کے اللہ تعالی
کی حمد و ثنا سے ادا کی اور حضرت پیغمبر پر درود پڑہا - پھر کہنے لگا لوگو رعایا و برایا کی بہتری اسی مین پائی جاتی ہی

کہ علی مرتضیٰ اور معاویہ کو حکومت سے معاف رکھیں اور اس امر خطیر کو شوریٰ کے تحویل کریں تاکہ جسکو خلافت کے سزاوار سمجھیں اور اپنا اصلاح کار سوچھیں اس کو اختیار کر لیں - پھر اپنی انگوٹھی انگلی سے نکال کے کہنے لگا کہ میں نے علی مرتضیٰ اور معاویہ کو خدمت سے عزل کیا ہے جیسا کہ یہ انگوٹھی اپنی انگلی سے نکالی یہ بول کے منبر سے اُترا اور عمرو بن عاص نے منبر پر چڑھکے کہا کہ اس شخص نے اپنے صاحب کو خلافت سے عزل کیا چنانچہ سب لوگوں نے مشاہدہ کیا - اور میں نے اپنے صاحب یعنے معاویہ کو خلافت پر مقرر کیا کیونکہ وہ عثمان بن عفان کا ولی اور اونکے قصاص کا طالب اور خلیفہ مظلوم کی مسند پر بیٹھنے کیلئے سزاوار ہے - یہ نا ملایم بات اس کی زبان سے نکلتے ہی لوگوں میں برا شور و غل ہوا - ابو موسیٰ نے عمرو بن عاص کو دشنام دیکے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے توفیق ندی کہ تو نے غدر کیا اور میری مخالفت کی تیرا اور میرا قرار داد ایسا نہین تھا فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ (یہ بھی مثال کہنے کی سی ہے جو بوجھ اٹھاتا ہے ۱۲) عمرو بن عاص بھی اس کے جواب مین یہی کہا عبد الرحمن بن ابی بکر نے کہا کاش اسے ابو موسیٰ تو ہوا ہوتا کہ ایسا حکم نکرتا - شریح بن ہانی نے عمرو بن عاص کے سر پر تازیانہ مارا - لوگوں نے درمیان آکے اس کو تسلی دی - اور شریح ہمیشہ تاسف کرتا تھا کہ عمرو بن عاص کے سر پر بجاے تازیانہ مین تلوار سے کیوں نہ مارا - بعضے حضار مجلس نے آواز بلند سے کہا کہ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ (نہین حکم مگر اللہ کے لئے ۱۲) ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص کو حکم خداوندی کے ساتھ کیا اختصاص اور اہل عراق سے ایک جماعت چاہی کہ بنام سے تلوار مین کھینچ کے منبر کے پاس قتال آغاز کرین پر عدی بن حاتم طائی نے مانع ہو کے کہا کہ امام وقت کے بلا حکم قتال جایز نہین - اور یہ مقدمہ اہل حجاز پر خصوصاً بنی طی پر نہایت گران آیا - اور ایک جماعت نے ابو موسیٰ کو سب و شتم کر کے کہا کہ امیر المومنین کو تیری حماقت سے خبر تھی اسی واسطے تجھے حکم ٹھہرانیکو کراہت رکھتے تھے - جناب ولایت مآب کے شیعہ کی ایک جماعت نے ابو موسیٰ کو مار ڈالنا چاہا اس نے بہت جلدی سے مکہ معظمہ کے طرف فرار کیا - عمرو بن عاص اور ابو الاعور اپنے تابعون کے ساتھ معاویہ کے پاس جا کے خلافت کا سلام کیا - اور عبد اللہ بن عباس اور شریح بن ہانی نے اپنے موافقین کے ساتھ حضرت امیر کی خدمت مین حاضر ہو کے سب سرگذشت ظاہر کی

محمد بن ابی بکر اور مالک اشتر کا قتل نقل ہے کہ جناب امیر نے صفین کی طرف تشریف فرما ہونیکے آگے قیس بن سعد عبادہ کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو اسکی جاے پر روانہ کیا تھا جب محمد بن ابی بکر شہر مصر کو پہنچا - قیس نے حکومت ان کے سپرد کر کے اس مملکت کے ضبط و نسق کے

باب مین اور فلان فلان کی دلجوئی اور خاطر داری کرنیکے مقدمے مین نصیحت کی اور حضرت امیر کی خدمت
مین حاضر ہوکے آپکے ہمراہ رکاب صفین کی طرف روانہ ہوا - جب محمد بن ابی بکر نے مصر کی حکومت پر متمکن ہوکے
اس ملک کے تنظیم و تنسیق پر کمر باندھی - مصر مین ایک شخص معاویہ بن خدیج نام جناب امیر کے سخت دشمنون
سے تھا جنگ صفین آخر ہوا اور حکمین کا قصہ بھی وقوع مین آیا - معاویہ بن خدیج نے حضرت عثمان کے
خون کا بدلہ طلب کرنے مین اٹھا اور باشون کی ایک جماعت بھی اس کے ہمراہ ہوئی سو اس ملک مین ایک شور
اور فتنہ پیدا ہوا - محمد بن ابی بکر نے یہ احوال حضرت امیر کی خدمت مین لکھا - حضرت امیر نے صفین سے مراجعت
کرنے کے بعد مالک اشتر کو جزیرے کی حکومت پر بھیجا تھا جلد اس کو بلوا کے اسباب مین مشورت کی کہ محمد بن
ابی بکر کو ابھی تجربہ نہین ہے - پس کسی کو وہان بھیجا چاہئیے - مالک نے کہا کہ اس ملک کی فرمان روائی کے
لئے قیس بن سعد ہے بہت سزاوار ہے - لاکن حضرت علی نے جب اس کو بے سبب معزول کیا تھا
پھر وہان کے جانے پر راضی نہوا - اسلئے جناب امیر نے اس کو آذربائجان کی حکومت پر روانہ کرکے مالک
اشتر کو فرمایا کہ مصر کی حکومت تجھے سزاوار ہے پس مالک اشتر حکم کے ساتھ بڑی جلدی سے مصر کیطرف
روانہ ہوے یہ خبر شام مین معاویہ کو پہنچتے ہی ورطہ اضطراب مین پڑا کیونکہ یہ سوچا کہ کوفے کے طرفسے
جناب امیر اور یہان کی جانبسے مالک اشتر فوج کشی کرکے آوین تو شام مین اپنی اقامت مشکل ہو جائیگی آخر یہ
تدبیر سوچی کہ مالک کو دغا سے ہلاک کرے مصر کے راہ مین ایک قریہ واقع تھا اس مین ایک دہقانی جو
معاویہ سے دوستی رکھتا تھا اقامت کی تھی بڑی جلدی سے اسکو لکھ بھیجا کہ مالک اشتر مصر کیطرف جانے
کے وقت البتہ تیرے قریے پر سے گذریگا تو اسکی استقبال جاکے اسکے ساتھ بڑی محبت سے
پیش آکے اسکی ضیافت کیجئے - اور بہر حیلہ و تدبیر اسکو زہر دیجئے - یہ خط اس دہقانی کو پہنچتے ہی
اس نے انتظار مین تھا جب مالک اس نواح مین پہنچا اس کے استقبال جاکے بڑی تکریم اور محبت سے
پیش آیا اور گھر لاکے اتارا - اور خوارج کا ذکر درمیان لاکے ان کی بڑی شکایت اور مذمت کی اور کہا کہ ہم
سب تیرے سے شجیع و جوانمرد کے محتاج تھے غرض شہد مین زہر ملاکے اسکو کھلا دیا مالک اشتر نے اسی وقت
رحلت کی - جب اس کے رحلت کی خبر کدورت اثر حضرت امیر کو پہنچی بڑا ہی درد و ملال وارد خاطر ہوا بے اختیار
رو دیئے - اور محمد بن ابی بکر کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ مین نے تیری جائے پر
جو مالک اشتر کو روانہ کیا اسکا سبب کچھ تیرے قصور و فتور کا نہین بلکہ مین نے چاہا کہ تجھکو ایسے

ملک کی حکومت پر روانہ کردون کہ جہان فتنہ وفساد کا اندیشہ نرہے اور تو فارغ البال آرام سے وہان گذرانے - خیر اب تو اتنا سے راہ مالک اشتر کی رحلت ہوی اللہ تعالیٰ اسکو بخشے - چاہئے کہ تو اپنے مسند حکومت پر متمکن رہکے بڑی ہوشیاری سے فرمان روائی کیجئے اور دشمن کے مقابلے سے پس پا نہوے ہر امر میں اللہ تعالیٰ سے استعانت کیجئے وہی تیرا کافل مرادات وکافی مہمات ہے اس نے پردہ غیب سے جو ظہور میں لائیگا اسپر راضی رہا چاہئے والسلام - نقل ہی کہ مالک اشتر کی رحلت کے بعد جب خوارج کا فتنہ رو دیا اور امیر المومنین انکے دفع شر کی طرف متوجہ ہونا ضرور پڑا - معاویہ کو بڑی خوشی حاصل ہوی جنگ صفین کے وقت عمرو بن عاص سے جو وعدہ کیا اسکے موافق اسکے ساتھ چھے ہزار کا لشکر دیکے مصر کی تسخیر پر روانہ کیا - عمرو بن عاص نے جب مصر پہنچا معاویہ بن خدیج جو مصر میں فتنہ برپا کیا تھا اپنا لشکر لیکے عمرو بن عاص کا رفیق ہوا - محمد بن ابی بکر کا لشکر اس کے ساتھ مقابلہ کیا آخر محمد بن ابی بکر کے لشکر کو شکست ہوئی لوگ متفرق ہو گئے معاویہ بن خدیج نے اسکو قتل کیا اور اس کے جسد مبارک کو جلا ڈالا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر عمرو بن عاص مصر کی حکومت پر قرار پایا - اور بعضے روایات میں آیا ہی کہ جب عمرو بن عاص نے مصر پہنچا محمد بن ابی بکر نے حضرت امیر کی خدمت میں اس کے احوال سے اطلاع دیکے مدد طلب کی - آپنے ہر چند کوفیون کو اسکی اعانت پر ترغیب وتحریص دی پر وے بدبختون نے قبول نہ کیا جناب امیر کو بڑی رنجیدگی ہوئی سو روبقبلہ ہوکے یہہ دعا کی کہ الٰہی اس قوم پر ایسے شخص کو مسلط کر کہ ہر گز ان پر رحم نہ کرے - آپکی یہ دعا مقرون اجابت ہوئی سو بقول جمہور اسی شب حجاج بن یوسف ظالم پیدا ہوا کوفیون کو اس کے ہاتھ سے جو رنج پہنچا سو مشہور ہے - القصہ جب محمد بن ابی بکر کے قتل کا واقعہ جانکزا جناب امیر کے گوش گذار ہوا - بہت محزون وملول ہوے - ان دنون عبداللہ بن عباس جو بصرے کی حکومت پر تھے آن کے نام سے ایک مکتوب تحریر فرمایا اور اس میں اپنی کدورت اور دل تنگی ظاہر کی انہون نے زیاد بن ابیہ کو اپنی نیابت دیکے بصرے سے کوفی کی طرف مراجعت کی اور اپنے دل میں یہہ قرار دیا کہ امیر المومنین کے جناب سے پھر مفارقت اختیار نہ کرون

ہجرت سے اٹھائیسویں سال کے وقایع

فوجیں روانہ کرنا معاویہ کا جزیرے اور یمن وحجاز عراق کی طرف

کہتے ہین کہ محمد بن ابی بکر کی شہادت اور عمرو بن عاص مملکت مصر پر غلبہ پانے کے بعد جناب امیر کے امور خلافت میں تھوڑا خلل رو دیا معاویہ نے عبداللہ بن حضرمی کو بصرے کی تسخیر پر نامزد کرکے

روانہ کیا اس نے جسر بصرہ پہنچا - زیاد بن امیہ جو عبداللہ بن عباس کی طرف سے وہان کا حاکم تھا مقابلے کی طاقت نہ کے مختفی ہو گیا - جب کوفے مین امیرالمومنین کو اس بات کی اطلاع ہوی آپنے اعین بن مخاشع کو اسر کے جنگ پر روانہ کیا - جب اس نے جاکے اس سے مقابلہ کیا عبداللہ بن جعفری نے اس پر فتح پاکے اس کو قتل کر دیا - اس کے بعد امیرالمومنین نے حادثہ بن قدامہ کو روانہ فرمایا اس نے بصرہ پہنچکے اسکا مقابلہ کیا جنگ شدید واقع ہوا عبداللہ بن حضرمی نے ہزیمت پاکے ایک قصر بلند مین جاکے پوشیدہ ہوا اور اس کے راہین اور دروازے بند کر دئے حارثہ نے حکم کیا کہ اس عمارت کو آتش دین پس عبداللہ اور اس کے اتباع سب کے سب جل گئے **ہجرت سے پنچالیسوین سال کے وقایع** اس سال مین معاویہ نے عثمان بن بشیر انصاری کے ساتھ دس ہزار کا لشکر دیکے عین التمر کے تسخیر پر روانہ کیا اوس وقت حضرت علی کی طرف سے مالک بن کعب وہان کا حاکم تھا جب عین التمر کے لوگ کم تھے شامیون کی کثرت کو دیکھ کے فرار ہوے - مالک نے تھوڑے لوگ کے ساتھ قلعے مین پناہ لیکے ایک قاصد کو امیرالمومنین کی خدمت مین بھیجا اور مدد طلب کی جناب خلافت مآب نے چاہا کہ مدد روانہ کرے لاکن کوفیون سے کسی نے بھی قبول نکیا - مالک نے جب دیکھا کہ مدد آنے مین بڑی دیر ہوئی آخر وہی سو شخص کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قلعے سے باہر آکے جنگ شروع کیا شام تک قتال جاری تھا - ایسے مین عبدالرحمن بن مخنف اپنے باپ کے حکم پر مالک کی مدد پر آپہنچا - نعمان کو یہ تصور ہوا کہ مالک کی مدد پر لوگ بہت آتے ہین گھبرا کے شام کی طرف رجعت قہقری کی - اور اسی سال مین معاویہ نے چھے ہزار سپاہ کے ساتھ سفیان بن عوف کو سرداری دے کے انبار پر روانہ کیا وہ شہر سواد عراق سے ہے جب سفیان انبار پر پہنچا حسان نے جو وہان کا حاکم تھا اس کے ساتھ مقابلہ کر کے مارا گیا - شامیون نے انبار کو مسخر کر کے غارت کیا - جب یہ خبر جناب خلافت مآب کو پہنچی - قیس بن سعد کے ساتھ شجیعون کی ایک فوج دیکے روانہ فرمایا - وہ بڑی جلدی سے روانہ ہوا - حدود شام تک جاکے دیکھا تو کسی کو نپایا - کیونکہ شامیون نے جو بہت سا مال و متاع غارت کیا تھا بلا توقف اپنے وطن مین جاکے پہنچ گئے - غرض معاویہ نے ایسا ہی اور کئی شہرون مین اپنے تابعون کو روانہ کیا جناب امیر کے طرف سے جو عامل اور حاکم مقرر تھے ان کے ساتھ جنگ و جدال واقع ہوا کبھی فتح ادہر تھی اور کبھی ادہر - اور اسی سال معاویہ نے ایک سردار کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ

تا مصر اور مغرب کے لوگون کو ساتھ لے کے حج ادا کرے - اس وقت قثم بن عباس جو حضرت علی کے طرف سے مکہ معظمہ کا حاکم تھا اس کو امیر حاج ہونیسے منع کیا اسلئے فریقین مین جنگ برپا ہونیوالا تھا لاکن یمنیون نے کہا کہ حج کے ایام مین ہم خونریزی ہونے نہین گے - آخر انہون نے شیبہ بن عثمان کو مقرر کیا کہ سب لوگون کا مقتدا ہوکے مناسک حج پر قیام کرے **خوارج کا جنگ**

نقل ہے کہ حضرت علی نے ابو موسی اشعری کو دومۃ الجندل کی طرف بھیجنا چاہا - خرنوس بن زہیر اور زرعہ بن مالک نے آن کے عرض کی کہ ابو موسی کو حکم ٹھہراکے نہ بھیجئے - جناب امیر نے فرمایا کہ جب ہمنے عہد کرچکا - اور عہد نامہ بھی لکھا گیا اور طرفین کے عاید واکابر کی گواہیان بھی اسپر ثبت ہوین - اب کس طرح اسکا خلاف کیا جائیگا - عہد شکنی تو جایز نہین اللہ تعالی فرماتا ہے واوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم ابن الکوا اور سب خوارج کہنے لگے کہ ابو موسی اشعری کو نہ بھیجئے بلکہ اب لشکر آرام پایا ہے پھر شامیون سے جنگ برپا کیجئے - جناب امیر نے فرمایا کہ شامیون نے جب مصحفون کو نیزون پر چڑہایا - ہمنے کہا کہ یہ بھی انکا حیلہ ہے تم اور ایک ساعت جنگ کرو کہ اسید فتح کی ہے - تب تم نے میرا کہا قبول نہ کیا - آخر ہمنے لاعلاج ہوکے حکمین ٹھہرانے پر راضی ہوا تب ایک شخص نے کہنے لگا یا امیر المومنین ان لوگون کی جمعیت تو زیادہ ہوگئی ہے - اور بسبب تحکیم کے آپ کی تکفیر کرتی ہے - اگر آپ ان کے کہے موافق اس سے باز نہ آوین تو پھر آپ سے قتال کرینگے حضرت امیر نے فرمایا کہ اب ان سے بھی جنگ کرنا مجھے حلال ہوا - غرض یہی اختلاف تھا کہ ابو موسی دومۃ الجندل گیا - اور اس نے عمرو بن عاص کے فریب مین آکے جو حکم کیا اس کی خبر کوفے کو آتی ہے - خوارج بہت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ اب جناب امیر کا خون مباح ہے پھر سبہون نے متفق ہوکے یزید بن حصین کو اپنا سردار بنانا چاہا اس نے قبول نہ کیا - پھر براء بن اوفی سے التماس کی وہ بھی قبول نہ کیا آخر **عبد اللہ بن وہب** کو اپنا امیر بناکے اس سے بیعت کی - ان مردود احمقون کا یہی دعوا تھا کہ جب حکمین کے حکم کرنے پر طرفین کے لوگ راضی ہوکے حکم ٹھہرائے اسیوقت مورد تکفیر ہوے - لاکن کتاب اللہ کے موافق حکم کرنے کی جو شرط تھی اور وے برخلاف کتاب اللہ حکم کرنے کے سبب سے حضرت علی جو اس پر راضی نہوے اُن ناہنجارون کو اس پر نظر نہین نعوذ باللہ من الغباوۃ والغواۃ قصہ کوتاہ سب خوارج نے اس بات پر اتفاق کیا کہ کوفے سے

نکلکر نہروان پر جاکے جمع ہو دین - اور جناب امیر پر امر معروف کرین اگر انہون حکم ٹھہرانے کے کفر سے توبہ کرین بہتر والا اسنے جنگ پر پاکرین نعوذ باللہ منہا پس سب کوفے سے ملکے نکلنے مین شہرت اور حضرت کا خطرجانا کے دو دو چہار چہار شہر سے اپنا منہ کالا کرنے لگے اور بصرے کے خوارج کو بھی ایک نامہ تھا کہ ہم نہروان پر جاکے جمع ہوتے ہین تم بھی جلد وہان آکے ملحق ہوجاوین پس بصرے سے بھی بالنسو خارجی نہروان کا قصد کرکے نکلے - ان ظالمون کا تو یہ تشدد تھا کہ اثناے راہ جس کو پاتے اپنا مذہب ظاہر کرتے اگر وہ شخص قصۂ تحکیم سے انکار کرتا اور انکے ساتھ تکفیر مین شریک ہوا سکو چھوڑ دیتے والا اسیوقت اس کو قتل کرتے تھے ایسا ہی انہون نے بہت سے مسلمانونکو مار ڈالا غرض بصرے کے خوارج نہروان پر جا کوفے کے خوارج کے ساتھ ملحق ہوے رہے خبر امیرالمومنین کی حدیث مین پہنچی آپنے ان کے سردار ناہنجار کے نام سے یہہ نامہ رقم فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم من علی بن ابیطالب الی عبد اللہ بن وہب الراسبی و یزید بن الحصین و من یتبعہما سلام علیکم فانّ الرجلین الذین ارتضیناہما حلفنا کتاب اللہ و اتبعہما ہواہما بغیر ہدی فلم یعملا بسنۃ و لم یحکما بالقرآن و تبرانا من حکمہما نحن علی امرنا الاول فاقبلوا رحمکم اللہ الینا فانا سایرا الی عدونا و عدوکم لنعود لمحاربتہم حتی یحکم اللہ بیننا و ہو خیر الحاکمین جب یہہ مکتوب خوارج کو پہنچا دے ناہنجارون نے گستاخ ہوکے یہہ جواب لکھا کہ آپ جب ابتدا مین تحکیم حکمین پر راضی ہوے اسیوقت سے مرتد و کافر ہوے اگر اس سے توبہ کرین بہتر والا ہم آپ کو امر معروف کرین گے اور راہ راست پر بلائینگے آپ قبول کرین ہم آپکے تابع ہون گے والا آپسے جنگ کرین گے - جب ان گمراہون کا جواب جناب ولایت مآب کو پہنچا - ان کے راہ صواب پر آنے سے مایوس ہوے - اور چاہے کہ اُن اشقیا کو بالفعل ان کے حال پر چھوڑ دیکے عنان عزیمت شام کی طرف معطوف کرین اور از سر نو سماویہ کو گوشمالی دین - پس کوفے سے نخل کے موضع نخلہ کو لشکر گاہ ٹھہرایا اور اپنے یارون کو حکم فرمایا کہ سفر کا تہیہ کرین - اور ممالک محروسہ کے اطراف واکناف کے عاملون کو پروانجات روانہ فرماکے شجیعون اور جوانمردون کو بلوایا اور آپ کا فرمان جب عبد اللہ بن عباس کو پہنچا انہون نے بصرے سے ساتھ ہزار تیغ زن کا لشکر لیکے موضع نخلہ مین حاضر ہوے - اور جو طرف کی جو فوجین فراہم آئین ان کا شمار اسی ہزار آدمی سے زیادہ ہوا - ایسے مین یہہ خبر آئی کہ خارجیون نے سواد عراق مین قتل اور غارت کا بھد در از کیا ہے اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے انکو غفلت

اور حرمان ہاتھ دلی ہے - ان کا ظلم اس درجے کو پہنچا ہے کہ عبداللہ بن خباب ایک رفیق کو ہمراہ لیکے راہ سے چلا تھا ان خارجیون نے اپنا مذہب ان پر عرض کیا وے ہر دو نے نہین قبول کیا پھر انہون نے ان ہر دو کو قتل کر ڈالا - امیرالمومنین نے یہہ خبر سنکے **حارث بن مرہ** کو نہروان کی طرف روانہ کیا تا ان کی کیا حالت ہے تحقیق کر کے آوے - جب اُس نے نہروان پہنچا اُن ظالمون نے اسکو بھی مار ڈالا - جب یہہ خبر موضع نخیلہ مین مسموع ہوی سب لشکر کے سردارون نے حضرت امیر کی جناب مین عرض کی کہ اب مصلحت نہین ہی کہ ہم ان گمراہون کو چھوڑ دیکے شام کے طرف جاوین - وے ایسا ہی ناحق مسلمانون کو مار ڈالنے اور انکا مال غارت کرنے مین بے باک رہینگے بلکہ انکا فساد کوفے تک بھی پہنچ جائیگا - اب مناسب یہی ہے کہ یہہ متعدد فوجین جو جمع آئے ہین ہمراہ لے کے نہروان کیطرف روانہ ہووین - اور اس گمراہ فریق کو راہ راست کیطرف دعوت کرین اگر قبول کرلین تو بہتر والا اسنے جنگ برپا کرین - جب ان کی سزا سے فراغت حاصل ہو شام کا قصد کرین - یہہ رائے جناب ولایت مآب کو پسند آئی - حکم ہوا کہ لشکر مین ندا کردین کہ نہروان کی طرف کوچ کرین - جب قطع منازل کر کے نہروان سے ایک فرسنگ کی مسافت پر جا پہنچے - جناب امیر نے **عبداللہ بن عباس** اور **ابو ایوب انصاری** کو روانہ فرمایا تا ان کو نصیحت کرین - وے ہر دو بزرگون نے جا کے ان کو ہر چند سمجھایا اور نصیحت کی پر کچھ فایدہ نہوا - وہان سے مراجعت کر کے انہون نے سب احوال ظاہر کیا - تب جناب امیر خود بنفس نفیس خوارج کے لشکر گاہ طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی اور انکو ندا کی ایتہا العصابۃ التی اخرجتنا (اے وہ جماعت جس کو ہمنے عند الحاجت نکالا ہے ۱۲) شامی لوگ جب نیزون پر مصحفون کو چڑہا کے لے آئے - مین نے ہر چند کہا کہ یہہ ان کا حیلہ اور مکر ہے تم ان کے فریب مین نہ آؤ اور ایک ساعت ان سے قتال کرو پر انہون نے ہرگز نہ مانا - اور تحکیم حکمین کے سوائے راضی نہوے - تب مین نے اس شرط کے ساتھ راضی ہوا کہ حکمین کتاب اللہ کے مطابق حکم کرین - اور زندہ کرین اس چیز کو کہ قرآن مجید جسکو زندہ کرے اور مارے اس چیز کو کہ فرقان حمید جس کو مارے - جب وے ہر دو حکم نے اپنے نفس کے تابع ہو کے کتاب اللہ کے خلاف مین حکم کیا ہم بھی ان کے حکم کو معدوم سمجھ کے وہی پہلی بات پر ہین - اور تم نے جو میری مخالفت اور بے فرمانی پر کمر باندہی ہین اس کا کیا سبب معلوم نہوا - خوارج کہنے لگے کہ ہم شروع مین جب تحکیم پر راضی ہوے اسیوقت کافر ہو گئے اب اس حرکت سے پشیمان ہو کے توبہ کیے - اگر آپ بھی ایسا ہی توبہ و استغفار کرین آپکی اطاعت کرین گے - جناب امیر نے فرمایا کہ مین باوجود قدم اسلام و ہجرت باہم

علیہ الصلوۃ والسلام وجنگ وجہاد باکفار لیام محض واسطے خوشنودی رب العلام کے کیا فعل کفر سے آگاہ نہین ہون کیا خلاف واقع کفر کا اقرار کردون نعوذ باللہ منہ - پھر آپنے فرمایا کہ تم اپنی ایک ایسے شخص کو اختیار کرو کہ جس کے قول وفعل پر تم کو اعتماد رہے تا وہ شخص میرے سے معارضہ کرے اگر اس نے مجھے الزام دیوے مین تمہارے قول پر عمل کرتا ہون - اگر مین اسکو ملزم کردون تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو - تب خارجیون نے عبد اللہ بن الکوا کو اختیار کیا جب وہ مناظرے کے لئے آیا - حضرت امیر نے پوچھا اے ابن الکوا تم سب سے اول میری خلافت اور اطاعت پر راضی ہوکے اور جہاد مین میری ہمرہی کرکے اب میری بیفرمانی کرنے کا کیا سبب ہے اور کس نے جنگ جمل مین تمہارے ایسے ایسے حرکات صادر نہوین - ابن الکوا نے کہا اس روز قضیہ تحکیم روندیا جب آپ تحکیم پر راضی ہوے تو معلوم ہوا کہ اپنی خلافت مین آپ کو شک تھا - جناب امیر نے فرمایا کہ ویحک یا ابن الکوا انصاف کرکہ کیا میری ارشاد وہدایت زیادہ ہوگی یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انصاف اس نے کہا کہ حضرت کا انصاف زیادہ ہے - آپنے فرمایا کیا تو نہین سُنا کہ حضرت کو نجران کے نصاریٰ کے ساتھ جب معارضہ رو دیا انسے مباہلہ طلب کرنیکے باب مین یہہ آیت شریف نازل ہوی فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ الآیۃ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اہل نجران کے کذب وبطلان مین شک نہین تھا - غرض اور چند باتین ہوئین آخر جناب امیر نے قوی دلیلون سے اسکو ملزم کیا - ابن الکوا نے عاجز ہوکے کہنے لگا کہ آپ جو کہتے ہین راست ہے آپ مین کچھ عیب نہین مگر یہی بات ہے کہ جب ابو موسیٰ کو آپنے حکم ٹھہرایا - پس آپکا وہ ہر دو مورد تکفیر ہوے نعوذ باللہ من قول الخوارج جناب امیر نے پوچھا کہ ابو موسیٰ کیا دومۃ الجندل کی طرف جانیکے وقت کافر ہوا یا حکم کرنیکے وقت ابن الکوا نے کہا کہ حکم کرنے کے وقت - جناب امیر نے فرمایا جب کو بھیجنے کے وقت وہ مسلمان رہے اور حکم کرنیکے وقت کافر ہووے - اس صورت مین میرا کیا گناہ اگر پیغمبر ایک شخص کو مشرکون کے طرف بھیجے کہ تا انکو دعوت الی اللہ کرے فی المثل اگر وہ جاکے ان کو دوسرے طرف دعوت کی تو اس پیغمبر پر کیا اعتراض - بالجملہ ابو موسیٰ کے قصور سے مجھ پر اعتراض کس طرح آئیگا اور مسلمانون کا خون بیجا کس طرح مجھ پر مباح ہوگا - جب خوارج کے اکابر حضرت امیر سے یہہ بات سُنی ابن الکوا سے کہنے لگے کہ اب اس مرد کے معارضے سے زبان کو روک لے اور اپنی منزل کیطرف چل

یہ بات سنکے اس نے اسیوقت اس سے پھر گیا اور سب خوارج قتال و جدال پر مستعد ہوے جناب امیر نے دیکھا کہ ان گمراہون کا قضیہ شمشیر کے سوا الفصال پاتا نہین - آپ بھی اپنے لشکر ظفر پیکر کو برسر میدان لے آئے - جب ہر دو لشکر ایکدوسرے کے مقابل ہوے - جناب امیر نے حکم کیا کہ ایک جھنڈا کھڑا کرکے دو ہزار شخص اسکی محافظت مین رہین - اور ندا کردین کہ جس نے اس جھنڈے کے طرف آیگا اسکو امان ہے - اور جس نے کوفے کی طرف چلا جاوے - اسکو بھی امان ہے - اس اثنار مین قردہ بن نوفل اشجعی نے جو خوارج کے سردارون سے تھا اپنے تابعون سے کہنے لگا کہ مین نہین جانتا ہون کہ امیر المومنین علی مرتضی کے ساتھ جو ولی خدا و وصی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ہم کسلئے جنگ کرین - پس پانسو شخص کے ساتھ اپنے لشکر گاہ سے نکل کے کوفے کی راہ لی ایسا ہی خوارج کے لشکر سے اور بھی ایک طائفہ کوفے کے ہی طرف چلدیا - اور ایک جماعت اس جھنڈے کے طرف آکے جان و مال کا امان پایا - جناب امیر نے اپنے لشکریون کو حکم فرمایا کہ جنگ مین تم اقدام نکرو اس قدر توقف کیجیو کہ مخالفین ابتدا کرین - اسلئے آپکا لشکر ظفر پیکر کچھ جنبش نہ کرکے اپنے مقام پر کھڑا ہوا تھا - جب خارجیون نے دیکھا کہ اس لشکر سے کوئی اقدام نہین کرتا ہے یک بیک کلمہ لاحکم الا للہ ولو کرہ المشرکون کہتے ہوے ہیأت اجتماعی سے لشکر امیر پر حملہ کیا - خوارج کے لشکر سے اس خندف طائی نے بھر جنگ صفین مین جناب امیر کیطرف تھا اور کئی شامیون کو قتل کیا تھا اپنی ضلالت سے جب حضرت امیر کے لشکر پر حملہ لاکے اپنے لشکر کے طرف پھرا خود جناب ولایت مآب نے اس کا پیچھا کیا اس نے آپ کو دیکھکے گھوڑے کی باگ پھیرکے اس جناب کے ساتھ مقابلہ کیا حضرت امیر نے تلوار کے ایک ہی ضرب مین اس کو گھوڑے سے زمین پر گرایا - تب اس کا برادر خرنوس نے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا حضرت علی کے نزدیک آیا چاہا کہ آپ پر وار کرے ایسے مین جناب امیر نے سبقت کرکے اس پر ایک ضرب ایسا کیا کہ تلوار اس کے مغز سر تک کارگر ہوی اور خرنوس کا گھوڑا بھی اسکی اختیار سے نکل جاکے چوطرف دوڑنے لگا آخر معرکے سے باہر ہوکے نہروان کے کنارے ایک غار مین گرادیا - اس کے بعد خرنوس کا چچیرا بھائی مالک بن الوضاع میدان مین آکے کھڑا رہا اور دو قطعے خرنوس کے اور اپنے یارون کی تعریف مین پڑھنے لگا - جناب امیر نے اس پر بھی شمشیر کا ایک ضرب کرکے سرنگون کیا عبد اللہ بن وہب الراسبی جو اس فتنے کا بانی اور سب خوارج کا

سردار تھا جب یہ حال دیکھا گھوڑے کو بڑہا کے آگے آیا اور جناب امیر سے مقابلہ کیا آپنے ایکہی ضرب سے اسکا کام بھی تمام کیا - خارجیون نے دیکھا کہ اپنا راس ورئیس مارا پڑا اسبھون نے ہیئت اجتماعی سے ایکبار حملہ کیا پس ہر دو لشکر مین جنگ عظیم ہوا اللہ تعالی نے جناب امیر کو نصرت دی خوارج کے لشکر مین جو چہار ہزار مرد جنگی تھے اُن سے دس آدمی کے سوائے کوئی نہ بچا سب کے سب مارے گئے - اور لشکر امیر سے نون آدمی سے زیادہ شہید نہ ہوے - جناب امیر نے آگے ہی اسبات کی خبر دی تھی چنانچہ **عبیدہ سلمانی** کہتا ہے کہ مین حضرت علی کے ہمراہ رکاب جب نہروان کے نزدیک پہنچا ایسے مین ایک شخص نے خبر لائی کہ خوارج ندی سے پرے گذر گئے - اس وقت جناب امیر نے نماز مین قیام کیا تھا - جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی - فرمایا کہ واللہ وے پانی سے نگذرینگے بلکہ ان کی قتل کا مقام اسی ندی کے پاس ہی - تمہارے مقتولون کا عدد دس تک نہ پہنچیگا اور ان سے بھی دس آدمی تک نہ بچینگے - اور عبیدہ سے مروی ہے کہ جناب امیر نے جنگ نہروان کے آگے فرمایا کہ ایک قوم دین سے ایسا بھاگیگی جیسے تیر کمان سے اگرچہ وہ قوم قرآن پڑہیگی لاکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اتریگا - اور احکام قرآنی پر ان کا دل نرہیگا قسم ہے اُس پروردگار کی کہ جس نے دانے کو چیرا اور آدم کو اپنی قدرت سے پیدا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہی کہ اے علی تو اس قوم سے جنگ کریگا جو وے لوگ بادیۂ ضلالت سے راہ ہدایت پر نہ آئین گے جیسے کمان سے گذری ہوی تیر عود نہین کرتی ہے - اس قوم کی علامت یہ ہے کہ اُن مین ایک شخص ایسا ہوگا کہ اس کے ایک ہاتھ پر گوشت پارہ ہوگا جیسے عورت کی پستان - اور اس پر بال ایسے رہینگے جیسے بلی کی مونچھین راوی کہتا ہے کہ جب امیرالمومنین نے یہ خبر دی مین نے تین آپکو قسم دے کے پوچھا کہ یہ حدیث کیا آپنے حضرت کی زبان مبارک سے سُنی ہے - فرمایا ہان تب مین اور ایک جماعت خوارج کے قتل گاہ مین جا کے ان کی نعشون مین ہر چند جستجو کی پر اس صفت والا کوئی شخص نظر نہ آیا - وہان سے لوٹ آکے حضرت امیر کی خدمت مین ظاہر کیا آپنے فرمایا قسم ہے پروردگار جلشانہ کی کہ وہ شخص انہین مین ہے پھر دوسرے بار جاکے تلاش کی تو چالیس مقتولون کے نیچے اس کی نعش ناپاک پڑی تھی - اس کے ہاتھ پر ویسا ہی گوشت پارہ تھا اسکو کھینچین تو دراز ہوتا پھر چھوڑ دیوین تو پستان عورت کے مانند مجتمع ہوجاتا جب اس کی نعش ملی حضرت امیر نے سجدۂ شکر یہ بجالایا **روایت** ہی کہ ابو ایوب انصاری نے

عرض کی کہ یا امیر المومنین اثنائے جنگ مین جب مین نے یزید بن الحصین پر نیزہ چلایا اس کی پشت سے پار ہوگیا - مین نے کہا عدو اللہ تجھے بشارت ہو آتش جہنم کی - اس نے کہا سیعلم ایما اولی بہا صلیا سید سنکے جناب امیر نے فرمایا کہ شک نہین کہ آتش دوزخ مین جلنے کے لئے وہی بہت سزاوار ہے —

روایت ہے کہ جنگ سے فراغت حاصل ہوئی بعد حضرت علی نے معرکے مین تشریف فرمائی اور خوارج کے نعشون کیطرف متوجہ ہوکے فرمانے لگے - کہ عجب تمہارے جسارت ہے کہ تم نے اس قدر فریب کھایا کہ آخر تمہارے قتل کی نوبت پہنچی - حاضرون نے پوچھا کہ انکو کس نے فریب دیا - فرمایا کہ نفس وشیطان اور یہہ آیۂ شریفہ تلاوت کی وعدنہم ولامنینہم ولاٰمرنہم فلیبتکن اٰذان الانعام کہتے ہین کہ خوارج کے مقتولون سے چہار سو شخص ایسے تھے کہ انمین حیات ایک من باقی تھی - جناب امیر نے فرمایا کہ انکو انکے خویشون کے تحویل کردو - اور حکم کیا خوارج کے ہتھیار اور جانور اپنے لشکر کے غازیون پر تقسیم کرین اور ان کا مال ان کے وارثون کو پہنچا دین - پھر ویسا ہی عمل مین آیا - نقل ہے کہ لشکر خوارج سے نو شخص جو بچے تھے ان سے دو شخص بہاگ کے خراسان گئے چند روز وہان رہ کے پھر خراسان سے ولایت نیم روز کیطرف گئے اور وہین قرار پاکے ہجستان کے خوارج انہین سے منتسب ہین اور انسے دو شخص سجستان کیطرف گئے یہان کے خوارج انہین کی نسل سے ہین - اور دو شخص عمان مین جاکے ساکن ہوئے عمان کے خوارج انہین کی اولاد سے ہین - اور نفرے جزیرۂ عرب کے طرف اپنا منہ کالا کیا - ابھی ان کی اولاد ساحل فرات مین باقی ہین اور ان سے نوان شخص بھی کہین روپوش ہوا - **لعنہم اللہ تعالے** کہتے ہین کہ جب خوارج کے ہم سے فراغت اور طمانیت حاصل ہوی جناب امیر نے اللہ تعالی کی حمد وثنا ادا کی اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجا اور اپنے لشکر سے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تم کو خوارج پر فتح ونصرت عطا کی اب شام کا قصد کیجیو - تب لشکر کے سب سردارون نے متفق ہوکے عرض کی کہ یا امیر المومنین ہماری شمشیرین کند ہوگئین - اور نیزے ٹوٹ گئے ہین اگر کوفے کی طرف مراجعت کا حکم ہو تو ہم اپنی ہتھیارین درست کرلے کے اور جانورون کو تھوڑا آرام دیکے کمال شوکت وابہت کے ساتھ شام کی طرف کوچ کرینگے - جناب ولایت مآب نے ان کی عرض قبول کرکے حکم فرمایا کہ کوفے کیطرف کوچ کا نقارہ بجاوین — غرض جب لشکر ظفر پیکر قطع منازل کرکے کوفہ پہنچا اور سب لوگ اور جانور چندے آرام پائے اور ہتھیارین درست کروالین امیر المومنین کا حکم ہوا کہ لشکر جمع کرین **معقل بن قیس** فوجین فراہم کرنیکے لئے رساتیق کیطرف روانہ ہوا - ایک روایت ہے کہ ایسے مین شام سے ایک خبر وحشت آئی اسلئے

چالیس ہزار آدمی نے حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کی تا شامیون کا شر دفع کرینگے باب مین جانفشانی کرین لاکن جب تقدیر غلبی تدبیر کے موافق نہ پڑی ابھی معقل نے مراجعت نہین کی تھی کہ ایسے مین حضرت امیر کی شہادت کا واقعہ ہایلہ رونما انا للہ وانا الیہ راجعون انشاء اللہ تعالی اسکا بیان عنقریب آویگا **ف** مخفی نرہے کہ ان تین فرقون یعنے پہلے طلحہ وزبیر دوسرے معاویہ تیسرے خوارج کے ساتھ حضرت علی کو جنگ کرنا لازم ہوا حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے ہی اس سے خبر دی تھی چنانچہ امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین یہہ حدیث لائی ہے کہ امام احمد اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ ابی سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا انک تقاتل علی تاویل القران کما قاتلت علی تنزیلہ یعنے اے علی تو قرآن کی تاویل پر جنگ کریگا جیسا مین نے قران کی تنزیل پر جنگ کیا ہون۔ جناب امیر نے ان تین فرقون کے ساتھ جو جنگ کیا وہ تاویل قرآن پر ہی تھا جب فضایل پناہ فواضل دستگاہ مولانا مولوی محمد باقر اگاہ علیہ الرحمۃ نے اسکا بیان ہشت بہشت کے ساتوین رسالے مین بسط وتفصیل کے ساتھ لایا ہے۔ یہان وہی ہین نقل کئے جاتی ہین

بھی فرمایا علی کو وہ ملعہ	کہ اس امت سے جو ہوشقی تر	کریگا اس کی داڑھی کو وہ خون سے رنگین	لہو سے اسکے سر کے بہت رنگین
کریگا وہ جنگ سالار مروان	مخالف ساتھ ہوتا دیل قرآن	کیا تنزیل اُپر اسکے جس دم ہاتھ	ہمیشہ جنگ مین کفار کے ساتھ
مراد اسباتکی یہ ہے کہ کافر	کلام حق تعالی کے تھے منکر	ہمیشہ بولتے تھے یون وہ احمق	کہ نہین نازل کیا قرآن کہین حق
نبی سے بات کو کرتا تھا اثبات	دکھایا معجزے کئے انکو بہ شدت	نماز اسکی جب حجت کو کفار	کیا اُنسے جہاد آخر کو ناچار
علی کا جنگ اپنے باغیان سات	نہتا اسطور اوپر ای نیکو ذات	کہ وہ توحید کے اُپر تھے قایل	بھی کہتے تھے ہو قرآن حق سے نازل
ولے از جہال وہ جاہ بے قبل	بہت اس نے کرتے تھے تاویل	علی جو نت اتھا قرآن کا ہم سنگ	کیا اسواسطے اُن ستی جنگ
کہ اس تاویل نا بر جا کو چھوڑین	اطاعت اپنی کردل حق سے جوڑین	بھی فرمایا ہے وہ قرآن کا ہم سنگ	کریگا تین فرقون ساتھ نت جنگ
دو فرقے ناکثین وقاسطین ہین	جماعت تیری سوہ مارقین ہین	ہین طلحہ وزبیر اول جماعت	کہ توڑے عہد اول کرکے بیعت
ولیکن یہہ خلاف انکا بہ حیدر	تھا مبنی اجتہاد اوپر سراسر	خلاف انکا نہتا بھر خلافت	نہ مال وزر لئے ای باہدایت
تھا یون رائے مین دونون کے اُن آن	کہ لینا انتقام قتل عثمان	علی مرتضی کے رائے صایب	دیکھے تا خیر کو اسکے مناسب
صواب اسکے انھا تجویز ناحد	تھا مبنا اجتہاد ان کا خطا پر	کئے اسواسطے بیشک وہ خیال	رجوع اس جنگ سے آخر کو ای یا
خبر ہے مصطفے سے من بخشش	کرے کوئی مجتہد کر سعی وکوشش	اگر پہنچے وہ حق کو بیگمان تب	دیا دو اجر ہین ورنہ اسے اجر

کیا گر اجتہاد اسکا خطا پر — تو ایک اجر اسکیتین دیگا داور — بحکم ابن خبر حیدر کو بیشک — ملینگے اجر دس اور انکیتین یک

وہ دونو سابق الاسلام ہین رے — اینس اس شکے صبح دشام ہین رے — دیا ہی سرور اہل رسالت — کئے بار انکو جنت سے بشارت

ہمیشہ محو ہو در مصطفے وہ — کئے ہین مال و جان اپر فدا وہ — اگر گستاخ ہو ویگا تو اُن سات — تو بیشک ہی ترے ایمان پر گھات

اور امام المومنین صدیقہ ای ہمانی — بلا شک صلح کرنے واسطے آئی — جسے لگا پنے وہ صدیقہ دین — اُس آنے سے تھی اپنے بہت غمگین

حبیب اللہ کی محبوب ہے او — اور اوسکی زوجہ مرغوب ہے او — محبت اور ادب جان اسکا واجب — کہ ہی یہہ بات ایمان کی مناسب

جماعت دوسری قاسطین ہین — سو ہے یہ ترد دشامیان ہین — سعادیہ اتھا ان سب کا سردار — وزیر اسکا عرو بن عاص اے یار

تھا ظاہرا اسکا دعوے خونخواہ عثمان — ولی پنہان خلافت کا تھا خواہان — وہ سارے چھوڑ کر یارک و فا کی — اطاعت نہین سکتے ہین مرتضی کی

کئی بار اس سے جنگ آکر کئے او — ملقب اسلئے ہین ظلم سے او — کہ ہی قاسط کی معنی ظلم ای یار — نہین اسبات مین کچھ ریب و تکرار

خطا انکی نہین ہے اجتہادی — کرونگا اس سخن پر مین منادی — وہ لے دونو نکو ہی جب شے کی صحت — نگہ رکھنا زبانکا ہے ضرورت

نہ کر کچھ عیب و طعن انکو تو ہرگز — کہ نہین یہہ اہل سنت پاس جائز — جو فرقہ تیسرے مارقین نام — خوارج ہین وہ سارے نکبت انجام

ہوے جب دین کے سرحد سے وہ بھا — ہوا یہہ نام زشت انکو سزاوار — پکڑ مولائے ہر مومن سمتی کین — خروج اس پر کئے تھے سب نے وہ دین

امیر المومنین اسنے کیا جنگ — کہ تھے اسلام مین وہ خار آہنگ — کیا اس فوج ناہموار کو قتل — بھی انکے زشت رو سردار کو قتل

تھی ہاں نندن اسکو ایک پستان — کیا غارت انہونکو شاہ مردان

فصل شیعہ کے تعصبات مین

شیعہ کے تعصبات بہت ہین چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین ان کے پچیس تعصبات مع جوابات مرقوم ہین - از انجملہ یہہ **تیرہوان تعصب** ہی جو کہتے ہین کہ اہل سنت بغض مین حضرت علی کے اور آپ کی ذریت طاہرہ کے افراط کرتے ہین چنانچہ ابن شہر آشوب نے ذکر کیا ہے - اور اسی سبب سے انکو ناصبی سے ملقب کرتے ہین **جواب** شیعہ نے خود اپنی کتب مین اہل سنت کی کتابون سے خصوصاً بیہقی اور ابو الشیخ اور دیلمی سے نقل کی ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یومن احدحتی اکون احب الیہ من نفسہ وتکون عترتی احب الیہ من نفسہ - وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہلبیتی لحبی (ذلک) اور یہہ بھی جانتے ہین کہ اہل سنت جناب امیر کی اور آپ کی ذریت طاہرہ کی محبت کو ایمان کے فرایض سے گنتے ہین - حضرت شیخ فرید الدین احمد بن محمد نیشاپوری معروف بعطار قدس سرہ عربی اشعار مین فرماتے ہین ؎ فلا تعدل باہل البیت خلقا

فاھل البیت ھم اھل السعادۃ + مبغضھم من الانسان خسر + حقیق وجبھم عبادۃ

ان اشعار کو شیخ بہاء الدین عاملی نے اپنے کشکول مین نقل کیا ہے۔ پھر شیخ عطار سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تھے من امن بمحمد ولم یومن باھل بیتہ فلیس بمومن اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اعمش کے ساتھ انکا پرخاش مشہور ہے۔ یعنے اعمش نے اس قصے کی روایت کرتا تھا کہ ایکبار حضرت امیر نے ابوجہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کا پیام کیا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب خبر ہوئی ان پر عتاب فرمایا امام ابوحنیفہ نے اعمش سے کہا کہ ہرچند یہ قصہ صحیح ہے پر تجھے کیا لایق ہے کہ اس قصے کو بے ادبانہ لوگون کے روبرو روایت کرے کوئی دینی مسئلہ اس قصے پر موقوف نہین۔ اور شریک بن عبداللہ وابن شبرمہ وابن ابی لیلیٰ یہ سب امام کے ساتھ متفق ہوکے اعمش کے گھر گئے اور اس کو اس قصے کی روایت سے ملامت کی۔ اعمش کہنے لگا کہ حضرت علی کی محبت مین تمہارے پیش قدم ہون لکن مین نے جو حدیث جیسی سنی تھی روایت کی میرا کام یہی ہے پھر ایک دفتر حضرت علی کے مناقب سے روایت کیا۔ یہان تک کہ سب اس سے خوش ہوئے اور اپنے گھرون کی طرف لوٹ آئے۔ اور امام ابوحنیفہ نے جو اخذ علم اور شاگردی حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق کی بجالائی اور زید بن علی بن الحسین کے ساتھ صحبت اور عقیدت رکھتے تھے بیان سے مستغنی ہے اور ابوحنیفہ کے والد کہ جنکا نام ثابت تھا حالت صغر مین اپنے والد کے ساتھ امیر المومنین یعنی علی زیارت حاصل کی۔ حضرت امیر نے انکے اور انکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی۔ اسی دعا کے مطابق ابوحنیفہ وجود مین آئے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اس خاندان کے ساتھ اور اسباب مین ان کے شیعہ کی کتب مین مسطور و مشہور ہین اور جو اشعار کہ ان کے نام سے شیعہ کی کتب مین دیکھے گئے یہان لکھی جاتی ہین ؎ یا اھل بیت رسول اللہ حبکم + فرض من اللہ فی القران انزلہ + یکفیکم من عظیم الفخر انکم + من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ اور امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے کہ نماز مین درود فرض جانتے ہین اور اس کا صیغہ آل کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق کے خاص یارون سے تھے اور طول عمر انکے ساتھ محبت رکھتے تھے اور ان سے اخذ علم کیا اور بالاجماع انکے عمدہ شاگردون سے ہین۔ اور جب امام علی رضا نیشاپور مین داخل ہوے اونٹ پر سوار تھے۔ اور شقیق بلخی جو اعاظم صوفیہ اہل سنت سے ہین امام کے آگے آگے چلتے اور جلوداری کرتے تھے۔ اور ایک جماعت صوفیہ اہل سنت کی اپنے چادرین امام پر سایہ بان کی تھین۔ اور حافظ ابوزرعہ رازی رازی اور محمد بن اسلم طوسی صاحب الجامع

اور حدیث خوانون کو ہمراہ لئے ہوے اپنے مدرسون اور رباطات سے نکل کے امام کی زیارت کے لئے آئے
اور شہر مین ایک غوغاے عظیم برپا ہوا - اور لوگون نے اس جناب کے دیدار مبارک کیلئے ہجوم کیا اہل سنت کے
محدثون نے عرض کی کہ اگر ایکدو حدیث اپنے آباے کرام کی سند سے جو سلسلۃ الذہب ہے - اس وقت جمع
خلق اللہ جمع آئے ہین روایت کرین آپ کی کمال منت ہے - تب امام ہمام نے اپنے آباے معظم سے اس
حدیث کی روایت کی لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من العذاب
اس وقت اہل سنت کے محدثون اور ان کے شاگردون سے جو جمع آئے تھے ان کا حساب ہوا تو بیس ہزار
آدمی گنے گئے - اور امام احمد حنبل جب یہہ سند بیان کرتے تو فرماتے تھے لو قراء ہذا علی مجنون لافاق
او علی مریض لبرء ذکرہ ابن الاثیر فی الکامل وذکرہ صاحب العقول من الامامیۃ ایضا
فی تاریخ الائمۃ اور سعید ابن المسیب سے روایت مشہور ہے کہ کان عندہ رجل من قریش فاتاہ علی بن الحسین
فقال لہ الرجل القرشی یا اباعبد اللہ من ہذا قال سعید ہذا الذی لا یسمع مسئلۃ
ان یجہلہ ہو علی بن الحسین ابن ابیطالب رضی اللہ عنہم اجمعین
اور صوفیہ اہل سنت کے سب سلسلے طریقت مین ائمہ اطہار پر ہی منتہی ہوتے ہین - پس وے بزرگان دین
جمیع طوائف اہل سنت کے شیخ الشیوخ وپیران پیر ہین - ظاہر ہے کہ اہل سنت کے پاس پیری عزت اور
بزرگی کس درجے دین ہے اور پیرون کے ساتھ کیسی محبت رکھتے ہین اور ان کے لبغض واہانت کو طریقت
کا ارتداد سمجھتے ہین - اب نظر انصاف سے دیکھا چاہئے کہ مدار اہل سنت کا نہین ہے مگر شریعت وطریقت
پر اور اسی دو امر کو موقع ریاست وبزرگی کا جانتے ہین - اکابر شریعت فقہاے اربعہ ہین اور کبراے طریقت
اصحاب خانوادہاے صوفیہ ہین ان ہر دو فرقون کو بھی اہلبیت کی طرف رجوع اور ان کی خوان فیض سے
زلہ برداری ہے - پس اہلبیت کے بغض کی نسبت اہل سنت کی طرف کرنی محسوسات کا انکار اور اجتماع
اضداد کا دعوا کئے سا ہے اور کوئی عاقل اسکو باور نہ کرے گا - اور اہل سنت کو نواصب سے ملقب کرنا اس
باب سے ہے کہ نور کو ظلمت اور آفتاب کو تاریک کہین - اور قطعا تاریخ سے معلوم ہے کہ اہل سنت ہمیشہ
نواصب کے ساتھ مقابلہ کرتے اور ان اشقیا کے ہذیانات کا جواب دیتے اور انسے پرخاش کرتے رہے
کثیر عزہ شاعر مشہور ہے ان ملعونون کے مقابلے مین تنگ آکے مضامین شعر سے گذر کے نوبت
لعن اور بددعا تک پہنچائی اسکا شعر مشہور ہے ؎ لعن اللہ من سب حسینا وواخاہ من سبنی

و امام و رمی اللہ من لیسب علیا و بصدام و اولق و جاء ام و اور نی الواقع اہل سنت کی محبت شیعہ نہین جانسکینگے - مگر چندے استحان کے لئے شیعہ نواصب کا مذہب اختیار کرین پھر دیکھین کہ انکے مقابلے مین اہل سنت کیا کرتے ہین ع بنگر کہ دست من بگریبان چہ میکند؛ اور یہہ چودھوان **تعصب** ہی شیعہ کہتے ہین کہ اہل سنت حضرت علی کے قتل کو فسق نہین جانتے ہین - اس جناب کا قاتل جو ابن ملجم ملعون ہے - بخاری نے اپنی صحیح مین اس سے روایت لیا اور اسکی تعدیل و توثیق بھی کی ہے **جواب** یہہ شیعہ کی جھوٹی بات اور ایسا افترا ہے کہ جس کی وقاحت کو نہایت نہین کیونکہ صحیح بخاری ایسی کتاب نہین کہ نادر الوجود اور عزیز و کمیاب رہے - اس کے ہزارون نسخے ہر شہر اسلام مین پائے جاتے ہین - اور اسکے رجال بھی معدود اور مضبوط ہین - اہل سنت تو اپنی کتب عقاید مین اشراک باللہ کے بعد قتل نفس مومن کو اکبر کبایر لکھتے ہین - علی الخصوص نفس مقدس کا قتل بموجب حدیث نبوی کے کفر جانتے ہین حدیث اشقی الاخرین جو اس ملعون کے حق مین آئی ہے اہل سنت کی سب کتابون مین موجود ہے - کیا امکان ہے کہ اہل سنت کی کسی کتاب مین اس ملعون سے کوئی روایت ماخوذ رہے صحیح بخاری مین تو کہان - روی الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم قال اشقی الناس ثلثۃ عاقر ناقۃ ثمود و ابن آدم الذی قتل اخاہ - و قاتل علی ابن ابی طالب اور یہہ افترا ابن شہر آشوب نے اپنے مناقب مین بخاری پر ذکر کیا ہے اسجگہ قیاس کیا چاہیئے کہ شیعہ کی روایات و اقوال اہل سنت کے حق مین کس بیہودگی کے ساتھ آئے ہین - **تولا اور تبرا کا بیان** صاحب اثنا عشریہ نے بارہوین باب مین جو تولا اور تبرا کے بیان مین کئی مقدمے لکھے ہین یہان اسکا خلاصہ اختصار کے ساتھ لکھا جاتا ہی و ہو الممین و بہ نستعین - جانا چاہیئے کہ تولا کی معنی محبت اور تبرا کی معنی عداوت ہے - اس نازک بحث مین بہ ترتیب چند مقدمے سنا چاہیئے - اور وے مقدمات بھی علماے شیعہ کے معتبر اقوال اور قرآن مجید کے آیات سے ثابت کئے جاتے ہین پھر ان مقدمات کے نتیجے کیا ظاہر ہوتے ہین دیکھا چاہیئے تا واضح ہو کہ تولا کے قابل کون ہے - اور تبرا کے لایق کون - اور یہہ بھی اصول مقررہ شیعہ پر لکھا جاتا ہی اسمین اصلا قول اہل سنت کو دخل نہین **پہلا مقدمہ** مخالفت اور عداوت مین فرق ہے کہ مخالفت کو عداوت لازم نہین ہر چند یہہ مقدمہ بدیہی ہے لاکن مکابرے کو رفع کرنیکے لئے دو وجہ سے ثابت ہو سکتا ہے

اول یہ کہ صاحب ابواب الجنان ملا محمد رفیع واعظ کہ معتبرین فرق شیعہ سے ہے اس بات کی تصریح کی ہے کہ دو مومن کے درمیان امور دینی کے لئے مخالفت ممکن ہے۔ حالانکہ ایمان کی بہت سے ہر ایک درجہ محبت رکھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ باعتقاد شیعۂ اثنا عشریہ دو مجتہد کے فیما بین مثلاً ابن بابویہ سید مرتضی علم الہدی کے درمیان بعضے مسائل فقہیہ التصحیح روایات مرویہ میں بعضے طریق وغیرہ کی مخالفت محقق ہے اور استحاد مذہب کے سبب سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھتے ہیں پس مخالفت اعم ہے عداوت سے۔ پھر جہاں مخالفت ہو لازم نہیں کہ عداوت بھی ہو۔ ہاں جس جگہ عداوت ہے بالضرور مخالفت بھی ہوگی **دوسرا مقدمہ** محبت اور عداوت کبھی جمع بھی ہو سکتے ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے عداوت دو قسم کی ہوتی ہے ایک دینی جیسے مسلمانوں کی عداوت کافروں کے ساتھ کہ بسبب اختلاف اصول عقاید کے دشمن رکھتے ہیں۔ دوسری عداوت دنیوی جیسے عداوت مسلمان کی مسلمان بھائی کے ساتھ۔ یہ دشمنی دنیا کی بمصلحت امور اور طبیعت کی نفرت سے ہوا کرتی ہے پس محبت و عداوت مختلف الجنس یعنے دینی و دنیوی کا اجتماع اصلا مستبعد نہیں ہے۔ بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہے لاکن جو محبت و عداوت کہ متفق الجنس مختلف النوع یا متفق النوع و مختلف الصنف ہے واقع ہوا کرتی ہے جیسے مومن فاسق کہ ایمان کی حیثیت سے محبوب ہے بدلیل قولہ تعالیٰ المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض اور فسق کی حیثیت سے مبغوض بدلیل کلام الٰہی ان اللہ لا یحب الخائنین واللہ لا یحب الظالمین اور اس دلیل سے کہ منکر سے نہی کرنی فرض اور نہی منکر کا ادنی مرتبہ دل سے بغض رکھنا ہے۔ اب ہم آئے اس بات پر کہ کافر بھی اعمال صالحہ کے سبب سے جو اس سے صادر ہوتے ہیں جیسے خیرات و مبرات یا عدل و داد اور جوانمردی اور خوش عہدی اور صدق گفتار کے سبب سے دوست ہو سکتے ہیں یا نہ ظاہر اس کی اجتماع محبت و عداوت پر حکم کرتی ہے قیاس کرتے مومن عاشق پر جیسے حاتم کی محبت سخاوت کے سبب سے اور نوشیروان کی محبت انصاف و عدالت کی جہت سے لاکن نظر دقیق اس کے حق میں اجتماع محبت و عداوت دینی کے محال ہونے پر حکم کرتی ہے۔ اس سبب سے کہ مقبول ہونا عمل کا راہ خدا میں درستی اعتقاد کا فرع ہے۔ جب اس کا اعتقاد فاسد ہے اسکا عمل بھی دین کے اعتبار کرتے اور اللہ تعالیٰ کے پاس فاسد ہی قابل اعتبار نہیں محبت تو کہاں پس جو محبت کہ کافر محسن یا کافر عادل کے ساتھ ہم پہنچے وہی محبت دنیوی ہے نہ دینی قولہ تعالیٰ والذین کفروا اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمان ماء حتی اذا جاءه لم یجده شیئا ووجد اللہ عنده فوفاه حسابه واللہ سریع الحساب پس معلوم ہوا

کہ محبت و عداوت کا اجتماع ایک شخص مین ایک حیثیت سے محال ہے - اور دو حیثیت سے جایز اور واقع چنانچہ ملا محمد رفیع واعظ نے سادات سے دو شخص کے قصے مین ایمہ سے نقل کی ہے - اور یہ اجتماع جیسا عوام امت مین ممکن ہے - خواص امت مین بھی محال نہین کیونکہ بشریت کا مقتضا مشترک ہے - اور جو فرق کہ خواص امت اور عوام امت مین متحقق ہے اس سبب سے نہین کہ بشریت کے احکام خواص مین مفقود ہین اور عوام مین موجود بلکہ بسبب کثرت و قلت فضایل و مناقب کے - اور بسبب قوت و ضعف ایمانی اور ترویج شریعت اور احکام الہی کے قبولیت مین سابقیت و سبوقیت کے جہت سے ہے - چنانچہ ایک حدیث طویل ایمان کے درجات مین کلینی نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے - اور خواص امت بالاجماع تین فرقے ہین اہلبیت یعنے اولاد پیغمبر - اور آپکے اقارب اور ازواج مطہرات - اور اصحاب خالص مہاجرین و انصار سے - اسقدر ہے کہ وہ طرف اپنے ساتھ مقابل تناسبی رکھتے ہین مثلاً احادیث کو نہین پہنچا ہے کہ خواص امت کے ساتھ اسطرح سے پیش آوین - کہ جس طرح خواص بایکدیگر پیش آئے ہین - اسباب مین بہت سے شرعی و لیلین وارد ہین از انجملہ یہ حدیث مشہور ہے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوا ھم غرضا من بعدی الی اخرہ از انجملہ وہ جو اہلبیت اور انصار کے حق مین وارد ہے اقبلوا عن محسنھم وتجاوزوا عن مسیئھم از انجملہ وہ جو ازواج مطہرات کے حق مین وارد ہے واذواجہ امھاتھم اور حضرت نے فرمایا کہ ان امرکن فیما یھنی من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون یعنے تمہاری اطاعت اور فرمان برداری پر صبر نہین کرینگے اور تمہاری تعظیم و حقوق کی رعایت بجا نہ لاینگے - مگر وے لوگ جو صبر کامل رکھین - اور عرفی دلیلین بھی بہت ہین - از انجملہ یہ کہ اولاد کو والدین کے ساتھ ہرگز وہ معاملہ درست نہین کہ خود اپنے یا اپنے اشال کے گرفت و گیر اور طعن و تشنیع کرین اس کے اسباب باوجود انسے متحقق ہوینگے - از انجملہ یہ کہ ہر دولت مین خواص کی ایک جماعت ہوتی ہے جیسے شاہزادے اور بیگمات اور بڑے بڑے امیر و زیر - کہ ابتدا مین اس دولت کا نشو و نما اور انتہا مین اس دولت کا بقا انہین سے ہے اور انہین کی سعی اور تلاش سے وہ دولت قایم ہوئی اور ایک صورت پکڑی پس انکی سبقت اور قدامت کا حق - اس دولت کے سب مستفیدون پر ثابت ہے - اور دوسری ایک جماعت ہے جو نئی آئی ہو سو اس دولت کے خوشہ چینون سے ہوگی پس وے نئی جماعت والے جو آپس مین بایکدیگر معاملہ کرتے ہین اگر ویسا معاملہ بیگمات اور شہزادون اور وزیرون اور امیرون کے ساتھ کرینگے بلاشبہ صاحب دولت کے پاس مطعون اور مردود ہو جاوینگے - اور اس دولت کے

خواص باہم گرفت گیر اور انکار و عتاب اور مشورے مین مخالفت کرین - بلکہ آپس مین کبھی جنگ و قتال کی بھی نوبت پہنچی ہے - اگر وہ نئی جماعت کے لوگ بھی ایسا ہی سے خواص دولت کے ساتھ پیش آوین بلاشبہہ لوگون کے پاس بے ادب اور اس کے مستحق ٹھہرین گے - ازانجملہ اشراف لوگون سے ایک شخص نے دوسرے ایک شریف کے ساتھ عداوت اور اہانت اور بدگوئی سے پیش آیا - ویسا ہی ایک شخص رذیل کسی شریف کے ساتھ کر گذرے تو ہرگز عقلا اس کو معذور نہ رکھینگے بلکہ اس کو تنبیہ اور تعذیر پہنچائینگے - اور کہینگے کہ تو نے اپنے حد نہین پہچانی - تجھے نہین پہنچتا ہے کہ ایسے شریف کے ایسا معاملہ کرے **تیسرا مقدمہ** وہ عداوت جو دنیا کے لئے باہم مسلمانون مین ہوا کرتی ہے وہ ایمان مین خلل نہین لاتی ہے لاکن مذموم اور قبیح ہے - اور جب بلند مرتبے کی نہوا قبیح اور شنیع ہے مرتبے کی رعایت وہ ہے کہ ہر دو خواص امت سے ہو دین یا ہر دو عوام امت سے - اور مرتبے کی رعایت نہ کرنی یہہ کہ ایک عامی نے ایک فرد خاص کے ساتھ ایسی بے ادبی سے پیش آوے جیسے اپنے ہمجنس کے ساتھ یہہ بات نہایت قبیح ہے اور صدر اول مین خواص امت تین گروہ تھین - اصحاب و ازواج و اہلبیت اور زمانۂ مابعد مین بھی تین گروہ ہوئین - سادات و علما و مشایخ طریقت یعنے اولیا پس اس جگہ جو دو دعوے ہم پہنچے - پہلا یہہ کہ مخل ایمان نہین - دوسرا مذموم اور قبیح ہے - ان ہر دو کے ثابت کرنے کیلئے کلینی کی کافی سے ایک روایت کافی ہے - ملا محمد رفیع واعظ نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کی آزردگی کا قصہ صفوان حمال کی روایت سے جو کتاب کافی سے نقل کیا ہے اسکے آخر مین کہتا ہے کہ ناخوشی کی گفتگو سے جب ایک شب گذری حضرت ابو عبداللہ نے عبداللہ بن الحسن کے گھر تشریف لائی اور صلح کی - پس معلوم ہوا کہ اس طرح کی آزردگیان خواص امت کے درمیان وقوع مین آئین - لاکن معاذ اللہ کیا امکان ہے کہ وے آزردگیان طرفین سے کسی کے مخل ایمان ہوے ہون - اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اس قسم کی آزردگی بھی مذموم اور قبیح ہے جلد اسکا تدارک کیا چاہئے اور خواص امت مین باوجود مساوات مدارج کے بشریت کے حکم سے جناب سیدۃ النسا اور حضرت حضرت علی مرتضی ہین ایک روز آزردگی آئی تھی - اس قصے کو بھی ملا محمد رفیع نے لایا ہے اور مقتضاے بشریت پر حوالہ کیا **چوتھا مقدمہ** بالاجماع صحابہ اور ازواج مطہرات سے کوئی ایسی چیز واقع نہوئی کہ انکے کفر کا موجب یا ان کے اعمال حبط ہونیکا سبب ہو یا انکا علاقہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

سے ساقط ہو جاوے ہاں ان سے جو واقع ہوا یہی تھا کہ بعضوں نے خلافت کے باب مین جناب امیر سے جنگ کیا اور اہلبیت کے حقوق کا غضب قصہ فدک وغیرہ کے مانند۔ اب علمائے شیعہ کے ہی کلام مین نظر کیا چاہیے کہ مخالفت اور محاربے اور غضب کو کفر جانتے ہین یا نہین - اس مقام مین خواجہ نصیر طوسی کا کلام مشہور ہے کہ مخالفوہ فسقۃً ومحاربوہ کفرۃً پس صحابہ کی ایک جماعت جو حضرت امیر کی فقط مخالفت کی ہی وے قابل تبرا نہین کیونکہ انکا منتہاے کار فسق ہی اور فاسق مومن ہے والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض پس شیخین کریمین اور عثمان ذوالنورین سے شیعہ کے اصول پر تبرا جایز نہین - ان کے علماء محققین نے اس قدر اعتراف کیا ہی قاضی نوراللہ شوستری مجالس المومنین مین لایا ہے کہ حضرات شیخین کے جناب مین تکفیر کے نسبت اہل سنت نے جو شیعہ کی طرف کی ہی بے اصل بات ہے کیونکہ شیعہ کے کتب اصول مین اس سے کوئی نشان نہین - ہان انکا مذہب یہی ہے کہ حضرت علی کے مخالف فاسق ہین اور ان سے جنگ کرنے والے کافر چنانچہ نصیرالدین طوسی تجرید مین لایا ہے مخالفوہ فسقۃً ومحاربوہ کفرۃً بمقتضاے حدیث حربک حربی وسلمک سلمی کے جو واقع ہے ظاہر ہی کہ حضرات شیخین نے تو امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگ نہین کیا ہے بلکہ بے زحمت قتال امر خلاف کو غضب کیا انتہی کلامہ

جواب اول یہہ کہ یہہ کلام مجاز پر محمول ہے حرف تشبیہ کے حذف کے ساتھ یعنے حربک کالہ حربی کیونکہ حقیقی معنی امکان نہین رکھتا ہے پر ظاہر ہے کہ حضرت امیر کا حرب حقیقۃً حضرت رسول کا حرب نہین بلکہ حکماً ہے - جب مجاز حرف تشبیہ سے حذف ہوا - اس حدیث سے قبیح اور مذموم ہونا معلوم ہوتا ہے نہ کفر ہونا - کیونکہ مساوات مشبہ اور مشبہ بہ کی تمام احکام مین ہرگز تشبیہ مین لازم نہین اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس لفظ کو بہت سے صحابہ کے حق مین بلکہ سلم اور عمار اور جہینہ ومزینہ وغیرہ قبایل متعددہ کے حق مین بھی فرمایا ہی ان کا جنگ تو بالاتفاق کفر نہین ہے - دوسرا حربک حربی کنایہ ہے عدل اوتک عدلی سے - اور پر ظاہر ہے کہ طلحہ وزبیر اور ام المومنین جناب امیر سے عداوت نہین رکھتے تھے انکا جنگ کرنا عداوت کے سبب سے نہین تھا بلکہ محض امت سے رفع فساد اور قصاص طلبی کے لئے جو انہون نے مقابلہ کیا آخر قتال کی نوبت پہنچی تیسرا یہہ کہ تمام افعال اختیاریہ مین قصد وارادہ شرط

ہے تا مدح و ذم کا مورد ہو مثلاً اگر ایک شخص کہے کہ جس نے اس برتن کو پھوڑے گا اسکو اور ویسا کرون گا - ایک شخص چلتے چلتے جو اسکا پاون پھلا سو اس برتن کو جا لگا بالاجماع اس کو پھوڑنے والا نہ کہین گے - اور وہ اس وعید مین داخل نہوگا - یہی حال ہے ان کے جنگ و قتال کا حضرت امیر کے ساتھ از روے تواریخ معتبرہ کے چوتھا یہ کہ سلنا حضرت امیر کے ساتھ جنگ کرنا حضرت رسول مقبول کا ہی جنگ ہو لاکن محاربہ رسول بھی مطلقاً کفر نہین بلکہ نبوت و رسالت کے انکار کے ساتھ کفر ہے دنیا اور مال کی طمع سے ہو تو کفر نہین دلیل سے آیت قرآنی کے جو قطاع الطریق کے حق مین آئی ہے کہ بالاجماع وے کافر نہین ہان فاسق ہین —

قولہ لقالی انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا الخ اور سود خوارون کے حق مین بھی یہی وعید وارد ہی سود خوار بھی بالاجماع کافر نہین قولہ لقالی فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ بلکہ ان آیتون مین خدا و رسول ہر دو کا جنگ فاسقون کے حق مین ثابت کرتے ہین - اور اس حدیث مین تو فقط حرب رسول آیا ہے - پس جب حرب خدا و رسول ہر دو کفر نہوے تو فقط حرب رسول کس طرح موجب کفر ہوگا ہان جو حرب رسول کے ساتھ انکار دین اور اہانت اسلام کی راہ سے واقع ہو سو بیشبہ کفر ہے نہ مطلق - نہ حرب کسی مومن کو رسول مقبول کے ساتھ مطلق حرب بھی واقع نہوا - اور کوئی کیا کہ سکیگا حضرت موسی کے حق مین جو حضرت ہارون کے محاربے مین کچھ قصور نہ فرمایا - یہان تک کہ حضرت ہارون زاری سے پیش آئے اور فرمایا کہ یا ابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا برا سی محاربے مین اسکے سوا سے کیا حرکات ہوتے ہین حالانکہ حضرت امیر بھی بحکم انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی کے وہی مرتبہ رکھتے تھے - اور حضرت کے زوجہ مطہرہ انکہ قاتلان عثمان کے حامی اور قصاص جاری کرنے مین مداہن سمجھ کے انکے ساتھ جنگ پر اُٹھین - یعنیہا حضرت موسی کے مثال ہے کہ حضرت کو گو سامری کے حامی اور حد و تعذیر جاری کرنے مین مداہن سمجھے کے ایسی اہانت اپنے برادر کلان اور پیغمبر کے بعیت عمل مین لاے پس اگر حرب رسول کفر ہوتا - حضرت موسی بھی حاشا من ذلک اس کے مورد ہوتے والعیاذ باللہ من ذلک اور حضرت یوسف کے برادرون کا معاملہ جو انہون نے حضرت یوسف کے ساتھ کیا اور حضرت یعقوب کو رنج پہنچایا محاربے سے کیا کم ہے - اس مقام مین انصاف کی راہ چلا چاہیئے - اور ہر شخص

کے رشتے کو دیکھا چاہئے کہ دوسرے جانب بھی ام مومنین وزوجہ سید المرسلین ہین کہ بحکم نص قرآنی سب مومنون کے مادر اور حضرت امیر کے بھی مادر ہین - اگر مادر اپنے فرزند پر زجر و توبیخ اور تہدید کرے گو کہ وہ فرزند رشید اس تقصیر سے بری الذمہ ہو ما و شما کو نہین پہنچتا ہے کہ اسکی مادر پر طعن کرین جیسا کہ ہم کو نہین پہنچتا ہے کہ حضرت موسی اور حضرت یوسف کے برادرون پر طعن کرین بلکہ اس جگہ مادری اور پسری ہے اور اس جگہ نسبت برادری اور برابری ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی بالجملہ معلوم ہوا کہ حدیث حربک حربی کی بستا ویز حضرت امیر کے محاربون کی تکفیر مین ہرگز قاعدے پر نہین بیٹھتی ہے اور بہت سے اصول کے مخالف ہوتی ہے - اور محاربون کا ایمان اور اعمال صالحہ کہان گئے - وہی اعمال صالحہ بغض و عداوت اور سب و تبرا کے مانع ہین - غرض حدیث مذکور قابل تاویل ہے اور بالقطع اسکی حقیقی معنی مراد نہین ہے - ان آیات قطعیہ کی معارض ہوسکتی نہین جو عموم مہاجرین و انصار کے حق مین اور بالخصوص ازواج مطہرات اور بھر ہر دو بزرگوار کے حق مین وارد ہوئین ہین - غایت الامر امام وقت کے ساتھ جنگ کرنا بغاوت ہے اور بغاوت فسق ہے نہ کفر - اور شبہے یا تاویل کے سبب سے ہو تو فسق بھی نہین بلکہ خطاے اجتہادی ہوتی ہے - جب اس بحث مین شیعہ کے کلام کا منتہا معلوم ہوا اب ضرور ہوا کہ اس مسئلہ مین اہل سنت کا مذہب بھی مذکور ہووے - جاننا چاہئے کہ حضرت امیر کی مخالفت امامت اور میراث پیغمبر کے باب مین اور ہبہ تمام نہونے مین قبض کے آگے اور تقسیم خمس اور منعۃ الحج وغیرہ فقہ کے اجتہادی مسئلون مین جو بعضے صحابہ سے ہوئی اصلا کفر نہین بلکہ معصیت بھی نہین ہے کیونکہ حضرت امیر بھی مجتہدین اصحاب سے ایک مجتہد تھے - مجتہدین کو مسایل اجتہادیہ مین تبگیر خلاف جایز ہے - اور ہر مجتہد ماجور ہے - اور حضرت امیر سے جنگ کرنے والا بغض و عداوت کی راہ سے علماے اہل سنت کے پاس بالاجماع کافر ہے - اور یہی ہے انکا مذہب خوارج اور اہل نہروان کے باب مین - اور حدیث حربک حربی انکے پاس اسی جنگ پر محمول ہے لاکن اسجگہ بھی لزوم کفر ہے نہ التزام - پس مرتد کا اطلاق ان پر ہوسکتا نہین - جب خوارج کا شبہ بہت ہی بے مغز اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ اور پیغمبر کے احادیث متواترہ کے مقابل ہے ان کے اعتذار کا موجب بھی ہوسکتا نہین - پس خوارج اہل سنت کے پاس احکام آخروی مین کافر ہین ان کے واسطے مغفرت کی دعا نہ کیا چاہئے - اور انکے جنازے پر نماز نہ پڑہا چاہئے وعلی ہذا القیاس اور حضرت امیر سے جنگ کرنے والے جو بغض و عداوت سے نہین بلکہ شبہ

فاسد اور تاویل باطل سے کیا ہے چنانچہ اصحاب جمل و اصحاب صفین - پس اپنی خطاے اجتہادی اور بطلان اعتقادی مین مشترک ہین - فرق یہہ ہے کہ اصحاب جمل کی یہہ خطاے اجتہادی اور فسق اعتقادی طعن و تحقیر کی مجوز نہین کیونکہ قرآن کریم کے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ ان کی مدح و ثنا مین وارد ہین اور اسلام کی سبقت اور حضرت کی قرابت اور انکا نسبی و صہری علاقہ جو حضرت کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ حضرت موسی کے حق مین ان کی عصمت اور علو مرتبت پر نصوص قطعیہ قایم ہین ان کی طعن و تحقیر سے مانع ہین اسباب مین جو انہون نے اپنے برادر حضرت ہارون کے ساتھ جلدی اور بے تاملی سے پیش آئے - وہ سب للہ و فی اللہ تھا نہ ہوا سے نفسانی و نزغہ شیطانی سے حاشا جناب مین ذلک اور اصحاب صفین مین جب یہہ بات بالقطع ثابت نہین تو قف اور سکوت لازم ہے نظر کرتے عموم آیات و حدیث پر جو صحابہ کے بلکہ جمیع اہل مومنین کے فضایل پر اور شفاعت اور نجات اور عفو الہی پر دلالت کرتے ہین - ہان جب ہم کو بالیقین معلوم ہووے کہ جماعت شام سے جسنے حضرت امیر کے ساتھ بغض و عداوت رکھے تا بحدیکہ اس جناب کی تکفیر بالعن یا دشنام اپنی زبان پر لاوے - بالیقین ہم اس کو کافر جانینگے - جب یہہ بات ابتک روایت معتبرہ سے ثابت نہوئی اور ان کا اصل بالیقین ثابت ہے ہم تمسک اصل کے ساتھ رکھتے ہین بالجملہ اسبات پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس نے حضرت امیر کی تکفیر کرے یا باعتبار اوصاف دین کے جیسے علم و عدالت اور ورع و تقوے کے انکو لایق خلافت سنجانے یا اس جناب کے بہشتی ہونے کا انکار کرے وہ بلاشک کافر ہے جب یہ باغین خوارج اور اہل نہروان کے حق مین قطعاً ثبوت کو پہنچے بلاشبہ انکو کافر کہتے ہین - جب دوسرون سے ہرگز ثابت نہوئین اسلئے ان کی تکفیر نہین کرتے ہین - یہہ ہے تنقیح مذہب اہل سنت کی اسباب مین اور موافق ان کے اصول کے - کیونکہ اسبات پر اجماع رکھتے ہین کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے - حضرت امیر کے ایمان کا علو درجہ اور بہشتی ہونا آپ کا اور خلافت پیغمبر کی لیاقت رکھنا اس جناب کا احادیث صحیحہ بلکہ قطعی آیات متواترہ سے ثابت ہے پس منکران امور کا کافر ہے اور محاربہ ان کے ساتھ شامت نفس اور حب جاہ کے سبب یا تاویل باطل اور شبہ فاسد کی وجہ سے فسق عملی ہے یا فسق اعتقادی نہ کفر اس اصل مین متفق ہین پس اس حکم مین بھی چاہئے کہ متفق رہین و باللہ التوفیق ہجرت سے چالیسوین سال کے وقایع امیر المومنین

حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت

لکھتے ہین کہ واقعۂ نہروان کے بعد غلات خوارج سے تین شخص پہلا عبدالرحمن ابن ملجم مرادی - دوسرا برک بن عبداللہ التمیمی - تیسرا عمرو بن بکر السعدی مکہ معظمہ مین جمع آکے باہم ملاقات کی اور ملکون کے عاملون کے عیوب اپنی زبان پر لاکے نہروان کے کشتگون کی تعریف و توصیف بیان کی اور اپنے ناپاک آنکھون سے پانی نکالا آخر یہہ تدبیر ٹھہرائی کہ تین شخص کو قتل کر دین تو لوگون کی راحت ہوگی یعنے علی ابن ابیطالب - اور معاویہ بن ابی سفیان - وعمرو بن العاص - ابن ملجم ملعون نے کہا اہل مصر سے تھا کہا کہ مین علی مرتضی کو قتل کرتا ہون اور برک بن عبداللہ نے کہا کہ مین معاویہ کو مار ڈالتا ہون - اور عمرو بن بکر نے کہا کہ مین عمرو بن العاص کے شر کو رفع کرتا ہون پس تینون نے اپنی شمشیرون کو مسموم کیا اور یہہ قرار دیا کہ رمضان کی فلان شب مین تینون کو قتل کر دین - اس عہد و پیمان کے بعد وے تینون نکلے - ابن ملجم کوفے کی طرف روانہ ہوا اور برک دمشق کی طرف اور عمرو مصر کے جانب - جب ابن ملجم کوفے مین آیا ایک خارجیہ عورت کا عاشق ہوا اسکا قصہ عنقریب آویگا اس قحبہ نے اور وہ شخص کو اسکے معاون ٹھہرا کے اسکو جناب امیر کے قتل کی ترغیب دی پس وہ تینون ملعون کوفے مین مقرری شب کے منتظر بیٹھے - اور برک بن عبداللہ دمشق مین رمضان کی اسی مقرری شب مین جو ایک روایت سے سترہوین تھی قابو پا کے معاویہ پر شمشیر چلائی لاکن اسکا ضرب زیادہ کارگر نہوا اور برک کو لوگون نے پکڑ لیا - جب وہ ماخوذ ہو گیا معاویہ سے کہنے لگا کہ تجھے ایک بات کی خبر دیتا ہون کہ جس سے تجھے خوشی حاصل ہو معاویہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے جواب دیا کہ میرا برادر ابن ملجم نے آج کی ہی شب علی مرتضی کو قتل کیا - معاویہ نے کہا کہ شاید یہہ صورت اس کو بھی ہاتھ نہ دی ہو پس حکم کیا کہ برک کو مار ڈالین معاویہ کے سرہنگون نے اس کے ہاتھ پاؤن اور زبان کو کاٹ کے ڈال دیا سو وہ بہت بری وجہ سے سوا - معاویہ نے جو زخمی ہوا تھا ایک طبیب کو بلوا کے علاج کروایا جب صحت حاصل ہوی حکم کیا کہ مسجد مین ایک مقصورہ باندہین - جب مقصورہ تیار ہوا چند معتمدون کو ہمراہ لیکے اس مین نماز پڑہا کرتا اور ایک جماعت تلوارین کھنچی ہوی اسکی حراست و حفاظت کرتی تھی - اور عمرو بن بکر جب پہنچا قابو ڈہونڈہ رہا تھا اتفاقاً اسی شب عمرو بن کو درد شکم پیدا ہوا سو مسجد کو نہ آسکا - بنی عامر سے ایک شخص کو نائب بنا کے بھیجا تا امامت کرے - جب وہ داخل مسجد ہوا عمرو بن بکر نے جو مسجد مین چھپا ہوا تھا اسپر تلوار چلائی پھر اس نے سر نہ اٹھایا

اور مسجد مین ایک غل ہوا اور کہنے لگے کہ اسے ظالم یہ امیر نہین تھا تو نے اس کو قتل کیا - اسنے کہا کہ اس مین میرا کیا گناہ کہ مین امیر کے سوا دوسرے کو قتل کرتا نہ چاہا - اور حضرت علی کی شہادت کا قصہ یہ ہے کہ لکھتے ہین کہ جب آپکی رحلت کے ایام قریب ہوے کبھی حضرت امام حسن کے گھر رہتے اور کبھی شب حضرت امام حسین کے مکان مین - اور کبھی عبداللہ بن جعفر طیار کے یہان جو داماد خاص اس جناب کے تھے افطار کرتے تھے اور تین لقمون سے زیادہ تناول نہ فرماتے اور فرماتے تھے کہ مین چند شب کا مہمان ہون اور چاہتا ہون کہ خالی شکم اللہ تعالی کی درگاہ مین جاؤن - روایت ہے کہ انہین ایام مین ایک روز حضرت علی نے سبط اکبر حضرت امام حسن سے فرمایا کہ مجھے آجکی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت بابرکت نصیب ہوی - مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے کیا کیا مصیبتین اور کدورتین پہنچین - حضرت نے فرمایا کہ آن پر دعا کر مین نے دعا کی اللھم ابدلنی منھم خیرا لے منھم وابدل لھم بی شرا لھم منی یعنے الہی مجھے انسے بہتر لوگون کی صحبت سے مشرف کر اور میرے سے ایک بدتر کو ان پر مسلط - آپکی دعا درجہ اجابت کو پہنچی کہ انہین دنون آپ کی شہادت ہوئی مروی ہے کہ اپنی آخر ایام حیات مین جناب امیر نے ایک روز حضرت امام حسن سے پوچھا کہ اس مہینے سے کتنے روز گذرے ہین کہا پندرہ روز اور حضرت امام حسین سے دریافت کی کہ اس مہینے سے کتنے روز باقی ہین کہا کہ پندرہ روز - پھر سنکے جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ مین اور پانچ روز تمہارا مہمان ہون - اور آپکی ایک کنیز سے منقول ہے کہ دوشنبے کی شب مین مین نے حضرت علی کے ہاتھ پر پانی ڈال رہا تھا اوسوقت آپنے اپنی محاسن شریف کو اپنے مبارک ہاتھ مین لیکے فرمایا وای اس محاسن سفید پر کہ جمعے کی شب سرخ ہوگی القصہ ان دنون جناب امیر سے ایسے کلمات اور خرق عادات کثیر ظہور مین آئین - غرض جب رمضان کی انتیسوین شب جو شب جمعہ تھی حضرت امیر نے اپنی عادت معہود کے موافق صبح کی نماز کے لئے مسجد کا قصد کر کے نکلے آپکے دولت سرا مین جو بدق اور قاض تھے آپ کو گھیر لیکے نجاتین تو ایک شخص نے انکو ہانکنے لگا آپنے فرمایا کہ انکو چھوڑ دیجئے کیونکہ یہ مجھسے وداع کرتے ہین - پھر مسجد کی طرف رونق افزا ہوے - جب مسجد مین قدم رکھا وہ تینون ملعون جو مسجد مین چھپے ہوے تاک رہے تھے کھڑے ہوے انسے ابن ملجم لعین نے اس جناب کے سر مبارک پر تلوار چلائی اسکی شمشیر اسمقام پر لگی کہ جنگ احزاب مین عمر بن عبدود کی تیغ آپکے سر مبارک پر لگی تھی جیسا مخبر صادق نے خبر دی تھی

ویسا ہی خون مبارک رواں ہوا اور محاسن شریف رنگین - اور وہ ملعون وہاں سے بھاگا جب وہ جناب زخمی ہوے شہر مین ایک غل ہوا اور خلق کثیر جمع آئے - اور ابن ملجم ناہنجار کی جستجو مین پڑگئے اور وہ ملعون لئے وہی برہنہ تلوار ہاتھ مین لیا ہوا وحشت زدہ کوفے کی گلیون مین دوڑتا پھرتا تھا لوگون نے جب اسکو پکڑ کے جناب خلافت پناہ کے حضور مین لے آیا آپنے اس کی طرف متوجہ ہوکے پوچھا کہ اے دشمن خدا کیا تجھ پر میرے احسانات ثابت نہین تھے کہا ہان - پھر فرمایا کہ کیا چیز تجھے اس حرکت پر باعث ہوی - اس ملعون نے اپنا قصہ بیان کیا - پس جناب ولایت مآب نے حضرت امام حسن کو وصیت کی کہ ابن ملجم کو نگاہ رکھنے اور اس کو آب وطعام دیا کرے - اور فرمایا کہ مین رحلت پاؤن تو اسکو ایک زخم سے زیادہ نہ مارو - اور بھی وصیتین فرمائین - جب وصایا سے فراغت حاصل ہوئی زبان مبارک ذکر الٰہی مین کھولی کلمہ طیبہ کی تکرار کرنے لگے آخر رمضان کی اکیسوین کو آپ کی روح مقدس اس عالم فانی سے طرف اعلاء علیین کے پرواز کی انا للہ وانا الیہ راجعون صاحب تفسیر عزیزی نے سورہ شمس کی تفسیر مین لایا ہے - اب یہان پر جان لیا چاہئے کہ حدیث صحیح مین جو امام احمد کی مسند اور دوسرے معتبر کتابون مین آئی ہے وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ کچھ تمکو معلوم ہے کہ سب سے زیادہ بدبخت پہلی امتون کا کون شخص ہوا اور اس امت مین زیادہ بدبخت کون ہے حضرت علی نے عرض کی کہ مجھکو معلوم نہین حضرت نے فرمایا کہ بڑا بدبخت اگلی امتون کا ایک سرخ رنگ ثمود کی قوم سے تھا یعنے قدار بن سالف کہ حق تعالے کی اونٹنی کی کونچے ماری تھین اور اس امت کا بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو تیرے سر پر تلوار مارےگا اور تیری داڑھی اس خون سے رنگین ہوگی اور اسی تلوار سے تو شہید ہوگا - قدار بن سالف ملعون نے اونٹنی کا مارنے کا قصہ مختصر یہ ہے کہ جب صالح علیہ السلام نے ثمود کی قوم کو دعوت کرنے لگے اس قوم کا ایک سردار نے حضرت صالح کو عاجز کرنیکے لئے انسے ایسا معجزہ طلب کیا کہ اس پہاڑ سے ایک اونٹنی کو نکالے اور وہ دس مہینے کی گابھ رہے اور وہ پتھر سے نکلے کے بعد ہمارے روبرو بچہ جنے - حضرت صالح نے فرمایا کہ میرے پروردگار کی قدرت سے کچھ بات کچھ دور نہین - اگر مین ایسی اونٹنی پتھر سے نکالون تو کیا تم ایمان لاؤگے سبھون نے اقرار کیا کہ ہان - پس صالح علیہ السلام نے ان لوگون کو جا ایمان لائے تھے اپنے ہمراہ لیکے اس پہاڑ کے پاس تشریف لیگئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور دعا مین مشغول ہوئے اور مسلمانون کو حکم کیا

کہ تم آمین کہو۔ اور قوم ثمود کے سردار معہ فوج و لشکر کے گرداگرد کھڑے دیکھ رہے تھے۔ یکایک قدرت سے
اس قادر توانا کے اس پہاڑ کے پتھر سے جانور چلانے کی آواز آنے لگی جس طرح جانور جننے کے وقت آواز
کرتا ہے یہان تک کہ وہ پشتہ شق ہوا اور اس سے ایک اونٹنی جیسی انہون نے طلب کی تھی نکلی اور جنگل مین
چرنے لگی۔ اور ایک ساعت کے بعد اس کو بھی درد زہ شروع ہوا وہ بھی ایک بچہ جنی قد و قامت اور
شکل و صورت مین وہ بھی اپنی ماں کے برابر تھا۔ یہ معجزہ دیکھتے ہی سب کے سب پکار اٹھے کہ صالح کا معبود بڑا
قادر ہے۔ اور جندع بن عمر چھیے ہزار آدمیون سمیت ایمان لایا اور حضرت صالح کے قدم پر گر کے پچھلے تقصیرون
کی معافی چاہی۔ اور دوسرے سردار اور انکے تابعدار ایمان سے محروم رہے۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا
کہ تم خلاف عہد کیا اب اللہ تعالی سے بہت ڈرو اور اوس اونٹنی کی اور اوسکے بچے کی تعظیم پیش نظر رکھو
اور کسیطرح اسکو رنج نہ دو جب تک یہ اونٹنی اور اس کا بچہ تمہارے مین رہیگا تم پر عذاب نہ آویگا۔ اس
اونٹنی کی خاصیت یہ تھی کہ سب جانور اہلی اور جنگلی اسکو دیکھنے سے خوف کھاکے بھاگتے اور جس جنگل
مین وہ چرتی کوئی دوسرا جانور قدم نہین رکھ سکتا تھا۔ اور شام کے وقت جب شہر مین آتی سب شہر والون
نے اپنے برتن لاکے اسکے دودھ سے بھر لیتے اسکا دودھ تمام شہر والون کو کفایت کرتا تھا غرض
جب اسکے خوف سے دوسرے جانور جنگل مین جا نہین سکتے تھے اکثر لوگ جو جانور رکھتے تھے تنگ
آگئے حضرت صالح کے جناب مین شکایت لائے تب حضرت صالح نے یہ بات ٹھہرائی کہ ایک روز تم
اپنے جانور چھوڑ دو ہم اونٹنی کو بند رکھین گے۔ اور ایک روز ہم اونٹنی کو چرا لیتے ہین تم اپنے جانورون کو
بند رکھو۔ ایک مدت اسیطرح گذری۔ ایسے مین ایک شخص اسی قوم کا قدار بن سالف نام مشورہ پشت
کو نہ گردن چار شانہ ماں باپ کو رنج دینے والا ایک فاحشہ عورت کا عاشق ہوا اس کا نام غیزہ تھا خوبصورتی
اور خوش اسلوبی اور لطیفہ گوئی مین مشہور تھی۔ چند روز اسکے یہان جاتا آتا شراب خواری اور زناکاری
سے روسیاہ ہوتا آخر چاہا کہ اسکو اپنے نکاح مین لاوے تب اس قحبہ نے کہی کہ اگر مجھے نکاح
مین لانا چاہتا ہے اس اونٹنی کے کونچے مار دیجئے کہ اس سے میرے جانورون کو رنج ہے اس
ملعون نے اس بات کو قبول کرکے اور سات شخص کو اپنے ہمراہ لے کے تاک مین تھا ایک روز اونٹنی
جب چراگاہ سے پھری شہر مین آئی تو قدار ناہنجار نے اسکی پیشانی پر مار کے اسکو زخمی کیا پھر چوطرف سے
تلوارون سے مارنے لگے قدار نے پیچھے سے اسکے کونچے مارے پس وہ اونٹنی زمین پر گری اسکے

یار گرد سے پہنچے اور تلوارون سے اسکے پرزے پرزے کرکے اسکا گوشت تقسیم کیا - اسکا بچہ جو پیچھے سے آیا تھا مان کا یہ حال دیکھکے وہانسے بھاگا اور اسی پہاڑ پر جاکے کھڑا ہوا جب حضرت صالح کو یہہ خبر پہنچی تو بہت افسوس کرتے ہوے باہر نکلے اور شہر کے لوگون سے فرمایا کہ یہہ بہت برا کام ہوا تم نے خدا کا عذاب قصداً منگوایا - اب بھی ایک بچاؤ کی صورت یہہ ہے کہ میرے ساتھ آئیو تا اوسکے بچے کو شہر مین لادین کہ اسکے سبب سے حق تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ - کافرون نے یہہ بات بھی قبول نہ کی آخر صالح علیہ السلام نے سب مسلمانون کو ساتھ لیکے اس بچے کو لانیکے واسطے جنگل کی طرف گئے اس نے حضرت صالح کو دیکھتی ہی تین بار آواز کی اور پہاڑ کا پشتہ وہ بچہ اوس مین گھس گیا - حضرت صالح نے افسوس کرتے ہوے پھرے اور شمعیون سے کہا کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اپنی خرابی کی - اس بچے کے تین بار آواز کرنے کی تعبیر یہہ کہ تم کو عذاب الٰہی سے تین دن کی مہلت ہی - پہلے دن تمہارے منھ زرد ہو جائینگے - دوسرے دن سرخ - تیسرے دن سیاہ - پنجشنبے کی صبح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام حکم الٰہی سے آسمان و زمین کے درمیان ایک بڑی دہشت ناک صورت سے ظاہر ہوے - اور ایک ایسی آواز کی کہ سب شہر والے آوندہے اپنے اپنے زانوون پر گر پڑے اور انکے پتے پھٹ گئے اور سب اصل جہنم ہوے - پس صالح علیہ السلام مسلمانون کو فرمایا کہ یہہ شہر الٰہی نازل ہونیکی جگہہ ہے یہان رہنا مناسب نہین سب مکہ معظمہ کی حرم کا احترام باندہو اور وہین جاکر رہو - انہون نے صالح علیہ السلام کے حکم کے موافق ویسا ہی کیا سعادت دارین حاصل کی - اب جانا چاہئے کہ اشقی الاولین قدار بن سالف اور اشقی الآخرین ابن ملجم ہونیکا سبب یہہ کہ یہ ہر دو ایک ہی قسم کی معصیت مین مبتلا ہوے ادنی خسیس شہوت چلانے کے لئے فاحشہ بکار عورت کے طمع موافق شہوت و غضب کے مغلوب ہوے اور خلق و خالق کے حقوق تلفی پر کمر باندہی اور ایسے بہاری کام کے مرتکب ہوے کہ ہر دو جہان کی رسوائی اور روسیاہی اور تباہی اور عذاب و عقاب الٰہی کے سزاوار ہوے نعوذ باللہ منہا - صاحب تفسیر عزیزیہ نے سورہ شمس کی تفسیر مین لایا ہے کہ جب شہوت و غضب کے سبب سے واجب حق تلف ہونے لگتے ہین تب سب لوگون کے نزدیک وہ شخص معیوب اور مطعون ہو جاتا ہے اور جس قدر وہ حق بزرگ ہوگا اس قدر طعن و تشنیع زیادہ لاحق ہوگی - تو اول بدبخت وہ شخص ہے جو اپنے نفس کے حق پر شہوت و غضب کو مقدم رکھے اور نفس کے حق تلف کرے - اس سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے کہ اپنی لذت شہوی اور غضبی کے سبب سے

دوسرے کا حق تلف کرے - اور اس سے بھی زیادہ بدبخت وہ شخص ہے کہ ان دونون لذتون کے
سبب سے بہت آدمیون کے حقوق تلف کرے پھر حق بھی آپس مین مختلف ہین جیسے دنیا کا حق کہ اسکا
تلف ہونا سہل اور آسان ہے آخرت کا حق تلف ہونے سے کہ اسکا دفعیہ بہت مشکل ہے - چوتھا
مقدمہ یہ ہے کہ آدمی پر تین حق بڑے اور عمدہ ثابت ہین پہلا حق اللہ تعالی کا جو اسکا پیدا کرنے والا
اور نعمت دینے والا ہے - اور کسی وقت اور کوئی آدمی اسکے احسان سے باہر نہین ہو سکتا اور ہر کام
مین آدمی اسکی مدد اور مہربانی کا محتاج ہے اسیواسطے کوئی حق اور کسیکا حق اسکے حق کی برابری کر نہین
سکتا - دوسرا حق اپنی قوم اور برادری کا ہے کہ اپنی زندگی اور موت مین انکا محتاج ہے اور ہر طرح
کی مدد کا انسے امیدوار تیسرا حق اپنے نفس کا ہے اور اس حق کی حقیقت خود ظاہر ہے کچھ حاجت
بیان کی نہین ہے - پس سب بدبختون سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے کہ ان تینون کو ایک خسیس شہوت کی عوض مین
تلف کرے سو یہ وصف اگلی امتون مین سے قذار بن سالف مین تھا کہ اونی اور خسیس کام کے واسطے ان تینون حقونکو
تلف کر ڈالا اول اپنے نفس کے حق کو تلف کیا کہ کافر مرا اور دوزخ کا کندہ ہوا اور اپنی زندگی کو برباد کیا دوسرا اپنے قوم
کے حق کو تلف کیا یعنے اسکے سبب سے سب حق تعالی کے عذاب مین گرفتار ہوے کسی کا نام اور نشان باقی نرہا
تیسرا حق تعالی کا حق تلف کیا یعنے اس اونٹنی کو کہ جسکو اللہ تعالی نے اپنے طرف منسوب کیا تھا اور ہدایت الہی صورت
تھی بلکہ رحمت اور عنایت الہی کے نزول کی سبب تھی اور بیت اللہ کی سی بزرگی پیدا کی تھی سو اس کم بخت نے اسکی
کو نچین کاٹین اور ہلاک کیا اور اس امت مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا قاتل یعنے ابن ملجم ویسا ہی بدبخت تھا
توضیح اس ابہام کی اور تشریح اس مقام کی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کی اونٹنی جس طرح حضرت صالح علیہ السلام کے
کمال کی صورت تھی اور انکی نبوت پر گواہ صادق تھی اور قوم ثمود کی ہدایت کے واسطے جو حق تعالی کی عنایت متوجہ
ہوی تھی اور حضرت صالح علیہ السلام کو مرتبہ رسالت کا مرحمت کرکے اس قوم کی طرف مبعوث کیا تھا اور وہی
ہدایت ان کے سوال کے بموجب ناقہ کی شکل ہوکے ان مین ٹھہری تھی اور قرار پکڑا تھا یہان تک کہ اس ناقہ کی
تعظیم اور اسکے حق کو ادا کرنا گویا حضرت صالح علیہ السلام کی شریعت کا قبول کرنا تھا اور عذاب الہی کے دفع کرنیکے
واسطے انکا دین قبول کرنیکے قایم مقام تھی گویا حضرت صالح علیہ السلام کی ولایت کا نور اس راہ سے جلوہ گر اور ظاہر
ہوتا تھا اور اللہ تعالی کے نزدیک ان کے مرتبے کی بزرگی اور ان کی دعا کی قبولیت اس جھرو کے سے ظاہر ہوتی
تھی اسیطرح سے وجود جسمانی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی عنہ کا جو ختم کرنے والا خلافت حقہ کا تھا

اور جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے کمال کی صورت تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہدایت کا نور اس راہ سے جلوہ گر تھا اور اس جناب کے قرب معنوی کی روشنی اس راہ سے ظاہر تھی اور بعینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور نیابت اس وقت مین اسی ذات جامع الصفات مین منحصر تھی اسیواسطے حدیث شریف مین جس طرح بیت اللہ کے جس مین وارد ہے النظر الی الکعبۃ عبادۃ یعنے دیکھنا بیت اللہ کا عبادت ہے اور قرآن شریف کے حق مین وارد ہے کہ النظر الی المصحف عبادۃ یعنے دیکھنا قرآن کے حرفون کی طرف عبادت ہے اسیطرح حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے حق مین آپنے فرمایا ہے کہ النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنے دیکھنا علی کے منہ کے طرف عبادت ہے سو اس وقت مین وجود شریف حضرت علی کا مثل وجود شریف حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا اسواسطے کہ اس وقت مین تشنگان امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی چشمۂ خاص سے سیراب ہوتے تھے اور ہر حاجت ظاہری اور باطنی کو اس وقت مین بسبب جمع ہونے تمام صفات کمال بشری کے وہ ذات مبارک کفایت کرتی تھی ایسے وقت مین الشقی باوجود کو جو اس بدبخت ترین بدبختون نے شہید کیا تو گویا ہدایت کے شمع کو گل کر دیا اور اللہ تعالی کے حق کو تلف کیا اور تمام امت کے حق کو بھی تلف کیا یعنے ایسی فات کو جو اس وقت مین اپنا ثانی اور رقایم مقام فضیلت اور بزرگی مین رکھتی تھی ہلاک کر کے تمام امت کو جھاڑو بے رسی کے مانند منتشر اور فوج بے سردار کی طرح پریشان کر دیا اور اپنے نفس کے حق کو بھی تلف کیا اور کندہ دوزخ کا ہوا اور اپنی زندگانی کو برباد کیا اور بسبب برائی اس بدبخت کو اسی شہوت کے سبب سے حاصل ہوی تھی چنانچہ روایات صحیحہ مین وارد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبداللہ بن ملجم مرادی تھا خارجی مذہب کوفے مین آیا اور ناگہان اسکی نظر ایک عورت خوبصورت پر جس کا نام قطام تھا پڑی۔ دل اور جان سے اسپر فریفتہ ہوا اور وہ عورت بھی یہی مذہب باطل رکھتی تھی اور باپ اور بھائی اسکا نہروان کی لڑائی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھ سے جہنم واصل ہوے تھے جب ابن ملجم کو اس کی ملاقات کا خیال دل مین پڑا اور خط کتابت اس مقدمے مین اس سے شروع کی اور آدھیون کو مہر مین ڈالا تب اس عورت نے جواب مین یہ کہا کہ ایک میرا کام ہے اگر وہ تجھ سے ہو سکے اور تو اسکے کرنیکا اقرار کرے تو البتہ مین تجھکو قبول کرون اور اپنے تئین تیرے نکاح مین دون اور وہ کام یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو شہید کر اس ملعون نے کہ مغلوب شہوت کا تھا اسبات کو اس ملعونہ کی قبول کیا اور اس کام کی تدبیر مین پڑا چنانچہ ایک تلوار ہزار درم کو خریدی اور اس کو زہر کے پانی سے بجھایا اور اپنے یار دن سے

اسکام کی تدبیر پوچھی اسکے یارون نے کہا کہ یہہ کام کچھہ مشکل نہین ہے بہت آسان ہے اسواسطے کہ حضرت علی کوئی نگہبان اپنے ساتھہ نہین رکھتے ہین اور اکیلے رات کو اندہیری مین مسجد کو جاتے ہین کسی دن مسجد مین اندہیرے کے وقت چھپ رہ اور اپنا کام انجام کو پہنچا چنانچہ انیسوین رمضان کی صبح صادق کے وقت کہ ہنوز تاریکی باقی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے مسجد شریف مین تشریف لائے اور وہ ملعون ایک ستون کی آڑ مین مستعد اسی کام پر کھڑا تھا اور آپکی عادت شریف ایسی تھی کہ مسجد مین سوے ہوے آدمیونکو تکبیر کی آواز سے بیدار کرتے تھے تاکہ وے سب اٹھکے تہجد ادا کرین اسی ارادے سے جونہین آپنے مسجد شریف مین قدم مبارک رکھا وہ نہین اس ملعون نے پیچھے سے غفلت مین ایک تلوار آپکے سر مبارک پر ماری اور بھاگا آدمی ہر طرف سے دوڑے اور اسکو پکڑکے قید کیا ہر چند کہ زخم چندان کاری نہ تھا لیکن زہر کی تاثیر سے آپکا کام تمام ہوا اور اس خاکدان ظلمانی سے فردوس برین کو انتقال فرمایا چنانچہ اکیسوین رات کو رمضان کی جسد مبارک کو نجف الحیرہ مین جو ایک جگہہ کا نام ہے کہ کوفے مین مسجد جامع سے ایک فرسنگ پر حیرۃ النعمان کی راہ مین ہے وہان مدفون کیا اور آپکی قبر کو بلند نہ کیا بلکہ بالکل بے نشان رکھا تاکہ خارجی لوگ جو اس زمانے مین کوفے کی نواح مین بہت منتشر تھے کچھہ بے ادبی آپکے جسد مبارک سے نہ کرین اور یہہ قصہ سنہ چالیس ہجری مین واقع ہوا اور آپکی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہوگئی اور کوئی قایم مقام اس رتبے کا نہ رہا یہی بات صحابہ نے سمجھہ کے نہایت افسوس کیا۔ چنانچہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپنے خبر شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنی فرمایا کہ اب عرب جو چاہین سو کرین ایسا کوی نہ رہا کہ انکو کسی بدکام سے منع کریگا۔ اب جانا چاہئے کہ صحابہ مین بعد وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علما، اور واعظ بہت موجود تھے اور آدمیون کو بدکامون سے بے محابا یعنے بے دہشت منع کرتے تھے اور کسی کی بنی امیہ یا دشاہون سے یا دوسرے سردارون سے لحاظ اور خاطرداری سچی بات کہدینے مین نہ کرتے تھے لیکن ان کا امر و نہی مانند سمجھانے علما کے اور رہنمائی اولیا کے تھا نہ پیغمبرون کے حکم کے مانند کہ وہ بات حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ پر ختم ہوگئی اسیواسطے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے یہہ کلمہ ارشاد فرمایا اسی جگہہ سے قاتل حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اشقی ہونیکی وجہ ظاہر ہوگئی کہ اس وقت مین تمام کمالات ولایت کے جو قایم مقام نبوت کے ہین اسی ذات مبارک مین

منصرم تھے دوسرا کوئی اس وقت مین ویسا نہ تھا بخلاف خلفاء سابقین کے زمانے کے کہ اس وقت مین دوسرے بھی ایسے تھے جو لیاقت اس امر کی رکھتے تھے چنانچہ ان کے معدوم ہونیکے بعد اسلام کو سنبھال لیا اور ان کے قتل ہونیسے دین مین خلل نہ پایا گیا بخلاف حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل کے کہ یہ خاتم الخلفا تھے تو ان کا قتل کرنا گویا اللہ تعالی کے نور کو بالکل بجھا دینا تھا اور ہدایت کے شمع کو گل کر دینا تھا اسی واسطے ان کے قتل سے ایسی خرابی دین مین ہوی کہ پھر تدارک اسکا نہو سکا اور اگر کسیکو یہ شبہ خاطر مین گذرے کہ اس بدبخت ترین کی حرکت سے ثمود کی قوم سب ہلاک ہوی اور اس امت کے بدبخت ترین کی حرکت سے باقی ماندہ کو کچھ آسیب نہ پہنچا اسکا کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ان دونون مین فرق دو وجہ سے ہے اول وجہ یہ ہے کہ اونٹنی کے مارے جانیسے تمام ثمود کی قوم راضی اور خوش ہوی تھی اور اس امت مین اکثر لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل ہونے سے راضی نہوے تھے بلکہ اس حرکت کرنیوالے پر لعنت اور نفرین کرتے رہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اونٹنی کے مارے جانیکے بعد اسکا بچہ بھی غائب ہوگیا تھا اور بالکل اسکا نام اور نشان نرہا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کے بعد آپکی اولاد امجاد باقی رہی اور آپکا نام و نشان قایم رہا اور اس ولایت کا نور جس کے آپ حامل تھے نسلاً بعد نسل ایک حامل آپکی اولاد مین پیدا ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا ہر چند کہ وہ ہیئت اجتماعی مٹ گئی تھی لیکن وہ نور متفرق اور منتشر ہوکے موافق استعداد کے ہر ایک فرقے مین اہل خیر سے قایم رہا ان سببون سے یہ امت اس طرح کے عذاب سے بچ رہی اور ایک سانحہ عجیب آپ کی شہادت کے بعد یہ ہوا تھا کہ اسدن بیت المقدس مین کوئی پتھر تھا جس کے نیچے سے خون جوش مارتا تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔

قرۃ العین رسول جگر گوشہ بتول امام ہمام امام حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما کے احوال مین

اس شاہزادے کا نام نامی حسن اور کنیت ابو محمد ہے اور آپکا لقب مجتبی ہے اور اسکے سوائے تقی اور زکی اور سید و طیب سے بھی ملقب ہین ۔ ہجرت سے تیسرے سال رمضان المبارک کی پندرہوین منگل کے روز مدینہ منورہ مین آپ کی ولادت ہوئی ۔ امام سیوطی تاریخ الخلفا مین لایا ہے اخرج ابن سعد عن عمران بن سلیمان قال الحسن والحسین اسمان من اسماء الجنۃ ما سمت العرب بھما فی الجاھلیۃ یعنے ابن سعد نے عمران بن سلیمان سے

نقل کرتا ہے کہ کہا حسن اور حسین پھپھیرو و چچیرے کے نامون سے ہین - جاہلیت مین عرب یہہ نہین جانتے تھے
وقال ابن المفضل ان اللہ جعب اسم الحسن والحسین حتی سمی بھما النبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم ابنیہ اس شاہزادے کے ولادت باسعادت سے حضرت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بڑی فرحت وانبساط حاصل ہوئی - تولد کے ساتوین روز آپ ہی انکا نام رکہا - اور دو بکرون سے انکا عقیقہ
کیا اور سر مبارک منڈہوا کے اسکے ہم وزن روپا خیرات کیا اخرج البخاری عن انس قال لم یکن احد
اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم من الحسن بن علی بخاری نے انس سے نقل کرتا ہے
کہ کہا کہ حضرت کے ساتھ امام حسن سے زیادہ کوئی شباہت نہین رکہتا تھا واخرج الشیخان عن البراء
قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم والحسن علی عاتقہ وھو یقول اللھم انی
احبہ فاحبہ بخاری اور مسلم نے براء سے نقل کرتا ہے کہ کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو کہ آپ کے دوش مبارک پر امام حسن تھے اور حضرت یہہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ مین اسکو دوست رکھتا ہون
تو بھی اسکو دوست رکھہ واخرج البخاری عن ابی بکرہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم علی المنبر والحسن الی جانبہ ینظر الی الناس مرۃ والیہ مرۃ یقول ان
ابنی سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین بخاری نے ابی بکرہ سے لایا ہے
کہ مین نے حضرت سے سنا ہے کہ منبر پر سوار تھے اور امام حسن آپکے کودمین تھے یعنے شاہزادے کو گود مین
لیکے بالاے منبر خطبہ پڑہتے تھے اور کبھی اس جگر گوشہ کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی لوگون کے طرف اور
فرماتے تھے کہ یہہ میرا فرزند سردار ہے قریب ہے کہ اللہ تعالی اسکے واسطے سے مسلمانون کی دو گروہ مین
صلح کردیگا واخرج البخاری عن ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ھما ریحانتی
من الدنیا یعنے الحسن والحسین بخاری ابن عمر سے نقل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حسن اور حسین میرے
دو ریحان ہین دنیا سے واخرج الترمذی والحاکم عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ ترمذی اور حاکم نے
ابی سعید خدری سے لایا ہے کہ حضرت نے فرمایا حسن اور حسین دو سردار ہین بہشتی جوانون کے - ایسے بہت
سے حدیثین آئی ہین - اس شاہزادے کے مناقب وفضایل حیطہ تحریر سے زیادہ ہین - انکی ذات مبارک
مین بڑا حلم وقار تھا اور بڑا جود وکرم تھا اور فقیرون کو بہت مکرمہ رکہتے تھے - حاکم نے عبداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے

کہ امام حسن پچیس حج پیادہ بجالائے ہین حالانکہ آپ کے ہمراہ رکاب گھوڑے رہتے ابن سعد نے علی بن زید بن جدعان سے نقل کرتا ہی کہ امام حسن نے اپنا سب مال دوبار اللہ کی راہ مین لٹا دیا اور تین بار آدہا مال للہ دیا یہان تک کہ ایک نعل دی اور ایک رکھا۔ روایت ہی کہ امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے روز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کوفے کی مسجد مین بالاے منبر خطبہ پڑہا اور سب لوگون نے کمال طوع ورغبت سے آپکے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اول جو سعادت بیعت سے مشرف ہوا قیس بن سعد بن عبادہ انصاری تھا بیعت کے وقت کہنے لگا کہ مین بیعت کرتا ہون آپسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اللہ تعالی کے دشمنون سے جہاد کرنے پر۔ امام ہمام نے فرمایا کہ مخالفون کے ساتھ جہاد وقتال اور اس کے امثال کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین داخل ہے تصریح کی حاجت نہین لوگون نے اس کلام تقدس انجام سے استدلال کیا کہ اس امام عالی مقام کا ارادہ جنگ وجدال پر نہین۔ غرض جب حضرت علی کی شہادت اور حضرت امام حسن کے ہاتھ خلق کی بیعت کی خبر معاویہ کو پہنچی۔ ضحاک کو اپنی نیابت دیکے شام مین چھوڑا اور آپ ساٹھ ہزار کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے عراق عرب کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا جب حضرت امام حسن کو اسبات سے آگہی ہوئی۔ چالیس ہزار کا لشکر اپنے ساتھ لیکے کوفے سے کوچ کیا اور منزلین طے کرکے دیر عبدالرحمن پر نزول فرمایے۔ اور اس مقام مین حکم فرمایا کہ قیس بن سعد بارہ ہزار سوار لیکے لشکر کے آگے رہے۔ ایک روایت ہے کہ جب امام ہمام نے ساباط مداین تک پہنچے۔ اس روز وہین توقف کیا تا جانور دن کو آرام ہو۔ کہتے ہین کہ ایک روز مجلس مین اللہ تعالی کی حمد وثنا کرکے فرمانے لگے کہ ایہا الناس تم نے اس شرط کے ساتھ بیعت کی ہین کہ صلح وجنگ مین میری متابعت کرین۔ قسم ہی اللہ تعالی کی کہ جسکی قدرت کمال کا درجہ رکھتی ہے کہ مجھے کسیکے ساتھ بغض وعداوت نہین مشرق سے مغرب تک کسیکو نہ پاؤگے کہ اس سے رنج وکراہت میری خاطر مین ہو۔ بلکہ جمعیت اور الفت اور سلامت اور اصلاح ذات البین میرے پاس نہایت دوست رہے تفرقے اور پریشانی اور دشمنی سے والسلام۔ لوگ ان باتون سے پہلے کہ معاویہ کے ساتھ صلح کرکے ترک خلافت کرینگے۔ یہ باتین سنکے خوارج کی ایک گروہ ضلالت پژوہ نے اس امام ذوالاحترام کی تکفیر کی نعوذ باللہ منہا اور اس جناب پر ہجوم کرکے آپکے لباس کو پارہ پارہ کیا۔ اور جس فرش پر کہ تشریف رکھتے تھے اسکو غارت کیا اور آپکے دوش مبارک سے چادر بھی کھینچی۔ امام ہمام نے جب یہ حال دیکھا فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اور اپنے

گھوڑے پر سوار ہو کے ندا کی کہ قوم ربیعہ و ہمدان کہاں ہین - وے ہر دو قبیلے حاضر ہوے اور حمایت و حفاظت مین کمر باندہی اور اُن شریرون کا شر اس جناب سے دفع کیا پھر حضرت امام حسن وہان سے مداین کے طرف روانہ ہوے - اثناے راہ مین خارجیون سے ایک شخص کہ جس کو جراح بن قبیصہ اسدی کہتے تھے قابو پاکے امام ہمام کی ران مبارک کو زخمی کیا تب عبداللہ بن خطل و عبداللہ بن ظبیان نے اس ملعون کو قتل کر ڈالا - پس امام ہمام رنجور ہوے اور مداین کے قصر ابیض مین نزول فرمایے اور جرّاحون نے اس زخم کا علاج شروع کیا اللہ تعالی جلد شفا بخشا - اس اثنا مین معاویہ نے فانبا پنیج کے قیس بن سعد کو جو حضرت امام حسن کی طرف سے وہان کا حاکم تھا محاصرہ کیا اور عبداللہ بن عامر کو مداین کی طرف روانہ کیا جب اس امام ہمام کو اس بات کی خبر ہوئی آپ اپنا لشکر ہمراہ لئے ہوے جنگ کا قصد کر کے مداین سے باہر نکلے - جب ہر دو فریق کی ملاقات ہوئی عبداللہ بن عامر نے فریاد کی کہ اے اہل عراق مین معاویہ کے لشکر کا مقدمہ ہون مین جنگ کرنا نہین چاہتا ہون معاویہ ایک لشکر کثیر کے ساتھ انبار مین نزول کیا ہے اب میرا اسلام امیر المومنین امام حسن بن علی کو پہنچاؤ اور کہو کہ عبداللہ آپ کو اللہ تعالی کی قسم دیتا ہے کہ جنگ سے ہاتھ رکھو تا لوگ ہلاکت سے بچین - جب یہہ بات عراق والون نے سنی سست ہوے امام ہمام نے مداین کی طرف مراجعت کی اور عبداللہ بن عامر کے پاس یہہ پیغام بھیجا کہ مین خلافت چھوڑ دیتے معاویہ کے ساتھ صلح کرتا ہون مگر چند شرطون کے ساتھ - اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ امیر المومنین حسن مجتبی نے ساباط مین جنگ و جدال موقوف کرنا چاہا - تب عبداللہ بن حارث بن نوفل کو جو معاویہ کا خواہرزادہ تھا وکالت دیکے معاویہ کے پاس بھیجا اور یہہ پیغام کیا کہ اگر تم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل کرین اور زیردستون پر شفقت رکھین اور لوگ اپنی جان و مال کا امن پاوین تو خلق کی امر و نہی کی خدمت اور منصب خلافت تمہارے سپرد کرتا ہون والا جنگ و قتال پر حاضر ہون حتی یحکم اللہ بیننا و ہو خیر الحاکمین معاویہ یہہ سن کے بہت ہی خوش ہوے اور کہا کہ امام حسن کی زبان مبارک پر جو باتین گذرین ہین مین نے ان سب کو قبول کر لیا بلکہ اسکے سواے اور بھی کچھ فرماتے ہین تو قبول کرتا ہون - عبداللہ نے کہا کہ امام حسن کہتے ہین کہ تسلیم حکومت بہ شرطون پر موقوف ہی معاویہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے عبداللہ نے جواب دیا کہ اگر تو آگے سے ہے ت امام حسن کے ہی طرف رجوع کرے - دوسری شرط یہہ کہ اپنی مدت العمر ہر سال پانچ لاکھ درہم

بیت المال سے انکو پہنچاتا رہی - دوسرا یہہ کہ دارابجرد اور فارس کا خراج سال بسال انہین کو پہنچاتا رہے
معاویہ نے کہا یہہ سب شرطین مین نے قبول کین پس ایک سفید معرا کاغذ پر اپنی مہر کرکے عبداللہ کے تحویل
کیا اور کہا کہ امام حسن کی خدمت مین میری طرف سے یہہ گذارش کیجئے کہ مین نے اس کاغذ پر اپنی مہر ثبت
کرکے بھیجا ہے آپ جو چاہین اسپر تحریر فرماوین مجھے قبول ہی اور قریش کے چند سردار کو بھی عبداللہ کے
ہمراہ کرکے روانہ کیا - جب عبداللہ بن حارث اور وے اکابر قریش شاہزادے کی خدمت فیضدرجت
مین حاضر ہوکے سب احوال ظاہر کیا - اور وہ شرط جو عبداللہ نے اپنے طرف سے معاویہ کو بولا تھا کہ تیرے
رحلت کے بعد پھر حکومت امام حسن کے ہی تفویض کیا چاہئے امام ہمام نے اسکو سن کے پسند نہ فرمایا اور
کہا کہ مجھے حکومت کی طرف ہرگز میل نہین - اگر اسکی خواہش ہوتی آج ندیا ہوتا - پس اپنے کاتب کو صلحنامہ
لکھنے کا حکم کیا - اس کا مضمون یہی تھا کہ یہہ صلح نامہ ہے درمیان حسن بن علی بن ابیطالب اور معاویہ بن ابی
سفیان کے اس منے پر کہ امر خلافت معاویہ کے تسلیم کیگئی ہے - اس شرط کے ساتھہ کہ جب معاویہ کی موت
نزدیک پہنچے کسی شخص کو حکومت پر نصب نکرے بلکہ اہل شورے کے حوالہ کرین تا اہل اسلام مصلحت وقت
کے مطابق جسکو مناسب جانین خلیفہ ٹھہراوین - دوسری شرط یہہ ہے کہ سب اہل اسلام اسکے ہاتھہ اور
زبانسے ایمن رہین اور سب خلق اللہ کے ساتھہ سلوک نیک سے پیش آوے - تیسری شرط یہہ ہے کہ حضرت
علی کے شیعہ اور متعلقون اور منتسبون کے ساتھہ کسی طرحسے کچھہ تعرض نہ کرے اور انکو رنج نہ پہنچاوین
اور معاویہ ان شرطونکو وفا کرے مکر و کید سے بہت دور ہی - اور امام حسن اور انکے برادر امام حسین کے
ساتھہ ظاہراً و باطناً بدی نہ کرے اور کسی کو اغواندے اور حکم نہ کرے ان کو یا ان کے متعلقون کو ضرر پہنچاوے
اور ان کے متعلق یا احباب اقطار زمین سے جس جگہہ کہ رہین معاویہ یا اوسکے گماشتون سے محفوظ
رہین - اور اس پر عبداللہ بن الحارث بن نوفل اور عمر بن ابی سلمہ اور کئی اکابر گواہی لکھے - پس امام ہمام کوفے
کے طرف روانہ ہوے - اور قیس بن سعد بھی اپنی جگہہ سے نخل کے کوفے تک جا پہنچا اور حضرت امام حسن
کی خدمت سے مشرف ہوا - اور معاویہ بھی اسی روز شام کا لشکر اپنے ساتھہ لیکے وارد کوفہ ہوا معاویہ اور امام
ہمام اور خلق کثیر مسجد مین جمع آئے - معاویہ نے کہا کہ امام حسین کو بھی بلوا دین تا انہون بیعت کرین تب ایک
شخص بلانے کے لئے گیا - حضرت امام حسین نے ابا کیا اور اس مجلس مین حضرت امام حسن نے معاویہ سے فرمایا کہ
کہ حسین کو اپنی بیعت پر اکراہ نکر کیونکہ اسکے پاس تیرے ہاتھہ پر بیعت کرنے سے اپنا قتل دوست تر ہی جب

معاویہ نے یہ بات سنی انکی بیعت سے درگذر کی قیس بن سعد بھی معاویہ سے بیعت کرنے پر راضی نہین تھا امام ہمام کے حکم پر طوعاً وکرہاً بیعت کی - غرض اس مجلس مین حضرت امام حسن نے معاویہ سے بیعت کرکے اپنی خلافت وریاست اسکے سپرد کی - پھر منبر پر سوار ہوکے ایک خطبہ کمال فصاحت وبلاغت کے ساتھ پڑہا حمد و نعت کے بعد اس خطبے مین فرمایا کہ اے مسلمانو مین نے فتنے کو بہت مکروہ رکھتا ہون میرے جدامجد کی امت سے فتنہ وفساد دور کرنے اور مسلمانون کے جان ومال کو امان حاصل کرنیکے لئے مین معاویہ سے صلح کی اور اس حکومت کا کاروبار اسکو دے دیا - اگر یہہ حق اسکا ہی اس کو پہنچ گیا اگر میرا حق ہے مین اسکو بخش دیا - اسکے بعد معاویہ کو کئی وصیتین کرکے منبر سے اتر گئے - سبحان اللہ یہہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا جو ایک روز بالاے منبر فرمایا تھا کہ یہہ میرا فرزند سردار ہے مین امید رکھتا ہون کہ اللہ تعالی اسکے واسطے سے مسلمانون کے دو گروہ مین صلح کردیگا - غرض جب امام ہمام منبر سے اترے معاویہ نے حیران وبیخود ہوکے کہنے لگا کہ یا ابو محمد آپنے آج ایسی چیز سے جوانمردی کی کہ آجتک کسی نے نہین کی - آپ کی دریاے جود وکرم کو نہایت نہین ف مخفی نرہے کہ امام ہمام نے جو معاویہ کے ساتھ مصالحت کی اور خلافت چھوڑدی حالانکہ اس وقت خلافت کا استحقاق آپ کی ہی ذات عالی صفات مین منحصر تھا - اور مخالف کی جانب مین بے استحقاقی ظاہر تھی اسکا سبب کچھ عجز وناتوانی کا نہین تھا شاہزادے کی طرف مال ولشکر کی کثرت اور جنگ وقتال کی قدرت جیسی چاہئے ویسی موجود تھی بلکہ اسکا سبب یہہ تھا کہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکًا عَضُوْضًا یعنے خلافت کا زمانہ میرے بعد تیس سال تک ہی پھر اسکے بعد بادشاہ کزندہ ہوگا - سو امام ہمام نے سوچھا کہ خلافت کا زمانہ تو گذر گیا اب دورہ ظلم وبیدادی کا آنیچا - اب ریاست کرون تو بھی جو مصلحتین کہ امامت مین ملحوظ ہین فوت ہوجائین گے پس ناچار اس وقت کی ریاست سے کنارہ لیا - اور اس وقت جو معاویہ اسکام کے لائق تھا وہ ریاست اس کے سپرد کیا اور اس مین یہہ مصلحت بھی منظور تھی کہ طرفین کے جنگ مین مسلمانون کی جان ومال کا جو نقصان کھڑا ہے لوگ اس سے امن پاوین اور امت محمدیہ مین اتفاق حاصل ہووے کذا فی تحفہ اثنا عشریہ - نقل ہے کہ جب امام ہمام نے حجر ابن عدی نے بہت ملول ہوا اور کہنے لگا یا ابن رسول اللہ کاش مین اس کے آگے مرجاتا تو یہہ روز

ہماری بڑی ذلت و خست کا سبب ہوا امام عالیمقام نے فرمایا کہ ای ابن عدی مین نے اسواسطے صلح کی تا ہمارے شیعہ و احباب مرض ہلاکت مین نہ آوین - پھر ابن عدی نے عبیدہ بن عمر کو ہمراہ لے کے حضرت امام حسین کی خدمت مین آکے اپنا رنج و ملال ظاہر کیا اور اس جناب کو جنگ و جدال پر ترغیب و تحریص کی حضرت امام حسین نے فرمایا کہ ہم نے جب معاویہ سے بیعت کر چکے اور عہد و پیمان درمیان لایا پھر اب عہد شکنی سزاوار نہین یہہ بات سنکے وے ہر دو بہت ہی محزون و ملول ہوے لاعلاج صبر کیا علی بن البشیر ہمدانی لکھتا ہے کہ مین اور سفیان بن بی لیلی حضرت امام حسن کی بابوسی کے لئے مدینے کیطرف گئے - جب آپ کی مجلس مین حاضر ہوے چند اکابر انکی خدمت مین بیٹھے تھے - مین نے آپکی طرف متوجہ ہوکے کہا السلام علیک یا مذل المومنین - شاہزادے نے فرمایا وعلیک السلام بیٹھئے مین مومنون کو ذلیل کرنے والا نہین بلکہ انکو عزیز کرنے والا ہون کیونکہ مین نے معاویہ سے جو صلح کی اس سے میرا غرض یہہ تھا کہ تمہارے خون نہ بہنے پاوین اور مین نے یقین جانا کہ اگر صلح نکرون میرے سب دوست و احباب تلف ہوجائینگے اگر جبال و اشجار کے ساتھ بھی ہم معاویہ سے جنگ کئے ہوتے آخر یہہ کام اسکے تفویض کرنا ضرور تھا راوی کہتا ہے کہ مین نے یہہ باتین سنکے اٹھا اور حضرت امام حسین کی خدمت مین جاکے یہہ قیل و قال ظاہر کیا آپنے فرمایا کہ ابو محمد جو ارشاد کیا حق اور مطابق صدق کے ہی کہ جب تک معاویہ زندہ رہے ہر شخص اپنے گھر بیٹھنے کے سوائے چارہ نہین - لکھتے ہین کہ یہہ صلح ماہ ربیع الاول سنہ پچاسی ہجری مین واقع ہوئی - پھر چند روز کے بعد حضرت امام حسن اپنے سب اتباع و احباب کے ساتھہ مدینہ طیبہ کی طرف اور معاویہ شام کیطرف روانہ ہوئے - جب امام ہمام نے مدینہ پہنچے ایک شخص نے کمال درد سے تفویض خلافت کے باب مین آپکو ملامت کی تو آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واقعے مین ظاہر کیا کہ بنی امیہ کے ظالم حضرت کے منبر پر ایک کے بعد دوسرا بندرون کی طرح کودکر بیٹھتے ہین - اور رعیت پر ظلم بسیار کرتے ہین یہہ بات حضرت پر نہایت شاق گذری سو بہت محزون و ملول ہوے حق سبحانہ تعالی آپکو طمانیت کیلئے سورۂ قدر نازل فرمایا - اس سورے مین ارشاد ہوا کہ ہم نے آپکی امت کو ایک رات البیسی دی ہے کہ مہینون سے بہتر یعنے اس شب کی عبادت ہزار مہینون کی عبادت سے افضل ہے - ہزار مہ

[illegible] کے سلطنت کے ایام ہین کہ جبر اکے ساتھ حال ہوتے ہین - اور یہہ رات کسی طرح سے [illegible]

ہوتی ہے اور انکو قرب معنوی حق تعالیٰ کی جناب مین پیدا ہوتا ہے - دوسرے یہہ کہ فرشتون کا عالم اور ارواح کا عالم صلحا اور عابدون کی ملاقات کو آسمان سے زمین پر آتے ہین اور اون کے نزدیک ہونے کے سبب سے عبادتون کی کیفیت اور طاعتون کی حلاوت دوسری راتون کی عبادت اور حلاوت سے ہزارون درجے بڑہجاتی ہے - تیسری یہہ کہ قرآن مجید بھی اسشب کو لوح محفوظ سے دنیا کے آسمان پر نازل ہوا ہے اور یہہ ایسا شرف ہے کہ نہایت نہین رکھتا چوتھی یہہ کہ پیدایش فرشتون کی بھی اسی رات مین ہے - پانچوین یہہ کہ بہشتونکا آراستہ کرنا بھی اسی شب کو ہوتا ہے - چھٹے یہہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش کا مادہ بھی اسی شب کو جمع ہوا ہے اور صحیح روایت مین آیا ہے کہ عثمان بن ابی العاص کا ایک غلام تھا کہ سالہاے سال جہازون کی ملاحی کی تھی - ایک روز اُن سے کہنے لگا کہ دریا کے عجائبات سے ایک چیز میرے تجربے مین ہے کہ میری عقل اوس سے حیران ہے وہ یہہ ہے کہ دریاے شور کا پانی سال مین ایک رات میٹھا ہوجاتا ہے عثمان بن ابی العاص نے اسے کہا کہ جب وہ رات آوے تو مجھکو خبر کرنا دیکھون تو کہ وہ کون سی رات ہے اور کیا بزرگی رکھتی ہے اس غلام نے ستائیسوین رمضان المبارک کی ان سے کہا کہ یہہ رات وہی ہے کذا فی تفسیر فتح العزیز - غرض حضرت امام حسن داخل مدینہ ہوے بعد دس سال زندہ رہے معاویہ نے ہر سال زر و مال حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خدمت مین بھیجتا اور عزت احترام سے پیش آتا تھا جب صلحنامہ جو دو شرط مرقوم تھی کہ معاویہ اپنے موت کے قریب یہہ حکومت اور کسیکو ندے یزید پلید کو جو معاویہ کا پورا شرید تھا یہہ شرط مضطر اور بے آرام رکھتی تھی - بہرصورت حضرت امام حسن کی ہلاکت چھتا تھا آخر جعدہ سے ساخت کیا اور اس کو مال وزر کی طمع بتلا اسکے ہاتھ سے اس امام ہمام جگر گوشہ سید انام کو زہر دلوایا سو آپنے اسی صدمے سے بہت بیخ و بیماری کھینچکے رحلت فرمائی - آپکی رحلت کا بیان اس فقیر نے جو شرح سراالشہادتین مین لایا ہے بجنسہ یہان وہی نقل کیا جاتا ہے -

حضرت امام حسن کی وفات کا بیان

سبب رحلت کا اسکے ای کرم	رہی تھا آہ جعدہ جو دسیم	تھی بیٹی اشعث ابن قیس کی اُم	دیا اغوا یزید اسطرح اسکو
حسن کو زہر گر اب دیوگی تو	میرے بیٹے مال و زر لیں لیوگی تو	نکاح اپنا کروگی مین تیرے سے	تو پاویگی بڑی ثروت میرے سے
سو جعدہ آخرت کو بھول جاکر	بطمع و مال فانی پھول جاکر	چبائی خار و سے پھول کو وہ	دئی ہے زہر اوس مقبول کو وہ
اٹھاکے رنج و بیماری چہل روز	ہوا خلد برین کو رونق افروز	سو جعدہ بیوفا زشت انجام	وہ ملعون پاس تیرے بھی ہے پیغام
تا وعدہ کرے اپنا وفا وہ	کہا اس بیوفا کو پر جفا وہ	کہ رہنے سے ترے سن کے پاس تیرے	کبھو نہا ہم راضی نہین تھے

انہون کی والدہ کا نام اطہر	نہین دیکھا کتابون مین محرر	جو تھا اسکا پسر حسن المثنی	وہ تھا دادا حسین ابن علی کا
وہ زوج فاطمہ صغرا ہی بے ہین	یہی ثابت ہی نزدیک فریقین	وہ یعنی متفق ہین اسکے اوپر	محقق سی و شیعہ کے یکسر
ولیکن بعضے شیعہ غیر واقف	ہوے اس امر بین کے مخالف	تھا وہ کربلا مین ساتھ عم کے	ہوا قیدی بھی ساتھ اہل حرم کے
تھی اسکی عمر جب وہ شاد و خجستہ	کیا رحلت بحکم رب متعال	پسر جو زید تھا اس کا مکرم	کنیت اسکی ہی ابوالحسن اکرم
جیا ہی وہ بھی نو دیا کہ صد سال	تھا وہ بھی کربلا مین فائز الحال	ہوا ان سب پر بھی ان کے جد کے اوپر	تحیات و سلام رب اکبر

جانا چاہئے کہ جلیس کتاب ہین عشرہ مبشرہ سے خلفاے اربعہ اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ ابن الجراح اور زبیر و طلحہ کا احوال آچکا - باقی رہے دو صحابی یعنے عبدالرحمن بن عوف و سعید بن زید اب انکا احوال مختصر بھی لکھکے ختم کیا جاتا ہے تا یہہ کتاب بستان عشرۃ المبشرہ کے احوال اور ان کے مناقب اجلال کو شامل رہے

عبدالرحمن بن عوف کا احوال

انکی کنیت ابو محمد ہے عمدہ صحابہ اور قبیلہ بنی زہرہ سے تھے بنی زہرہ علماے قریش سے ہین - انکا نسب حضرت کے ساتھ کلاب مین ملتا ہے - عبدالرحمن بن عوف آٹھ اصحاب سابقین - اور عشرہ مبشرہ ماجدین سے ہین - اور اُن چھے صحابہ سے ہین جو حضرت عمر فاروق نے امر خلافت کو ان کی مشورت پر رکھا تھا - اور صاحب ہجرتین اور عمدہ اصحاب سید الکونین سے ہین کہتے ہین کہ جاہلیت مین شراب اپنے پر حرام کیا تھا اور بڑی شجاعت و سخاوت سے موصوف تھے جنگ احد مین ان کو اکیس زخم لگے تھے باین صف میدان مین ثابت قدم رہے - خبر ہی کہ ایک روز خالد نے ان کے ساتھ سخت بات کی حضرت نے برہم ہوکے فرمایا کہ میرے یارون سے تعرض مت کرو اور ان کو دشنام نہ دو قسم ہی اللہ تعالے کی اگر تم کوہ احد برابر سونا راہ خدا مین خرچ کروگے ان کے ایک مد بلکہ نصف مد کو نہ پہنچیگا - اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ جس نے میرے ازواج کی خبر گیری کرے وہ صدق اور نیکی سے متصف ہوگا - اسیواسطے عبدالرحمن بن عوف حضرت کے بعد آپکے ازواج مطہرات کے بہت خدمت گذار رہتے - ہر سال ان کو حج بیت اللہ کے لئے لانے اور لیجانے مین مبلغ خطیر خرچ کرتے تھے - اور مدینہ طیبہ مین ایک بہتر باغ خرید کر کے اسکو امہات المومنین پر وقف کیا تھا - بی بی عایشہ صدیقہ نے فرماتی تھین کہ اللہ تعالی اسکو جنت کا سلسبیل پلاوے ہم ازواج رسول اللہ سے بہت سے احسانات کئے ہین - اور روایت ہے کہ ایکبار حسنین کریمین بھوکے ہوے حضرت نے انکو دیکھکے فرمایا کہ کون ہی کہ اب ان کو کھلاوے تب عبدالرحمن بن عوف نے جاکے جلد ایک طباق بھر کے ستو اور دو نان لے آئے - حضرت نے بہت خوش ہوکے فرمایا کہ اللہ تعالی تیرے دنیا کے سب کام

اور تیری آخرت کے سب کاموں کے لئے میں ضامن ہوں اور کئی بار ان کو حضرت نے جنت سے بشارت دی ہے۔ اور ایک سفر میں حضرت نے صبح کی ایک رکعت میں انکا اقتدا کیا یہہ شرف کسی صحابی کو نہ ملا اور حضرت حضرت نے انکے حق میں برکت کی دعا کی اسلئے اللہ تعالی نے ان کے مال میں بڑی ترقی دی یہ روایت ہے کہ ایکبار حضرت کے حضور میں امور دینیہ میں خرچ کرنے کے لئے چہار ہزار دینار حاضر کئے۔ اور ایک روز چالیس ہزار درہم اور ایکبار چالیس ہزار دینار لے آئے اور تین ہزار غلاموں کو للہ آزاد کر دیا اور بہت سے باغ وقف کئے اور سہنار و پا حد سے زیادہ اور پانسو گھوڑے خیرات کئے ان کی تجارت وجہ حلال سے تھی اللہ تعالی اس میں نفع کثیر دیا تھا اور اپنے مرض الموت میں وصیت کی کہ صحابہ بدر سے ہر صحابی کو چہار صد دینار اور ازواج مطہرات کو بھی بہت مال دیا رکھتے ہیں کہ اس وقت بدریان سو تھے ان سب کے حصے پہنچگئے حضرت عثمان اور حضرت علی نے اپنے حصے لیکے انکی تناکی اور عرفا رزق نے کہا کہ وہ دین کے سرداروں سے ایک سردار ہے باوجود اس اخراجات و خیرات کثیر کے جب ان کے ترکے سے ان کی بی بیوں کو آٹھواں حصہ ملا ہر بی بی کے تعین ہر بی بی کو تین لاکھ بیس ہزار دینار آئین ہجرت کے بتیسویں سال انکی رحلت ہوی تب انکی عمر پچہتر سال کی تھی رضی اللہ تعالی عنہ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا احوال

حضرت عمر کے چچیرے بھائی اور بھنوی ہیں اور سابق اسلام سے ہیں سب مشاہد میں حضرت کے ساتھ رہے کبھی جدا نہوے بدر میں حاضر نہیں تھے حضرت نے طلحہ کے ساتھ بھیجے تھے جب وہاں سے مراجعت کی حضرت نے انکو بدر کا حصہ دیا بیس وہ بدریوں میں داخل ہیں اور حضرت نے انکو جنت سے بشارت دی اور وہ فضلاے صحابہ سے ہیں اور انکی کرامتیں مشہور ہیں اور کتب میں مسطور۔ ایک عورت نے کہ جس کا نام اروی تھا ان پر آکے زمین کا جھوٹا دعوی کیا سعید نے دعا کی الہی اگر یہہ اپنے دعوے میں جھوٹی ہو تو اسکو نابینا کر دے اللہ تعالے نے ان کی دعا کو قبول کیا اور وہ عورت نابینا ہو گئی۔ ایک روز کہیں جاتی تھی اسکا پیر پھسل کے ایک چاہ میں گر پڑی اور مر گئی مدینہ میں قصہ صغیر و کبیر امیر و فقیر میں مشہور ہو گیا سن اکاون ہجری میں سعید کی رحلت ہوی اور انکی عمر بہتر سال کی تھی سعید ابن جبیر نے کہا ہے کہ چار خلفاء اور طلحہ اور زبیر اور سعد و سعید اور ابو عبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمن بن عوف عشرہ مبشرہ میں عبداللہ سے مروی ہے کہ کوفے میں ایک عامل آیا تھا ایکدن اس نے بالاے منبر حضرت علی کی جناب میں کچھہ ناسزا کہا سعید بھی مسجد میں تشریف رکھتے تھے میرے طرف متوجہ ہو کے کہنے لگے کیا تو جانتا نہیں کہ یہہ ظالم نے حضرت علی کی جناب میں کیسی بے ادبی کرتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نو اصحاب کہ ان

ہین سعید نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی زبیر و طلحہ سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح و عبد الرحمن بن عوف
پھر مین نے پوچھا کہ دسوان کون ہی سعید نے یہہ سنکے توقف کیا پھر مین پوچھا کہ دسوان کون ہی تب کہا کہ مین ہون
اور حدیث صحیح متواتر سے یہہ دس اصحاب کرام کی بشارت ثابت ہے۔

اختتام این کتاب فرخ فرجام۔ ومناجات بدرگاہ رب الانام جل جلالہ وعم نوالہ

شکر للہ یہہ روضۂ رضوان — ودرجس سے سدا ہی باد خزان — شکر للہ یہہ فیض کا گلزار — ہر چمن جسکا ہی ہمیشہ بہار
شکر للہ یہہ گلبن شاداب — کہ نسیم مناقب اصحاب — جس سے بھرا ہی ہر طرف بادام — عطر پرور ہی جس سے جانکی شام
شکر للہ یہہ گلشن انور — گل و غنچے ہین جسکے تازہ و تر — شکر للہ یہہ رسالہ خوب — سفینون کے قلوب کا مرغوب
شکر حق یہہ کتاب فیض انتساب — نام جسکا حدیقۃ الاحباب — حسن انجام کا لئی ہی بہار — اس سے رخشان ہین ختم کے القاب
لیلۃ القدر تھی مہ رمضان — بست و ہفتم شب و جمعہ کی جان — سال ہجرت سے یکہزار و دو صد — اور اسّی پہ پہنچے تھے اے ارشد
ہی یہہ ایسی کتاب فیض مآب — کہ ہی ہندی مین آجتک نایاب — فارسی مین بھی ہی بہت کمیاب — نہ وسی غیر روضۃ الاحباب
اور اس سے بھی یہہ مفصل ہے — اور مبسوط ہی و مطول ہے — اس مین ہینگے حدیث اور آیات — شرح و تفسیر ترجمے کے ساتھ
اور شیعہ کے ملحن کے بھی جواب — دیکھیے اسمین لکھے گئے بصواب — اور بعضے مناقب اصحاب — جو نہ آئے بروضۃ الاحباب
دیکھکے اسمین مین نے لایا ہون — معتبر جو کتب مین پایا ہون — جو حدیث و سیر کا ماہر ہو — قدر اسکی اسی سے ظاہر ہو
غرض اس فن کے بہت کتب ہین — ہی ستارون مین جسطرح مہتاب — کتب معتبر کی لب لباب
ایسی تالیف وہ خدائے قدیر — اب ہی کروایا زمین فقیر حقیر — ایسا وہ خالق یگانہ ہی — ایسا وہ قادر توانا ہی
کرے ذریعے آفتاب نمود — کرے قطرے سے ایک موجود — یہہ کرشمہ ہی اسکی قدرت کا — نہین شبہ ہی میری طاقت کا
کیون ادا ہو شکر این احسان — ہر مو کو گر ہو لاکھ زبان — یا الٰہی تو اب کرم سے ترے — عنایت رحمت اعم سے ترے
کیجیے اس کتاب کو مقبول — از طفیل رسول و آل رسول — اور حرمت سے اسکے یارون کے — اسکے سب جان نثارون کے

تمت

کتب خانہ کلیہ جامعہ عثمانیہ

اطلاع

یہہ کتاب مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے زندگی اور

طبع ہوئی تھی مگر اب اوس کے نسخے بالکل کمیاب

بکثرت خواہش ہونے سے بصرف زر کثیر مصنف

تصنیف کو زیور طبع سے آراستہ کیا تاکہ ناظرین

اٹھاوین اور جب تک دنیا مین یہہ کتاب رہے

کو دعاے خیر سے یاد کرین۔ جن صاحبون کو

ذیل کے پتہ سے طلب کرین ۔

حیدرآباد دکن محلہ فیلخانہ سڑک بیگم بازار

ملا محمد مراد پشاوری ناظر کتب

۲۹۷

ری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔